سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(منگل5، بدھ6، جمعرات7، جمعتہ المبارک8۔جون2012)

(یوم الثلاثہ14، یوم الاربعاء15، یوم الخمیس16، یوم الجمع17۔رجب المرجب1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: اڑتیسواں اجلاس

جلد38(حصہ اول):شمارہ جات : 1تا4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اڑتیسواں اجلاس

منگل،5۔جون2012

جلد 38:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3

3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	13

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر

	حلف		
7۔	نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف	----------	13
	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)		
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------	15
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	57
	تحاریک استحقاق		
10۔	تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سب انسپکٹر کا معزز خاتون ممبر کو ہراساں کرنا(۔۔۔جاری)	----------	83
	تحاریک التوائے کار		
11۔	پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم ابلاغیات میں کئی سالوں سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنا(۔۔۔جاری)	----------	92

بدھ،6۔جون2012

جلد 38:شمارہ 2

12۔	ایجنڈا	----------	96
13۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	100
14۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	101
	سوالات (محکمہ ہاؤسنگ وشہری ترقی)		

15۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ----------	102
16۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	133
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
17۔	مسودہ قانون زکوٰۃ وعشر پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ وعشر کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا ----------	150

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	تحاریک استحقاق نمبر38/10اور75/11 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا ----------	150
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف و اشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	151
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط وجوابدہی ملازمین پنجاب 2011اور مسودہ قانون (دوسری ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا ----------	151
	تحاریک استحقاق	
21۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ----------	152
	تحاریک التوائے کار	
22۔	کہون وادی اور ملحقہ کٹاس راج مندر اور تالاب کو سیمنٹ پلانٹ میں تبدیل کرنے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا ----------	152
23۔	نیوانارکلی لاہور میں واقع حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے مکان اور چلہ گاہ پر بااثر افراد کا قبضہ ----------	155
24۔	بورے والا شہر میں دن دہاڑے ڈکیتیوں میں اضافہ ----------	156
25۔	ڈی پی ایس بورے والا میں خلاف پالیسی پرنسپل کی تعیناتی ----------	158

26۔	موسم گرما کی چھٹیوں کی سرکاری پالیسی سے پرائیویٹ سکولوں کا انحراف	160
27۔	صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں گندے پانی کی فراہمی سے مریض مزید بیماریوں میں مبتلا	161

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
28۔	مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی، بہاولپور مصدرہ 2012، مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد مصدرہ 2012 اور مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ مصدرہ 2012 کے بارے مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	162
	پوائنٹ آف آرڈر	
29۔	معزز خاتون ممبر کے اکلوتے بیٹے کی ڈاکٹروں کے ہاتھوں موت کی انکوائری کا مطالبہ	163

جمعرات، 7۔جون2012

جلد 38: شمارہ 3

30۔	ایجنڈا	170
31۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	174
32۔	نعت رسول مقبول ﷺ	175

حلف

33۔	نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف	176
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
34۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	179
35۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	204
	توجہ دلاؤ نوٹس	
36۔	لاہور: پانچ کروڑ روپے مالیت کے سونا کی ڈکیتی ودیگر تفصیلات	238
	تحاریک استحقاق	
37۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	239

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
38۔	مسودہ قانون (ترمیم) خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2012	240
39۔	مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں مصدرہ2012	240
40۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب زرعی یونیورسٹیاں مصدرہ2012	241
41۔	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور مصدرہ2012	241
42۔	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ2012	242
43۔	مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2012	242
44۔	مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی مصدرہ2012	242
45۔	مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی مصدرہ2012	243
46۔	مسودہ قانون (ترمیم) (بندوبست وسپردگی) متروکہ وقف املاک پنجاب مصدرہ2012	243
47۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ	

	ایجنسی مصدرہ2012 ----------	244
48۔	مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2012 ----------	244
49۔	مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2012 ----------	244
	مسودات قانون(جوزیر غورلائے گئے)	
50۔	مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ2011 ----------	245
51۔	مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول مصدرہ2012 ----------	253
52۔	کورم کی نشاندہی ----------	254
53۔	مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول مصدرہ2012(---جاری) ---------- 254	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	مسودات قانون(جودوبارہ زیر غورلائے گئے)	
54۔	مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبے دخل اشخاص مصدرہ2011 ----------	255
55۔	مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)سیٹلمنٹ کمشنرز مصدرہ2011----------	261
56۔	مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ2007 مصدرہ2011 ----------	267

جمعۃ المبارک،8۔جون2012

جلد 38:شمارہ 4

57۔	ایجنڈا ----------	274
58۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	276
59۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	277

	سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)	
60۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	278
	پوائنٹ آف آرڈر	
61۔	وزیراعلیٰ کا مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والے شخص کو اقلیتی ممبر اسمبلی منتخب کرواکر اسے وزیر خزانہ بنانا اور پھر استعفیٰ طلب کرنا	283
62۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (۔۔۔جاری)	302
63۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	308
64۔	کورم کی نشاندہی	338
65۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(116)/2012/608. Dated. 20th May 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Tuesday, 5 June 2012 at 3.00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 29th May 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اوّل

(مسودہ قانون)

RECONSIDERATION OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the message of the Governor in respect of the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as passed by the Assembly on 28th February 2012, be taken into consideration at once.

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as originally passed by the Assembly, be passed again.

4

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 6۔مارچ2012 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام راجباہوں اور مائنرز پر مویشیوں کے پانی پینے کے لئے پختہ گھاٹ بنانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

(موجودہ قرارداد یں)

1. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں فوڈ سٹریٹ کی طرز پر بک سٹریٹ کے قیام کو بھی یقینی بنایا جائے تاکہ عوام خصوصاً نوجوان نسل میں کتب بینی کے شوق کو پیدا کیا جاسکے۔

2. محترمہ زوبیہ رباب ملک اس ایوان کی رائے ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی اور دیگر انتظامی مسائل کے حل کے لئے تحصیل بھلوال (سرگودھا) کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی پیروں، عاملوں اور جعلی ڈاکٹروں کے اشتہارات پر پابندی عائد کر دی جائے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
2۔	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
3۔	جناب شاہان ملک، ایم پی اے	پی پی۔15
4۔	محترمہ آمنہ الفت، ایم پی اے	ڈبلیو۔356

3۔ کابینہ

1۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، مال اور مقامی حکومت و دیہی ترقی*
2۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، وزیر خزانہ*
			ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن*،

خواندگی وغیر رسمی بنیادی
تعلیم*، ٹرانسپورٹ*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5تا22۔جون 2012) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5تا22۔جون 2012) تفویض کیا گیا۔

6

3۔ چودھری عبدالغفور : وزیر منصوبہ بندی و ترقیات

کان کنی و معدنیات اور توانائی*

4۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور واوقاف، بیت المال

محنت اور ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ*

5۔ ملک ندیم کامران : وزیر زکوٰۃ و عشر

6۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر صنعت

7۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک وڈیری

ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات،

سیاحت و ترقی تفریحی مقامات اور آبپاشی و قوت برقی*

8۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ چودھری محمد ایاز : داخلہ
2۔ محترمہ عفت لیاقت علی خان : ترقی خواتین
3۔ چودھری ندیم خادم : محنت
4۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
5۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز
6۔ جناب محمد آصف ملک : ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ
7۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
8۔ راؤ کاشف رحیم خان : ہائر ایجوکیشن
9۔ جناب ظفر اقبال ناگرا : ہاؤسنگ وشہری ترقی
10۔ چودھری شفیق احمد گجر : سماجی بہبود
11۔ جناب محمد مسعود لالی : آبپاشی
12۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور و اوقاف
13۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : ایس اینڈ جی اے ڈی
14۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم
15۔ جناب عمران خالد بٹ : پبلک پراسیکیوشن
16۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک
17۔ محترمہ شازیہ اشفاق مٹو : ایم پی ڈی ڈی
18۔ چودھری محمد اسداللہ : توانائی
19۔ جناب محمد اخلاق : سکولز ایجوکیشن

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

20۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری و محصولات

21۔ ڈاکٹر سعید الٰہی : صحت

22۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

23۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

24۔ پیر محمد اشرف رسول : جنگلات، جنگلی حیات و ماہی گیری

25۔ جناب غلام نبی : کامرس و تجارت

26۔ رانا تنویر احمد ناصر : پی اینڈ ڈی

27۔ رانا محمد ارشد : امور نوجواناں، کھیل، تاریخی مقامات و سیاحت

28۔ جناب احسن رضا خان : خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم

29۔ جناب عامر سعید انصاری : جیل خانہ جات

30۔ جناب عبدالوحید چودھری : خزانہ

31۔ ڈاکٹر فرخ جاوید : انفارمیشن

32۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا : مواصلات و تعمیرات

33۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : ماحولیات

34۔ سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز و اشتمال اراضی

35۔ ملک احمد کریم قصور لنگڑیال : لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ

36۔	حاجی عمران ظفر	:	انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ
37۔	سردار قیصر عباس خان مگسی	:	مال
38۔	سردار ملک جہانزیب وارن	:	وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم
39۔	میاں محمد کاظم علی پیرزادہ	:	کانکنی اور معدنیات
40۔	میاں فدا حسین وٹو	:	بیت المال

9

41۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
42۔	ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ	:	بہبود آبادی
43۔	جناب جوئیل عامر سہوترا	:	انسانی حقوق واقلیتی امور
44۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	قانون وپارلیمانی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب اشتر اوصاف

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

منگل،5۔جون2012

(یوم الثلاثہ،14۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام 5بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُم بِٱلۡغَيۡبِ لَهُم
مَّغۡفِرَةٌ وَأَجۡرٌ كَبِيرٌ ۝١٢ وَأَسِرُّواْ قَوۡلَكُمۡ أَوِ ٱجۡهَرُواْ بِهِۦٓۖ إِنَّهُۥ عَلِيمُۢ
بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ۝١٣ أَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ ۝١٤
هُوَ ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ ذَلُولٗا فَٱمۡشُواْ فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُواْ
مِن رِّزۡقِهِۦۖ وَإِلَيۡهِ ٱلنُّشُورُ ۝١٥

سورۃ المُلک آیات12تا15

(اور)جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے(12)اور تم (لوگ)بات پوشیدہ کہو یا ظاہر وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے(13) بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے؟ وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور(ہر چیز سے)آگاہ ہے(14)وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو اس کی راہوں میں چلو پھرو اور خدا کا(دیا ہوا)رزق کھاؤ اور(تم کو)اسی کے پاس (قبروں سے)نکل کر جانا ہے(15)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب حُسن تھا اُن کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بِن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا
جس وقت تھے خدمت میں اُن کی بُوبکر و عمر عثمان و علی
اُس وقت رسولِ اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا
معراج کی شب حق سے ملنے وہ عرش معلیٰ پر پہنچے
رفتار کا عالم کیا ہوگا گفتار کا عالم کیا ہوگا
کہتے ہیں عرب کے ذروں پر انوار کی بارش ہوتی ہے
اے نجم نہ جانے طیبہ کے گلزار کا عالم کیا ہوگا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
2	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
3۔	جناب شاہان ملک، ایم پی اے	پی پی۔15
4۔	محترمہ آمنہ الفت، ایم پی اے	ڈبلیو۔356

شکریہ

حلف

نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے پتا چلا ہے کہ سردار محمد حسام الدین کھوسہ صاحب پی پی۔243 یہاں موجود ہیں تو وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ حلف لیں۔

(اس مرحلہ پر سردار محمد حسام الدین کھوسہ نے اپنی نشست پر کھڑے ہو کر ممبر صوبائی اسمبلی کا حلف اٹھایا)

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔پہلے آپ رجسٹر دستخط کریں پھر اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر سردار محمد حسام الدین کھوسہ پی پی۔234 نے حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط کئے)

سردار محمد حسام الدین کھوسہ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی کر کے مجھے اس مقام پر بھیجا ہے اور اس میں میرے والدین کی بھی دعائیں ہیں۔ میرے والد

صاحب نے سینیٹ کا ممبر ہونے کی وجہ سے سیٹ vacate کی تھی اور میں ہمیشہ یہ کوشش کروں گا کہ ان کے نقش قدم پر چل سکوں اور ان کی امیدوں پر پورا اتر سکوں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی اس موقع پر سردار حسام الدین کھوسہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب کیا اور آج وہ اپنے والد کی ہی سیٹ پر منتخب ہو کر اس معزز ایوان میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ حسام الدین کھوسہ صاحب کے والد سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب جن کی اس ایوان سے بہت لمبی وابستگی رہی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اب تک ان کا یہ ریکارڈ ہے کہ وہ سب سے زیادہ مرتبہ اور سب سے لمبا عرصہ اس معزز ایوان کے ممبر رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے اس ایوان کی اور اس ایوان کے ذریعے صوبے کی عوام کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ان کا اس ایوان میں بطور ممبر، بطور منسٹر اور مختلف حیثیتوں میں جو عرصہ رہا ہے وہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کے لئے ایک مشعل راہ اور ہمارے لئے رہنمائی کا باعث ہے۔ اب وہ سینیٹ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نمائندگی کرنے کے لئے موجود ہیں۔ میری دعا ہے کہ سردار حسام الدین کھوسہ صاحب اپنے والد کی طرح اس معزز ایوان کے ذریعے بہت ہی عمدہ انداز میں اور بہت زیادہ عرصہ تک اپنی خدمات اس صوبے کے عوام کو دے سکیں۔ میں دوبارہ اپنی جانب سے بھی اور پارلیمانی پارٹی کی جانب سے بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سب سے پہلے میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو جو سپیکر لابی میں بطور سینیٹر آج تشریف فرما ہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ انہیں اور ان کے بیٹے کو دل کی گہرائیوں سے اس ایوان کا ممبر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کو وقفہ سوالات کے بعد موقع دوں گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات بھی سنوں گا لیکن وقفہ سوالات کے بعد اس لئے اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4734 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں گریڈ19 کے آفیسرز سے متعلقہ تفصیلات

*4734: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں گریڈ19 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی اور کتنی پر ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات افسران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل بتائیں؟

(د) کتنے افسران اپنے گریڈ سے ہائر گریڈ کی اسامیوں پر تعینات ہیں؟

(ہ) کتنے افسران کم تعلیمی قابلیت کے باوجود ہائر پوسٹوں پر کام کر رہے ہیں؟

(و) کیا حکومت کم تعلیمی قابلیت والے افسران کی جگہ مطلوبہ تعلیمی قابلیت کے حامل افسران تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں گریڈ19 اور اس سے اوپر کی کل 309 اسامیاں ہیں۔

(ب) 102 اسامیاں پُر ہیں اور 207 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات افسران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل Annex-C برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کوئی افسر اپنے گریڈ سے ہائر گریڈ کی اسامی پر تعینات نہ ہے۔

(ہ) یونیورسٹی ہذا میں کم تعلیمی قابلیت والا کوئی بھی افسر ہائر پوسٹ پر کام نہیں کر رہا۔

(و) مذکورہ سوال کا جواب جز(ہ) میں دیا جا چکا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں سوال سے مطمئن ہوں اور میرا کوئی ضمنی سوال نہ ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ب) میں ہے کہ "102 اسامیاں filled ہیں اور 207 اسامیاں خالی ہیں"۔ ویسے تو پنجاب حکومت بڑا رونا روتی ہے کہ بے روزگاری ہے اور پڑھے لکھے بچے دربدر پھر رہے ہیں تو میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ 207 اسامیاں خالی کیوں چھوڑی ہوئی ہیں اور کیا انہیں fill کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! پہلے تو یہ بتائیں کہ مذکورہ اسامیاں کیوں خالی چھوڑی گئیں اور دوسرا یہ بتائیں کہ انہیں کب تک fill کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب سوال آیا تھا اس وقت 207 اسامیاں خالی اور 102 اسامیاں پُر تھیں۔ اِس وقت 167 اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں اور 142 کے قریب خالی رہ گئی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یونیورسٹی کا اپنا criteria ہوتا ہے اور ان کے ایکٹ کے مطابق ان کا اپنا سلیکشن بورڈ ہوتا ہے۔ اس میں حکومت پنجاب یا ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کو جیسے جیسے اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے اس کے مطابق وہ اپنی recruitments کرتے ہیں۔ یہ ان کی approved strength تھی، جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ وہ کنٹریکٹ پر اور visiting faculty بھی hire کرتے ہیں اور آکر سٹوڈنٹس کو پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وائس چانسلر کے پاس بھی اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی استاد کو کسی دوسری کلاس پڑھانے کے لئے بھی کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ 2012 آگیا ہے اور ابھی بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ 142 کے قریب اسامیاں خالی ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اس کا ہائر ایجوکیشن کے ساتھ تعلق ہی کوئی نہیں ہے۔ گورنمنٹ تو انہی کی ہے اگر ہائر ایجوکیشن کا تعلق نہیں ہے تو کون سا آدمی آئے گا جو ان کو بتائے گا کہ اسامیاں پُر کریں؟

جناب سپیکر: انہوں نے یہ نہیں کہا کہ تعلق نہیں ہے بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں Autonomous body ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! autonomous body ہے لیکن who is suffering?

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں explain کر دیتا ہوں۔ وہ میری بات سمجھے نہیں ہیں۔ سٹوڈنٹس suffer نہیں کر رہے ہیں، انہوں نے سیٹیں approve کرالی ہیں مگر جیسے جیسے ان کی requirement ہوتی ہے یونیورسٹی اس کے مطابق recruit کرتی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ان کا ایک سلیکشن بورڈ ہوتا ہے اور میں ابھی آپ کو یونیورسٹی کے ایکٹ کی کاپی بھی دے دیتا ہوں جس سے سارا پتا چل جائے گا کہ اس بورڈ میں کون کون ممبران ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ ماجدہ زیدی!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے 102 کی جگہ 162 اسامیاں پُر کی جا چکی ہیں اور بقایا 142 رہ گئی ہیں۔ یہ بات نہیں ہے 142 باقی نہیں رہتیں بلکہ بہت زیادہ باقی رہتی ہیں۔ میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کہ 207 اسامیاں جو آپ کے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ خالی ہیں، یہ مستقل بنیاد پر اسامیاں ہیں تو ان پر عارضی طور پر یونیورسٹی کس طرح رکھ رہی ہے اور مستقل بنیادوں پر یہ نوکریاں کیوں نہیں دی جاتیں، پنجاب میں اتنی بے روزگاری ہے اور یہاں ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پھر explain کر دوں کہ یونیورسٹی کا اپنا criteria ہوتا ہے اور جب ان کو ضرورت ہوتی ہے وہ recruit کر لیتے ہیں۔ انہوں نے ابھی بھی ایک recruitment کا اشتہار دیا ہوا ہے میں اس کی کاپی بھی ان کو دے دیتا ہوں۔ جیسے جیسے ان کو اپنے

criteria کے مطابق لوگ ملتے ہیں وہ ان کو recruit کرتے جاتے ہیں۔ سٹوڈنٹس کی تعداد جیسے جیسے بڑھتی ہے اس کے مطابق recruitment کرتے جاتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ان کا criteria بن چکا ہے، یہ مستقل بنیادوں پر اسامیاں خالی ہیں تو ان کو مستقل بنیادوں پر ہی پُر کرنا چاہئے۔ جب 207 اسامیاں announce ہو گئی ہیں تو ان کو یہ پُر بھی کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا ایک سلیکشن بورڈ ہوتا ہے۔ ہمارے کالجوں میں جو اساتذہ آتے ہیں وہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے آتے ہیں لیکن یونیورسٹی کا سلیکشن بورڈ ہوتا ہے جس میں وائس چانسلر ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب ان کی بات سن لیں۔۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ میری بات سن لیں تاکہ ان کو پتا چل جائے۔۔۔(شور وغل)

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سیٹیں الگ ہوتی ہیں جس میں ضرورت کے مطابق لوگ آتے جاتے ہیں، بھرتی کئے جاتے ہیں اور نکالے بھی جاتے رہتے ہیں لیکن جو مستقل بنیادوں پر سیٹیں ہوتی ہیں وہ declared ہوتی ہیں اور سلیکشن بورڈ ان پر عارضی بنیادوں پر نہیں رکھ سکتا۔ میں یہی کہہ رہی ہوں کہ 207 اسامیوں کو مستقل بنیادوں پر پُر کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان سے یہی کہوں گا کہ یہ پنجاب اسمبلی سے پاس ہوا ہے۔ یونیورسٹی کا criteria different ہوتا ہے، وہ autonomous ادارہ ہے، وہ اپنے حساب سے recruitment کرتے ہیں اور وہاں پر ڈیپارٹمنٹ یا پبلک سروس کمیشن کی recruitment نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریقہ ہے کہ تین تین صاحبان کھڑے ہو کر پوچھتے ہیں پہلے منسٹر صاحب کو تو satisfy کرنے دیں۔ شاہ جی، ایسا نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ relevant بات نہیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو کوئی جواب relevant ہی نہیں لگتا، آپ کس پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں I will not allow، آپ نہیں بول سکتے، اس پر آپ کو بولنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں بس یہی کہنا چاہ رہی ہوں کہ ان کا جو سلیکشن بورڈ ہے وہ ان اسامیوں کو مستقل بنیاد پر کیوں پُر نہیں کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پھر بتا رہا ہوں کہ یونیورسٹی ایک autonomous ادارہ ہے۔ ان کو جیسے جیسے ضرورت ہوتی ہے وہ recruitments کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کا سلیکشن بورڈ ہوتا ہے جو select کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک کا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4737 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کی آمدن، اخراجات اور دیگر تفصیلات

*4737: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کا سال 08-2007 اور 09-2008 کا بجٹ سال وار بیان کریں؟

(ب) ان سالوں کے دوران یونیورسٹی ہذا کو کتنی گرانٹ حکومت سے ملی اور کتنی گرانٹ اپنے ذرائع سے حاصل ہوئی؟

(ج) حکومت کی طرف سے جو گرانٹ ملی وہ کس کس مد میں اور کس مقصد کے لئے تھی اور کس کس مد اور مقصد پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم وی سی اور دیگر سٹاف کے بیرونی ممالک دورہ پر خرچ ہوئی یہ وزٹ کس کس ملک کا کس اتھارٹی کی اجازت سے کیا گیا؟

(ہ) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم سے گاڑیاں خرید کی گئیں ان گاڑیوں کے نمبر اور قیمت خرید بتائیں؟

(و) اس وقت وی سی کے زیر استعمال کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس ماڈل اور کمپنی کی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے مذکورہ سالوں کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال2007-008 240.702ملین روپے

سال2008-09 272.961ملین روپے

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور کو 2007-08 میں حکومت پنجاب کی طرف سے 55.371 ملین روپے اور اپنے ذرائع سے 79.170 ملین روپے گرانٹ حاصل ہوئی اور 2008-09 میں حکومت پنجاب کی طرف سے 95.371 ملین روپے اور اپنے ذرائع سے 77.944 ملین روپے گرانٹ حاصل ہوئی۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے ملی ہوئی گرانٹ پنجاب گورنمنٹ کے ملازمین جو یونیورسٹی میں تعینات ہیں ان کی salaries پر خرچ ہوئی ہے۔

(د) وی سی یا دیگر سٹاف کے بیرونی ممالک دورہ پر یونیورسٹی فنڈ میں سے کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔

(ہ) مذکورہ عرصہ میں جتنی رقم سے گاڑیاں خریدی گئیں ان کی تفصیل "Annex-C" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) اس وقت وی سی کے زیر استعمال صرف ایک گاڑی ہے جو کہ ٹویوٹا کرولا CC 1300 اور ماڈل 2004 ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کا سال 08-2007 اور 09-2008 کا بجٹ سال وار بیان کریں؟ اس کے جواب میں ہے کہ سال 08-2007 میں 240.702 ملین روپے ملے ہیں۔ جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور کو 08-2007 میں حکومت پنجاب کی طرف سے 55.371 ملین روپے اور اپنے ذرائع سے 79.170 ملین روپے گرانٹ حاصل ہوئی۔ جب میں نے اس کا اعداد و شمار کیا تو یہ 134 ملین روپے بنتا ہے جبکہ یہ 240 ملین روپے بتا رہے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ 100 ملین روپے کہاں سے آیا اور اب کہاں ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو یہاں پر figures دیئے گئے ہیں میں بتاتا ہوں کہ یونیورسٹی کا جواب غلط تھا اور ہم نے ابھی ان سے جو details لی ہیں میں وہ ابھی explain کر دیتا ہوں۔ سال 08-2007 کا جو بجٹ ہے وہ 240.702 ملین روپے لکھا ہوا ہے جبکہ یہ اصل میں 209.752 ملین روپے ہے۔ یہ میں نے آج ہی یونیورسٹی سے detail لی ہے کیونکہ مجھے بھی لگ رہا تھا کہ انہوں نے ٹھیک جواب نہیں بھیجا اور اس کے بعد 09-2008 کے جواب میں 272.961 ملین روپے بتایا گیا ہے جبکہ اصل میں یہ 264.123 ملین روپے ہے۔ اب جبکہ محترمہ break up کا کہہ رہی تھیں وہ میں ان کو 08-2007 کا بتا دیتا ہوں کہ اس میں 209.752 ملین روپے break up ہے تو اس میں 55.371 ملین روپے حکومت پنجاب نے یونیورسٹی کو دیا، 75.211 ملین روپے ہائر ایجوکیشن کمیشن سے یونیورسٹی کو ملا اور 134.541 ملین روپے یونیورسٹی نے اپنے sources سے اکٹھا کیا تو اس طرح ان کا 08-2007 کا ٹوٹل بجٹ 209.752 تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جنہوں نے سوال کیا ہے آپ ان کو بولنے نہیں دیتے، آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال کوئی بھی معزز ممبر کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں ان کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔ آپ خود بھی محنت کر لیا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہم خود بھی محنت کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جن کے سوال ہیں کیا میں ان کو نہ سنوں؟ آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر معزز وزیر صاحب کو صحیح جواب مل گیا ہے تو ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے غلطی کو مانا لیکن اگر انہیں صحیح جواب مل گیا تھا تو انہیں ہمیں یہاں پر بیٹھنے سے پہلے یہ صحیح جواب دینا چاہئے تھا اور کہنا چاہئے تھا کہ محترمہ یہ صحیح جواب آ گیا ہے۔ اب یہ میرا استحقاق ہے اور یہ Privilege Motion بھی بنتی ہے کیونکہ ہمیں اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں

کرنا۔دوسری بات میں یہ کہوں گی کہ اس میں 200ملین روپے کے گھپلے پر زبروں اور زیروں کا ہیر پھیر ہے تو کیااس محکمہ کو کوئی سزادی جارہی ہے یاایسے چھوڑا جائے گاتوآگے ہم منسٹر صاحب سے کیا گارنٹی لیتے ہیں کہ اس کے بعد صحیح جواب آئے گا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جہاں تک جواب کی غلطی کا تعلق تھاتو ہم نے وائس چانسلر لاہور کالج ووومن یونیورسٹی کوآج ہی ایک سخت خط لکھاہے کہ آپ اسمبلی کے معاملات کو seriously لیاکریں اور جواب ٹھیک بھیجاکریں جو سوالات اسمبلی کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں یہ معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے information ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ نے بس اتنی بات کہہ دی کہ جواب ٹھیک بھیجاکریں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یونیورسٹی کوایک سخت وارننگ دی ہے کہ آئندہ سے اپنے اس روّیہ کو ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جہاں تک محترمہ جواب کا کہہ رہی ہیں تو میں ان کو جواب کی کاپی ابھی مہیا کر دیتا ہوں۔اس میں یونیورسٹی کے بجٹ کی تفصیل ہے۔ان کے expenditures کی تفصیل ہے کہ کتنی ان کی income تھی اور کتنا خرچ ہوا ہے۔یہ ساری تفصیل میں ان کو مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ اتنی سی بات ہے کہ جس نے جواب غلط دیا ہے کیاآپ اس کو کچھ نہیں کہہ سکتے؟جنہوں نے یہ کیا ہے آپ ان کے خلاف action recommend کریں۔

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ یونیورسٹی کی وائس چانسلر کا یہ کہنا ہے کہ جس رجسٹرار نے یہ جواب بھیجا تھاوہ ریٹائرڈ ہو گئی ہیں۔اب ان کی جگہ کوئی نئے لوگ آگئے ہیں اس لئے ہم نے ان کو یہ کہا ہے آپ پھر بھی اس کی پوری انوسٹی گیشن کر کے بھیجیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیاوہ ریٹائرمنٹ کے ساتھ اپنے دفتر کے کاغذات بھی اٹھاکر لے گئی ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!کاغذات تو بالکل وہیں پڑے ہوں گے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔It is very sad.

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یونیورسٹیاں گورنر بطور چانسلر کے under آتی ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ان کو action کے لئے لکھ سکتا ہے۔ اگر ہم نے اس وائس چانسلر کے خلاف کوئی انکوائری کرنی ہے یا وائس چانسلر کو ہٹانا ہے تو اس کے لئے ہمیں گورنر کو لکھنا پڑے گا یعنی چانسلر کو لکھنا پڑے گا کہ یہ وائس چانسلر صحیح کام نہیں کر رہا۔ اگر یہ چاہیں تو ہم لکھ دیتے ہیں تو پھر یہ گورنر کو کہیں کہ وہ انہیں ہٹا دیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ شاباش! بہت اچھے، بہت اچھے۔very good.(قطع کلامیاں)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے بعد یونیورسٹی کے تقرری اور تبادلے کے متعلق تمام اختیارات چیف منسٹر صاحب کے پاس ہیں اور گورنر کے پاس نہیں ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ادھر ان کو مائیک دیا ہوا ہے۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ معزز وزیر نے یہ فرمایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ سب کو بتا دوں۔ آپ سن رہے ہیں کہ قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر بیٹھنے سے احتیاط کیجئے یہ اچھا نہیں لگے گا اس لئے میں کسی کا نام نہیں لیتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے بعد وائس چانسلر کی تقرری کا اختیار Chief Executive of any Province کی ذمہ داری ہے، ان کو suspend کرنا یا ان کے خلاف انکوائری کرنا اور وہاں پر appointment کرنا یہ تمام تر صوبائی گورنمنٹ کے اختیار میں آتا ہے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ پرنسپل یا وائس چانسلر کوئی غلط بیان دیتا ہے تو منسٹر صاحب کا سیکرٹریٹ کیا اس وقت مکھیاں مار رہا ہوتا ہے اور اس کو

درست نہیں کر سکتا؟دوسری میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب اس طرح کی غلط بیانیوں اور نالائقیوں کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کو اپنے ٹینٹ سے باہر نہ نکلنے دیا جائے۔شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سارے لوگ بات کر لیں،آپ لوگ شروع رکھیں میں سب کی سن رہا ہوں۔بڑے افسوس کی بات ہے۔آپ لوگ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات سننے دیں۔جی،محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!میری آپ کے توسط سے ایک درخواست ہے کہ یہ جو ہائرایجوکیشن کا ڈیپارٹمنٹ ہے جس پر ہمارے آنے والے بچے یعنی youth کا future ہوتا ہے اور ہر چیز کی accountability انہی پر ہوتی ہے۔اگر وہی حرفوں کا ہیر پھیر کریں گے تو اس تعلیم اور ہائرایجوکیشن کا معیار کہاں پر جائے گا؟آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اس پر action لیں اور میری آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی اس پر action لیں۔ہم کسی کی نوکری کے پیچھے نہیں ہیں لیکن ہم درستی کے پیچھے ضرور ہیں کیونکہ عملوں کو درست کرنا ہوگا ورنہ غلطیاں ہوتی رہیں گی اور ہم لوگ آپس میں لڑتے رہیں گے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،میجر صاحب!

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!جز(ج)میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت کی طرف سے جو گرانٹ ملی وہ کس کس مد میں اور کس مقصد کے لئے تھی اور کس کس مد اور مقصد پر خرچ ہوئی ہے؟ تو جواب میں ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملی ہوئی گرانٹ پنجاب حکومت کے ملازمین جو یونیورسٹی میں تعینات ہیں ان کی salary پر خرچ ہوئی جو کہ تقریباً ساڑھے 5 کروڑ روپے ایک سال میں اور اس کے بعد ساڑھے 9 کروڑ روپے دوسرے سال میں خرچ ہوئے یعنی یہ 4 کروڑ روپے کا فرق دو سالوں کے اندر ہے تو کیا یہ منسٹر صاحب ان ملازمین کے نام بتا سکتے ہیں جو پنجاب حکومت کی طرف سے اس یونیورسٹی میں کام کر رہے ہیں اور یہ کہ ان کی کتنی salaries ہیں کیونکہ یہ جب independent body ہے اور اس میں پنجاب حکومت کے چند ملازمین deputation پر جاتے ہیں اس لئے یہ جواب سراسر غلط ہے۔اس بارے میں منسٹر صاحب بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یونیورسٹی میں 118 کے قریب پنجاب حکومت کا teaching staff ہے اور non teaching staff میں 31 ملازمین ہیں۔ میں نے اس کے علاوہ expenditure کی تفصیل منگوالی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم نے وائس چانسلر کو آج ہی لیٹر لکھا ہے کہ آپ اسمبلی کے matters کو seriously لیا کریں۔ اگر next وائس چانسلر اس کا ہمیں properly جواب نہیں دیتی تو ہم اس کے خلاف کارروائی کے لئے چیف منسٹر پنجاب اور گورنر پنجاب کو لکھیں گے کہ ان کی طرف سے ہمیں properly response ہائر ایجوکیشن کو نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، بالکل لکھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں جیسا کہ معزز ممبر جو بات کر رہی تھیں وہ اس سوال میں یہ explain نہیں کر سکیں کیونکہ وہ کہہ رہی تھیں کہ وہاں پر کچھ پیسوں کا گھپلا ہوا ہے۔ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ وہاں پر اگر کوئی اس طرح کا معاملہ ہے تو میں آپ سے کہوں گا کہ اس پر آپ سپیشل کمیٹی constitute کر دیں جو یونیورسٹی کا آڈٹ کر لے یا یہ معاملہ ایجوکیشن کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ وہ اسے properly دیکھ لے۔

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن کمیٹی خود اس معاملے کو دیکھے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: No, let him speak. ان کی بات کو ختم ہونے دیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب قابل احترام ہیں لیکن جب وہ اسمبلی میں بیٹھیں تو تھوڑی سی میری بات غور سے سن لیں۔ میں نے کہا ہے کہ حرفوں کا ہیر پھیر ہوا ہے، ہندسوں کا ہیر پھیر ہوا ہے میں نے پیسوں کا ہیر پھیر نہیں کہا۔ میں نے پیسوں کی بات نہیں کی۔ 200 ملین روپے کی بات کی ہے جو ہندسوں کے ہیر پھیر میں ہوئی ہے اور اپنے کونسلر صاحب کو کہیں کہ writing صحیح لکھا کریں۔ میں نے ان کو نہیں کہا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 4988 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال2009، ضلع لاہور میں100 فیصد رزلٹ دینے والے کالجز کی تفصیلات

*4988: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال2009 کے دوران کتنے کالجوں کا نتیجہ 100 فیصد رہا؟

(ب) 100 فیصد نتیجہ دینے والے کالجوں کو کن کن انعامات سے نوازا گیا، نیز وہاں کے اساتذہ کی کارکردگی کو سراہنے کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں سال2009 کے دوران درج ذیل کالجوں کا نتیجہ 100 فیصد رہا۔

1۔ گورنمنٹ عائشہ ڈگری کالج برائے خواتین لاہور۔ پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ
2۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز ماڈل ٹاؤن لاہور۔ بی ایس سی
3۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز ٹاؤن شپ لاہور۔ ایف ایس سی (پری میڈیکل)
4۔ گورنمنٹ کالج فار وومن بند روڈ لاہور۔ ایف ایس سی (پری انجینئرنگ)
5۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار وومن کوپر روڈ لاہور۔ ایم اے (اردو)
6۔ گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور۔ ایم اے، ایم ایس سی

(ب) 100 فیصد کارکردگی دکھانے والے اداروں کے سربراہوں کو تعریفی سرٹیفکیٹ کے اجراء کے علاوہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے غیر معمولی کارکردگی دکھانے والے 2ہزار اساتذہ کو 50ہزار روپے فی کس کے حساب سے بطور بونس دینے کا اعلان فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ نئی غیر معمولی کارکردگی سکیم کے تحت اساتذہ کو پانچ مرلہ رہائشی پلاٹ دینے کی سکیم بھی زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کے کتنے کالج ہیں جن میں سے صرف 6 کالجوں کا رزلٹ 100 فیصد رہا ہے۔ پہلے تو مجھے منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ لاہور میں کل کتنے کالج ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! لاہور میں 47 کالج ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اب آپ دیکھ لیں کہ 47 کالجوں میں سے صرف 6 کالج ہیں جن کا رزلٹ 100 فیصد رہا ہے اور اس میں بھی سٹوڈنٹس کی تعداد دو، چار، سات اور آٹھ سے زیادہ نہیں ہو گی۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے غیر معمولی کارکردگی دکھانے والے 2000 اساتذہ کو 50,000 روپے فی کس کے حساب سے بطور بونس دینے کا اعلان فرمایا ہے۔ منسٹر صاحب مجھے یہ بتادیں کہ کیا یہ 2000 اساتذہ صرف ان 6 کالجوں کے ہیں؟ کیونکہ رزلٹ تو صرف 6 کالجوں کا 100 فیصد ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جب سوال کیا تھا تو اس وقت یہ پالیسی بن رہی تھی جس میں یہ طے کیا گیا تھا 2000 اساتذہ جن کی کارکردگی اچھی ہے ان کو 50,000 روپے انعام دیا جائے گا اور ان کے لئے بجٹ میں ایک ارب روپیہ بھی رکھا گیا تھا کہ جو اساتذہ بہتر کارکردگی دکھاتے ہیں ان کو انعام دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ یہ اساتذہ انہی کالجوں کے ہیں یا باقی کالجوں کے بھی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا سوال صرف لاہور سے related تھا کہ اگر پنجاب سے ہوتا تو اس میں دوسرے کالج بھی آجاتے۔

جناب سپیکر: وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ صرف انہی کالجوں کے اساتذہ ہیں یا اور کالجوں کے بھی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر جو detail دی گئی ہے انہوں نے چونکہ 100 فیصد رزلٹ کا پوچھا تھا جن جن کالجوں میں جس faculty کا 100 فیصد رزلٹ تھا یہاں پر اس کی detail دے دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اب آپ دیکھ لیں کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ صرف یہ 6 کالج تو کیا صرف 6 کالجوں میں 2000 اساتذہ ہیں؟

جناب سپیکر: اب بتائیں، وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا 6 کالجوں میں 2000 اساتذہ ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ ہماری پالیسی اس وقت بن رہی تھی۔ بجٹ میں ہم نے اس کے لئے فنڈز رکھا تھا اس میں ہمارے سکول کے اساتذہ بھی شامل ہیں اور یہ پالیسی سارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اساتذہ کے لئے تھی۔ ان 6 کالجوں میں

2000اساتذہ نہیں ہیں، یہ پالیسی صرف ان 6کالجوں کے لئے نہیں بنائی گئی تھی۔ یہ پالیسی پورے پنجاب کے لئے بنائی جارہی تھی۔اس سوال میں specifically لاہور کا پوچھا گیا ہے اگر یہ پنجاب کا پوچھتیں تو ان کالجوں کی تعداد زیادہ ہوتی کیونکہ پنجاب میں ہمارے 450 سے زیادہ کالجز ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں جو انعام کی رقم دینے کا اعلان کیا گیا ہے اور 5مرلہ رہائشی پلاٹس دینے کی سکیم جو زیر غور تھی کیا وہ ان کو دے دی گئی ہے یا اس پر کچھ working ہوئی ہے؟update کر دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!5مرلہ سکیم پر آج تک کچھ finalize نہیں ہو سکا۔یہ سکیم ابھی تک زیر غور ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اس پر عملدرآمد ہونے کا کوئی امکان ہے؟

جناب سپیکر:.No further question on this بڑی مہربانی۔جی، یہ اگلا سوال بھی آپ کا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں بھی House کا ممبر ہوں۔

جناب سپیکر:جی، میں آپ کی بات سنوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اپوزیشن کی طرف بھی مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔ محترمہ!آپ سوال نمبر بولیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!یہ subject ہی اپوزیشن کا ہے۔اپوزیشن کو بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر:تو اپوزیشن کو سوال دینا چاہئے جب ان کا subject ہے۔جنہوں نے سوال کیا ہے اس کا جواب آنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ہم نے بھی سوال دیئے ہیں۔تین، تین سالوں سے دیئے ہوئے ہیں جو پرنٹ ہی نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر:چلیں!آ جائے گا،جب آئے گا تب بات کریں گے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!سوال نمبر 5420 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی سے الحاق شدہ کالجز میں سمسٹر سسٹم کا اجراء

*5420: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں سمسٹر سسٹم یونیورسٹی سے الحاق شدہ کالجوں پر بھی لاگو ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سمسٹر سسٹم سے الحاق شدہ کالج دہرے معیار کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت یونیورسٹی کی طرح اس کے affiliated کالجوں میں بھی ایم ایس سی کے لئے سمسٹر سسٹم رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر کے مطابق یونیورسٹی سے الحاق شدہ کالجز میں سالانہ امتحانات رائج ہوں گے سمسٹر سسٹم کے تحت الحاق نہیں ہوگا۔متعلقہ شق کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی کے بہت سارے امتحانات سالانہ سسٹم کے تحت ہی منعقد کئے جارہے ہیں اس لئے یہ بات درست نہ ہے کہ صرف الحاق شدہ کالجوں کے طلباء ہی سالانہ امتحان دیتے ہیں۔مزید برآں پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈمک نے تمام شعبہ جات کو اختیار دے دیا ہے کہ سمسٹر سسٹم کی بجائے سالانہ نظام اختیار کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے اکثریتی شعبہ جات میں فیکلٹی کا فقدان ہے جبکہ وہ شعبہ جات جن میں کوالیفائیڈ فیکلٹی موجود ہے سمسٹر کے تحت ان کے نتائج بہت اچھے ہیں اور طلباء کا تعلیمی معیار بھی بہتر ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ کے زیر غور ایسا کیس نہیں ہے جس کے تحت ایم ایس سی کے لئے الحاق شدہ کالجوں میں سمسٹر سسٹم رائج کرنے کی تجویز ہو البتہ لاہور کے جن کالجوں میں بی ایس (4 سالہ) پروگرام شروع کیا جارہا ہے ان کالجوں کی سمسٹر سسٹم کے تحت affiliation پنجاب یونیورسٹی کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس پر کوئی ضمنی سوال تو نہیں کرنا چاہتی لیکن خوش قسمتی سے آج منسٹر صاحب موجود ہیں تو آپ کی اجازت سے summer vacation کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہوں گی۔ یہ بات پہلے بھی House میں ہو چکی ہے، آپ نے مہربانی فرما کر کمیٹی بھی بنائی تھی لیکن شاید آج تک اس کمیٹی کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ جب چھٹیاں ہوتی ہیں تو تمام پرائیویٹ سکول تین مہینوں یعنی جون، جولائی اور اگست کی فیسیں پہلے مانگ لیتے ہیں۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ جو تنخواہ دار ملازمین ہیں جن کی تنخواہ 10،8 ہزار روپے ہے ان کے پورے مہینے کا بجٹ اس تنخواہ میں بنتا ہے وہ کس طرح تین مہینے کی فیس ادا کر سکتے ہیں؟ اور جو حکومت کی پالیسی بنی ہے کہ اگر ایک بچہ سے زائد کوئی بچہ ایک ہی سکول میں پڑھے گا تو دوسرے بچے کی فیس آدھی ہو گی۔ اس میں بھی میں بتاتی چلوں کہ ان سکولوں میں جو Middle Class Schools ہیں انہوں نے کہا ہے کہ یہ High Class Schools جن کی فیسیں ہزاروں روپے میں ہیں ان کے لئے ہے اور جو بڑے سکول ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو درمیانے طبقے کے سکولوں کے لئے ہے اور بیچ میں انہوں نے یہ کیا ہے کہ صرف Tuition Fee جو پانچ سو، ہزار یا دو ہزار روپے ہوتی ہے اسے concession کر کے half کر دیا ہے باقی چارجز وہ ہزاروں روپے میں لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب ہمیں یہ بتائیں کہ ہم منسٹر صاحب سے کیا پوچھیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے کچھ نہیں پوچھا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے یہ ایک point ہے۔ اس پر مہربانی فرمادیں کہ تین مہینے کی فیسیں اکٹھی تنخواہ دار طبقہ کیسے دے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں بتایا تھا کہ پرائیویٹ سکولوں کے لئے ایجوکیشن کمیشن بنانے پر ہم working کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اگر ہمارا وہ کمیشن بن جاتا ہے تو وہ ان پرائیویٹ سکولوں کے جو تمام معاملات ہیں جن میں فیسوں کی شکایات ہیں اس کو ہم نے اخبارات میں advertise بھی کیا تھا کیونکہ لوگوں کو بہت زیادہ complaints تھیں جیسے کہ معزز ممبر بتا رہی ہیں تو جب وہ بنے گا تو تب ہی ہم ان کو properly پوچھ سکیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں نگہت صاحبہ کی بات کو second کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ اب تک سوالات سے جو impression ملا ہے وہ یہ ملا ہے کہ accountability کے لئے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ابھی کوئی جگہ بنے گی۔ چاہے وہ autonomous ادارے ہیں، وہ private schools ہیں، وہ گورنمنٹ کے ادارے ہیں یا temporary appointments ہیں اب تک جتنے سوالات آئے ہیں ان میں کہیں بھی ذمہ داری، accountability یا check and balance کی بات ہوئی تو منسٹر صاحب نے اپنے hands down کر لئے ہیں کہ جی، نہیں ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان مادر پدر آزاد سکولوں اور کالجوں کی کوئی accountability ہے، کیا منسٹر صاحب اس پر وضاحت فرمادیں گے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں نے بالکل یہ نہیں کہا کہ accountability نہیں ہوتی۔ بالکل ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں accountability ہوتی ہے مگر یونیورسٹیوں کی accountability کے criteria الگ ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا کہا، ہم نے وائس چانسلر کو in writing بھی لکھا ہے اب وہ ہمیں اس کا جواب دیں گی تو ہم اس کے خلاف further action لیں گے۔ اگر ان کے سٹاف سے یا کسی سے غلطی ہوئی ہے تو فوری طور پر ہم وائس چانسلر کو تو موردالزام نہیں ٹھہرا سکتے لیکن accountability ضرور ہوتی ہے اور جب بھی آپ یہاں پر کوئی حکم صادر فرماتے ہیں اور میرے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کی کوئی غلطی، کوتاہی ہوتی ہے ہم اس میں لوگوں کو بالکل سزا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب پتا چلے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ accountability ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ accountability نہیں ہے، نہ ہی میں نے یہ کہا ہے کہ criterion نہیں ہے، میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ نیت نہیں ہے۔ میں نے صرف simple سا سوال پوچھا ہے کہ وہ کون ہے، کدھر ہے، کون accountability کر رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جہاں تک ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بات ہے وہاں بالکل ہمارے لوگ بیٹھے ہیں اور وہ inquires ہو رہی ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:کہاں ہوتے ہیں، کہاں بیٹھے ہوتے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):آپ آئیں، میں آپ کو دکھاتا ہوں۔ ہمارے سیکرٹری ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری ہیں جو اس کو دیکھ رہے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن میں ہمارا ایڈیشنل سیکرٹری اکیڈمک ہوتا ہے جس کے under Universities آتی ہیں اور وہ ان کے خلاف ساری کارروائی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:میں آپ کی دعوت قبول کرتی ہوں۔ کوئی inquiries نہیں ہوتیں، ڈیپارٹمنٹ ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں نے مسئلہ اُٹھایا ہے اس کے اوپر آپ کچھ ruling فرمادیں۔

جناب سپیکر:جی، بات ہو گئی۔آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!منسٹر صاحب موجود ہیں آپ مہربانی فرمائیں ان لوگوں پر جو تنخواہ دار ہیں اور انہوں نے پورے مہینے کا بجٹ بنانا ہوتا ہے یہ پالیسیاں تو بن رہی ہیں اور پچھلے سال سے بن رہی ہیں اور آپ کی بنائی ہوئی کمیٹی کو بھی بنے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے تو اس میں جو تنخواہ دار لوگ ہیں ان کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر:بتائیں۔ان کی بات کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر:سنیں، سنیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ issue بڑے عرصے سے چل رہا ہے اور ہم اس کو بالکل resolve کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ہے کہ جب تک نئی قانون سازی نہیں کریں گے ہم ان پرائیویٹ سکولوں پر action نہیں لے سکیں گے کیونکہ وہ اب سے نہیں کر رہے، پچھلے کئی سالوں سے یہی سلسلہ چل رہا ہے اور ہر سال اسمبلی میں یہ سوال ہوتا ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ ہماری

کوشش یہ ہے کہ ایجوکیشن کمیشن بنالیں اس میں یہ سارے معاملات جو پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے ہیں ان کو دیکھ لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ کرنا چاہ رہے ہیں لیکن کر نہیں پا رہے تو اس کا کیا مطلب ہے کہ ہم عوام کو relief نہیں دے سکتے ہیں، کیا ہم اس پر قانون سازی نہیں کر سکتے؟ یہ مسئلہ کئی سالوں سے چل رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو کوئی time limit دے دیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ ان کی بات سن رہے ہیں؟ اس مسئلے پر آپ کوئی positive steps لیں اور مہربانی کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس پر عمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جناب نوید انجم صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 5531 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں لائبریرین کی تعداد و دیگر تفصیلات

***5531: جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائبریرین بی ایس۔17 میں پبلک سروس کمیشن سے بھرتی ہونے والے ملازمین کی کیا پروموشن لائن موجود ہے، اگر ہاں تو ان کو کتنے سال بعد اگلے کس گریڈ میں ترقی دی جاتی ہے؟

(ب) اس وقت لائبریرین (بی ایس۔17) کو اگلے گریڈ میں ترقی کے کتنے کیسز کب سے pending ہیں؟

(ج) سال 2009 میں ان کو ترقی دینے کے لئے D.P.C کا اجلاس کتنی دفعہ ہوا ہے ہر دفعہ کتنے کیسز ترقی کے لئے زیر غور آئے؟

(د) کتنے ملازمین کو کس کس سکیل میں ترقی دی گئی؟

(ہ) اگر کسی بھی ملازم کو ترقی نہیں دی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) کیا حکومت حق دار ملازمین کو جلد از جلد ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں!17۔BS میں پبلک سروس کمیشن سے بھرتی ہونے والے لائبریرین کی ترقی بطور سینئر لائبریرین18۔BS میں ہوتی ہے اس ترقی کے لئے کم از کم سروس پانچ سال درکار ہوتی ہے لیکن یہ ترقی خالی اسامی کی دستیابی سے مشروط ہے۔

(ب) اس وقت سینئر لائبریرین اور لائبریرین کی ترقی کا کوئی کیس زیر التواء نہیں ہے۔ مورخہ 16-05-2012 کو ہونے والی D.P.C میں 2 لائبریرین کو سینئر لائبریرین میں ترقی دی گئی ہے اور 61 (مرد و خواتین) اسسٹنٹ لائبریرین کے کیسز کو بطور لائبریرین D.P.C میں پیش کیا گیا ہے۔

(ج) 2009 میں D.P.C کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہوا ہے۔

(د) 2009 میں سینئر لائبریرین18۔BS کی کوئی اسامی خالی نہ تھی اس لئے کسی لائبریرین کی ترقی بطور سینئر لائبریرین18۔BS نہ ہوئی۔

(ہ) 2010 میں تین مردانہ اور تین زنانہ لائبریرین17۔BS کی ترقی بطور سینئر لائبریرین 18۔BS ہوئی ہے۔

(و) سال 2012 میں تمام اہل افراد کو ترقی دی جا چکی ہے اور اس وقت کوئی بھی کیس زیر التواء نہ ہے۔ دو لائبریرین کو سینئر لائبریرین اور 61 (مرد و خواتین) اسسٹنٹ لائبریرین کے کیسز D.P.C میں لائبریرین کے عہدہ پر ترقی کے لئے پیش کئے گئے۔ جس میں دونوں لائبریرین کو بطور سینئر لائبریرین اور اہل اسسٹنٹ لائبریرین کو بطور لائبریرین ترقی دی گئی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں نے سوال یہ کیا تھا کہ لائبریرین بی ایس 17 جو کہ پبلک سروس کمیشن سے بھرتی ہوتے ہیں ان کی promotion line کیا ہے؟ میرا اس وقت سوال یہ ہے کہ پنجاب میں جتنے بھی اس وقت colleges ہیں ان میں لائبریرین اور اسسٹنٹ لائبریرین کی کتنی سیٹیں خالی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو ہماری آخری ڈی پی سی ہوئی ہے اس میں دو سینئر لائبریرین اور 18 اسسٹنٹ لائبریرین کی سیٹیں خالی تھیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میں نے سوال یہ کیا ہے کہ اسسٹنٹ لائبریرین کی کتنی سیٹیں خالی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!اسسٹنٹ لائبریرین کی اسامیاں کافی تعداد میں خالی ہیں لیکن ان کی اس وقت میرے پاس تفصیل موجود نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!یہ ہمیں figures تو بتائیں کہ کتنی سیٹیں اس وقت خالی ہیں؟

جناب سپیکر:آپ کا یہ سوال نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!میرا سوال بھرتیوں سے متعلق ہے اس لئے یہ related question ہے۔وزیر موصوف بے شک بُوٹی لے کر بتادیں کہ اس وقت کتنی سیٹیں خالی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب والا!سیدھی سادی بات ہے کہ ان کی تیاری نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!اس کی تفصیل میں ان کو فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر!

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!مجھے پہلے میرے سوال کی تفصیل تو دے دیں۔

جناب سپیکر:وہ آپ کو اس کی تفصیل فراہم کر دیں گے۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ مجھے پہلے ان کی بات سن لینے دیں۔جی،نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ محترم وزیر صاحب تسلیم کر رہے ہیں کہ اسسٹنٹ لائبریرین کی بہت ساری سیٹیں اس وقت خالی پڑی ہوئی ہیں۔Whatever the number is دو ہیں یا دو سو ہیں یہ انہیں کب تک fill کریں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جلد ہی ان سیٹوں کو fill کر دیا جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!اسسٹنٹ لائبریرین پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آتے ہی نہیں ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!Sorry میں لائبریرین سمجھا تھا۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!ابھی تک میرے سوال کا جواب ہی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: میں نے ان کا جواب سن لیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! انشاء اللہ تعالیٰ اسسٹنٹ لائبریرین کی سیٹیں جلدی fill کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5929 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور کے لئے مختص جگہ کو واگزار کروانے کا مسئلہ

*5929: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور میں باقاعدہ کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کے لئے جگہ کی کمی کے پیش نظر محکمہ ہائی وے بنگلہ کا رقبہ کالج کے نام ٹرانسفر کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنگلہ ہائی وے سے منسلک دو مرلہ کی مسجد کو قبضہ گروپ یونس اشٹام فروش وغیرہ نے محکمہ ریونیو کے عملہ کی ملی بھگت سے توسیع دے کر سڑک تک قبضہ کیا ہوا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سرکاری جگہ جو کالج کے لئے مختص ہے کو کب تک واگزار کرا کے کالج کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور شریف میں باقاعدہ کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ کالج کے لئے جگہ کی کمی کے پیش نظر محکمہ ہائی وے بنگلہ کا رقبہ کالج کے نام ٹرانسفر کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں اور یونس اشٹام فروش نے اشٹام پیپر پر تحریری جواب محکمہ کو جمع کروا دیا ہے جس کے مطابق یونس اشٹام فروش نے بنگلہ سے منسلک دو مرلہ زمین اور مسجد پر قبضہ نہیں کیا ہوا ہے۔ جواب کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کالج کے لئے مختص سرکاری زمین پر کوئی قبضہ نہیں ہے اس لئے زمین واگزار کروانے کی ضرورت درپیش نہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ جز(ج)،(د)اور(و)میں غلط جواب دیا گیا ہے۔ گرلز کالج آج بھی لوگوں کے قبضے میں ہے اور میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ اگر اس معاملے کی انکوائری کرائی جائے تو وہاں پر آپ کو قبضہ ہی ملے گا، وزیر موصوف اگر مزید تسلی کرنا چاہتے ہیں تو اس حلقہ کے مقامی ایم پی اے چودھری علی اصغر منڈا صاحب سے پوچھ لیا جائے کہ آیا وہاں پر قبضہ موجود ہے یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمے نے وہاں سے رپورٹ لی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ وہاں پر کسی کا قبضہ نہیں ہے جس شخص کا انہوں نے نام mention کیا ہوا ہے اس کا بیان حلفی بھی لف ہے اس کی کاپی بھی ان کو provide کر دی ہے۔ اس کے مطابق وہاں پر کسی کا قبضہ نہیں ہے البتہ وہاں پر ایک مسجد ضرور ہے۔ وہاں پر کالج کی بھی توسیع ہو رہی ہے جیسے ہی اس کی چار دیواری بنے گی مسجد کو بھی وہاں سے شفٹ کر دیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! کالج کے ساتھ ہی مسجد بنائی گئی ہے اور اس کے ساتھ لوگوں نے کالج کی زمین پر قبضہ بھی کیا ہوا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس سلسلہ میں ایک انکوائری کمیٹی بنائی جائے ورنہ آپ اپنے مقامی ایم پی اے سے اس کی تصدیق کر لیں جن کا تعلق شرق پور سے ہے۔ خیمہ کیبنٹ کے خیمہ منسٹر صاحب کو زیادہ گرمی کی وجہ سے شاید پتا نہیں چلتا۔ یہ مجھے ساتھ لے کر چلیں میں ان کو دکھا دیتی ہوں کہ وہاں پر قبضہ ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب اور آپ دونوں وزیر موصوف کے ساتھ جائیں اور رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ اس سلسلے میں ایک انکوائری کمیٹی بنائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہمارے پاس بیان حلفی بھی آیا ہوا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو ہم ڈیپارٹمنٹ کی انکوائری کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ اگر یہ خود جانا چاہتے ہیں تو پھر بھی ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!سوال ہم نے دیا ہے انکوائری میں ہمیں شامل کریں ہم یہ ثابت کریں گے کہ وہاں پر قبضہ ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!اس سلسلے میں، میں نے آج بھی وہاں کے ڈائریکٹر کالجز سے ساری تفصیل پوچھی ہے اس نے بھی مجھے یہی کہا ہے کہ پہلے قبضہ تھا اس وقت نہیں ہے اسی لئے ہم نے بیان حلفی بھی یہاں پر لگایا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!اب بھی قبضہ موجود ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ میں سچ کہہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر:وزیر صاحب!اگر یہ بات سچ ثابت ہوئی تو پھر کیا کریں گے، کیا پھر action ہوگا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!وہاں کی کالج انتظامیہ نے اگر غلط جواب دیا ہے تو ان کے خلاف action لیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!میرے بھائی وزیر صاحب بڑے اچھے ہیں لیکن انہوں نے آج تک انتظامیہ کے خلاف action نہیں لیا۔ میری گزارش ہوگی کہ ان کو محکمہ اوقاف میں لگا دیا جائے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب والا!آپ کے حکم کے مطابق ہم نے بہت سارے لوگوں کے خلاف کارروائی کی ہے جس میں ہمارے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز بھی شامل ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!محکمہ ایجوکیشن کسی اور کو دے دیں اور میری یہ بھی گزارش ہے کہ ان کو محکمہ اوقاف کا وزیر لگا دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب والا!انہوں نے محکمہ تعلیم کا ستیاناس کر دیا ہے۔

جناب سپیکر:جی، ہم اس کی آپ سے رپورٹ لیتے ہیں۔ منڈا صاحب اور آپ دونوں مجھے اس کی رپورٹ دیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:منڈا صاحب!میں آپ سے رپورٹ کے لئے کہہ رہا ہوں اور آپ مجھے اس کی رپورٹ دیں گے۔اس کے بعد ہم اسے House میں put کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!میں تو اپوزیشن کی ایم پی اے ہوں آپ مقامی ایم پی اے سے پوچھ لیں کہ اس وقت قبضہ ہے یا نہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:یہیں بات کرنی پڑے گی یا اس پر کمیٹی بنانا پڑے گی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!جیسے آپ کا حکم ہوگا۔

جناب سپیکر:آپ دونوں حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے اور آپ دونوں رپورٹ لے کر میرے پاس آئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!ٹھیک ہے۔اس پر عمل ہوگا۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں اور اس پر آپ دونوں حضرات رپورٹ بنا کر لائیں پھر اس کو دیکھیں گے۔اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:سوال نمبر6978ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈز کا قیام ودیگر تفصیلات

*6978:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی ای ای ایف(پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ)کب قائم ہوا اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) یہ کس کے حکم کے تحت قائم ہوا؟

(ج) اس کا سال09-2008اور10-2009کا کل بجٹ کتنا تھا؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنا بجٹ اس کے ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی پر خرچ ہوا؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں،یہ گاڑیاں کن کن کے لئے خرید کی گئیں؟

(و) ان سالوں کے دوران کتنی رقم غیر ترقیاتی اخراجات پر خرچ ہوئی؟

(ز) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ(PEEF)ایک کمپنی کے طور پر کمپنیز آرڈیننس 1984 کے سیکشن42کے تحت قائم کیا گیا ہے ۔ یہ ادارہ 2008۔12۔31کو سکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان(SECP)کے ساتھ رجسٹر ہوااور باقاعدہ کام کا آغاز فروری2009سے کیا گیا۔

پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ کے قیام کا مقصد ضرورت منداور ہونہار طلباء اور طالبات کو اپنی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سکالرشپ فراہم کرنا ہے تاکہ ہونہار و مستحق طلباء بھی ان طالب علموں کی برابری کر سکیں جن کو ہر طرح کی تعلیمی سہولیات میسر ہیں۔ PEEFلڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو تعلیمی ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔

اس پروگرام کے تحت اس بات کا بیڑا اٹھایا گیا ہے کہ باصلاحیت وہونہار طلباء کی ایسی کھیپ تیار کی جائے جو معاشرے کی ترقی میں حصہ لیں اور اپنے اعلیٰ تعلیم کے خوابوں اور تمناؤں کو پورا کرتے ہوئے قومی ترقی میں شریک کار بن سکیں۔

(ب) یہ ادارہ حکومت پنجاب کے احکام اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد شہباز شریف کی دلچسپی کی وجہ سے عمل میں لایا گیا ہے۔

(ج)

بجٹ برائے سال09۔2008=/50,870,144روپے

بجٹ برائے سال10۔2009: =/288,903,500روپے

(د) سال 09۔2008کے دوران =/3,110,333روپے ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئے۔

سال10۔2009کے دوران =/14,617,598روپے ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئے۔

(ہ) ان سالوں کے دوران مندرجہ ذیل گاڑیاں دفتری استعمال کے لئے خریدی گئیں۔

سیریل نمبر	میکر کمپنی	قیمت	تاریخ خرید
1	ٹیوٹاکرولاXLI	1,209,000روپے	30-06-2009
2	سوزوکی کلٹس	8,29,000روپے	14۔05۔2009
3	سوزوکیAPVوین	1,725,000روپے	12۔03۔2010

یہ گاڑیاں محکمہ کے ملازمین مندرجہ ذیل امور سرانجام دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں:۔

- دوسرے اضلاع کے ضلعی و محکمہ تعلیم کے افسران سے میٹنگ کے لئے
- پنجاب کے تمام اضلاع میں سکالرشپ ہولڈرز کی تعلیمی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے
- پنجاب کے تمام اضلاع میں مختلف تعلیمی اداروں سے طلباء کے اسکالرشپ کے سلسلے میں میٹنگ کے لئے
- دیگر دفتری امور نمٹانے کے لئے، وغیرہ

(و) سال09۔2008 کے دوران غیر ترقیاتی اخراجات جس میں ملازمین کی تنخواہیں، انشورنس، بجلی، گیس اور پٹرول، آڈیٹر کو کی جانے والے ادائیگی، سٹیشنری اور پرنٹنگ کے اخراجات وغیرہ شامل ہیں، کی مد میں =/4,059,974روپے خرچ ہوئے جو کل بجٹ کا 7.98 فیصد ہے۔

سال10۔2009 کے دوران غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں ہونے والی ادائیگیوں کی کل رقم =/19,064,072روپے بنتی ہے جو کل بجٹ کا6.59فیصد ہے۔

(ز) سال09۔2008 میں ٹی اے/ڈی اے کی مد میں کل=/6,000روپے خرچ ہوئے۔

سال10۔2009 میں ٹی اے/ڈی اے کی مد میں کل265,936روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو PEEF ادارہ بنایا گیا ہے یہ میرے پنجاب کے بڑے intelligent اور ہونہار بچوں کو مستفید کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس میں پنجاب بالخصوص اور پورے پاکستان کے بچے بالعموم وزیر اعلیٰ صاحب کی direction پر اس میں حصہ لے رہے ہیں اور وہ اس فنڈ سے مستفید ہو رہے ہیں اور اپنی تعلیم کو بھی complete کر رہے ہیں۔ میں اس سوال کے جواب سے پوری طرح سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، اگلا سوال محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: سوال نمبر 7911 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر۔خواتین کالجز میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*7911: **جناب محمد طارق امین ہوتیانہ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر کے خواتین کالجز میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں تفصیل ٹیچنگ سٹاف سے متعلق فراہم کریں؟

(ب) یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت یہ خالی اسامیاں جلد از جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولنگر میں چھ خواتین کالجز قائم ہیں ان کالجز میں گریڈ وار خالی اسامیوں کی تعداد 79 ہے گرلز کالجوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل / گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پبلک سروس کمیشن میں گزٹیڈ اسامیوں پر بھرتی کا سلسلہ جاری ہے۔

(ج) پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر محکمہ اعلیٰ تعلیم ان اسامیوں کو درجہ بدرجہ پُر کرتا رہے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: میرے سوال کے جز(الف) کا جواب دیتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ بہاولنگر میں خواتین کے چھ کالج موجود ہیں اور ان میں 79 اسامیاں خالی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جنوبی پنجاب کا نعرہ لگے یا نہ لگے؟ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ جس طرح سے demand آئے گی اسامیوں کو پُر کیا جائے گا۔ کسی بھی کالج میں جب بچے یا بچیاں داخلہ لینے جاتے ہیں تو ان کے والدین پہلے اس بات کو ensure کرتے ہیں کہ جس مضمون کے اساتذہ کالج میں موجود ہوں اسی میں ان کا داخلہ کراتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب! آپ walkout کر کے جا رہے ہیں؟

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! جب بچوں اور بچیوں کے داخلوں کے لئے ان کے والدین کالجوں میں جاتے ہیں تو جن subjects کے ٹیچر نہیں ہوتے وہ subject offer ہی نہیں کرتے۔ یہ کس طرح assess کریں گے کہ فلاں subject کی demand ہے اور فلاں کی نہیں ہے؟ آپ اندازہ فرمائیں کہ خالی اسامیوں میں انگلش کی اسامیاں خالی ہیں، ان میں ہوم اکنامکس کی اسامیاں خالی ہیں جو کہ بچیوں کے لئے انتہائی اہم مضمون ہے، ان میں اسلامیات کی اسامیاں خالی ہیں اردو کی اسامیاں خالی ہیں۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا رویّہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو بتا دیں کہ وزیر صاحب سے کیا پوچھا جائے؟

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! وزیر صاحب بتائیں کہ یہ اسامیاں fill کیوں نہیں کر رہے؟ یہ کہتے ہیں کہ کریں گے لیکن کرتے نہیں ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن سے 2506 لوگ پاس ہو کر آ گئے ہیں ان میں سے 60 فیصد لوگوں نے ڈیپارٹمنٹ کو join بھی کر لیا ہے۔ تمام پنجاب کے کالجوں میں جہاں جہاں لیکچرار کی ضرورت تھی، اساتذہ کی ضروت تھی ہم بڑی تیزی سے ان کو وہاں بھیج رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو 2506 لوگ آئے ہیں ان سے کافی کالجوں میں اساتذہ کی کمی پوری ہو گی۔

جناب سپیکر: جلد از جلد پورا کرائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گرمی کی چھٹیوں میں ان 2506 لوگوں کی کالجوں میں تعیناتی کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 7912 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر۔ گرلز کالجز کی تعداد و دیگر مسائل کی تفصیلات

*7912: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنے گرلز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر کالج کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ج) کتنی طالبات کالجز وار زیر تعلیم ہیں؟

(د) کس کس کالج کی چار دیواری نہ ہے اور کس کالج میں کمرے کم ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان کالجوں کی عمارت تعمیر کرنے و دیگر مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، بہاولنگر۔

2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، چشتیاں۔

3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ہارون آباد۔

4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، فورٹ عباس۔
5۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ڈاہرانوالہ۔
6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، منچن آباد۔

(ب)

1۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، بہاولنگر۔	21کمرے
2۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، چشتیاں۔	11کمرے
3۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ہارون آباد۔	18کمرے
4۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، فورٹ عباس۔	17کمرے
5۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ڈاہرانوالہ۔	04کمرے
6۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، منچن آباد۔	10کمرے

(ج)

1۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، بہاولنگر۔	2362طالبات
2۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، چشتیاں۔	2639طالبات
3۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ہارون آباد۔	1951طالبات
4۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، فورٹ عباس۔	769طالبات
5۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ڈاہرانوالہ۔	420طالبات
6۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، منچن آباد۔	499طالبات

(د)

1۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، بہاولنگر۔	چاردیواری موجود ہے	04کمرے کم ہیں
2۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، چشتیاں۔	چاردیواری موجود ہے	13کمرے کم ہیں
3۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ہارون آباد۔	چاردیواری موجود ہے	21کمرے کم ہیں
4۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، فورٹ عباس۔	چاردیواری موجود ہے	02کمرے کم ہیں
5۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ڈاہرانوالہ۔	چاردیواری موجود نہ ہے	عمارت زیر تعمیر ہے
6۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، منچن آباد۔	چاردیواری موجود نہ ہے	عمارت زیر تعمیر ہے

(ہ) جی ہاں! حکومت ان سب کالجوں کی عمارت تعمیر کرنے کا ودیگر مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرے ضلع میں بچیوں کے دو کالج ایسے ہیں جن کی چاردیواری نہیں ہے۔آیا وزیر صاحب وہاں پر خیمے فراہم کرنا چاہتے ہیں یا کیا کر رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ہمارے بڑے معزز ممبر ہیں مگر مجھے یہاں پر خیمے اور چاردیواری کا مطلب سمجھ نہیں آیا، اب ایک چیز پکڑ لی ہے تو ہر کوئی شروع ہو گیا۔

بہر حال میں ان کو بتادوں کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈاہرانوالہ میں چار دیواری نہیں ہے، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین منچن آباد میں بھی چار دیواری نہیں ہے، یہ دونوں کالج کرائے کی بلڈنگ میں چل رہے ہیں۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈاہرانوالہ کی بلڈنگ کے لئے حکومت نے پچھلے سال69 ملین روپے مختص کیا تھا جس میں سے59 ملین روپے کا کام ہو گیا ہے اور یہ ongoing سکیم ہے ہمیں امید ہے کہ اگلے مالی سال میں یہ کالج operational ہو جائے گا اور بچیاں وہاں پر آ جائیں گی۔ان کا دوسرا گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین منچن آباد ہے کافی دیر سے اس کالج کی نئی عمارت زیر تعمیر ہے اس کا121 ملین روپے کا ongoing project تھا جو چل رہا ہے امید ہے کہ یہ کالج بھی اگلے مالی سال میں پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا اور بچیوں کو وہاں پر shift کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس سوال پر بھی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ خواتین کے کالجوں کی چار دیواری نہیں ہے۔منسٹر صاحب بتائیں کہ چار دیواری ان کو کب ملے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شاید یہ اس وقت سن نہیں رہی تھیں اور یہاں بیٹھ کر خیمے کے بارے میں سوچتی رہیں۔میں نے اس وقت عرض کیا کہ یہ دونوں کالج کرائے کی بلڈنگ میں ہیں اور ان کی باقاعدہ بلڈنگ کے لئے کافی huge رقم رکھی گئی ہے اور یہ انشاء اللہ اگلے مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنے سوال پر آئیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر7953 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کوئین میری کالج میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7953: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کوئین میری کالج میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) اس کالج میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی کب سے خالی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو جلد از جلد پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئین میری کالج میں کلاس اول سے لے کر ایم اے تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) کوئین میری کالج لاہور میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت نے پنجاب کے تمام کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اخبار میں اشتہار دیا تھا اور اب ان اسامیوں کے لئے امیدواروں کا written ٹیسٹ لیا جا رہا ہے۔ ٹیسٹ کے مرحلہ کے بعد انٹرویو لیا جاتا ہے اور اس کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر تعیناتی کر دی جاتی ہے۔ جیسے ہی پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہونگی تعیناتی کر دی جائے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے 2010 میں یہ سوال دیا تھا اور 2010 میں ہی اس کا جواب آ گیا تھا اور دو سال بعد اس کی باری آئی ہے۔ یہاں پر لاہور کالج برائے خواتین کی یونیورسٹی بن گئی ہے۔ یہاں تو ٹیچرز کی تعداد ہی پوری نہیں تو میں کیا امید رکھوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سنٹر لاہور میں جو کوئین میری کالج ہے اس میں دس ہزار سے زیادہ بچیاں پڑھتی ہیں، یہ اس کو یونیورسٹی کا درجہ کب دیں گے؟ مزید برآں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے جو سٹاف پورا کرنا ہے اس میں کتنا عرصہ لگے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے جو 2506 اسامیاں بتائی ہیں ان میں سے کالج میں اساتذہ provide کر دیئے جائیں گے اس کے علاوہ سکول side کے لئے جو پچیس ہزار نئے اساتذہ آئے ہیں ان میں سے لوگوں کو یہاں کوئین میری میں shift کر رہے ہیں۔ معزز ممبر بالکل درست کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر بچیوں کی تعداد زیادہ ہے اور ابھی ٹیچرز کی ضرورت ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور کے سنٹر میں ہے اس لئے اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اس کے لئے منسٹر صاحب نے کیا planning کی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دو سال پہلے حکومت کی اپنی proposal تھی کہ چونکہ یہ کالج شہر کے سنٹر میں ہے، بہت پرانا اور historical institute ہے اس لئے اسے

وومن یونیورسٹی میں convert کیا جائے۔اس پر departmental کام ہو رہا ہے جیسے ہی approval ہو گی تو پھر ہم اس کا بل اسمبلی میں لائیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 8101 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوئین میری کالج لاہور میں طالبات کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*8101: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوئین میری کالج لاہور میں طالبات سخت گرمی میں بغیر سایہ کے فیس جمع کرانے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالبات کی سہولت کے لئے پرنسپل نے کوئی مناسب بندوبست نہ کیا ہوا ہے؟

(ج) کیا محکمہ تعلیم طالبات کو بہتر سہولتیں پہنچانے کے لئے کوئی کام کر رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہیں۔کوئین میری کالج میں طالبات کی سہولت کے لئے پچھلے سال میں ایک عدد ٹینٹ کرایہ پر اور ایک عدد ٹینٹ خرید کر سایہ کے لئے طالبات کی لائنوں پر لگایا گیا تاکہ طالبات کو دھوپ اور سخت گرمی میں کھڑے ہو کر فیس جمع نہ کروانی پڑے۔

بعد ازاں کالج نے فوری طور پر بنک آف پنجاب کی سہولیات حاصل کیں اور اب تمام کلاسز کی طالبات کی فیس بنک میں جمع ہوتی ہے لہذا اب کوئی بھی طالبہ کالج میں فیس جمع نہیں کرواتی اس لئے یہ معاملہ اب درپیش نہیں۔

(ب) طالبات کی سہولت کے لئے پرنسپل صاحبہ نے مناسب انتظام کیا ہوا ہے ان میں لائبریری، ڈسپنسری، کمپیوٹر لیب، فرنیچر، گارڈن بنچز، ٹھنڈے پانی کے لئے واٹر کولر اور صفائی کے لئے مناسب انتظامات شامل ہیں۔

(ج) محکمہ تعلیم طالبات کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ادارہ ہذا کے ساتھ مکمل تعاون کر رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: پہلی بات تو یہ ہے کہ منسٹر صاحب کی تعریف کرنی چاہئے کہ ان کی مدد سے ہی اس کالج میں بنک آف پنجاب کی سہولت میسر آئی۔

جناب سپیکر: شکر ہے کوئی تعریف کرنے والے بھی آئے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: لیکن میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں انہوں نے کہا ہے کہ اب ایسے کوئی مسائل نہیں ہیں اور بنک آف پنجاب کے ذریعے ہی ان طالبات کی فیس ادا کی جارہی ہے۔میں وزیر صاحب کے گوش گزار کردوں کہ ان کی بڑی اچھی effort تھی اور ان کی وجہ سے ہی بنک آف پنجاب میں بچوں کی فیس جمع کرائی گئی لیکن ابھی بھی کالج کا عملہ کچھ طالبات سے ان کی آسانی کا کہہ کر کہ آپ کی آسانی اسی میں ہے آپ یہاں پر فیس جمع کرادیں اور ابھی بھی وہاں فیس لی جارہی ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ وہ اس پر تھوڑی اور سختی کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے، جیسے یہ فرمارہی ہیں کالج انتظامیہ کو یہ کہہ دیا جائے گا کہ سٹوڈنٹس کو ذرا بہتر طریقے سے بتادیں کہ بنک آف پنجاب کی برانچ میں فیس جمع کرائیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 9297 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یوای ٹی ٹیکسلا میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*9297: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان کے گریڈ کیا ہیں؟

(ب) یوای ٹی ٹیکسلا میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان اسامیوں کو کب تک پر کر لیا جائے گا؟

(ج) یوای ٹی ٹیکسلا درجہ چہارم اور اس سے اوپر نان ٹیچنگ سٹاف کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):
(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا میں گریڈ17 سے 21تک کی کل 246 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔
(ب) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا میں 275اسامیاں خالی ہیں اور ضرورت کے مطابق ان کو پر کیا جاتا ہے۔
(ج) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا درجہ چہارم اور اس سے اوپر نان ٹیچنگ سٹاف کی 194اسامیاں خالی ہیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب درست نہیں ہے۔سوال کا جز(الف) تھا کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان کے گریڈ کیا ہیں؟ جز(ب) میں تھا کہ یو ای ٹی ٹیکسلا میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان اسامیوں کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟ سوال کا جز(الف) کا جواب ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا میں گریڈ 17 سے 21تک کی کل 246 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ جز(ب) کا جواب ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا میں 275اسامیاں خالی ہیں اور ضرورت کے مطابق ان کو پُر کیا جاتا ہے۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ اسامیوں کی کل تعداد 246 ہے لیکن 275 خالی ہیں تو ان میں کیا sequence بنتا ہے کہ وہاں ٹوٹل 246 منظور شدہ سیٹیں ہیں لیکن خالی 275 ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ اس لئے جز(الف) کے جواب میں صرف ٹیچنگ سٹاف کے بارے میں جواب دیا گیا ہے۔جب یہ سوال کیا گیا تھا اس وقت 246 منظور شدہ اسامیاں تھیں چونکہ یہ پرانا جواب تھا لیکن اب اس وقت وہاں پر 308 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے اس وقت 214اسامیوں پر لوگ کام کر رہے ہیں اور باقی اسامیاں خالی ہیں۔انہوں نے جو جز(ب) کے حوالے سے بات کی ہے اس حوالے سے عرض ہے کہ اس میں ٹیچنگ سٹاف کے بارے میں نہیں پوچھا گیا بلکہ اس میں پوچھا گیا تھا کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پر کر لیا جائے گا۔اس میں محکمے نے ان کو جواب دیا ہے کہ 275 نہیں بلکہ 321اسامیاں ہیں جن میں ٹیچنگ بھی ہیں اور non teaching بھی ہیں۔میرے پاس ان کی تفصیل بھی موجود ہے جو میں نے آج ہی یونیورسٹی سے لی ہے اگر محترمہ چاہتی

ہیں تو میں وہ بھی ان کو بتا دیتا ہوں۔اس وقت وہاں پر ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ کی 321اسامیاں خالی ہیں۔اگر یہ specifically جو ٹیچنگ کا پوچھ رہی تھیں تو اس وقت ٹیچنگ کی وہاں پر 94اسامیاں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال بھی محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!On his behalf Question No.9298(معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی،ہاں اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ٹیکسلا کے مسائل کی تفصیلات

*9298:**جناب محمد شفیق خان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ٹیکسلا کب تعمیر کیا گیا،اس کی تعمیر کا تخمینہ کیا تھا اور تعمیر پر کتنا خرچ ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ طالب علموں کے گزرنے کے لئے کوئی راستہ نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کی چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے اس کی بلڈنگ اور اس میں پڑا ہوا سامان غیر محفوظ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کی چار دیواری بنانے و دیگر مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج ٹیکسلا کی تعمیر 1991 میں شروع ہوئی اور 1992 میں مکمل ہوئی۔ تعمیر کا تخمینہ (Capital)7.446 ملین روپے تھا اور 8.401 ملین کی رقم خرچ ہوئی۔

(ب) کالج تک رسائی کے لئے راستہ موجود ہے مگر مین روڈ سے کوئی پختہ سڑک کالج تک نہیں آتی۔یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ پختہ سڑک کی تعمیر ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے مناسب جگہ نہ ہونے کی وجہ سے زمین acquire کرنا پڑے گی۔

(ج) کالج کی چار دیواری نہ ہے لیکن اس کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں۔

(د) موجودہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام(12۔2011)ADPکالجوں کومissing facilities فراہم کرنے کے لئے 600ملین روپے کا بلاک موجود ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب نے ان کالجوں کو مناسب سہولیات فراہم کرنے کے لئے سمری کی منظوری دے دی ہے۔ بوائز ڈگری کالج ٹیکسلا میں سہولیات فراہم کرنے کے لئے9.482ملین لاگت کا1-PCتیار کرلیا گیا ہے جس کو 2012۔04۔03کو ہونے والی DDSCکی میٹنگ میں منظور کرلیا جائے گا مزید برآں یہ یقین دہانی بھی کروائی جاتی ہے کہ اس سکیم کو موجودہ مالی سال میں ضرورت کے مطابق فنڈز مہیا کئے جائیں گئے جبکہ باقی رقم اگلے مالی سال میں مہیا کی جائے گی۔ موجودہ سکیم میں فراہم کی جانے والی سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Boundary wall	4.88million
Gate and gate pillar	2.586million
Leveling of land	1.192million
Earth work	0.337million
Boring tube well	0.4658million
External Sewerage	0.353million
Furniture	1.92million
Total	9.482million

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ طالب علموں کے گزرنے کے لئے کوئی راستہ نہ ہے؟" یہ کالج 1991 میں بننا شروع ہوا اور 1992 میں مکمل ہوا لیکن ابھی تک اس میں گزرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ آپ اور یہ House تصور کرے، وہ کیا کالج ہوگا کہ جس میں گزرنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "ضلعی حکومت ہمیں جگہ بتائے گی تو پھر راستہ بنایا جائے گا" ضلعی حکومتیں ختم ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے اور اب سارے انتظامات پنجاب حکومت کے پاس آ چکے ہیں تو پھر اب تک یہ راستہ کیوں نہیں بن سکا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ ضلعی حکومتیں اب بھی ہیں اور ڈی سی او ضلعی حکومت کا انچارج اور Administrator ہوتا ہے۔ اس کالج کے لئے6.910 ملین روپے فنڈز کی administrative approval مورخہ 23۔ مئی 2012 کو ہو چکی

ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ اس کالج کی چار دیواری اور راستہ کی leveling جلد ہی ہو جائے گی۔ بارہ دن پہلے اس کی منظوری ہو گئی ہے اور جولائی میں اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس کالج کی چار دیواری اور راستہ بنانے کے لئے funds جون 2011 میں رکھے گئے ہوں گے اور اب جون 2012 آ گیا ہے یعنی پورا ایک سال گزر چکا ہے۔ مئی میں اس کی منظوری دی گئی ہے اور منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ جولائی میں اس پر کام شروع ہو گا تو یہ اتنی تاخیر کیوں ہوئی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جس معزز ممبر کا سوال ہے وہ پچھلے دور میں بھی حکومتی ایم پی اے تھے اور ضلعی حکومت بھی ان کی فیملی کے پاس تھی لیکن پھر بھی انہوں نے یہ کام نہیں کرایا۔ ہماری حکومت نے اس کے لئے ابھی recently funds منظور کئے ہیں۔ یہ پچھلے سال کے نہیں بلکہ ابھی 6.910 ملین روپے کے نئے funds دیئے گئے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ اپنی ذمہ داری دوسروں پر ڈال رہے ہیں۔ جب کالج بنا تو اس وقت ان کی حکومت تھی۔ انہوں نے پہلے راستہ کیوں نہیں بنایا؟ منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ چار سالوں میں اس کالج میں راستہ کیوں نہیں بنایا گیا؟

جناب سپیکر: محترمہ! وزیر صاحب نے بتا دیا ہے کہ اب راستہ بنا دیا جائے گا۔ اگلا سوال محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 9414، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ، بوائز و گرلز کالجز کی تفصیلات

***9414: سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں بوائز و گرلز کالجز کتنے ہیں؟

(ب) مذکورہ کالجز میں خالی اسامیوں کی تفصیل کالج وار بیان کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):
(الف) ضلع چنیوٹ میں تین بوائز کالج اور چار گرلز کالج ہیں
(ب) کالج وار خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جواب میں کل اسامیاں 417 بتائی گئی ہیں جبکہ 254 لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں اور 163 اسامیاں خالی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے محکمہ نے بھرتیاں کی ہیں تو کیا یہ اسامیاں اُس وقت بھی خالی تھیں اگر یہ خالی تھیں تو انہیں خالی کیوں چھوڑا گیا ہے اور ان پر بھرتیاں کیوں نہیں کی گئیں؟
وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے معزز ممبر کو latest figures بتانا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: جی، بتائیں۔
وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کالجوں کی اب 420 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔
جناب سپیکر: شاہ صاحب! دیکھیں آپ کو نمبر کیا ملا ہے۔ منسٹر صاحب نے کتنی اسامیاں بتائی ہیں؟
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان سے 420 کی ہی توقع کرتا ہوں۔
وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کالجوں کی اب 420 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ اس وقت 268 لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں اور 152 اسامیاں خالی ہیں۔ اس میں 95 اسامیاں ٹیچنگ سٹاف اور 57 اسامیاں نان ٹیچنگ سٹاف کی ہیں۔ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے حال ہی میں جو 2506 نئے لوگ بھرتی کئے گئے ہیں اس میں سے ٹیچنگ سٹاف کی 95 اسامیاں fill up ہو جائیں گی۔ نان ٹیچنگ سٹاف میں 43 اسامیاں clerical staff کی ہیں اور گریڈ چھ سے پندرہ کی recruitment پر پابندی ہے۔ باقی درجہ چہارم کی اسامیوں پر ضرورت کے مطابق بھرتی کر لی جائے گی۔
محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے تو تعلیم کا ستیاناس کر دیا ہے۔
ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: بجلی ہو گی تو لوگ پڑھیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!انہیں کہیں خاموش رہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!خاموش رہیں۔ مہربانی کر کے آپ ایسی بات کا جواب نہ دیا کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اس حکومت نے کالجوں میں بھرتیاں کی ہیں۔ میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھا ہے کہ یہ بھرتیاں کب کی ہیں اور یہ اسامیاں خالی کیوں چھوڑی گئی ہیں؟ ضلع چنیوٹ کے ایک کالج میں 24 اسامیاں ہیں۔ اس وقت وہاں پر 5 لوگ کام کر رہے ہیں اور 19 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ انہیں خالی کیوں چھوڑا گیا ہے، کیا یہ اسامیاں انتخابات کے قریب سرکاری امیدواروں کو ووٹ دلوانے کے کام آئیں گی؟ پنجاب کے حکمران ویسے تو بے روزگاری، مہنگائی اور دوسری باتوں پر بڑا شور مچاتے ہیں لیکن انہیں اپنے صوبے میں غربت نظر نہیں آتی۔ کم از کم ان اسامیوں پر بھرتیاں کر کے چند لوگوں کے چولھے تو گرم ہو سکتے ہیں۔ صرف دوسروں پر تنقید نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنے گریبان میں بھی جھانکیں کہ یہ خود کیا کر رہے ہیں؟ وزیر صاحب مجھے بتائیں کہ یہ اسامیاں کیوں خالی چھوڑی گئی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ٹیچنگ سٹاف کے حوالے سے میں نے ابھی بتایا ہے کہ اب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے بھرتیاں ہو چکی ہیں اور ہم ان چھٹیوں میں ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیں گے۔ آپ نے گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بھوانہ کا پوچھا ہے۔ آپ نے خصوصی طور پر چھ میں سے ایک کالج کے بارے میں پوچھا ہے۔ میں پہلے ہی سارے کالجوں کی بات کر چکا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کی تھی کہ آج تک آپ نے جو rulings دی ہیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے کہا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ جب میرے ضلع میں یہ بھرتیاں ہوئیں تھیں تو سرکاری ممبران کو یہ کوٹا میں دی گئی تھیں۔ میرے حلقہ میں دوسرے حلقوں کے بندوں کو appoint کیا گیا تھا۔ میں نے اس وقت بھی نشاندہی کی تھی اور آج بھی کر رہا ہوں کہ خدارا یہ درجہ چہارم کی سیٹیں تو مستحق لوگوں کو دے دیا کریں۔ آپ کی اس حکومت میں نہ غریب کو زکوٰۃ ملتی ہے اس کے بارے میں بھی یہ کہتے ہیں کہ (ن) والوں کو دینی ہے کیونکہ وہ آپ سے زیادہ مستحق

ہیں۔ ہمارے بھی ووٹر ہیں اور سب کچھ ہے۔آپ ہمیں فنڈز دیتے ہیں، نوکری دیتے ہیں اور نہ ہمیں زکوٰۃ دیتے ہیں تو پھر آپ ہم سے ٹیکس کیوں وصول کرتے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ کالجوں کے بارے میں سوال ہے؟ اگر ان کو زکوٰۃ چاہئے تو یہ نیا سوال کریں۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: یہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں چپ کرائیں۔ یہ جواب دینے والی کون ہوتی ہیں؟ آپ نے انہیں یہ تمیز سکھائی ہوئی ہے؟ یہ کمال ہے کہ کوئی آدمی بات کرے تو یہ گلے پڑ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کی بات سنیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے House کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ارشاد کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ اہل تشیع ہیں ان کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کی جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اس ڈھلوں کو دیکھ لیں۔ یہ کیا ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please, order please میں نے floor ان کو دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کیا طریق کار ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House. I say order in the House. جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر یہ میری بات نہیں سنیں گے تو پھر میں بھی شور کر سکتا ہوں۔ اگر آپ کا کوئی آدمی بات کر رہا ہو گا تو میں بھی اسے بات نہیں کرنے دوں گا۔

جناب سپیکر: میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں اور یہ شور کر رہی ہیں۔ یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو بھی سب طریقے آتے ہیں۔ آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ان کے بارے میں کیا بات کی ہے؟ میں وزیر اور محکمہ کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! انہوں نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔Order please, order please شاہ صاحب! آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ سوال کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے سوال کر دیا ہے، انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ دوبارہ بیان کر دیں کیونکہ کافی قطع کلامیاں ہو چکی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب کو سمجھ آ گئی ہے۔ یہ لوگوں کی "اُنگل" پر لگے ہوئے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آج حلفاً کہہ رہا ہوں کہ جب میرا دل کرے گا تو میں یہاں اٹھ کر بولنا شروع کر دوں گا۔ انہوں نے اس House کو سبزی منڈی بنا دیا ہے۔ یہاں بات ہوتی ہے کہ ہم باہر ٹینٹوں میں اسمبلی لگا لیں گے۔ یہ بازاری زبان استعمال کرتے ہیں۔ اس ڈھلوں کا کیا کام ہے کہ یہ اس سوال پر کھڑا ہو۔ یہ بار بار کھڑے ہونے والا کون ہوتا ہے۔ اگر اب یہ ڈھلوں کھڑا ہوا تو پھر یہ کبھی نہیں بیٹھے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے خصوصی طور پر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بھوانہ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں 24 منظور شدہ اسامیاں ہیں، پانچ working اور 19 خالی ہیں۔ اس کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کی دو سیٹیں خالی ہیں، لیکچرار گریڈ 17 کی آٹھ سیٹیں خالی ہیں جن کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے سفارشات کے بعد بھرتی کا عمل جاری ہے اور

گرمیوں کی چھٹیوں میں لیکچرار تعینات ہو جائیں گے۔ان کے علاوہ ہم نے کئی لوگوں کو گریڈ18 میں ترقی بھی دی ہے انشاء اللہ وہاں گریڈ18 کے لوگ بھی available ہوں گے۔اس کے بعد ہیڈ کلرک، کیشئر ٹیکر، سینئر کلرک اور جونیئر کلرک کی سیٹیں ہیں جن کی تعیناتی پر مکمل طور پر پابندی ہے کیونکہ یہ پہلے ہی ہمارے پاس زیادہ ہیں۔ یہ ہماری گورنمنٹ کی austerity derive ہے کہ بچت کریں اور کالجوں میں ان کی already availability ہوتی ہے۔اس پر فی الحال گورنمنٹ نے ban لگایا ہوا ہے۔اس کے بعد لیکچرار اسسٹنٹ، لیب اٹینڈنٹ، لائبریری اٹینڈنٹ، چوکیدار، سویپر، نائب قاصد اور مالی کی سیٹیں مشتہر کر دی گئی ہیں۔اگر نہیں ہوئیں تو کچھ دنوں میں مشتہر ہو جائیں گی۔اس کے بعد تعیناتیاں ساتھ ساتھ ہوتی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جھنگ صدر کی تفصیلات

*9362: محترمہ آصفہ فاروقی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج محلہ برجی والا جھنگ صدر میں پروفیسر، لیکچرار اور دیگر سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں، کتنی خالی پڑی ہیں اور ان کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس کالج میں بچیوں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ج) کیا اس کی عمارت بچیوں کی تعداد کے مطابق ہے؟

(د) کیا اس کی عمارت کی حالت صحیح ہے؟

(ہ) اس کالج کی کون کون سی missing facilities ہیں حکومت ان کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

نام اسامی معہ گریڈ	منظور شدہ اسامی	پر شدہ اسامی	خالی اسامی
پرنسپل بی ایس 19	01	01	---
ایسوسی ایٹ پروفیسر 19	08	06	02
اسسٹنٹ پروفیسر 18	22	20	02
لیکچرار 17	23	15	08
لائبریرین 17	01	01	---
سپرنٹنڈنٹ 16	01	01	---
ہاسٹل وارڈن 14	01	01	---
ہیڈ کلرک 14	01	---	01
سینئر کلرک 09	02	02	---
جونیئر کلرک 07	03	01	02
لائبریری کلرک 07	01	---	01
لیکچرار اسسٹنٹ 07	04	04	---
ڈرائیور 04	01	---	01
کلاس فور 01	20	13	07

کلاس فور کی بھرتی کا عمل جاری ہے۔ سکیل نمبر 04 تا 16 کی بھرتی پر گورنمنٹ آف دی پنجاب کی طرف سے ban ہے تاہم گریڈ 17 سے اوپر کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے 1470 میل لیکچرار زاور 1097 فی میل لیکچرارز کی کل 2567 سیٹوں کی ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے۔ جیسے ہی یہ عمل مکمل ہوتا ہے، لیکچرارز کی تقرری کے احکامات جاری کر دیئے جائیں گے۔ جبکہ اسسٹنٹ پروفیسرز کی ڈائریکٹ بھرتی کے بعد ان کے پوسٹنگ آرڈرز کئے جا چکے ہیں۔ مزید برآں 31۔جنوری 2011 کی محکمانہ پروموشن کمیٹی میٹنگ کے منٹس بھی جاری کئے جا چکے ہیں جن کی پنجاب بھر کی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کا عمل جاری ہے۔

(ب)

فرسٹ ایئر	سیکنڈ ایئر	تھرڈ ایئر	فورتھ ایئر	ٹوٹل
994	1009	669	524	3196

(ج) تسلی بخش ہے۔

(د) تسلی بخش ہے۔

(ہ) پنجاب گورنمنٹ نے 23.679ملین گرانٹ بذریعہ N.L.C کالج کی ترقی کے لئے جاری کی جس میں ملٹی پرپز ہال، فیکلٹی لاؤنج، کمپیوٹر لیب، کنٹین اور ٹائلٹ بلاک کی تعمیر مکمل ہونے کے قریب ہے۔

لاہور۔پنجاب یونیورسٹی میں ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی کی تفصیلات

*9415: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جنوری2009 سے دسمبر2010 پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جن افراد کو ٹیچنگ سٹاف میں بھرتی کیا گیاان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

جنوری2009 سے دسمبر2010تک پنجاب یونیورسٹی میں177افراد کو ٹیچنگ سٹاف میں بھرتی کیا گیا جس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔طلباء وطالبات کے کالجز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*9465: محترمہ شگفتہ شیخ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین قصور میں پرنسپل کی مستقل تعیناتی کب عمل میں لائی جائے گی، موجودہ قائم مقام پرنسپل کس گریڈ میں کام کررہی ہے؟

(ب) مذکورہ کالج میں کتنا ٹیچنگ سٹاف ہے اور کس کس مضامین کے اساتذہ نہیں ہیں،ان مضامین کے اساتذہ کی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

(ج) مذکورہ کالج میں کتنے کنٹریکٹ لیکچرار ہیں، کیاان کو مستقل کیا جارہا ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور کی تعیناتی کے لئے متعدد بار پینل منگوایا گیا لیکن کوئی بھی خواہشمند امیدوار سامنے نہیں آیا جیسے ہی کوئی مناسب خواہشمند امیدوار سامنے آئے گا گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی کے مطابق تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔قائم مقام پرنسپل BS-19 میں کام کررہی ہے۔اور کالج کی ریگولر پرنسپل کی سیٹ بھی BS-19 کی ہی ہے۔

(ب)

(i) گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور میں 39 عدد ٹیچنگ سٹاف کام کر رہا ہے اور کالج ہذا میں درج ذیل اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ii)

نمبر شمار	مضامین	تعداد خالی اسامیاں
1	انگلش	4=
2	اسلامیات	6=
3	اردو	1=
4	پولیٹیکل سائنس	6=
5	فارسی	1=
6	نفسیات	3=
7	فزکس	2=
8	فزیکل ایجوکیشن	1=
9	مطالعہ پاکستان	1=
	ٹوٹل خالی اسامیاں	25=

(iii) کالج میں اساتذہ کی تقرری پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جاتی ہے تاہم اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سیشن کی ابتداء میں CTIs بھرتی کر لئے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور میں موجودہ تعلیمی سال کے لئے اساتذہ کی کمی پورا کرنے کے لئے حسب ضرورت CTIs بھرتی کر لی گئی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ کالج برائے خواتین قصور میں 13 لیکچرارز کنٹریکٹ پر کام کر رہی ہیں۔ مذکورہ لیکچرارز کی مستقلی، گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی کے مطابق ہو گی۔

ضلع ننکانہ صاحب، بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9469: **چودھری عامر سلطان چیمہ**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں کل کتنے بوائز اور گرلز کالجز ہیں؟

(ب) متذکرہ بالا کالجز میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں اس وقت خالی ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ننکانہ صاحب میں کالجز کی تعداد درج ذیل ہے۔

لڑکوں کے کالج۔03

لڑکیوں کے کالج۔04

(ب) ان کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

کل اسامیاں۔206

پُر اسامیاں۔113

خالی اسامیاں۔93

(ج) خالی اسامیوں پر CTI کی بھرتی 9ماہ کے لئے کر لی گئی ہے ۔ ٹیچنگ سٹاف کی تقرری پبلک سروس کمیشن کرتا ہے جن پر تقرری ہو رہی ہے۔

ضلع گجرات، بوائز و گرلز کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9474: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں بوائز اور گرلز کالجوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کالجوں میں طلباء اور طالبات کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان کالجوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنے اساتذہ تعینات ہیں، کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان خالی اسامیوں پر متعلقہ اساتذہ کو کب تک تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں بوائز اور گرلز کالجوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

1-	بوائز کالجوں کی تعداد	07
2-	گرلز کالجوں کی تعداد	09

(ب) ضلع گجرات میں طلباء اور طالبات کے کالجوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

1-	بوائز کالجوں میں طلباء کی تعداد	4801
2-	گرلز کالجوں میں طالبات کی تعداد	6840

(ج)

1- بوائز کالجوں میں اساتذہ کی کل تعداد252 ہے۔جن میں 141اساتذہ کام کر رہے ہیں اور 111اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

2- خواتین کالجوں میں اساتذہ کی کل تعداد194 ہے جن میں90اساتذہ کالجوں میں کام کر رہے ہیں اور104 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

3- محکمہ تعلیم، حکومت پنجاب کی طرف سے خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے تقریباً2500 اسامیوں کیrequisition PPSC کو بھیجی جاچکی ہے جبکہ دیگر گریڈز میں بھی ترقی اور بھرتی کا عمل جاری ہے علاوہ ازیں ٹیچرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے CTIs بھی بھرتی کئے جا رہے ہیں امید ہے جلد اساتذہ کی کمی کو پورا کر لیا جائے گا۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ

*9645: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں اساتذہ اور دیگر سٹاف کی موجودہ منظور شدہ strength کیا ہے، گریڈوار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پُر کر لیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں اساتذہ اور دیگر سٹاف کی گریڈوار موجودہ منظور شدہ strength کی تفصیل (Annex-I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں اس وقت اساتذہ اور دیگر سٹاف کی خالی اسامیوں کی تعداد کی تفصیل (Annex-II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں اساتذہ اور دیگر سٹاف کی خالی اسامیوں کے لئے اشتہار دیا جاچکا ہے۔عنقریب ان اسامیوں پر درخواستوں کی جانچ پڑتال کے بعد سرچ کمیٹی / سلیکشن بورڈ کے ذریعے تقرری عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں طالبات کو فیس / وظائف کی مد میں دی گئی رقم کی تفصیلات

*9647: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں طالبات سے کتنی فیس چارج کی جاتی ہے، کلاس وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) تعلیمی سال10۔2009اور 11-2010 میں طالبات سے فیس کی مد میں کتنی رقم سال وار وصول ہوئی؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی مستحق طالبات کو فیس میں رعایت دی گئی اور وظائف کی مد میں کتنی رقم دی گئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں طالبات سے جو فیس وصول کی جاتی ہے اس کی تفصیل(Annex-I)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں طالبات سے تعلیمی سال 10۔2009اور 11۔2010 میں جو فیس وصول کی گئی اس کی سال وار تفصیل(Annex-II)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تعلیمی سال 11۔2009 کے دوران مستحق طالبات کو فیس میں دی گئی رعایت اور وظائف کی مد میں دی گئی رقم کی تفصیل(Annex-III)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہائر ایجوکیشن کے مختلف شعبہ جات کی استعداد بڑھانے کی تفصیلات

*9648: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب نے ہائر ایجوکیشن کے مختلف شعبہ جات کی استعداد بشمول طلباء کی انرولمنٹ بڑھانے کا کوئی طویل المیعاد پروگرام یا منصوبہ بنایا ہے؟

(ب) اگر جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کی ہائر ایجوکیشن کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہائر ایجوکیشن کے لئے کوئی پروگرام یا منصوبہ جلد تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) طلباء کی استعداد کار بڑھانے کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے مندرجہ ذیل کام کئے ہیں:۔

1۔ جہاں اساتذہ کی تعداد کم ہے وہاں ایمرجنسی بنیاد پہ اساتذہ کی کمی بذریعہ CTI بھرتی کر کے پوری کی جاتی ہے۔

2۔ کلاس روم کا ماحول بہتر کرنے کے لئے فرنیچر کی مناسب فراہمی کا انتظام کیا جاتا ہے۔

3۔ طلباء کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مہیا کی جارہی ہے۔

4۔ جن کالجوں میں ضرورت محسوس کی جاتی ہے طلباء کی انرولمنٹ بڑھانے کے لئے سیکنڈ شفٹ کا انتظام کیا جاتا ہے۔

5۔ تعلیمی سرگرمیوں میں بہتری لانے کے لئے محکمہ نے اکیڈمک کیلنڈر 2011 اور لیسن پلان تیار کر کے عملدرآمد کے لئے تمام کالجوں میں بھجوادیا ہے۔

6۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں کردار سازی کے لئے ہم نصابی اور معاشرتی اہمیت کی سرگرمیاں جس میں ٹریفک کے قوانین، ریسکیو 1122، فرسٹ ایڈ، سول ڈیفنس، سکاؤٹنگ، گرل گائیڈ، انٹی نارکوٹکس، منشیات سے بچاؤ کے بارے میں آگاہی اور ایک ذمہ دار فعال شہری بننے کی اہمیت کے حامل دوسرے پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم میں کوئی طویل المیعاد منصوبہ زیر غور نہیں ہے لیکن محکمہ اعلیٰ تعلیم سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر سال بہت سے نئے کالجوں کی تعمیر اور ان کے علاوہ موجودہ کالجوں میں missing facilities کی فراہمی کو یقینی بناکر بڑھتی ہوئی انرولمنٹ کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

موجودہ مالی سال کے نئے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اس سال پورے پنجاب میں تعمیر ہونے والے نئے کالجز کی تعداد: 67

مختص کی گئی رقم	1385.842 ملین روپے یعنی ایک ارب تین سو پچاسی کروڑ روپے
missing facilities کے لئے	73 سکیمیں
مختص کی گئی رقم	861.694 ملین روپے یعنی چھیاسی کروڑ 16 لاکھ روپے
اپ گریڈیشن آف کالجز کے لئے	18 سکیمیں
مختص کی گئی رقم	16 کروڑ ستانوے لاکھ روپے

مندرجہ بالا منصوبہ جات سالانہ ترقیاتی پروگرام کی کتاب 12-2011 میں شامل ہیں اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے موجودہ مالی سال میں مندرجہ ذیل نئے منصوبہ جات کی منظوری دی ہے۔

نئے کالجز	36
مختص کی گئی رقم	504 ملین روپے یعنی پچاس کروڑ چالیس لاکھ روپے
missing facilities کے لئے	42 سکیمیں
مختص کی گئی رقم	630 ملین روپے یعنی تریسٹھ کروڑ روپے
بسوں کی فراہمی	25 عدد
مالیت	162.5 ملین روپے یعنی سولہ کروڑ پچیس لاکھ روپے

ضلع نارووال کے کالجز میں ہاسٹل بنانے کی تفصیلات

*9650:جناب محمد عباس چودھری:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع نارووال میں طلباء اور طالبات کے کتنے کالج ہیں جن کے ساتھ ہاسٹل بھی ہیں؟

(ب) کیا حکومت ضلع نارووال میں طلباء اور طالبات کے جن کالجوں میں ہاسٹل نہ ہیں ان میں ہاسٹل بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع نارووال میں کل آٹھ کالج ہیں۔ان میں سے چار گرلز اور چار بوائز کالج ہیں۔ان میں سے جن کالجوں میں ہاسٹل کی سہولت موجود ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج نارووال
2- گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین،نارووال
3- گورنمنٹ ڈگری کالج شکر گڑھ
4- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین شکر گڑھ
5- گورنمنٹ کالج برائے خواتین بدوملہی

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم کالجز میں ہاسٹل کی سہولت ضرورت کے مطابق فراہم کرتا ہے۔ضلع نارووال کے مندرجہ ذیل کالجوں میں ہاسٹل کی سہولت میسر نہ ہے جس کی ضرورت کا جائزہ لیا جارہا ہے اگر ہاسٹل کی فراہمی ضروری قرار پائی تو اسے یقینی بنایا جائے گا۔

1- گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج بدوملہی
2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ظفروال
3- گورنمنٹ ڈگری کالج ظفروال

ضلع نارووال، تحصیل شکر گڑھ میں کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9651:جناب محمد عباس چودھری:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال میں طلباء و طالبات کے کتنے کالج ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں طالب علموں کی کالج وار تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا تحصیل شکر گڑھ میں حکومت مزید نئے کالج بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال میں کل دو کالج ہیں جن میں سے ایک بوائز اور ایک گرلز کالج ہے۔یہ دونوں کالج ریلوے روڈ شکر گڑھ شہر میں واقع ہیں۔

(ب)

کالج کا نام	فرسٹ ایئر	سیکنڈ ایئر	تھرڈ ایئر	فورتھ ایئر
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین شکر گڑھ	262	411	147	92
گورنمنٹ ڈگری کالج شکر گڑھ	748	673	89	52

(ج) جی ہاں۔حکومت پنجاب نے تحصیل شکر گڑھ میں ایک گرلز کالج ترکھانہ مریداں کے مقام پر قائم کرنے کی منظوری دے دی ہے جس کی مالیت 80.928 ملین روپے ہے۔یہ منصوبہ محکمہ اعلیٰ تعلیم کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 12-2011 میں شامل ہے اور اس کی تعمیر کا کام تقریباً پچاس فیصد مکمل ہو چکا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، تحصیل خان پور کے کالجوں میں طلباء وطالبات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9652: میاں شفیع محمد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں موجودہ بوائز و گرلز کالج میں طلباء وطالبات کی تعداد کیا ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) سال 2011 ان کالجوں میں کتنے طلباء وطالبات کو داخلہ دیا گیا؟

(ج) کتنے خواہشمند امیدواروں کو داخلہ نہ مل سکا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں بوائز و گرلز دو کالجوں ہیں جن میں طلباء وطالبات کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، خان پور

سال اول	سال دوم	سال سوم	سال چہارم	سال پنجم	سال ششم	کل تعداد
275	404	310	404	181	180	1754

2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، خان پور

سال اول	سال دوم	سال سوم	سال چہارم	کل تعداد
275	404	310	404	1393

(ب)

1- گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، خان پور

سال اول	سال دوم	سال سوم	سال چہارم	سال پنجم	سال ششم	کل تعداد
275	404	310	404	181	180	1754

2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، خان پور

سال اول	سال دوم	سال سوم	سال چہارم	کل تعداد
552	636	643	432	2263

(ج) تمام خواہش مند طلبہ وطالبات کو داخلہ دیا گیا۔

رحیم یار خان، گرلز و بوائز کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9653: **میاں شفیع محمد**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رحیم یار خان میں کتنے گرلز و بوائز کالج ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کس کس کالج میں کب سے خالی ہیں؟

(د) خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل چار تحصیلیں ہیں۔ہر تحصیل میں دو کالج ہیں (ایک گرلز اور ایک بوائز) اس طرح ضلع رحیم یار خان میں چار گرلز اور چار بوائز کالج ہیں۔ کل کالجوں کی تعداد آٹھ ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ کالجوں میں کل منظور شدہ مردانہ اسامیوں کی تعداد

BS-17: 120، BS-18: 74، BS-19: 32

ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ کالجوں میں کل منظور شدہ زنانہ اسامیوں کی تعداد

BS-17: 111، BS-18: 42، BS-19: 12

(ج) ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ بوائز کالجوں میں کل خالی اسامیوں کی تعداد

BS-17: 56، BS-18: 6، BS-19: 11

ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ گرلز کالجوں میں کل خالی اسامیوں کی تعداد

4 :BS-19 ، 12 :BS-18 ، 22 :BS-17

یہ اسامیاں2006 سے اب تک مختلف سالوں سے خالی ہیں۔

(د) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب لیکچرار کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے تقریباً2500اسامیوں کی PPSC, requisition کو بھیج چکی ہے جبکہ دیگر گریڈز میں بھی اساتذہ کی ترقی اور بھرتی کا عمل جاری ہے علاوہ ازیں تمام خالی اسامیوں پر CTI's کی بھرتی پورے تعلیمی سیشن کے لئے کر دی گئی ہے تاکہ کسی بھی خالی اسامی کی وجہ سے طلباء کا نقصان نہ ہو۔

ملتان، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں بھرتی کی تفصیلات

*9656:ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(االف) بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں جنوری2010 تا حال جن افراد کو ٹیچنگ سٹاف اور نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ بالا سٹاف کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا؟

(ج) کیا مذکورہ عرصہ میں بھرتی کے خلاف شکایات موصول ہوئیں اور ان شکایات کے ازالہ کے لئے یونیورسٹی انتظامیہ نے کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں جنوری2010 تا حال جن افراد کو ٹیچنگ سٹاف اور نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل (Annex-I)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا سٹاف کی بھرتی کے لئے جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے اس کی تفصیل (Annex-II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے میں ہی الگ کالم بعنوان Advertisement/Remarks میں تحریر ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کچھ امیدواران جن کا انتخاب نہ ہو سکا انہوں نے لاہور ہائیکورٹ کے ملتان بنچ میں رٹ دائر کی ہوئی ہے جو کہ زیر سماعت ہے۔ ان کی تفصیل(Annex-III) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیچنگ سٹاف سے متعلقہ جو شکایات موصول ہوئیں وہ متعلقہ اداروں / شعبہ جات کو ارسال کر دی گئی ہیں اور ان کا فیصلہ متعلقہ اداروں

/شعبہ جات سے تفصیلی رپورٹ کے بعد کیا جائے گا تفصیل(Annex-III)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*9660: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کی انتظامیہ نے سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود گیارہ انتظامی افسران کو نکالنے کی بجائے عہدوں کے نام تبدیل کرکے پرکشش تنخواہوں کے پیکج پر رکھ لیا جبکہ غریب کلرکوں، چوکیداروں، مالیوں اور چپڑاسیوں کو نکال دیا گیا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ گیارہ انتظامی افسران مذکورہ کو آڈٹ اعتراض سے بچانے کے لئے یونیورسٹی کے ایوننگ پروگرام سے تنخواہوں کی ادائیگیاں کی جائیں گی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سپریم کورٹ کے احکامات کی پامالی پر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کی انتظامیہ کے خلاف سخت کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ یونیورسٹی انتظامیہ نے گیارہ انتظامی افسران کو نکالنے کی بجائے عہدوں کے نام تبدیل کرکے پرکشش تنخواہوں کے پیکج پر رکھ لیا ہے مزید یہ کہ کسی کلرک، چوکیدار، مالی یا چپڑاسی کو نکالا نہیں گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ جبکہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جی سی یونیورسٹی لاہور اپنے سیلف سپورٹنگ ڈیپارٹمنٹ کا بھی باقاعدگی سے سالانہ آڈٹ کراتا ہے۔

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سرگودھا یونیورسٹی کی عمارت کی ڈویلپمنٹ کی تفصیلات

*9661: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا یونیورسٹی کی عمارت کی ڈویلپمنٹ کا کام کن مراحل میں ہے؟

(ب) اپریل2011تک کل کتنا فنڈ جاری کیا گیا، کتنا استعمال کیا گیا اور کہاں کہاں استعمال کیا گیا؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ حکومت مذکورہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی مدت ملازمت میں توسیع کر رہی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کن کن وجوہ کی بناء پر وائس چانسلر کی مدت ملازمت میں توسیع کرنا چاہتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یونیورسٹی آف سرگودھا کی عمارت کا تعمیراتی کام ابھی جاری ہے جو مستقبل قریب میں مکمل ہو جائے گا تاہم کچھ شعبہ جات کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔

(ب) یونیورسٹی کالج آف ایگریکلچر، یونیورسٹی آف سرگودھا کے تعمیراتی کاموں کی مد میں جون 2011 تک 55.000 ملین فنڈ جاری کیا گیا جس کی تفصیل (Annex–I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سرگودھا میڈیکل کالج، یونیورسٹی آف سرگودھا کے تعمیراتی کاموں کی مد میں 11۔2010 میں 135.000 ملین فنڈ جاری کیا گیا جس کی تفصیل (Annex–II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں اپریل 2011 میں کل 1339.038 ملین (recurring) فنڈ جاری کیا گیا جو یونیورسٹی ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر روزمرہ اخراجات کے لئے استعمال کیا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب نے مورخہ 10۔12۔30 کو وائس چانسلر کی تقرری کے لئے اشتہار دیا اور پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چودھری کو بطور وائس چانسلر مورخہ 11۔10۔10 کو بذریعہ سرچ کمیٹی تعینات کیا۔

(د) مذکورہ سوال کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے بارے میں تفصیلات

*9765: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد مختلف اداروں کی 30 کروڑ روپے کی نادہندہ ہے اور یونیورسٹی کے ذمے گزشتہ چھ سالوں کے بل واجب الادا ہیں جنہیں ادا نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مبلغ ایک کروڑ روپیہ پنجاب بک فاؤنڈیشن کے ادا نہیں کئے گئے جبکہ فاؤنڈیشن سے 2008 میں کتابیں خریدی گئیں تھیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت معاملے کی چھان بین کرنے اور اسے سنڈیکیٹ میں لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذمہ تقریباً 8 کروڑ کے بل واجب الادا ہیں۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ نیشنل بک فاؤنڈیشن کے بل تقریباً 30 لاکھ واجب الادا ہیں جبکہ کچھ بل اعتراضات کی وجہ سے باعث التواء ہیں۔

(ج) ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے مندرجہ بالا واجب الادا بلز کی ادائیگی قواعد و ضوابط کے مطابق کرنے کے لئے یونیورسٹی کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔

لاہور۔کالجوں میں پروفیسرز / لیکچرارز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*9804: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے مختلف کالجوں میں پروفیسرز و لیکچرارز کی 285 اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان خالی اسامیوں پر عدم تعیناتی کی بناء پر تدریسی عمل بری طرح متاثر ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کالجوں میں خالی اسامیوں پر فوری تعیناتیاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مورخہ 3۔فروری 2012 تک کے دفتر ریکارڈ کے مطابق دفتر ہذا کے تحت لاہور کے سرکاری کالجوں میں پروفیسرز / لیکچرارز کی 216 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

اسامیوں کی تعداد	پروفیسرز	ایسوسی ایٹ پروفیسرز	اسسٹنٹ پروفیسرز	لیکچرارز	کل تعداد
مردانہ کالج	9	63	19	37	128
زنانہ کالج	7	42	13	26	88
کل اسامیاں	16	105	32	63	216

(ب) ان خالی اسامیوں پر عدم تعیناتی کی بناء پر تدریسی عمل متاثر نہ ہو رہا ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے ضرورت کے مطابق خالی اسامیوں پر CTI's کی تقرری کر دی ہے تاکہ طلباء و طالبات کا تعلیمی نقصان نہ ہو۔

(ج) اگرچہ خالی اسامیوں کو عارضی طور پر CTI's تعینات کر کے تدریسی عمل کو متاثر ہونے سے روک دیا گیا ہے تاہم مستقل بنیادوں پر بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے عمل جاری ہے۔

ڈی جی، پنجاب پبلک لائبریریز کی تعیناتی کے قواعد وضوابط و دیگر تفصیلات

*9863: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر جنرل آف پبلک لائبریریز کی تعیناتی کے کیا قواعد وضوابط ہیں؟

(ب) کیا ڈائریکٹر صاحبان میں سے ڈی جی کی تعیناتی ہو سکتی ہے؟

(ج) کیا موجودہ ڈی جی، پنجاب پبلک لائبریریز کے افسران میں سے ہیں؟

(د) اگر موجودہ ڈی جی کسی دوسرے گروپ سے تعلق رکھتے تو کیا یہ لائن آف پروموشن میں موجود افسران سے زیادتی نہیں نیز کیا انہیں قواعد وضوابط میں نرمی کر کے تعینات کیا گیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) نظامت کتب خانہ جات عامہ پنجاب، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف دی پنجاب کے ریکروٹمنٹ رولز 1989 کے مطابق ڈائریکٹر جنرل پبلک لائبریریز کی تعیناتی کے درج ذیل قواعد وضوابط ہیں۔

1۔ قواعد وضوابط برائے ابتدائی بھرتی / ٹرانسفر

I۔ پی ایچ ڈی ان لائبریری سائنس

II۔ پچاس ہزار سے زائد کتب کی حامل لائبریری میں 15 سالہ تجربہ۔

2۔ قواعد وضوابط برائے پروموشن آن میرٹ

فنکشنل یونٹ میں کام کرنے والے ڈائریکٹرز جو گریڈ 17 اور اس سے اوپر گریڈ میں 17 سالہ سروس کا تجربہ رکھتے ہیں اور گریڈ 18 میں براہ راست تعیناتی کی صورت میں گریڈ 18 اور اس سے اوپر گریڈ میں 12 سالہ سروس یا پھر گریڈ 19 اور اوپر گریڈ میں 5 سالہ تجربہ

پروموشن کے لئے ضروری ہے اگر بذریعہ پروموشن موزوں امیدوار دستیاب نہ ہو تو پھر بذریعہ ابتدائی بھرتی جس کی تفصیل(Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج بالا سروس رولز2 کے مطابق تجربہ رکھنے والے ڈائریکٹر،ڈی جی کی پوسٹ پر ترقی پا سکتے ہیں۔

(ج) نہیں۔ موجودہ ڈی جی ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ(DMG) سے ہیں۔

(د) اگرچہ موجودہ ڈی جی۔ڈی ایم جی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کی تعیناتی سے لائن آف پروموشن میں موجودہ افسران سے زیادتی نہیں ہوئی کیونکہ موجودہ افسران میں سے کوئی بھی افسر ڈائریکٹر(BS-19) کی پوسٹ کا پانچ سالہ تجربہ نہ رکھنے کی بناء پر ڈی جی کی پوسٹ پر ترقی کا اہل نہیں ۔ موجودہ ڈی جی محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے نوٹیفکیشن نمبر SI.2-2/2011 مورخہ یکم مئی 2011 کے تحت ڈائریکٹر جنرل پبلک لائبریریز کی پوسٹ پر چیف منسٹر صاحب کی منظوری کے بعد تعینات کیا گیا ہے اور چیف منسٹر صاحب ہی سروس رولز کی منظوری یا اس میں کسی قسم کی نرمی(relaxation) کے مجاز ہیں۔ تفصیل(Annex-E)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں نے کل اسمبلی میں ایک تحریک استحقاق جمع کرائی تھی۔

جناب سپیکر: وہ تو kill ہو گئی ہے اس لئے اس پر بات نہیں ہو گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر وہ kill ہوئی ہے تو اس لئے ہوئی ہے کہ اس کا تعلق (ن) لیگ سے ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!آپ کا تعلق(ن)لیگ سے نہیں ہے۔آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: میرا تعلق(ن)لیگ سے نہیں ہے لیکن یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔آپ نے مجھے وہ ثبوت دینے ہیں اس کے بعد میں اس پر اپنی رائے دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میرے پاس کورٹ کا فیصلہ ہے جس میں رانا آصف محمود صاحب کا confess بھی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ یہ office میں جمع کرادیں۔یہ بات ہو چکی ہے اس میٹنگ میں چودھری ظہیر الدین صاحب بھی موجود تھے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے تو مجھے کیوں اس میٹنگ میں نہیں بلایا گیا۔آپ نے چودھری ظہیر الدین صاحب کو بلایا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ!چودھری ظہیر الدین آپ کی پارٹی کے لیڈر ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!رانا آصف محمود صاحب بجٹ پیش نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: ان کی disqualification کے بارے میں جب تک کوئی چیز نہیں آئے گی وہ اس وقت تک اس House کے معزز ممبر ہیں۔اگر ان کے بارے میں ایسی کوئی بات آئے گی تو پھر میں اس پر فیصلہ کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!وہ بجٹ پیش نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: میں اس پر بات نہیں سنوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Article-63 کے تحت dual nationality رکھنے والے رحمان ملک اور فرح اصفہانی معطل کئے گئے ہیں تو پھر رانا آصف کو کیوں معطل نہیں کیا گیا؟اس پر فیصلہ تو آ چکا ہے۔انہوں نے سب کا کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ آرام اور اطمینان سے بات کریں۔اس کے علاوہ جو معزز ممبر House میں موجود نہ ہو اس کے بارے میں اس قسم کی کوئی غلط بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں کوئی غلط بات نہیں کر رہی۔میرے پاس ثبوت ہیں۔

جناب سپیکر:اس طرح آپ کی بات نہیں سنی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم شیم" کی آوازیں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں کوئی غلط بات نہیں کر رہی اور اسمبلی کا کوئی ممبر غلط بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی۔آپ نے بات کر لی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!آپ سپیکر ہیں۔آپ (ن)لیگ کے سپیکر نہیں، ہمارے بھی سپیکر ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سننے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس کی رکنیت معطل کی جائے۔ آپ نے میری تحریک استحقاق کو disallow کیا ہے کیونکہ اس کا تعلق (ن)لیگ سے ہے۔ان کو کیوں معطل نہیں کیا گیا؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں بڑے ادب کے ساتھ آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جا کر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ جناب عمر عطاء بندیال صاحب کی عدالت میں confess کیا ہے۔ میرے پاس confession order موجود ہے۔ میں یہ آپ کو پیش کرنا چاہتی ہوں۔انہوں نے confess کیا ہے کہ میں واقعی dual nationality holder ہوں۔انہوں نے confess کیا ہے کہ میں Canadian nationality holder ہوں۔ اس کے باوجود ان کے خلاف action نہیں لیا جا رہا۔

جناب سپیکر: یہ کیس جب میرے پاس آئے گا تو میں اس کو دیکھوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کو ہی کہوں گی اور میں تو آپ سے ہی درخواست کروں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔اب آپ کی بات نہیں سنی جائے گی۔ میں ایسے فیصلہ نہیں کر سکتا کیونکہ ایسے فیصلے نہیں ہوتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جب وہ confess کر چکے ہیں تو action کیوں نہیں لیا جاتا؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینا چاہتی۔آپ اس House کے Custodian ہیں۔ میں تو آپ کے notice میں یہ بات لائی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! اس کیس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! چودھری نثار نے کل اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اگر ہمارے کسی ممبر کی dual nationality ہو گی تو وہ استعفیٰ دے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔اس کے بعد آپ کی تحاریک استحقاق ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"فرح دیبا جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی جوابی نعرہ بازی)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں کسی دائی کو جواب نہیں دینا چاہتی۔ چودھری نثار صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اگر ہماری پارٹی کا کوئی ممبر dual nationality holder ہوا تو وہ استعفیٰ دے گا۔یہ انہی کی پارٹی کا ممبر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! اس کیس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔یہ حقائق کو مسخ کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگر کوئی معاملہ کورٹ میں چل رہا ہو تو اس کے بارے میں یہاں بات نہیں ہو سکتی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"فرح دیبا کی جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سننے دیں یہ طریق کار اچھا نہیں ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ میری بہنیں ہیں ان کے شور مچانے سے میں اپنا topic kill نہیں کرانا چاہتی۔ یہ چاہتی ہیں کہ یہ topic kill ہو جائے۔ میں دوبارہ کہتی ہوں کہ چودھری نثار صاحب نے کل اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی بھی ممبر اگر dual nationality holder نکلے گا تو اس کو استعفیٰ دینا پڑے گا تو رانا آصف صاحب کی dual nationality ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے کہنے سے تو نہیں ہو سکتی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورٹ کے آرڈرز ہیں۔ انہوں نے کورٹ میں confess کیا ہے۔ ہم کس کورٹ میں جائیں؟ چیف جسٹس صاحب صرف آپ کے چیف جسٹس نہیں ہیں۔ ہم کس کو جا کر کہیں؟ میرے custodian تو آپ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے ثبوت پہنچائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے request کر رہی ہوں۔ میں نے تو چیف جسٹس صاحب کو بھی letter لکھ دیا ہے کہ کیا پنجاب کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک کی تحریک استحقاق ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم رانا آصف کو بجٹ نہیں پڑھنے دیں گے۔ وہ بجٹ پڑھنے کا حقدار نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی لوٹا بجٹ پڑھ لے لیکن وہ بجٹ نہیں پڑھے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب بس کریں اور ایسی بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!وہ بجٹ نہیں پڑھ سکتا۔آپ کو اسے روکنا پڑے گا۔ اسمبلی کو دنگل نہ بنایا جائے۔ ہم اس کو روکیں گے۔ میں روکوں گی۔وہ بجٹ نہیں پڑھ سکتا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ!اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ سپیکر کو اتنا بے بس نہ سمجھیں۔جی،بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی محترمہ ثمینہ خاور حیات نے جو بات کی ہے میں اس پر ایک بات کروں گا تو اس کے بعد معاملہ ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!میں اپنی بہنوں سے بھی کہوں گا کہ House کے decorum کو maintain رکھیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ موجودہ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ عمر عطاء بندیال صاحب کا ایک آرڈر میرے پاس ہے،Writ Petition No.8697/2012 ہے۔ میں بڑی اہم بات کرتا ہوں کیونکہ ہمارے House کا معاملہ ہے اور یہ بات اتنی پھیل جائے گی کہ ہم سے سنبھالی نہیں جائے گی۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم چیف جسٹس آف پاکستان کا احترام کرتے ہیں[****] اُن کو کسی نے یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ آئین کی خلاف ورزی کریں، عدالتیں آئین کے تابع ہوتی ہیں اور آئین سپریم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: سپریم کورٹ کے بارے میں جو الفاظ کہے گئے ہیں اُن کو حذف کیا جاتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!رانا آصف صاحب جنہوں نے حلف لیا ہے اُن کے متعلق میں جسٹس عمر عطاء بندیال صاحب کا ایک آرڈر پڑھنا چاہتا ہوں۔وہ کہتے ہیں کہ:

Learned Council for Respondent No.1 has entered appearance.

It is accepted that Respondent No.1 holds dual nationality.

یہ آرڈر کوئی میرا نہیں ہے اور ہم عدلیہ کا احترام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!میری بات سنیں۔آپ یہ کاغذ لے کر میرے پاس آئیں اس حوالے سے میں آپ سے بیٹھ کر بات کروں گا۔اب آپ House کا وقت ضائع نہ کریں۔تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: زوبیہ رباب ملک صاحبہ! آپ بولنا چاہتی ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! ان کا وزیراعظم جعلی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر عدلیہ نے action لیا تو ہم عدلیہ کا احترام کریں گے لیکن جب تک notification نہیں ہوتا تب تک ہمیں direction دینے کا اِن کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ بجٹ پیش کرنا حکومت کا حصہ ہے جو ہم نے ہی پیش کرنا ہے، چاہے رانا آصف پیش کرے یا ہمارا کوئی دوسرا وزیر پیش کرے۔ یہ ہماری responsibility ہے کہ ہم نے بجٹ پیش کرنا ہے جسے انشاء اللہ ہم پیش کریں گے کیونکہ یہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا عوامی بجٹ ہو گا جس کی وجہ سے اِن کے پیٹ میں پہلے ہی درد اُٹھ رہا ہے۔ ہم نے ابھی بجٹ پیش ہی نہیں کیا لیکن اِن کو پہلے ہی مسئلہ بنا ہوا ہے۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی وزیراعظم نامنظور" کی نعرہ بازی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ مجھے اُن کی بات سننے دیں۔ منڈا صاحب! آپ کو کس بات کی تکلیف ہو رہی ہے، بات کیوں نہیں سنتے؟ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنے کی اجازت لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ اُس طرف بیٹھے ہمارے سب بھائی ہیں۔ ہم نے وہ نقشہ نہیں دینا جو مسلم لیگ (ن) کے نابالغوں نے مرکز میں دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں اور اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس ایک document ہے اور مجھے آپ کی کرسی کا احترام ہے۔ اگر آج آپ نے notice نہ لیا تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! قوم فہمیدہ مرزا کو معاف نہیں کرے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈھلوں صاحب کو بٹھائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! قوم فہمیدہ مرزا کو معاف نہیں کرے گی جس نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے۔

جناب سپیکر: عبدالرزاق ڈھلوں صاحب! آپ بعد میں تقریریں کیجئے گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اسے بٹھائیں ورنہ ہمیں بھی باتیں کرنی آتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! فہمیدہ مرزا جس نے جعلی وزیراعظم کو تحفظ دیا ہے۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! تمام پاکستانی فہمیدہ مرزا کے فیصلے کو نہیں مانتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں بٹھائیں۔

جناب سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ میری بات سن لیں۔ اگر آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بغیر اجازت کے بات کی تو میں اُس کا notice بُری طرح لوں گا۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وہ document پڑھ دوں تاکہ بات ختم ہو جائے۔ بجٹ میں نے یا اپوزیشن کے کسی ساتھی نے نہیں پڑھنا۔

جناب سپیکر: جب وہ بجٹ پیش کریں گے تب اعتراض کرنا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کیونکہ میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جو بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بجائے اس کے کہ کل فتوے آنے شروع ہو جائیں اور پورے پاکستان کے اندر ایسا ہنگامہ کھڑا ہو جائے جسے ہم روک نہ سکیں۔ رانا آصف صاحب نے U.K Embassy میں ایک affidavit tender کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ میں مسلمان ہوں، میری بیٹی "مروہ" مسلمان ہے۔ ہوا یہ کہ جب اقلیتی سیٹیں تقسیم کی جانی تھیں۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ ایسے ہی اسمبلی کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جب میں نے آپ سے پہلے کہا ہے کہ آپ اپنا ثبوت میرے چیمبر میں لے کر آئیں تو میں اُن کو اور آپ کو بھی بلاؤں گا۔ اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر صرف یہ کہہ دیں کہ رانا آصف صاحب بجٹ نہیں پڑھیں گے۔

جناب سپیکر: میں ایسی بات نہیں کر سکتا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر بہت لمبی بحث چھڑ جائے گی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں ہم بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ ایسی بات ہم بعد میں کر لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کارروائی چلائیں کیونکہ یہ ایسے ہی House کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ مجھے بات کرنے دیں یا آپ کر لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے اس حوالے سے ruling دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ایسی کوئی ruling نہیں دی بلکہ میں نے کہا ہے کہ آپ یہ document میرے پاس لے کر آئیں گے پھر ہم بیٹھ کر بات کریں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ چار ممبران پر مشتمل House کی کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ایسے کمیٹی نہیں بناؤں گا۔ جس طرح پہلے بات ہوئی ہے اس کے مطابق اس پر عمل کریں گے اور آپ میرے چیمبر میں یہ document لے کر آئیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر ایک فراڈیا اور جھوٹا شخص بجٹ پیش کرے گا اس کو ہم نہیں مانیں گے۔

جناب سپیکر: آپ غلط کر رہے ہیں اور ایک ممبر کے خلاف آپ تضحیک آمیز بیان دیتے ہیں۔ آپ کیسی بات کرتے ہیں؟ ابھی بجٹ کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ Very sad on your part

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: جی، اذان ہو گئی ہے لہذا آدھ گھنٹہ کے لئے وقفہ برائے نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز کے وقفہ کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 25 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! وہ موجود نہیں ہیں۔ میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، تحریک استحقاق نمبر 4/2012 ہے، یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سب انسپکٹر کا معزز خاتون ممبر کو ہراساں کرنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس کا جواب حسب رپورٹ مہتمم پولیس اقبال ٹاؤن ڈویژن لاہور،دوران دریافت تحریر ہے کہ ایس ایچ او گلشن اقبال فیصل ندیم ٹرینی اے ایس آئی ولی خان 642 ہیڈ کانسٹیبل باسواری سرکاری گاڑی گن مین فاروق 634/C محمد عاطف 16174/C یونیک گارمنٹس کریم بلاک بسلسلہ یونین میٹنگ میں موجود تھے جونہی میٹنگ وقت 11:30 بجے ختم ہوئی تو اس وقت یونین ممبران تبھی موجود تھے۔ایک پیجارو رنگ سیاہ اور پیچھے۔۔۔

جناب سپیکر:قطع کلامی معافی چاہتا ہوں لیکن آپ سیٹ بدل لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!I own my seat.

جناب سپیکر:جی،آپ کی سیٹ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میرا نام لکھا ہے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!شکریہ۔ کرولا رنگ سیاہ ماڈل96-1995 آئی جس کو مشکوک جانتے ہوئے برائے چیکنگ روکا گیا۔اس پر پیجارو ڈرائیور پولیس کے اشارے پر نہیں رکا اور اس کے پیچھے آنے والی کرولا کار کو روک لیا گیا جس میں دو مسلح افراد سوار تھے اور ڈرائیور سفید پارچات میں موجود تھا۔جن کو اپنی شناخت کروانے کے لئے کہا گیا اور اسلحہ کے متعلق اجازت نامہ مانگا گیا جس پر انہوں نے کہا کہ ہم ایم پی اے صاحبہ کے ساتھ ہیں۔پیجاور کے پاس جا کر فیصل ندیم ٹرینی اے ایس آئی نے سوار معزز خاتون اور ڈرائیور سے دریافت کرنے کی کوشش کی تو پیجاور میں سوار معزز خاتون نے بجائے تعارف کروانے کے فیصل ندیم ٹرینی اے ایس آئی کو انتہائی بارعب آواز سے کہا کہ میری گاڑی روکنے کی جرأت کیوں کی؟میں ابھی CCPO لاہور سے بات کرتی ہوں اور تم لوگوں میں اسمبلی میں گھسیٹوں گی کہ ساری عمر یاد رکھو گے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر! تحریک استحقاق کا جواب Cabinet member دیتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری جواب نہیں دے سکتا۔ otherwise مجھے اجازت دیں تو میں rule of law پڑھ دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے۔ یہ مجھے بتادیں کہ کون سا rule ہے اور میں حیران ہوں کہ اتنا بھی ان کو پتا نہیں کہ میں پڑھ رہا ہوں۔ اگر یہ اس کے بعد بات کرتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ توجہ دلاؤ نوٹس کے علاوہ باقی ساری باتوں کا جواب پارلیمانی سیکرٹری دے سکتا ہے۔ آپ سیکرٹریٹ سے confirm کر لیں کہ کیا میں جواب دے سکتا ہوں یا نہیں؟ میرے سُننے میں آیا ہے کہ یہ وکیل ہیں اور ان کو اتنا بھی پتا نہیں ہے۔ آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر! Privilege Motion کا جواب صرف cabinet کا ممبر دے سکتا ہے۔ میں نے اس بات کو challenge کیا ہے۔

جناب سپیکر:ان کو بھی پڑھ لینے دیں، آپ بھی پڑھ لیں۔ دیکھ لیتے ہیں کہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ نہیں؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: .Let's see that محترمہ! آپ بیٹھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: سندھو صاحب! آپ بیٹھ جائیں، ذرا جواب آنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): یہ سپیکر صاحب کا کام ہے آپ کا نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر! Rule No. 69 ہے۔

Notice of question of privilege:

(1) A member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary not less than one hour before the commencement of the sitting on the day the question is proposed to be raised.

(2) If the question raised is based on a document, the notice shall be accompanied by the document.

(3) The Speaker may, if he is satisfied about the urgency of the matter...

جناب سپیکر!نہیں، یہ Rule No. 71ہے۔Mode of raising a question of privilege... اس کے بعد۔۔۔مجھے ٹائم دے دیں ذرا، میں ابھی دیکھ نہیں سکا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نےinterruptکیا ہے۔Now you are ruled out.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے ذرا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: Ruled out.سندھو صاحب! Carry on please.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ مجھے اس کا نمبر بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، Rule No. 73کا sub rule 3پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: Rule No. 73کا sub rule 3نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Rule No. 71کا sub rule 3پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی، جناب سپیکر! میں پڑھتا ہوں۔

(3) A Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply.

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ذرا اس کو پڑھ لوں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔اب آپ بیٹھیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): کیونکہ میرا نام ایم پی اے زوبیہ رباب ملک ہے۔یہ تمام واقعہ وہاں پر موجود یونین مارکیٹ کریم بلاک کمرشل زون اور تمام معزز ممبران نے اپنے کانوں سے خود سُنا ہے اور دیکھا ہے۔معزز ممبر صوبائی اسمبلی کے ساتھ کوئی بدتمیزی ہوئی ہے اور نہ ہی ان کو بلاوجہ روکا گیا ہے بلکہ دونوں گاڑیوں کو اس وقت مشکوک جانتے ہوئے

چیک کرنے کی کوشش میں روکا گیااس کے متعلق یونین ممبران سے اس بات کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ اسمبلی سوال حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر !میں اس پر بات کرنے کے لئے آپ سے اجازت چاہوں گی۔ میں اس کو نہیں مانتی کیونکہ میں نے جو کیا ہے یہ میرا استحقاق بھی ہے۔پہلی بات یہ کہ میری گاڑی پیجارو نہیں تھی لینڈ کروزر تھی بلیک کلر کی، پہلا جھوٹ تو یہ ہے۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ میں نے 15 پر کال کی تھی جو کہ on record ہے۔ تیسرا جھوٹ یہ کہ اس گاڑی میں، میں اور میرے husband تھے، میری فیملی تھی اور پیچھے میرا بیمار بچہ تھا جو بیمار بچہ ان کی وجہ سے ایک ماہ تک hospitalized رہا، جسے نمونیا ہو گیا اور میں ڈاکٹر کو چیک نہ کرا سکی۔ میرے پاس موبائل میں photographs پڑی ہیں اگر منسٹر صاحب یا ان کا محکمہ دیکھنا چاہے۔آج مجھے افسوس تو اس چیز کا ہے کہ یہاں پر ہر چیز انصاف پر تولی جاتی ہے ۔ ایک پارلیمنٹیرین ایک پارلیمنٹیرین کو جھوٹا کہہ رہا ہے اور ایک بیوروکریٹ کو، ایک S.H.O کو آپ تحفظ دے رہے ہیں اور وہ بھی تب جب ایک عورت ذات کے اوپر guns تانی گئیں۔ کیا آپ کی اسمبلی میں ہمیں یہی انصاف ملنا ہے، کیا آپ کی اسمبلی میں میری فیملی اور میرے بچوں کو یرغمال بنانا ہی انصاف ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ ایسی اسمبلیوں میں بیٹھنے سے بہتر ہے کہ ہم گھر میں بیٹھ جائیں کیونکہ ہم لوگوں کو کیا انصاف دیں گے اگر ہم پر بندوقیں تانی جائیں گی، ہمارے ہی S.H.O ہمیں مجرم قرار دیں گے، ہماری بے عزتی کریں گے اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک معزز ممبر۔۔۔، میں یہ بات حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اگر آپ قرآن لے آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: حلفاً بات نہ کریں، آپ بیٹھ جائیں۔I am sending it to the concerned Committee.

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں ان کی بات بالکل نہیں مانتی۔

جناب سپیکر: جو رپورٹ آئی ہے وہ انہوں نے پڑھ دی ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر !میں اس رپورٹ کو بالکل نہیں مانوں گی ۔یہ جواب غلط ہے، میں آج تک اسمبلی میں کبھی hyper نہیں ہوئی۔یہ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: جو رپورٹ آئی ہے انہوں نے وہ پڑھی ہے۔ محترمہ!آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر!.It's really very bad

جناب سپیکر: میں نے معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔آپ کیا کر رہی ہیں؟ان کا جواب غلط ہو سکتا ہے کمیٹی کے سامنے پتا چل جائے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!یہ rule غلط پڑھا گیا ہے میں اس کی وضاحت کر دوں۔

جناب سپیکر: نہیں،اب اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!آپ rules کو violate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے وہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!آپ rules کو violate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔No, I am not. I never violate rules.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر !آپ rules book کے تحت ہی House کو چلانے کے پابند ہیں۔ سپیکر بہت کچھ کر سکتا ہے لیکن rules کو violate نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی،میں rules violate نہیں کر رہا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!آپ rules کے مطابق House چلائیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بھی پتا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کو بولنے کی عادت پڑ گئی ہے،اب میں کیا کروں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!Hon'able Chair کے پاس rules کو violate کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہے۔آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!میں بس ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

آپ کو اجازت نہیں ہے، میں نے آپ کو کہہ دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ صرف (ن) لیگ کے سپیکر نہیں ہیں۔ آپ اس معزز ایوان کے Custodian ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ میں نے پہلے آپ کو ٹائم دیا تھا اب ٹائم نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)
میں اب ٹائم نہیں دوں گا۔ جی، مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: Rules کو violate کرنے کا آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے، کسی نے آپ کو یہ اختیار نہیں دیا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ جی، محترمہ!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ rules کو violate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)
مجھے مجبور نہ کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ آپ ہٹ جائیں۔ آپ کو پتا ہے کہ میں بھی کیا ہوں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے۔ آپ کی مہربانی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ rules تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: میں بعد میں سُنوں گا۔ (قطع کلامیاں)
اب اس پر بات نہیں ہو گی۔ The matter is finished now. جو matter ختم ہو چکا ہے اس پر بات نہیں ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ rules کے پابند ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں یقیناً اس کا پابند ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ مجھے اس پر ruling دے دیں۔ یہ rules پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، میں خود پڑھ لوں گا، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ میں نے floorاُدھر دے دیا ہے ۔آپ بولیں ۔ جی ، carry on.جلدی کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔جناب سپیکر!ان کو چپ کرادیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپrulesکوviolateنہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، میںrulesکوviolateنہیں کرتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپrulesکوviolateنہیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں،آپ کے نزدیک یہviolationہو گی، میرے نزدیکviolationنہیں ہے۔آپ مجھےHouseچلانے دیں گے یا نہیں چلانے دیں گے ؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپ کواس طرحHouseچلانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔آپ میری بات سُننے کے پابند ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کو یہ اختیار نہیں ہے جس طرح سے آپ بول رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!rulesکو سننے میں کیا حرج ہے؟

MR SPEAKER: No, I say no. When I say no sit down. I am telling you.

ان کو بٹھائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر !یہ Houseکاbusiness bulldozeکر رہے ہیں اورHouseکا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترم!آپ تشریف رکھیں۔جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!آپ بات کرنا چاہیں گی؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جی، میں بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب سپیکر!جب پوائنٹ آف آرڈر مانگا جاتا ہے تو کسی جائز اور genuineبات اور انصاف کے لئے مانگا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جمعرات کو لوڈ شیڈنگ کے سلسلے میں مظاہرے ہوئے۔ یہ ایک قومی issue ہے اور میرا تعلق پنجاب سے ہے، میں پنجاب اسمبلی کی ممبر ہوں میرا تعلق وفاق سے نہیں ہے۔ بجلی مہیا کرنا وفاق کا کام ہے۔ میں پنجاب سے ہوں، پنجاب کی بات کر سکتی ہوں کہ پنجاب نے کتنی بجلی پیدا کی ہے؟ میرے گھر کو توالی روڈ کا واقعہ ہے کہ اس دن مظاہرین نے میرے گھر میں اتنی توڑ پھوڑ کی، اتنا پتھراؤ کیا ساتھ والے گھر کو بھی لوٹا میں نے اسی وقت پولیس کنٹرول روم میں فون کیا کہ آپ فوری طور پر پولیس کو بھیجیں تاکہ آنسو گیس سے مظاہرین کو منتشر کیا جائے۔ مگر انہوں نے میری ایک بات بھی نہیں سنی اس بات پر میں وقتی طور پر واک آؤٹ کرتی ہوں جب تک یہ کنٹرول روم سے پتا نہیں کرتے کہ وہ ایک معزز ممبر کی آواز پر کیوں نہیں پہنچے؟ اتنی زیادہ توڑ پھوڑ کی گئی، میں کہتی ہوں کہ آپ پُرامن احتجاج کریں اپنی پارٹی کا جھنڈا اٹھالیں سارے بازاروں میں گھومیں جو کچھ بھی کرنا ہے کریں، کالی پٹیاں باندھیں مگر قومی املاک کو نقصان نہ پہنچائیں اور معزز ممبر کے گھر پر کیوں پتھراؤ کیا گیا؟ میں نے سر سید فاؤنڈیشن کی میٹنگ میں جانا تھا میں جب باہر نکلی تو مظاہرین ڈنڈے سوٹیاں لے کر میرے پیچھے پڑ گئے۔ میں پھر جلدی سے سیڑھیاں چڑھ گئی اور وہ مجھے مارنے کے لئے بھاگے۔ اب آپ خود بتائیں کہ ایک لیڈی کہاں پر چھپے۔ آپ میرا قصور تو بتائیں کہ میرا قصور کیا ہے، میں کوئی واپڈا میں لگی ہوئی ہوں؟ میں پنجاب اسمبلی کی ممبر ہوں، بجلی پنجاب نے نہیں دی تو اس میں میرا کیا قصور ہے کہ مجھے مارنے کے لئے آ گئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں پوچھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! ان کی بات ہمارے سامنے آئی ہے۔ آپ ہمیں اگلے ہفتے تک کے لئے موقع دیں۔ اس کی رپورٹ منگواتے ہیں جو بھی اس سلسلے میں ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اس کا فوری طور پر جواب دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے۔ ہم اس کی رپورٹ لیں گے، مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! اگلے ہفتے تک اس کا جواب دے دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب والا!اس کا فوری طور پر جواب طلب کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:جناب والا! میرے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:اگر زیادتی ہوئی ہے تو اس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب والا!اس کی فوری طور پر رپورٹ منگواتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر38 کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب والا!اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب والا!یہ کافی عرصہ سے pending چلی آ رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):چلیں!اگلے ہفتے تک اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار نمبر12/64 مہر اشتیاق صاحب کی طرف سے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر12/64 کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب والا!mover موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:کون کہتا ہے کہ mover نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب والا!میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ میں جانتا ہوں جو آپ کہنا چاہتی ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔یہ تحریک استحقاق نہیں ہے بلکہ تحریک التوائے کار ہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم ابلاغیات میں کئی سالوں سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!

1۔ شعبہ علوم ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی لاہور میں 2004 میں جناب لیفٹیننٹ جنرل ارشد محمود صاحب کی دورانیہ وائس چانسلر شپ میں پروفیسر کی اسامی مشتہر کی گئی تھی۔

2۔ دونوں امیدوار مشتہر مطلوبہ شرائط پر پورا نہیں اترتے تھے۔اس بناء پر انہیں اس وقت کی انتظامیہ نے نااہل قرار دیا تھا۔

(ب) 2008-09 میں پروفیسر کی اسامی مشتہر کی گئی تھی جس میں بالترتیب ایک اور تین امیدوار اہل تھے۔ہائرایجوکیشن کے مقرر کردہ طریق کار کے تحت متعلقہ لوگوں کے شعبہ ہائے میں ماہرین کا تعین اور منظوری وتقرری عمل میں لائی گئی تھی۔اس سے قبل ماہرین کی رضامندی بھی حاصل کی جاتی ہے۔ جس میں وقت صَرف ہوتا ہے ان دونوں cases میں چھ چھ ماہرین سے یکے بعد دیگرے درخواست کرنا پڑی تھی جس میں بہت وقت صرف ہوا۔ان کی رضامندی وصول ہونے پر ہائرایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ طریق کار کے مطابق سائنسی وصنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک میں تین ماہرین کو درخواست دہندگان کے کل علمی کام ہائرایجوکیشن کمیشن کے منظور شدہ درجہ کے مطبوعہ مقالات وغیرہ ارسال کئے جاتے ہیں۔ مذکورہ مشتہر اسامیوں میں2008 کی اسامی کا کیس مکمل ہو چکا ہے۔ مگر اس کیس میں امیدوار کے خلاف تادیبی کارروائی زیر عمل ہے۔انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور اظہار وجوہ کے نوٹس کے اجراء کے بعد مجاز اتھارٹی سنڈیکیٹ کے سامنے ذاتی شنوائی کے لئے دومرتبہ نوٹس بھی جاری ہو چکا ہے اور مذکورہ پروفیسر بیماری کی بناء پر حاضر ہونے سے معذوری کا اظہار کر چکے ہیں۔اس سلسلے میں مجاز اتھارٹی کے فیصلے تک پیشرفت ممکن نہیں۔ قبل ازیں امیدوار احسن اختر ناز صاحب کو2004 میں جنسی حراساں(sexual harassment)کرنے کی شکایت پر سزا بھی دی گئی تھی۔اس صورتحال میں ترقی وتعیناتی کے لئے مجاز اتھارٹی کے فیصلے کے بعد ہی کوئی پیشرفت ممکن ہے۔اس امر کی نشاندہی بے جانہ ہوگی کہ مذکورہ کیس

میں بھی درخواست دہندہ وہی امیدوار ہیں جن کے بارے میں تفصیلات اوپر دی جاچکی ہیں۔ اس کیس میں تاخیر کا ایک سبب امیدواران کی اہلیت پر اختلاف اور ایک دوسرے کے خلاف درخواست بازی اور جھگڑا بھی تھا۔ جہاں تک لیکچرارز کی تعیناتی کا تعلق ہے وہ سلیکشن بورڈ کے سامنے انٹرویو کی بنیاد پر طے پاتی ہے اور اس میں غیر ملکی ماہرین کی آراء کا طریق کار نہیں اس لئے لیکچرارز کی تعیناتی کم وقت میں ممکن ہے۔ 7۔دسمبر کو ہونے والے انٹرویو کے لئے کسی قسم کا کوئی ہنگامی اختیار استعمال نہیں کیا گیا۔ معمول کے طریق کار کے تحت عمل میں آئے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قواعد کے مطابق مذکورہ اسامیوں کے لئے 3۔نومبر کو اشتہار شائع کیا گیا تھا۔ آخری تاریخ برائے وصولی درخواست 5۔دسمبر 2011 تھی۔ اہل امیدواروں کی تعداد 47 تھی جبکہ انٹرویو کے لئے حاضر امیدوار 43 تھے۔ انٹرویو 28۔دسمبر 2011 کو منعقد کئے گئے تھے۔ اس امر کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ مذکورہ شعبہ میں گزشتہ سال دو اسسٹنٹ پروفیسروں کی تعیناتی عمل میں لائی گئی تھی۔ محکمہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے جو میں نے پڑھ دیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو پینل آف چیئرمین کے ممبر ہیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اس پر اب بحث نہیں ہو سکتی جو بات ہو گئی وہ ہو گئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 266-265-264۔۔۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! اگر میں اس تحریک التوائے کار کے جواب سے مطمئن نہ ہوں تو مجھے اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جناب سپیکر: آپ میرے نوٹس میں لائیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میں اپنے علم کے لئے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے نوٹس میں لائیں۔ محترمہ آمنہ الفت، قمر عامر چودھری، سیدہ ماجدہ زیدی ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے؟ What should be the fate of this Adjournment Motion. اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران کی ہے اس کو بھی pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ سیمل کامران کی ہے یہ بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے، محترمہ ثمینہ خاور حیات کی تحریک

التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔محترمہ خدیجہ عمر کی تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے چودھری ظہیر الدین صاحب کی تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے،طاہر اقبال چودھری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 363 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!ابھی اس کا جواب نہیں آیا لہذا استدعا ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے لیکن آپ کو next week تک positively جواب لینا پڑے گا۔This I tell you

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا، لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 6۔جون 2012 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

96

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ وشہری ترقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان2012ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں2012ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

97

7۔ مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی2012ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ مسودہ قانون(ترمیم)(بندوبست وسپردگی)متروکہ وقف املاک پنجاب2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)(بندوبست وسپردگی)متروکہ وقف املاک پنجاب 2012ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی 2012ایوان میں پیش کریں گے۔

11۔ مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب2012ایوان میں پیش کریں گے۔

12۔ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2012

ایک وزیر مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2012ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر دوبارہ غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبیدخل اشخاص 2011(مسودہ قانون نمبر53بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8مارچ 2012کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبیدخل اشخاص 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبید خل اشخاص 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیااور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبید خل اشخاص 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیاگیادوبارہ منظور کیا جائے۔

98

2۔ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)سیٹلمنٹ کمشنرز2011(مسودہ قانون نمبر52بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)سیٹلمنٹ کمشنرز2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیااور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیاگیادوبارہ منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ2011 (مسودہ قانون نمبر49بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

100

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

بدھ،6۔جون2012

(یوم الاربعاء،15۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بج کر25 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

سورۃ التّین آیات1 تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون کی(1)اور طور سینین کی(2)اور اس امن والے شہر کی (3)کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے(4)پھر (رفتہ رفتہ)اس (کی حالت) کو (بدل کر)پست سے پست کر دیا(5)مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے(6)تو(اے آدم زاد)پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟(7)کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(8)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
ہوائیں رحمت حق کی وہاں چلتی ہیں روز و شب
برستا نور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں ہر آنکھ پُر نم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
درود اُن پر سلام اُن پر سلام اُن پر درود اُن پر
وظیفہ ہے یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1908 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لال پل پی پی۔145 لاہور میں سیوریج کے مسائل

*1908: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل پی پی۔145 لاہور میں 60 انچ سیوریج لائن کب کتنی لاگت سے، کتنی مدت میں ڈالی گئی تھی اور اس کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھا؟

(ب) سیوریج کا یہ منصوبہ جن واسا ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوا ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس سیوریج لائن کا ڈسپوزل سٹیشن کب ورکنگ میں آیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کی اپنی رپورٹ کے مطابق یہ سیوریج لائن 80 فیصد بند ہے؟

(ہ) اس کی بندش کی وجوہات اور اس کے ذمہ دار کون کون سے سرکاری ملازمین ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج لائن کے بند ہونے سے پچھلے ایک ماہ سے گلشن پارک، حبیب پارک، ولی پارک، رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل کی آبادی میں سیوریج کا گندہ پانی کھڑا ہے؟

(ز) کیا حکومت اس سیوریج لائن کی صفائی کرانے، اسے چالو کرنے اور اس کی بندش کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل پی پی۔145 لاہور میں 60 انچ کی سیوریج لائن 1990 تا 1993 کے عرصہ میں ڈالی گئی تھی جس پر 18 لاکھ 94 ہزار روپے خرچ ہوئے اور اس کا ٹھیکہ پاک ٹیک کمبائن (PVT) لمیٹڈ کمپنی نے مکمل کیا۔

(ب) سیوریج کا یہ منصوبہ جن واسا ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوا اس کی تفصیل یہ ہے:۔

سینئر کنسٹرکشن انجینئر	1-جاوید احمد (مرحوم)	گریڈ18
	2-محمد امین عارف (ریٹائرڈ)	گریڈ18
	3-اصغر علی بھلی (ڈائریکٹر عزیز بھٹی ٹاؤن)	گریڈ18
	4-مرزا ضمیر احمد (ریٹائرڈ)	گریڈ18
جونیئر کنسٹرکشن انجینئر	1-آفتاب احمد (معطل)	گریڈ17
	2-عبدالمجید سلطان (مرحوم)	گریڈ17
سب انجینئر	1-خان محمد (عزیز بھٹی ٹاؤن)	گریڈ11

(ج) اس سیوریج لائن کا کوئی علیٰحدہ ڈسپوزل سٹیشن تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔اس سیوریج لائن کو پہلے سے چالو سیور کے ذریعے محمود بوٹی ڈسپوزل سٹیشن سے ملا دیا گیا تھا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔سیوریج لائن میں گار اکٹھی ہو جاتی ہے جس کی صفائی جاری رہتی ہے۔

(ہ) سیوریج لائن اپنی پوری استعداد کے مطابق چل رہی ہے۔اس لئے کوئی سرکاری ملازم اس کی بندش کا ذمہ دار نہ ہے۔

(و) سیوریج لائن میں رکاوٹ آنے کی وجہ سے پچھلے دنوں گلشن پارک کے علاقہ سے سیوریج کے متعلقہ شکایت موصول ہونے کے بعد مذکورہ سیوریج لائن سے رکاوٹ دور کر کے سیوریج سسٹم کو چالو کر دیا گیا تھا۔اب ان علاقوں میں سیوریج کا گندہ پانی کھڑا ہونے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(ز) واسا لاہور مذکورہ سیوریج لائن کی مستقل بنیادوں پر صفائی کرتا رہتا ہے اور اس وقت یہ سیوریج لائن اپنی پوری استعداد کے مطابق چل رہی ہے اور کسی علاقہ میں بھی گندہ پانی کھڑا ہونے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے 60 inch diameter کی لائن ڈالی تھی اس کا tender کس تاریخ کو ہوا تھا اور یہ handover کس تاریخ کو ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 60 انچ کی جو سیوریج لائن ہے یہ تو 1990 تا 1993 کے عرصے میں ڈالی گئی تھی اور اس کا 1990 tender میں ہوا تھا۔18 لاکھ 94 ہزار روپے میں اس کا ٹھیکہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ تو ہو گیا، آپ نے لکھ دیا وہ جو پوچھ رہے ہیں وہ بتائیں کہ یہ شروع کب ہوئے اور handover کب کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی کا یہ question fresh بنتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں سوال پڑھتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں "رشید پورہ، حمید پورہ اور لال پل پی پی۔145 لاہور میں 60 انچ سیوریج لائن کب کتنی لاگت سے، کتنی مدت میں ڈالی گئی تھی ؟" انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ 93-1990 یہ چار سال بنتے ہیں۔ میں نے تو اپنی clarification کے لئے ان سے پوچھا ہے کہ انہوں نے tender کس date کو کیا اور یہ پھر واسا کے handover کس date کو ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر !اس کا tender 1990 میں ہوا تھا اور پھر جس طرح اس کی رقم پنجاب گورنمنٹ کو وصول ہوئی ہے پھر تین سال میں کام مکمل ہوا اور 1993 میں یہ واسا کو handover ہوئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر آپ اس جواب سے مطمئن ہیں تو میں اگلا سوال کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بتائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں تو مطمئن نہیں ہوں اس جواب کے مطابق یکم جنوری 1991 کو tender ہوا ہے کیونکہ انہوں نے جز(الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ "سیوریج لائن 1990 تا 1993 کے عرصہ میں ڈالی گئی تھی" یعنی کہ یکم جنوری 1990 کو کام شروع ہوا اور 31۔دسمبر 1993 کو ختم ہوا ہے اس جواب سے تو مجھے ایسے لگتا ہے اور اگر یہی assume کر لیا جائے کہ انہوں نے 4 سالوں میں یہ سیوریج لائن ڈالی تھی۔ میں نے اگلا سوال بھی کیا تھا کہ کیا اس کا disposal الگ تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا disposal الگ نہیں تھا پہلے سے چالو شدہ disposal کے ساتھ اس کا connection کیا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ڈالی گئی لائن downstream to upstream تھی یا upstream to downstream تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب یہ کام 93-1990 میں مکمل ہوا تھا تو اس وقت اس کا کنکشن disposal station سے کیا گیا تھا اور

2004میں ایک نیاdisposal station جو لال پل کے مقام پر تعمیر کیا گیا ہے اب یہ اس کے ساتھ connectہے اور اس کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اس سوال کو سُن کر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ لائنupstream to downstreamڈالی گئی ہے میری requestہے کہ اس caseکو Anticorruptionکو بھجوایا جائے کیونکہ یہ 1994 سے بند پڑا تھا اور یہ میریhumble submission ہے۔ میرے علاقے کے لوگوں کی استدعا ہے جو آپ الفاظ کہتے ہیں وہ میں استعمال کئے دیتا ہوں اس کیس کو Anticorruption کو بھجوائیں انہوں نے upstream to downstream یہ سیوریج لائن ڈالی ہے ۔جیسے جیسے یہ سیوریج لائن ڈال کر disposalکی طرف آتے گئے ہیں پیچھے سے گھروں والے اپنے کنکشن اس کے ساتھ کرتے گئے ہیں۔اس لائن کے اوپر چار کارپٹ فیکٹریاں تھیں جب وہ اپنے کارپٹ دھوتے ہیں تو اس میں سے بُر نکلتی ہے جو کہ سیوریج کے اندر چلی جاتی ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کو واسا کے proof پیش کر سکتا ہوں،جب میں ایم پی اے بنا تو انہوں نے مجھے کہا کہ 80فیصد لائن blockage position میں ہے اور اب یہ لائن کھل نہیں سکتی۔ اگر ہم 09-2008 میں ایک نئی لائن بچھاتے تو اس پر ستر،اسّی کروڑ روپے لگنے تھے۔ خادم اعلیٰ کی مہربانی سے اس لائن کو اندر سے صاف کرانے کے بعد یہ سیوریج لائن چلی، میں آپ کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں کہ یہ ایکserious negligence ہے کیونکہ جب بھی کوئی سیوریج لائن لگتی ہے تو یہupstream to downstream لگتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا!یہ لائن اس وقت چل رہی ہے اور 2010 میں اس کیtesting کی گئی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا!آج یہ لائن چل رہی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں لیکن میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ اس سکیم کی وجہ سے نہیں چل رہی اس کے لئے باقاعدہ نئی مشینری ڈیزائن کر کے اس پائپ لائن کے اندر بھیج کر اس کی صفائی کرائی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ لائن ڈلوائی ہے ان کی کوتاہی پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ بھلی صاحب آج بھی ڈائریکٹر لگے ہوئے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ انٹی کرپشن کو اس کا کیس بھجوائیں اور اگر یہ ذمہ دار ہیں تو انہیں arrestہونا چاہئے۔آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ لائن چودہ سال تک نہیں چلی

ہے اس دوران اہلیان رشید پورہ، حمید پورہ، لال پل، فتح گڑھ، گلشن پارک، حبیب پارک سیوریج کے پانی میں ڈوبے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جز(د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ بات درست نہ ہے سیوریج لائن میں گارا اکٹھی ہو جاتی ہے جس کی صفائی جاری رہتی ہے۔ انجینئر یہ کہتے ہیں کہ سیوریج صرف اس لئے ڈالا جاتا ہے کہ یہ self cleaning کرتا ہے اس کا diameter گول ہوتا ہے اس کے نیچے گارا اکٹھی نہیں ہوتی گار صرف نالوں کے اندر اکٹھی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اندر گارا اکٹھی نہیں ہوتی تھی تو پھر یہ بند کیوں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! سیوریج کی جو گارا اور لفافے وغیرہ اکٹھے ہوتے ہیں اس کی محکمہ واسا والے مرحلہ وار صفائی کرتے ہیں۔ اس وقت موقع پر یہ لائن چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: موقع پر لائن چل رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں، اس میں کیا ہونا چاہئے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری یہ خواہش ہے کہ اس معاملے کو انٹی کرپشن کے پاس بھجوا دیا جائے۔

جناب سپیکر: انٹی کرپشن کو یوں کیسے بھیج سکتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! چودہ سال تک میرے سمیت تمام عوام سیوریج کے پانی میں ڈوبی رہی ہے اگر میں ایم پی اے نہ بنتا تو یہ سیوریج لائن آج بھی بند ہوتی۔ اللہ کے فضل سے میں ایم پی اے بنا ہوں تو چودہ سال بعد یہ سیوریج لائن کھلی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یا تو ایوان میں انکوائری کمیٹی بنائیں یا اس معاملے کو انٹی کرپشن کو بھجوائیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ایوان کی جو کمیٹی موجود ہے ہم اس معاملے کو اس کے سپرد کرتے ہیں اس کے بعد اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اگر جناب نوید انجم صاحب اس کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں تو انہیں بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 3615 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال06-2005اور07-2006گلبرگ لاہور میں سیوریج ڈالنے کی تفصیلات

*3615: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال06-2005اور07-2006 کے دوران گلبرگ لاہور کے علاقہ میں کتنی رقم سیوریج ڈالنے پر خرچ ہوئی؟

(ب) جن علاقوں میں سیوریج بچھایا گیا ان کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں نیز کتنے انچ کا پائپ بچھایا گیا؟

(ج) ان سالوں کے دوران محکمہ نے روڈز کٹ کی مد میں کتنی رقم کس کس سرکاری ادارے کو جمع کروائی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سال06-2005اور07-2006 کے دوران گلبرگ لاہور کے علاقہ میں سیوریج ڈالنے پر کل 84.67 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) ان سالوں کے دوران گلبرگ لاہور کے جن علاقوں میں سیوریج بچھایا گیا ان میں ایم ایم عالم روڈ، ظہور الہیٰ روڈ، گورمانی روڈ، شریف کالونی، E-I بلاک، C-III بلاک، A-III بلاک، J بلاک اور نور جہاں مسجد، B-III بلاک، نصیر آباد، بھابڑا سٹاپ، LMP بلاک گلبرگ اور مین بلیوارڈ تا مین مارکیٹ کے علاقے شامل ہیں۔ان علاقوں میں 12 تا 30 inch قطر کے پائپ بچھائے گئے ہیں۔ان سکیموں کی تخمینہ لاگت اور پائپ کے سائز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران گلبرگ لاہور کے روڈز کٹ کی مد میں رقم کچھ اس طرح ادا کی گئی:-

نمبر شمار	ادارہ	ادائیگی رقم
1	ٹی ایم اے گلبرگ ٹاؤن	7.35 ملین روپے
2	ٹیپا لاہور	0.3 ملین روپے
3	ضلعی حکومت لاہور (ڈائریکٹر روڈز)	1.26 ملین روپے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں نے اس سوال میں پوچھا تھا کہ چودھری صاحبان کے گھروں کو facilitate کرنے کے لئے ڈالی گئی سیوریج لائن کتنے diameter کی ہے؟ انہوں نے اس کا جواب دیا

ہےinfrastructure 12 to 30 diameter میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے پورے کوimprove کیا ہے یا پہلے سے موجودexisting mainline کے ساتھ نئی لائنconnect کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب والا!30ہزار 20فٹ لمبائی کی نئی لائن ڈالی گئی ہے اور12انچ سے30انچdiameter کے پائپ ڈالے گئے ہیں۔یہ ایک نئی سکیم شروع کی گئی ہے جس میں3760عدد پائپ ڈالے گئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!جب بھی بارش ہوتی تھی اس کے پانی کیproper disposal نہیں ہوتی تھی۔میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے liningکی improvement کی ہے کیونکہ نئی لائنیں نہیں ڈالی گئیں؟انہوں نے مجھے جو جواب دیا ہے اس سے میں assume کر سکتا ہوں کہ شاید مختلف لائنوں کے سائز کے بارہ الگ الگ ٹینڈر کئے گئے ہیں۔اس میں مختلف سائز کے 12,14,18,24,27,30انچ کے مختلف diameter کے انہوں نے جو ٹینڈر کئے ہیں یہ کس کے ساتھ connect کئے ہیں۔پہلے جو بڑا سیوریج لگا ہوا تھا اس کے ساتھ connect کئے ہیں یا نہر کے اندر پھینک دیئے ہیں۔اگر پہلے سے موجود بڑے سیوریج کے ساتھ connect کئے ہیں تو کیا اس کا diameter بڑا کیا ہے یا اس کی capacity کو بڑھایا ہے؟

جناب سپیکر:جی،ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب سپیکر!گلبرگ کی یہ سکیم1960 میں بنی تھی جس کے سیوریج کو لگے ہوئے تقریباً پچاس سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔سیوریج کی عمر ختم ہو چکی تھی اور اس کے علاوہ آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی تھی اس کے علاوہ گلبرگ میں رہائشی مکانوں کی جگہ تجارتی عمارتیں تعمیر ہونے کی وجہ سے سیوریج کی استعداد کو بڑھانا ضروری ہو گیا تھا۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!اگر اجازت دیں تو میں آپ کو دوبارہ سمجھانے کی کوشش کروں۔

جناب سپیکر:انہیں سمجھائیں جنہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!میں تو ان سے براہ راست گفتگو کرنے کے قابل نہیں ہوں۔

جناب سپیکر:بات تو آپ میرے ذریعے ہی کریں گے لیکن آپ انہیں سمجھائیں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب والا!میں انہیں دوبارہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اس بات کی بھی ایڈوانس میں معذرت چاہتا ہوں کہ میری بات بھائی کو سمجھ نہیں آئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن علاقوں کو improve کیا گیا ہے ان علاقوں میں مختلف سائز کی 12,14,18,24,27,30 انچ کی مختلف لائنیں ڈال کر کس کے ساتھ انہوں نے connect کیا ہے اور جس کے ساتھ connect کیا ہے اس کا سیوریج اتنی capacity کا تھا جو اس کا load برداشت کرتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب والا!جب گلبرگ کا سسٹم پرانا ہو گیا تو واسا کے انجینئروں نے پرانی لائنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے ساتھ ملایا ہے۔اس کے علاوہ وہاں پر ایک نیا disposal station بھی بنایا گیا ہے۔ پرانی لائنیں جو ختم ہو چکی تھیں انہیں بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب والا!آپ کی اجازت سے میں عرض کرنا چاہوں گی کہ اسی قسم کے پراجیکٹ کو ہی follow کرتے ہوئے پیچھے کو پر روڈ کی طرف جب ہم نے اسمبلی کی extension کی تھی، میں House Committee کی بھی تین سال تک ممبر رہی تھی۔اس وقت بھی یہی سوال پوچھا گیا تھا کہ یہ جو چھوٹے قطر کے پائپ ہیں جن کے diameter کم ہیں انہیں بڑے قطر میں کیسے ڈالیں گے یا جو بڑے بیس تیس انچ کے پائپ ڈالے جا رہے ہیں یہ کہاں جائیں گے۔ واسا سے اس کا جواب یہ آیا تھا کہ لاہور سے جو گندہ نالہ گزرتا ہے یہ ساری زندگی کھلا ہی رہے گا ہم نے اس کے اندر کوئی disposal لگانے ہیں اور نہ ہی کبھی لگائے جائیں گے۔ کو پر روڈ کا ایک بہت بڑا پراجیکٹ جو اس اسمبلی سے related تھا اس کا بھی آج تک نہیں پتا چلا کہ کیا بنا؟اس میں کوئی شک نہیں ہے 1923 یا اس سے بھی پہلے یہ پائپ ڈالے گئے تھے جو کہ اڑھائی انچ قطر کے تھے اور sewerage carry کرتے تھے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو نئے پائپ آپ جگہ جگہ پر ٹکڑوں میں ڈال رہے ہیں اور اس کے آگے disposal system بھی نہیں ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کو پر روڈ کا پراجیکٹ کدھر چلا گیا ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اس لئے یہ پراجیکٹ مکمل نہیں کرتے کہ ہم جو taxes ان لوگوں سے لیتے ہیں وہ تو ہمارے ایل ڈی اے اور واسا کے بجلی کے بل ادا کرنے کے لئے اور اے سی کے بل ادا کرنے کے لئے ہی کافی ہیں۔ میں صرف اس پر ہی emphasize کرنا چاہتی ہوں کہ جب تک اس پراجیکٹ کو phase wise لینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے اس قسم کے مسائل کہ چودہ، چودہ سال تک سیوریج لائنیں بند رہتی ہیں اور یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔انہیں جرأت کے ساتھ admit کرنا چاہئے کہ

انہوں نے گلبرگ کے کسی ایک علاقے میں یا کوپر روڈ پر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے پائپ تو ڈال دیئے ہیں لیکن ultimate جو spillage ہے وہ نہر میں جارہی ہے۔ان میں جرأت ہے تو یہ جواب دیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس کے لئے یہ کیا کرنے کو تیار ہیں؟ یہ کچھ بھی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری زندگی کھلا رہے گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میری گزارش یہ ہو گی کہ اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو اسے تقریر کے حساب سے نہ کیا جائے بلکہ آپ نے اس کا جواب بھی لینا ہے تو relevant ہو کر اس کا جواب لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری بات relevant ہے۔

جناب سپیکر: میں سب کے لئے کہہ رہا ہوں صرف آپ کے لئے نہیں کہہ رہا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!میں بہت thankful ہوں آپ نے میری اصلاح فرمائی ہے۔ میرا سوال پھر یہی ہے کہ انہوں نے یہ جو 12 عدد لائنیں بچھائی ہیں یا جس کے ساتھ connect کی ہیں اس کا diameter کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ سکیم 1960 میں بنی تھی 50 سال ہو گئے تھے یہ پرانی ہو گئی تھی۔اس کی 84.67 ملین سے rehabilitation کی گئی ہے،ایک ڈسپوزل سٹیشن بنایا گیا جس میں 12 سے 30 انچ کے پائپ ڈالے گئے،پورے واسا کے انجینئرز کی آرا اور اس آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے 84.67 ملین سے کام کیا گیا تاکہ اس آبادی کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اگر 12 انچ کی لائن connect کی گئی ہے تو وہ 30 انچ سے کر دی گئی ہو گی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 30 انچ کی کتنے سے connect کی ہے؟

جناب سپیکر: جی،ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!اس میں 12 انچ کے 820 عدد پائپ ڈالے گئے ،15 انچ کے 150 پائپ ڈالے گئے،18 انچ کے 925 پائپ ڈالے

گئے،21انچ کے 200 پائپ ڈالے گئے،24انچ کے 350 پائپ ڈالے گئے،27انچ کے 750 پائپ ڈالے گئے اور30انچ کے 565 پائپ ڈالے گئے۔

جناب سپیکر: آپ اس سے مطمئن ہیں کہ وہاں کوئی گڑبڑ نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔وہاں3760 عدد نئے پائپ ڈالے گئے ہیں جو اس وقت بالکل صحیح چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی problem نہیں آ رہا؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اپنا یہ سوال واپس لیتا ہوں اور اب اگلا سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اب آپ نے اس پر کتنے ضمنی سوال کرنے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ جز(ج) دیکھیں، میں نے روڈکٹ کی بات کی تھی، ایک محکمے نے کام کیا ہو گا، واسا نے کیا ہو گا یا پبلک ہیلتھ والوں نے کیا ہو گا تو اس روڈکٹ کے پیسے ایک محکمے کو جانے چاہئیں لیکن انہوں نے روڈکٹ کے پیسے تین محکموں کو بھیجے ہیں۔انہوں نے TMA,TEPA اور ضلعی حکومت کو بھی بھیج دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر روڈکٹ کے پیسوں کی بابت پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہ روڈکٹ جس جس محکمے کے تھے مثلاً گلبرگ ٹاؤن، TEPA لاہور، ضلعی حکومت کے علیحدہ علیحدہ روڈ تھے اس لئے روڈکٹ کے پیسے اسی محکمے کو دینے تھے جس کے متعلقہ تھے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔بس بڑی مہربانی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: No, she is sitting here جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر3756 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔گلشن راوی میں قائم کباڑ خانوں سے لاحق خطرات

*3756: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ گلشن راوی میں جگہ جگہ کباڑ کی دکانیں بنی ہوئی ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ان کباڑ خانوں میں اکثر اوقات خطرناک اشیاء کی وجہ سے متعدد دھماکے ہو چکے ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ وہاں کے رہائشیوں نے حکومت سے مطالبہ کیاہے کہ کباڑ کی دکانوں کو یہاں سے منتقل کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) درست ہے۔گلشن راوی سکیم میں کباڑ کی دکانیں بنی ہوئی ہیں جن کی مسماری کے لئے محکمہ ایل ڈی اے وقتاً فوقتاً ان کے خلاف کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

(ب) گلشن راوی سکیم میں کوئی خطرناک واقعہ شعبہ اسٹیٹ مینجمنٹ ایل ڈی اے کو رپورٹ نہ کیا گیاہے۔

(ج) محکمہ ایل ڈی اے کو ان کباڑ خانوں کی منتقلی کے متعلق کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے اگر کوئی شخص رہائشی پلاٹ کو غیر قانونی کمرشل استعمال کر رہاہے تو شعبہ کمرشلائزیشن ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ ایل ڈی اے وقتاً فوقتاً ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔پہلے تو مجھے یہ بتادیں کہ ایل ڈی اے کیا کارروائی کرتا ہے اور ایسی کارروائی کیوں نہیں کر پاتا کہ ان کو بار بار کارروائی کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کے قوانین کے مطابق، ایل ڈی اے ان کے چالان کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order in the House جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):گلشن راوی سکیم میں جو کباڑ خانوں کے خلاف ایل ڈی اے اپنے قوانین کے مطابق چالان کر کے متعلقہ مجسٹریٹ کو بھیج دیتا ہے وہاں ان کی سماعت ہوتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!کیا یہ چالان سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے یعنی چالان کے علاوہ کوئی اور سزا بھی ہے؟

جناب سپیکر:انہوں نے قانون کے مطابق ہی کرنا ہے،قانون سے باہر تو کچھ نہیں کر سکتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!اگر قانون کی بات ہے تو آگے جز(ج) میں دیکھ لیں ان کا جواب ہے کہ "کیونکہ ان کباڑ خانوں کی منتقلی کے متعلق کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے اس لئے انہیں منتقل نہیں کیا جاتا۔"ذرا یہ بتادیں کہ کیا قانون یہ کہتا ہے کہ جب تک درخواست موصول نہ ہو تو غیر قانونی کام ہوتا رہے اور درخواست موصول ہونے کے بعد ہی اس پر action ہو گا یا محکمے کے پاس کوئی اتھارٹی ہے کہ وہ خود سے بھی action لے سکتا ہے؟

جناب سپیکر:ان کے notice میں جو آئے گا اسی پر ہی کارروائی کریں گے۔ جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی(جناب ظفر اقبال ناگرا):جناب سپیکر!وہاں کوئی درخواست نہیں ہے لیکن ایل ڈی اے کے متعلقہ لوگ گاہے بگاہے وہاں جاتے ہیں لیکن ان لوگوں نے گھر کی چار دیواری کے اندر کباڑ خانے بنائے ہوئے ہیں۔جب ایل ڈی اے کے لوگ جاتے ہیں تو وہ ان کے خلاف چالان مرتب کرتے ہیں اور انہیں تنبیہ بھی کی جاتی ہے کہ ایسے کام نہ کریں۔

جناب سپیکر:مہربانی

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ اگر ان کے علم میں آئے تب کارروائی کریں گے ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ایل ڈی اے کی ون ونڈو پر جانا ہی ایک مشکل کام ہے اور پھر شہریوں کے پاس اور مسائل کم ہیں کہ وہ اس کام کے لئے جائیں،محکمہ کس کام کے لئے ہے،کیا اس کے علم میں نہیں ہوتا کہ یہ غیر قانونی کام ہو رہا ہے؟پھر انہوں نے کہا کہ جو commercialization فیس ہے۔۔۔

جناب سپیکر:انہوں نے کہا ہے کہ ان کے notice میں جو آجاتا ہے وہ اس پر notice لیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جو notice میں نہیں آتے اور ان کے جو notice میں ہوتے ہوئے بھی نہیں آتے ایسے کیسز ہیں اور میں یہ بات ثابت کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اگلے سوال پر چلیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! نہیں۔ پہلے اس کی بات کر لیں یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ہر گھر اور ہر بلڈنگ کو کمرشل use میں لایا جا رہا ہے لیکن اس کی کوئی فیس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کی بات کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جو سامان حدود سے باہر ہوتا ہے اسے ہٹایا جاتا ہے، ان کے چالان کئے جاتے ہیں اور انہیں تنبیہ کی جاتی ہے۔ وہ روڈ کمرشل declare نہیں ہے، وہاں کمرشل فیس لاگو نہیں ہوتی اس لئے اسے commercialized نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال پر آ جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ ضمنی سوال کرنا ہے کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری اپنے محکمے کے دیئے ہوئے جواب کو دیکھیں انہوں نے جز (الف) میں own کیا ہے کہ گلشن راوی میں کباڑ کی دکانیں بنی ہوئی ہیں، میں بالکل اپنی بہن کی بات کو endorse کروں گی کہ جون 2009 میں یہ سوال کیا گیا تھا اکتوبر 2011 میں اس کا جواب آیا اور محکمہ continuously وقتاً فوقتاً ان کے خلاف کارروائی بھی عمل میں لا رہا ہے، یہ کباڑ کی دکانیں ہیں یا ڈھیٹ دکانیں ہیں کہ محکمہ انہیں demolish کرتا ہے، کارروائی بھی کرتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ وہیں پر stand کر رہی ہیں اور محکمہ مان بھی رہا ہے کہ کباڑ کی دکانیں موجود ہیں تو کیا ایل ڈی اے کچھ کر رہا ہے یا جیسے نوید انجم صاحب نے کہا کہ سیوریج کی لائن بھی خادم اعلیٰ نے صاف کرانی ہے تو کیا اب ہم ان کباڑ کی دکانوں کے لئے بھی خادم اعلیٰ سے expect کریں گے کہ وہ جائیں گے اور demolish کرائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ دائرے میں رہیں، ذرا مہربانی کر کے دائرے سے باہر نہ نکلیں۔ جس کے متعلق بات ہو وہ کریں، میں آئندہ آپ کو ایسے permit نہیں کروں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں تین چار عدد کباڑ خانے ہیں جن کے خلاف بار بار کارروائی کی گئی ہے، وہاں سے ان کا سامان بھی monthly اٹھایا جاتا ہے، ان کے چالان کر کے سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیجے جاتے ہیں اور قانون کے مطابق ان کے خلاف بھرپور کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4993 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: غیر قانونی پانی کے کنکشنوں کی تفصیلات

***4993: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں واسا نے 7800 کے قریب غیر قانونی پانی کے کنکشنوں کا سراغ لگا لیا ہے؟

(ب) محکمہ نے ان غیر قانونی کنکشنوں کے خلاف کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سال 2009 (01-01-2009 تا 31-12-2009 تک) 6935 عدد غیر قانونی کنکشن پانی اور 1052 سیور کنکشن پکڑے گئے جنہیں محکمہ کی پالیسی کے مطابق ریگولرائیز کر دیا گیا اور انہیں regularize کرتے وقت سابقہ ایک سال کے بل کے برابر جرمانہ بھی لاگو کیا گیا۔

(ب) تمام غیر قانونی کنکشنوں کو محکمہ کی پالیسی کے مطابق regularize کر دیا گیا ہے جس سے واسا ایل ڈی اے کو سکیورٹی، کنکشن فیس اور جرمانہ کے علاوہ مبلغ -/2,63,95,101 روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کی بلحاظ ٹاؤن تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ٹاؤن	تعداد ناجائز واٹر کنکشن	تعداد ناجائز سیور کنکشن	وصولی دوران سال 2009
علامہ اقبال	1033	493	-/82,33,089 روپے
عزیز بھٹی	575	69	-/20,39,835 روپے
شالامار	2147	16	-/61,49,269 روپے
گنج بخش	453	07	-/26,00,646 روپے
راوی ٹاؤن	1600	270	-/30,47,675 روپے

نشتر ٹاؤن	1127	197	43,23,587/-روپے
میزان	6935	1052	2,63,95,101/-روپے

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں بتایا ہے کہ واسا ایل ڈی اے کو سکیورٹی، کنکشن فیس اور جرمانہ کے علاوہ مبلغ -/2,63,95,101روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ مجھے بتادیں کہ کس ذریعے سے اس رقم میں اضافہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ کس وجہ سے یہ اضافہ ہوا ہے یعنی اس کا ذریعہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2009 میں پکڑے گئے غیر قانونی کنکشن کو جب regularize کیا گیا تو اُن سے سکیورٹی، کنکشن فیس اور ایک سال کا جرمانہ لیا گیا۔ جرمانہ اور regularize کرنے کی کل رقم -/4,23,88,378روپے بنی تھی۔ اس میں سے -/26,395,101روپے وصول کر لئے گئے ہیں جبکہ باقی -/1,59,93,277روپے کی رقم ان سے وصول کی جارہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے بڑا مختصر سوال پوچھا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے وہ ذریعہ بتادیں۔ جواب کے جز(الف) میں کہہ رہے ہیں کہ انہیں regularize کرتے وقت ایک سال کے بل کے برابر جرمانہ لاگو کیا گیا ہے جبکہ جز(ب) میں کہہ رہے ہیں کہ کنکشن فیس اور جرمانہ کے علاوہ مبلغ -/2,63,95,101روپے کی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔ میں تو وہ ذریعہ پوچھ رہی ہوں کہ فیس اور جرمانہ کے علاوہ کس طریقے سے یہ رقم اکٹھی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سکیورٹی اور کنکشن فیس لے کر ان غیر قانونی کنکشنوں کو regularize کیا گیا ہے اس کے علاوہ پچھلے ایک سال کا جرمانہ بھی وصول کیا گیا ہے اور اسی سے یہ رقم حاصل ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) اور (ب) میں تضاد ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں جواب درست ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں اسی سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اب ہم اگلے سوال پر جا رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے اس لئے مہربانی کر کے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اس سوال سے متعلق یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! ایک اطلاع کے مطابق محکمہ واسا 2 ارب روپے کی recovery کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہوا ہے جو کہ ایک بڑا challenge تھا لیکن واسا کا Recovery Department اسے meet کرنے میں ناکام رہا ہے۔کیا محکمہ recovery کے معاملے کو outsource کرنے میں کوئی دلچسپی رکھتا ہے؟ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جز(ب) کے جواب میں ناجائز کنکشنوں کو ٹاؤن وار بیان کیا گیا ہے۔اس تفصیل کے مطابق عزیز بھٹی ٹاؤن میں ناجائز سیور کنکشنوں کی تعداد 69 بتائی گئی ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب نے اس حوالے سے ایک preliminary inquiry کروائی ہے جس کے مطابق ناجائز کنکشن ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔کیا اس معزز ایوان کے اندر غلط information tender کرنے کی کوئی justification محکمہ کے پاس ہے، کیا اس کے اوپر ایک inquiry hold نہیں ہونی چاہئے تاکہ اس سارے معاملے کو thrash out کیا جا سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میرے بھائی نے 2۔ارب روپے کی recovery کے حوالے سے جو ضمنی سوال پوچھا ہے وہ fresh question بنتا ہے۔دوسرا عزیز بھٹی ٹاؤن میں ناجائز سیور کنکشنوں کی بتائی گئی تعداد 69 سال 2009 کی ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر آپ کو challenge کر رہے ہیں کہ ناجائز کنکشنوں کی تعداد 69 نہیں بلکہ زیادہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ناجائز کنکشنوں کی تعداد واقعی زیادہ ہو گی لیکن محکمے نے جو ناجائز کنکشن پکڑے ہیں یہ ان کی تعداد بتائی گئی ہے۔اس کے بعد 2010 اور 2011 میں بھی ناجائز کنکشن پکڑے گئے ہیں۔محکمہ متواتر کام کر رہا ہے اور ناجائز کنکشنوں کو پکڑ کر انہیں regularize کیا جاتا ہے اور ان سے جرمانہ بھی وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سال 2010 میں 15760 ناجائز کنکشن پکڑے گئے اور اسی طرح 2011 میں 17000 ناجائز کنکشن پکڑے گئے

ہیں۔ان سب ناجائز کنکشنوں کو قانون کے مطابق regularize کیا جارہا ہے اور ان سے ایک سال کا جرمانہ بھی وصول کیا جارہا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ بھی پوچھا ہے کہ کیا محکمہ recovery کو outsource کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے اور اس حوالے سے کوئی policy تیار کی جا رہی ہے یا نہیں؟یہاں پر ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ناجائز کنکشنوں کی کل تعداد15760 ہے جبکہ یہاں جواب میں یہ تعداد1052 بتائی گئی ہے۔میں یہ کہوں گا کہ ایوان کی ایک کمیٹی بنا کر اس حوالے سے انکوائری کرائی جائے۔یہ اتنا سیدھا نہیں بلکہ بہت complicated issue ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود اس کا نوٹس لیں گے۔اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر5451(معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جی،ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان،واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*5451: **محترمہ مائزہ حمید:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں واٹر سپلائی کے کتنے منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع کے کتنے ایسے علاقے ہیں جہاں پر واٹر سپلائی کی کوئی سہولت موجود نہ ہے حکومت وہاں پر کب تک واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر72 این پی میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کی جارہی ہے اس سے کتنے لوگ مستفید ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ ضلع رحیم یار خان واٹر سپلائی کے 17 منصوبہ جات پر کام کر رہا ہے جو کہ 30۔ جون2012 تک مکمل ہو جائیں گے اور انہیں چلا کر متعلقہ کمیونیٹیز کے حوالے کر دیا جائے گا (جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کے کل 1500 چکوک ہیں جن میں سے 127 چکوک میں واٹر سپلائی سکیمیں متعلقہ کمیونیٹیز اپنی مدد آپ کے تحت کامیابی سے چلا رہی ہیں اور 17 چکوک میں واٹر سپلائی سکیموں کا کام جاری ہے جبکہ باقی ماندہ 1356 چکوک ایسے ہیں جہاں واٹر سپلائی کی سہولت موجود نہ ہے۔ان چکوک کو حکومت مرحلہ وار صاف پانی مہیا کرے گی۔

(ج) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ چک نمبر NP/72 کے لئے واٹر سپلائی کی تعمیر نہیں کر رہا اور نہ ہی ایسا منصوبہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "ضلع رحیم یار خان کے کتنے ایسے علاقے ہیں جہاں پر واٹر سپلائی کی کوئی سہولت موجود نہ ہے، حکومت وہاں پر کب تک واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی؟"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "ضلع رحیم یار خان میں کل 1500 چکوک ہیں جن میں سے 127 چکوک میں واٹر سپلائی کی سکیمیں متعلقہ communities اپنی مدد آپ کے تحت کامیابی سے چلا رہی ہیں اور 17 چکوک میں واٹر سپلائی سکیموں کا کام زیر تعمیر ہے جبکہ 1356 چکوک ایسے ہیں جہاں پر واٹر سپلائی کی سہولت موجود نہ ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آنے والے بجٹ میں ان 1356 چکوک کو بھی صاف پانی مہیا کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک انہیں یہ سہولت مہیا کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1356 چکوک کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب سے funds طلب کئے گئے ہیں جب یہ مل گئے تو ان چکوک کو پانی فراہم کر دیا جائے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس میں مدت کا تعین نہیں کیا گیا کہ کب تک ان چکوک کو صاف پانی مہیا کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جیسے ہی ہمیں مرحلہ وار funds ملیں گے اسی حساب سے ان چکوک کو صاف پانی فراہم کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 7464 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔عالم ٹاؤن شادی پورہ میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا معاملہ

*7464: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالم ٹاؤن شادی پورہ لاہور میں واٹر سپلائی کی سہولت نہیں ہے وہاں کے مکین دور دراز سے گھریلو استعمال کے لئے پانی لیکر آتے ہیں؟

(ب) حکومت کب تک مذکورہ آبادی میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے۔عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا میں واٹر سپلائی کی سہولت جزوی طور پر موجود ہے۔عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ کی کل دس گلیاں ہیں جن میں چار گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی لائن پہلے سے موجود ہے۔ان گلیوں کے رہائشی واسا کا پانی استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا کی بقایا چھ گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہیں ہے۔ان گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ -/11,65,700 روپے کا لگایا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ بالا گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھا دی جائیں گی۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ کل دس میں سے چار گلیوں کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔کسی آبادی میں جزوی طور پر پانی کی سپلائی کرنا مناسب نہیں ہے۔وہاں پر کچھ لوگوں کو تو پانی

کی سپلائی دی جارہی ہے اور کچھ کو نہیں دی جارہی۔کیا دوسری گلیوں میں انسان نہیں رہتے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے ؟

جناب چیئرمین: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ دس عدد گلیوں پر مشتمل ہے۔وہاں پر چار گلیوں میں پہلے سے واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے باقی چھ گلیوں کے لئے -/11,65,700 روپے کی دستیابی ضروری تھی۔اب اس پورے علاقے کے لئے 33 ملین روپے کی ایک سکیم منظور ہوئی ہے اور مورخہ 20-5-2012 کو اس کا ٹینڈر بھی ہو چکا ہے۔وہاں پر ایک ٹیوب ویل لگے گا جس سے ان چھ گلیوں کو واٹر سپلائی کی سہولت مہیا کی جائے گی۔اب موقع پر کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ 30 جون تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ وہاں پر کام جاری ہے جبکہ یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس سکیم کے لئے -/11,65,700 روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور funds کی دستیابی پر ہم کام شروع کریں گے۔یہ آبادی کئی سالوں سے پانی سے محروم ہے اور گیارہ لاکھ روپے کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔جب نہر کی تزئین و آرائش پر کثیر رقم خرچ کی جا سکتی ہے اور وہاں پر کراسنگ کے لئے ایسے پُل بنائے جا سکتے ہیں کہ جن پر کوئی انسان چڑھتا ہی نہیں تو پھر لوگوں کو جو پانی سے محروم ہیں اس سکیم کے لئے پنجاب حکومت پیسے کیوں نہیں دیتی ؟

جناب چیئرمین: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ 33 ملین روپے کا منصوبہ ہے۔اس پورے علاقے کے لئے ایک ٹیوب ویل لگے گا اور ان چھ گلیوں کو پانی کی فراہمی کے لئے کام جاری ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ 30۔جون تک یہ کام مکمل ہو جائے گا، اس طرح وہاں کے لوگوں کو پانی کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف اتنا بتا دیں کہ کتنے عرصہ سے کام جاری ہے اور کتنے عرصہ تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! 90 فیصد کام ہو چکا ہے اور 30 جون تک باقی کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر 7536 سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! .on his behalf سوال نمبر 7536 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یو سی 39 کی گلی حاجی ذوالفقار والی میں سیوریج نہ ہونے کی تفصیلات

*7536: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی 39 پی پی۔145 بند روڈ گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لاہور کی لنک گلی حاجی ذوالفقار علی والی میں سیوریج کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے وہاں تمام دن گندا پانی کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے رہائشیوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک وہاں سیوریج کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ بات درست ہے کہ یونین کونسل 39 پی پی۔145 بند روڈ گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لاہور کی لنک گلی حاجی ذوالفقار علی والی گلی میں سیوریج کا انتظام نہ ہے۔اس سلسلے میں واسا کی مذکورہ گلی میں سیوریج بچھانے کی ایک سکیم زیر غور ہے جس کی لاگت تقریباً-/9,26,000 روپے ہے۔

(ب) جی ہاں۔واسا کی مذکورہ گلی میں سیوریج بچھانے کی ایک سکیم زیر غور ہے۔سکیم کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر مذکورہ گلی میں سیوریج مہیا کر دیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! زیر غور سوال کے جز (الف) کے جواب میں محکمہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یو سی۔39، پی پی۔145 بند روڈ گلی نمبر 2 جامعہ عثمان لاہور لنک روڈ میں سیوریج کا انتظام نہیں ہے اور ایک سکیم زیر غور ہے۔ ہم پچھلے چار سال سے یہی سُن رہے ہیں کہ سب کچھ ان کے زیر غور ہے۔ میں اس بات پر احتجاج کرتی ہوں کیونکہ جب ہم یہاں پر بات کرتے ہیں تو ہمیں قاعدے میں رہنے کے

قوانین بتائے جاتے ہیں۔ پنجاب کے شہری گٹروں کے پانی میں زندہ رہیں،ان کو پینے کے لئے پانی نہ ملے اور جہاں پر انسان کی زندگی جانور سے بھی بدتر سمجھی جائے۔

ایسے کسی دستور کو، صبح بے نُور کو
میں نہیں مانتی میں نہیں مانتی

جناب چیئرمین!میں واسا کی نااہلی پر احتجاج کرتی ہوں کہ ان سارے سوالات کے جوابات میں یہی سُننے کو ملا ہے کہ ہاں، سیوریج نہیں ہے، پینے کا پانی نہیں ہے۔اس کا کیا مطلب ہے؟اب اس حکومت کا tenure ختم ہونے کو جارہا ہے،ابھی بھی اس وقفہ سوالات کے اندر سنہرے خواب دکھائے جا رہے ہیں۔ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتادیں کہ ان لوگوں کے یہ سنہرے خواب کب پورے ہوں گے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین!یہ علاقہ یونین کونسل ۔39 میں شامل ہے۔ یہ منصوبہ 20 کروڑ روپے کی لاگت کا ہے جس میں سے پنجاب حکومت نے 4 کروڑ روپے کے فنڈز فراہم کر دیئے ہیں اور موقع پر کام جاری ہے۔ میں اپنی بہن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تو چار سال ہوئے ہیں ہم نے میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اربوں روپے کی لاگت سے کام کئے ہیں۔انہیں پچھلے پانچ سالہ دور میں یہ علاقہ نظر نہیں آیا؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال ہے کہ ابھی یہاں پر اس حلقہ کے متعلقہ ایم پی اے صاحب نے سوال کیا تھا کہ اگر میں ایم پی اے نہ بنتا تو وہاں پر سیوریج کی حالت یہ ہوتی تو میں کہتی ہوں کہ وہ وہاں پر چار سال سے ایم پی اے بھی ہیں، یہ حاجی ذوالفقار والی گلی ہے۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ ہم نے اتنے کروڑ روپے کے فنڈز جاری کر دیئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ "لکھے موسیٰ، پڑھے خُدا" والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ!صاف پانی اور سیوریج ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 9 لاکھ روپے کی رقم زیر غور ہے اور ابھی تک اس کو ignore کیا گیا ہے کیونکہ یہ حاجی ذوالفقار والی گلی ہے اور ذوالفقار کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے صرف اسی لئے اس گلی کا سیوریج ٹھیک نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! مذکورہ گلی کا منصوبہ 9لاکھ 26ہزار روپے کا ہے اور پوری یونین کونسل کے سیوریج اور واٹر سپلائی کا منصوبہ 20 کروڑ روپے کا ہے جس میں سے 4کروڑ روپیہ فراہم کر دیا ہے، موقع پر کام جاری ہے اور 16کروڑ روپیہ بھی اگلے مالی سال میں فراہم کر کے پوری یونین کونسل کو سیوریج اور واٹر سپلائی مہیا کی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب میں 9لاکھ روپیہ لکھا ہوا ہے جبکہ ابھی انہوں نے کروڑ روپیہ کی کہانی سُنائی ہے۔ یہ لکھا ہوا جواب غلط ہے یا ان کا زبانی بتایا ہوا جواب غلط ہے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! یہاں پر لکھا ہوا جواب پرانا ہے اب میں نے updated جواب دیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئرمین! سیوریج کا مسئلہ پورے لاہور کا ہے۔ میں شاہ جمال میں رہتی ہوں وہ چھوٹی سی کالونی ہے لیکن وہاں پر بھی سیوریج کا مسئلہ ہے، وہاں پر لوگوں کی گاڑیاں گرتی ہیں اور لوگ بہت پریشان ہیں۔ وہاں پر لاکھوں روپے نہیں بلکہ چند ہزار روپے کا خرچہ ہے اور وہاں پر سارے لوگ مسلم لیگ (ن) کے ووٹر ہیں جو کہ اب نالاں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! محترمہ نے جس گلی کا ذکر کیا ہے ہم اس گلی کا مسئلہ جلد از جلد حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! On his behalf Question No. 7581 (معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

تحصیل گوجر خان، ڈھوک نگیال داخلی گرمالہ میں سولنگ و نالیوں کی تفصیلات

*7581: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈھوک نگیال داخلی گرمالہ تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں سولنگ نالیاں اور واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے اگر ہاں تو یہ کب منصوبہ مکمل ہوا تھا اس کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) موقع پر کتنا کام ہوا ہے کتنی آبادی اس سے مستفید ہو رہی ہے؟

(ج) بقایا آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت کب فراہم کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ڈھوک نگیال داخلی گرمالہ تحصیل گوجر خان راولپنڈی میں 1985 میں سولنگ نالی کا کام ہوا تھا۔ جس کا تخمینہ 2.00 لاکھ روپے بنتا ہے اس کے بعد T.M.A گوجر خان کی وساطت سے 2009 میں 500 فٹ کنکریٹ معہ نالیاں اور ایک گلی 200x6 معہ نالی 2011 میں تعمیر ہوئی باقی 80 فیصد گلیاں کچی ہیں جن کا تخمینہ لاگت تقریباً 7.00 لاکھ بنتا ہے۔ گاؤں میں واٹر سپلائی کی سہولت موجود نہ ہے۔ لوگ کنوؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں اگر باقاعدہ واٹر سپلائی سکیم بنائی جائے تو تخمینہ تقریباً 30 لاکھ روپے بنتے ہیں۔

(ب) گاؤں کی آبادی 250 افراد پر مشتمل ہے مندرجہ بالا کام سے گاؤں کی 20 فیصد آبادی مستفید ہوئی ہے۔

(ج) اگر گاؤں کو واٹر سپلائی اور ڈرینج کی سہولت مہیا کرنے کی ذمہ داری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو سونپی گئی تو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز ملتے ہی واٹر سپلائی اور ڈرینج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ گاؤں کی آبادی 250 افراد پر مشتمل ہے۔ مندرجہ بالا کام سے گاؤں کی 20 فیصد آبادی مستفید ہوئی ہے یعنی 80 فیصد لوگوں کے پاس وہاں پر پینے کا پانی ہے نہ سیوریج کی کوئی سہولت ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہاں پر لوگوں کی کیا حالت ہو گی؟ وہ کہتے ہیں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تو پنجاب حکومت کی طرف سے فنڈز ملتے ہی واٹر سپلائی اور ڈرینج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ ذمہ داری کون سونپے گا اور اُن لوگوں کو کیسے پانی ملے گا؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! اس گاؤں کے لوگ کنویں سے پانی حاصل کرتے ہیں اور کنویں کا پانی ٹھیک ہے۔ جب پھر ضرورت پڑے گی تو یہ سہولت فراہم کر دی جائے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! جواب میں لکھا ہے کہ وہاں پر جو کام ہوا ہے اُس سے اس گاؤں کی 20 فیصد آبادی مستفید ہوئی ہے۔ 80 فیصد آبادی کو یہ سہولت فراہم نہ ہوئی ہے تو یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ انہیں واٹر سپلائی اور ڈرینیج کی سہولت دی جائے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! مستقبل میں اس حوالہ سے آپ کا کوئی منصوبہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! اس حوالہ سے ٹی ایم اے گوجر خان کو فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں جن سے اُن کا کام ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب چیئرمین! یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں کیونکہ انہیں فنڈز فراہم نہیں کئے گئے۔ جواب میں لکھا ہے کہ اگر یہ ذمہ داری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو سونپی گئی تو پنجاب حکومت کی طرف سے فنڈز ملتے ہیں واٹر سپلائی اور ڈرینیج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ 30 لاکھ روپیہ کا چھوٹا سا منصوبہ ہے تو آپ یہاں پر یقین دہانی کرائیں کہ اس گاؤں میں صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! وہاں پر ہر گھر میں کنویں ہیں اور یہ 30 لاکھ روپے کا منصوبہ آئندہ سال مکمل کیا جائے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی پینے کے صاف پانی کے حوالہ سے بات ہوئی تو مختلف حلقوں میں واٹر سپلائی سکیموں کا کام جاری ہے اور کچھ مصلحتوں کی وجہ سے سرگودھا کے مختلف حلقوں میں اُن واٹر سپلائی سکیموں کا کام روک دیا گیا ہے۔ میرا حلقہ پی پی۔36 تحصیل سلانوالی میں ایسے پانچ دیہات ہیں جو بالکل brackish ہیں، جہاں پر دُور دُور تک پانی ناپید ہے۔ وہاں پر میں نے واٹر سپلائی سکیموں کے لئے کروڑوں روپیہ دیا ہے اور وہ سکیمیں محکمہ کی غفلت کی وجہ سے مکمل نہیں ہو رہیں تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا چاہیں گے کہ اُن واٹر سپلائی سکیموں کو کب تک مکمل کر لیا جائے گا اور اُن لوگوں کا کیا قصور ہے جنہیں ان سہولتوں سے محروم رکھا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ ضمنی سوال نہیں ہے لیکن ان کے اس مسئلہ کو نوٹ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! یہ اپنے دیہات کے نام لکھ کر دیں انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے رابطہ کر لیں۔اگلا سوال مہر محمد اشتیاق صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے اگلا سوال محترمہ آمنہ اُلفت کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! On her behalf سوال نمبر 8055 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔یو سی 88 میں گٹروں کی صفائی نہ کرنے کی تفصیلات

*8055: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل۔88 لاہور میں عرصہ دراز سے گٹروں کی صفائی نہیں ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ یو سی میں گٹروں کی proper صفائی نہ ہونے کی وجہ واسا کے ڈیلی ویجز ملازمین کو فارغ کرنا اور صفائی کرنے والی گاڑیوں کا آئل کم کر دینا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت عوام کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے گٹروں کی صفائی کرنے والے عملہ کی تعداد پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے۔یونین کونسل۔88 میں سوڈیوال پنڈ، خدا بخش روڈ نوناریاں، واسا کالونی اور اے بلاک گلشن راوی، نیو شالامار کالونی، لنک خدا بخش روڈ، رستم پارک، کلیار روڈ، نوناریاں پنڈ، جہانگیر روڈ اور ملحقہ گلیاں، انصاف روڈ تا حق باہو نزد برف خانہ، مہاجر آباد مین لائن و لنک روڈ، افضل سٹریٹ، واپڈا والی گلی تا بے بی گراؤنڈ، خادم سٹریٹ، ضیا سٹریٹ، غوری

سٹریٹ اور بخاری سٹریٹ رستم پارک کے گٹروں / سیور لائنوں میں سے گاریں نکال کر انہیں صاف کیا جاچکا ہے۔سیور کی صفائی کا شیڈول ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔یونین کونسل 88 میں واسا کی desilting / گٹروں کی صفائی کرنے والی ٹیم میں 12 سینٹری ورکرز ہیں جو کہ ورک چارج ملازمین ہیں۔جملہ بجٹ کے مطابق اپنے وسائل میں رہتے ہوئے عملہ کی تعداد مناسب ہے اور گٹروں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔ اگرچہ صفائی کرنے والی گاڑیوں کا آئل کم کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اطمینان بخش کام ہورہا ہے۔

(ج) گٹروں / سیور لائنوں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔جملہ بجٹ کے مطابق اپنے وسائل میں رہتے ہوئے گٹروں کی صفائی کرنے والے عملہ کی تعداد مناسب ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! یہ سوال یونین کونسل۔88 لاہور میں سیوریج سے متعلقہ ہے اور آپ اس سوال کا جز (ب) دیکھ لیں انہوں نے کہا ہے کہ گٹروں کی صفائی کرنے والی ٹیم میں 12 سینٹری ورکرز موجود ہیں اور وہ جس ایریا کو cater کر رہے ہیں اُس میں سوڈھیوال پنڈ، خدا بخش روڈ، نوناریاں، واسا کالونی، اے بلاک گلشن راوی، نیو شالامار ٹاؤن، لنک خدا بخش روڈ، رستم پارک، کلیار روڈ، نوناریاں پنڈ، جہانگیر روڈ ملحقہ گلیاں، انصاف روڈ تا حق باہو نزد برف خانہ، مہاجر آباد، مین لائن ولنک روڈ، افضل سٹریٹ، واپڈا والی گلی تا بیدی گراؤنڈ، خادم سٹریٹ، ضیاء سٹریٹ، غوری سٹریٹ اور بخاری سٹریٹ۔ 19 آبادیاں اور 12 سینٹری ورکرز، آپ مجھے بتادیں کہ یہاں پر گٹر بند نہیں ہوں گے تو کیا ہوگا؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! جہاں گٹر بند ہونے کی شکایت ہوتی ہے وہاں 12 سینٹری ورکرز ہیں اور اُن کے ساتھ اُس علاقہ کی صفائی کے لئے suction machines and jetting machines بھی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! جب سے یہ Question Hour چل رہا ہے اس میں کوئی ایک سوال ایسا نہیں ہے جہاں پر محکمہ نے خود یہ بات کی ہو کہ یہاں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے، دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ اسی جز (ب) کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ جملہ بجٹ کے مطابق اپنے وسائل میں رہتے ہوئے عملہ کی تعداد مناسب ہے، گٹروں کی مکمل صفائی کو یقینی بنایا جاتا ہے اور یہ

practically possible ہی نہیں ہے. I can challenge this دوسری بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ گاڑیوں کا آئل بھی کم کر دیا ہے تو اس کے باوجود اطمینان بخش کام ہو رہا ہے۔ زمینی حقائق کے مطابق کیا یہ possible ہے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! گاڑیوں کو آئل کی جتنی ضرورت ہے اتنا آئل دیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُن 19 آبادیوں کے لئے 12 سینٹری ورکرز ہیں۔ اگر کہیں پر کوئی شکایت ہے تو میری محترمہ بہن اُس محلے کی بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! میں on the floor of the House یہ بات چیلنج کرتی ہوں کہ 19 آبادیوں میں روزانہ کہیں کوئی ایک problem نہیں ہوتی ہو گی تو This is not going to happen۔ دوسری بات یہ ہے کہ گاڑیوں کا آئل sufficient ہے تو پھر ان کے محکمہ نے یہ غلط جواب کیوں دیا ہے؟ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے، "اگرچہ صفائی کرنے والی گاڑیوں کا آئل کم کر دیا گیا ہے۔" یہ تو اس ایوان سے مذاق کرنے والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کی بات درست ہے، بہت مسائل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حکومت پنجاب نے public کے لئے toll free نمبر دیا ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر کسی کو گندے پانی، واسا یا sewerage کی blockage کی وجہ سے کوئی شکایت ہے تو وہ toll free نمبر پر اپنی شکایت درج کروائے تو چوبیس گھنٹوں میں اُس کا مسئلہ حل ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! میں آپ کے vision کو appreciate کرتی ہوں۔ اگر Chair پر بیٹھ کر آپ یہ بات کر سکتے ہیں تو معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو اس محکمہ کو represent کر رہے ہیں انہیں اس بات کا پتا کیوں نہیں ہے یا ایوان کے علم میں کیوں نہیں لے کر آئے؟ میں آپ کے توسط سے آپ کی سرکار سے expect کرتے ہوئے یہ request کرتی ہوں کہ اگر انہوں نے لوکل گورنمنٹ کو wind up کرتے ہوئے تباہ و برباد کیا اور لوگوں کو رونے اور گندہ پانی پینے کے لئے چھوڑ دیا تو کم از کم ایک منسٹر ہی رکھ لیں جنہیں پتا ہو کہ محکمہ میں آخر ہو کیا رہا ہے؟ اس کو پڑھا لکھا کر یہاں پر بھیجیں تاکہ وہ ایوان کو proper جواب دے سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):جناب چیئر مین! میں نے ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب چیئر مین: نہیں۔اگلا سوال رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):جناب چیئر مین! میں کوئی اور بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: ڈھلوں صاحب!آپ کی بات بعد میں سنتے ہیں کیونکہ رانا صاحب نے بڑی مشکل سے یہ سوال دیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! میرا خیال ہے کہ میں اپنا وقت انہیں دے دیتا ہوں۔آپ اِن کی بات سن لیں۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب! ہم sense کی بات سننا چاہتے ہیں لہذا آپ سوال کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! یہ وقفہ سوالات کا گھنٹہ ہے مگر یہ تو بحث کا گھنٹہ بن گیا ہے۔

جناب چیئر مین: میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ ہم یہاں پر لوگوں کے مسائل پر بات کرنے اور اُن کا حل ڈھونڈنے آئے ہیں لہذا انہی مسائل پر رہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین!آدھے سے زیادہ سوال رہ جاتے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی،آپ continue کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! میرا سوال نمبر 8667 ہے جس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔کمرشل فیس وصولی کی تفصیلات

*8667: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی کمرشل ایریا فیصل آباد میں تمام پلاٹ 1954 کے نقشہ کے مطابق کمرشل نیلام کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمرشل پلاٹ پر مزید Commercialization Fee وصول نہیں کی جا سکتی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ PHATA نے کچھ پلاٹ مالکان کے نقشہ جات بغیر کمرشل فیس پاس کئے اور کچھ سے کمرشل فیس وصول کی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان کی تفصیل بتائی جائے کہ کس کس سے کتنی فیس وصول کی گئی اور وہ کس category کے پلاٹ تھے؟

(ہ) ایک ہی طرح کے پلاٹ مالکان کے ساتھ دو طریق کار روا رکھنے کی وجہ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد میں تمام پلاٹ 1954 میں اربن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے حکومت پنجاب کے منظور شدہ نقشہ (Layout Plan) اور مروجہ قوانین / پالیسی اور شرائط نیلام فارم (UDD-37) کے مطابق نیلام کئے گئے۔ جن میں شق نمبر 8 میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت کھلے نیلام کے ذریعے یا ایسے نیلام کے ذریعے جو محض مہاجروں تک محدود کر دیا گیا ہو تجارتی اغراض کے لئے سفید زمین فروخت کر سکتی ہے اور محکمہ شہری ترقیات کی منظور کردہ نیلام کی قیود و شرائط ہی قابل اطلاق ہوں گی۔ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل ڈیپارٹمنٹ 1973 میں قائم ہوا تھا اور ڈی گراؤنڈ کے کمرشل پلاٹس اس محکمہ نے نیلام نہ کئے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے شرائط نیلام (UDD-37) کے مطابق مالک پلاٹ گراؤنڈ فلور پر تین عدد دکانات اور فرسٹ فلور پر رہائش تعمیر کرے گا جو مالک پلاٹ ان شرائط کے مطابق تعمیر مکمل کرتا ہے اس سے کمرشل فیس نہیں لی جاتی۔ اس کے علاوہ اگر مالک پلاٹ زائد منزل کمرشل تعمیر کرتا ہے تو اس سے کمرشل فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جز (ج) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

(ہ) ایک ہی طرح کے پلاٹ مالکان کے ساتھ دو طریق کار روا نہ رکھا گیا ہے۔ بلکہ جن مالکان نے درخواست برائے commercialization دی ہے۔ ان سے کمرشل فیس مجاز اتھارٹی کی منظوری لینے کے بعد وصول کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں نے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا فیصل آباد ڈی گراؤنڈ میں تمام پلاٹ کمرشل بیچے گئے ہیں یا نہیں؟ وزیر صاحب بھی فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں مگر انہوں نے جواب مفصل اور غلط دیا ہے۔ بڑی سادہ سی بات ہے کہ کیا وہ پلاٹ کمرشل نیلام ہوئے ہیں یا نہیں، مجھے ابھی بتادیں کہ ڈی گراؤنڈ میں جتنی دکانوں کے پلاٹ ہیں کیا وہ کمرشل تھے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! 1954 میں وہاں پر پچاس عدد کمرشل پلاٹ تھے جو نیلامی کے ذریعے لوگوں کو دیئے گئے تھے۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں لیکن اب محکمہ وہاں پر کیا کر رہا ہے؟ جب لوگ نئی buildings بناتے ہیں تو محکمہ کسی سے Commercialization Fee کچھ مانگتا ہے اور کسی سے کچھ مانگتا ہے یعنی وہاں پر کرپشن کا بازار گرم ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ کوئی benchmark نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جی، کوئی benchmark نہیں ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ اس پر انکوائری کرانے کو تیار ہیں کہ مختلف پلاٹوں سے مختلف rates پر Commercialization Fee لی گئی ہے یا نہیں، اگر لی گئی ہے تو ایک جیسی کیوں نہیں لی گئی؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! Equalization of Commercial Fee کیوں نہیں ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! دو منزلہ کمرشل پلاٹ پر برابر فیس لی جاتی ہے جس میں پہلی منزل پر تین عدد دکانات بنائی جاسکتی ہیں اور دوسری منزل پر رہائش رکھی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی شخص تین یا چار منزلہ بناتا ہے تو اُس سے Commercial Fee لی جاتی ہے۔ اگر میرے بھائی رانا افضل صاحب کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو میں اس پر انکوائری کمیٹی بنانے کو تیار ہوں تاکہ حقائق سامنے لاکر ایوان میں پیش کئے جاسکیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! ان کی بڑی مہربانی کہ انہوں نے انکوائری کمیٹی بنانے پر اتفاق کیا ہے۔ میرے خیال میں اس پر انکوائری کمیٹی بن جانی چاہئے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ پلاٹ کمرشل ہیں۔ پلاٹ جب ایک دفعہ کمرشل ہو جاتا ہے تو اُس پر نقشہ کی فیس تو دی جاسکتی ہے مگر کمرشلائزیشن فیس

بار بار نہیں دی جا سکتی لہذا میں چاہوں گا کہ محکمہ ہی انکوائری کر لے۔ میں نے جز(ج) میں تفصیل مانگی تھی جس کا جواب لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے اور تفصیل بھی مہیا نہیں کی گئی۔ یہ انکوائری کرانے کی assuranceدے دیں تو میں مطمئن ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، انہوں نے assuranceدے دی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: کیا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ضمنی سوال نہیں ہے مگر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب چیئرمین! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور کی گلیوں کے سیوریج کی تفصیلات

*7779: **مہر اشتیاق احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس بائیس سال قبل مدنی سٹریٹ نمبر25اور ابو بکر سٹریٹ نمبر26غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں سیوریج کے لئے9انچ سائز کے پائپ ڈالے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا دونوں گلیوں کی چوڑائی پندرہ پندرہ فٹ ہے اور حکومت نے گزشتہ سال دونوں گلیوں میں12انچ سائز کے سیوریج پائپ بچھانے اور ان کو پختہ کرنے کے لئے تخمینہ بھی منظور کیا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان دونوں گلیوں میں 12انچ سائز کے سیوریج پائپ بچھانے اور ان کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے آج سے بیس بائیس سال قبل مدنی سٹریٹ نمبر25 اور ابو بکر سٹریٹ نمبر26 غنی کالونی شیرا کوٹ لاہور میں 9انچ سائز کے پائپ بچھائے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ گلیوں کی چوڑائی پندرہ فٹ ہے۔تاہم گزشتہ سال ان گلیوں میں سیوریج بچھانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا۔

(ج) چونکہ مذکورہ گلیوں میں 9انچ قطر کی سیوریج لائن درست حالت میں کام کر رہی ہے لہذا فی الحال نئے سیوریج کی ضرورت نہ ہے۔

شیر شاہ کالونی رائے ونڈ لاہور میں ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8672: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیر شاہ کالونی رائے ونڈ روڈ لاہور میں کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں نصب ہیں کتنے چالو اور کتنے کب سے خراب ہیں؟

(ب) اس کالونی میں واٹر سپلائی کے لئے پائپ کب بچھائے گئے تھے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی؟

(ج) اس وقت کس کس جگہ واٹر سپلائی کے پائپ ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(د) کس کس آبادی میں پینے کا پانی ناقص اور غیر معیاری ہونے کی شکایت ہے؟

(ہ) حکومت اس کالونی میں پینے کے لئے صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیر شاہ کالونی رائیونڈ روڈ لاہور میں جب سے سکیم بنی ہے دو ٹیوب ویلز لگائے گئے تھے دونوں ٹیوب ویلز مین پارک میں لگائے گئے تھے جو کہ اب تک چالو حالت میں ہیں کوئی ٹیوب ویل خراب نہیں ہے۔

(ب) اس کالونی میں واٹر سپلائی کے پائپ90-1989 میں بچھائے گئے جن پر -/16,59,588 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) اس کالونی میں کسی بھی جگہ پائپ ٹوٹ پھوٹ کے شکار نہیں ہیں تاہم کسی بھی شکایت کی صورت میں فوری طور پر پائپ کی مرمت کر دی جاتی ہے۔

(د) اس کالونی میں پینے کا پانی بالکل صاف مہیا کیا جارہا ہے۔پانی کے غیر معیاری ہونے کی کوئی بھی شکایت نہیں ہے۔

(ہ) حکومت اس کالونی میں پینے کے لئے صاف پانی فراہم کر رہی ہے اس لئے مزید کسی اقدامات کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور۔شیر شاہ کالونی رائے ونڈ کی گلیوں اور سڑکوں کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*8673: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیر شاہ کالونی رائیونڈ میں گلیوں اور سڑکوں کی مرمت / تعمیر پر سال10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) اس وقت جس گلی / سڑک کی مرمت / تعمیر کا کام جاری ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس گلی / سڑک کی حالت خراب ہے یا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) حکومت اس کالونی کی گلیوں / سڑکوں کی تعمیر / مرمت کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیر شاہ کالونی رائیونڈ روڈ میں گلیوں اور سڑکوں کی مرمت / تعمیر پر سال10-2009 میں صرف -/20,00,000 روپے خرچ کئے گئے اور سال11-2010 میں کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔

(ب) اس وقت محکمہ ہذا کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی گلی / سڑک کی مرمت / تعمیر نہیں ہو رہی۔

(ج) اس وقت مین60 فٹ روڈ کی مزید مرمت اور 20 فٹ گلیوں کی مرمت درکار ہے۔

(د) سڑکوں کی تعمیر/مرمت کے لئے حکومت سے فنڈز مطلوب ہیں۔فنڈز مہیا ہونے پر باقی ماندہ سڑکوں اور گلیوں کی مرمت بھی کر دی جائے گی۔

گلبرگ لاہور میں سرکاری اراضی پر ٹریفک کنٹرول کرنے کے لئے بنائے گئے پارکنگ پلازہ کی تفصیلات

*8689:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلبرگ لاہور میں سرکاری اراضی پر بنائے گئے پارکنگ پلازہ کو دکانوں کی صورت میں فروخت کیا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے ون ونڈو کمپیوٹرز شعبہ آئی ٹی سکیننگ کے افسران ڈبل تنخواہ وصول کر رہے ہیں جس سے سرکاری خزانے کو بے پناہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے اورافسران عوام کے لئے نئے پراجیکٹ لانے کی بجائے کروڑوں روپے اپنے دفتروں کی maintenance پر خرچ کر رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب ان افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ کار پارکنگ پلازہ کی پہلی تین منزلوں پر دکانیں تعمیر کی گئی ہیں۔یہ کار پارکنگ پلازہ 11 منزلہ ہے جس میں لوئر گراؤنڈ، گراؤنڈ اور پہلی منزل کے بعد کی 8 منزلیں کار پارکنگ کے لئے مختص ہیں۔پلازہ میں 305 کاریں اور 150 موٹر سائیکلیں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے۔اس پلازہ کی تعمیر پر صرف ہونے والی رقم کی وصولی کے لئے نچلی تین منزلوں پر دکانیں تعمیر کی گئی ہیں جو کہ شفاف نیلام عام کے ذریعے فروخت کی جارہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ایل ڈی اے ون ونڈو اور شعبہ آئی ٹی سکیننگ میں افسران ڈبل تنخواہ وصول کر رہے ہیں جبکہ دفتروں کی maintenance پر کبھی بے جا اور بغیر سوچے سمجھے خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ ضرورت کے مطابق دفتری قوانین کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خرچ کیا جاتا ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ون ونڈو اور شعبہ آئی ٹی میں تمام افسران معمول کی تنخواہ وصول کر رہے ہیں لہذا حکومت پنجاب ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

منصوبے کی مختصر تفصیلات

نام:	پارک اینڈ رائیڈ کار پارکنگ پلازہ لبرٹی مارکیٹ، لاہور	
منصوبہ کی تفصیلات:	دکانوں کے لئے مختص تین منزلوں کا کل رقبہ (17242x3):	51,726مربع فٹ
	پارکنگ کے لئے مختص 8 منزلوں کا کل رقبہ (20036.5x8)	1,60,292مربع فٹ
	داخلے اور اخراج کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ راستے:	
	چھت کے اوپر ریستوران:	
	ہر منزل پر ماحول دوست پھول دار پودوں کی فراہمی:	
	2 عدد انتہائی جدید تیز رفتار کیپسول لفٹوں کی تنصیب:	
	کار پارکنگ کا مؤثر اور جدید نظام:	
	گاڑیوں کی حفاظت کا خودکار نظام:	
	ڈرائیوروں کی رہنمائی کے لئے پارکنگ کا باقی نظام:	
	آگ لگنے کی فوری اطلاع دینے والا انظام:	
	دکانوں کے لئے مختص منزلوں پر ایئر کنڈیشننگ کا نظام:	

ابتدائی طور پر پلازہ کی منزلوں کی تعداد پانچ تھی جس کے لئے مختص رقم 499.916 ملین روپے تھی۔بعدازاں وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات پر پلازہ کی منزلوں کی تعداد 11 کر دی گئی اور چھت پر ایک عدد ریستوران کی تعمیر بھی شامل کر دی گئی۔جس کے نتیجے میں پلازہ کی تعمیری لاگت 837.932 ملین روپے ہو گئی اب تک 23 دکانیں بذریعہ شفاف نیلام عام فروخت کر دی گئی ہیں اور بقیہ 58 دکانوں کی نیلامی کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

شمالی لاہور میں سیر گاہ بنانے کا معاملہ

*8711: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور میں صرف ایک سیر گاہ ہے جو کہ کافی پرانی ہے جبکہ شمالی لاہور کی آبادی لاکھوں افراد پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکستان بننے کے بعد شمالی لاہور میں جدید سہولتوں سے آراستہ ایک بھی سیر گاہ تعمیر نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیاحکومت شمالی لاہور میں جدید سہولتوں سے لیس سیر گاہ بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ شمالی لاہور میں ایک سیر گاہ ہے۔ شمالی لاہور میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کے زیر انتظام چھوٹی بڑی پارکوں کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

مین پارک وسن پورہ، بشیر پارک وسن پورہ، پارک نزد دربار مادھولال حسینؒ، Zبلاک پارک وسن پورہ، مین پارک گجر پورہ، حماد کالونی پارک وسن پورہ، ہجویری پارک یونین کونسل22، اکرم پارک شاد باغ، ٹیوب ویل والی پارک گجر پورہ، ناظم آباد گول پارک شاد باغ، نیوکرول پارک، خورشید پارک شاد باغ، تاجپورہ پارک شاد باغ، غزالی بٹ پارک نمبر2&1 شاد باغ، گول باغ شاد باغ، طیبہ مسجد پارک شاد باغ، انور منیر پارک گجر پورہ، شیش محل پارک شاد باغ، فیصل پارک گجر پورہ، Dبلاک پارک شاد باغ، نگینہ پارک نمبر2&1، ٹینکی والی پارک شاد باغ، عثمان پارک سنگھ پورہ، مدینہ پارک گجر پورہ، چشتیہ پارک سنگھ پورہ، بس سٹینڈ والی پارک نمبر1,2,3 گجر پورہ، منظور پارک وسن پورہ، حیدری پارکB-I گجر پورہ، چلڈرن پارک شاد باغ، ٹبہ والی پارک C-I گجر پورہ، علی پارک سنگھ پورہ، الطاف پارکC-I، گجر پورہ، صوفیہ لیڈی پارک وسن پورہ، علم دین پارکD-I گجر پورہ اور اتحاد پارکD-I گجر پورہ

(ب) یہ درست نہ ہے۔پاکستان بننے کے بعد بے شمار پارک تعمیر کئے گئے ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس سلسلے میں تحریر ہے کہ مختلف پارکوں میں بچوں کے جھولے اور دیگر بچوں کی تفریح کی اشیاء لگائی گئی ہیں اور بڑوں کے لئے جوگنگ ٹریک وغیرہ بنائے گئے ہیں۔

(ج) ہاں جو پارک بنائے جارہے ہیں ان میں نگینہ پارک گجر پورہ، علم دین پارک گجر پورہ، تاجپورہ پارک شاد باغ، نیوکرول پارک، ٹینکی والی پارکA-1 بلاک گجر پورہ، گول باغ شاد باغ، سندھیلیہ پارک شاد باغ، جناح پارک سلطان پورہ، شمشاد پارک شاد باغ، پنج پیر پارک کاچھو

پورہ، سلطانی پارک شاد باغ، شجاع پارک شاد باغ، ٹبہ والی پارک گجر پورہ اور Z بلاک پارک وسن پورہ شامل ہیں۔

لاہور۔ایل ڈی اے کے پٹرول پمپس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9242: جناب فاروق یوسف گھرکی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں کل کتنے پٹرول پمپس ایل ڈی اے کے پاس ہیں؟

(ب) کتنے پٹرول پمپوں کی مدت لیز ختم ہو چکی ہے اور کتنے پٹرول پمپ تاحال لیز پر ہیں؟

(ج) محکمے کے جن پٹرول پمپوں پر سابق لیز ہولڈرز نے بدستور ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اس سے حکومت کو ماہوار کتنا خسارہ ہو رہا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی دار لحکومت لاہور میں کل 29 پٹرول پمپس ایل ڈی اے کے دائرہ اختیار میں ہیں۔

(ب) ان پٹرول پمپوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کیفیت	تعداد
1	جن کی لیز منسوخ ہو چکی ہے۔	19
2	جن کی محکمانہ لیز منسوخ ہونے کے باوجود مجاز عدالتوں کے حکم امتناعی کی وجہ سے مزید کارروائی نہ کی جا سکی ہے۔	3
3	جو تاحال لیز پر ہیں۔	5
4	جو ایل ڈی اے کے قبضہ میں ہیں۔	2
	میزان	29

(ج) مجاز اتھارٹی سے لیز کی منسوخی کے خلاف پٹرولیم ڈیلر ایسوسی ایشن کے عہدیداران نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کر کے اپنے تحفظات کا اظہار کیا جس پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر ایکسائز و تعلیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے تاحال اس ضمن میں سفارشات مرتب نہ کی ہیں مزید براں لیز کی منسوخی کے خلاف سابق لیز ہولڈرز نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن ہائے دائر کر دیں جو کہ تاحال لاہور ہائیکورٹ کے پاس زیر التوا ہیں۔معاملہ عدالت عالیہ اور مذکورہ کمیٹی کے روبرو زیر التوا ہونے کی وجہ سے

ایل ڈی اے تاحال لیز کی منسوخی کے باوجود ان پٹرول پمپ سائٹس کا قبضہ حاصل نہ کر سکا ہے۔

لیز کی منسوخی کے باوجود معاملہ مذکورہ کمیٹی کے روبرو اور لاہور ہائیکورٹ کے پاس زیر التوأ ہونے کی وجہ سے سابق لیز ہولڈرز سے ناجائز قبضہ تاحال واگزار نہیں کرایا جا سکا البتہ تشکیل کردہ کمیٹی اور عدالت عالیہ کے فیصلہ کی روشنی میں ایسے تمام ناجائز قابضین سے واجبات حسب رولز / پالیسی وصول کئے جائیں گے جس سے محکمہ ہذا کو کوئی خسارہ نہ ہو گا۔

گوجرانوالہ، واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی تفصیلات

*9316: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں؟

(ب) کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے کب سے بند پڑے ہیں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال پر سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل سال وائز بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واٹر سپلائی کے 75 عدد ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔

(ب) 61 عدد ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور 14 عدد ٹیوب ویل جولائی 2010 سے فنڈز نہ ملنے کیوجہ سے نامکمل حالت میں بند پڑے ہیں۔ جونہی فنڈز میسر ہوں گے انہیں چالو کر دیا جائے گا۔

(ج) ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال کے لئے بل بجلی کے علاوہ درج ذیل اخراجات ہوئے ہیں:-

1) سال 10-2009 مبلغ -/252000 روپے

2) سال 11-2010 مبلغ -/362000 روپے

گوجرانوالہ شہر خریدی گئی مشینری کی تفصیلات

*9317: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) واسا گوجرانوالہ نے سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی اور کون کون سی مشینری کہاں کہاں سے خرید کی؟

(ب) یہ مشینری کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئی؟
(ج) اس مشینری کی خرید جن افسران کی منظوری سے ہوئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟
(د) اس مشینری کی خرید کے لئے جن اخبارات میں ٹینڈر مشتہر ہوئے، ان کے نام بتائیں؟
(ہ) اس مشینری کی خرید پر سال وائز کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) واسا گوجرانوالہ نے سال 10-2009 کے دوران 7 عدد Jetting اور suction مشینیں بلال انجینئرنگ کمپنی گوجرانوالہ سے اور 3 عدد jetting مشینیں پاکستان وہیکل انجینئرنگ کراچی سے خریدیں مزید کہ سال 11-2010 میں کوئی مشینری خرید نہیں کی گئی۔
(ب) واٹر سپلائی اور سیوریج سسٹم کی مرمت اور دیکھ بھال اور بہتری کے لئے خرید کی گئی۔
(ج) درج بالا مشینری کی خریداری مندرجہ ذیل افسران کی منظوری سے ہوئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہے:-

1- فدا حسین ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئرنگ BPS-18
2- محمد ارشد مدان ڈائریکٹر انجینئرنگ BPS-19
3- چودھری نذیر احمد ڈائریکٹر ایڈمن اینڈ فنانس BPS-18
4- طارق محمود مینجنگ ڈائریکٹر BPS-20

(د) روزنامہ "ڈان" نیوز، روزنامہ ایکسپریس نیوز
(ہ) سال 10-2009 کے دوران مشینری کی خریداری پر کل رقم مبلغ 57.125 ملین خرچ ہوئی۔

ایل ڈی اے میں ڈیپوٹیشن پر تعینات اہلکاران وافسران کی تفصیلات

*9322: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے میں اکثر افسران واہلکاران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ان کے نام وعہدہ جات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟
(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت انہیں کب تک ان کے متعلقہ محکمے میں واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ایل ڈی اے میں دوسرے محکموں سے ڈیپوٹیشن پر بھی کچھ افسران اور اہلکاران ایل ڈی اے میں تعینات ہوتے ہیں۔ تاحال ڈیپوٹیشن افسران جو کہ ایل ڈی اے میں تعینات ہیں ان کی تفصیل بمعہ عہدہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایل ڈی اے میں افسران ڈیپوٹیشن پر حکومت پنجاب کی ڈیپوٹیشن پالیسی 1998 کے تحت تعینات کئے جاتے ہیں۔ ان کی ڈیپوٹیشن کی میعاد تین سال ہوتی ہے جبکہ متعلقہ محکمے میں افسران اپنی ڈیپوٹیشن کی مدت ختم ہونے پر جا سکتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے ان کی کارکردگی سے مطمئن نہ ہوں یا متعلقہ محکمہ انہیں واپس بلائے تب ہی افسران اپنے محکمہ میں واپس جا سکتے ہیں۔ ڈیپوٹیشن پالیسی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔جعلی ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیلات

*9323: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بہت سی جعلی ہاؤسنگ سکیمیں شروع ہو چکی ہیں؟

(ب) کیا ان جعلی سکیمیوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی کثیر تعداد ایل ڈی اے میں لاہور میں واقع جعلی سکیموں کے خلاف کارروائی کی درخواست کر چکی ہیں؟

(د) اب تک لاہور میں کتنی جعلی سکیمیں پکڑی گئیں ان کے نام و دیگر تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) سال 2008 سے آج تک کتنی غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں کچھ غیر قانونی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں۔ ایل ڈی اے نے 2008 میں اپنے طور پر سارے ضلع لاہور کا سروے کیا تو 131 سکیمیں غیر منظور شدہ اور غیر قانونی پائی گئیں۔ ان غیر منظور شدہ سکیموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں صرف 16 عدد غیر قانونی سکیمیں ہیں باقی سکیمیں ٹی ایم ایز سے متعلقہ ہیں۔ ایل ڈی اے کے پاس سارے لاہور کا 30 فیصد کنٹرولڈ ایریا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ان غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں ایل ڈی اے نے بار ہااخبارات میں اشتہار دیئے۔جن میں عوام الناس کو خبر دار کیا گیا کہ ان غیر منظور شدہ سکیموں میں پلاٹ نہ خریدیں اور نہ ہی فروخت کریں اور کسی بھی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹ خریدنے سے پہلے ایل ڈی اے سے تصدیق کرلیں۔مزید برآں ایل ڈی اے نے ان غیر منظور شدہ سکیموں کے خلاف زیر دفعہ (5)13ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کے تحت چالان مرتب کر کے جوڈیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے کو ارسال کئے۔اب تک 94 چالانوں کے فیصلے کر دیئے گئے ہیں اور جرمانے کی سزائیں دی گئیں۔جرمانے کی رقم۔/480,000روپے ہے۔باقی 37 چالان ابھی زیر سماعت ہیں۔

(ج) جز(ب) میں تفصیلاً جواب دیا گیا ہے تاہم اگر کوئی شہری کسی بھی سکیم کے خلاف درخواست دیتا ہے تو ایل ڈی اے قانون کے مطابق اس سکیم کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

(د) جز(الف) میں تفصیلاً دیا جا چکا ہے۔

(ہ) جز(ب) میں تفصیلاً جواب دیا جا چکا ہے۔

ضلع سرگودھا-واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی تفصیلات

*9396: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا کے کتنے قصبہ جات میں واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے؟

(ب) مذکورہ جن قصبہ جات میں واٹر سپلائی کے ٹیوب ویل خراب ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان ٹیوب ویلوں کو جلد از جلد چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے ضلع سرگودھا کے 114 قصبہ جات میں فراہمی آب کے منصوبہ جات مکمل کئے۔

(ب) تقریباً 30 عدد قصبہ جات کے ٹیوب ویل اور کنویں خراب ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

باقی19عدد منصوبہ جات کی موٹریں بجلی کے ٹرانسفارمر اور دیگر پائپ لائن ٹوٹنے کی وجہ سے بند پڑی ہیں۔

1۔دیہی واٹر سپلائی سکیم دھریمہ	16۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر161/NB
2۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر90/SB	17۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر94/ SB
3۔دیہی واٹر سپلائی سکیم للیانی	18۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر116۔119/ SB
4۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر22/NB	19۔دیہی واٹر سپلائی سکیم بھاگٹانوالہ
5۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر36/ SB	20۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر55/ SB
6۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر34/ SB	21۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر114/ SB
7۔دیہی واٹر سپلائی سکیم مرولیانوالا(معظم آباد)	22۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر124/NB
8۔دیہی واٹر سپلائی سکیم بکھوالا	23۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر40/ SB
9۔دیہی واٹر سپلائی سکیم سالم	24۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر41/ SB
10۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر59/ SB	25۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر129/ SB
11۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر109/ NB	26۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر26/ SB
12۔دیہی واٹر سپلائی سکیم فتح گڑھ	27۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر65/ SB
13۔دیہی واٹر سپلائی سکیم زین پور	28۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر49/ SB
14دیہی واٹر سپلائی سکیم خان محمد والا	29۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک نمبر39/ SB
15۔دیہی واٹر سپلائی سکیم چک رامداس	30۔دیہی واٹر سپلائی سکیم لک

(ج) حکومت پنجاب فنڈز کی دستیابی پر ان منصوبہ جات کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع سرگودھا۔محکمہ پبلک ہیلتھ کی طرف سے لگائے گئے ٹیوب ویلوں کی تفصیلات

*9397: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے سال10۔2009اور11۔2010کے دوران کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں واٹر سپلائی کے لئے نصب کئے؟

(ب) ان کا تخمینہ لاگت فی ٹیوب ویل بتائیں؟

(ج) کتنے اس وقت چل رہے ہیں اور کتنے ابھی مکمل نہ ہوئے ہیں؟

(د) ان ٹیوب ویلوں کو کب تک چالو کر دیا جائے گا؟

(ہ) ان ٹیوب ویلوں سے کتنے گیلن پانی روزانہ فراہم کیا جاتا ہے اور کتنی آبادی اس سے مستفید ہو رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن سرگودھا کی زیر نگرانی مالی سال 10۔2009 میں 40 عدد ٹیوب ویل اور 11۔2010 میں 56 عدد ٹیوب ویل برائے منصوبہ آب رسانی نصب کئے گئے، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں shallow ٹیوب ویل نصب کئے جاتے ہیں جن پر اوسطاً مبلغ 2 سے 2.50 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔

(ج) اس وقت 26 عدد ٹیوب ویل چل رہے ہیں باقی ماندہ ٹیوب ویل فراہمی آب کے لئے جو نصب کئے گئے ان منصوبہ جات پر پائپ لائن ،ڈسٹری بیوشن سسٹم ،اور تعمیر OHR/GST کا کام جاری ہے۔بقیہ کام اور بجلی کے کنکشن جلد از جلد مکمل کر کے تمام ٹیوب ویل چلا دیئے جائیں گے۔

(د) اگر حکومت پنجاب تخمینہ کے مطابق منصوبہ جات کے فنڈز مہیا کرے تو مالی سال 12۔2011 میں تمام لوگوں کو فراہم کر دیا جائے گا۔

(ہ) 26 عدد ٹیوب ویل جو چل رہے ہیں ان سے روزانہ 4544880 گیلن پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ اور 302993 افراد اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی تفصیلات

*9470: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کہاں کہاں شروع کی گئی ہے؟

(ب) لاہور میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کو حکومت کی طرف سے کتنے مکانات کے لئے کتنی سبسڈی دی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا آغاز پنجاب کے ضلع لاہور، سرگودھا، فیصل آباد، جہلم، اور ساہیوال میں کیا جا چکا ہے۔

(ب)

1۔ لاہور میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے حکومت پنجاب نے شہدا، بیواؤں، یتیم اور معذور افراد کو 44.66 ملین روپے کی سبسڈی دی ہے۔

2۔ بنک سے قرضہ کی صورت میں مارک اپ پر سبسڈی کے لئے حکومت پنجاب نے 100 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔

ضلع سرگودھا۔چک نمبر43شمالی تین مرلہ سکیم کی تفصیلات

*9588:چودھری عامر سلطان چیمہ :کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ چک نمبر43شمالی ضلع سرگودھاتین مرلہ سکیم پر مشتمل ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم1993میں مکمل ہوئی؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کل408پلاٹس پر مشتمل ہے جن میں سے اب تک 303پلاٹس الاٹ ہوئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالاکا جواب اثبات میں ہے تو بقیہ پلاٹس اب تک الاٹ نہ کرنے کی وجوہات کیاہیں اور کیاحکومت ان پلاٹس کو عوام میں فوری طور پر الاٹ کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) ماسوائے بجلی تمام ترقیاتی کام بشمول واٹر سپلائی، سیوریج، سڑکوں کی تعمیر1995سے مکمل ہیں۔

(ج) مذکورہ سکیم میں تین مرلہ کے کل632پلاٹ ہیں جن میں سے اب تک408پلاٹس الاٹ ہوچکے ہیں۔

(د) بقیہ کل پلاٹس 224ہیں جن میں سے 17پلاٹس فوجی کوٹااور گیارہ پلاٹس گورنر کوٹاکے لئے مختص ہیں۔ بقیہ 136پلاٹس کی قرعہ اندازی مورخہ 11۔03۔25کو ہوچکی ہے۔ جن کی الاٹمنٹ کامیاب امیدواران کے کوائف کی چھان بین کے بعد ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کی منظوری کے بعد ہو جائے گی۔اس کے علاوہ کمرشل سنٹر/محلہ شاپس اور بقیہ تین مرلہ رہائشی پلاٹس کی نیلامی/الاٹمنٹ پہلی قرعہ اندازی کی منظوری کے بعد کی جائے گی۔

لاہور۔عالم ٹاؤن داروغہ والا میں تفریحی پارک بنانے کا معاملہ

*9853: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا لاہور میں بچوں کے لئے تفریحی پارک نہیں ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ آبادی میں تفریحی پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا پرائیویٹ سکیم ہے اور پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی، لاہور کے زیر انتظام نہ ہے۔ وہاں پی ایچ اے، لاہور نے کوئی تفریحی پارک نہیں بنایا ہے۔

(ب) اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہ ہے کیونکہ مذکورہ سکیم پرائیویٹ ہے۔

لاہور۔یونین کونسل 39 میں سیوریج کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*9864: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ 10 سال سے گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لنک والی گلی اور حاجی ذوالفقار والی گلی، بند روڈ داروغہ والا لاہور یونین کونسل 39 میں سیوریج کی حالت انتہائی ابتر ہے؟

(ب) کیا حکومت یونین کونسل 39 کی مندرجہ بالا گلی میں سیوریج ڈلوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لنک والی گلی اور حاجی ذوالفقار والی گلی، بند روڈ، داروغہ والا لاہور یونین کونسل نمبر 39 میں ابھی تک واسا کا سیوریج سسٹم نہ ہے۔

(ب) گلی نمبر 2 جامعہ عثمانیہ لنک والی گلی اور حاجی ذوالفقار والی گلی میں سیوریج لائن نہیں ہے۔ یونین کونسل 39 میں سیوریج کا پائپ ڈلوانے کے لئے تخمینہ 20 کروڑ روپے لگا کر پنجاب گورنمنٹ کو بھیج دیا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ گلیوں میں سیوریج کی پائپ لائنیں بچھادی جائیں گی۔

تحصیل چونیاں سیوریج ڈالنے کی تفصیلات

*9903: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چونیاں میں کل کتنے ایسے علاقے ہیں جن میں گزشتہ تین سال سے نیا سیوریج ڈال دیا گیا ہے اوران پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں، علاقہ وائز تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے ایسے علاقہ جات ہیں جہاں پر اس وقت سیوریج اور واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے، یہ کب تک مکمل ہوں گے، تاریخ وسال سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل چونیاں میں موضع الہ آباد میں مکمل سیوریج/ڈرینیج سکیم بنائی گئی ہے اوراس سکیم پر مبلغ 46.397 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل علاقہ جات میں سیوریج اور واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے۔

نام سکیم	تخمینہ لاگت	خرچ شدہ رقم	تاریخ تکمیل
سیوریج/ڈرینیج سکیم الہ آباد	67.600 ملین	46.397 ملین	30-06-2012
واٹر سپلائی الہ آباد	61.320 ملین	58.777 ملین	30-06-2012
اربن واٹر سپلائی سکیم چونیاں	185.824 ملین	101.005 ملین	31-12-2012

تحصیل چونیاں، ٹیوب ویلز لگانے کی تفصیلات

*9904: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چونیاں میں 2008 سے 2010 تک محکمہ نے کتنے ٹیوب ویلز کہاں کہاں لگائے اوران پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) اس وقت ان ٹیوب ویلز میں سے کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے کب سے خراب ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں سال 12-2011 کے دوران واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے مزید ٹیوب ویلز لگانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل چونیاں میں 2008 سے 2010 تک محکمہ نے مندرجہ ذیل ٹیوب ویلز لگائے ہیں۔

نام سکیم	تعداد ٹیوب ویل	تخمینہ لاگت
واٹر سپلائی سکیم چونیاں	8	56.764 ملین روپے
واٹر سپلائی سکیم کنگن پور	3	24.051 ملین روپے
واٹر سپلائی الہ آباد	6	46.687 ملین روپے
واٹر سپلائی سریسر ہتھاڑ	1	4.274 ملین روپے

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے 2008 سے 2010تک جتنے بھی ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں سب چالو حالت میں ہیں، کوئی خراب نہ ہے۔

(ج) جی ہاں بدرجہ ترجیحات بقیہ علاقہ جات میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کی جائے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میرے آگے دو سوال ہیں انہیں pending کر دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! میں note کر رہا تھا کہ آپ کافی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں آج یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھ لیجئے کہ آج کتنے سوالوں پر کام ہوا ہے؟ میرا سوال نہیں آیا مگر میں درمیان میں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ ذرا اس بات پر غور کر لیجئے کہ اگر حکومت کہیں human resource کو کنٹرول کرتی ہے تو اس پر بھی آپ معزز ارکان کو پندرہ پندرہ منٹ بحث کرنے کا وقت دیتے ہیں لیکن آج میرا انتہائی اہم سوال تھا مگر میں نے interrupt نہیں کیا۔ یہاں پر انتہائی اہم سوالات ignore ہوتے ہیں اور پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ کے لئے ایک ایسی بحث چھیڑی جاتی ہے جس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ نے بڑا valid point اٹھایا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! آپ نے پانچ منٹ پہلے ہی وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے کہہ دیتیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ آپ نے واسا سے کالی بھیڑیں نکالنی ہیں، ایل ڈی اے سے نکالنی ہیں اور نہ ہی یہاں پر پینے کا صاف پانی ملنا ہے کیونکہ یہاں پر ویسے ہی طبقاتی تفریق ہے۔ جاتی عمرہ بالکل صاف ہے مگر رائیونڈ کی کچی آبادیوں میں گندہ پانی مل رہا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: یہ سوال on the spot ہوتے ہیں جن کا منسٹر نے جواب دینا ہوتا ہے اس لئے یہ pending نہیں ہو سکتے۔ اب رانا عبدالرؤف صاحب مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا عبدالرؤف: جناب چیئرمین! میں

"The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012 (Bill No.6 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری خالد پرویز ورک صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 38/10 اور 75/11 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری خالد پرویز ورک: جناب چیئرمین!

"میں تحریک استحقاق نمبر 38 بابت سال 2010 اور تحریک استحقاق نمبر 75 بابت سال 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔ محترمہ دیبامرزا مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ دیبامرزا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں

"The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012. (Bill No.5 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب چودھری غلام نبی صاحب مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2011 اور مسودہ قانون (دوسری ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب، 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری غلام نبی: جناب چیئرمین! میں

The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 50 of 2011) and the Punjab Government Servants Housing

Foundation (Second Amendment) Bill 2012. (Bill No.11 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے اور ان کی طرف سے requestآئی ہے کہ اسے pendingکر لیا جائے لہذا اسے آئندہ ہفتے کے لئے pendingکیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 623/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

کہون وادی اور ملحقہ کٹاس راج مندر اور تالاب کو سیمنٹ پلانٹ میں تبدیل کرنے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کہون وادی جو یقیناً قدرت کی بڑائی کا صدقہ ہے اور جس میں کٹاس راج مندر بھی واقع ہے جو ہندوؤں کی ہزاروں سال پہلے بھی ایک عبادت گاہ تھی اور جس کے نیچے ایک ایسا تالاب موجود ہے جس کی گہرائی کا صحیح اندازہ آج تک نہیں ہو سکا۔ یہ عظیم تالاب جس کا پانی چواسیدن شاہ تک موجود تھا۔ ہزاروں سال سے جس کی زیر زمین پانی کی سطح ایک انچ بھی کم نہ ہوئی تھی کیونکہ قدرتی نظام کے تحت بے شمار چشموں کا پانی اس میں گرتا رہتا تھا لیکن ارباب اختیار نے ہزاروں سال سے واقع آبی ذخیرے کو پہلے تو ایک سیمنٹ پلانٹ لگا کر تباہ کر دیا۔ حقیقتاً سیمنٹ کی تیاری میں بے پناہ پانی استعمال ہوتا ہے اور اس ایک پلانٹ نے صرف چار سالوں میں

علاقے کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔2006 میں ایل کے ایڈوانی بھی کٹاس راج مندر آئے تھے اور اس مندر اور علاقے کی تاریخی اہمیت کا تفصیلاً ذکر کیا تھا لیکن ارباب اختیار کو کچھ احساس نہ ہو سکا بلکہ اس عظیم علاقے کی اہمیت کی قدر اس طرح کی گئی کہ گورنمنٹ سکول کٹاس کی عمارت کے اس علاقے میں جہاں مندر کی آبی گزرگاہ تھی سکول کے لئے ٹائلٹ ٹینک کھودے جا رہے ہیں۔آج کہون وادی اور ارد گرد کے علاقے میں تین سیمنٹ پلانٹ لگ چکے ہیں جن کی پیداوار تقریباً دس ہزار ٹن یومیہ ہے۔اس کا مطلب ہے کہ تیس ہزار ٹن یومیہ سیمنٹ یہاں بن رہا ہے۔یہ علاقہ نہ صرف تیزی سے پانی سے محروم ہو رہا ہے بلکہ چونے کا پتھر اور چکنی مٹی بھی جو سیمنٹ کا لازمی جُز ہے کے استعمال کی وجہ سے زمین ہمیشہ کے لئے تیزی سے بنجر ہو کر ایک کھنڈر کی شکل اختیار کر رہی ہے۔قدرت نے جو جنت انسان کو بخشی تھی آج کے انسان کی ہوس زر نے اسے ختم کر دیا۔06-2005 میں جن دنوں یہ پلانٹ لگ رہے تھے علاقے کے لوگوں نے معاملہ ہائیکورٹ میں بھی اٹھایا تھا لیکن محکمہ تحفظ ماحولیات پلانٹ لگانے والوں کی داستان گوئی میں جو اصل میں داستان جھوٹ تھی، نے لاپروائی کا ثبوت دیا اور اس مفروضے کو سچ مان لیا کہ وہ پانی خانپور ڈیم اور دریائے جہلم سے حاصل کریں گے اور زیر زمین پانی کے ذخیرے کو استعمال نہیں کریں گے لیکن یہ سب کچھ دھوکا اور سراب تھا۔ایک اور تاریخی المیہ یہ ہو رہا ہے کہ ان پلانٹوں سے سیمنٹ افغانستان اور ہندوستان بھیجا جا رہا ہے اور اس کی ترسیل میں بڑے بڑے ٹریلرز نے چکوال اور ارد گرد کی تمام سڑکوں کو تباہ کر دیا۔آج یہ انتہائی خوبصورت وادی جہاں اب بہت بڑے بڑے گڑھے چونے کا پتھر نکالنے کی وجہ سے بن چکے ہیں ایک ایسا ویرانہ ہے جسے دو تین منٹ سے زیادہ دیکھا بھی نہیں جا سکتا۔ایوان کے ہر معزز ممبر کو سوچنا ہو گا کہ آنے والی نسلیں ہمیں کن الفاظ سے یاد کریں گی؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے جس معاملے کی نشان دہی محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہے، یہ prima-facie معاملات درست ہیں اور اس پر محکمہ تحفظ ماحولیات ایک سٹڈی کروانے جا رہا ہے تاکہ حکومت کو ایسی سفارشات پیش کی جا سکیں جن سے جن خدشات کا اظہار اس تحریک التوائے کار میں کیا ہے، ان کے ازالے کے لئے حکومت اقدامات اٹھا سکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میری اس میں ایک requestہو گی کہ یہاں 30ہزار ٹن سیمنٹ روزانہ بن رہا ہے لیکن ہماری قوم اور علاقے کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حکومت اس پر فوری طور پر کوئی ایسی penaltyیا کوئی dutyلگائے جس سے ہماری قوم یا اس علاقے کو کوئی فائدہ ہو اور دوسرا اس کے لئے کوئی وقت بھی مقرر کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس پر کم از کم ایک ہزار روپے فی ٹن ڈیوٹی لگائیں چونکہ لاء منسٹر صاحب نے بھی اسے acknowledgeکیا ہے جس پر میں ان کا مشکور ہوں لیکن اس کے لئے کوئی ٹائم ضرور دیا جائے کیونکہ ایک ایک دن وہاں پر تباہی پھیر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اگر آپ مناسب سمجھیں تو محکمہ کو اس سلسلے میں ایک ماہ کا وقت دے دیا جائے تاکہ جتنی جلد ہو سکے اس پر سفارشات آئیں۔ جیسے شیخ صاحب نے بات کی ہے تو اس طرح کا اگر کوئی ٹیکس یا لیوی ڈیوٹی ان کارخانوں پر لگائی جائے جس سے ایسے علاقوں میں ایسے منصوبوں کو زیر عمل لایا جائے تاکہ ان علاقوں کی تلافی ہو سکے تو یہ ایک اچھا اقدام ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں مانتا ہوں کہ انہوں نے اسے acknowledgeکیا ہے اور اس کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا ہے لیکن ہر گزرتا ہوا دن وہاں جو نقصان کر رہا ہے اور وہاں کے لوگوں کی صحت کی جو تباہی پھیر رہا ہے اس کا بھی خیال کیجئے۔

جناب چیئرمین: جی، بالکل ٹھیک ہے اور یہ تحریک dispose ofکی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ اسے ایک مہینے کے اندر رکھیں تو یہ pendingہو گی۔

جناب چیئرمین: یقین دہانی آ گئی ہے اس لئے میں یہ بات کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب چیئرمین! یقین دہانیاں تو بہت آتی ہیں اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ اہم معاملہ ہے اس لئے اسے pendingفرما دیں۔ محکمہ تحفظ ماحولیات نے اس پر سٹڈی لازمی پہلے ہی کی ہو گی اور ان کے این او سی کے بغیر یہ پلانٹ نہیں لگے ہوں گے اور میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ پلانٹ غلط بنے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے یہ اہمیت عامہ سے متعلق ہے اس لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 632/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔ جی، محترمہ!

نیو انار کلی لاہور میں واقع حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے مکان اور چلہ گاہ پر بااثر افراد کا قبضہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کا مکان اور چلہ گاہ واگزار کرانے کا مطالبہ، تفصیل کچھ یوں ہے کہ نئی انار کلی لاہور میں جوتوں کی مارکیٹ میں عظیم صوفی بزرگ حضرت میاں میر کا مکان اور چلہ گاہ واقع ہے۔ ایک رپورٹ جس کے بانی اظہار ارکو کلچرل اینڈ ہیریٹج سوسائٹی کے چیئرمین اور مورخ راؤ جاوید اقبال نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا اور اس پریس کانفرنس میں پاکستان سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے پردھان سردار شام سنگھ، فقیر خانہ میوزیم کے فقیر سیف الدین، حاجی رفیق علی اور پنڈت لال کھوکھر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہماری تحقیق کے مطابق صدر بازار انار کلی میں واقع پراپرٹی S-064-R-138 (موجودہ شوز مارکیٹ) بارہ عدد دکانیں حضرت میاں میر کے مکان وچلہ گاہ پر تعمیر کی گئیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں یہ بتایا کہ 1981 میں محکمہ اوقاف کے کرپٹ عملے کی ملی بھگت سے نئی انار کلی کے مقام پر جو باغ حضرت میاں میر کے مکان وچلہ گاہ کا حصہ تھا، دھوکا دہی سے اپنے نام الاٹ کروالیا تھا حالانکہ تحفظ خصوصی عمارات ایکٹ مجریہ 1985 (پنجاب آرڈیننس نمبر 34 آف 1985) کے تحت تاریخی اہمیت کی حامل خصوصی عمارات کو کسی کو الاٹ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی ہیئت یا بنیادی سٹرکچر میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی عمل میں لائی جا سکتی ہے مگر جعلسازی سے اس مقدس مقام کو الاٹ کروانے والے چھ گروہوں نے یہاں موجود مسجد کو شہید کیا اور چلہ گاہ کے تہہ خانہ کی چند سال قبل کھدائی کرا کے اس کی حیثیت کو بدلنے کی ناکام کوشش کی اور ملبہ رتن سنگھ کے کنویں اور چلہ گاہ حضرت میاں میر میں ڈال دیا جس کی کھدائی پر حقیقت عیاں ہو سکتی ہے جبکہ کنواں رتن سنگھ ابھی تک موجود ہے۔ شام سنگھ نے اس موقع پر اپنے بیان میں یہ بھی بتایا کہ پاکستان کی ساری سکھ کمیونٹی

حضرت میاں میر سے بہت عقیدت رکھتی ہے اور حکومت وقت کو بھی چاہئے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر اس حقیقت کو سامنے لانے اور اصل حقائق سے پردہ اٹھانے کے لئے فوری طور پر اس پر عمل کیا جائے تاکہ حضرت میاں میر کی چلہ گاہ اور مکان کو واگزار کرا کے اسے آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا جائے اور اہل لاہور کے ساتھ ساتھ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں مسلمان بزرگان دین سے محبت وعقیدت رکھنے والے اس کی زیارت کر سکیں اور اس جگہ سے مستفید ہو سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب نہیں آیا اسے next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 642/12 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

بورے والا شہر میں دن دہاڑے ڈکیتیوں میں اضافہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 بورے والا شہر میں ڈاکوؤں نے دن دہاڑے کھلم کھلا ڈکیتیوں کی وارداتوں سے شہریوں اور کاروباری طبقہ کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی ہے۔ شہریوں کے شدید احتجاج کے باوجود ضلعی انتظامیہ اب تک کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ تحصیل بورے والا شہر میں تھانہ ماڈل ٹاؤن میں حالیہ تعیناتی مسٹر شاہد اقبال ایس ایچ او کی ہوئی ہے جس پر ڈاکوؤں نے موصوف ایس ایچ او کو شہر میں ڈکیتیوں کی وارداتوں کی شکل میں سلامی پیش کی۔ جس روز موصوف ایس ایچ او نے تھانہ کا چارج لیا اسی روز مین بازار بورے والا میں اویس کراکری سٹور پر لاکھوں روپے کی ڈکیتی ہوئی، اس ڈکیتی کے تین روز بعد کرپسی سٹور میں اڑھائی لاکھ روپے سے زائد ڈکیتی کی واردات ہوئی اور اب مورخہ 14۔ مئی 2012 کو شیخ وحید غلہ منڈی بورے والا کے گھر سے 250 تولے طلائی زیورات، نقدی اور دیگر پارچاجات کی دن دہاڑے ڈکیتی کی واردات ہوئی جس پر پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا ہے۔

انجمن تاجران اور انجمن آڑھتیاں نے شدید احتجاج کیا۔اپنے احتجاج کو وسعت دیتے ہوئے مین روڈ بھی بلاک کی جس پر ایس پی وہاڑی موقع پر آئے اور انہوں نے 72 گھنٹوں میں ملزمان پکڑنے کی یقین دہانی کروائی مگر اب ایس پی کی مہلت گزر چکی ہے لیکن کوئی پیشرفت نہ ہوئی ہے۔اب بورے والا کے شہریوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ شہر کی بگڑتی ہوئی صورتحال کا ذمہ دار صرف شاہد اقبال ایس ایچ او ماڈل ٹاؤن بورے والا ہے۔اس کے آنے سے قبل شہر میں مکمل امن عامہ تھا، کوئی ایسی واردات رونما نہیں ہوتی تھی۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کے عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ان کا نمائندہ ہونے کے ناتے بورے والا شہر کی امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے اور ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔موجودہ صورتحال سے بالخصوص بورے والا شہر اور بالعموم پورے ضلع وہاڑی میں پولیس اور ضلعی انتظامیہ کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس ڈکیتی کو 23 دن گزر چکے ہیں۔پہلے 48 گھنٹے مانگے گئے پھر 72 گھنٹے مانگے گئے تھے لیکن 23 دن گزر جانے کے بعد بھی کسی ڈکیتی کی recovery نہیں ہو سکی۔اس ڈکیتی کے پرچے کو چوری کا پرچہ قرار دیا گیا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محرک نے جن دو واقعات کا ذکر کیا ہے ان دونوں واقعات میں مقدمات درج کئے گئے ہیں۔اولیس کراکری سٹور مین بازار کا مقدمہ نمبر 8/12 مورخہ 09-01-2012 بجرم 92 ت پ درج ہوا ہے۔اس میں ایک ملزم الطاف عرف سندھی کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جارہی ہے اور کچھ لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے جن میں طارق عرف فوجی، مدثر عرف مدثری اور الطاف عرف سندھی قابل ذکر ہیں۔اسی طرح سے جو انہوں نے دوسرا واقعہ کرپسی سٹور پر ڈکیتی کا بیان کیا ہے اس پر بھی مقدمہ نمبر 35/12 بجرم 380,457 درج کیا گیا ہے۔اس میں بھی شک کی بنیاد پر لطیف، عامر، جاوید، ذیشان، بابر، یٰسین، احمد علی، صفدر، عرفان، علی محمد اور ارشاد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ان مقدمات پر پوری توجہ دی جارہی ہے اور تفتیش کا عمل پوری طرح سے آگے

بڑھایا جارہا ہے۔مقامی انتظامیہ اور پولیس کو حکومت کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ امن وامان کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے اپنی مزید کوششوں کو بروئے کار لائیں اور اس علاقہ بورے والا میں ملزمان کے قلع قمع کے لئے اپنی کوششوں کو تیز کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ کروڑوں روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے اس میں کوئی time limit دی جاسکتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس ڈکیتی کو چوری کے پرچہ میں درج کیا گیا حالانکہ اس پر ڈکیتی کا پرچہ درج کیا جانا چاہئے تھا تاکہ یہ ماہانہ میٹنگ میں اس کا جواب دیتے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! صرف یہ بتادیں کہ وہ ڈکیتی کا پرچہ کہہ رہے ہیں تو کیا ان پر ڈکیتی کا پرچہ بنتا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو دفعہ کا اندراج اور تعین ہے وہ تو جس بیان پر مقدمہ درج ہوتا ہے اسی سے تعین ہوتا ہے۔اگر پولیس کی طرف سے متعلقہ دفعہ لگانے میں کوئی پس وپیش ہو تو عدالت اس کی correction کر سکتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ڈی پی او صاحب نے وہاں پر آکر عوام کے سامنے وعدہ کیا تھا لیکن اسے اب 23 دن گزر چکے ہیں۔یہ کوئی final limit دے دیں تاکہ ان سے پوچھا جاسکے۔میں نے جن تین ڈکیتیوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ابھی تک کوئی بھی فائنل نہیں ہوئی اور کسی کی بھی recovery نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اُن سے اس کی fresh report منگوالیں۔اب اسے dispose of کرتے ہیں۔بھٹی صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 643/12 بھی آپ کی ہے۔

ڈی پی ایس بورے والا میں خلاف پالیسی پرنسپل کی تعیناتی

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔233 بورے والا شہر میں ڈی سی او وہاڑی کے زیر انتظام چلنے والے ڈویژنل پبلک سکول میں پرنسپل کی سیٹ پر تعیناتی پر بے ضابطگیاں سامنے آئیں جس پر ڈی سی او وہاڑی نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔تفصیل یوں ہے کہ تحصیل بورے والا میں ڈویژنل پبلک سکول قائم ہے جو براہ راست ڈی سی او وہاڑی کے کنٹرول میں ہے۔ڈی پی ایس میں پرنسپل کی تعیناتی کے لئے ریکروٹمنٹ پالیسی /

رولز کے مطابق تعلیمی قابلیت ایم اے /ایم ایسی سی درکار ہے لیکن ڈی سی او نے متعلقہ رولز بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف بی اے پاس خاتون امینہ طاہر کو پرنسپل تعینات کر دیا جو کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ مورخہ 27۔اپریل2002 کو بنائے گئے ڈی پی ایس رولز کے مطابق پرنسپل کی سیٹ پر 60 سال کی عمر تک کا کوئی فرد تعینات رہ سکتا ہے۔ مذکورہ پرنسپل کی عمر مورخہ 27۔مارچ2012 کو 60 سال مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود ڈی سی او وہاڑی نے پرنسپل کو سبکدوش نہیں کیا۔ مذکورہ پرنسپل مسلسل سیٹ پر تعینات ہے جس پر بورے والا کے شہریوں نے ڈی سی او سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر پرنسپل کو فارغ کر کے نئے مسلمان پرنسپل کی تعیناتی عمل میں لائے لیکن ڈی سی او کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کے عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر ڈی سی او وہاڑی کی یوں ہی ہٹ دھرمی رہی تو بورے والا شہر کی امن عامہ کی صورتحال بگڑ سکتی ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ موجودہ صورتحال سے بالخصوص بورے والا شہر اور بالعموم پورے ضلع وہاڑی میں ڈی سی او کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے rules میں لکھا ہے کہ ایم اے، ایم ایس سی معہ دس سالہ ایڈمنسٹریٹو تجربہ لازمی چاہئے ور اس کی requirement first division ہے جبکہ موجودہ پرنسپل simple بی ایس سی ہوم اکنامکس ہے اور اس کی second division ہے۔ یہ چار دفعہ پہلے بھی extension لے چکی ہے۔ اب پھر دوبارہ دو سال extension کے لئے حکومت سے apply کیا ہے۔ اس کی rules کے مطابق 65 سال عمر ہے۔ اس کا شناختی کارڈ نمبر 36601-7170236-2 ہے اور اس کے مطابق 2012-05-27 کو 65 سال پورے ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی تک ڈی سی او کی طرف سے اسے notice نہیں دیا گیا، اسے فارغ نہیں کیا گیا حالانکہ اس کی کرپشن کے متعلق کافی لوگوں نے درخواستیں دی ہیں۔ وہ عرصہ 9 سال سے وہاں پر پرنسپل ہیں اور کسی ایک سال کا بھی اس کا آڈٹ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 643/12 کا آپ کے پاس جواب ہے یا اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس کو pending فرمادیں لیکن جس طرح سے موصوف سردار صاحب فرمارہے ہیں کہ یہ محترمہ 9سال سے پرنسپل ہیں تواب آکر یہ ساری خرابیاں موصوف سردار صاحب کو نظر آئی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کو بنیاد بنانے کا معاملہ درست نہیں ہے کیونکہ میرٹ کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی اسے next week تک کے لئے pending فرمادیں تاکہ اس کا جواب آئے تو پھر ہم اسے صحیح طور پر حل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 651/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 675/12 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 715 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

موسم گرما کی چھٹیوں کی سرکاری پالیسی سے پرائیویٹ سکولوں کا انحراف

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پرائیویٹ سکولز کی انتظامیہ پنجاب حکومت کے احکامات نظر انداز کرتے ہوئے موسم گرما کی چھٹیاں یکم کی بجائے 15۔ جون کے بعد کرنے پر ڈٹ گئی ہے تاہم پرائیویٹ سکولوں کی اکثریت نے فیس دو اور چھٹیاں لو کی پالیسی اپنالی۔ مذکورہ سکولوں میں پڑھنے والے بچے اور ان کے والدین چکرا گئے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے سخت احکامات کے باوجود پرائیویٹ سکول مالکان اپنی ضد پر ڈٹ گئے۔ روزنامہ "جناح" کی طرف سے کئے گئے سروے میں انکشاف ہوا ہے کہ لاہور کے پرائیویٹ سکول سمر کیمپ کی آڑ میں بچوں سے فیسیں بٹورنے کے چکر میں چھٹیاں دینے سے گریز کر رہے ہیں اور الٹا پنجاب حکومت کو تڑیاں لگا رہے ہیں کہ اگر اس حوالے سے سکولوں پر چھاپے مارے گئے تو احتجاج کریں گے اور ریلیاں نکالی جائیں گی۔ حکومت پنجاب کی نرم روی اور پرائیویٹ سکولوں کے مالکان کی ہٹ دھرمی کے خلاف طلباء کے والدین میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ معاملہ already حکومت کے notice میں ہے اور اس پر محکمہ کو کہا گیا ہے کہ وہ سختی سے عملدرآمد کروائیں۔ان تمام سکولوں میں جہاں پر چھٹیاں بروقت نہیں کی گئیں انہیں notices جاری کئے گئے ہیں اور اگر اس کے باوجود بھی انہوں نے چھٹیاں نہ کیں تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔Not pressed and disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 716/12 محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں گندے پانی کی فراہمی سے مریض مزید بیماریوں میں مبتلا

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔مئی 2012 کے قومی اخبارات "ایکسپریس" اور "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق "سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو گندے پانی کی فراہمی،مریض صحت یاب ہونے کی بجائے مزید بیمار" تفصیل یوں ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو پینے کا صاف پانی نہ ملنے سے ان کے امراض کم ہونے کے بجائے بڑھنے لگے۔اس وقت تقریباً تمام ہسپتالوں میں انتظامیہ،پرنسپلز،ایم ایس،ڈی ایم ایس کے لئے منرل واٹر اور ڈسپنسر کی تنصیب کی گئی ہے جبکہ مریضوں اور ان کے لواحقین کو زنگ آلود نلکوں کے ذریعے گندہ پانی فراہم کیا جارہا ہے۔صوبائی دارالحکومت کے کم و بیش تمام سرکاری ہسپتالوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کی غرض سے بنائی گئی پانی کی ٹینکیوں کی گزشتہ چھ ماہ سے صفائی نہیں کرائی گئی۔ان میں مختلف جانور،پرندے،کیڑے مکوڑے بھی مردہ پائے گئے ہیں۔مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبائی دارالحکومت کی عوام میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!حکومت پنجاب محکمہ صحت نے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے

مناسب انتظامات کر رکھے ہیں اس مقصد کے لئے تمام وارڈ اور برآمدوں میں مناسب جگہوں پر واٹر ڈسپنسر کی تنصیب کی گئی ہے اور ان کے ساتھ فلٹر بھی لگائے گئے ہیں جن کی باقاعدہ تبدیلی کی جاتی ہے۔ ہسپتالوں میں تعمیر شدہ پانی جمع کرانے والی ٹینکیاں صاف رکھی جاتی ہیں اور محکمہ پبلک ہیلتھ کے تعاون سے اس کی Chlorination کی جاتی ہے۔ مزید ہر ہسپتال میں تربیت یافتہ عملہ تعینات ہے جو کہ regularبنیادوں پر پانی کی ٹینکیوں کی صفائی وستھرائی کا کام سرانجام دیتا ہے، مختلف ہسپتالوں سے پانی کے نمونے لئے گئے اور انہیں لیبارٹری چیکنگ کے بعد پینے کے قابل قرار دیا گیا ہے تاہم محکمہ صحت تمام ہسپتالوں میں انتظامیہ کو اس سلسلے میں انتظامات بہتر بنانے کی ضروری ہدایات دوبارہ سے retreat کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی،Not pressed and disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 721/12 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے، تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی، بہاولپور مصدرہ2012، مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد مصدرہ2012اور مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Government Sadiq College Women University Bahawalpur Bill-2012 (Bill No. 7 of 2012.)

The Government College Women University Faisalabad Bill-2012 (Bill No. 8 of 2012.)

The Government College Women University Sialkot Bill-2012 (Bill No. 9 of 2012.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔
(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہو چکی ہیں۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں ہے، میں نے انہیں floor دیا ہے۔ جی، محترمہ!

معزز خاتون ممبر کے اکلوتے بیٹے کی ڈاکٹروں کے ہاتھوں موت کی انکوائری کا مطالبہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ اور معزز ایوان کے notice میں ہے کہ میرا اکلوتا بیٹا ظِل سبحان ڈاکٹر کی ملی بھگت اور مجرمانہ غفلت کے باعث شہید کر دیا گیا ہے۔ سروسز ہسپتال میں پہلے injection لگایا گیا اور injection کے بعد انہوں نے first aid نہیں دی اور کہا کہ Ventilator کوئی امدادی box ہے جو کہ ہم provide کریں۔ اسی کشمکش میں تقریباً دس گھنٹے گزر گئے۔ آخر ہم گنگا رام ہسپتال گئے۔ سی ایم صاحب نے ایک انکوائری بھی کروائی ہے لیکن اس کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔ میری اس ایوان کے ذریعے استدعا ہے کہ آپ لوگوں میں بھی اکثریت صاحب اولاد ہے اور آپ بچوں کے دُکھ درد کو سمجھ سکتے ہیں اور جس ماں کا ایک ہی بیٹا ہو اور اسے اس انداز سے چھینا گیا ہو تو اس پر انکوائری ہو تاکہ یہ بات منظر عام پر آ سکے کہ ان ڈاکٹروں نے ہمارے ساتھ ایسا کیوں کیا جس طرح سے Slaughter Houses ہوتے ہیں، ہمارا قصور کیا تھا، اس کی ایک انکوائری کی جائے اور تین دن کے اندر اس کی رپورٹ آنی چاہئے اور جن لوگوں نے ایسا کیا ہے انہیں قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ میرا بیٹا چھوڑ دیں وہ ایک انسان تھا، پاکستان کا شہری تھا، اس نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا جو برتاؤ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے

اسے ظلم کہنا بھی کم ہے۔اب وہ اس دنیا میں آئے گا اور نہ ہی میں اس دنیا میں کبھی امن یا سکون سے رہ سکوں گی۔آج جرائم میں اضافہ اس لئے ہو رہا ہے کہ انصاف نہیں ملتا۔یہاں پر سزا و جزا کا نظام ہونا چاہئے۔اگر ہم ماں بیٹے کی غلطیاں ہیں تو وہ بھی سامنے آئیں اور جس طریقے سے میرے بیٹے کو ذبح کیا گیا ہے اس کی انکوائری کی جائے اور تین دن کے اندر رپورٹ اسی ایوان میں پیش ہونی چاہئے۔یہ میری استدعا ہے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ محترمہ کا بیٹا جو کہ ان کی اکلوتی اولاد تھی اور جن حالات کا انہوں نے ذکر کیا کہ ان حالات میں اس کی death ہوئی،میں آج ہی سیکرٹری ہیلتھ سے بات کر کے اس معاملہ کی مکمل رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان کی میز پر رکھوں گا اور اس معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے گا کہ کن حالات میں ان کے بیٹے کی death ہوئی اور اگر اس میں کسی نے غفلت سے کام لیا ہے یا کسی نے قصداً ایسا کیا ہے تو اس کے خلاف بالکل قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر!انکوائری کمیٹی میں مجھے شامل کیا جائے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!یہ آج کا واقعہ ہے۔میں پچھلے تین گھنٹے سے سروسز ہسپتال میں اپنا چیک اپ کروانے کے لئے گیا ہوا تھا۔دو،اڑھائی گھنٹہ بیٹھ بیٹھ کر آیا ہوں لیکن وہاں کسی ڈاکٹر نے مجھے چیک نہیں کیا۔یہ ہے آپ کے ممبران کی عزت،یہ ہے آپ کے ایم پی ایز کی عزت۔میں اے ایم ایس کے پاس گیا تو انہوں نے ایک گھنٹہ بٹھایا پھر ڈاکٹروں کے پاس بھیجا اور اس کے بعد جواب آیا کہ آج آپ کو چیک نہیں کیا جا سکتا۔میں لیڈی ایم ایس کے پاس گیا،ایک گھنٹہ اس کے پاس بیٹھا رہا۔یہ کیا ہو رہا ہے؟جب ایک معزز ممبر پارلیمنٹ وہاں پر خود جاتا ہے تو اسے ڈاکٹر چیک نہیں کرتے تو ایک عام شہری کا کیا حال ہو گا؟خدا کے لئے اس بات کو serious لیں،ایک کمیٹی بنائیں اور اس پر فوری طور پر ایکشن لیں یہ آج ابھی ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے۔

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر!ہمارا ایک مطالبہ ہے کہ اس کے لئے ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی جائے اور بچے کی والدہ کو اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔آپ ایسے نہ بولیں۔لاء منسٹر صاحب نے مکمل طور پر بات سُن لی ہے جو بات انہوں نے کی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عمل ہوگا۔ Don't worry about that.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!آپ اس کمیٹی میں ایم پی ایز کو بھی شامل کریں۔یہ وقت کسی پر بھی آسکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔بس کریں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میری بات سُنیں۔یہ بات دفتر نوٹ کرے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ وقت کسی پر بھی آسکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بات کرنے دیں گی یا نہیں ؟آپ تشریف رکھیں۔ایم ایس سروسز ہسپتال صبح 9 بجے سپیکر چیمبر میں آئیں۔جی، کائرہ صاحب!اب آپ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ کہتی ہوں کہ اسمبلی کی ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کو آپ یہ معاملہ دیں اور ہیلتھ سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کو اس میں شامل کریں۔ورنہ ڈاکٹر بچالیں گے۔آپ اس کیس کو Standing Committee on Health کے پاس بھیجیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی کریں گے۔جب رانا صاحب رپورٹ لے کر آئیں گے اس کے بعد اسے ادھر send کر دیں گے۔جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس کی اکلوتی اولاد ہو اس ماں سے پوچھیں کہ اس کا کیا حال ہوگا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی حساس اور افسوسناک معاملہ ہے اگر محترمہ اور میری ان بہنوں کی یہ demand ہے کہ اس معاملہ کو reference کے طور پر Standing Committee on Health کے پاس for inquiry بھیجا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے آپ اسے بھجوادیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ Standing Committee on Health کو بھیج دیں۔جی، کائرہ صاحب!

(اذانِ ظہر)

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! محترمہ کے بیٹے کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے بلاشبہ دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ دکھ تبھی ہوتا ہے جب اس کی اولاد اس کی نظروں کے سامنے جا رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

ایسا وقت کسی کو نہ دکھائے اور ایسے وقت سے کسی کو نہ گزارے۔ میں اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور تمام معزز ممبران کی طرف سے افسوس کرتا ہوں، ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہم محترمہ کے ساتھ افسوس کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے جواب میں جو لاء منسٹر رانا صاحب نے فرمایا کہ "اگر جان بوجھ کر ڈاکٹر صاحبان نے یہ کیا "جان بوجھ کر شاید کوئی ڈاکٹر ایسا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی کرے گا۔ یہاں پر مسئلہ malpractice کا ہے، اگر malpractice ہوئی ہے تو concerned لوگوں کو اس کی سزا ملنی چاہئے۔ اس سے پہلے جو پی آئی سی میں ہوا اس پر میڈیا پر ایک ڈرامہ چلا لیکن آخر میں وہ جانیں ضائع ہو گئیں کسی کو suspend کر دیا گیا لیکن ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں اس کے لئے گورنمنٹ ایسے steps لے، اگر پچھلے واقعات پر میرٹ پر سزائیں ملیں گی تبھی جا کر یہ سسٹم بہتر ہو گا اور تب جا کر یہ malpractice رکے گی اس کے لئے جو بھی لاء منسٹر صاحب سمجھتے ہیں، چیف منسٹر صاحب سمجھتے ہیں یا جناب سپیکر آپ سمجھتے ہیں کہ steps ہوں لیکن وہ sincere ہوں ہمیں sincere ہونا چاہئے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ گورنمنٹ ایسے اقدامات اپنے ملازمین کو ان کی کوتاہیوں کو، ان کی غلطیوں کو چھپاتی ہے صرف اس لئے کہ گورنمنٹ کی بدنامی نہ ہو۔ اگر یہ سوچ ہو گی تو گورنمنٹ کبھی ٹھیک نہیں ہو گی۔ عوام کے لئے یہاں پر جتنے لوگ بیٹھے ہیں۔ حقیقی معنوں میں ہم سب بے مقصد یہاں پر ٹائم اور پیسا ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں نے یہ عرض کرنا تھی کہ ابھی ہمارے ایک معزز ممبر یہ بتا رہے تھے کہ اور جیسا کہ ہماری ایک معزز بہن نے اپنے بچے کے بارے میں بتایا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلے آٹھ، دس دن میں پی آئی سی میں ایک ایسا تجربہ ہوا ہے جو میں ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے سٹاف کے ایک بندے کو heart attack ہوا چونیاں میں اس کو ہماری اپنی ایمبولینس سروس لے کر آئی میں نے highest level پر پی آئی سی میں کہا، خود گیا اور میں نے اتنی بے بس انتظامیہ نہیں دیکھی انہوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ آپ باہر دیکھ لیں انہوں نے

سڑک بند کی ہوئی ہے اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ یہ جو آج ہماری ایک معزز ممبر نے بچے کا واقعہ یہ دل ہلا دینے والا واقعہ ہے یہ واقعات روز ہو رہے ہیں۔ایک معزز ممبر وہاں جاتا ہے ڈھائی گھنٹے وہاں بیٹھا رہتا ہے یہ حقیقت ہے ۔ ہم جس طریقے سے پرائیویٹ ہسپتالوں سے لوگوں کا علاج کرا رہے ہیں وہ یقین کیجئے کہ ہمارے لئے انتہائی سوچنے کا مقام ہے میرے پاس جذبات میں وہ الفاظ نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ صحت فیل ہو چکا ہے آج وہاں پر کوئی کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔آپ کسی وقت چلے جائیں اگر آپ کو کوئی پہچانے گا تو شاید آپ کو honour کر دے گا لیکن یقین کیجئے خدانہ کرے آپ کبھی وہاں جائیں اور جا کر دیکھیں کسی ہسپتال میں بھی کوئی حال نہیں ہے۔ یہ کمیٹیاں کچھ نہیں کر سکیں گی۔اگر Administrative point of view سے میں سوچتا ہوں تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور اس کے ماتحت جتنے ہسپتال ان حالات میں پہنچ چکے ہیں including میرے چونیاں کا ہسپتال بھی۔ باقی تمام صوبہ کا بھی یہی حال ہے۔اس کا صرف یہ علاج ہے کہ انہیں خدا کے لئے privatize کر دیں یہ قوم کا اربوں روپیہ ضائع نہ ہو۔ یا تو social sector میں ایسا سسٹم بنا دیں کہ ہر مریض انہیں جا کر pay کر سکے کیونکہ بہت بُرے حالات ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے بھی سروسسز ہسپتال میں ایک اتفاق ہوا ہے، میرے بیٹے کا بازو fracture ہوا، جب میں نے سروسسز ہسپتال میں ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے کہا تو مجھے اس کا یہ جواب ملا کہ چار دن بعد contact کریں کیونکہ اس وقت ہمارے پاس ڈاکٹر available نہیں ہے یعنی چار دن تک میں اپنے بیٹے کے ٹوٹے ہوئے بازو کو ہاتھ میں لے کر اس انتظار میں بیٹھی رہتی کہ ڈاکٹر کب آئے گا۔ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ تعلیم اور صحت کو اپنی ترجیحات کہنے والے ہسپتالوں میں بنیادی سہولیات بھی مہیا نہیں کر سکتے اور میں بھی ایک ماں ہوں اور اندازہ لگا سکتی ہوں، اس ماں کی تکلیف کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے جس کا جوان بیٹا اس کی آنکھوں کے سامنے اللہ کو پیارا ہو گیا ہے۔ بچے کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی، ہم تو چلیں سادہ لوگ ہیں، ہم نے تو پرائیویٹ طور پر بھی بچے کو جا کر دکھا لینا تھا لیکن یہ کوئی طریق کار نہیں ہے، وہاں پر راہداریوں کے اندر میں نے اپنی آنکھوں سے لوگوں کو رُلتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب میں نے وہاں پر شور کیا کہ یہ کیا طریق کار ہے، آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ چار دن تک اپنے بچے کے بازو کی ٹوٹی ہوئی ہڈی اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھوں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم کیا کریں، ہمارے پاس ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہے۔ ہم اس کے لئے requisition بھیجیں گے پھر وہ ڈاکٹر appoint ہو گا

اور وہ صرف آپ کے بچے کو دیکھنے کے لئے آئے گا۔ سروسز ہسپتال میں ہڈیوں کا کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ جب یہ صورتحال ہو تو آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ لاہور کے سروسز ہسپتال میں جو کہ ایک بڑا ہسپتال ہے اس میں یہ حالات ہیں تو باقی لیہ، راجن پور اور دوسرے علاقوں کے سرکاری ہسپتالوں کے کیا حالات ہوں گے ؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انسانی جان کی یہ قیمت ہے ؟ مجھے افسوس اس بات کا ہے تعلیم اور صحت دونوں کا پنجاب کے اندر بیڑا غرق کر دیا گیا ہے اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کل 9 بجے ایم ایس سروسز ہسپتال کو بلایا ہے۔ محترمہ آپ بھی اِدھر تشریف لائیں گی۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اس سلسلے میں، میں نے بھی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ ! آپ بھی اِدھر تشریف لائیں۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ اب اجلاس کی کارروائی 7۔ جون صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

170

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،7۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان2012ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں2012ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور2012

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ **مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2012**

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

171

7۔ **مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی2012**

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ **مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی2012**

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی2012ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ **مسودہ قانون(ترمیم)(بندوبست وسپردگی)متروکہ وقف املاک پنجاب2012**

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)(بندوبست وسپردگی)متروکہ وقف املاک پنجاب 2012ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ **مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی2012**

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی 2012ایوان میں پیش کریں گے۔

11۔ **مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب2012**

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب2012ایوان میں پیش کریں گے۔

12۔ **مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2012**

ایک وزیر مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2012ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ **مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی2011**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی2011، جیسا کہ سیلیکٹ کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی2011منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول2012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول 2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول 2012 منظور کیا جائے۔

172

(سی) مسودات قانون پر دوبارہ غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبے دخل اشخاص 2011(مسودہ قانون نمبر53بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8مارچ 2012کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبے دخل اشخاص2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبے دخل اشخاص 2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیساکہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی)کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک وبے دخل اشخاص 2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)سیٹلمنٹ کمشنرز2011(مسودہ قانون نمبر52بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)سیٹلمنٹ کمشنرز2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ2007مصدرہ2011 (مسودہ قانون نمبر49بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8 مارچ 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007مصدرہ2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

174

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعرات، 7۔جون2012

(یوم الخمیس، 16۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَ
يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ‌ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ
وَٱلرَّسُولَ‌ۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡكَـٰفِرِينَ ﴿٣٢﴾

سورۃ آل عِمرَان آیات 31تا32

(اے پیغمبرؐ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (31) کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا (32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ میری تو ساری بہار آپ سے ہے
میں بے قرار تھا میرا قرار آپ سے ہے
میری تو ہستی ہی کیا ہے میرے غریب نواز
جو مل رہا ہے مجھے سارا پیار آپ سے ہے
سیاہ کار ہوں آقا بڑی ندامت ہے
قسم خدا کی یہ میرا وقار آپ سے ہے
کہاں وہ ارضِ مدینہ کہاں میری ہستی
یہ حاضری کا سبب بار بار آپ سے ہے

حلف

نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مورخہ 7۔ مئی 2012 کو منتخب ہونے والے ممبر اسمبلی سردار محمد خان لغاری پی پی۔245 ایوان میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں۔ اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب سردار محمد خان لغاری نے حلف لیا
اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! ملنے کا بھی بتادیں کہ حلف کے بعد ملنا بھی ہے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی جانب سے "چودھری پرویز الہیٰ، زندہ باد"،
"پاکستان مسلم لیگ، زندہ باد" اور "چودھری شجاعت حسین، زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اب اگر آپ اپنی سیٹ پر جاکر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

سردار محمد خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں 2002 میں بھی اس ایوان کا ممبر رہ چکا ہوں اور میڈیا کے ذریعے میں اس ایوان کی کارروائی دیکھتا رہتا تھا اور میں آپ کو اس بات کی یقین دہانی بھی کرانا چاہتا ہوں کہ اس عرصہ میں جب بھی میں آپ سے floor مانگوں گا آپ مجھ سے اچھے کی اُمید ہی رکھئے گا۔ تھوڑی سی بات میں یہ بھی کرنا چاہوں گا کہ جس پنجاب کو ہم نے چار سال پہلے الیکشن campaigns میں اور علاقے میں پھرنے کے دوران افسوس کے ساتھ مجھے نظر آیا کہ یہ وہ پنجاب نہیں ہے جو ہماری لیڈر شپ نے چھوڑا تھا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: چودھری پرویز الہیٰ زندہ باد۔

MR DEPUTY SPEAKER: Please let him talk.

سردار محمد خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے ڈیرہ غازی خان کے حلقے میں دو الیکشن تھے۔ دوسرے حلقہ میں میڈیا کے اوپر election day کی جو کارروائیاں آتی رہی ہیں وہ کسی سے چُھپی ہوئی نہیں ہیں۔ میں یہاں پر کسی کا نام نہیں لینا چاہوں گا، blame game نہیں کرنا چاہوں گا لیکن اگر آپ

پبلک کاmandate اس طرح چھینیں گے جس طرح D.S.P's, S.H.O'sاور پولیس نے اس الیکشن میں اس سیٹ پر چھینا ہے تو پبلک کا ایمان اس electoral process سے اٹھ جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران مسلم لیگ (ق) کی جانب سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات صرف میرے یا آپ کے لئے نہیں ہے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کو یہ بات سوچنی چاہئے کہ یہ ایوان کس کے لئے ہے؟ یہ ایوان پبلک کے لئے ہے اگر انہی کا mandate ہم نے ان سے پولیس گردی سے چھیننا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس پورے process کا کوئی فائدہ ہے۔ میں آج صرف اتنی ہی بات کرنا چاہوں گا۔ مجھے اُمید ہے کہ اس ایوان میں اور اچھی اچھی باتیں بھی ہوتی رہیں گی اور انشاء اللہ میں بھی اس میں ہر ممکن حد تک شامل ہونے کی کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وقفہ سوالات سے پہلے؟ آپ کو پتا ہے بس مختصر رہئے گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہمارے hon'able member کے oath لینے کے بعد ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ایوان میں موجود جو پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں لاء منسٹر صاحب نے چند ایک کلمات کہے تھے اگر آپ اجازت دیں گے تو میں کہوں گا tradition تو ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں گے تو میں کہوں گا اور اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو نہیں کہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ میں وقفہ سوالات کے فوراً بعد آپ کو ٹائم دے دوں گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: چونکہ ابھی لغاری صاحب نے بات کی ہے تو میں ابھی تھوڑا سا وقت لینا چاہوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے ہی اتنی دیر سے اجلاس شروع ہوا ہے، اب اگر ہمارے پارلیمانی لیڈر کو بات کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا تو ہم بھی کارروائی آگے نہیں چلنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں. Please let him talk جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں صرف چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ سردار محمد خان لغاری یہاں پر ایک political asset ثابت ہوں گے۔ میں ان کے والد محترم سردار

مقصود خان لغاری صاحب کے ساتھ 80 کی دہائی سے رہا ہوں اور میں نے ان کو district level اور provincial level پر بھی politically contribute کرتے ہوئے دیکھا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے کوئی متنازعہ بات نہیں کروں گا اور ہماری جو duties ہیں میں صرف ان کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ سب لوگ جو یہاں پر elect ہو کر آتے ہیں اپنا mandate لے کر آتے ہیں۔ ہماری پارٹی کا role play کرنے کا جو منشور ہے ہم اسی پر قائم ہیں، ہم کسی کو دبانا چاہتے ہیں اور نہ کسی کے لئے ایسا کوئی ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں جب تک ہمارا سیاسی اور آئینی راستہ نہ روکا جائے۔آج تک میں نے اس ایوان میں ساڑھے تین سال Opposition Leadership کرنے کے ساتھ اور میری پولیٹیکل پارٹی کے جو منتخب ساتھی خواتین و حضرات ہیں انہوں نے تمام political norms کو اور یہاں کے rules کو obey کیا ہے، نبھایا ہے اور آپ اس بات کے گواہ ہیں۔ ہم آپ کی Chair سے یہ توقع رکھتے ہیں، آپ Custodian of the House ہیں جب آپ یہاں پر تشریف فرما ہوں تو ہمارے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اپنے ماضی کو دُہراتے ہوئے میں، سردار محمد خان لغاری اور میری ٹیم اس صوبہ پنجاب کے عوام کے حقوق کے لئے آئین اور rules کے اندر رہتے ہوئے پوری جدوجہد کریں گے اور کوئی ایسی کسر اُٹھا نہیں چھوڑیں گے۔ان ساڑھے چار سالوں میں جس صورتحال سے صوبہ پنجاب کے عوام دوچار ہیں ان کی بہتری کے لئے اپنی تجاویز دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں اور ہم اسی لئے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہیں گے اور اس کے لئے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ بہت بہت شکریہ

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کو وقفہ سوالات کے بعد موقع دیا جائے گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! ایک منٹ دے دیں، میں نے اپنے حلقہ کے متعلق انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر:اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان:جناب والا!میں نے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ جنگلات سے ہی متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کسی ضمنی سوال میں اپنی بات کرلیں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان:جناب والا!میری بات انتہائی ضروری ہے۔میرا حلقہ تحصیل کہوٹہ ہے اور وہاں پر تمام علاقے میں اس وقت آگ لگی ہوئی ہے کیونکہ جب جنگل کی کٹائی ہوتی ہے تو اس کو cover up کرنے کے لئے وہاں پر آگ لگادی جاتی ہے۔پرسوں رات نو بجے میں وہاں پر ایک جنازے میں شرکت کے لئے گیا تو چاروں طرف وہاں پر آگ لگی ہوئی تھی اور چیف کنزرویٹور اجہ خالد جو کہ بہت اچھے آفیسر ہیں He is running from pillars to post لیکن due to lack of resources and lack of staff وہاں پر جتنے بھی جنگلی حیات ہیں جیسے مور، تیتر، درخت.they are burning پہلے یہ ہوتا تھا کہ وہاں پر جو villages تھے ان کو responsibility دی ہوتی تھی اور وہاں پر لوگوں کو daily wages پر in the fire season employ کیا جاتا تھا اور وہاں پر جو violation ہوتی تھی ان کے خلاف ایف آئی آر درج ہوتی تھی جس سے لوگوں کو ڈر خوف ہوتا تھا۔میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف اور محکمہ فارسٹ کا یہاں پر جتنا بھی سٹاف بیٹھا ہوا ہے They should take immediate action today.

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ آپ کا اچھا point ہے۔وزیر موصوف صاحب!معزز ممبر وقفہ سوالات کے بعد آپ کو ملیں گے ان کے معاملے کو دیکھ لیں۔محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:سوال نمبر4408 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور چڑیا گھر کے لئے جناح باغ کی حاصل کی گئی اراضی کی تفصیلات

*4408: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور چڑیا گھر سے متصل جناح باغ کی کل کتنی اراضی نیا چڑیا گھر بنانے کے لئے حاصل کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نیا چڑیا گھر بنانے کے لئے جناح باغ کی آٹھ کنال اراضی حاصل کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیا چڑیا گھر بنانے پر 6 کروڑ روپے لاگت آئے گی؟

(د) لاہور میں بنایا جانے والا چڑیا گھر کب تک مکمل ہو جائے گا نیز اس چڑیا گھر میں کون کون سے جانور رکھے جائیں گے اور اس پراجیکٹ میں شہریوں کی سہولیات کے لئے کیا کیا منصوبے رکھے گئے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بنایا جانے والا نیا چڑیا گھر رات کے وقت بھی کھلا رہے گا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چڑیا گھر کی کچھ زمین 90 شاہراہ قائداعظم کی پارکنگ کے لئے لی گئی تھی جس کے متبادل کے طور پر باغ جناح کی 7 کنال اراضی چڑیا گھر کو دی گئی تھی یہ اراضی نئے چڑیا گھر بنانے کے لئے نہیں لی گئی تھی۔

(ب) جز(الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ کوئی نیا چڑیا گھر نہیں بنایا جا رہا۔

(د) کوئی نیا چڑیا گھر نہیں بنایا جا رہا ہے البتہ جو اراضی باغ جناح سے لی گئی ہے اس پر فش ایکوریم کا منصوبہ زیر غور ہے۔

(ہ) رات کے وقت چڑیا گھر کھولنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! اس سلسلے میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ چڑیا گھر کی جو اراضی لی گئی تھی یہ کس سال میں لی گئی تھی کیونکہ میں نے 2009 میں سوال پوچھا تھا، جواب میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اراضی لے لی گئی ہے۔ اگر تو یہ اراضی پہلے لی گئی تھی تو پھر تین ساڑھے تین سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔

ایک تو میرا سوال یہ ہے کہ یہ اراضی کب لی گئی تھی؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ہ) میں کہا ہے کہ "ابھی تک منصوبہ زیر غور ہے۔"میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب تک وہ زمین کس مصرف میں رہی ہے اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سوال کا جواب دینے سے پہلے میں چھوٹی سی دو وضاحتیں کرتا ہوں۔ نئے منتخب ممبر سردار محمد خان لغاری صاحب کو منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جہاں تک انہوں نے سابقہ دور کا موازنہ کیا ہے تو ہم فیلڈ میں رہے ہیں، اپوزیشن میں بھی رہے ہیں لیکن وہاں پر ہمارے حلقے تبدیل کر دیئے گئے اور پوری طاقت کے ساتھ ہمیں ہرانے کے لئے ہر اقدام کیا گیا۔ وہاں پر ٹی ایم اے، ڈسٹرکٹ کونسل میں بے تحاشا کرپشن ہوئی ہے اس کے تمام ثبوت موجود ہیں اور تمام زمینیں بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو devolve کر دی گئیں۔ اُس دور اور اِس دور کا کوئی موازنہ نہیں ہے۔ اس وقت تمام پالیسیاں شفاف طریقے سے چلائی جا رہی ہیں۔اس کے علاوہ humanly possible ہو سکتا ہے اس میں ہر ممکن improvement کی کوشش کی گئی ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ دوسرا سوال میرے بھائی نے مری کہوٹہ کے بارے میں کیا ہے۔اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس دور حکومت میں 36ہزار ایکڑ زمین ناجائز قابضین سے مری کہوٹہ کے علاقہ سے retrieve کی گئی ہے اور 36ہزار ایکڑ زمین کی demarcation کی گئی ہے اور اس میں سے 1330ایکڑ زمین retrieve کی گئی ہے۔اس کے علاوہ جو انہوں نے point out کیا ہے اور خود فرمایا ہے کہ راجہ خالد ایک اچھے آفیسر ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ فارسٹ میں اس وقت جتنے بھی لوگ ہیں سب اچھے ہوں گے لیکن میری نظر میں وہ تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔ راجہ خالد کی جس طرح سے repute ہے وہ hard working ہیں اور ان کو جو task دیا جاتا ہے اس پر پورا اُترنے کی وہ کوشش کرتے ہیں۔ان کے ساتھ میں محکمہ کے مسائل پر وقتاً فوقتاً discuss کرتا رہتا ہوں۔ معزز ممبر نے جو نشاندہی کی ہے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت نے جہاں کہیں بھی اس قسم کی چیزیں چل رہی ہیں بڑی حد تک کوشش کی ہے کہ ان پر قابو پایا جائے۔ محکمہ فارسٹ چونکہ بہت بڑا محکمہ ہے ذرائع وہی ہیں میلوں لمبی نہریں ہیں وہاں پر بھی جنگلات ہیں، میلوں لمبی سڑکیں ہیں۔اسی طرح ریلوے ہے وہاں پر بھی plantation ہے۔اس میں پہلے اور ذرائع تھے اب مکینیکل ذرائع ہیں لوگوں کے پاس سواریاں ہیں، موٹر سائیکل ہیں، گاڑیاں ہیں۔

ان threats کو روکنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑے اقدامات کئے گئے ہیں۔1927 کا فارسٹ کا جو ایکٹ تھا اس میں ٹوٹل سزا پانچ سو روپے جرمانہ اور چھ ماہ قید ہے۔ موجودہ حکومت اس ایکٹ میں ترمیم کر کے نیا ایکٹ 2010 لائی جس میں دس لاکھ روپے جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا provide کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ کافی improvement آئے گی اور جو specific انہوں نے نشاندہی کی ہے اس پر serious action لیں گے۔ Forest threats کے بارے میں ہم بالکل clear ہیں اور ہم اس پر کسی قسم کا compromise نہیں کرتے۔ جہاں تک معزز ایم پی اے نے سوال کیا ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ 90 شاہراہ پر پارکنگ کے لئے تھوڑی سی جگہ درکار تھی۔ 2004 میں چیف منسٹر نے Lahore Zoo کا کچھ رقبہ 90 شاہراہ کی پارکنگ کے لئے مانگا تو اس کے لئے لاہور میں جو موضع مزنگ، خسرہ نمبر 257 ہے اس میں 12 کنال 19 مرلہ اس کا ٹوٹل خسرہ نمبر ہے اس میں سے دس کنال جگہ سی ایم سیکرٹریٹ 90 شاہراہ کے پارکنگ ایریا کے لئے مانگی گئی تھی۔ اس کے بدلے میں 10 کنال جگہ دینی تھی لیکن ہائیکورٹ میں جسٹس عظمت سعید کی عدالت میں رِٹ ہو گئی وہاں پر جو walking association کے لوگ ہیں انہوں نے رِٹ دائر کی کہ باغ جناح کی زمین جو ہے وہاں walking track بنے ہوئے ہیں وہ زمین نہ دی جائے۔ وہاں پر میٹنگ ہال بنانا تھا اور اس کے علاوہ پارکنگ کے لئے جگہ درکار تھی چنانچہ اس رِٹ کے نتیجے میں جسٹس عظمت سعید صاحب نے یہ رِٹ چیف سیکرٹری پنجاب کو referred کر دی۔ چیف سیکرٹری پنجاب نے یہ ان کو اختیار دیا کہ وہ فیصلہ کریں۔ فیصلہ میں 10 کنال کی بجائے 7 کنال زمین پارکنگ ایریا کے بدلے میں دی گئی جو exchange کی شکل میں Zoo کو دی گئی۔ ہماری محترم ایم پی اے صاحبہ نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ 2004 میں یہ زمین حاصل کرنے کے لئے move کیا گیا تھا اور 2004 میں ہی 27۔اگست 2004 کو کالونی ڈیپارٹمنٹ نے یہ زمین منتقل کر دی لیکن بعد میں litigation کی وجہ سے معاملہ delay ہوا اور آخر میں چیف سیکرٹری صاحب نے فیصلہ کیا کہ 12 کنال کی بجائے 10 کنال جگہ پارکنگ کے لئے دے دی جائے اور اس کے بدلے 7 کنال زمین 2005-02-16 کو باغ جناح سے لے کر Lahore Zoo کو دی گئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پتا نہیں میرے معزز ساتھی کس بات پر ڈیسک بجا رہے ہیں کیونکہ جو سوال میں نے کیا تھا اس کا پورے جواب میں کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔ میرا سادہ اور چھوٹا سا سوال تھا کہ جو منصوبہ زیر غور ہے اس کا کیا بنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے یہ کہا تھا کہ کس سن میں دیا گیا؟ انہوں نے بتادیا کہ 2004 میں دیا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا اس کا اتنا ہی جواب بنتا تھا کہ 2004 میں دے دیا؟ میرے سوال کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ فش ایکوریم کا جو منصوبہ زیر غور ہے وہ اب تک زیر غور ہی ہے، کاغذوں میں ہے؟ اس کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): سوال کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ نیا چڑیا گھر بنانے کیلئے جناح باغ کی آٹھ کنال اراضی حاصل کی گئی؟" پھر جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ نیا چڑیا گھر بنانے پر 6 کروڑ روپے لاگت آئے گی پھر جز(د) میں کہا گیا ہے کہ لاہور میں بنایا جانے والا چڑیا گھر کب تک مکمل ہو جائے گا؟" جن کے جواب میں یہاں پر واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہوں نے صرف آخری جز کے بارے میں پوچھا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں ادھر ہی آرہا ہوں۔ یہاں جواب میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ کوئی نیا چڑیا گھر نہیں بنایا جارہا ہے البتہ جو اراضی باغ جناح سے لی گئی ہے اس پر فش ایکوریم کا منصوبہ زیر غور ہے۔ اس میں کوئی نیا چڑیا گھر نہیں بنایا جارہا۔ جو پرانا چڑیا گھر ہے اس پر کوئی construction ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی نیا چڑیا گھر بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! فش ایکوریم کا منصوبہ زیر غور ہے وہ کہاں ہے اور وہ ہے بھی یا نہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ جو Lahore Zoo ہے اس کی activities میں مختلف منصوبے بنائے گئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فش ایکوریم بنا ہے یا نہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): ابھی نہیں بنا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اتنی سی بات ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال یہ ہے کہ باغ جناح کی اور کتنی اراضی ہے جس پر مختلف دفاتر قائم کر دیئے گئے ہیں۔ چائنا چوک پر جو لیڈیز کلب ہے اس کا مین گراؤنڈ کس محکمے کی پارکنگ کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟ وہ لیڈیز کلب تو ہے لیکن وہاں کوئی activity نہیں ہے بلکہ صرف پارکنگ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو بالکل نیا سوال ہے۔
محترمہ نگہت ناصر شیخ: بالکل نیا سوال تو نہیں ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔
ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!

میں بنت بحر شناور پیراک سمندر کی بیٹی
پری وش پری پیکر حور مثال
پانی کے دھیرے گھیرے میں مقید
پنجاب اسمبلی کے اس ایکورم کے مجلا قطرے میں مقید

یہ ضمنی سوال پوچھتی ہوں کہ انہوں نے جز(ہ) میں کہا ہے کہ نیا چڑیا گھر نہیں بنایا جارہا البتہ جو اراضی باغ جناح سے لی گئی ہے اس پر Fish Aquarium کا منصوبہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مچھلیاں جن کے لئے میں نے یہ شعر پڑھا ہے کیا وہ چڑیا گھر کا حصہ نہیں ہیں۔ اگر نیا چڑیا گھر نہیں بن رہا تو کیا وہ صرف چڑیوں کے لئے ہے، Aquarium اس کا حصہ ہے یا نہیں اور یہ کیا غور کر رہے ہیں کہ Aquarium اور مچھلیاں چڑیا گھر کا حصہ ہیں اگر ہیں تو ایک ہی جملے میں اپنی ہی بات کو negate کیا ہے، اس کی ذرا وضاحت کر دیں کہ کیا Fish Aquarium کوئی علیحدہ چیز ہے؟ جب نیا چڑیا گھر بن ہی نہیں رہا تو Fish Aquarium کیا consider ہو رہا ہے۔ مجھے اس جملے کے الفاظ پر دکھ ہے اس لئے میں نے کوشش کی ہے کہ اس سے بھی مشکل الفاظ بول کر وزیر صاحب کو challenge کروں کہ پہلے تشریح بھی کر دیں کہ ہم مچھلیاں بھی چڑیا گھر کا حصہ ہیں یا نہیں، پانی کی چڑیاں ہیں یا نہیں اور آپ کو یہ بھی نہیں پتا کہ Aquarium چڑیا گھر میں آتا ہے یا نہیں؟
جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ زیر غور ہے۔ منصوبے زیر غور ہوتے ہیں اور وہ چڑیا گھر کا ہی حصہ ہے۔
وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ویسے تو فش ڈیپارٹمنٹ ایک پورا full fledged Department ہے۔ یہاں پر Fish Aquarium بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے لیکن ابھی اس پر عملدرآمد نہیں ہوا اور یہ لاہور چڑیا گھر کا ہی حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4418 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جنگلی حیات کی تعداد میں کمی کی تفصیلات

*4418: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنگلی حیات کی تعداد میں تیزی سے کمی کے باوجود محکمہ وائلڈ لائف پنجاب نے چار ماہ کے لئے مرغابی، سی سی اور دیگر پرندوں کے شکار پر پابندی ختم کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ وائلڈ لائف نے یکم اکتوبر 2009 سے 31۔جنوری 2010 تک شکار پر سے پابندی ختم کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نوٹیفکیشن کے تحت شکار کی اجازت صرف اتوار کے روز ہی ہوا کرے گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2008 کے دوران جنوبی پنجاب، اوکاڑہ، نارووال اور سیالکوٹ میں بڑی تعداد میں ان پرندوں کا غیر قانونی شکار کیا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلی حیات پر گہری نظر رکھتا ہے اور پرندوں کی کم تعداد کے پیش نظر شکار کا دورانیہ کم کر دیا جاتا ہے یا مکمل پابندی لگا دی جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تھا۔

(ج) یہ درست ہے۔ شکار کی اجازت صرف اتوار کے روز ہی دی گئی تھی۔

(د) سال 2008 میں جنوبی پنجاب، اوکاڑہ، نارووال اور سیالکوٹ کے اضلاع میں ان پرندوں کے غیر قانونی شکار کے بارے میں کوئی محکمانہ اطلاع ہے اور نہ ہی کسی ذریعہ سے یہ شکایت ملی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ پابندی کے دوران جو شکار کیا گیا ہے اس میں کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور ان کو کیا سزا دی گئی ہے یا انہیں کیا جرمانہ کیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال تو یہ پوچھا گیا ہے کہ جنگلی حیات کی تعداد میں تیزی سے کمی کے باوجود محکمہ وائلڈ لائف نے چار ماہ کے لئے مرغابی، سی سی اور دیگر پرندوں کے شکار پر پابندی ختم کر دی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہی عرض کروں گا کہ نوٹیفکیشن کے مطابق پابندی کا عرصہ چار ماہ کیا گیا تھا۔ پورے پنجاب میں ہماری پوری فورس موجود ہے اور وائلڈ لائف میں 1900 افراد کام کر رہے ہیں۔ جہاں سے کوئی ایسی چیز سامنے آتی ہے، کوئی شکایت آتی ہے تو وہاں کارروائی کی جاتی ہے لیکن خصوصی طور پر یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ اس کے باوجود کہ جنگلی حیات کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے تو یہ پابندی ختم کیوں کی گئی ہے؟ اس کے جواب میں، میں نے یہ عرض کیا ہے کہ پابندی ختم کرنے کے لئے مرغابی، سی سی اور دیگر پرندوں کے شکار کھیلنے کے لئے مجموعی طور پر چھ ماہ کے لئے اجازت ہوتی ہے اس کے لئے سپیشل نوٹیفکیشن جاری ہوا تھا اس کی کاپی بھی میرے پاس ہے اس کا شکار کھیلنے کے لئے صرف چار ماہ کے لئے پابندی ہٹائی گئی تھی، چونکہ اس میں تھوڑی سی کمی آ رہی تھی اور محکمے کو کمی بیشی کرنے کا اختیار ہے۔ یہ سارے migrated پرندے ہوتے ہیں چاہئے مرغابی ہے یا تلور ہے یہ ہجرت کرنے والے پرندے ہیں، نومبر میں آتے ہیں اور تین چار ماہ بعد واپس چلے جاتے ہیں اس لئے وہاں شکار کے لئے چار ماہ کے لئے پابندی ہٹائی جاتی ہے باقی سارا سال پابندی رہتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اب میں کیا ضمنی سوال پوچھوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب نے سارا کچھ explain کر دیا ہے۔ اگلا سوال جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 5037 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب علی حیدر نور خان نیازی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میانوالی، محکمہ کے رقبہ اور جنگلات سے متعلقہ تفصیل

*5037:جناب علی حیدر نور خان نیازی:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میانوالی میں محکمہ کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا خالی پڑا ہے؟

(ج) سال10۔2009 میں مذکورہ ضلع میں کس کس جگہ حکومت جنگل (درخت) لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع میانوالی میں محکمہ جنگلات کے رقبہ کی تفصیل اس طرح ہے:۔

نمبر شمار	مقام/جنگل	کل رقبہ
1	کندیاں پلانٹیشن تحصیل پپلاں ضلع میانوالی	19273.66ایکڑ
2	ہرنولی پلانٹیشن تحصیل پپلاں ضلع میانوالی	2182.87ایکڑ
3	چک سرکار پلانٹیشن تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی	1054ایکڑ
4	شیلٹر بیلٹ تحصیل پپلاں ضلع میانوالی	575ایکڑ
5	ڈھرہ امید علی شاہ تحصیل اینڈ ضلع میانوالی	2229.1625ایکڑ
6	پائی خیل تحصیل وضلع میانوالی	2110.1125ایکڑ
7	پیرپہائی تحصیل اینڈ ضلع میانوالی	1258.3375ایکڑ
8	کلونوالہ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی	433.41875ایکڑ
9	کالاباغ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی	1940.41875ایکڑ
10	جابہ مسان تحصیل اینڈ ضلع میانوالی	6164.5125ایکڑ
11	مٹھاخٹک تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی	647.8625ایکڑ
12	نزول لینڈ میانوالی	0.04375ایکڑ
13	فاریسٹ کالونی میانوالی	3.66ایکڑ
	ٹوٹل	37884.05ایکڑ

(ب) میانوالی فاریسٹ ڈویژن کا کل رقبہ 37884.05ایکڑ ہے۔20080.6 ایکڑ پر جنگل لگا ہوا ہے اور باقی 17803.45 ایکڑ رقبہ پہاڑی علاقہ جات اور اونچے ٹبہ جات پر مشتمل ہے جن پر خودرو جڑی بوٹیاں اُگی ہوئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع میانوالی میں کندیاں پلانٹیشن میں652ایکڑ اور مین لائن تھل کینال پر60 ایونیو میل پر جنگل لگانے کا منصوبہ ہے۔35ایکڑ پر شجر کاری پہلے ہی مکمل ہو چکی ہے جبکہ باقی 517ایکڑ پر

شجر کاری کا کام جاری ہے۔ تمام رقبہ پر شجر کاری 15۔ جون 2010 سے پہلے مکمل کر لی جائے گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ایک بہت ہی اہم سوال ہے جس میں میانوالی کے جنگلات کی تفصیل پوچھی گئی ہے۔اس وقت پاکستان جن حالات میں جا رہا ہے آپ کی bio max کی ضروریات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ جنگلات ہی وہ واحد سہارا ہے جس کے ذریعے ہم پاکستان میں کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں۔میں محکمہ جنگلات کی performance پوچھنا چاہوں گا کہ 37 ہزار ایکڑ میں سے 20 ہزار ایکڑ پر جنگل لگا ہوا ہے۔وزیر صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ اس جنگل کو کتنے عرصے بعد کاٹ کر نیا جنگل لگایا جاتا ہے۔ہر پودے کی ایک life productive ہے جیسے یوکلپٹس کا درخت ہے وہ چار سال کے اندر اپنی پوری افزائش حاصل کر لیتا ہے اس کو اگر آپ بیس سال بھی کھڑا رکھیں گے تو وہ grow نہیں کرے گا اور چار سال اس کی جو optimum production ہے اس کے بعد اسے کاٹ دینا چاہئے کیونکہ پھر سے وہاں نیا درخت شروع ہوتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے محکمہ جنگلات کی کیا کارکردگی ہے، اس کی کیا profitability ہے، کیا پالیسی ہے کہ ہم اس جنگل کو کاٹتے ہیں تاکہ وہ لکڑی بازار میں آئے اور نئی لکڑی اُگے، یہ پالیسی بتادی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ census کے مطابق پنجاب میں کل اراضی 5 کروڑ ایکڑ ہے اس میں سے تین کروڑ نہری ہے اور دو کروڑ بارانی ہے۔پنجاب میں محکمہ جنگلات سولہ لاکھ ایکڑ پر موجود ہے جو ٹوٹل رقبے کا 3.1 فیصد بنتا ہے یعنی جنگلات تین فیصد زمین پر کاشت ہے اس میں نہری ہے، سکارپ ہے، پہاڑوں پر بھی ہے اور مختلف spaces پر لگا ہوا ہے۔جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت یہ تعداد تین درخت فی ایکڑ تھی۔2000 میں PERI(Punjab Economic Research Institute) نے ایک study کی اس کے مطابق یہ درخت تین فیصد سے بڑھ کر سات فیصد ہو گئے یعنی سترہ درخت فی ایکڑ ہو گئے۔ ابھی جو latest سروے کیا گیا ہے اور میرے معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ درختوں کی تعداد کم ہو رہی ہے میں یہ کہوں گا کہ درختوں کی تعداد کم نہیں ہو رہی بلکہ بڑھ رہی ہے۔ابھی جو latest report ہے اس کے مطابق فی ایکڑ 22 درخت موجود ہیں جبکہ جب پاکستان بنا تھا اس وقت فی ایکڑ تین درخت تھے۔عمومی طور پر درخت کی life اٹھارہ سال ہوتی ہے، اس کے بعد کٹائی کر کے نئے لگاتے ہیں۔ درختوں کی مختلف species ہیں اور ان کی مختلف عمر ہوتی ہے کچھ درختوں کی grow بڑی تیزی سے ہوتی ہے اور بعض species کی

growth بڑی slow ہوتی ہے۔پہاڑی علاقوں میں چیل اور کوائل کے درختوں کی grow بڑی slow ہوتی ہے، شیشم کی slow grow ہوتی ہے، سفیدہ کی grow جلدی ہوتی ہے تاہم 18 سال کی عمر میں پہلے درخت کاٹ کر نئے لگائے جاتے ہیں اور موجودہ دور حکومت میں شجر کاری کر کے 46ہزار ایکڑ پر نئے درخت لگائے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!انہوں نے پنجاب میں 16 لاکھ ایکڑ اراضی بتائی ہے جس میں سے 14 لاکھ 50ہزار ایکڑ پر جنگل موجود ہے۔میانوالی میں 20ہزار ایکڑ پر ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دو تین سالوں میں کتنے ایکڑ کاٹ کر نئے درخت لگائے گئے،ان کی کیا پالیسی ہے؟اگر ہر سال، پانچ یا دس سال بعد بھی ایکڑ کی لکڑی کاٹی جائے تو محکمے کو کروڑوں روپے کی آمدن ہونی چاہئے۔میں پالیسی کا پوچھنا چاہتا ہوں یہ مجھے نیو کلپٹس کا بتادیں، سفیدہ کا بتادیں کہ آپ کتنے سال بعد اس کی کاشت کاٹ دیتے ہیں اور وہاں نئے پلانٹس لگا دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا افضل صاحب!ابھی منسٹر صاحب نے آپ کو بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔انہوں نے بتایا ہے کہ درختوں کی مختلف species ہیں اور ان کو مختلف time period کے بعد کاٹا جاتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہ کہوں گا کہ میرا مقصد نشاندہی کرنے کا ہے کہ یہ محکمہ productive forestry نہیں کر رہا۔اس محکمہ کو output based productive forestry کی طرف جانا ہوگا تاکہ پنجاب کی لاکھوں ایکڑ اراضی پر جنگلات اگائے جا سکیں۔اگر یہ خود نہیں کر سکتے تو عوام کو ٹھیکہ پر دے دیں کیونکہ پاکستان اور پنجاب کو لکڑی کی ضرورت ہے۔یہ محکمہ اس پیمانے پر پورا نہیں اُتر رہا لہذا وزیر صاحب اس بات کا نوٹس لیں اور اس کے اندر بہتری لے کر آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گی کہ اس حوالے سے ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔میں وائلڈ لائف کمیٹی کی ممبر رہی ہوں۔معزز ممبر رانا افضل صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں productive forestry نہیں ہو رہی۔میں دعوے سے کہتی ہوں کہ ساڑھے چار سالوں میں وائلڈ لائف کی کوئی بھی میٹنگ نہیں ہوئی ہوگی۔پچھلی دفعہ جب ہم نے اس کی amendments منظور کیں تو اس چیز کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی تھی۔جب تک آپ forest and fisheries کے حوالے سے ایک productive and industrial policy نہیں بناتے اُس وقت تک اس شعبے میں بہتری نہیں آسکتی۔آپ حکم فرمائیں،اس ایوان کے ایسے ممبران

پر مشتمل ایک کمیٹی بنادیں جو کہ اس میں interested ہیں اور جن کو اس کی importance کا علم ہے۔آپ اس معاملے کو forestry کی مجلس قائمہ میں بھی referred کر سکتے ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!اس پر میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب!محترمہ کو اپنا سوال پوچھ لینے دیں پھر آپ اکٹھا ہی جواب دے دیجئے گا۔جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر!جز(ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "35 ایکڑ پر شجر کاری پہلے ہی مکمل ہو چکی ہے جبکہ باقی 517 ایکڑ پر شجر کاری کا کام جاری ہے۔"اس کا انہوں نے 15 جون 2010 تک کا target بتایا تھا۔کیا وزیر صاحب اس کا updated جواب دے سکتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!محترمہ نے جز(ج) کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے۔جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "ضلع میانوالی میں کندیاں پلانٹیشن میں 652 ایکڑ اور مین لائن تھل کینال پر 60 ایونیو میل پر جنگلات لگانے کا منصوبہ ہے۔35 ایکڑ پر شجر کاری پہلے مکمل ہو چکی ہے جبکہ باقی 517 ایکڑ پر شجر کاری کا کام جاری ہے۔"اس وقت latest position یہ ہے کہ 10-2009 میں کندیاں پلانٹیشن میں 652 ایکڑ پر سفیدہ لگایا گیا جو کہ 90 فیصد کامیاب ہوا ہے۔اسی طرح 11-2010 میں کندیاں پلانٹیشن میں 200 ایکڑ پر شیشم کے درخت لگائے گئے ہیں۔ اس کے بعد 12-2011 میں کندیاں پلانٹیشن پر 300 ایکڑ پر شیشم کے درخت لگائے گئے ہیں۔جواب کے جز(الف) میں تفصیل بتائی گئی ہے جس کے مطابق میانوالی ضلع میں تیرہ جگہوں پر جنگلات ہیں۔کندیاں پلانٹیشن، ہرنولی پلانٹیشن اور چک سرکار پلانٹیشن تین جگہوں پر پودے موجود ہیں باقی پہاڑی علاقہ ہے اور اس علاقے میں شجر کاری نہیں ہو سکتی۔ضلع میانوالی میں پچھلے تین سالوں میں 1152 ایکڑ پر شجر کاری ہو چکی ہے۔موقع پر درخت موجود ہیں اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ہم دکھا سکتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!ڈی سی او فیصل آباد نسیم صادق صاحب بہت اچھا کام کر رہے ہیں مگر green belt پر جو پودے لگائے جا رہے ہیں ان کی قیمت پچاس روپے فی پودا ہے لیکن وہ بارہ بارہ سو روپے قیمت خرید بتا کر لگائے جا رہے ہیں۔میں چاہتی ہوں کہ منسٹر صاحب اس سلسلے میں انکوائری کرائیں اور ایوان میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! رانا محمد افضل صاحب نے جو point اٹھایا ہے وہ valid ہے۔آپ نے ماشاءاللہ جواب تو بہت اچھا دیا ہے اور سارا explain بھی کیا ہے لیکن overall پنجاب کے جنگلات کے حوالے سے policy کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ محکمہ جنگلات کے حوالے سے ایوان کی مجلس قائمہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس policy کو review کرے۔آپ ان کی رہنمائی کریں اور اس کمیٹی میں رانا افضل صاحب کو بھی شامل کر لیں۔یہ کمیٹی دیکھے کہ پچھلے پانچ سالوں میں محکمہ جنگلات نے کتنے نئے درخت لگائے ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ایسی کمیٹیوں میں حزب اختلاف کے ممبران کو بھی شامل کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس کمیٹی میں محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کو بھی شامل کر لیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ کسی اسمبلی سوال پر کمیٹی بنانے کی provision نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میں نے یہ کہا ہے کہ already جو مجلس قائمہ برائے جنگلات موجود ہے اس کو یہ معاملہ referred کیا جا رہا ہے اور وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر policy کو review کرے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! ضلع قصور سے بھی کسی ممبر کو اس کمیٹی میں شامل کر لیں کیونکہ ہمارے علاقے میں بھی ایک بہت بڑا جنگل موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، احسن رضا خان صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم سالانہ تین کروڑ پودے لگا رہے ہیں۔ ہمارے پاس چار کروڑ کی نرسری موجود ہوتی ہے۔ میرے پاس محکمہ لائیو سٹاک اور زراعت کا charge بھی ہے۔ میں نے ہر ضلع میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں ای ڈی او (زراعت)، ڈی ایف او (جنگلات) اور ڈی ایل او (لائیو سٹاک) شامل ہیں۔ یہ تینوں اکٹھے یونین کونسل کی سطح پر جا کر لوگوں کو awareness دیتے ہیں، پودے اور قلمیں فروخت کرتے ہیں۔ دُور دراز کے دیہاتوں تک سہولت مہیا کرنے کے لئے یہ تینوں jointly جاتے ہیں۔اس حوالے سے پورے پنجاب

کے لئے ایک پالیسی بنائی گئی ہے اور کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ان کمیٹیوں کی طرف سے مجھے باقاعدہ reports موصول ہو رہی ہیں۔ابھی پلانٹیشن کا موسم نہیں ہے۔برسات اور بہار کے موسم میں پلانٹیشن ہو سکتی ہے۔ان دنوں چونکہ شدید گرمی پڑ رہی ہے اس لئے جون اور جولائی کے مہینوں میں پلانٹیشن نہیں ہوتی۔جب مون سون کا موسم آئے گا تو پلانٹیشن کی جائے گی۔جب یہ موسم آئے گا تو ہماری تشکیل کردہ کمیٹیاں لوگوں کے پاس جا کر رہنمائی کریں گی اور ہم زیادہ سے زیادہ پودے فروخت کریں گے۔ہم کاشت کاروں کو تقریباً تین کروڑ کے لگ بھگ پودے اور قلمیں فراہم کر رہے ہیں۔جن کو ضرورت ہو گی ان کے لئے پودے اور قلمیں سستے داموں میسر ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب!آپ ماشاءاللہ بہت محنت سے کام کرنے والے ہیں۔کمیٹی صرف اس لئے بنائی گئی ہے کہ یہ overall policy کو review کر لے اور یہ کمیٹی اپنی رپورٹ دو ہفتے کے اندر اسمبلی میں پیش کرے گی۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھے بھی اسی سلسلے میں ایک گزارش کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ اپنی بات اس کمیٹی میں کر لیجئے گا۔کمیٹی میں کسی کے جانے پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!صرف ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمارے ملک اور صوبے میں دو دفعہ شجر کاری کی مہم چلائی جاتی ہے۔محکمہ کی طرف سے جتنے درخت لگائے جانے کی reports آتی ہیں تو اس حساب سے سارا پاکستان اور پنجاب جنگل بن جانا چاہئے۔کیا درخت لگانے کے بعد ان کے زندہ ہونے کا کبھی کسی نے ثبوت مانگا ہے؟اس بارے میں بہت زیادہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ہم ہر سال کروڑوں روپے خرچ کر کے درختوں کی شجر کاری کرتے ہیں لیکن ہم نے کبھی اس چیز کا حساب نہیں رکھا کہ ان میں سے کتنے درخت زندہ بچے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:چودھری صاحب!میں نے اسی لئے کہا ہے کہ یہ سارے issues مجلس قائمہ برائے جنگلات دیکھ لے گی۔آپ اپنے issues بھی اس مجلس قائمہ میں لے کر جائیں۔ان سب معاملات کو یہ

کمیٹی دیکھے گی اور دو ہفتے میں اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے گی۔اس کمیٹی میں ڈاکٹر سامیہ امجد کو بھی شامل کر لیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے Rules of Business کے مطابق کسی سوال پر کمیٹی نہیں بنائی جا سکتی۔ پہلے ہی مجلس قائمہ موجود ہے۔ جن معزز ممبران نے معلومات لینی ہیں میں ان کے لئے حاضر ہوں۔ میرے پاس تو کبھی کوئی ایم۔پی۔اے صاحب اس حوالے سے تشریف نہیں لائے۔ میں سب حضرات کو briefing دینے کے لئے تیار ہوں۔اس briefing میں تمام معزز ممبران تشریف لا سکتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ کسی specific question پر کمیٹی constitute نہیں کی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جہاں پر اس ایوان کے تقدس کی بات آئے گی تو یہ Chair کا فرض ہے کہ وہ ایوان کے تقدس کو بحال رکھے۔اب چونکہ آپ نے rules کے حوالے سے بات کی ہے اور اس Chair نے ہمیشہ rules کو follow کیا ہے۔ جہاں پر اس ایوان کو ignore کیا جائے یا اس ایوان کی authority کو کم کرنے کی کوشش کی جائے تو پھر Chair اپنا پورا اختیار استعمال کرے گی اور آپ نے شاید سُنا نہیں، میں نے پہلے کہا ہے کہ میں یہ معاملہ سٹینڈنگ کمیٹی کو referred کر رہا ہوں۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ چونکہ محکمہ جنگلات کی بات ہو رہی ہے تو نہروں کے ساتھ لگے ہوئے درختوں کو پہلے محکمہ انہار handle کرتا تھا اور میرے خیال میں اب یہ درخت محکمہ جنگلات کو دے دیئے گئے ہیں۔ آپ کا بھی مشاہدہ ہو گا کہ وہاں پر اربوں روپے کے درخت ضائع ہو رہے ہیں جو اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ آپ نے ابھی کمیٹی کے حوالہ سے حکم فرمایا ہے تو یہ کمیٹی اس معاملہ پر بھی ضرور غور کر لے کہ ان درختوں کی disposal کے لئے بھی کچھ سوچا جائے تاکہ اُن کی جگہ پر نئے درخت لگائے جائیں اور وہاں سے حاصل ہونے والی رقم صوبے کے exchequer میں آئے اور وہ درخت بھی ضائع نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کمیٹی ان سارے issues کو دیکھے گی۔ جی، اولکھ صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جتنے dead trees ہیں اُن کا سروے کر لیا گیا ہے اور اُن کی مرحلہ وار auction کی جا رہی ہے کیونکہ اگر سارے درخت اکٹھے

نیلام کر دیئے جائیں تو پھر درختوں کی قیمتیں بہت نیچے آ جائیں گی۔اس معاملہ پر محکمہ باقاعدہ طور پر کام کر رہا ہے۔ جہاں تک درختوں کی چوری کا معاملہ ہے میں نے تین ایماندار ڈی ایف اوز پر مشتمل کمیٹی بنائی ہے۔ڈی ایف او میانوالی پر چارج تھا میں نے اُس کو suspend کیا، ڈی ایف او بھکر، ڈی ایف او ملتان اور ڈی ایف او ڈیرہ غازی خان suspend ہوئے ہیں اور درختوں کی چوری کی وجہ سے اُن کی باقاعدہ انکوائری ہو رہی ہے۔اس معاملہ کی مکمل طور پر نگرانی کی جا رہی ہے لیکن اس معاشرہ میں رہتے ہوئے زمینی حقائق سب کے علم میں ہیں لہذا اُن پر کوئی compromise نہیں کیا جا رہا۔ باقی اگر پوری اسمبلی چاہے اُس کمیٹی کے بارے میں پوری بریفنگ دی جا سکتی ہے۔آپ نے جو فرمایا ہے میں ایوان کی information کے لئے عرض کر دوں کہ مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ نے guide کیا تھا کہ اس پر کمیٹی نہیں بن سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ میرے سوال رہ جاتے ہیں۔ میں چاہتا تو ہوں کہ منسٹر صاحب کو سارا دن سُنوں لیکن آپ مہربانی کر کے وقفہ سوالات کو تھوڑا سا اس طریقہ سے چلا لیں کہ ضمنی سوالات کسی مناسب حد تک ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس معاملہ کو جب کمیٹی کے پاس بھیج دیا ہے تو اس پر مزید سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! چار سال ہو گئے ہیں شیخ صاحب کا کچھ رہا، نہ ان لوگوں کا رہنا ہے یعنی ان کا سب کچھ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں واقعی ان کے معیار پر پورا نہیں اُتر سکتا اس لئے میں ان سے معافی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5255 ہے۔

لاہور چڑیا گھر پارک رائیونڈ میں ہرنوں کی ہلاکت

*5255: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ لاہور زو پارک رائیونڈ میں کتوں نے چند ہرنوں کو چیر پھاڑ کر کھا لیا ہے، محکمہ کی اس سنگین نااہلی کا ذمہ دار کون ہے اور ذمہ داروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

یہ درست ہے کہ کتوں کے حملہ کی وجہ سے 4ہرن ہلاک ہوئے۔ اس واقعہ کے ذمہ دار مندرجہ ذیل اہلکار تھے۔

1 عبدالرحمٰن بیلدار
2 محمد عمران بیلدار
3 محمد نصیر بیلدار

ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف مروجہ قانون یعنی PEEDAایکٹ 2006کے تحت انضباطی کارروائی کی گئی اوران اہلکاروں کی سالانہ ترقی برائے سال 11-2010روک دی گئی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر!اس سوال کا بڑا معصوم سا جواب آیا ہے کہ یہ درست ہے کہ آوارہ کتے قیمتی چار ہرنوں کو چیر پھاڑ کر کھا گئے ہیں۔اس میں صرف تین بیلداروں کو سزا دی گئی ہے اور وہ بھی صرف اُن کی سالانہ ترقی روکی گئی ہے تو یہ ایک انتہائی سنگین واقعہ ہے۔ابھی منسٹر صاحب گزشتہ سوال کے جواب میں فرمارہے تھے کہ اتنے افسران کو suspend کیا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بیلدار کی ڈیوٹی کیا ہے اوراس zoo کی سکیورٹی کا ذمہ دار کون تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اولکھ صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!لاہور سفاری پارک میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔وہاں پر fencing wire ہے اور باقاعدہ کوئی دیوار نہیں ہے لیکن ایک سکیم بن رہی ہے کہ اس کے باہر حفاظتی دیوار تعمیر کی جائے۔یہ ایک واقعہ پیش آیا ہے یہاں پر عبدالرحمٰن، محمد عمران اور محمد نصیر جو کہ بیلدار ہیں اُن کی رات کے وقت ڈیوٹی تھی۔ لاہور سفاری پارک کے انچارج ڈپٹی ڈائریکٹر نے عبدالشکور منج،اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو انکوائری افسر مقرر کیا۔اس افسر نے 10-06-24 کو انکوائری کی،انکوائری رپورٹ میں یہ چیز establish ہوئی کہ رات کے وقت کتے اس پارک کی حدود کو پھلانگ کر داخل ہوئے اور ہرن کتوں کو دیکھ کر بھاگے اور اپنے enclosure کے ساتھ ٹکرا کر اُن کی death ہوئی ہے۔اس انکوائری رپورٹ کے مطابق ان بندوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے لیکن جب یہ معاملہ میرے علم میں آیا تو میں خود اس انکوائری سے satisfied نہیں تھا تو میں نے اس معاملہ پر نئی

انکوائری کمیٹی تشکیل دی ہے۔اس میں ایک سینئر افسر لیاقت علی گل جن کی شہرت ہے کہ یہ انکوائری کے معاملہ میں compromise نہیں کرتے اور دوسرے ایڈیشنل ڈائریکٹر (پلاننگ) پر مشتمل نئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی ہے۔یہ کمیٹی اس معاملہ کی انکوائری کرے گی اور اگر اس میں کوئی سینئر افسر بھی ملوث ہوئے تو اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف یہ تھا کہ بیلدار کے فرائض کیا ہیں اور سکیورٹی کا ذمہ دار کون تھا، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر fence نہیں لگی ہوئی اور اگر fence ہے تو اُس کی بلندی کتنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اولکھ صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس پارک کی fence بڑی پرانی ہے،وہاں پر کوئی سوراخ وغیرہ ہے جہاں سے یہ کتے داخل ہوئے۔لامحالہ وہاں پر کسی کی کوتاہی موجود ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں پر کسی نے کوتاہی نہیں کی۔ابھی تو محکمہ نے چھوٹے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی تھی اور میں نے بحیثیت وزیر جنگلات اس پر اکتفا نہیں کیا۔ میں نے نئی انکوائری initiate کی ہے جس میں دو سینئر افسر ہیں اور یہ افسر compromise کرنے والے نہیں ہیں۔اُس انکوائری کی رپورٹ کا انتظار کر لیا جائے اور میں وہ رپورٹ یہاں ایوان میں پیش کر دوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر میرے بھائی نے point out کیا کہ یہاں پر صرف بیلداروں کو سزا دی جا رہی ہے۔ جب اختیارات کی بات آتی ہے تو افسران تمام اختیارات اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں اور ہماری اسمبلی میں یہ ایک عجیب سا trend بن گیا ہے کہ حکومتی اداروں کو defend کرنا ہمارا فرض عین بن چکا ہے۔اگر یہاں پر حکومتی اداروں کی کوتاہیوں کی کوئی نشاندہی ہوتی ہے تو ہمیں یہاں پر اُن کوتاہیوں کو defend کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن بے چارے بیلداروں پر ذمہ داری عائد کرنے کی بجائے اُس پارک کے انچارج کو sack کرنا چاہئے تھا کیونکہ وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جتنے افسران کو suspend کیا تھا وہ آج کل کہاں پر تعینات ہیں، وہ نوکری سے فارغ ہوئے یا اُنہیں کیا سزا ملی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سیمل کامران!آپ بھی سوال کر لیں، وزیر صاحب اکٹھا جواب دے دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔اگر منسٹر صاحب سوال کو پڑھیں تو اس میں لکھا ہے کہ کتوں نے چند ہرنوں کو چیر پھاڑ دیا۔اس میں بیلدار کو معطل کرنا حل نہیں ہے۔ان بیلداروں نے ہرنوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا کہ انہیں معطل کر دیا گیا ہے۔ان آوارہ کتوں کو تلف کرنے کے لئے ان کے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ سارا واقعہ بیلدار کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ آوارہ کتوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ بیلدار ایک معمولی سا چھوٹا ملازم ہے جو ہمیشہ سُولی پر چڑھ جاتا ہے۔یہ ایک انتظامی معاملہ ہے اس لئے انتظامیہ کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔یہاں پر جو بندہ انتظامی طور پر ذمہ دار ہے اس کے خلاف یہ کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!آپ بھی ضمنی سوال کر لیں، وزیر صاحب اکٹھا جواب دے دیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!یہ تو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کوتاہی ہوئی ہے اور چار قیمتی جانور چیر پھاڑ ہو گئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوتاہی اور چیر پھاڑ ہو جانے کے بعد ان چار قیمتی ہرنوں کی disposal کیسے ہوئی، گوشت کس کے حصہ میں آیا اور ہرن کی کھال سے جوتے کس کے بنے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ قوانین بنے ہوئے ہیں،PEEDAایکٹ2006کے تحت ملازمین کے خلاف سزا و جزا کی کارروائی ہوتی ہے۔ ڈپٹی ڈائریکٹرCompetent Authorityاور انچارج تھا۔یہ وقوعہ جب ہوا تو اس وقت تین بیلداروں کی ڈیوٹی تھی، انہوں نے حفاظت کرنی تھی ان میں سے کوئی غائب تھا اور کوئی سو گیا تھا۔اگر موقع پر یہ بیلدار موجود ہوتے تو یہ واقعہ پیش نہ آتا۔ ان سے کوتاہی ہوئی ہے اگر موقع پر تعینات افرادvigilant ہوتے تو یہ وقوعہ نہ ہوتا۔وہvigilant نہیں تھے اس لئے ان کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔تاہم میری اپنی بھی ایک رائے ہے میں نے یہ سوچا کہ ممکن ہے کہ سینئر جس کا سپروائزری رول تھا ہو سکتا ہے کہ اس سے کوتاہی ہوئی ہو اس لئے میں نے اس انکوائری رپورٹ پر اتفاق نہیں کیا اور نئی کمیٹی بنائی ہے جو انکوائری کرے گی۔ ہم نےWild Life Wingسے باہر کے آدمی کو انکوائری آفیسر لگایا ہے کیونکہ اندر

کاآدمی شاید رعایت کر سکتا ہے۔اب لیاقت علی گل D.F.O کوانکوائری آفیسر لگایا گیا ہے جوایماندار آدمی ہے اس نے بہت سی غیر جانبدارانہ انکوائریاں کی ہیں۔اب نئی انکوائری کے آرڈرز ہو چکے ہیں وہ اس لئے ہوئے ہیں کہ پہلی انکوائری پر تسلی نہیں ہوئی تھی۔اس نئی انکوائری کے نتائج آنے دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس معاملہ میں کوئی سینئر آدمی بھی ملوث ہو گا تو اس کے خلاف definitely کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میاں صاحب نے disposal کے بارے میں پوچھا ہے تو جب کوئی جانور کسی بیماری یا کسی بھی وجہ سے ہلاک ہوتا ہے تو اس کا ایک طریق کار کے مطابق پوسٹ مارٹم ہوتا ہے،اس کی رپورٹ آنے کے بعد اس کو buried کر دیا جاتا ہے۔اس رپورٹ کے مطابق جانور کی ہلاکت کی وجہ معلوم کر کے باقاعدہ طریق کار کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اگر آوارہ کتے چار ہرنوں کی چیر پھاڑ کر سکتے تھے تو خدانخواستہ بیلدار کے ساتھ بھی اس طرح کا واقعہ پیش آ سکتا تھا۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ کیا بیلدار کی job description میں آوارہ کتوں کو مارنا شامل ہے؟ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے۔اگر ہم آپ سے یہ توقع کریں کہ آپ وہاں جاکر security ensure کریں گے تو یہ غلط بات ہے جس کا جو کام ہے اس کو وہ کام کرنا چاہئے۔ وہاں کے انچارج کے خلاف ان کے محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!ابھی منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے آپ کو بتایا ہے۔ میرا خیال ہے اس پر کافی سوال ہو گئے ہیں۔اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں ایک بہت اہم ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!تشریف رکھیں۔اس پر بہت سوال ہو گئے ہیں دو ضمنی سوالات کی اجازت تھی لیکن اس پر سات ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!بہت اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سامیہ امجد واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ اور محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ ڈاکٹر سامیہ امجد کو منا کر ایوان میں لائیں۔ جی انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب!آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!سوال نمبر5492ہے۔

تلور کے شکار پر پابندی کی تفصیلات

*5492:انجینئر قمرالاسلام راجہ :کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ تلور جو کہ ایک نقل مکانی کرنے والا پرندہ ہے، کی تعداد پاکستان میں تیزی سے کم ہورہی ہے اوراس کی بنیادی وجہ اس کا بے تحاشا شکار ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ایجنسی برائے ماحولیاتی ریسرچ اور فروغ جنگلی حیات(ERWDA) کی تحقیق کے مطابق اگر شکار اسی طرح جاری رہا تو آئندہ پندرہ برسوں میں تلور کی نسل ختم ہونے کا خدشہ ہے؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو کیا محکمہ جنگلی حیات تلور کے تحفظ کے لئے کوئی خصوصی اقدامات اٹھارہا ہے اور کیا تلور کے شکار کے لئے جاری کئے جانے والے پرمٹوں میں کوئی کمی کی گئی ہے،ان اقدامات کی نوعیت کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ تلور نقل مکانی کرنے والا پرندہ ہے۔یہ بات درست نہیں ہے کہ اس کی تعداد میں تیزی سے کمی ہورہی ہے۔ پنجاب بھر میں تلور کے شکار پر پابندی ہے اور اس پابندی کی خلاف ورزی پر محکمہ سخت کارروائی کرتا ہے۔

(ب) یہ تحقیقی رپورٹ حالیہ برسوں کے متعلق نہیں ہے اس رپورٹ میں تلور کی نسل ختم ہونے کے خدشہ کا انحصار اس وقت کے مطابق غیر قانونی شکار، پکڑ دھکڑ اور غیر قانونی سمگلنگ کی بنیاد پر کیا گیا تھا جبکہ اس وقت تلور کے شکار پر پابندی ہے۔

(ج) محکمہ تحفظ جنگلی حیات و پارکس پنجاب نے تلور کے تحفظ کے لئے مندرجہ ذیل خصوصی اقدامات اٹھائے۔

(i) تلور کے شکار پر پابندی ہے۔

(ii) اس کی افزائش نسل کے لئے این جی اوز کام کررہی ہیں۔چولستان میں افزائش نسل کا ایک مرکز بھی قائم کیا گیا ہے۔

(iii) محکمہ نے چولستان کے مختلف علاقوں میں چیک پوسٹیں قائم کر رکھی ہیں جس سے مکمل نگرانی کی جاتی ہے۔تاہم حکومت پاکستان پر مٹ چند برادر اسلامی ممالک کے سربراہان کو قانونی شرائط کے مطابق جاری کرتی ہے۔اس میں علاقہ ،مدت اور شکار کی تعداد کا تعین کر دیا جاتا ہے اور مقرر کردہ تعداد سے زائد شکار کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!اس میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ تلور جو کہ ایک نقل مکانی کرنے والا پرندہ ہے اس کی تعداد پاکستان میں تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ ERWDA اور Houbara Foundation کی رپورٹوں کے مطابق بھی تلور کی تعداد لگاتار غیر قانونی شکار کی وجہ سے کم ہو رہی ہے لیکن محکمہ نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے کہ اس کی تعداد میں تیزی سے کمی ہو رہی ہے۔انہوں نے جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ رپورٹ حالیہ نہیں ہے اور موجودہ وقت میں ایسا نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب میں تلور کے شکار پر پابندی کب لگائی گئی تھی اور گزشتہ سال غیر قانونی شکار کے ضمن میں کتنے چالان کئے گئے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سامیہ امجد واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں پہلے یہ گزارش کروں گا کہ چاہے کوئی چھوٹا یا بڑا اہلکار ہے چھوٹا یا بڑا افسر ہے اس کے لئے قانون موجود ہے ان کے خلاف اس قانون کے مطابق کارروائی کی جا سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ چھوٹے کو بڑا افسر لٹکا دے۔PEEDA ایکٹ 2006 موجود ہے میں ان کو کاپی فراہم کر دیتا ہوں۔اس کے علاوہ نئی انکوائری کے لئے جو آرڈر کئے گئے ہیں اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی میرے پاس موجود ہے کہ ان کے خلاف از سر نو انکوائری شروع کی جا رہی ہے۔اس میں اگر کوئی ممبر اسمبلی شامل ہونا چاہتے ہیں تو میں ان کو welcome کہوں گا۔ اب ایک independent Inquiry Committee بنی ہے جس میں دوسرے department سے بندہ لیا گیا ہے اس میں ابہام نہیں ہونا چاہئے۔اگر کوئی سینئر افسر ملوث ہو گا تو اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ جس رپورٹ کا انجینئر صاحب نے حوالہ دیا ہے اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔یہ بہت پرانی رپورٹ ہے۔تلور ایک migrated پرندہ ہے، یہ نومبر میں آتا ہے اور مارچ میں واپس چلا جاتا ہے۔کچھ پرندے ایسے ہیں جن کے لئے مختلف شیڈول

بنے ہوئے ہیں۔ جو شیڈول3 کے جانور یا پرندے ہیں وہfully protected ہیں اور اُن کا شکار پورے سال کے لئے ممنوع ہے۔ صرف اور صرف وزارت خارجہ کیrequest پر تین ماہ کے لئے اس کوopen کیا جاتا ہے کیونکہ ہمارے پنجاب کے مختلف علاقوں میں سعودی شہزادوں کو شکار کرنے کی اجازت دی جاتی ہے ورنہ یہ تلورprotected ہے اور عمومی طور پر چولستان میں بارہ تیرہ یا چودہ سو کے قریب یہ پرندے آتے ہیں۔ ان کے شکار پر مکمل پابندی ہے مگر یکم نومبر سے اکتیس جنوری تک تین ماہ کے لئے صرف وزارت خارجہ کیrequest پر پابندی ہٹائی جاتی ہے۔ پاکستان میں تلور کے شکار کی کسی کو اجازت نہیں ہے لیکن صرف اور صرفforeign dignitaries جن میں قطر کے ولی عہد، د.بئی کے ولی عہد آتے ہیں اور سعودی عرب کے ولی عہد پہلے آتے تھے مگر اب نہیں آتے اُن کے لئے وزارت خارجہ permit جاری کرتی ہے جس پر پنجاب کا لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ وہ علاقے جو protected ہیں وہاں پر تین ماہ کے لئے شکار کی اجازت دی جاتی ہے اور اُن کو یہ اختیار ہے کہ وہ صرف دس دن کے لئے شکار کر سکتے ہیں اور سو پرندوں سے زیادہ شکار نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی کمی نہیں کی جارہی لیکن جب کمی ہو گی تو پھر شکار پر مکمل طور پر پابندی بھی لگائی جا سکتی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ اس وقت تلور کے شکار پر پابندی ہے اور یہ پابندی کب سے لگائی گئی ہے اور غیر قانونی شکار پر گزشتہ سال کتنے چالان کئے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس پر مکمل پابندی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انجینئر صاحب! آپ سنتے ہی نہیں ہیں جبکہ انہوں نے اتنا تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کے شکار پر مستقل پابندی ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شیڈول3 میں جتنے بھی protected areas ہیں وہاں وہ پرندے مکمل طور پرprotected ہیں اور وہاں اُن کا شکار بالکل ممنوع ہے۔ صرف تین ماہ کے لئے یہ پابندی ہٹائی جاتی ہے مگر وہ بھی جب وزارت خارجہ باہر کے مہمانوں کو مدعو کرتی ہے تو اُن کے لئے صرف دس دن کے لئے پابندی ہٹائی جاتی ہے جبکہ وہ سو پرندوں سے زیادہ شکار بھی نہیں کر سکتے ورنہ ان کا شکار ممنوع ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!اس پر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ چونکہ migrated bird ہے جو تین مہینوں کے لئے آتا ہے۔اس پرندے کی افزائش نسل کے لئے انہوں نے چولستان میں جو مرکز قائم کیا ہے وہ وہاں پر کیا کرتا ہے اور اُس کی افزائش نسل کیسے کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ایک نیا سوال بنتا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہم اس کی افزائش کرتے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں اس کے لئے یہ عرض کروں گا کہ ایک Ghubara Busted Foundation بنی ہوئی ہے جو تلور کے جانور کی نسل کو بچانے کے لئے بنی ہوئی ہے۔ چولستان میں سلوں والا فارم موجود ہے جہاں پر پانچ ایکڑ زمین پر Ghubara Busted Foundation نے ایک ریسرچ سنٹر قائم کیا ہوا ہے اور Ghubara Busted Foundation ایک این جی او ہے جو اُس کی دیکھ بھال کر رہی ہے۔اس کے علاوہ بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں ہماری چوبیس چیک پوسٹیں ہیں جو یہ check کرتی ہیں کہ وہاں پر ان کا غیر قانونی شکار نہ ہو اور اِن کی پرورش بہتر ہو۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: اس کی افزائش نسل تو نہیں ہو رہی۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بہاولپور میں گیارہ، رحیم یار خان میں دس اور بہاولنگر میں تین چیک پوسٹیں ہیں جو تلور کی آبادی کے تحفظ کے لئے بنائی گئی ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ایک آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔اب آپ کے کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!عرب کے شہزادے یہاں پر شکار کرنے کے لئے آتے ہیں تو کیا یہ درست ہے کہ اس کے گوشت کی aphrodisiac properties ہیں جس کی وجہ سے اس کا شکار زیادہ کیا جاتا ہے؟

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مانیکا صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ (ن) لیگ کی سیٹوں پر بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ لوٹے ہیں اور اُدھر جا کر نہ بیٹھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مانیکا صاحب اِدھر آ کر بیٹھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! House in order کریں اور مانیکا صاحب وہاں پر بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے کیونکہ وہ (ن) لیگ کی designated seats ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! آپ اِن کو چپ کرائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کا ماحول خراب کروا رہے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایوان کو in order رکھنے کے لئے میری گزارش یہ ہے کہ کوئی بھی ممبر اپنی allocated سیٹوں پر بیٹھ کر ہی بول سکتا ہے۔ آپ کی Chair نے یونیفیکیشن بلاک کو یہاں پر سیٹیں allocate کی ہوئی ہیں لہذا مانیکا صاحب اپنی جگہ پر آ کر بات کر لیں۔ یہ تو ایک چھوٹی سی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہمیں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں جانا چاہئے۔ یہاں پر by name سیٹیں تو نہیں ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہاں پر by name سیٹیں نہیں ہیں لیکن پاکستان مسلم لیگ کی سیٹیں اِس طرف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

میانوالی، فش فارمز کی تعداد اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*5036: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں محکمہ کے کتنے فش فارمز ہیں؟

(ب) ان سے سال09۔2008 میں کتنی پیداوار ہوئی؟

(ج) ان فارمز سے مذکورہ سال میں حکومت کو کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے؟

(د) حکومت فش کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے10۔2009 میں کون کون سے اقدامات اٹھا رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع میانوالی میں محکمہ کا ایک عدد فش فارم ہے جو کہ ورلڈ بنک کی امداد سے 1990 میں بنایا گیا تھا۔

(ب) اس فارم کا کل رقبہ 6 ایکڑ ہے۔سال09-2008 میں اس فارم سے کل 1700 کلو گرام مچھلی پیدا ہوئی جس میں سے 908 کلو گرام مچھلی گورنمنٹ فیئر پرائس شاپ لاہور بھیجی گئی اور باقی سٹاک بطور بروڈ (انڈے دینے والی مچھلی) استعمال کیا گیا۔اس فارم میں 6,12,000 بچہ مچھلی کی پرورش کی گئی بعد ازاں اس میں سے 67,000 بچہ مچھلی پرائیویٹ فش فارمز کو بیچا گیا جس سے مبلغ 81,200 روپے کی آمدنی ہوئی اور باقی بچہ مچھلی چشمہ جھیل میں سٹاک کیا گیا۔

(ج) اس فارم سے سال09-2008 میں 1,72,000 روپے کی آمدن ہوئی اور تقریباً 1,50,000 روپے مالیت کی مچھلی بطور بروڈ فش (انڈے دینے والی مچھلی) استعمال کی گئی۔اخراجات کا تخمینہ 2,53,869 روپے ہے۔یہ فش فارم مچھلی کی فروخت کے ساتھ کثیر تعداد میں پونگ تیار کر کے ارزاں نرخوں پر فش فارمرز کو مہیا کرتا ہے اور قدرتی پانیوں میں بھی سٹاکنگ کرتا ہے۔

(د) مچھلی کی افزائش و پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے۔

محکمہ ماہی پروری پنجاب مچھلی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کسانوں کو مفت فنی مشورہ جات دیتا ہے نیز ارزاں نرخوں پر قابل کاشت اقسام کی مچھلیوں کا پونگ فراہم کرتا ہے۔علاوہ ازیں محکمہ نے کئی ترقیاتی سکیمیں شروع کر رکھی ہیں جن میں زیادہ منافع بخش مچھلیاں سول اور سنگھاڑی کی افزائش شامل ہے۔اس کے علاوہ کئی ریسرچ پروگرام شروع کئے ہیں جن میں مچھلی کی سستی خوراک اور فی ایکڑ مچھلی کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مچھلیوں پر تجربات ہو رہے ہیں۔ محکمہ ماہی پروری پنجاب نے میانوالی میں ایک بڑی ترقیاتی سکیم Development of Fisheries in Chasma Barrage & Establishment of Biodiversity Hatchery شروع کی ہے جس سے بچہ مچھلی کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا اور چشمہ جھیل کی سٹاکنگ کے علاوہ پرائیویٹ فش فارموں کے لئے بھی بچہ دستیاب ہو گا۔

چڑیا گھر لاہور۔کنٹین اور سٹالز کے ٹھیکہ جات کی تفصیل

*6369: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 09-2008 میں چڑیا گھر لاہور کی کنٹین اور دیگر سٹالز وغیرہ کے ٹھیکہ جات کے لئے ٹینڈر ہوئے اگر اخبار میں اشتہار ہوا تو اخبار کا نام، تراشہ اور ٹینڈر جمع کرانے والوں کے نام، پتاجات اور ٹینڈر میں منظور ہونے والی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) 09-2008 کے ٹھیکہ کی رقم کی آمدن/اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور چڑیا گھر کی کنٹین اور دیگر سٹالز کے ٹھیکہ جات کے لئے جولائی 2007 میں ٹھیکہ جات عرصہ دو سال (1-7-2007 تا 30-06-2009) کے لئے بذریعہ اخبار اشتہار دیا گیا جو کہ روزنامہ "دن" اور روزنامہ "خبریں" میں شائع ہوئے جس کا تراشہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔چھ فرموں نے کنٹین کے ٹھیکہ کی شرائط نیلام خریدی تھیں جبکہ درج ذیل چار فرموں نے بولی میں حصہ لیا تھا جن کے نام و پتا درج ذیل ہیں:

1- ابرار حسین ولد فقیر حسین، قائداعظم پارک کوٹ لکھپت لاہور

2- عابد چودھری ولد چودھری علی محمد، مکان نمبر 1 گلی نمبر 8 رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور

3- محمد منشاء تارڑ ولد متعلی خان مانو چک ڈاکخانہ خاص تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

4- بابر علی ولد محمد شریف ہڈیالہ ڈاک خانہ قلعہ ستار شاہ تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ

ٹھیکہ کی منظور کردہ رقم کی تفصیل

سب سے زیادہ بولی میسرز عابد چودھری ولد چودھری علی محمد، مکان نمبر1 گلی نمبر8 رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور نے دی جو کہ مبلغ 96 لاکھ روپے برائے مالی سال 09-2007 کے لئے تھے جو بعد ازاں گفت وشنید کے بعد بڑھ کر مبلغ ایک کروڑ 17 لاکھ روپے ہو گئی۔

(ب) ٹھیکہ برائے کنٹین سال 09-2007 (01-07-2007 تا 30-06-2009) عرصہ دو سال سے حاصل ہونے والی آمدن ایک کروڑ 17 لاکھ روپے ہے۔ چڑیا گھر ایک خود مختار ادارہ ہے جو اپنے تمام اخراجات خود پورے کرتا ہے۔ یہ آمدن بھی چڑیا گھر کے مختلف ذرائع آمدن میں سے ایک ہے جن سے چڑیا گھر کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔

ضلع گجرات، جنگل کے رقبہ اور لکڑی فروخت کی تفصیل

*6407: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات میں جنگل کتنے رقبے پر ہے؟

(ب) ضلع گجرات میں یکم مارچ 2008 سے 2010 تک جنگل سے کتنی لکڑی فروخت کی گئی اور کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) مارچ 2008 سے آج تک کتنا نیا جنگل لگایا گیا، اس پر کل کتنا خرچ آیا اور کس کس جگہ لگایا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں جنگلات کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

بیلہ جات	سڑکات	انہار
4318ایکڑ	192کلومیٹر	62میل

(ب) ضلع گجرات میں یکم مارچ 2008 سے 10۔جون 2010 تک 2862 درختان از قسم شیشم، کیکر و دیگر نیلام کئے گئے اور ان درختان سے مبلغ ایک کروڑ اکیاسی لاکھ تراسی ہزار روپے کی محکمہ کو آمدن ہوئی۔

(ج) ضلع گجرات میں مارچ2008 سے آج تک 840ایونیو میل رقبہ پر نئی شجر کاری کی گئی اور اس پر تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے خرچ ہوئے اور جس جگہ پر نیا جنگل لگایا گیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	سائیٹ	آرڈی نمبر	کل رقبہ
1	2008-09	اپر جہلم کینال	90تا149 دائیں جانب 260تا290 دائیں وبائیں جانب	300ایونیو میل
2	2008-09	اپر جہلم کینال	425تا427 بائیں جانب 436تا441 بائیں جانب	200ایونیو میل
3	2009-10	اپر جہلم کینال	390تا396 دائیں جانب	200ایونیو میل
4	2009-10	اپر جہلم کینال	295تا325 دائیں وبائیں جانب	65ایونیو میل
5	2009-10	اپر جہلم کینال	418تا427 بائیں جانب	75ایونیو میل
				840ایونیو میل

تحصیل چونیاں، محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7095: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ واقع ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر درخت کتنے پر خودرو پودے ہیں؟

(ج) سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران محکمہ نے اس ضلع میں شجر کاری پر کتنی رقم خرچ ہو گی؟

(د) ان سالوں کے دوران کون کون سے پودے کس کس جگہ لگائے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل چونیاں میں جنگلات کا رقبہ 12510 ایکڑ ہے جس پر چھانگا مانگا کا نہری ذخیرہ ہے جس پر مختلف اقسام کے درختوں کی شجر کاری کی گئی ہے۔

(ب) صرف سات ایکڑ پر خودرو درخت ہیں باقی تمام رقبہ پر لگائے گئے درختان موجود ہیں۔

(ج) مذکوروں عرصہ میں شجر کاری پر جو رقم خرچ ہوئی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2008-09 ایک کروڑ اکتالیس لاکھ اکہتر ہزار روپے

سال2009-10 نوے لاکھ ستر ہزار روپے

(د)

سال	جگہ مقام / شجر کاری	قسم پودہ جات
2008-09	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن	شیشم، سرس، کیکر وغیرہ
	ایم پی ایل کینال اور بی آر بی کینال	شیشم، کیکر
2009-10	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن	----ایضاً----
	کٹورہ برانچ	----ایضاً----

چڑیا گھر بہاولپور کا قیام و دیگر تفصیلات

*7679: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چڑیا گھر بہاولپور کب قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس میں کون کون سے پرندے اور جانور ہیں؟

(ج) اس کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) ان پرندوں / جانوروں کو خوراک فراہم کرنے کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس میں پرندوں / جانوروں کی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) شیروں کی تعداد میں کمی کی وجہ کیا ہے نیز اس جگہ شیروں کی نسل کشی کیوں نہیں ہوتی حالانکہ پہلے یہاں پر نسل کشی ہوتی تھی؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور چڑیا گھر کا پرانا نام شیر باغ تھا اس کا نام تبدیل کرنے کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت اس کا یہ تاریخی نام بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ح) اس میں عوام الناس کو کون کون سی سہولیات میسر ہیں نیز حکومت ان سہولیات میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ط) حکومت اس چڑیا گھر کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چڑیا گھر بہاولپور 1942 میں قائم ہوا ہے۔

(ب) جانوروں اور پرندوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جانوران:شیر، ٹائیگر، بھیڑیا، مختلف اقسام کی بلیاں، کالا ریچھ، بھورا ریچھ، گیدڑ، بندر، لنگور، کینگرو، زیبرا، نیل گائے، چیتل ہرن، پاڑہ ہرن، چنکارہ ہرن، کالا ہرن، مفلن، خرگوش، سہہ خاردار۔

پرندگان:کونج، حواصل، دیسی بطخ، مگھ، روسی بطخ، مرغابی، پیرو، نیلے مور، چترا مور، کالے مور، کیرولین بطخ، سفید مور، رنگنیکڈ فیزنٹ، گرین فیزنٹ، سلور فیزنٹ، سفید رنگنیکڈ فیزنٹ، بھوراتیتر، کوئل، چکور، طوطے، کاکاٹیل، پیرو، قمرے، جنگل فاؤل، گنی فاؤل

(ج)

سال	آمدن	اخراجات
2009-10	79,22,000/-	1,64,50,000/-
2010-11(جولائی تا دسمبر2010)	45,71,000/-	97,68,000/-

(د) خوراک کی فراہمی کا ٹھیکہ بذریعہ ٹینڈر میسرز دین محمد ولد چاولہ کو دیا گیا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ یہاں پر جانوروں / پرندوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

(و) شیروں کی تعداد میں کمی نہیں، بلکہ اضافہ ہوا ہے نیز یہاں سال2009-10 میں دو شیروں کی افزائش ہوئی ہے اور مزید افزائش کامیابی سے جاری ہے۔

(ز) یہ درست نہ ہے۔یہ چڑیا گھر ہی کہلاتا تھا جو5۔شیر باغ میں واقع ہے۔

(ح) چڑیا گھر بہاولپور میں عوام الناس کی سہولت کے لئے بنچز، جھولے، واٹر کولرز، کیفے ٹیریا، ٹائلٹ، گفٹ شاپ اور پارکنگ فراہم کی گئی ہیں۔ نیز وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹ پنجاب ان سہولتوں میں مزید اضافہ کر رہی ہے۔مثلاً ٹائلٹ، ٹف ٹائل فٹ پاتھ وغیرہ

(ط) حکومت اس چڑیا گھر کی بہتری کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے۔

چڑیا گھر میں ڈویلپمنٹ سکیم "Improvement/Rehabilitation of Bahawalpur Zoo" کے تحت تعمیراتی کام ہو رہے ہیں، جس کے تحت نئے دیسی خوبصورت جانوروں اور پرندوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔مثلاً کالا ہرن، مور اور نئی تعمیرات مثلاً میوزیم کی تجدید، بندر گھر، مگر مچھ گھر کی تجدید مکمل کی جائیں گی۔

لال سوہانرا پارک بہاولپور میں کی گئی شجر کاری کی تفصیلات

*7957: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لال سوہانرا پارک بہاولپور میں کتنے رقبہ پر درخت ہیں اور کس کس قسم کے ہیں؟

(ب) سال09-2008اور10-2009 کے دوران کتنی رقم سے کتنے رقبہ پر شجر کاری کی گئی؟

(ج) اس سال کتنے رقبہ پر شجر کاری کا منصوبہ ہے؟

(د) اس پارک میں اس وقت کتنی سوختہ لکڑی کہاں کہاں کب سے پڑی ہے اور کون کون سی ناکارہ مشینری کھڑی ہے؟

(ہ) اس سوختہ لکڑی اور ناکارہ مشینری کی نیلامی کا ذمہ دار کون ہے اور کب تک یہ نیلامی ہو گی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک میں 18430 ایکڑ رقبہ پر نہری جنگل ہے جس میں شیشم، کیکر، سفیدہ، جنڈ اور فراش وغیرہ کے درخت ہیں۔اس کے علاوہ باقی ماندہ رقبہ 144138 ایکڑ پر قدرتی جنگل از قسم جنڈ، فراش، پیلو، کریر، لئی وغیرہ موجود ہے۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور میں سال09-2008 اور 10-2009 میں شجر کاری کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	رقبہ (ایکڑ)	خرچ شدہ رقم
2008-09	100.00ایکڑ	9,00,000/-روپے
2009-10	125.00ایکڑ	37,03,089/-روپے

(ج) لال سوہانرا نیشنل پارک میں اس سال 11-2010 میں 167 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرائی گئی۔

(د) 2 لاکھ 56 ہزار معکسر فٹ سوختہ لکڑی لال سوہانرا سب ڈویژن، لاڈم سر-1 رینج اور لاڈم سر-11 رینج کے جنگلات میں پڑی ہے اور پارک میں اس وقت کوئی ناکارہ مشینری نہ ہے۔

(ہ) سوختہ لکڑی کی نیلامی کے لئے گورنمنٹ نے باقاعدہ کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں ڈی ایف او لال سوہانرا چیئرمین، جبکہ بہاولپور سرکل کے باقی DFOs ناظم جنگلات ڈویلپمنٹ اینڈ ورکنگ پلان ملتان اور نمائندہ کمشنر بہاولپور ممبران ہیں۔ کمیٹی ہر ماہ کی 6 اور 23 تاریخ کو باقاعدہ نیلام کرتی ہے۔

ضلع سرگودھا۔محکمہ کا رقبہ وتالابوں کی تفصیلات

*8031:جناب اعجاز احمد کاہلوں : کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے ؟

(ب) کتنے تالاب ہیں اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے ؟

(ج) 10۔2009 سے آج تک اس ضلع میں کتنا پونگ تیار کیا گیا اور کتنا فروخت کیا گیا؟

(د) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازمین تعینات ہیں ؟

(ہ) مذکورہ عرصہ میں آج تک کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر شکایات موصول ہوئیں اور کن کن کے خلاف انکوائریاں ہوئیں اور ان کو کیا کیا سزائیں ہوئیں ؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ماہی پروری کے چار نرسری یونٹس مختلف جگہوں پر قائم ہیں جن کا کل رقبہ 274 کنال ہے۔یہ نرسری یونٹس بھلوال، چک نمبر93 شمالی، بھاگٹانوالہ اور شاہ پور صدر ضلع سرگودھا میں قائم ہیں۔

(ب) ان نرسری یونٹس پر تالابوں کی کل تعداد 36 ہے۔تالابوں کے علاوہ یہاں دفتر، آفیسر و اہلکاران کی رہائش گاہیں بھی ہیں جبکہ باقی رقبہ پر مچھلیوں کی خوراک کے لئے چارہ وغیرہ کاشت کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ کوئی بھی دیگر خالی رقبہ نہ ہے۔

(ج) سال10-2009 سے آج تک ان نرسری یونٹس پر46لاکھ 71ہزار پونگ پیدا کیا گیا جس میں سے6لاکھ 94ہزار پونگ / بچہ مچھلی پرائیویٹ فش فارمرز کو سرکاری نرخوں پر فروخت کیا گیا جبکہ باقی پونگ / بچہ مچھلی محکمہ کی پالیسی کے مطابق قدرتی پانیوں میں سٹاک کر دیا گیا۔

(د) اس ضلع میں تعینات ملازمین کی کل تعداد50 ہے۔

(ہ) مذکورہ عرصہ میں صرف ایک اہلکار مسٹر محمد اسلم جونیئر کلرک کے خلاف فنڈز میں مالی بے ضابطگیوں اور مسلسل غیر حاضری کے الزام میں انکوائری کروائی گئی جس میں مذکورہ اہلکار کے خلاف جرم ثابت ہونے پر اسے نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔

ضلع سرگودھا۔محکمہ کارقبہ وجنگلات کی تفصیلات

*8032:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ کا کل کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے،اس وقت کتنے رقبہ پر جنگل ہے کتنا خالی پڑاہے اور کتنا رقبہ کن کن ناجائز قابضین کے پاس ہے؟

(ب) کیاحکومت ان ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کاارادہ رکھتی ہے توکب؟

(ج) محکمہ جنگلات سرگودھاکو10۔2009میں کل کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سرگودھافارسٹ ڈویژن میں درج ذیل رقبہ جات ہیں۔

نمبر شمار	نام پلانٹیشن	کل رقبہ
1	کینال سائیڈپلانٹیشن(K.M)	2093
2	روڈسائیڈپلانٹیشن(K.M)	365
3	ریل سائیڈپلانٹیشن(K.M)	137
4	بیلہ پلانٹیشن(Ac)	98
5	چک پلانٹیشن(Ac)	05

ناجائز قابضین کے پاس محکمہ جنگلات کااس ڈویژن میں کوئی رقبہ نہ ہے۔ضلع سرگودھاکی تمام تحصیل ہائے میںLinearرقبہ جات ہیں جبکہ بیلہ جات تحصیل ساہوپوراور ساہیوال میں ہیں۔ 19/SB چک پلانٹیشن تحصیل کوٹ مومن ہے۔ شجرکاری شدہ اور خالی رقبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام پلانٹیشن	کل رقبہ	کاشت شدہ رقبہ	خالی رقبہ
1	کینال سائیڈپلانٹیشن(K.M)	2039	1290	803
2	روڈسائیڈپلانٹیشن(K.M)	365	131	234
3	ریل سائیڈپلانٹیشن(K.M)	137	42	95
4	بیلہ پلانٹیشن(Ac)	98	86	10
5	چک پلانٹیشن(Ac)	05	-	05

(ب) حکومت کاکوئی رقبہ ناجائز قابضین کے پاس نہ ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات، سرگودھا فاریسٹ ڈویژن کو10-2009میں کل آمدنی-/1,83,33,544 ہوئی۔

ضلع قصور۔محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8039: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں کتنے رقبہ پر کس کس جگہ جنگلات ہیں اور ان میں کس کس قسم کے درخت لگے ہوئے ہیں؟

(ب) ان جنگلات میں 11-2010 کے دوران کل کتنے درخت لگائے گئے اور کتنے درخت کاٹے گئے، یہ لکڑی کن کن آفیسران کی زیر نگرانی فروخت کی گئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ لکڑی فروخت کرنے سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا اگر ہاں تو کن کن اخبارات میں؟

(د) ان جنگلات سے 2005 سے اب تک کتنی آمدنی ہوئی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور فارسٹ ڈویژن میں 12510 ایکڑ نہری ذخیرہ اور 996 میل (linear) پلانٹیشن کے جنگلات ہیں اور زیادہ تر شیشم، کیکر، توت وغیرہ کے درخت ہیں۔

(ب) قصور فاریسٹ ڈویژن میں سال 11-2010 میں 165100 نئے پودے لگائے گئے اور 8074 درختوں کی محکمانہ طور پر کٹائی کروائی گئی۔ لکڑی مندرجہ ذیل افسران کی کمیٹی کے زیر نگرانی فروخت کی گئی:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	موجودہ تعیناتی
1	محمد صدیق ڈوگر	مہتمم جنگلات	18	مہتمم جنگلات، قصور فاریسٹ ڈویژن چھانگا مانگا
2	ملک عبدالغفار خان	مہتمم جنگلات	18	مہتمم اوکاڑہ فاریسٹ اوکاڑہ
3	چودھری حیات حسن	نائب مہتمم جنگلات	17	مہتمم جنگلات لاہور / شیخوپورہ فاریسٹ ڈویژن
4	مشتاق علی گوہر	مہتمم جنگلات	18	ڈائریکٹر مارکیٹنگ لاہور

(ج) لکڑی فروخت کرنے سے قبل مندرجہ ذیل اشتہار دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام اخبار	تاریخ
1	روزنامہ "دن"	02-06-2010
2	روزنامہ "نوائے وقت"	01-06-2010

(د) سال06-2005 سے 2011تک قصور فاریسٹ ڈویژن کی آمدنی درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	آمدن
1	2005-06	76057898
2	2006-07	61027728
3	2007-08	79505255
4	2008-09	65714080
5	2009-10	61472388
6	2010-11 (Up to 01/2011)	27377176

ضلع قصور میں محکمہ کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*8051: **شیخ علاؤالدین**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے تالاب ہیں اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(ج) 10-2009 سے آج تک اس ضلع میں کتنا پونگ تیار کیا گیا اور کتنا فروخت کیا گیا؟

(د) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ہ) مذکورہ عرصہ سے آج تک کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر شکایات ہوئیں اور کن کن کے خلاف انکوائریاں ہوئیں اور ان کو کیا کیا سزائیں ہوئیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور محکمہ ماہی پروری پنجاب کا کل رقبہ 144 کنال 16 مرلہ ہے جس پر دو نرسری یونٹس قائم ہیں جن میں فش سیڈ نرسری یونٹ گنڈا سنگھ والا اور فش سیڈ نرسری یونٹ سندھواں شامل ہیں۔

(ب) فش سیڈ نرسری یونٹ گنڈا سنگھ والا میں 13 تالاب ہیں اور کوئی رقبہ خالی نہ ہے جبکہ فش سیڈ نرسری یونٹ سندھوان میں 21 تالاب ہیں اور کوئی رقبہ خالی نہ ہے۔

(ج) فش سیڈ نرسری یونٹ گنڈا سنگھ والا میں سال 10-2009 سے آج تک 3,80,000 پونگ / بچہ مچھلی پیدا کیا گیا۔ جس میں سے 3,20,000 بچہ مچھلی فروخت کیا گیا جبکہ فش سیڈ نرسری یونٹ سندھواں میں 4,05,000 پونگ / بچہ مچھلی پیدا کیا گیا جس میں سے 46548 بچہ

مچھلی فروخت کیا گیا جبکہ باقی پونگ /بچہ مچھلی محکمہ کی پالیسی کے مطابق قدرتی پانیوں میں سٹاک کیا گیا۔

(د) ضلع قصور میں محکمہ ماہی پروری کے کل 27 ملازمین تعینات ہیں۔

(ہ) مذکورہ عرصہ سے آج تک ضلع قصور میں کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی انکوائری ہوئی اور نہ ہی سزا دی گئی۔

صوبہ میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*8075: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں جنگلی حیات پائی جاتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کون کون سی جنگلی حیات صوبہ پنجاب کے کس کس علاقے میں پائی جاتی ہے؟

(ب) حکومت صوبہ پنجاب میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے کون کون سے مناسب اقدامات اٹھا رہی ہے ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔ صوبہ پنجاب کے مختلف ڈویژن /اضلاع میں پائی جانے والی جنگلی حیات حسب ذیل ہے:۔

علاقے (ڈویژن /اضلاع)	جنگلی حیات
لاہور	خرگوش، جنگلی سور، جنگلی بلی، گیدڑ، سیہ، نیولا۔
شیخوپورہ	پاڑہ، چیتل، مختلف اقسام کے سانپ کوبرا
اوکاڑہ	کریٹ وغیرہ، سیاہ و بھورا تیتر، فاختہ، مینا
قصور	کوئل، طوطے، چیلیں اور انواع واقسام کے دیگر پرندے وغیرہ
ننکانہ صاحب	جنگلی خرگوش، جنگلی سور، گیدڑ، چھپکلی، سیہ، کنڈیالا، مختلف سانپ کوبرا، کریٹ، نیولا۔تیتر،
فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، چنیوٹ	سیاہ و بھورا تیتر، ٹوٹرو، جنگلی کبوتر، فاختہ، مینا، لالی، بلبل، طوطے، کوئل، شکرا، لکڑ، کمادی کوا، بلبلرز، مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع اقسام کے چہچہانے والے پرندے
گوجرانوالہ، حافظ آباد۔گجرات، سیالکوٹ، نارووال، منڈی بہاؤالدین	جنگلی سور، جنگلی بلی، گیدڑ، جنگلی خرگوش، سیہ، نیولا، چھپکلی، مختلف سانپ کوبرا، کریٹ، سیاہ و بھورا تیتر، بٹیر، تلیر، فاختہ، ٹوٹرو، جنگلی، کبوتر، مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع واقسام کے چہچہانے والے پرندے

سرگودھا۔میانوالی۔بھکر۔میانوالی	جنگلی سور، جنگلی بلی، بھیڑیا، جنگلی خرگوش، اڑیال، چنکارہ، سیوٹ بلی، نیولا، چھپکلی، مختلف سانپ کوبرا، کریٹ، سیاہ و بھوراتیتر، فاختہ، جنگلی کبوتر، سیسی، مینا، چکور۔ بیبلرز، لالی، مرغابیاں، مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع واقسام کے چھچھانے والے پرندے
ملتان۔وہاڑی۔خانیوال۔پاکپتن۔ ساہیوال۔لودھراں	صحرائی، خرگوش، جنگلی بلی، سور، گیدڑ، نیولا، سیہ، چھپکلی، مختلف سانپ کوبرا، کریٹ، سیاہ و بھوراتیتر، فاختہ، ٹوٹرو، بٹیر، جنگلی کبوتر، مینا، لالی، بیلبر، نری پائی، مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع واقسام کے چھچھانے والے
بہاولپور، بہاولنگر۔رحیم یار خان	کالاہرن، چنکارہ، نیل گائے، صحرائی خرگوش، سیہ، صحرائی لومڑی، جنگلی بلی، سور، نیولا، چھپکلی، مختلف سانپ کوبرا، کریٹ، وائپر، سیاہ و بھوراتیتر، تلور، مور، بھٹ تیتر، فاختہ، بلبل، طوطے، جنگلی کبوتر، مینا، لالی، بیلبر، ٹوٹرو، بٹیر، مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع و اقسام کے چھچھانے والے پرندے
ڈیرہ غازی خان، لیہ۔ راجن پور۔مظفر گڑھ	پاڑہ، سور، ڈولفن، جنگلی بلی، گیدڑ، نیولا، اود، بلاؤ، چھپکلی، صحرائی خرگوش، صحرائی لومڑی، مختلف سانپ کوبرا، کریٹ، پائتھن، پانی والے سانپ، سیاہ و بھوراتیتر، تلور، بھٹ تیتر، فاختہ، جنگلی کبوتر، مینا، لالی، بیلبر، مرغابیاں، گدھ مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع واقسام کے چھچھانے والے پرندے
راولپنڈی۔اٹک۔جہلم۔چکوال	اڑیال، گوڑل، بندر، لومڑی، تیندوا، گلڑ، پینگولن، (چیونٹی خور) جنگلی خرگوش، بھیڑیا، جنگلی بلی، سیوٹ بلی، گیدڑ، سیہ، نیولا، جنگلی سور، مختلف سانپ، کریٹ، بھوراتیتر، بیڑ، اڑن، گلمری، فیرنٹ، چکور، سیسی، جنگلی کبوتر، فاختہ، ٹوٹرو، ٹری پائی، مینا، لالی، بیبلرز، ہاک، فالکن، مختلف اقسام کی چڑیاں، چیلیں اور انواع واقسام کے چھچھانے والے

(ب) حکومت نے صوبہ پنجاب میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے حسب ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

1- غیر قانونی شکار کی روک تھام
2- گشت / سروے
3۔ چڑیا گھروں، پارکوں، گیم ریزروز اور سینکچوریز کا قیام
4۔ جنگلی جانوروں کی افزائش کا انتظام
5- جنگلی جانوروں کی دیکھ بھال، افزائش اور علاج معالجہ
6- بااعتماد ٹرانسپورٹ اور جدید اسلحہ کی فراہمی
7- پرائیویٹ گیم ریزروز۔بریڈنگ سنٹر۔نجی پارکس اور چڑیا گھروں کے قیام کی اجازت۔
8- جنگلی جانوران / پرندگان کی بقاء کا انتظام وانصرام
9- عوامی اگاہی بذریعہ اخبارات ورسائل اور مقامی لوگوں سے باہمی ربطہ
10- عوامی شرکت کے تحت جانوروں کے تحفظ کے اقدامات CBOs کا قیام
11- پروٹیکشن فورسز کا قیام: چولستان اور سالٹ رینج پروٹیکشن فورس
12- جنگلی حیات کے تحفظ میں مصروف قومی وبین الاقوامی اداروں سے تعاون اور مؤثر رابطہ

لاہور چڑیا گھر میں سؤروں کے سوائن فلو ٹیسٹ کی تفصیلات

*8142: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ لاہور چڑیا گھر میں سؤروں کے سوائن فلو کے ٹیسٹ نہیں ہو سکے کیونکہ لاہور چڑیا گھر میں سوائن فلو کے ٹیسٹ کرنے کی سہولت میسر نہیں ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

یہ جزوی طور پر درست ہے۔ سؤروں کے سوائن فلو کے ٹیسٹ 2009 میں نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد سے کروائے گئے تھے اور یہ منفی ثابت ہوئے۔

ضلع قصور۔چھانگا مانگا جنگل سے ہونے والی آمدن و دیگر تفصیلات

*8266: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 11-2010 میں چھانگا مانگا جنگل سے کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) چھانگا مانگا سمیت ضلع قصور میں محکمہ جنگلات کا کتنا سٹاف ہے اور کس کس گریڈ کے ہیں، کتنے مستقل اور کتنے عارضی ملازم ہیں؟

(ج) ضلع قصور میں جنگلی حیات کے تحفظ اور فروغ کے لئے محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال 11-2010 میں ماہ اپریل تک-/39672842 روپے کی آمدنی ہوئی۔

(ب) قصور فارسٹ ڈویژن میں سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام پوسٹ	تعداد پوسٹ	گریڈ	کیفیت
1	ڈی ایف او	1	18	مستقل
2	نائب مہتمم جنگلات	2	17	مستقل
3	رینج فارسٹ آفیسر	3	16	مستقل
4	ہیڈ کلرک	1	14	مستقل
5	سینئر کلرک	2	9	مستقل
6	جونیئر کلرک	9	7	مستقل
7	سٹینو	1	12	مستقل
8	جیپ ڈرائیور	2	6	مستقل

9	ٹریکٹر ڈرائیور	3	5	عارضی
10	لاگ لوڈر ڈرائیور	1	5	مستقل
11	انجن ڈرائیور	5	5	مستقل
12	دائی	1	3	مستقل
13	ڈاکٹر	1	17	مستقل
14	ڈسپنسر	1	6	مستقل
15	الیکٹریشن	1	5	مستقل
16	ٹیوب ویل آپریٹر	7	3	مستقل
17	پٹواری	1	5	مستقل
18	فائر مین	5	2	مستقل
19	مکینک	2	5	مستقل
20	بوٹ مین	1	5	مستقل
21	لوہار	1	5	عارضی
22	لیک انسپکٹر	1	2	مستقل
23	پارک سپروائزر	1	9	مستقل
24	گیٹنگ میٹ	2	2	مستقل
25	لفٹ پمپ آپریٹر	2	4	مستقل
26	مالی	6	2	مستقل
27	خانساماں	2	2	مستقل
28	سویپر	5	2	مستقل
29	چوکیدار	19	2	مستقل
30	نائب قاصد	10	2	مستقل
31	ڈاک رنر	2	2	مستقل
32	فاریسٹر	23	11	مستقل
33	فارسٹ گارڈ	117	9	مستقل

(ج) محکمہ جنگل کے ضلع اور تحصیل لیول پر اسپیشل ریڈ پارٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جو غیر قانونی شکار کرنے والے کو پکڑتی ہیں اور محکمانہ قواعد کے مطابق قانونی کارروائی کرتے ہیں۔چھانگا مانگا میں بریڈنگ سنٹر بنایا گیا ہے جہاں جانوروں / پرندوں کی افزائش کی جاتی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب، محکمہ کے رقبہ کی تفصیلات

*8274:چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب کی تحصیل ننکانہ صاحب اور تحصیل شرقپور شریف میں دریائے راوی کے کنارے محکمہ جنگلات کا ہزاروں ایکڑ رقبہ موجود ہے، اگر ہاں تو ہر تحصیل میں موضع وار محکمہ جنگلات کے ملکیتی رقبہ کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) مذکورہ بالا رقبہ میں سے کتنا رقبہ محکمہ جنگلات کے پاس ہے اور کتنے رقبہ پر دیگر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، موضع وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ناجائز قابضین سے سرکاری رقبہ واگزار کروانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب کی تحصیل ننکانہ صاحب اور تحصیل شرقپور دریائے راوی کے کنارے محکمہ جنگلات کا ہزاروں ایکڑ رقبہ موجود ہے۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1)	بچیکی	1258ایکڑ
2)	ٹھاکر کے	517ایکڑ
3)	ٹھڑیاں	162ایکڑ
4)	جھوک RF	3072ایکڑ
5)	فیض پور	217ایکڑ
6)	سادھانوالی	367ایکڑ
7)	کوروٹانہ	359ایکڑ
8)	کٹار قبہ	48ایکڑ
	ٹوٹل رقبہ	6000ایکڑ

(ب) کل 6000 ایکڑ رقبہ میں سے 5985 ایکڑ رقبہ محکمہ جنگلات کے پاس ہے۔15 ایکڑ رقبہ پر لوگوں کا قبضہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

بچیکی / ٹھاکرے	15ایکڑ

(ج) جی ہاں۔محکمہ ریونیو مورخہ 2012-5-20 کو موقع پر ڈیمارکیشن کرے گا۔

محکمہ جنگلات کی اراضی کی تفصیلات

*8513:**ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ جنگلات کی صوبہ میں کل اراضی کتنی ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر جنگل ہے اور کتنا رقبہ غیر آباد / بنجر ہے؟

(ج) کتنے رقبے پر خودرو پودے ہیں؟

(د) محکمہ جنگلات کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی کل آمدن بتائیں نیز ان سالوں کے اخراجات بھی سال وار بتائیں؟

(ہ) محکمہ کو کن کن ذرائع سے آمدن ہوئی ہے؟

(و) حکومت محکمہ جنگلات کی آمدن بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ میں جنگلات کا کل رقبہ 1.6 ملین ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) صوبہ بھر میں 1.45 ملین ایکڑ رقبہ پر درخت موجود ہیں اور باقی 0.15 ملین ایکڑ رقبہ خالی ہے جس پر شجر کاری کی جا رہی ہے۔

(ج) جنگلات کے رقبہ میں خودرو پودے بہت کم ہوتے ہیں (کانہ، مسکٹ وغیرہ) زیادہ تر محکمہ خود جنگل کاری کرتا ہے۔

(د) محکمہ جنگلات کی 10-2009 اور 11-2010 کی سال کی آمدن اور اخراجات درج ذیل ہیں:۔

سال	آمدن (ملین)	اخراجات (ملین)
2009-10	1159.506	1128.650
2010-11	1146.316	1419.719

(ہ) ٹمبر، بالن، کانا، گھاس وغیرہ کی فروخت سے محکمہ کو آمدن حاصل ہوتی ہے۔

(و) محکمہ جنگلات ہر سال حکومت پنجاب کی طرف سے مختص شدہ وسائل میں رہتے ہوئے سرکاری جنگلات کے ساتھ ساتھ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں، دوسرے محکمہ جات اور نجی زمینوں پر شجر کاری کرتا ہے جس سے پورے صوبہ میں ٹمبر اور بالن کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ رقبہ پر شجر کاری اور درختوں کی بہتر نگہداشت کر کے آمدن بڑھائی جاتی ہے۔

ضلع وہاڑی، وائلڈلائف پارک کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*8650: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں قائم وائلڈلائف پارک کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس میں کون کون سے جانور ہیں؟

(ج) کیا حکومت پارک میں مزید جانور مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اس میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد اور عہدوں سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وہاڑی میں قائم وائلڈلائف پارک کا رقبہ 15ایکڑ06مرلہ ہے۔

(ب) وہاڑی وائلڈلائف پارک میں حسب ذیل جانور ہیں۔

نیل گائے، چیتل ہرن، کالاہرن، پاڑہ ہرن، شیر، بندر، گیدڑ، خرگوش، مرغابی، فیزنٹ، مور، کونج، جنگلی کبوتر، طوطے، تیتری

(ج) فی الحال کوئی ارادہ نہیں۔

(د) ملازمین کی تعداد اور عہدے حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام اسامی	سکیل	تعداد	تعینات	خالی اسامی
1	ڈسٹرکٹ وائلڈلائف آفیسر	17	01	ضلع وہاڑی	NIL
2	سپروائزر	14	02	وائلڈلائف پارک وہاڑی	01

صوبہ پنجاب میں سرکاری جنگلات کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*8747: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ جنگلات کے کتنے رقبے پر کارآمد درخت موجود ہیں اور جنگلات کا کتنا رقبہ خالی پڑا ہے جس پر قیمتی درخت کاشت کر کے اربوں روپے کمائے جا سکتے ہیں؟

(ج) کیا چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں اور چنیوٹ فیصل آباد نئے تعمیر شدہ روڈ کے آس پاس حکومت قیمتی اور بارآور درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں جنگلات کا کل رقبہ 1.6 ملین ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) صوبہ بھر میں 1.45 ملین ایکڑ رقبہ پر درخت موجود ہیں اور باقی 0.15 ملین ایکڑ رقبہ خالی ہے جس پر شجر کاری کی جارہی ہے۔

(ج) جی ہاں چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں اور چنیوٹ فیصل آباد میں نئے تعمیر شدہ روڈ کے آس پاس حکومت قیمتی اور بارآور درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سال2010، سیلاب کے دوران دریائے جہلم کے کناروں پر اکٹھی ہونے والی لکڑی کی تفصیلات

*8788: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2010 کے سیلاب اور طوفانی بارشوں سے اربوں روپے کی عمارتی لکڑی دریائے جہلم کے کناروں پر آئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام لکڑی محکمہ جنگلات نارتھ ڈویژن کے ڈی ایف او اور ایس ڈی او کلر سیداں بلاک آفیسر چوا خالصہ ریور بلاک کی سرپرستی میں اکٹھی کی گئی اور موقع پر بولی لگا کر فروخت کر دی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بولی سے وصول شدہ رقم ان افسروں کی ذاتی جیبوں میں چلی گئی؟

(د) کیا اس فراڈ کا علم اعلیٰ حکام کو نہیں ہوا حالانکہ اس کے متعلق اخبارات میں خبریں اور اشتہارات بھی دیئے گئے اگر یہ بات ان کے علم میں آئی ہے تو کوئی انکوائری کروائی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مورخہ 27، 28، 29۔ جولائی 2010 کو شدید بارشوں کی وجہ سے دریائے جہلم میں اونچے درجے کا سیلاب آیا جس میں محکمہ جنگلات آزاد کشمیر کی لکڑی بہہ کر منگلا جھیل (دریائے جہلم) کے ایریا میں آگئی جسے محکمہ جنگلات آزاد کشمیر نے اکٹھا کیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) یہ بات درست نہ ہے کہ کوئی آفیسر یا ملازم کسی فراڈ میں ملوث پایا گیا۔ناظم جنگلات راولپنڈی نے تین مہتمم جنگلات پر مشتمل انکوائری کمیٹی بنائی جنہوں نے علاقہ کا دورہ کیا اور اس بات کا تعین کیا کہ محکمہ جنگلات پنجاب نے کوئی لکڑی اکٹھی کی اور نہ ہی نیلام کی۔

ضلع فیصل آباد۔جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8879: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلات کے پاس کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر جنگلات لگائے گئے ہیں، ان جنگلات میں کتنے تیار (mature) ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا حکومت صوبہ کے ہر ضلع میں خالی زمین پر جنگلات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں 940 ایکڑ compact، 272.65 کلو میٹر روڈ سائڈ، 1967.63 کینال سائیڈ اور 145 کلو میٹر ریل سائیڈ محکمہ جنگلات کے پاس ہے۔

(ب) اس میں سے 1967.63 کلو میٹر کینال سائیڈ اور 272.65 کلو میٹر روڈ سائیڈ پر پہلے جنگلات لگائے گئے تھے جو تقریباً 50 فیصد کامیاب mature ہو چکے ہیں۔

(ج) ہاں۔

چھانگا مانگا کے جنگلات کی تفصیلات

*8930: **سیدہ ماجدہ زیدی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چھانگا مانگا میں اس وقت کل کتنے رقبے پر جنگلات ہیں؟

(ب) چھانگا مانگا میں 10-2009 کے دوران کتنے پودے لگائے گئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چھانگا مانگا کے جنگلات روز بروز کم ہو رہے ہیں اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور فارسٹ ڈویژن چھانگا مانگا میں نہری ذخیرہ 12510 ایکڑ اور 996 میل رقبہ پر لینیئر پلانٹیشن کے جنگلات ہیں۔

(ب) قصور فارسٹ ڈویژن چھانگا مانگا میں 2008-09 اور 2009-10 کے دوران مندرجہ ذیل پودے لگائے گئے:۔

سال	جگہ	تعداد پودا جات
2008-09	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن	464054
2008-09	شجر کاری برلب سڑکات وانہار	323861
2009-10	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن	439656
2009-10	نہری ذخیرہ چھانگا مانگا پلانٹیشن	175700

(ج) محکمہ جنگلات حکومت پنجاب قصور فارسٹ ڈویژن چھانگا مانگا جنگل میں ہر سال تقریباً 400-500 ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کرتا ہے اور زیادہ تر شیشم، توت، سفیدہ اور سمبل کے جنگلات لگائے جارہے ہیں جو نہ صرف ماحول کی برتری کا ذریعہ ہیں بلکہ جنگل کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث ہیں۔جنگل کو ہرا بھرا کرنے کے لئے محکمہ ہر وقت کوشاں ہے۔جہاں تک جنگل میں روز بروز کمی کا تعلق ہے یہ تاثر درست نہ ہے۔ شیشم کے کچھ درختان پچھلے چند سالوں میں شیشم ڈائی بیک بیماری کی وجہ سے سوکھے ہیں محکمہ نے اس طرف خصوصی توجہ دی ہے اور نئی شیشم کی نرسریاں اگانے کے لئے بیج حاصل کرنے اور بیج کو ادویات سے treat کرنے کے بعد لگارہاہے۔ان سے حاصل ہونے والی قلمات جو کہ فیلڈ میں لگائی جارہی ہیں سے شیشم ڈائی بیک کا تناسب پہلے کی نسبت انتہائی کم ہوگیاہے۔

چھانگا مانگا کے جنگلات میں خالی رقبہ کی تفصیلات

*8931: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

چھانگا مانگا کے جنگلات میں کل کتنا رقبہ خالی ہے اور خالی رقبہ پر کب تک شجر کاری کر دی جائے گی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

قصور فارسٹ ڈویژن چھانگا مانگا میں 1290 ایکڑ رقبہ پر پودے لگانے کی ضرورت ہے۔جونہی محکمہ کے پاس فنڈز دستیاب ہوں گے رقبہ پر شجر کاری کر دی جائے گی۔

ضلع وہاڑی، محکمہ جنگلات کی اراضی و دیگر تفصیلات

*8940: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات کی اراضی کہاں کہاں واقع ہے کتنی اراضی پر جنگل ہے اور کتنی خالی پڑی ہے؟

(ب) کتنی رقم سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران اس ضلع میں شجر کاری پر خرچ ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کل کتنے اور کون کون سے درخت کہاں کہاں لگائے گئے؟

(د) اس ضلع میں ان دو سالوں کے دوران کتنی لکڑی کہاں کہاں چوری ہوئی، کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان سے کتنی رقم اور لکڑی حاصل ہوئی؟

(ہ) کتنے سرکاری ملازمین کے خلاف لکڑی چوری کروانے پر محکمانہ کارروائی ہوئی؟

(و) کتنے لکڑی چوری کے مقدمات عدالتوں میں ریفر کئے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ جنگلات (صوبائی) کا کوئی رقبہ نہ ہے۔

البتہ ضلع وہاڑی میں 1678 کلو میٹر انہار اور 322 کلو میٹر سڑکات کے کناروں پر کھڑے درختاں کا انتظام محکمہ جنگلات (صوبائی) کے ذمہ ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی میں سال 10-2009 اور 11-2010 میں میگا پراجیکٹ کے تحت 175 ایونیو میل شجر کاری پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	نام رینج وسب ڈویژن	ضلع	تحصیل	ایونیو میل پلانٹنگ	اخراجات (رقم)	
2009-10	وہاڑی سب ڈویژن	وہاڑی	وہاڑی	150	226500	New Afforestation
2009-10	بورے والا رینج	وہاڑی	بورے والا	25	375000	New Afforestation
			میزان	175	2640000	
2010-11	وہاڑی سب ڈویژن	وہاڑی	وہاڑی	150	490600	Maintenance

(ج) سال10-2009میں ضلع وہاڑی میں لگائے گئے درختان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام تحصیل	نام نہر	تعداد درختان	اقسام درختان
وہاڑی	پاکپتن کینال	1,09,500	شیشم، کیکر ودیگر
بورے والا	پاکپتن کینال	18,250	شیشم، کیکر ودیگر
	میزان	1,27,750	

سال11-2010میں نئی شجر کاری بوجہ عدم دستیابی فنڈز نہ کروائی گئی ہے۔

(د) ضلع وہاڑی میں ان سالوں میں چوری کی گئی لکڑی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	نام تحصیل	تعداد درختان	FIRs	وصول کردہ جرمانہ وعوضانہ	بازیافتہ لکڑی
2009-10	وہاڑی	911	28	4,90,200	31,67,640
2009-10	بورے والا	181	13	8,31,110	15,28,660
	کل میزان	1092	41	13,21,310	46,96,300
2010-11	وہاڑی	443	12	5,52,100	19,38,900
2010-11	بورے والا	168	16	4,90,974	10,89,825
	کل میزان	611	28	10,43,074	51,06,540

(ہ) ضلع وہاڑی میں تعدادی 39 ملازمین کے خلاف لکڑی چوری کے سلسلہ میں محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔

(و) سال10-2009 میں لکڑی چوری کے 934 مقدمات محکمانہ طور پر اور 41 بذریعہ پولیس عدالتوں کوارسال کئے گئے۔

سال11-2010 میں لکڑی چوری کے 220 مقدمات محکمانہ طور پر اور 28 بذریعہ پولیس عدالتوں کوارسال کئے گئے۔

محکمہ کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*8957:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بھکر، لیہ، میانوالی، اٹک، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) ان اضلاع میں جو درخت سیلاب کی وجہ سے خشک ہوئے یا ہو رہے ہیں کیا حکومت ان کو نیلام کرنے کاارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیا حکومت ان اضلاع میں سیلاب کی وجہ سے جتنے جنگل کو نقصان پہنچا ان جگہوں پر دوبارہ درخت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ان اضلاع میں جنگلات کا کل رقبہ مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع	رقبہ (ایکڑ)	انہار (ایونیو میل)	سڑکات (کلومیٹر)
1)	بھکر	10509	1044	321
2)	لیہ	26666	746	364
3)	میانوالی	37184	615	272
4)	اٹک	163448	-	441
5)	مظفر گڑھ	95437	1260	304
6)	رحیم یار خان	49158	3075	615
	ٹوٹل	382402	6740	2317

(ب) ان اضلاع میں کوئی درخت سیلاب کی وجہ سے خشک نہیں ہوئے لہذا نیلام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

(ج) صرف ضلع مظفر گڑھ میں 1337 ایکڑ ایریا یا نئی شجر کاری کو سیلاب کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا جس کی بحالی بذریعہ ترقیاتی منصوبہ کی جارہی ہے۔

ضلع بہاولنگر۔ سڑکوں کے کناروں پر شجر کاری کرنے کی تفصیلات

*9195: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ ذیل سڑکوں کے دونوں کناروں پر درختوں کی تعداد برائے نام ہے جن میں شیشم کا ایک بھی درخت نہیں ؟

(1) بہاولنگر، ہارون آباد، فورٹ عباس روڈ

(2) بہاولنگر، چشتیاں، عارف والا روڈ

(3) عارف والا سے تمام سڑکیں جو ساہیوال جاتی ہیں

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑکوں پر جو درخت تھے وہ محکمہ کی ملی بھگت سے چوری کر لئے گئے ؟

(ج) کیا حکومت درختوں کی چوری کے معاملات کی انکوائری کروانے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑکوں کے کناروں پر شجر کاری کا خصوصی اہتمام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(1) بہاولنگر۔ہارون آباد، فورٹ عباس روڈ پر کل 3000 درخت موجود ہیں۔جن میں 500 درخت شیشم کے ہیں۔

(2) بہاولنگر۔چشتیاں روڈ پر کل 4600 درخت موجود ہیں جن میں 100 درخت شیشم کے ہیں اور بہاولنگر، عارف والا روڈ پر کل 1558 درخت ہیں جن میں 389 درخت شیشم کے ہیں۔

(3) عارف والا سے ساہیوال جانے والی صرف ایک سڑک ہے جس پر درختان کی تعداد 2422 ہے جن میں شیشم کے درختوں کی تعداد 725 ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ سڑکوں پر 11580 عدد درختان موجود تھے اور 9 عدد درختان کی 4 عدد FIR تھانہ ساہیوال میں درج کروائی گئیں اور 51 عدد درختان کے کیسز عدالت ہائے میں برائے prosecution بھجوائے گئے ہیں۔ایک ملازم کو چوری درختان میں ملوث ہونے پر نوکری سے برخواست کر دیا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ درخت چوری میں ملوث ایک ملازم کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی اور ملازمت سے برخاست کر دیا گیا لہذا مزید انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

(د) محکمہ جنگلات مذکورہ بالا سڑکات پر شجر کاری کا ارادہ رکھتا ہے۔سڑکوں کے کنارے پودے لگانے کی ایک ترقیاتی سکیم منظور ہو چکی ہے۔جس کے تحت سال 2012-13 میں 50 ایونیو میل پر پودے لگانے ہیں۔جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے پودے لگا دیئے جائیں گے۔

ضلع بہاولنگر کی انہار کے کناروں پر شجر کاری کرنے کی تفصیلات

*9196: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ مندرجہ ذیل انہار کے دونوں کناروں پر کوئی درخت نہیں؟
فورٹ واہ نہر بہاولنگر
کھادر نہر بہاولنگر
بہادر واہ نہر بہاولنگر اور کمیر والا نہر عارف والا

(ب) کیا محکمہ مندرجہ بالا نہروں کے کناروں پر فوری شجر کاری خصوصاً شیشم کے درختوں/پودوں کی شجر کاری کر کے ماحول کو آلودگی سے بچانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مندرجہ ذیل انہار کے دونوں کناروں پر کوئی درخت نہیں۔
فورٹ واہ نہر بہاولنگر فارسٹ ڈویژن میں واقع ہے۔اس کے دونوں کناروں پر 5613 درختان موجود ہیں۔
کھادر نہر بہاولنگر میں نہ ہے بلکہ یہ ضلع پاکپتن اور ضلع وہاڑی میں ہے اس کے دونوں کناروں پر 24810 درختان موجود ہیں۔
بہادر واہ نہر بہاولنگر فارسٹ ڈویژن میں ہے جس کے دونوں کناروں پر 3632 درختان موجود ہیں جبکہ کمیر والا نام کی کوئی نہر نہ ہے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ جنگلات فورٹ واہ نہر اور کھادر نہر کے دونوں کناروں پر شجر کاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ ماحول بہتر سے بہتر ہو سکے۔اس سلسلہ میں 10-2009 میں میگا پراجیکٹ کے تحت 430 ایونیو میل پر درخت لگائے گئے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*9366: **محترمہ نرگس فیض ملک**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں محکمہ جنگلات وجنگلی حیات کا کل رقبہ کتنا ہے، کس کس جگہ ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران اس ضلع میں شجر کاری کے دوران کتنے درخت کس کس جگہ لگائے؟

(ج) محکمہ ہذا کو ان سالوں کے دوران اس ضلع سے کتنی آمدن کہاں کہاں سے وصول ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی ضلع میں جنگلات کا کل رقبہ 143693 ایکڑ ہے جو کہ سات تحصیل ہائے مری، راولپنڈی، گوجر خان، ٹیکسلا،، کہوٹہ، کلر سیداں اور کوٹلی ستیاں پر مشتمل ہے۔

(ب) راولپنڈی ضلع میں جنگلات نے سال 10۔2009 کے دوران 13,34,363 پودے اور سال 11۔2010 کے دوران 11,45,956 پودے لگائے۔ یہ پودے ساتھ لف table میں دی گئی جگہوں پر لگائے گئے۔

(ج) محکمہ جنگلات کو ضلع راولپنڈی سے سال 10۔2009 کے دوران 6,74,34,661 روپے اور سال 11۔2010 کے دوران 10,49,13,374 روپے کی آمدن ہوئی۔ یہ آمدن خشک درختوں کی نیلامی، گھاس کی نیلامی اور غیر قانونی لکڑی کی نقل وحمل سے عوضانہ وصولی سے ہوئی۔

لاہور۔محکمہ کے دفاتر ودیگر تفصیلات

*9369: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ماہی پروری کے لاہور میں کتنے دفاتر کس کس جگہ واقع ہیں ان دفاتر کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات بتائیں؟

(ب) محکمہ کا لاہور کی حدود میں کتنا رقبہ کس کس جگہ واقع ہے؟

(ج) کتنا رقبہ پر فش فارم کہاں کہاں ہیں ان فش فارم کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں ان فش فارمز کی آمدن کے ذرائع بتائیں؟

(د) ہر فش فارم کا رقبہ کتنا ہے کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(ہ) مناواں میں محکمہ ہذا کا کتنا رقبہ ہے، کتنے رقبہ پر کون کون سے دفاتر قائم ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری پنجاب کے لاہور میں کل سات دفاتر ہیں ان دفاتر کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1-	ڈائریکٹر جنرل فشریز، پنجاب	2 سانده روڈ لاہور
2-	ڈائریکٹر فشریز (Ext) پنجاب	2 سانده روڈ لاہور

-3	ڈائریکٹر فشریز(Aqua)پنجاب	2سانده روڈلاہور
-4	اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز پبلسٹی،	2سانده روڈلاہور
-5	ڈائریکٹر فشریز(H.M)پنجاب	موضع مناواں، جی ٹی روڈلاہور
-6	ڈائریکٹر فشریز(R&T)پنجاب	موضع مناواں، جی ٹی روڈلاہور
-7	ڈپٹی ڈائریکٹر فشریزلاہور ڈسٹرکٹ	توحید پارک، گلشن راوی لاہور میں ہے۔

ان تمام دفاتر کے سال10-2009اور 11-2010 کے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ماہی پروری پنجاب کی لاہور میں کل اراضی45ایکڑ7مرلہ 178مربع فٹ ہے۔
44ایکڑ4کنال اراضی موضع مناواں ضلع لاہور میں ہے۔
4کنال7مرلے178مربع فٹ اراضی چوبرجی لاہور میں ہے۔

(ج) لاہور میں محکمہ کا کوئی فش فارم نہیں ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

(ہ) مناواں میں محکمہ ماہی پروری کا کل رقبہ 44ایکڑ 4کنال ہے جس میں سے 37ایکڑ رقبہ پر فش سیڈ ہیچری لاہور جبکہ 7ایکڑ4کنال رقبہ پر فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہے۔

ڈی جی، ماہی پروری پنجاب کے تحت فش فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9370: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی جی ماہی پروری پنجاب کے تحت صوبہ میں کتنے فش فارم کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان فش فارمز کا رقبہ کتنا ہے، تفصیل فارم وار بتائیں؟

(ج) ان فش فارمز کی سال10۔2009اور11۔2010 کی آمدن بتائیں نیز آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان فش فارمز کے ان دو سالوں کے اخراجات سال وار بتائیں؟

(ہ) ان دو سالوں کے دوران ماہی پروری کو پونگ کی فروخت سے کتنی آمدن ہوئی، یہ پونگ کس کس فارم پر تیار کیا گیا تھا یہ پونگ کس کس قسم کا تھا؟

(و) ان فش فارمز پر سالانہ کتنا پونگ تیار کیا جاتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ ماہی پروری پنجاب کے زیر انتظام صرف ایک فش فارم ضلع میانوالی میں کام کر رہا ہے۔ یہ فارم 1990 میں ورلڈ بنک کی امداد سے افغان مہاجرین کے لئے بنایا گیا تھا۔

(ب) اس فارم کا کل رقبہ 6 ایکڑ ہے۔

(ج) اس فش فارم کی سال 10۔2009 کی آمدن 1,92,760 روپے اور 11۔2010 کی آمدن 2,60,450 روپے تھی۔ اس فارم کے ذرائع آمدن مچھلی کی فروخت ہے۔

(د) اس فش فارم کی سال 10۔2009 کے اخراجات 2,49,285 روپے تھے جبکہ سال 11۔2010 کے اخراجات 2,28,159 روپے تھے۔

(ہ) سال 10۔2009 میں محکمہ ماہی پروری کے تحت قائم شدہ پونگ کے پیداواری مراکز سے پونگ کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدن 10.493 ملین ہے جبکہ سال 11۔2010 میں پونگ کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدن 11.045 تھی۔ ان پیداواری مراکز جن کی تفصیل لف ہے پر رہو، موری، تھیلا، سلور کارپ، گراس کارپ، بگ ہیڈ کارپ، مہاشیر، گلفام، سول اور سنگھاڑی مچھلی کا پونگ تیار کیا گیا۔

(و) پونگ محکمہ کی پیداواری مراکز پر پیدا کیا جاتا ہے جس کی سالانہ تعداد تقریباً 6 کروڑ 50 لاکھ ہے۔

صوبہ میں بنائے گئے تجرباتی مچھلی فارمز کی تفصیلات

*9472: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے کن اضلاع میں محکمہ کی طرف سے تجرباتی مچھلی فارم بنائے گئے ہیں؟

(ب) ان تجرباتی مچھلی فارموں نے سال 10-2009 میں کتنی مچھلی پیدا کی کتنی فروخت کی اور کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) محکمہ پرائیویٹ مچھلی فارموں کی حوصلہ افزائی کے لئے کون سے پروگرام پر عمل پیرا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ماہی پروری پنجاب نے صوبہ میں کسی بھی جگہ کوئی تجرباتی مچھلی فارم نہیں بنایا ہے البتہ ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پنجاب لاہور میں چھوٹے تالابوں اور پکے ٹینکوں میں بچہ مچھلی پر ہر سال تجربات کئے جاتے ہیں۔

(ب) ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پنجاب میں چھوٹے تالابوں اور پکے ٹینکوں میں بہت کم تعداد میں بچہ مچھلی پر مچھلی کی خوراک اور بیماریوں وغیرہ کے سلسلے میں تجربات کئے جاتے ہیں جن سے کوئی آمدن نہیں ہوتی۔

(ج) محکمہ ماہی پروری پنجاب پرائیویٹ فش فارمرز کی حوصلہ افزائی کے لئے مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

1۔ فش فارم کے ڈیزائن ودیگر امور پر توسیعی عملہ کے ذریعے فنی سہولتوں ومشورہ جات کی مفت فراہمی۔
2۔ سرکاری ہیچریوں اور نرسریوں سے قابل افزائش اقسام کے بچہ مچھلی کی ارزاں نرخوں پر فراہمی۔
3۔ مچھلی کی بیماریوں کی تشخیص وعلاج کی مفت سہولت۔
4۔ مٹی اور پانی کے نمونہ جات کے مفت تجزیے کی سہولت۔
5۔ فش فارمز کو مفت فنی تربیت کی سہولت۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، درختوں کی نیلامی کی تفصیلات

*9607: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2002 سے 2007 دسمبر تک ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے درختوں کی نیلامی ہوئی؟

(ب) یہ نیلامی کس کس تاریخ کو کہاں کہاں اور کس کس کی نگرانی میں ہوئی؟

(ج) ہر دفعہ کتنے درخت فروخت کئے گئے، کہاں کہاں سے فروخت کئے گئے اور کتنی رقم ان کی نیلامی سے وصول ہوئی؟

(د) یہ نیلامی کس کس آفیسر کی نگرانی میں ہوئی؟

(ہ) اس نیلامی میں کن کن پارٹیوں / فرموں / افراد نے حصہ لیا، ان کے نام، پتا جات بتائیں؟

(و) اگر ان درختوں کی نیلامی میں کوئی بے قاعدگی پائی گئی تو تفصیلات بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یکم جنوری 2002 سے دسمبر 2007تک ضلع منڈی بہاؤالدین میں 32947درختوں کی نیلامی ہوئی۔

(ب) یہ نیلامی ہر ماہ کی 5اور 26تاریخ کو مقام فاریسٹ کمپلیکس جلیانی گجرات اور ڈفرپلانٹیشن سیل ڈپو میں ہوتی رہی اور یہ نیلام مہتمم جنگلات گجرات فاریسٹ ڈویژن کی زیر نگرانی ہوئی۔

(ج) اس پیرا کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ناظم جنگلات لاہور سرکل کی منظور شدہ کمیٹی کے مطابق یہ نیلام مہتمم جنگلات گجرات (بحیثیت چیئرمین) مہتمم جنگلات گوجرانوالہ (بحیثیت کمیٹی ممبر) کی گئی۔

(ہ) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان درختوں کی نیلامی میں کسی قسم کی کوئی بے قاعدگی نہ پائی گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال بڑا اہم تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1272 چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم لوگ صبح دس بجے سے پہلے کے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جب اجلاس ابھی شروع ہی نہیں ہوا تھا اور ہم اپنے سوالوں کے لئے wait کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ایک ایک سوال پر دس دس ضمنی سوال ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس طرف سے دیکھ لیں کہ سوالات پر ضمنی سوال کہاں سے ہوئے ہیں؟ اب ہمیں توجہ دلاؤ نوٹس take up کر لینے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ اجلاس گیارہ بجے شروع ہوا ہے اور ہم دس بجے سے ان سوالوں کے لئے یہاں پر آ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس وقت سے ہم آئے ہیں تو ایک ایک سوال پر دس دس ضمنی سوال ہو رہے ہیں اور جب ہماری باری آئی ہے تو وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ یہ انتہائی زیادتی کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ہم نے اسی لئے دو دو ضمنی سوالوں کی قید رکھی تھی لیکن اِس کو کوئی معزز ممبر follow ہی نہیں کرتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اگر اس طرح کی relaxation دیتے رہیں گے تو پھر ایوان اسی طرح ہی چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! کمیٹی میں آپ کی موجودگی میں یہ طے ہو چکا ہے کہ ایک سوال پر پانچ منٹ تک ضمنی سوالات کئے جا سکیں گے اور اس طریقہ کے مطابق تقریباً بارہ سوال take up ہو سکتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ منٹ تک ایک سوال کو محدود رکھنا Chair کا ہی کام ہے جس میں کوئی ممبر کچھ نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!آپ دیکھیں کہ ممبران باقاعدہ ضد پر آ جاتے ہیں کہ ہم نے سوالات کرنے ہیں بلکہ بعض اوقات واک آؤٹ پر آ جاتے ہیں کہ ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں اپنے تمام ممبران کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ جن ممبران کے سوال نہیں ہوتے اُن کا بھی استحقاق ہوتا ہے۔ میں یہاں پر اپنی پارٹی کی طرف سے یہ عرض کروں گا کہ آپ کے سامنے گھڑی اور ہاتھ میں چھڑی ہے لہذا آپ گھڑی اور قانون کی چھڑی کو استعمال کرتے ہوئے پانچ منٹ رکھ لیں تاکہ کم از کم ایک گھنٹے میں بارہ سوالات تو take up ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس پھولوں کی چھڑی ہے مگر دوسری چھڑی نہیں ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں نے قانون کی چھڑی کہا ہے۔ چونکہ دو مرتبہ ایڈوائزری کمیٹی میں یہ بات ہو چکی ہے اس لئے میں اپنی پارٹی کی طرف سے پانچ منٹ کی بات کرتا ہوں اسی طرح وزیر قانون صاحب بھی اپنی پارٹی کی طرف سے ارشاد فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ اگر ہر سوال کو پانچ منٹ تک محدود کر دیا جائے تو اس سے زیادہ Questions آ سکتے ہیں لیکن جس طرح سے محترم ظہیر الدین صاحب نے اپنی پارٹی کے معزز male اور female ممبران کی عزت کو

ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بات کی ہے۔ دراصل وہ ان کی عزت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے اور آپ کو پتا ہی ہے کہ سب سے زیادہ ضد اور احتجاج کس طرف سے آتا ہے۔ اگر چودھری ظہیر الدین صاحب اپنی طرف سے اس بات کی یقین دہانی کرائیں تو میں پوری طرح سے Chair کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہماری طرف سے قطعی طور پر اس بات پر کوئی protest نہیں ہو گا بلکہ پورا تعاون ہو گا۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ چودھری ظہیر صاحب نے جو کہا ہے میں بھی اس سے متفق ہوں اور رانا صاحب نے بھی جو کہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اگر وقت پانچ منٹ کر دیا جائے تو اس سے آپ کو بھی problem ہو گا اور ہمارے لئے بھی problem ہو گا تو آپ تین ضمنی سوال کر دیں جیسے قومی اسمبلی میں بھی ہے کہ ہر سوال پر تین ضمنی سوال ہوں اور اس کے بعد اگلا سوال آ جائے۔ یہ میری تجویز ہے آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ پہلے ہی فیصلہ ہوا تھا کہ دو ضمنی سوالات سے زیادہ نہیں پوچھے جائیں گے اور سپیکر صاحب نے بھی باقاعدہ یہاں ایوان میں کہا کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہوں گے لیکن معزز ممبر ہمارے لئے بڑے محترم ہیں پھر ہمیں اپنے آپ کو خود confine کرنا ہے اور میرا خیال ہے کہ آج جو بات چودھری صاحب اور رانا صاحب نے کی ہے

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بچہ بھی جب چلنا شروع کرتا ہے تو کبھی گھٹنوں کے بل اور کبھی کہنی کے بل گرتا ہے اور کوئی کام شروع کرنے سے پہلے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ یہ precedent بنالیں کہ تین ضمنی سوالات ہونے ہیں اور اس پر عملدرآمد کرائیں تو میرے خیال میں شروع میں تکلیف ہو گی پھر یہ ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ تین ضمنی سوالات کی بات ہو جائے یا جس طرح چودھری ظہیر الدین صاحب نے کہا ہے لیکن ہمارے rules میں بنیادی ترمیم کی ضرورت ہے کیونکہ جب یہ rules بنائے گئے تھے تو اس وقت اسمبلی کا سائز اور باقی ساری چیزیں

آج سے بہت مختلف تھیں۔ معاملہ یہ ہے کہ بعض سوالات ایسے ہوتے ہیں جن کا ماسوائے specific حلقے یعنی فلاں حلقہ میں کتنی سڑکیں ہیں، کتنی گلیاں ہیں اور کتنی بن گئی ہیں؟ کچھ سوالات ہوتے ہیں جن کی پورے پنجاب سے متعلقہ اہمیت ہوتی ہے۔آپ کی سربراہی میں جو کمیٹی بنی ہوئی ہے اگر rules میں یہ گنجائش ہو کہ جس سوال میں صرف اپنے حلقے اور اپنے شہر کے متعلق مجھے جو انفارمیشن چاہئے وہ انفارمیشن اور اس کا جواب مجھے براہ راست چلا جائے اور جو سوالات اس اہمیت کے حامل ہوں کہ انہیں ایوان میں discuss ہونا ہو تو انہیں یہاں پر allow کیا جائے تو پھر یہ ہے کہ وہ تمام سوالات جو اہمیت کے حامل ہوں گے ان پر بات ہو سکتی ہے۔اس بارے میں rules میں amendment کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے تو آپ اسے in operation کریں، وہ کام کرے اور ہمیں ان rules کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق amend کرنا ہو گا۔ ان میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو موجودہ تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ فیصلہ کون کرے گا؟

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! وقت ضائع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وزراء کی طرف سے بڑا irrelevant جواب آتا ہے جس سے ممبران مطمئن نہیں ہوتے اور پھر questions ہوتے ہیں جن سے بے تحاشا وقت ضائع ہوتا ہے۔ سوال کچھ کیا جاتا ہے اور جواب کچھ اور ہوتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: میں business conclude کر لوں پھر اس پر بات کرتے ہیں۔اس حوالے سے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی اگلی میٹنگ میں بات کریں گے۔اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1272 چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 1272 ہے۔

لاہور: پانچ کروڑ روپے مالیت کے سونا کی ڈکیتی و دیگر تفصیلات

1272: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بحوالہ روزنامہ "خبریں" لاہور مورخہ 11-05-2012-2012 کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے کریم بلاک میں پانچ ڈاکوؤں نے عدنان جیولرز سے پانچ کروڑ مالیت کا دس کلو سونا لوٹ لیا اور مزاحمت پر دکان مالک عدنان کے بھتیجے سجاد کو گولیاں مار کر شدید زخمی کر دیا؟

(ب) مذکورہ واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک جو کارروائی کی اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وقوعہ کی حد تک یہ توجہ دلاؤ نوٹس درست ہے کہ وقوعہ ہوا ہے اور اس پر مقدمہ نمبر 215/12 بجرم 397ت، پ تھانہ گلشن اقبال درج رجسٹر ہو کر تفتیش عمل میں لائی گئی ہے اور سرکل آفیسر ذاتی طور پر اس تفتیش کو مانیٹر کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں جن لوگوں پر شبہ تھا انہیں پکڑ کر مدعی اور گواہان کے سامنے لایا گیا ہے۔ انہوں نے ایک شخص محمد عمران عرف مانا ولد بشیر احمد پر شبہ واردات ظاہر کیا ہے اور اس آدمی کا previous record بھی ہے جسے interrogate کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ اس واردات کو آئندہ چند دنوں میں work out کر لیا جائے گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا صرف ایک ضمنی سوال ہے کہ اس واردات سے پہلے بھی جیولرز کی دکانوں کو لوٹا گیا۔ کل اور پرسوں تین دنوں کے اندر جیولرز کے ساتھ دو اور وارداتیں لاہور میں ہوئی ہیں۔ لاہور پنجاب کا دل ہے اور پنجاب پاکستان کا دل ہے جہاں پر یہ وارداتیں ہونا بڑی فکر انگیز ہیں۔ کیا حکومت پنجاب جیولرز کو لاہور کے اندر کوئی تحفظ دینے کے لئے میکانزم تیار کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بات پر پہلے بھی فیصلہ ہوا ہے لیکن اس فیصلے پر عمل درآمد بعض جگہوں پر نہیں کیا گیا اور یہ واقعہ بھی اسی کے پیش نظر ہے کہ ایک دکان جس میں دس کلو سونا ہو اور آپ اس کی مالیت کا اندازہ لگائیں کہ کتنے کروڑ روپے کا ہو گا لیکن وہاں پر ایک proper سی سی ٹی وی کیمرے اور proper گارڈز کا انتظام نہ ہونا بھی بعض اوقات ملزمان کو اس بات کی

دعوت دیتا ہے کہ وہ اس قسم کی واردات کریں۔اس بارے میں جو standards scan کئے گئے ہیں اور جہاں جہاں ان پر عمل نہیں ہو رہا تو حکومت کا ارادہ ہے کہ ایسی تمام جگہوں جن میں بنک اور ایسی مارکیٹیں ہیں جہاں پر بہت بھاری مالیت کی چیزیں موجود ہوتی ہیں جن میں سونے کی دکانیں بھی ہیں تو ان پر ایک standard کو بھی دوبارہ revise کیا جائے اور اس پر پوری طرح سے عملدرآمد کرایا جائے تاکہ proper safeguard ہو اور اس قسم کی وارداتیں نہ ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ میرا ایک ہی ضمنی سوال ہے لیکن معذرت چاہتا ہوں کہ اس کا جواب نہیں آیا اور میرا ایک suggestive question ہے کیونکہ میں نے administrative mechanism کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں یہ ساری چیزیں آ جائیں گی۔ لاء منسٹر صاحب نے بجا طور پر فرمایا کہ دس پاپندرہ کلو گرام سونا رکھنا بھی ایک inviting ڈکیتی فعل ہوتا ہے۔اس میں کسی کاروباری کو restrain کرتے ہیں تو اسے اپنے مال یا اپنے assets دینے کے لئے حکومت کوئی ایسا locker مہیا کرے تو یہ گورنمنٹ میکانزم میں آئے گا اور یہ سوال اسی لئے میں نے پوچھا تھا۔چونکہ بنک اور جیولرز کے گارڈز باہر کھڑے ہوتے ہیں اور easy prey ہوتا ہے کہ آپ اس گن والے کی گن کو ہاتھ ڈال لیں اور اس کے بعد ہر چیز پر قابو پالیں۔ساری دنیا میں گارڈ نظر نہیں آتے لہذا ان کو ایسی جگہوں پر متعین کیا جائے جہاں سے ڈاکو تو easy prey ہوں لیکن ان ڈاکوؤں کی access گارڈ تک نہ ہو سکے۔یہ میری تجویز ہے اگر اس کو درخور اعتنا سمجھتے ہیں تو لاء منسٹر اس سلسلے میں کچھ فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری صاحب کی تجویز بڑی اچھی ہے اس پر بالکل غور کر کے عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔یہ تحریک جناب اعجاز شفیع کی ہے اور ان کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے لہذا یہ pending کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ آج تحاریک التوائے کار نہیں ہیں لہذا اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Introduction of Bills, Consideration of Bills and Reconsideration of Bills. Now, Minister for Law to introduce the Women University Multan (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce the Women University Multan (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab

1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب زرعی یونیورسٹیاں مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I introduce the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Agriculture for report within one month.

Now, the Minister for Law to introduce the University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the University of Veterinary and Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The University of Veterinary and Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012

مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I introduce the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Health for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Technology University Bill 2012.

مسودہ قانون پنجاب ٹیکنالوجی یونیورسٹی مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I introduce the Punjab Technology University Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Technology University Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of

Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce The Punjab Revenue Authority Bill 2012.

مسودہ قانون پنجاب ریونیو اتھارٹی مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I introduce the Punjab Revenue Authority Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Revenue Authority Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Finance for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Evacuee Trust Properties (Management and Disposal) (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) (بندوبست وسپردگی) متروکہ وقف املاک پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I introduce the Punjab Evacuee Trust Properties (Management and Disposal) (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Evacuee Trust Properties (Management and Disposal(Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Housing and Town-Planning Agency (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I introduce the Punjab Housing and Town Planning Agency (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Housing and Town Planning Agency (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for report within one month.

Now, Minister for Law to introduce the Punjab Local Government Bill 2012.

مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce the Punjab Local Government Bill 2012.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Government Bill has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report within one month.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Parks and Horticulture Authority Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as recommended by the Select Committee, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as recommended by the Select Committee, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as recommended by the Select Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE -14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker, I move:

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول مصدرہ2012

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012. Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker, I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اذان ظہر)

کورم کی نشاندہی

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اینیمل سلاٹر کنٹرول مصدرہ 2012

(۔۔۔جاری)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودات قانون

(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک وبے دخل اشخاص مصدرہ 2011

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011. Minister for law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 08-03-2012 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "The message of the Governor in respect of the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, is taken into consideration at once Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the Evacuee Property and Displaced Persons Law (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Evacuee Property and Displaced Persons Law (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH: EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ oppose کر رہے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی، میں oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو oppose کر رہے ہیں آپ نے صرف message کی حد تک confined رہنا ہے۔ You have to be confined to the message. آپ صرف اس حد تک ہی بات کر سکیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جن جن نکات پر گورنر نے اپنے objection notes دیئے ہیں میں ان پر بات کروں گا لیکن اس سے پہلے ایک اور issue پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ issue یہ ہے کہ ملک کی 65 سالہ تاریخ میں جو بھی عوامی نمائندے ایوان کے اندر آئے ہیں، اس ملک کی تاریخ میں دو مواقع ایسے آئے ہیں جہاں سو فیصد ممبران کی متفقہ رائے کے ساتھ legislation ہوئی ہے۔ ایک طرہ امتیاز 1973 میں ذوالفقار علی بھٹو شہید کو ملا تھا کہ انہوں نے unanimous Constitution pass کیا اور اس کے بعد یہ credit اس موجودہ وفاقی حکومت کو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیسے اس سے تعلق نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: No please. جو legalities ہیں وہ confined to the message of the Governor ہیں۔ Law is very much clear.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر آپ legislation کرتے وقت اپوزیشن کو اعتماد میں لے لیں تو یہ بِل بار بار اسمبلی میں نہ بھیجے جائیں۔ اس کا تعلق کیسے نہیں بنتا؟ تعلق یہ بنتا ہے کہ ہم اپنے مسلم لیگ (ن) کے بھائیوں کو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر مرکز میں unanimous legislation ہو سکتی ہے وہ صوبے جو علیحدگی کی بات کرتے ہیں اگر وہ بھی legislation کے وقت unanimously ایک point پر اکٹھے ہو سکتے ہیں، پیپلز پارٹی ایوان کے اندر نمائندگی رکھنے والے ایک ایک فرد کو چاہے اس کا تعلق Muslim community سے ہو، minority سے ہو یا خواتین سے ہو اگر ان کو unanimously کسی Bill یا legislation کے لئے اکٹھا کیا جا سکتا ہے تو میں صوبہ پنجاب کے اربابِ اختیار سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ legislation متنازعہ کیوں کرتے ہیں؟ اسی طرح سے

ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو اس بات کا جائزہ لے کہ جس جس طرح کی legislation کرنی ہے اس سلسلے میں باقی تمام بھائیوں کو بھی اعتماد میں لیا جانا چاہئے۔ اٹھارہویں، انیسویں اور بیسویں ترمیم کے اندر جس طرح سے اپوزیشن کے دوستوں نے تعاون کیا میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں مسلم لیگ (ن) کی لیڈر شپ کو، ان کے ارکان کو اور ووٹرز کو جنہوں نے پیپلز پارٹی کی اس تگ ودو کا ساتھ دیا جو انہوں نے unanimous legislation کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اندر تعاون کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! ان کو تو تعریف بھی راس نہیں آئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ نولاٹیا صاحب گورنر کی طرح سے اِدھر اُدھر کی ہانکنے کی بجائے to the point بات کریں۔ گورنر صاحب کا اس Bill کو return کرنے کا ایک ہی اعتراض ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ وفاقی قانون ہے صوبائی قانون نہیں ہے۔ میں نولاٹیا صاحب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ:

The Evacuee property and displaced persons laws repeal Act 1975.

کی تنسیخ شدہ جو Concurrent List ہے اٹھارہویں ترمیم کے بعد ختم ہو گئی ہے اور تمام subjects صوبوں کو devolve ہو گئے ہیں۔ اس کا اس میں 36 نمبر پر اندراج تھا۔ اب جو Federal Legislative List بنی ہے اس میں اس کا کہیں اندراج نہیں ہے۔ اگر کہیں پر اس کا اندراج ہے اور گورنر صاحب اس کا ذکر کر دیتے تو ہم اس کو بھی consider کر لیتے۔ اگر کہیں نولاٹیا صاحب کو اس کے اندراج کا پتا ہے تو وہ بھی بتائیں۔ اس کے علاوہ اس میں دوسری باتوں کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ تو ساری باتیں irrelevant ہیں۔ یہ Federal Legislative List منگوالیں اور بتائیں کہ فلاں جگہ پر اس کا اندراج ہے اور میں اسی وقت یہ بل واپس لے لوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نولاٹیاصاحب!آپ نے صرف messageکی حدتک confinedرہناہے Law is very much clear on this point.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں ان کی بات کا جواب دیتاہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ ان کی بات پر نہیں بلکہ messageپر focusکریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اگرImplementation Commissionبنایا گیا تھا تو ایوان کے اندر موجود تمام سیاسی پارٹیوں کو نمائندگی دی گئی تھی کہ اٹھارہویں، انیسویں ترمیم کی صورت میں صوبوں کو جو اختیاراتdevolveہوئے ہیں ان پرImplementation Commissionفیصلہ کرے گا کہ کون سی منسٹریاں صوبوں کو جائیں گی اور کون سی منسٹریاں صوبوں کو نہیں جائیں گی اور کس کس منسٹری کا کون سا subjectمرکز کے پاس رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میںImplementation Commissionکہاں سے آگیا،یہ توFederal Legislative Listکی بات ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ان کے اندر سننے کا حوصلہ بھی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب والا!یہ لسٹ لائیں اور بتائیں اس کے اندر کہاں پر اندراج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:نولاٹیا صاحب!اگر تو آپ نے messageپر کوئی بات کرنی ہے تو ٹھیک ہے otherwiseمیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!کیا messageمیںImplementation Commissionکا ذکر نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ 36نمبر پر وہ بات موجود ہے یا نہیں ہے۔اب آپ کا اور وزیر قانون کاpoint of viewبھی آگیا ہے لہذا اب میں نے sense of the Houseلینی ہے۔آپ کاpointآگیا ہے اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!آپ میری بات تو سنتے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ اپنا جواب دے چکے ہیں۔ میری آپ سے دست بستہ گزارش ہے کہ ہم نے یہاں پر rules کو follow کرنا ہے اب یہاں پر آپ message of the Governor کی حد تک confined رہ سکتے ہیں۔ اس کے اوپر جو آپ نے point raise کیا اس کا وزیر قانون نے جواب دے دیا۔ اب اس کے بعد sense of the House لینی ہے لیکن اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ گورنر کے message کے باہر بات نہ کریں بلکہ گورنر کے message کے اندر جو چیز موجود ہے اس پر بات کریں۔ گورنر کے message کا جو پانچواں جز ہے یہ اگر معزز وزیر قانون پڑھ لیں تو اس کے اندر انہوں نے بڑا clearly لکھا ہے کہ Implementation Commission کے تحت فیصلہ ہونا چاہئے کہ کون سے subjects صوبوں کے پاس اور کون سے subjects مرکز کے پاس رہیں گے؟ کوئی بھی منسٹری سو فیصد صوبوں کو devolved نہیں ہوئی۔ میرا سوال یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ ترمیم کی basic spirit کے خلاف جا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے تحت Federal Concurrent List ختم ہو چکی ہے اور Federal List آئین کا حصہ بن چکی ہے۔ اب یہ اور بات کر رہے ہیں، Implementation کا اس سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Evacuee property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."
>
> The motion moved and the question is
>
> "That the Evacuee property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."
>
> (The motion was carried.)
>
> (The Bill is passed.)

مسودہ قانون (تنسیخ) (توثیق احکامات) سیٹلمنٹ کمشنرز مصدرہ 2011

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal)

Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 08-03-2012, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 08-03-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Order) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Order) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں سننے کا حوصلہ دے۔ ویسے یہ سمجھنے کی عمر سے تو بڑے ہو گئے ہیں توقع تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کوئی سمجھداری دے اور میں یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں سننے کا حوصلہ دے۔ گورنر کا message جو ہے اس کا 5 point ہے جس کا پہلی legislation کے اندر سنا

جانا ضروری تھا مگر آپ نے نہیں سنا لیکن میں گورنر کا message آپ کو بتا دوں ،Chair کا روّیہ بھی پریس کو پتا چل جائے اور معزز لاء منسٹر کی سننے کی جو ہمت اور حوصلہ ہے اس کا بھی پتا چل جائے۔ یہ message No. 5 کا حصہ ہے کہ:

> **Under 18th Amendment Article.** 270(aa) was promulgated and as per sub-Clauses 4 and 9 for purpose of devaluation process under Clause 8 the Federal Government shall constitute an Implementation Commission. Accordingly Implementation Commission was constituted headed by Senator Raza Rabbani.

مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اس Implementation Commission پر بات کروں اور honourable Chair یہ کہے کہ یہ relevant نہیں ہے یا معزز لاء منسٹر یہ کہیں کہ یہ relevant نہیں ہے۔اصل تنازع صوبوں اور مرکز کا یہ ہے کہ چند subjects ایسے ہیں جن پر صوبے یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر ہمارا حق ہے ہم قانون سازی کریں گے اور ان پر مرکز کا اعتراض یہ ہے کہ یہ مرکز کا اختیار ہے اور مرکز ہی اس پر قانون سازی کرے گا۔Implementation Commission اس لئے بنایا گیا کہ پارلیمنٹ کے اندر موجود وہ تمام سیاسی پارٹیاں جن کو عوام نے نمائندگی دی ہے ان کا ایک ایک نمائندہ اس کمیشن میں بیٹھے اور وہ فیصلے کریں کہ کون کون سی منسٹری صوبوں کو جائے گی اور کون کون سی منسٹری صوبوں کو نہیں جائے گی یا کس منسٹری کا کون سا subject صوبوں کو جائے گا اور کس منسٹری کا کون سا subject صوبوں کو نہیں جائے گا۔ سینیٹر رضا بانی کی صدرات میں Implementation Commission بنا اس کے اندر معزز لاء منسٹر کی پارٹی کے نمائندے بھی موجود تھے ۔اگر تو Implementation Commission نے specific ان دو subjects کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ صوبوں کے پاس رہیں گے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہمارے معزز وزیر قانون ضرور اس پر قانون سازی کریں۔اگر یہ تنازع کھڑا ہو جائے تو اس تنازع کو حل کرنے کے لئے صوبائی اسمبلی according to the Constitution proper forum نہ ہے بلکہ Implementation Commission proper forum ہے۔اب معزز وزیر قانون جو بات کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ after the devaluation of concurrent list دو Federal Legislative Lists دی جا چکی ہیں ایک Federal Legislative List No.1 اور ایک Federal Legislative

List No. 2وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر ان دو لسٹوں کے اندر یہ subjectمرکز کے پاس ہے تو ٹھیک ہے اگر مرکز کے پاس نہیں ہے تو rest of all legislation would go to the Provincesاب ان کی یہ رائے ہے۔

جناب سپیکر! معزز وزیر قانون یہ بتائیں کہ اگر اس قانون سازی کی بنیاد پر سندھ نے قانون سازی کر لی ہے تو آپ بھی کر لیں، اگر بلوچستان نے کی ہے تو آپ بھی کر لیں اور KPTنے کی ہے تو آپ بھی کر لیں لیکن قانون سازی کا یہ عجیب و غریب مذاق ہے کہ پاکستان کے تمام Federative Units تمام صوبوں میں سے کسی کو ان اختیارات کے بارے میں کوئی جلدی نہیں ہے اور یقین کریں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو بھی نہیں ہے۔یہ صرف ایک دن کا خواب ہے جو رانا ثناء اللہ دیکھتا رہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:This is ok بہت شکریہ۔messageکی حد تک confine رکھیں otherwise 203 is very clearہے۔جی، لاء منسٹر صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آٹھ نکات ہیں اور میں نے تو ابھی تک صرف ایک پر بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو Evacuee Propertyہے یہ پیپلز پارٹی مال مفت سمجھ کر ہڑپ کر رہی ہے اور روزانہ کی بنیاد پر لوٹ مار کر رہی ہے اس لئے انہیں بڑی تکلیف ہے اور اس تکلیف کا کوئی ازالہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جہاں جہاں سے انہیں لوٹ مار کے لئے مال میسر ہو وہاں پر یہ ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہوتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو Implementation Commissionکا فرمایا ہے انہوں نے aa 270 کا سب آرٹیکل 9 پڑھا ہے لیکن انہوں نے سب آرٹیکل 8 نہیں پڑھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے جو messageدیئے ہیں میں ان تک ہی محدود رہوں گا مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر اور نولاٹیاصاحب ایک منٹ ذرا مجھے بات کر لینے دیں۔It has to be decided by the Chairنولاٹیاصاحب! میری بات سن لیں This thing has to be decided by the Chair under Rule 203آپ نے جتنی بات کی ہے جو message of the Governor تھے جہاں پر آپ کی irrelevancy سامنے آئی ہے میں نے آپ کو روک دیا۔ بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!گورنر صاحب کے نو messages تھے میں نے صرف ایک پر بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:مہربانی کریں اور آپ تشریف رکھیں۔basic issue ہی وہ ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:آپ نے پڑھا ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں پڑھ کر ہی بیٹھا ہوا ہوں۔تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!یہ میرا حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جو حق تھا آپ نے استعمال کر لیا ہے اب جو میرا حق ہے میں نے وہ استعمال کر لیا۔ اب مہربانی کریں۔نولاٹیاصاحب!پلیز decorum کا خیال رکھیں اور تشریف رکھیں۔بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:اگر آپ نے مجھے گورنر کے message پر بات نہیں کرنے دینی تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)
(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:.Order in the House, order in the House ندیم کامران صاحب!ذرا جا کر نولاٹیاصاحب کو واپس لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!نولاٹیاصاحب کی جو تکلیف ہے اور ان کا جو problem ہے وہ بالکل سمجھ میں آنے والا ہے کیونکہ یہ Evacuee Trust Property پر جس قسم کی لوٹ مار پچھلے چار ساڑھے چار سال میں ہوئی ہے اس کا سب کو پتا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم

وقت رہ جائے اور اس میں ہماری لوٹ مار پر کوئی ہاتھ نہ ڈالا جا سکے۔انہوں نے جو آرٹیکل aa 270 کا سب آرٹیکل 9 پڑھا ہے کہ:

For the purpose of devolution process under Clause 8 the Federal Government shall constitute an Implementation Commission.

لیکن انہوں نے اس کا سب آرٹیکل 8 نہیں پڑھا کہ:

On the omission of the Concurrent List the process of devolution of the matters mentioned in the said list to the Provinces shall be completed by the 30th day of June 2011.

یعنی یہ عرصہ گزرے بھی تقریباً آٹھ ماہ ہو گئے ہیں۔یہ پہلے Concurrent List میں تھا لیکن اب اس کا Federal List میں وجود نہیں ہے لہذا صوبائی اسمبلی اس قانون کو amend کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Evacuee پر بات کرتے رہے ہیں لیکن یہ وقت settlement کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نمبر 36 ہی ہے یعنی یہ بھی متروکہ املاک کی بابت اور اسی سے متعلقہ ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill. Minister for law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (تنسیخ) پنجاب پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 مصدرہ 2011

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ملک ندیم کامران صاحب نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں، ابھی آپ کو اس Bill پر بات کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ ملک ندیم کامران صاحب مجھ سے بالا بالا ہی آپ سے وعدہ کر آئے ہیں۔ بہر حال آپ کو موقع دیتے ہیں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 08-03-2012, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 08-03-2012, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH: EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے ایک rule طے کیا ہے کہ گورنر کے messageکے علاوہ کوئی بات نہیں کی جائے گی۔ اب گورنر کے messageپر مشتمل یہ بارہpoints

ہیں۔اس Bill پر گورنر صاحب نے بارہ اعتراضات لگائے ہیں۔اگر آپ نے مجھے ان بارہ points پر بات کرنے کا موقع دینا ہے تو پھر میں ضرور بات کرتا ہوں۔آپ مجھے یا وزیر قانون میں سے ایک کو راضی کر لیں۔آپ کوشش کرتے ہیں کہ دونوں راضی ہو جائیں۔آپ وزیر قانون کو راضی کر لیں یا پھر مجھے ان بارہ points پر بات کرنے کی اجازت دے دیں۔ پچھلے Bill پر نو اعتراضات تھے۔آپ نے خود rule طے کیا ہے کہ گورنر صاحب کے message سے باہر بات نہیں کی جائے گی اس لئے میں آپ کی ہدایت کو follow کرتے ہوئے گورنر صاحب کے message کے اندر رہتے ہوئے ہی بات کروں گا۔

جناب سپیکر!وزیر قانون کے خلاف پچھلے ایک سال سے تحریک استحقاق pending چلی آ رہی ہے اور اس کی میٹنگ نہیں ہو رہی۔اس تحریک استحقاق کو take up کیا جائے اور انہیں اخلاقی طور پر استعفیٰ دے دینا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نولاٹیا صاحب!اب یہ گورنر کا message تو نہیں ہے۔آپ اپنے آپ کو گورنر کے message تک محدود رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر![**********]

جناب ڈپٹی سپیکر:میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!گورنر کا message یہ ہے کہ:

(i) According to "The Punjab Public Defender Service Act, 2007 (Repeal) Bill, 2011, it has been proposed to repeal" the Punjab Public Defender Service Act, 2007 (XIV of 2007). The Preamble of the existing law "The Punjab Public Defender Service Act, 2007" dwelling upon statement of objects and reasons behind the legislative instrument having the sanctity of collective wisdom of the Provincial Legislature envisages as under."

جناب سپیکر!اس پورے Bill کے اندر جو ایک main stress والا portion focused ہے میں اس پر بات کروں گا۔یہ Bill پچھلی حکومت نے پاس کیا تھا۔کچھ لوگ habitual litigants

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہوتے ہیں جو کہ بے گناہ لوگوں کو مقدمات میں پھنسا دیتے ہیں اور پھر بلیک میل کر کے ان سے پیسے لیتے ہیں۔اگر کوئی بے گناہ غریب آدمی اس طرح کی wrong litigation کے اندر پھنس جائے تو حکومت اس کی مفت امداد کرے گی اور اس مقصد کے لئے حکومت تمام اضلاع کے اندر وکلاء کو بھرتی کرے گی اور ان کے ذریعے سے غریب لوگوں کی امداد کی جائے گی۔اب چونکہ مسلم لیگ(ن) کی قسمت میں غریبوں کی ہمدردی فطرت سے نہیں لکھی گئی اور ان غریب لوگوں کی ذمہ داری پیپلز پارٹی کے ناتواں کندھوں پر ہے اس لئے اس Bill کو repeal کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں یا گورنر کا پیغام سنا رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اپنا پیغام میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کو دینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے ایک ایسے فرد کو وزیر قانون بنایا ہوا ہے جو اس ایوان کا ملزم ہے۔اس نے اس ایوان کو degrade کیا ہے۔میری تحریک استحقاق ابھی pending ہے۔میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ ایسے ملزم وزیر قانون کو ہٹا کر کسی دوسرے آدمی کو وزیر قانون بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں Article-4 and 25 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan کے حوالے سے بات کروں گا۔آرٹیکل۔4 کے اندر ہر پاکستانی شہری کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اس کو پاکستان کے اندر free trial کے لئے سہولتیں میسر کی جائیں اور جو غریب لوگ عدالت کے اندر اپنی غربت اور مسائل کی وجہ سے cases کو face نہیں کر سکتے ایسے لوگوں کے لئے حکومت انتظام کرے گی۔دوسرا آرٹیکل۔25 یہ ہے کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو equal rights دیئے جائیں۔میں ایک آخری بات کا حوالہ دے کر اجازت چاہوں گا کہ Procedural Criminal Law کے اندر بھی ایک شق موجود ہے کہ جو سرکاری وکیل ہوں گے وہ ان کی پیروی کریں گے۔حکومت نے ان سرکاری وکیلوں کے علاوہ ایک نئے متوازی نظام کے لئے کوشش کی تھی لیکن چونکہ اس کا تعلق غریبوں اور بے گناہوں کی امداد سے ہے یا ایسے لوگوں کی امداد سے ہے جو معاشرے کے اندر بڑی غربت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔اگر یہ چیز مسلم لیگ(ن) کے manifesto میں شامل ہے تو پھر بھی رانا ثناء اللہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ غریبوں کی امداد ہو۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک گورنر کے message کا تعلق ہے تو اس کو میرے بھائی نولاٹیا صاحب نے touch ہی نہیں کیا البتہ انہوں نے مجھے ملزم وزیر ضرور کہا

ہے۔یہ مجھے تو ملزم وزیر قانون کہتے ہیں اور خود سزا یافتہ وزیر اعظم رکھتے ہیں۔ میں تو صرف یہی کہوں گا کہ "شرم تم کو مگر نہیں آتی" بہت شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal)Bill 2011,as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر:آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 8۔جون2012 صبح9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

274

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون(ترمیم)(انضباط)ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی2012

(مسودہ قانون نمبر10 بابت2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(انضباط)ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ ،اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(انضباط)ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی2012 منظور کیا جائے۔

276

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،8۔جون2012

(یوم الجمع،17۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 18 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا
الرَّحۡمٰنِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡهُ خِطَابًا ۝ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَ
الۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ
وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الۡيَوۡمُ الۡحَـقُّ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا ۝ اِنَّاۤ اَنۡذَرۡنٰكُمۡ عَذَابًا قَرِيۡبًا ۚ يَّوۡمَ يَنۡظُرُ الۡمَرۡءُ مَا قَدَّمَتۡ
يَدٰهُ وَيَقُوۡلُ الۡكٰفِرُ يٰلَيۡتَنِىۡ كُنۡتُ تُرٰبًا ۝

سورۃ النّبَإ آیات 37تا40

وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اس سے بات کرنے کا یارا نہ ہوگا (37) جس دن روح (الامین) اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے) رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو (38) یہ دن برحق ہے۔ پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنالے (39) ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا (40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے محمدؐ کو ہر گھڑی شاہِ مدینہ کی
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
میں فخری فکر دنیا آخرت سب بھول جاتا ہوں
مجھے جب یاد آتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ریونیو اینڈ کالونیز(بورڈ آف ریونیو) سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں چنیوٹی صاحب!تشریف رکھیں اور آپ کو وقفہ سوالات کے بعد وقت دیا جائے گا۔پہلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 5237 ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب نجکاری بورڈ کی تفصیلات

*5237:**انجینئر قمر الاسلام راجہ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب نجکاری بورڈ صوبہ کی کچھ زرعی زمینوں اور کچھ سرکاری شہری اثاثوں کی فروخت کے لئے عنقریب بین الاقوامی ٹینڈر دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مجوزہ فروخت میں گورنر ہاؤس، جی او آر اور کچھ سرکاری دفاتر کی زمینیں بھی شامل ہیں؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو اس فروخت کے عمل کو شفاف بنانے کے لئے کون کون سی تجاویز زیر غور ہیں، مزید اس کے لئے کیا طریق کار طے کیا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ پنجاب نجکاری بورڈ کو سرکاری اراضی کی شفاف طریقے سے فروخت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اس کے لئے ضرورت کے مطابق بین الاقوامی اور مقامی ٹینڈر

دیئے جائیں گے لیکن ابھی تک کوئی بین الاقوامی ٹینڈر نہیں دیا گیااور صرف قومی اخبارات میں ہی اشتہار برائے نیلام سرکاری اراضی دیئے جاتے رہے ہیں۔

(ب) یہ اطلاع درست نہ ہے کہ گورنر ہاؤس، جی او آر اور لاہور شہر کے سرکاری دفاتر کی زمین نیلام کی جارہی ہے۔

(ج) جواب جز(ب)میں دیا جاچکا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک پنجاب نجکاری بورڈ کو اس process سے کتنی رقم حاصل ہوئی ہے اور کن مقاصد کے لئے استعمال کی جارہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی): شکریہ۔جناب سپیکر!1997 سے لے کر آج تک پنجاب نجکاری بورڈ نے395 سرکاری املاک بذریعہ نیلام فروخت کی ہیں اور ان سے مبلغ5233.139 ملین روپے کی آمدنی حاصل ہوئی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز(ج)میں پوچھا گیا تھا کہ "اس فروخت کے عمل کو شفاف بنانے کے لئے کون کون سی تجاویز زیر غور ہیں اور مزید اس کے لئے کیا طریق کار طے کیا جارہا ہے؟"اس کا جواب نہیں دیا گیا تو میری گزارش ہے کہ اس کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی): جناب سپیکر! پنجاب نجکاری بورڈ1997-08-04 کو فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر– FD/SO AB-8.497 کے تحت معرض وجود میں آیا۔ حکومت پنجاب کی طرف سے دی گئی سرکاری املاک کو پنجاب نجکاری بورڈ بذریعہ نیلام عام شفاف طریقے سے فروخت کر رہا ہے اور آج تک کوئی غیر شفافیت کی شکایت موصول ہی نہیں ہوئی تو اسے مزید شفاف کیسے کیا جائے؟ میرے فاضل ممبر بتائیں کہ اس میں غیر شفافیت کی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے یا ان کے نوٹس میں آئی ہے تو پھر ہم اسے مزید شفاف کر لیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج منسٹر صاحب تو تشریف نہیں لائے۔ ظاہر ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب اسی ایک rule کی آڑ لیں گے کہ منسٹر کی جگہ پر پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: (3)61 ملاحظہ کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک make shift arrangement ہے وہاں واضح لکھا ہوا ہے کہ اگر کسی وجہ سے، لیکن ہم عرصہ تین سال سے اسے ہی دیکھ رہے ہیں۔ میں جناب کی، میڈیا اور عوام کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر منسٹر پتا نہیں کون سا کام کر رہے ہیں؟ یہ صرف بے چارے پارلیمانی سیکرٹریز کے ذمہ لگا ہوا ہے۔ یہ ایک make shift arrangement ہے کہ اگر وہ نہ ہوں، خدانخواستہ ان کی صحت زیادہ خراب ہو گئی ہو، یا کچھ ایسی بات ہو گئی ہو تو اُس وقت پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری کبھی بھی مستقل ہوتے ہیں اور نہ کسی گورنمنٹ میں مستقل رہے ہیں۔ آپ کے پاس اسمبلی کا سارا ریکارڈ موجود ہے، یہاں پر جتنے پارلیمانی سیکرٹریز ہیں انہوں نے منسٹر کی ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔ اگر منسٹر صاحبان اتنے [***] ہیں یا available نہیں ہیں تو ان بے چاروں کو منسٹر بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان کے بارے میں ایسے الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ چودھری صاحب! آپ رول (3)61 پڑھ لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: میں نے پڑھا ہوا ہے اور اس میں یہی ہے کہ اگر کسی وجہ سے۔ یہاں تین سال کا تسلسل ہے ایسی کون سی وجہ ہے جس کی وجہ سے منسٹر بے چارے step-in نہیں کر سکتے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ منسٹر کیوں نہیں اندر آ سکتے؟ اگر کوئی ایسا بیریئر ہے تو آپ اپنے سٹاف سے کہیں کہ وہ منسٹر کو اندر آنے کی اجازت دیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات تو نوٹ ہو گئی ہے لیکن پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ میں نے بس عرض کرنی تھی اب میں ضمنی سوال کی طرف آتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ صرف قومی اخبارات میں ہی اشتہار برائے نیلام سرکاری اراضی دیئے جاتے رہے ہیں۔ کیا فیصل آباد اور لاہور میں کوئی اراضی اشتہار کے بغیر privatize کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی): جناب سپیکر! بغیر اشتہار کے کوئی بھی اراضی privatize نہیں کی گئی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اشتہار دینے کے بعد کیا respond ہوا؟ ڈسٹرکٹ فیصل آباد اور لاہور کا میں نے خود پڑھا ہے ان کے اشتہار آ چکے ہیں ان اشتہارات کے نتیجے میں کتنی اراضی privatize کی گئی؟ میرا سوال بڑا particular ہے جس کا اشتہار آپ دے چکے ہیں اس کا ریکارڈ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی): جناب سپیکر! لاہور میں دو پراپرٹیز کی auction کی گئی تھی۔ ایک پراپرٹی بادامی باغ کی اور دوسری جوہر ٹاؤن کی تھی بعد میں ان کو pending کر دیا گیا تھا۔ بادامی باغ کی پراپرٹی لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے لئے گورنمنٹ نے وقف کر دی تھی۔ چونکہ یہ بہت اہم issue تھا کہ ہسپتال کے لئے کوئی اور اراضی موجود نہیں تھی تو گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اراضی بجائے نیلام کرنے کے لیڈی ولنگڈن ہسپتال کو دی جائے۔ دوسری اراضی جوہر ٹاؤن میں واقع تھی اس پر ایل ڈی اے نے کہا کہ اس کو ہم خود develop کریں گے اور development کے بعد ہم اس کی auction کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ جو after thought ہے کہ بعد میں ان کو خیال آیا کہ ان کو develop کرنا چاہئے۔ اشتہاروں پر لاکھوں روپے چلا گیا ہے۔ میں اس کو مزید simplify کرتا ہوں کہ privatize کرنے کے لئے جتنے بھی اشتہار دیئے گئے ہیں کیا ان کے response میں کوئی پراپرٹی privatize ہوئی اور اس کی رقم کتنی تھی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):جناب والا!میں نے تو پہلے ہی یہ تفصیل سے عرض کیا ہے کہ فیصل آباد میں سرکاری بولی سے جو bid آئی تھی وہ کم تھی اس لئے فیصل آباد میں کوئی اراضی auction نہیں کی گئی۔ لاہور کی بھی میں نے وضاحت کر دی ہے اس کے علاوہ جتنی پراپرٹیز نیلام ہوئی ہیں اس کا میں نے بتا دیا ہے کہ 395 سرکاری املاک آج تک بذریعہ نیلام عام فروخت ہو چکی ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال اتنا simple ہے کہ تمام اشتہارات دیئے جانے کے بعد ان کی جو نیت privatize کرنے کے لئے تھی، جس نے Privatization Board کے قیام کی justification پیدا کرنی تھی کہ ایک بورڈ چار سال سے کام کر رہا ہے۔ کیا کوئی پراپرٹی privatize ہوئی اور خزانے میں کوئی پیسا آیا، یہ صرف یہ کہہ دیں کہ ہوئی یا نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):جناب سپیکر!میں عرض کر رہا ہوں کہ ہوئی ہے۔ 395 سرکاری املاک نیلام ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!انہوں نے رقم بھی بتائی ہے کہ اتنی ہے۔ آپ نے رقم سنی نہیں ہے انہوں نے بتا دی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!ہم نے یہ طے کیا ہوا ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ آپ نے خود ہی طے کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ کا مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والے شخص کو اقلیتی ممبر اسمبلی منتخب کروا کر اسے وزیر خزانہ بنانا اور پھر استعفیٰ طلب کرنا

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کیونکہ یہ مسئلہ اتنی اہم نوعیت کا ہے کہ یہاں پر میاں محمد شہباز شریف صاحب جو وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے پہلے ایک مسلمان کو کرسچئن ممبر منتخب کرایا پھر اسی کو وزیر بنایا گیا اور اب اس سے استعفیٰ لے لیا گیا۔ یہ پہلے اس ایوان سے مذاق کرتے تھے، عوام سے مذاق کرتے تھے اور اب انہوں نے اسلام کے ساتھ بھی مذاق کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ خدا کے لئے اس پر کارروائی کریں۔ مسلمانوں کو عیسائی بنانا شروع کر دیا اور پھر ان کو وزیر بنا رہے ہیں۔ اس صوبہ میں کیا ہو رہا ہے؟ اس پر غور کریں یہ آپ کا فرض بنتا ہے، اس پر کمیٹی بنائی گئی تھی اس کی رپورٹ سے ہمیں آگاہ کیا جائے۔ اس وقت قوم کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ہم ہر چیز برداشت کر لیں گے لیکن اسلام کے ساتھ جو مذاق کیا جا رہا ہے ہم اس کو کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ آپ نے جو کمیٹی بنائی تھی اس کے حقائق سے ہمیں آگاہ کریں پھر بات آگے چلے گی۔ پہلے آپ اس پر روشنی ڈالیں کہ آپ اس کے خلاف کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ جو commitment ہوئی تھی اس کی violation ہو رہی ہے کہ وقفہ سوالات میں بات نہیں کریں گے لیکن۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ اسلام کے نام پر مذاق کر رہے ہیں، ہم اسلام کے نام پر کوئی compromise نہیں کریں گے کیونکہ ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں اس کے بعد ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں ہم پھر بات کریں گے۔ منسٹر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں پہلے مجھے کام کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو بات کی ہے وہ بہت اہم ہے یہ سوالات اتنے اہم نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ دیکھ لیں، اس کو نوٹ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ مذہب کا مسئلہ ہے اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے جس طرح ہر چیز کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آپ Custodian ہیں، غیر جانبدار ہیں اور آپ کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہے۔ آپ گورنمنٹ کو جواب دینے دیں کہ یہ اس طرح کیوں ہوا ہے؟ اس پر کسی مولوی سے فتویٰ لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اب آپ بھی جواب دیں۔

حاجی محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اسحاق: جناب والا!میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا خادم اعلیٰ شہباز شریف صاحب سے ہی فتویٰ لے لیں کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر کافر ہو جائے تو اس کی کیا سزا ہے؟

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! یہ بات پہلے بھی کی گئی ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ منسٹر نہیں ہیں لیکن منسٹر کی سیٹ سے بات کر رہے ہیں۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! ان کی جماعت لبرل جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ایک معاملہ جو ابھی کورٹ میں ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: میں کیسے سنوں آپ کی بات؟ وہ بھی شور کر رہے ہیں اور یہاں سے بھی شور ہو رہا ہے۔ شاہ صاحب! میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔This is not good

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ منسٹر کی سیٹ سے کیوں بات کر رہے ہیں؟۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! یہ معاملہ عدالت میں ہے اور اس شخص نے تمام ثبوتوں سے ثابت کیا ہے اور سو سال کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ وہ مسیحی ہے۔ اس قسم کا پروپیگنڈا کرنا اور اس قسم کی بات کرنا اچھا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاشرے کو خطرناک سمت میں لے کر جانے والی بات ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے بات سننے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! میں یہ توقع نہیں کر رہا تھا کہ Leader of the Opposition ایسی بات کریں گے اور ایک اقلیتی پارلیمانی ممبر کی زندگی کو اس stage پر لے کر جائیں گے، اپنی سیاست کو چمکانے کے لئے اس طرح کی

بات کریں گے تو میں ایسی سیاست پر لعنت بھیجتا ہوں کہ ایک مسیحی ممبر اسمبلی جس کا خاندان اور اس کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس کا تعلق ہی مسیحی برادری سے ہے۔ اس کا والد آج سے پہلے بھی اقلیتی نشتوں پر الیکشن لڑتا رہا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے بات سننے دیں، مجھے جواب دینا ہے۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! تاریخ دیکھیں، documents کے حساب دیکھیں تو ایسا شخص جس کا اپنے مذہب کے ساتھ ایک تعلق بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ جُڑا ہے اور مضبوطی کے ساتھ ہے۔ اپنے آباؤاجداد کے حوالے سے اس کی تاریخ کو دیکھیں تو وہ مسیحی ممبر اسمبلی ہے اور Leader of the Opposition کا اس کے بارے میں کہہ دینا صرف اپنے point scoring کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، Leader of the Opposition نے جو کچھ کیا ٹھیک، کیا سننے میں ان کی بات۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! یہ ایسی جماعت کے دعویدار ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! یہ ایسی جماعت کے دعویدار ہیں جو اپنے آپ کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا علمبردار کہتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سہوترا صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! ان کی جماعت کے سلمان تاثیر اور شہباز بھٹی کے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا۔ میں آپ کی اجازت سے صرف آخری بات کہہ کر اجازت چاہوں گا کہ اگر رانا آصف کی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو اس کی ذمہ داری راجہ ریاض احمد پر ہو گی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے پتا نہیں چل رہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ جنہوں نے ماحول کو خراب کیا انہوں نے اچھا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب جوئیل عامر سہوترا):جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس سے زیادہ بول سکتے تھے لیکن اگر حقائق مسخ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،اب مجھے بات تو سننے دیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔شاباش۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب جوئیل عامر سہوترا):جناب سپیکر!اگر مذہب کو مذاق بنانے کی کوشش کی جائے گی تو ہم آواز اٹھائیں گے۔یہ اس ایوان کا تقدس نہیں ہے کہ Leader of the Opposition غلط بیانی کرے اور حقائق کو توڑ مروڑ کر مینکی بھینکی مارے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب جوئیل عامر سہوترا):جناب سپیکر!ان کی اس statement کی وجہ سے ایک معزز ممبر اسمبلی کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے۔اس ایوان کا تقدس اس بات کی اجازت ہر گز نہیں دیتا کہ اس طرح کی statements دی جائیں۔ایک ایسا معاملہ جو ہائیکورٹ میں ابھی زیر سماعت ہے اس کے بارے میں اُٹھ کر ایسی statement دینا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر:اب آپ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات بھی سننے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میری humble request ہے کہ۔۔۔

حاجی محمد اسحاق:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھیں،ان کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میرا تعلق کیوں نہیں ہے؟میں پارلیمانی سیکرٹری قانون ہوں مجھے جواب دینا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

حاجی محمد اسحاق:جناب سپیکر!ایوان میں irrelevant باتیں کی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:irrelevant بات کسی طرف سے بھی آئی ہو تو اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں۔۔۔

حاجی محمد اسحاق:جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات سننے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ہوں۔ مجھے بات کرنے دی جائے۔It is my fundamental right.(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ لوگ مذاق بنا رہے ہیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس میں میریhumble submission یہ ہے کہ راناآصف صاحب پر ایکallegation لگا ہے اور ایک writ petitionہوئی ہے لیکن انہوں نے متعدد بار خود ٹی وی پر آکر، میڈیا میں اور۔۔۔

حاجی محمد اسحاق:جناب سپیکر! خلیل طاہر سندھو صاحب جواب نہیں دے سکتے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں بطور پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ مجھ سے بات کریں۔ میں سن رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!انہوں نے متعدد بار اس بات کی صفائی دی ہے کہ میں مسیحی ہوں اور بارہا یہinternationally televise ہوا ہے۔اس کے علاوہ اخباروں میں بیان آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم حاجی اسحاق صاحب کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

حاجی محمد اسحاق:جناب سپیکر!یہ اس سیٹ پر نہیں بیٹھ سکتے۔

جناب سپیکر: یہ بیٹھ سکتے ہیں،ان کا نام لکھا ہوا ہے۔

حاجی محمد اسحاق: جناب سپیکر! rules کے مطابق یہ جواب نہیں دے سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں جواب دے سکتا ہوں۔ میرے پاس Law کی کتاب ہے آپ اسے پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ منسٹر کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ ان کی اپنی allotted seat ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس پر میرا نام لکھا ہوا ہے۔ انہیں کہیں کہ اگر حسن صاحب کو پڑھنا آتا ہے تو آکر پڑھ لیں۔ رانا آصف صاحب مسیحی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ٹیلی ویژن پر، اخباروں میں اور internationally ہر جگہ پر یہ جواب دیا ہے۔ میں صرف ایک منت کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس issue کو نہ اچھالیں اور پاکستان پر رحم کیجئے۔ ایسے sensitive issue نہ اٹھائیں۔ کہتے ہیں کہ:

اینی وتھ نہ پائیے کہ کل نوں رل کے بہہ نہ سکیئے
تے اک دوجے نوں اپنے دل دی گل وی کہہ نہ سکیئے
تیرا میرا جھگڑا خواب کسی دا کر نہ دیوے پورا
ایہہ نہ ہووے کہ اس دھرتی تے دوویں رہ نہ سکیئے۔

(محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی طرف سے "دہری شہریت، دہرا مذہب" کی آوازیں)

جناب سپیکر! میری ان سے گزارش ہے کہ یہ بار بار مذہبی مسئلہ کو نہ اٹھائیں چونکہ رانا آصف نے اخبار میں بیان دیا ہے کہ میں مسیحی ہوں اور اس کا پورا خاندان مسیحی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پھر ان سے استعفیٰ کیوں لیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہ علیحدہ بات ہے اس میں مذہب کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں بطور پارلیمانی سیکرٹری لاء On behalf of the Government اس بات کا جواب دے رہا ہوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پھر استعفیٰ کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، اب اس کا بھی پتا کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!بطور پارلیمانی سیکرٹری It is my fundamental right and nobody can be condemned unheard. یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں جواب دوں کہ وہ مسیحی ہیں،انہوں نے بارہااس بات کا ٹیلی ویژن پر بھی اقرار کیا ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے اخباروں میں بھی اقرار کیا ہے۔ مجھے افسوس صرف حاجی اسحاق صاحب پر ہے کہ حاجی اسحاق صاحب میرے گاؤں یا میرے قریب کے ووٹروں سے ممبر بن کر آتے ہیں اور وہ میرے بھائی ہیں کم از کم ان کو ایسی بات نہیں کہنا چاہئے تھی۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے تو یہ گھر کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ اس ایوان،اس پنجاب اور اس قوم کا مسئلہ ہے اگر وہ ہمارے مسیحی بھائی تھے تو کیوں ان سے استعفیٰ لیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں انہیں بتاتا ہوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!ہمیں یہاں آکر وزیر اعلیٰ بتائیں یا وہ خود بتائیں۔

جناب سپیکر:دیکھیں!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر:دیکھیں!بات یہ ہے کہ قانون کے مطابق کسی شخص کو unheard condemn نہیں کیا جاسکتا۔ جو باتیں آپ نے کی ہیں وہ میرے notice میں آئی ہیں،ہم اس معاملے کو بیٹھ کر آپس میں طے کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ان سے بھی پوچھنا میرے لئے ضروری ہے جب تک ان سے نہ پوچھوں تو میں کیسے ان کے خلاف کوئی order کر سکتا ہوں یا ان کے خلاف کوئی فیصلہ دے سکتا ہوں؟ It is not possible.

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!آپ انہیں بلالیں اور سنیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ضرور بلاؤں گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): راجہ ریاض احمد صاحب آپ مجھ پر الزام نہ لگائیں، آپ میرے بڑے بھائی ہیں اور میں آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں لیکن میں نے یہ نہیں کہا کہ گھر کا مسئلہ ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: Leader of the Opposition کھڑے ہیں ذرا مجھے ان کی بات سننے دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے بڑے تحمل سے ان کی باتیں سنی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو بھی اخلاقی طور پر میری بات سننی چاہئے کیونکہ میں نے سب کی باتیں سنی ہیں۔ مجھے بھی موقع دیا جائے تاکہ میں دو منٹ بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران انہوں نے کہہ دیا ہے کہ یہ اس سے زیادہ important issue ہے تو اس پر سب دوستوں نے بات کی ہے اور ہماری طرف سے بھی دوستوں نے بات کی ہے۔ جیسے آپ نے بڑے اچھے طریقے سے بات کی ہے کہ کوئی unheard decision ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی action لیا جا سکتا ہے۔ یقیناً یہ ایک اہم مسئلہ ہے حکومت بھی اس کو دیکھ رہی ہے اور ایوان بھی اس کو دیکھ رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس sensitive issue پر اس طریقے سے ایوان میں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ رانا آصف صاحب خود ہی تشریف لے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ان سے بہتر وضاحت اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس issue کو اس طرح نہ اچھالیں جو ہمارے سب کے لئے بہتر نہیں ہے اور اس ایوان کے لئے بھی بہتر نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، پتا نہیں انہوں نے پوری بات سنی بھی ہے کہ نہیں، ابھی انہیں بات تو سن لینے دیں۔ چلیں! رانا آصف صاحب ذرا اپنی پوزیشن واضح کیجئے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: رانا آصف صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں، ذرا محترمہ کی بات سن لیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ یہاں پر اگر مذہب کی بات ایوان میں اٹھتی ہے تو بہتر ہے کہ اس کو مسلمان اٹھائیں اور اگر کوئی Christianity کی بات اُٹھتی ہے تو بہتر ہے کہ اس کو Christians اٹھائیں۔ یہ بات کہ میں دُہرا مذہب رکھتا ہوں اور میں دونوں مذاہب پر عبور رکھتا ہوں غلط ہے یہ ہمارے دین میں بلکہ کسی دین کے زمرے میں نہیں آتی اس پر بہت زیادہ فتوے موجود ہیں تو پلیز آپ اس بات کو condemn کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! کسی نے یہ بات نہیں کی کہ میرا دُہرا مذہب ہے یا میں دونوں مذاہب پر عبور رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں دُہرا مذہب کسی کا نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرے بھائی کو شاید پتا نہیں ہے، میں نے یہ بات خود سُنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House, order in the House.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دُہرا مذہب آئین اور شریعت دونوں کی خلاف ورزی ہے۔

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سُننے دیں۔ Order please. کسی نے دُہرے مذہب کی بات نہیں کی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس بات کی binding نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! binding موجود ہے۔

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب سپیکر! پلیز مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): اگر binding موجود ہے تو یہ بتائیں کہ کیا لکھا ہے، یہ کیا بات کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کے Canadian Passport پر مذہب کے خانہ میں اسلام لکھا ہوا ہے۔ یہ اُن کو defend نہ کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جب جسٹس عمر عطاء بندیال صاحب کے سامنے انہوں نے خود اقرار کیا ہے تو کوئی بات رہ ہی نہیں جاتی۔ آپ اُن کو protect نہ کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔ مجھے اس ایوان کے تمام ممبران کے مفاد کا خیال رکھنا ہے آپ یہ بات نہ کریں کہ میں اُن کا خیال نہ رکھوں۔ وہ بھی ایک معزز ممبر ہیں۔

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب سپیکر! براہ مہربانی مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ کئی دن سے میرے خلاف جو ایک high profile media trial چل رہا ہے میں اس کی وضاحت کر سکوں میں اپوزیشن کی معزز بہنوں اور بھائیوں سے التماس کروں گا کہ مجھے چند منٹ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم دے تو رہا ہوں، آپ بات کریں۔

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں سکون سے میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: جی، سنیں گے اللہ خیر رکھے۔

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب سپیکر! اس کی ابتدا ایسے ہوئی، سب سے پہلے تو میرے قائدین نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ایک روایت قائم کی جائے کہ پنجاب اسمبلی کا بجٹ اقلیتی ممبر پیش کرے کیونکہ پچھلے سال بھی بجٹ ایک اقلیتی ممبر نے پیش کیا تھا اس وجہ سے یہ قرعہ فال میرے نام نکلا۔ میں ایک ایسا ایم پی اے ہوں جو کسی بڑی کمیٹی کا ممبر ہوں اور نہ ہی میری کوئی لابی ہے صرف اور صرف مقصد یہ تھا کہ میری ایک financial background ہے۔ میں نے ساری زندگی ایک Financial Consultant کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ میری professional capabilities کی بنیاد پر میرے قائدین نے دیکھا کہ اگر اقلیتی ممبران میں سے اسے موقع دیا جائے تو یہ صرف تقریر نہیں پڑھے گا بلکہ اس پر اپنی input بھی دے گا اور پوری طرح شراکت کرے گا یہ ایک وجہ تھی۔ اب میرے اوپر جو اعتراضات کئے گئے میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر!پہلی بات یہ ہے کہ مجھے جو کہا گیا کہ اس کا مذہب مختلف ہے اور اس نے مختلف مذہب لکھا ہے۔ اس کی background یہ ہے کہ چند سال پہلے میں نے نادرا سے اپنا ID Card بنوایا، نادرا سے جو کارڈ ملتا ہے اس پر مذہب لکھا ہوتا ہے اور نہ وہ آپ کو اپنا ریکارڈ دکھاتے ہیں۔چند مہینے پہلے جب میرا بیٹا 18 سال کا ہوا اور نادرا کے دفتر اپنا کارڈ بنوانے کے لئے گیا تو وہاں پر اسے بتایا گیا کہ تمہارا مذہب مسیحیت نہیں لکھا جا سکتا کیونکہ تمہارے باپ کا مذہب اسلام ہے۔ میں نے ان سے جا کر پوچھا کہ بھئی یہ کیسے ہے ؟انہوں نے مجھے یہ کہا کہ نادرا جب ایک دفعہ کوئی مذہب لکھ دیتا ہے تو وہ change نہیں ہو سکتا یہ اُن کا قانون ہے تو میں یہاں پر اپنے اقلیتی نمائندگان کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ اس سے پہلے کہ اقلیتوں کے خلاف ایک اور شوشہ کھڑا ہو جائے ہمیں کوئی قرار داد لانی چاہئے ہم نادرا کے پاس جائیں۔اس سے میرے ہی ایک اقلیتی بھائی کو یہ پتا چل گیا کہ غلطی سے میرے نادرا کے ریکارڈ میں مذہب اسلام لکھا گیا ہے اس اقلیتی بھائی نے میری اس کمزوری کا، جو میرا قصور نہیں تھا نادرا کی clerical mistake تھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فیصل آباد کے شخص کو جو یہ چاہتا تھا کہ اگر میں disqualify ہو جاؤں تو وہ ایم پی اے بن جائے اس نے میرے خلاف ہائیکورٹ میں رِٹ کرا دی اور وہ رِٹ عدالت میں ہے۔ میں عدالت میں اس کا جواب دوں گا۔اب جب میں منسٹر بن گیا تو under oath ان سے پوچھیں کہ تحریک انصاف والوں کو یہ fictitious کاغذ کس نے دیئے ہیں؟ میں نادرا سے اپنا ریکارڈ لینے کے لئے گیا تو مجھے وہ کہتے ہیں کہ ہم ریکارڈ نہیں دے سکتے تم ایسے ہی دیکھ لو تو انہوں نے یہ ریکارڈ کہاں سے لیا ہے ؟ میں نے نادرا سے بھی کہا ہے کہ ان پر مقدمہ کیا جائے۔ تحریک انصاف جو ایک ترقی پسند جماعت بنتی ہے، جو اپنے آپ کو سونامی لانے کا دعویٰ کرتی ہے۔ وہ مذہبی انتہا پسندی کا سونامی لائیں گے جنہوں نے مجھے واجب القتل قرار دیا؟ میری جان کی حفاظت کون کرے گا؟ مجھے دُکھ ہے پیپلز پارٹی کے بھائیوں پر جنہوں نے ہمارا نوجوان شہباز بھٹی شہید کرایا اور آج اُسی row میں مجھے بھی کھڑا کر دیا گیا ہے۔ میری جان کی حفاظت کون کرے گا؟ میری بیٹی مجھ سے کہتی ہے کہ پاپا! مجھے اس آنٹی کا نمبر دیں جو روز ٹی وی پر آپ کو گالیاں دیتی ہے۔ میں نے کہا نہیں ،بیٹا اگر آپ اسے فون کرو گی بھی تو وہ پارٹی کے ہاتھوں مجبور ہے اس نے مجھے گالیاں دینی ہیں،اس نے مجھے مرُود کہنا ہے،اس نے مجھے واجب القتل کہنا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک پیدائشی مسیحی ہوں یہ میرے پاس ووٹرز لسٹ ہے جس میں، میں 2001 میں Christian تھا یہ میرا Baptism Certificate ہے، یہ لاہور کے Alexander Malik کے دستخط سرٹیفکیٹ پر ہیں جس نے میرا نکاح پڑھایا۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ، رانا آصف محمود نے ووٹرز لسٹ
اور اپنے نکاح نامہ کے کاغذات ایوان میں دکھائے)

جناب سپیکر! میرا نکاح نامہ ہے اور اس کے متعلق Alexander Malik سے فون کر کے پوچھیں، ہمارے Bishops سے پوچھیں، ہمارے سارے اقلیتی نمائندوں سے پوچھیں۔ مجھ پر الزام ہے کہ میں چار سال سے ایک جھوٹا آدمی ہوں، کیا میرے قائدین اتنے ناواقف تھے کہ وہ ایک ایسے جھوٹے، فراڈیے کو یہاں پر بلا لیں؟ سیاست میں اس بات کا خیال کرنا چاہئے کہ کسی کی جان تک نہیں پہنچنا چاہئے، کسی کی بیٹیوں تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ میری ایک بیٹی کا نام اِرما محمود اور دوسری بیٹی کا نام زرتاج محمود ہے، 'مروا' نام کی میری کوئی بیٹی نہیں ہے۔ جس کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اس نے فلاں سفارتخانہ میں دیا۔ میرے تین بچے ہیں، دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے کسی کا نام بھی 'مروا' نہیں ہے۔ یہ جھوٹ ہے، یہ مکمل جھوٹ ہے، ایک بہتان ہے باقی رہی بات میں وزارت کا بھوکا تھا نہ میں ایم پی اے شپ کا بھوکا تھا اور جس دِن یہ شور اُٹھا میں نے اپنے قائدین سے خود جا کر کہا ہے کہ آپ نے مجھے عزت دی میں شکر گزار ہوں لیکن میں یہ بجٹ نہیں پڑھنا چاہتا کیونکہ جس بات سے میرے قائدین پر یا میری پارٹی پر حرف آئے میں وہ کام نہیں کرنا چاہوں گا۔ یہ فیصلہ پارٹی کا ہے اگر وہ کہیں گے کہ بجٹ پڑھو تو مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو میں بجٹ پڑھوں گا اور اگر وہ مجھے حکم دیں گے کہ وزارت سے استعفیٰ دے دو، اس نشست سے بھی استعفیٰ دے دو تو میں فوری استعفی دے دوں گا لیکن میں کسی پریس کے کہنے پر استعفیٰ نہیں دوں گا اور مجھے پریس سے بھی گلہ ہے انہوں نے جس غیر ذمہ داری کا مظاہرہ سلمان تاثیر کے لئے کیا، جس غیر ذمہ داری کا مظاہرہ شہباز بھٹی کے لئے کیا اس سے بڑھ کر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ انہوں نے میرے ساتھ کیا۔ انہوں نے میرے Bishop سے کیوں نہیں پوچھا، مجھ سے کیوں نہیں پوچھا، میرے دوسرے مشنری لوگوں سے کیوں نہیں پوچھا کہ یہ مسیح ہے یا نہیں؟ یہ خود فیصلہ کر کے میرا death warrant issue کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنے قائدین کے ہر فیصلے کا احترام کروں گا مجھے اس بات کی بھی کوئی ضد نہیں ہے کہ میں بجٹ پڑھوں۔ میں وزیر خزانہ رہوں یا نہ رہوں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ خدا نے مجھے عزت دی اِن لوگوں نے چھین لی۔ ان کا میں شکر گزار ہوں اور ان

کو دعائیں دیتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ ہم ایک کچلی ہوئی اور پسی ہوئی اقلیت ہیں۔ میرے قائدین نے اقلیتوں کو عزت دینے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے نہیں دینے دی۔آج پاکستان کی اقلیتیں اس بات پر رنجیدہ اور دُکھی ہیں بلکہ افسوس میں مبتلا ہیں کہ ہمارے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! مجھے بھی اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر آپ کیا بات کریں گی؟ جب انہوں نے بات کر دی ہے کہ میں Christian ہوں تو بات ختم ہو گئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں دُہری شہریت پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو کوئی اجازت نہیں ہے۔ میں کسی معزز ممبر پر کیچڑ اچھالنے کی اجازت نہیں دوں گا۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ ماحول کو خراب کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ہمارا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے اس لئے مجھے بات نہیں کرنے دی، لیکن ان کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے اس لئے ان کو بات کرنے کی اجازت دے دی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ ماحول کو خراب نہ کریں، مجھے وزیر قانون کی بات سننے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔آپ میری بات سُننے کے پابند ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں سنوں گا، کیا میں آپ کا پابند ہوں؟ میں آپ کا پابند نہیں ہوں۔آپ کی مہربانی۔رانا صاحب! آپ فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں اس ایوان کی ممبر ہوں آپ مجھے بھی بولنے کا موقع دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب والا!آپ کے والد بھی اس ایوان کے ممبر رہے ہیں یہ الفاظ آپ کے شایان شان نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔مجھے رانا صاحب کی بات سننے دیں میں نے floor ان کو دیا ہے۔کسی معزز ممبر کو بلاوجہ بدنام کرنا کہاں کی شرافت ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب والا!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ تشریف رکھیں،آپ کی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب والا!آپ بات تو سنیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:پہلے مجھے ان کی بات سننے دیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!رانا آصف محمود صاحب نے اپنے faith سے متعلق جو وضاحت کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو اس وضاحت پر یقین کرنا چاہئے اور ہمیں اس بحث کو مزید نہیں بڑھانا چاہئے کیونکہ مذہب اور faith کی بنیاد پر شدت پسندی کے جو واقعات اس ملک میں ہوئے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے رانا آصف محمود صاحب نے جس خدشہ کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے امکانات موجود ہیں اس لئے میں اپنے پریس گیلری کے دوستوں سے بھی گزارش کروں گا کہ ہمیں prima-facie اس وضاحت کو قبول کرنا چاہئے۔ میں یہاں پر پاکستان اور پنجاب کے جو اقلیتی نمائندگان اور اقلیتی برادری کے لوگ ہیں انہیں اس بات کی وضات کرنا چاہتا ہوں کہ رانا آصف محمود صاحب کو یقیناً اس بنیاد پر ہی وزارت خزانہ کا قلمدان دیا گیا تھا کہ ہم اس تسلسل کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور اس good gesture کو کہ اپنی اقلیتوں کو اس بات کی اہمیت دیں اسی کو قائم رکھنے کے لئے رانا آصف محمود صاحب کو وزارت خزانہ کا charge دیا گیا تھا۔جو فیصلہ بعد میں ہونے جا رہا ہے یا ہوا ہے اس میں ان کے faith کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے،ان کے faith کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی فیصلہ کیا گیا ہے اور نہ ہی اس بارے میں جو propagation کی گئی ہے اس سے کوئی متاثر ہوا ہے۔معاملہ صرف یہ ہے کہ ان کی dual nationality کا ایک مقدمہ لاہور ہائیکورٹ میں چل رہا ہے۔اس مقدمے میں جب پچھلی تاریخ کو یہ عدالت میں پیش ہوئے تو وہاں پر انہوں نے اپنا ایک مؤقف پیش کیا۔بہر حال وہ معاملہ ابھی subjudice ہے اور ان کا مؤقف عدالت

میں ہے عدالت اس کی بنیاد پر جو بھی فیصلہ کرے وہ فیصلہ ان کے اوپر لازم ہو گا لیکن گورنمنٹ کے پیش نظر اس وقت صرف یہ بات تھی کہ وہ فیصلہ جو سپریم کورٹ نے کیا ہے کیا بادی النظر میں اس فیصلے سے ان کے متاثر ہونے کے امکانات ہیں؟ اگر امکانات ہیں تو پھر 13 تاریخ کا انتظار کئے بغیر ان سے فنانس منسٹر کا charge لے لیا جائے کیونکہ جب یہ 9 تاریخ کو بطور فنانس منسٹر بجٹ پیش کر دیں گے تو 13 تاریخ تک یہ discussion ہو رہی ہو گی اور اس وقت اگر کوئی فیصلہ آتا ہے تو اس سے embarrassment ہو گی۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ 13 تاریخ کو آگے 26 تاریخ پڑ جائے یا اس سے بھی آگے ایک اور تاریخ پڑ جائے اور فیصلہ delay ہو جائے۔ اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایک کمیٹی بنائی اس کمیٹی کے میرے علاوہ ایڈووکیٹ جنرل، سیکرٹری قانون اور ڈاکٹر توقیر صاحب ممبر تھے۔ ہم چاروں نے اس پر تقریباً تین میٹنگز کیں اور اس کے بعد ہمارا اس issue پر یہ view ہے کہ 13 تاریخ کو جو عدالتی فیصلہ ہونے جا رہا ہے وہ تو فیصلہ جب ہو گا سو ہو گا لیکن اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ جو سپریم کورٹ میں فیصلہ ہوا ہے وہ ان کے کیس پر affect کر سکتا ہے اس لئے ہم نے اس بات کی سفارش کی تھی کہ ان سے فنانس منسٹری کا charge withdraw کیا جائے۔ اس بارے میں جب پارٹی نے ان سے پوچھا تو جو کچھ انہوں نے یہاں کہا ہے واقعی یہ بالکل درست بات ہے میری موجودگی میں انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے مجھے عزت دی ہے، minority کو عزت دی ہے۔ ہم اس سلسلے میں آپ کے مشکور ہیں لیکن اس بارے میں جو بھی فیصلہ آپ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔ اس بارے میں یہ فیصلہ آج ہونے جا رہا ہے۔ میں آپ کے چیمبر میں بھی موجود تھا میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کہ یہ فیصلہ ان کے faith کی بنیاد پر ہوا ہے۔ یہ فیصلہ dual nationality سے تعلق رکھتا ہے اس کا faith سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر صاحب! آپ بھی اس سلسلے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک تو بڑی اچھی بات ہے جس پر ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انہیں چار سال بعد پتا چل گیا کہ اقلیتوں میں ایک بہت سمجھدار، عقل مند اور اس financial system کو سمجھنے والا آدمی موجود ہے اور وہ بھی بجٹ سے صرف چار دن پہلے انہیں اس بات کا پتا چلا کہ ایک انمول ہیرا مل گیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ پچھلی دفعہ بھی ایک اقلیتی وزیر

نے بجٹ پیش کیا ہمیں تو اب بھی خوشی ہو گی اگر ان پر یہ charge نہیں ہے تو ان کو ضرور موقع ملنا چاہئے۔ ہم نے جو بات کی تھی وہ یہ کی تھی کہ ان پر الزامات ہیں جس کی انہوں نے وضاحت کر دی ہے اور ہم ان کی اس بات کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ ہم نے جس point of view سے یہ بات اٹھائی تھی ان کو کم از کم آج سے ایک ہفتہ قبل اس کی وضاحت کرنی چاہئے تھی۔ اجلاس سے ایک دن پہلے پریس کانفرنس کر کے ان کو اس بات کی وضاحت کر دینی چاہئے تھی جو انہوں نے آج کی ہے۔ جب یہ نہیں بولے تو اس سے ابہام بڑھا اور لوگوں کے خدشات بھی بڑھے کیونکہ ان پر ایک الزام یہ تھا کہ ان کے پاس ایک کینیڈین پاسپورٹ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب وہ بات ہو گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! ہم نے اس پر کیوں بات کی؟ آپ میری بات تو سن لیں۔ ہم نے اس کی وضاحت تو کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اس پاسپورٹ پر مذہب کے خانے میں اسلام لکھا ہوا ہے۔ اس وجہ سے یہ بات بڑھی ان کی، وضاحت کو ہم قبول کرتے ہیں، بہت ہی اچھا ہوا کہ انہوں نے اس کی وضاحت کر دی۔ جس طرح وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ اقلیتی ہمارے بھائی ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں ہمارے لئے تو خوشی کی بات ہے کہ یہ بجٹ پیش کریں اور ان کو وزارتیں بھی دی جائیں، ان کو عزت دی جائے۔ ہماری پارٹی تو اس بات پر مکمل یقین رکھتی ہے اور ہم نے تو عملاً یہ کیا ہے یہ تو اب ہماری نقل مارنے کی کوشش ہو رہی ہے، یہ ٹوپی ڈرامہ ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود ہم انہیں welcome کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

وزیر خزانہ (رانا آصف محمود): جناب والا! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس کینیڈین پاسپورٹ ہے اور اس میں مذہب کے خانے میں اسلام لکھا ہوا ہے۔ یہی چیز ثابت کرتی ہے کہ وہ ایک fictitious paper ہے، کسی ملک کے پاسپورٹ پر مذہب نہیں لکھا جاتا، یہ اعزاز صرف ہمیں حاصل ہے۔

جناب سپیکر: الزامات آتے رہتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جعلی ڈگری، جعلی ڈگری"کی آوازیں)

جناب سپیکر: ہمارا ماحول ٹھیک ہو گیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔بہتر بات یہی ہے اور مجھے سوالات کی طرف جانے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!آپ مجھے تو بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جب انہوں نے وضاحت کر دی ہے تو اب آپ نے کیا بات کرنی ہے؟ جو آپ allege کرنا چاہتی تھیں اس کی انہوں نے وضاحت کر دی ہے۔اب مزید کسی بات کی گنجائش نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق)اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑی ہو گئیں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب!آپ ان کو سمجھائیں۔مجھے اب ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!ہماری بات سنی جائے ورنہ ہم نے کسی کو بھی بولنے نہیں دینا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں اب ان کی کیا بات سنوں؟اب کوئی بات ہی نہیں ہے۔چودھری صاحب!آپ مہربانی کریں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آپ میں جواب سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے،یہ تو مک مکا کی بات ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔وقفہ سوالات ختم ہونے دیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میری بات سن لیں۔میں کوئی غلط بات نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں،relevant بات ہو گی تو سنوں گا ورنہ نہیں سنوں گا۔آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہاں پر جو وضاحت کی گئی ہے اس کے حوالے سے میں ذاتی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی نے پچھلے دور میں ایک اقلیتی ممبر کو پانچ سال وزیر بنائے رکھا اور میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کے ساتھ بھی کسی قسم کی زیادتی کو ہم نے کبھی second کیا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں اپنی رائے دی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس وضاحت کے اندر یہ کہا جانا کہ کسی وجہ سے یا کسی کی تحریک پر کوئی سیاسی پارٹی، پیپلز پارٹی یا پاکستان مسلم لیگ اقلیتوں کے خلاف ہے یہ بالکل غلط بات ہے۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ آپ اپنے چیمبر میں قائد حزب اختلاف، وزیر قانون اور یہاں پر ہماری ایک ساتھی ہیں ان کو بھی بلا لیں اور وہاں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، ہم وہاں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ کو invite کرتا ہوں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایوان کا ٹائم ضائع نہ کریں۔ آپ مہربانی کریں، اچھا نہیں لگے گا۔ جب میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ میں چیمبر میں بات نہیں کرنا چاہتی، میں مک مکا والی بات نہیں کرنا چاہتی۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ایسے نہ کریں۔ مجھے ان کی بات سننے دیں۔ اگر ان کی بات relevant ہو گی تو سنوں گا ورنہ نہیں سنوں گا۔ آرڈر پلیز: No comments جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ بار بار مذہب کی بات کی جا رہی ہے۔۔۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں کھڑی رہوں گی۔ جہاں تک مذہب کی بات کی گئی ہے تو یہ میرے بھائی ہیں اس اسمبلی کے ممبر ہیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ان کو چپ کرائیں تاکہ میں آپ کو clear کر سکوں۔آپ House in order کریں تاکہ میں بات کروں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیزOrder in the House جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یہ already اقلیتی ممبر ہیں،اس اسمبلی کے ہمارے معزز ممبر ہیں اور میں اس چیز کو admit کرتی ہوں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر:آپ سب خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!آپ ایوان کا decorum ٹھیک کرالیں میں دو گھنٹے کھڑی رہوں گی۔مجھ میں اتنا stamina ہے کہ میں دو گھنٹے کھڑی رہ سکتی ہوں،آپ ان کو چپ کرالیں۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،مجھے ان کی بات سننے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!ایسے تو میں نہیں بول سکتی۔

جناب سپیکر:Carry on آپ بولنا چاہیں تو میں سن رہا ہوں،آپ کی آواز میرے کان میں آرہی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں کیسے بات کروں؟

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!ان کو ایوان سے باہر بھیجیں تاکہ ایوان کی کارروائی کی جاسکے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!اگر ہماری بات نہیں سنی جائے گی تو پھر ہم بھی کسی کو نہیں بولنے دیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!انہوں نے کیا مذاق بنا رکھا ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جعلی ڈگری ہائے ہائے کے نعرے)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،مجھے ان کی بات سننے دیں۔میں ان کی بات سنوں گا،میں نے بات سننی ہے۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار:ہم نہیں سننا چاہتے۔

جناب سپیکر:اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! House in order کرانا آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: کیا بات ہے، میں آپ کا پابند ہوں؟ مجھے یہ پسند نہیں ہے۔آپ بیٹھیں۔میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھیں۔ محترمہ! آپ جلدی بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں بالکل نہیں چاہتی کہ مذہب کے کسی معاملے میں مجھے involve کیا جائے۔میں نے جب تحریک استحقاق move کی تھی تو اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ پنجاب اسمبلی میں بجٹ پیش کیا جا رہا ہے، یہ بہت important بجٹ ہوتا ہے، ہمارا پنجاب 65 فیصد ہے اور ایسا بندہ جس پر already الزام لگ چکا ہے اور وہ میں نے clear کیا۔میری جیت تو اس میں ہوئی ہے کہ یہ بجٹ پیش نہیں کر رہے، اسی میں میری جماعت سرخرو ہو چکی ہے۔میں نے جماعت کی اجازت سے تحریک استحقاق پیش کی تھی۔میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ اس بات کو ہرگز نہ لایا جائے کہ خدانخواستہ میں مذہب پر کہہ رہی ہوں اور جیسا ماضی میں ہوا ہے میں ایسی کوئی مثال قائم نہیں کرانا چاہ رہی تھی وہ میرے معزز ممبر ہیں اگر ایسی clerical mistake ہوئی تھی تو انہیں suo moto action دلوانا چاہئے تھا ان کو نادرا کے خلاف action لینا چاہئے تھا۔یہ میں نہیں بول رہی بلکہ میرے پاس جو ان کے documents ہیں وہ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ وہ مجھے دیں میں دیکھوں گا۔اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میری جیت اسی میں ہے کہ میں نے ان کو بجٹ پیش نہیں کرنے دیا۔پرویز الہیٰ زندہ باد، پاکستان مسلم لیگ زندہ باد۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب سوالات شروع کرتے ہیں۔ محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا سوال ہے۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! سوال نمبر 6852 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، لینڈ کمیشن کی اراضی کی تفصیلات

*6852: **محترمہ مائزہ حمید:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر لوگ ناجائز قابض ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2002تا2007 کے دوران اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعل سازی سے اس ضلع کے علاوہ دیگر اضلاع کے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے اس میں کون کون سے اہلکاران شامل تھے ان کے نام وعہدہ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں تحصیل وار اراضی ضبط شدہ بحق صوبائی حکومت زیر ضابطہ زرعی اصلاحات1972اور قانون زرعی اصلاحات1977 کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام تحصیل	نام موضع	رقبہ
صادق آباد	کڑک	1194 - 00
	گل محمد	253 - 06
	سردار گل	21 - 09
	مرید آباد	1170 - 00
	کل رقبہ	2638 - 15
لیاقت پور	چک دنیاپور	1264 - 00
	بیٹ آبیر	242 - 01
	بیٹ بھتر	447 - 04
	بخشو بھتر	28 - 15
	دفلی کبیر خان	2078 - 11
	احمد علی لاڑ	801 - 01
	فخر آباد	252 - 10
	ٹبی سیداں	01 - 00
	مڈ دولت شاہ	2480 - 01
	کل رقبہ	7595 - 03
رحیم یار خان	بلاقی والی	88 - 01
	ترنڈہ علی مراد خان	339 - 15
	عبدالرحمان	116 - 00
	کچہ مجازی	142 - 10
	احسان پور	198 - 08

	چک دیسہ	19 - 33
	کچہ گوپانگ	00 - 599
	پھوڑاں	17 - 592
	مڈمنٹھار	00 - 560
	نبی پور	06 - 160
	آبادپور	06 - 41
	بیٹ میر احمد	00 - 07
	فضل آباد	00 - 10
	قیصر چوہان	19 - 47
	احمد آباد	02 - 105
	ٹبہ چوہان	00 - 92
	تاج پور مریدوالا	18 - 10
	اشرف آباد	18 - 14
	کوٹ مہدی شاہ	00 - 448
	پیر ولی محمد سلطان	04 - 114
	شاہ پور	05 - 26
	بھودی پور ماچھیاں	00 - 468
	قادر آباد	07 - 1802
	دولت پور	15 - 4921
	کل رقبہ	10 - 10940
خان پور	احمد آباد	06 - 470
	گھنہ لاڑ	13 - 22
	کھائی خیر شاہ	18 - 56
	میانوالی	11 - 32
	بیٹ مغل	16 - 486
	کل رقبہ	04 - 1069
	کل رقبہ ضلع	12 - 22243

(ب) ضلع ہذا میں قانون زرعی اصلاحات کے تحت اراضی ضبط شدہ بحق صوبائی حکومت (لینڈ کمیشن) بقدر 6714 کنال 6 مرلے خالی اور دریا برد ہے جو کہ الاٹمنٹ کے قابل نہ ہے۔بقیہ 15529 کنال 6 مرلے ضبط شدہ اراضی پر ڈیکلریٹنٹس و مزارعین قابض ہیں اور ان کے مقدمات مختلف عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔جن کے فیصلہ جات ہونے کے بعد ضبط شدہ اراضی مستحق مزارعین اور چھوٹے مالکان کو مروجہ قواعد کے تحت الاٹ کی جائے گی۔

(ج) ضلع ہذا میں جعلسازی سے 2002تا2007 کوئی اراضی الاٹ نہ کی گئی ہے۔

(د) ندارد

(ہ) اس کا جواب جز(ب) کے سامنے دیا گیا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب مہربانی کریں۔بہت ہو چکی ہے۔آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! سروسز ہسپتال میں جو بچے جل کر فوت ہوئے ہیں ان پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب نہیں۔بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: کل سروسز ہسپتال میں جو واقعہ ہوا ہے اس پر بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔کیا آپ تشریف رکھیں گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! کل سروسز ہسپتال میں معصوم بچے جل کر مر گئے ہیں اس پر ہمیں بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے دبائیں نہ۔مہربانی کریں اور اپنی جگہ پر تشریف رکھیں۔میں سوال لے رہا ہوں۔جی، محترمہ!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! انہوں نے جن غریب کاشتکاروں کو ابھی تک زمینیں الاٹ نہیں کیں اور ابھی تک ان کے کیسز عدالتوں میں ہیں اور وہ ساٹھ سالوں سے اس زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بڑے landlordsان پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب تک عدالتوں سے ان کے فیصلے نہیں ہوتے اس وقت تک ان کو کس قسم کی protectionدی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کے سوال کو خود بھی صحیح طرح سے سُن نہیں پایا۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! یہ چھوٹے کاشت کار جن کے casesعدالت میں چل رہے ہیں اور پچاس، ساٹھ سالوں سے ان زمینوں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بڑے landlordsوہاں سے اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو کیا ان کی protectionکی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):جناب سپیکر!سرکاری زمینوں پر جتنے کاشت کار ناجائز قابض ہیں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ان کو حکومت کوئی protection اس لئے نہیں دیتی کیونکہ یہ حکومت کے rules کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔جتنے بھی ناجائز قابضین ہیں انہوں نے مختلف tactics استعمال کر کے عدالتوں سے stay orders جاری کرا رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ زمینیں vacate نہیں ہو رہیں۔جن کے stay orders خارج ہو گئے ہیں ان سے سرکاری زمینیں خالی کرالی گئی ہیں۔

محترمہ مائزہ حمید:جناب سپیکر!غریب مالکان جو کہ پچاس،ساٹھ سالوں سے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر حکومت انہیں یہ زمین الاٹ کرنا چاہتی ہے تو پھر انہیں protection دینا ہو گی ورنہ بڑے زمیندار انہیں وہاں سے اٹھا دیں گے۔کیا حکومت کی طرف سے انہیں کوئی protection دی جا رہی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ ناجائز قابضین خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے انہیں حکومت کی طرف سے کوئی protection اس لئے نہیں دی جا رہی کیونکہ وہ حکومت کے rules کی violation کر رہے ہیں۔

محترمہ مائزہ حمید:جناب سپیکر!میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ چھوٹے مالکان کو کب تک زمین کا قبضہ مل جائے گا؟وہ لوگ جو کہ ان زمینوں پر پچھلے پچاس،ساٹھ سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا،کیا ان کو وہاں سے اٹھا دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ناجائز قابضین چاہے وہ ساٹھ یا دس سال سے غیر قانونی طور پر بیٹھے ہوئے ہیں۔سرکاری زمین واگزار کرانے کے بعد auction کی جاتی ہے اور جو شخص زیادہ بولی دیتا ہے اسے وہ زمین الاٹ کر دی جاتی ہے۔

محترمہ مائزہ حمید:جناب سپیکر!میرا جواب ابھی تک clear نہیں ہوا۔میں یہ کہہ رہی ہوں کہ جو غریب کسان ان زمینوں پر پچھلے پچاس،ساٹھ سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے تحفظ کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے،کیا آپ ان کو زمین الاٹ کریں گے یا پھر انہیں بے دخل کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی):جناب سپیکر!ان لوگوں نے مختلف عدالتوں سے stay orders لئے ہوئے ہیں۔انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو پھنسایا ہوا ہے اگر

یہ لوگ litigation میں نہ جاتے تو پھر حکومت ان کے لئے کچھ سوچ سکتی تھی۔انہوں نے خود کو litigation میں الجھایا ہوا ہے اور مختلف عدالتوں سے stay لئے ہوئے ہیں لہذا stay کے دوران حکومت کوئی step نہیں اٹھا سکتی۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! stay order کے باوجود بڑے زمیندار انہیں وہاں سے اٹھا دیتے ہیں تو اس صورت میں حکومت کی طرف سے کیا protection دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تفصیل سے جواب دے دیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس جواب میں جو رقبہ بیان کیا گیا ہے کیا یہ کنال اور ایکڑوں میں بتایا گیا ہے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال جز(ب) کے حوالے سے ہے۔جواب میں کہا گیا ہے کہ "6714 کنال 6مرلے رقبہ خالی اور دریا بُرد ہے جبکہ 15529 کنال 6مرلے ضبط شدہ اراضی پر ڈیکلریشنٹس و مزارعین قابض ہیں اور ان کے مقدمات مختلف عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔" یہ جواب 4۔اکتوبر 2010 کا ہے۔کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ پچھلے ڈیڑھ سال میں 15529 کنال میں سے کتنے رقبے کا فیصلہ ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ اب تک کتنے رقبے کا فیصلہ ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے اپنے پہلے ضمنی سوال میں پوچھا ہے کہ کیا یہ رقبہ کنال یا ایکڑوں میں ہے؟ یہ رقبہ کنال اور مرلے میں بتایا گیا ہے۔انہوں نے اپنے دوسرے سوال میں پوچھا ہے کہ کتنے رقبے کا اب تک فیصلہ ہو چکا ہے؟ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ cases ابھی تک مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے latest position پوچھی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آپ کو اس کی latest position بتا تو دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(سردار قیصر عباس خان مگسی): جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ اگر محکمہ کسی ایک عدالت سے stay vacate کراتا ہے تو یہ دوسری سینئر عدالت سے stay لے لیتے ہیں۔مثلاً ہم سول کورٹ سے stay خارج کراتے ہیں تو وہ سیشن کورٹ میں اپیل کر دیتے ہیں اور

جب ہم سیشن کورٹ سے اپیل خارج کراتے ہیں تو وہ ہائیکورٹ میں چلے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح سے چل رہا ہے۔ چونکہ ان کا stay چل رہا ہے اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کے legal rights تو infringe نہیں کر سکتے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ cases اب سول کورٹ میں نہیں بلکہ سپریم کورٹ میں ہوں گے۔ چونکہ آخری land reform جو ہے وہ 1977 میں ہوا تھا۔ میں یہ ماننے کو تیار نہیں کہ پچھلے ڈیڑھ سال میں کسی مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہوا۔ 2010 اور 2012 میں ایک جیسی صورتحال نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جب بھی میرا ضمنی سوال آتا ہے تو آپ وقفہ سوالات ختم کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں ختم نہیں کرتا بلکہ آپ اپنا وقت دوسری باتوں میں ضائع کرتے ہیں۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: چلیں، کوئی بات نہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اکثریت نے اقلیت کو مان لیا ہے۔ اللہ کرے کہ اگلی دفعہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی اقلیت سے ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (سردار قیصر عباس خان مگسی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع رحیم یار خان، ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کی تفصیلات

*6853: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کے لئے سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل نومبر 2009 میں مکمل ہونا تھا کیا وہ مکمل ہو چکا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس کی تاخیر میں کون کون سے اعلیٰ حکام و اہلکاران شامل ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں۔نہ صرف رحیم یار خان بلکہ پنجاب بھر میں استعمال کے لئے سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) سافٹ ویئر کے انتخاب کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور اس میں کوئی تاخیر نہیں ہے۔

لاہور۔محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*7839: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کی حدود میں محکمہ مال کی کتنی سرکاری اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی بنجر اور کتنی غیر آباد ہے؟

(ج) کتنی اراضی لیز/ٹھیکہ/پٹہ پر ہے اور اس سے سالانہ کتنی آمدن ہوئی ہے 09۔2008اور 10۔2009 کی تفصیل بتائیں؟

(د) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ہ) حکومت سرکاری اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور کی حدود میں محکمہ مال کی 381724 کنال اراضی ہے۔

(ب) لاہور میں بنجر اراضی 13213 کنال اور غیر آباد اراضی 24961 کنال ہے۔

(ج) سال 09-2008 اور 10-2009 سے کوئی بھی اراضی/ٹھیکہ/پٹہ پر نہ دی گئی ہے۔

(د) لاہور میں محکمہ مال کی 42827 کنال اراضی پر ناجائز قابضین ہیں۔

(ہ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے 11-03-2011 سے سرکاری رقبہ واگزار کروانے کی مہم شروع کی ہے اور یہ مہم جاری ہے۔

ضلع لاہور۔الاٹمنٹ، پٹہ و لیز پر دی گئی اراضی کی تفصیلات

*7840: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع لاہور کی حدود میں کتنی اراضی کن کن افراد کو الاٹ/پٹہ/لیز پر دی گئی؟

(ب) یہ اراضی الاٹ /پٹہ /لیز پر دینے سے قبل اخبار میں تشہیر کی گئی تو اخبار کی نقل فراہم کریں؟
(ج) اس اراضی سے کتنی آمدن حاصل ہوئی؟
(د) کتنی اراضی رولز میں نرمی کر کے الاٹ /پٹہ /لیز پر دی گئی، رولز میں نرمی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) یکم جنوری2008 سے لے کر آج تک ضلع لاہور کی حدود میں اراضی کسی کو بھی الاٹمنٹ / پٹہ /لیز پر نہ دی گئی ہے۔
(ب) ۔ایضًا۔
(ج) ۔ایضًا۔
(د) ۔ایضًا۔

سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں وطن کارڈز تقسیم کرنے کی تفصیلات

*7881: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری تا اکتوبر2010 سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں کل کتنے وطن کارڈز تقسیم کئے گئے؟
(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں کل کتنی رقم تقسیم کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں 31۔دسمبر2010 تک سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں کل 608,189 وطن کارڈ مبلغ-/20000 روپے فی کس تقسیم کئے گئے۔
(ب) متاثرہ اضلاع میں کل-/12,163,780,000 روپے کے وطن کارڈ جاری کئے گئے۔جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1-مظفر گڑھ	-/4,844,640,000روپے
2-راجن پور	-/2,451,940,000روپے
3-میانوالی	-/1,324,160,000روپے
4-رحیم یار خان	-/988,000,000روپے
5-لیہ	-/918,900,000روپے
6-ڈی جی خان	-/518,480,000روپے

7-ملتان	-/343,660,000روپے
8-جھنگ	-/267,100,000روپے
9-بھکر	-/223,740,000روپے
10-سرگودھا	-/209,580,000روپے
11-خوشاب	-/73,580,000روپے
میزان:	-/12,163,780,000روپے

اس کے علاوہ بارشوں اور سیلاب میں134 فوت شدگان کے لواحقین کو امداد کی ادائیگی کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع کو -/40,200,000روپے جاری کئے گئے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1-لاہور	-/5,400,000روپے
2-گجرات	-/900,000روپے
3-راجن پور	-/6,300,000روپے
4-میانوالی	-/3,900,000روپے
5-راولپنڈی	-/3,000,000روپے
6-سیالکوٹ	-/3,300,000روپے
7-بھکر	-/300,000روپے
8-خوشاب	-/3,000,000روپے
9-اٹک	-/3,600,000روپے
10-سرگودھا	-/3,300,000روپے
11-گوجرانوالہ	-/900,000روپے
12-چکوال	-/1,500,000روپے
13-رحیم یار خان	-/2,400,000روپے
14-اوکاڑہ	-/1,200,000روپے
15-ڈی جی خان	-/1,200,000روپے
میزان	-/40,200,000روپے

مزید برآں مختلف اضلاع میں 121 فوت شدگان کے لواحقین کی امداد کے لئے 3 کروڑ 63 لاکھ روپے جاری کئے جارہے ہیں۔

ضلع اوکاڑہ، چک فیض آباد کے قبرستان پر بااثر افراد کے قبضہ کی تفصیلات

*8561: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے قبرستان کا رقبہ 8 ایکڑ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قبرستان کے تقریباً5ایکڑ رقبہ پر بااثر لوگوں نے عرصہ دراز سے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام اور ولدیت سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی اور ان سے لگان جرمانہ وصول کر کے قبرستان کی زمین واپس کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ریکارڈ بمطابق رجسٹر حقداران زمین سال09-2008 کھیوٹ نمبر82 خسرہ نمبر26/37 رقبہ تعدادی 03-38K مقبوضہ اہل اسلام رفاہ عامہ مجوزہ قبرستان موضع کھولے مرید والے میں واقع ہے۔

(ب) مجوزہ قبرستان کے ملحقہ مالکان اراضی محمد عاشق ولد محمد دین وٹو، رقبہ 10M-1K، محمد اسلم ولد محمد وٹو10M-0K فرزند علی ولد حمد یار وٹو 10M-1K کل رقبہ 10M-3K پر قابض تھے جن کو موقعہ پر نشاندہی قبرستان کر کے رقبہ 10M-3K سے موقعہ پر بے دخل کر دیا گیا ہے، اب موقعہ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) چونکہ رقبہ رفاہ عامہ مجوزہ قبرستان ہے۔ موقعہ پر اب کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔ کسی کو ناجائز قبضہ کی بابت لگان / جرمانہ عائد نہ ہو سکا ہے۔ رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت نہ ہے۔ بلکہ گاؤں والوں کی ملکیت ہے۔ اپنے طور پر قبرستان کے لئے مشترکہ رقبہ مالکان اراضی نے چھوڑ رکھا ہے۔ جس کا انہوں نے کوئی عوض حاصل نہ کیا ہے۔ بلکہ توشہ آخرت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

گوجرانوالہ شہر، محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*8568: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں محکمہ مال و کالونیز کی اراضی کتنی ہے؟

(ب) محکمہ مال و کالونیز کی اراضی کس کس کے پاس ہے یہ لیز پٹہ / دیگر کن شرائط پر دی گئی ہے؟

(ج) اس سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان ناجائز قابضین کے نام اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان سے حکومت کب تک یہ سرکاری اراضی واگزار کروالے گی؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) کل سرکاری رقبہ 15781 کنال 17 مرلے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(i) وہ رقبہ جو گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات کے زیر قبضہ ہے 12998 کنال 5 مرلے

(ii) رقبہ برائے غیر ممکن راستہ، قبرستان، چھپڑ وغیرہ 2730 کنال 4 مرلے

(iii) وہ رقبہ جس کی بابت ہائیکورٹ نے سٹے آرڈر جاری کر رکھا ہے- 15 کنال 10 مرلے

(iv) وہ رقبہ جس کو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے لیز پر مختلف پٹرول پمپس کو دے رکھا ہے- 8 کنال 12 مرلے، جس کی تفصیل یہ ہے:-

غلام دستگیر اینڈ برادرز، پولیس اینڈ کمپنی

ہارون اینڈ برادرز، پی ایس او پولیس لائن

نعیم احمد خان، الفلنگ سٹیشن اٹک جناح جوک دولے

(v) ناجائز قابضین سے جو رقبہ واگزار کروایا گیا 29 کنال 6 مرلے

(ب) محکمہ مال و کالونیز کی جانب سے کوئی رقبہ پٹہ پر نہ دیا گیا ہے-

(ج) جو رقبہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے لیز پر دیا ہوا ہے اس کی آمدن کی تفصیل وہی محکمہ دے سکتا ہے-

(د) کوئی رقبہ ناجائز قابضین کے پاس نہ ہے-

(ہ) رقبہ تعدادی 15 کنال 10 مرلے جو ناجائز قابضین کے پاس ہے، سٹے آرڈر خارج ہونے کے بعد واگزار کروالیا جائے گا-

ضلع گجرات، محکمہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*8599: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ کا کل کتنا رقبہ ہے، کتنا آباد ہے اور کتنا غیر آباد ہے؟

(ب) کیا حکومت غیر آباد رقبہ کو آباد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ کے رقبہ کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام تحصیل	کل رقبہ	آباد	غیر آباد
1	گجرات	1341A-5K-14M	80A-6K-16M	1261A-1K-18M
2	کھاریاں	1A-3K-3M	1A-3K-3M	- -
3	سرائے عالمگیر	- -	- -	- -
	میزان	1343A-0K-17M	81A-9K-19M	1261A-1k-18M

(ب) جہاں تک غیر آباد رقبے کو آباد کرنے کا تعلق ہے یہ رقبہ چونکہ غیر ممکن کھولے، زیر دریا ریت، دواڑہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے رقبہ کو لیز پر لینے کے لئے کوئی آدمی تیار نہ ہے اور نہ ہی یہ رقبہ فی الحال آباد کیا جا سکتا ہے۔

لاہور۔پٹوار حلقوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8623:**ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنے پٹوار حلقے ہیں اور پٹواریوں کی تعداد کیا ہے، سال 2010 میں کتنے پٹواری معطل کئے گئے؟

(ب) کیا تمام پٹوار حلقوں میں پٹواری تعینات ہیں، کتنے پٹواریوں کو2010 کے دوران ملازمت سے برخاست کیا گیا اور کن الزامات پر ایسا کیا گیا؟

(ج) کیا ایسے پٹواری ہیں جن کے چارج میں دو حلقے ہوں اور اگر جواب ہاں میں ہے تو ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) لاہور میں کل 211 حلقے ہیں اور 245 پٹواری کام کر رہے ہیں۔ باقی پٹواری دفتری امور کی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اور سال 2010 میں 30 پٹواری معطل کئے گئے ہیں۔

(ب) جی ہاں تمام حلقوں میں پٹواری تعینات ہیں اور سال 2010 میں 22 پٹواریوں کو ملازمت سے برخاست کیا گیا ہے، جن پر اختیارات سے تجاوز، ریکارڈ میں ردوبدل، کرپشن، ڈیوٹی سے کوتاہی وغیرہ کے الزامات ہیں۔

(ج) جی ہاں ایسے پٹواری ہیں جن کے پاس ایک سے زائد حلقے ہیں۔اس کی وجہ حلقہ پٹواری کا چھٹی پر جانا، معطل ہو جانا یا کوئی انتظامی امور ہونا ہے۔

ضلع قصور۔پٹواریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8653: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) موضع مچھیانہ تحصیل چونیاں (قصور) میں اس وقت کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) اس وقت کس کس پٹواری کے خلاف کس کس بناء پر انکوائری چل رہی ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) یکم جنوری2010 سے آج تک کس پٹواری کے خلاف ای ڈی او(آر)قصور کے پاس درخواستیں موصول ہوئیں یہ درخواستیں کس نے دیں اور کس بنا پر دیں؟

(د) ای ڈی او(آر) نے ان درخواستوں کی انکوائری کس آفیسر سے کروائی کس پٹواری کے خلاف شکایات درست ثابت ہوئیں اور اس پر اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ہ) کس کس پٹواری کو الزامات ثابت ہونے پر suspend کرنے کے بعد بحال کر دیا اور یہ کس نے کیوں بحال کیا؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت صرف ایک پٹواری جمیل احمد سرکل مچھیانہ میں تعینات ہے۔عہدہ پٹواری گریڈ نمبر9، میٹرک پاس اور پٹوار کورس پاس ہے۔عرصہ تعیناتی تقریباً6ماہ ہے۔

(ب) تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1)قصور

i) محمد منیر ساجد پٹواری گریڈ9 کی پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔
(کیس PST سے ریمانڈ ہوا ہے)

ii) محمد طیب پٹواری گریڈ9 کی پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔
(کیس PST سے ریمانڈ ہوا ہے)

iii) مراتب علی پٹواری گریڈ9 کی پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔
(کیس PST سے ریمانڈ ہوا ہے)

2)کوٹ رادھاکشن

(i) محمد شعیب پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ اور کرپشن)پیڈا کے تحت 3 عدد انکوائری زیر سماعت ہیں۔

(ii) محمد سلیم بھٹی پٹواری گریڈ9 کی پیڈا کے تحت2 عدد (مس کنڈکٹ)انکوائری ہائے زیر سماعت ہیں۔

(iii) محمد یعقوب پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ، کرپشن)پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔

(iv) شہزاد علی ورک، پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ)پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔

3-چونیاں: کوئی انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔

4-پتوکی:

i) محمد سرور پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ وغیرہ)پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔

ii) شہزاد پرویز پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ وغیرہ)پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔

(ج) تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

قصور

(i) منیر ساجد، پٹواری، مراتب علی، پٹواری کے خلاف پیڈا کے تحت انکوائری ہائے جو PST کے فیصلہ مورخہ 10-12-2010 کی ڈائریکشن کے مطابق زیر سماعت ہیں۔ان کا عہدہ، پٹواری اور گریڈ9 ہے۔

(ii) الطاف حسین، پٹواری کے خلاف مورخہ 20-03-2010 (مس کنڈکٹ وغیرہ)کے تحت انکوائری ہوئی جس میں وہ "exonerated" ہو چکا ہے۔

(iii) ارشد جمال، پٹواری کے خلاف مورخہ 21-04-2010 (مس کنڈکٹ وغیرہ)کے تحت انکوائری ہوئی جس میں "مائنر پینلٹی" ہوئی۔

(iv) شاہین پٹواری کے خلاف مورخہ 06-12-2010 (مس کنڈکٹ وغیرہ)کے تحت انکوائری ہوئی، جس میں وہ "exonerated" ہوا۔

(v) محمد انور پٹواری کے خلاف مورخہ 14-03-2011 (مس کنڈکٹ وغیرہ)کے تحت انکوائری ہوئی جس میں وہ "exonerated" ہوا۔

کوٹ رادھاکشن:

اس دوران 5 عدد انکوائری ہائے زیر سماعت ہوئی ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) محمد شعیب پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ اور کرپشن)پیڈا کے تحت 3 عدد انکوائری زیر سماعت ہیں۔

(ii) محمد سلیم بھٹی پٹواری گریڈ9 کی پیڈا کے تحت 2 عدد (مس کنڈکٹ) انکوائری ہائے زیر سماعت ہیں۔

(iii) محمد یعقوب پٹواری کی گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ و کرپشن) پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔

(iv) شہزاد علی ورک پٹواری گریڈ9 کی (مس کنڈکٹ) پیڈا کے تحت انکوائری زیر سماعت ہے۔

چونیاں:

(i) تحصیل ہذا میں اس دوران عبدالعزیز پٹواری، دلیس محمد پٹواری، منیر احمد پٹواری، محمد نوید پٹواری، محمد اجمل پٹواری، محمد اشرف پٹواری، جمیل احمد پٹواری، ممتاز احمد پٹواری، شبیر احمد پٹواری کے خلاف محکمانہ انکوائری ہائے (مس کنڈکٹ وغیرہ) پیڈا کے تحت ہوئیں جس میں ان کو"exonerated and Censure" کیا گیا۔

پتوکی:

(ii) محمد سرور پٹواری، لیاقت علی پٹواری، محمد بوٹا پٹواری، شاہد پرویز پٹواری کے خلاف محکمانہ انکوائری ہائے (مس کنڈکٹ وغیرہ) پیڈا کے تحت ہوئی جس میں "exonerated" ہوئے۔

(د) ای ڈی او (آر) نے درخواستوں کو متعلقہ اے سی / ڈی ڈی او (آر) صاحبان اتھارٹی کو برائے انکوائری ارسال کیا اور مابعد اتھارٹی نے نائب تحصیلداران سے انکوائری ہائے کروائیں (جن کی تفصیل جواب (ج) میں درج ہے) اس کے مطابق ایک پٹواری ارشد جمال کو minor penalty دی گئی لیاقت علی، محمد نوید و محمد اجمل پٹواریان کو censure کیا گیا محمد سرور پٹواری پتوکی کی ایک سال کی ترقی بند کی گئی۔

(ہ) تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

قصور

I) الطاف حسین، ارشد جمال، شاہین اقبال، محمد انور، لیاقت علی پٹواریان معطل ہوئے تھے جو بعد از انکوائری الزامات ثابت نہ ہونے پر ان کو بحال کر دیا گیا تھا۔

کوٹ رادھا کشن: کوئی معطل شدہ پٹواری بحال نہ ہوا۔

چونیاں: منشی جمیل احمد پٹواری مورخہ 10-01-2011 کو معطل ہوا اور الزام ثابت نہ ہونے پر متعلقہ اے سی / ڈی ڈی او (آر) صاحب نے بحال کیا۔

پتوکی: محمد سرور پٹواری، لیاقت علی پٹواری کو معطل کیا گیا تھا اور بعد انکوائری پر متعلقہ اے سی / ڈی ڈی او (آر) صاحب نے بحال کیا۔

دفتر رجسٹرار نشتر ٹاؤن لاہور میں متعدد جعلی مختار نامہ عام بنانے کی شکایات و دیگر تفصیلات

*8663: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) یکم جون2008 سے 31۔دسمبر2008 تک سب رجسٹرار نشتر ٹاؤن لاہور کی عدالت سے کتنے مختار نامہ عام رجسٹرڈ ہوئے اور کس کس نے کس کس کے نام سے بنوائے؟

(ب) کتنے مختار نامہ عام عدالت میں دونوں فریقین کی موجودگی میں رجسٹرڈ ہوئے اور کتنے مختلف کمیشن کی طرف سے رجسٹرڈ کروائے گئے؟

(ج) کیا ان مختار نامہ عام میں تمام requirement پوری کی گئی تھی، تو یہ ریکوائرمنٹ کس کس نے تصدیق کی؟

(د) کیا ان مختار نامہ عام میں پٹواری اور گرداور متعلقہ کی تصدیق کروائی گئی تھی؟

(ہ) کتنے مختار نامہ عام کے جعلی بنوانے کی درخواستیں متعلقہ دفتر میں کس کس نے دیں اور اس پر متعلقہ افسران نے کیا ایکشن لیا؟

(و) کتنے مختار نامہ عام جعلی ہونے پر کینسل کئے گئے؟

(ز) جعلی مختار نامہ بنانے اور بنوانے کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا اور کس کس کے خلاف ایکشن لیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) بمطابق سب رجسٹرار نشتر ٹاؤن لاہور یکم جون2008 تا 31۔دسمبر2008 کل 826 مختار نامہ جات عام رجسٹرڈ ہوئے اور جن کے نام پر رجسٹرڈ ہوئے ان کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دو عدد مختار نامہ جات عام روبرو سب رجسٹرار رجسٹرڈ ہوئے۔باقی 824 بذریعہ لوکل کمیشن رجسٹرڈ ہوئے۔

(ج) لوکل کمیشن نے فریقین کو ملاحظہ کر کے دستخط و نشان انگوٹھا جات ثبت کروا کر اور قانونی کارروائی مکمل کر کے اپنی پوری تسلی کے بعد وثیقہ جات پیش کئے جس پر دفتر نے سرکاری واجبات چیک کر کے رجسٹرڈ کئے۔

(د) فرد ملکیت جاری کردہ حلقہ پٹواری و تصدیق شدہ ریونیو آفیسر کی بنیاد پر رجسٹرڈ کئے گئے۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران جعلی مختار نامہ عام کی بابت کوئی درخواست دفتر ہذا میں موصول نہ ہوئی۔

(و) اس عرصہ کے دوران ایک عدد مختار نامہ عام نمبری1665 مورخہ 21-06-2008 کو بذریعہ عدالت منسوخ ہوا۔

(ز) اگر کوئی درخواست بابت جعلی مختار نامہ عام آئے گی تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع چنیوٹ، سرکاری کالونیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8698: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں کتنی سرکاری کالونیز موجود ہیں؟

(ب) متذکرہ ضلع میں کیا حکومت سرکاری ملازمین کے لئے کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) چنیوٹ کو یکم جولائی2009 کو ضلع کا درجہ دیا گیا، اس سے پیشتر چنیوٹ ضلع جھنگ کی ایک تحصیل تھا اس وقت ضلع چنیوٹ میں محکمہ مال کے اہلکاران کے لئے چند کوارٹرز پر مشتمل ایک کالونی موجود ہے۔

(ب) ضلع بننے کے بعد ضلعی کمپلیکس چنیوٹ کے لئے جگہ acquire کی جارہی ہے۔جس کے ساتھ آفیسران و اہلکاران کے لئے رہائش گاہوں کی تعمیر بھی کی جائے گی تاکہ اس ضلع میں خدمات سرانجام دینے والے سرکاری ملازمین اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

ضلع وہاڑی، محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*8718: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال و کالونیز کی وہاڑی میں کتنی سرکاری اراضی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنی اراضی پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر ہے؟

(ج) یہ اراضی پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر دینے کا طریق کار کیا ہے؟

(د) اس اراضی سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو ہو رہی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل رقبہ بقایا سرکار4222ایکڑ04کنال13مرلے ہے، تفصیل بر-Annex "A"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) ضلع وہاڑی میں کل3280ایکڑ03کنال16مرلے لیز/ ٹھیکہ پر ہے-

(ج) بورڈ آف ریونیو کی ہدایات نمبری223-210/118-CLI, 222-2010/117-CLIاور 224-2010/119-CLI مورخہ 13-01-2010 کے تحت موقع پر جلسہ عام میں بذریعہ بولی نیلام کی جاتی ہے-

(د) کل آمدنی تقریباً3,46,01,152روپے سالانہ ہو رہی ہے-

ضلع وہاڑی،پٹواریوں،قانونگو،نائب تحصیلدار کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا معاملہ

*8720:سردار خالد سلیم بھٹی:کیاوزیر مال و کالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں پٹواریوں،قانونگو،نائب تحصیلدار اور تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اور کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) حکومت کب تک یہ اسامیاں پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع وہاڑی میں پٹواریوں،قانونگو، تحصیلدار،نائب تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	منظور شدہ تعداد اسامی ہائے
1	تحصیلدار	3
2	نائب تحصیلدار	19
3	قانونگو	31
4	پٹواری	260

(ب)

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد خالی اسامی
1	تحصیلدار	X
2	نائب تحصیلدار	8
3	قانونگو	4
4	پٹواری	39

(ج) حکومت پنجاب نے بھرتی پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔بھرتی پر سے پابندی ختم ہونے پر بھرتی کا عمل مکمل ہو گا۔

ضلع قصور میں اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کی تفصیلات

*8792: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں اشٹام پیپرز کی فروخت کا لائسنس کس کس کے پاس ہے ان کے نام مع ولدیت وپتاجات بتائے جائیں؟

(ب) اشٹام فروشی کا لائسنس لینے کا کیا طریق کار ہے، لائسنس کے حصول کے لئے کتنی تعلیم درکار ہے؟

(ج) کیا ضلع قصور میں اشٹام فروشی کے نئے لائسنس جاری کئے جارہے ہیں، لائسنس کون جاری کرتا ہے اور کتنی مدت میں لائسنس مل جاتا ہے، کیا کوئی سالانہ فیس ہے تو کتنی، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال وکالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بمطابق فہرست مہیا کردہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع قصور میں لائسنس یافتہ اشٹام فروشوں کی تعداد 409 ہے ان کے نام ولدیت اور پتاجات کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اشٹام فروشی کا لائسنس اسٹمپ رولز 1934 کی دفعہ 26 کے تحت متعلقہ ڈسٹرکٹ کلکٹر جاری کرتا ہے جو درخواست گزار کے ذاتی کردار کے بارے میں محکمہ پولیس کی رپورٹ اور جائے حصول لائسنس کے سلسلہ میں وہاں کی آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر کی رپورٹ / سفارشات پر لائسنس جاری کیا جاتا ہے اور اس کے لئے تعلیم کا معیار مقرر نہ ہے البتہ درخواست گزار کا لکھا پڑھا ہونا ضروری ہے۔

(ج) ضلع قصور میں اشٹام فروشی کا آخری لائسنس مورخہ 05-04-2011 کو جاری کیا گیا تھا۔چونکہ ضلع قصور میں قبل ازیں کافی تعداد میں لائسنس جاری ہو چکے ہیں۔لہذا فی الحال ان کی پڑتال کی جا رہی ہے۔لائسنس جاری کرنے کی کوئی مدت مقرر نہ ہے۔مقامی پولیس اور متعلقہ

اسسٹنٹ کمشنر کی رپورٹ / سفارشات موصول ہونے پر ڈسٹرکٹ کلکٹر لائسنس جاری کرتا ہے اور اس کی کوئی سالانہ فیس مقرر نہ ہے۔

ضلع قصور۔اراضی کی سیٹلمنٹ کی تفصیلات

*8796: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام کب شروع ہوا اور اس کو کب مکمل ہونا تھا؟

(ب) اب تک ضلع قصور کے کتنے موضع جات کی اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے؟

(ج) اب تک ضلع قصور میں اس کام پر کتنے اخراجات ہو چکے ہیں اور اس کام پر کل کتنا سٹاف متعین ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(د) ضلع قصور میں اراضی کی سیٹلمنٹ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) بمطابق رپورٹ موصولہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر قصور ضلع ہذا 01-07-1976 کو معرض وجود میں آیا تھا۔اس وقت سے لیکر اب تک اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام شروع نہ ہوا ہے۔

(ب) ضلع قصور میں تاحال سیٹلمنٹ کا کام شروع نہ ہوا ہے۔

(ج) Nil

(د) Nil

ضلع سرگودھا۔رجسٹری فیس کی مد میں آمدن و دیگر تفصیلات

*8848: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں ضلع سرگودھا میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران صوبے کے کس ضلع میں سب سے زیادہ رجسٹری فیس وصول ہوئی اور سب سے کم کس ضلع کی تھی؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سرگودھا میں رجسٹری فیس کی مد میں مالی سال09-2008 اور مالی سال10-2009 کے دوران کل -/10,44,55,954 روپے آمدن ہوئی ہے۔

سال09-2008 = 5,21,79,563روپے

سال10-2009 = 5,22,76,391روپے

میزان 10,44,55,954روپے

(ب) مذکورہ عرصہ 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع لاہور میں سب سے زیادہ رجسٹری فیس بالترتیب

سال09-2008 = -/58,80,10,127روپے

سال10-2009 = -/51,22,30,848روپے

مذکورہ عرصہ 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع میانوالی میں سب سے کم رجسٹری فیس بالترتیب

سال09-2008 = -/43,54,532روپے

سال10-2009 = -/45,94,090روپے

پرائیویٹائزیشن بورڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*9089: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں پرائیویٹائزیشن بورڈ کب وجود میں آیا، اس محکمہ کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اس محکمہ نے اپنے قیام سے اب تک کتنی املاک فروخت کی ہیں اور ان سے کل کتنی آمدنی حاصل ہوئی؟

(ج) ضلع راولپنڈی میں کتنی سرکاری املاک فروخت ہوئیں اور ان سے کتنی رقم حاصل ہوئی؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب نجکاری بورڈ مورخہ 04-08-1997 کو فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر FD.SO(AB)8-497 کے تحت معرض وجود میں آیا۔ حکومت پنجاب کی طرف سے دی گئی سرکاری املاک کو پنجاب نجکاری بورڈ بذریعہ نیلام عام شفاف طریقے سے فروخت کرتا ہے۔

(ب) پنجاب نجکاری بورڈ نے 1997 سے لے کر آج تک 386 سرکاری املاک بذریعہ نیلام عام فروخت کی ہیں اوران سے مبلغ 5070.771 ملین روپے کی آمدنی حاصل ہوئی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں اب تک 5 سرکاری املاک فروخت کی گئی ہیں جن سے مبلغ 22.500 ملین روپے کی آمدنی حاصل ہوئی ہے۔

ضلع راولپنڈی۔زرعی مقاصد کے لئے دی گئی اراضی پر رہائشی کالونیاں تعمیر کرنے کی تفصیلات

*9239: **محترمہ رعنا رضوی:** کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے فوج کی غذائی ضروریات کے لئے زمین پٹے پر دے رکھی ہے جو کہ قانون کے مطابق کسی اور مقصد کے لئے استعمال میں نہیں لائی جاسکتی؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ فوج نے زرعی مقاصد کے لئے پٹہ پر لی گئی اراضی پر رہائشی کالونیاں بنالی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پنجاب حکومت فوج کو زرعی مقاصد کے لئے دی گئی زمین جس کی انہوں نے خلاف قانون وپالیسی حیثیت تبدیل کی ہے کو عدالت میں رجوع کرکے موجودہ قیمت وصول کرنے یاواپس لینے کو تیار ہے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) اضلاع

لاہور

قصور ندارد

شیخوپورہ ندارد

ننکانہ 351ایکڑزمین غیر قانونی طور پر فوج کے زیر قبضہ ہے۔

گوجرانوالہ ندارد

نارووال

سیالکوٹM-17-K-178فوج کے قبضہ میں ہے۔

حافظ آباد

گجرات ندارد

منڈی بہاؤالدین ندارد

راولپنڈی ندارد

جہلم

اٹک3793ایکڑ برائے دفاع

چکوال ندارد

سرگودھا۔ 4643ایکڑ فوج کے زیر قبضہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)سٹیڈ گرانٹ 2872ایکڑ

(ii)آرمی ویلفیئر سکیم 231ایکڑ

(iii)ملٹری کیمپ گراؤنڈ 18ایکڑ

(iv)برائے کاشت 410ایکڑ

بھکر

خوشاب

میانوالی ندارد

اضلاع

فیصل آباد2850ایکڑ برائے سٹیڈ گرانٹ اینیمل بریڈنگ سکیم

جھنگ ندارد

ٹوبہ ٹیک سنگھ ندارد

چنیوٹ ندارد

ساہیوال ندارد

اوکاڑہ17013ایکڑ ملٹری فارم اوکاڑہ

7778ایکڑ آرمی سٹیڈ فارم کلیانہ

3193ایکڑ ملٹری فارم رینالہ خورد

4530ایکڑ آرمی سٹیڈ فارم رینالہ خورد

5379ایکڑ آرمی ویلفیئر ٹرسٹ پر دینہ آباد

پاکپتن5022ایکڑ

ملتان	
خانیوال	ندارد
لودھراں	
وہاڑی	
ڈیرہ غازی خان	ندارد
راجن پور	
مظفر گڑھ	
لیہ	ندارد
بہاول پور	
بہاولنگر	ندارد
رحیم یار خان	

(ب) تمام اضلاع سے رپورٹ NIL تصدیق ہوئی ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

ضلع جہلم ،پٹوار حلقے و دیگر تفصیلات

*9267: جناب محمد فیاض: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع جہلم میں اس وقت پٹوار حلقے کتنے ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقوں میں تعینات پٹواریوں کے نام اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ حلقوں میں کس کس پٹواری کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہوئے، اس وقت کس سٹیج پر ہیں اور اگر کوئی سزائیں ہوئی ہیں تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پٹواری ملی بھگت سے ایک مرتبہ پھر اپنے سابقا حلقوں میں تعینات ہو گئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ پٹواریوں کو انٹی کرپشن مقدمات کے فیصلہ تک معطل رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع جہلم میں اس وقت 144 پٹوار حلقے ہیں۔

(ب) فہرست پٹواریان مع حلقہ و عرصہ تعیناتی جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔
(د) تفصیل جھنڈی(ج)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔
(ہ) پٹواریوں کی معطلی ان کے خلاف الزامات کی نوعیت کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

لاہور۔ موضع ہر بنس پورہ میں سرکاری اراضی کو واگزار کروانے کا معاملہ

*9268: محترمہ رعنا رضوی: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیایہ درست ہے کہ موضع ہر بنس پورہ لاہور میں صوبائی حکومت کی ہزاروں ایکڑ اراضی موجود ہے جس پر بااثر افراد غیر قانونی طور پر قابض ہیں؟
(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ پر بااثر افراد سے قبضہ گروپ اور لینڈ مافیا نے رہائشی کالونیاں کئی کئی ایکڑوں پر بنگلے، پلازے تعمیر کر رکھے ہیں ان کے نام پتا جات، سے آگاہ فرمائیں؟
(ج) حکومت نے پچھلے تین سالوں میں کتنی زمین ان با اثر افراد اور قبضہ گروپوں سے واگزار کروائی ہے مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):
(الف) یہ درست ہے کہ موضع ہر بنس پورہ لاہور میں صوبائی حکومت کی کل اراضی تعدادی 10235 کنال ہے جس پر تقریباً38 کالونیاں /آبادیاں ناجائز تعمیر شدہ ہیں اور مختلف لوگ رہائش پذیر ہیں۔تفصیل جھنڈی(الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) یہ درست ہے کہ رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت پر مختلف لوگ 38 آبادیوں /کالونیوں کی شکل میں ناجائز قابض اور رہائش پذیر ہیں۔تفصیل جھنڈی(ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) حکومت نے پچھلے تین سالوں میں اراضی تعدادی413 کنال ان قابضین سے واگزار کروائی ہے،تاہم حکومت پنجاب نے ان ناجائز قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت کمشنر لاہور ڈویژن لاہور و دیگر ممبران پنجاب اسمبلی تشکیل دی گئی ہے تاکہ ان ناجائز قابضین کو حکومتی پالیسی کے مطابق مالکانہ حقوق دیئے جا سکیں۔تفصیل جھنڈی(سی) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔ہر بنس پورہ میں سرکاری اراضی کو واگزار کروانے کا معاملہ

*9269: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ موضع ہر بنس پورہ لاہور میں حکومتی اراضی پر لینڈ مافیا نے قبضہ کر رکھا ہے جن میں ایک سابق ایم این اے بھی شامل ہے جس نے ناجائز قبضہ کر کے کئی ایکڑوں پر اپنا ڈیرہ اور رہائش گاہ تعمیر کر رکھی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے پچھلے تین سالوں میں موضع ہر بنس پورہ میں کس کس سے اور کتنی کتنی سرکاری اراضی واگزار کروائی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ موضع ہر بنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر مختلف لوگ ناجائز قابض ہیں اور تقریباً 38 آبادیاں / کالونیاں بنی ہوئی ہیں اور لوگ رہائش پذیر ہیں۔ سابقا ایم این اے کے قبضہ میں اراضی تعدادی تقریباً 50 کنال پر ناجائز چار دیواری، رہائش گاہ اور ڈیرہ جات تعمیر شدہ ہیں جو کہ ڈیال ہاؤس کے نام سے مشہور ہے۔

(ب) حکومت نے پچھلے تین سالوں میں موضع ہر بنس پورہ میں اراضی تعدادی تقریباً 413 کنال اراضی واگزار کروائی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سابقا تین سالوں کے دوران واگزار رقبہ جات کی تفصیل

نمبر شمار	رقبہ جات	کل رقبہ		
		M	K	
1	ریونیو اکیڈمی نزد جلو پارک	0	158	
2	صحافی کالونی	0	44	
3	قبرستان کی جگہ	0	25	
4	تھانہ ہر بنس پورہ کے بالمقابل	0	04	
5	چھپر تاج باغ	0	10	
6	ٹورزم ڈیپارٹمنٹ	0	50	
7	ریلوے کراسنگ لائن	0	22	
8	گوالہ کالونی	0	100	
	ٹوٹل رقبہ	413	کنال	

ضلع سرگودھا۔محکمہ کی ملکیتی اراضی ودیگر تفصیلات

*9490: سردار کامل گجر: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھامیں حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کتنی ہے؟

(ب) یہ اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ج) پچھلے تین سالوں میں ضلع سرگودھامیں سرکاری اراضی کتنے لوگوں کولیز پر دی گئی؟

(د) پچھلے تین سالوں میں مذکورہ ضلع میں سرکاری اراضی کتنے لوگوں کو کتنی کتنی الاٹ کی گئی اوراس سے کتنی آمدن ہوئی نیزیہ رقم کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی گئی؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) 11823ایکڑ7کنال5مرلے

(ب) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 1398افراد

(د) 1398 افراد کو الاٹ کی گئی۔کل آمدن -/3,38,09,879روپے ہوئی جو اکاؤنٹ نمبر BO-1407میں جمع کروائی گئی۔

ضلع سرگودھا۔ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*9491: سردار کامل گجر: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ کے اس وقت کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کام کررہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر کب سے انکوائریاں چل رہی ہیں،ان کے نام،عہدہ،گریڈاور جگہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ ضلع کے دفاتر میں کس کس گریڈ کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی اس وقت خالی ہیں؟

(د) ان خالی اسامیوں کو حکومت پُر کیوں نہیں کررہی ہے؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ کے ملازمین کی فہرست جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن ملازمین کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں ان کی فہرست جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ملازمین کی بمطابق گریڈاور خالی اسامیوں کی فہرست جھنڈی(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ملک کی اقتصادی صورتحال کے پیش نظر حکومت پنجاب نے نئی بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے جونہی بھرتیوں پر پابندی ختم ہوگی تو خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

ڈی او(آر)سرگودھا کے پاس زیر سماعت کیسز کی تفصیلات

*9495:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی او(آر)ضلع سرگودھا کے پاس اس وقت کل کتنے کیسز ہیں اور یہ کتنے کتنے عرصہ سے زیر سماعت ہیں؟

(ب) 2008 سے اب تک کتنے کیسز پر فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر التواء ہیں اور یہ کب تک نمٹا دیئے جائیں گے،مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) اس وقت عدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر سرگودھا میں 427 مقدمات زیر سماعت ہیں۔ تفصیل مدت مقدمات درج ذیل ہے:۔

زائدازایک سال	337
زائدازدوسال	64
زائدازتین سال	26

(ب) سال2008تامئی2011مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سابقا	مرجوعہ	میزان
558	1640	2198
فیصلہ	منتقل	بقایا
1630	141	427

زیر تصفیہ کیسز میں سب سے زیادہ اہمیت پرانے مقدمات کو نمٹانے کے لئے دی جارہی ہے۔ مابعد نئے کیسز کو سماعت کیا جاتا ہے تاہم pending کیسز کو جلد نمٹانے کے لئے ضروری

کوششیں کی جارہی ہیں تاہم وکلاصاحبان کو ہدایت کی گئی ہے کہ تحریری بحث اپنے اپنے مقدمات میں پیش کریں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ جات کو ممکن بنایا جائے۔

ضلع لاہور۔جمع بندیاں مکمل نہ ہونے کی تفصیلات

*9567:چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):کیاوزیرمال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے تمام سرکلز میں پچھلے دس سالوں سے جمع بندیاں مکمل نہیں ہوسکیں جس سے کروڑوں روپے کے ریونیو کا خسارہ ہورہاہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ سانده سرکل میں عرصہ 26سال سے جمع بندی نہیں ہوسکی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور سرکل کے تمام قانونگو، نائب تحصیلداران اور تحصیلداران کو جمع بندیاں مؤخر رکھنے کے سلسلے میں ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں توکب تک؟

وزیرمال وکالونیز(راناثناءاللہ خان):

(الف) عنوان بالامیں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور سے حاصل کردہ جواب کے مطابق جمع بندی ہائے بروقت مرتب نہ ہونے کی ایک وجہ سانحہ آتشزدگی مورخہ 1998-01-12 ضلع کچہری لاہور ہے کیونکہ اس واقع میں صدر ریکارڈ روم میں موجود جملہ ریکارڈ جمع بندی ہائے وغیرہ جل کر خاکستر ہوگیا تھا۔ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لئے پٹوار خانہ ہائے کا ریکارڈ فوری طور پر قبضہ لے کر صدر ریکارڈ روم میں محفوظ کرلیاگیااور فوٹو کاپی ہائے ریکارڈ عملہ فیلڈ کے حوالے کی بروئے نوٹیفکیشن مورخہ 6-6-2000 بورڈآف ریونیو ضلع لاہور کا بندوبست شروع کروایا گیااس نوٹیفکیشن کی موجودگی میں قانوناًجمع بندی ہائے کی تیاری کی قطعاًضرورت نہ ہے۔
مابعد بورڈآف ریونیو کے نوٹیفکیشن مورخہ 29-10-2004 کی رو سے ضلع لاہور کے اربن ایریامیں واقع 100 مواضعات کے ریکارڈ بندوبست کی تیاری روک دی گئی اوراس نوٹیفکیشن کے بعد ضلع لاہور کے تعدادی 100 مواضعات میں سے 64 جمع بندی ہائے مرتب ہو کر داخل دفتر صدر ریکارڈ روم اور 10 مواضعات کی جمع بندی ہائے دفتر تحصیل ریکارڈ روم میں جمع ہوگئیں۔دیگر جمع بندی ہائے تقایازیر تیاری تھیں کہ حکومت پنجاب کی ہدایت پر

ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی بابت نوٹیفکیشن مورخہ 2010-10-05 کے تحت جمع بندی ہائے مرتب کرنے سے ممانعت کی جس پر جملہ ریکارڈ کی کمپوزنگ اور پرنٹنگ کا کام شروع ہو چکا ہے۔علاوہ ازیں جمع بندی ہائے کی تیاری یا عدم تیاری سے ریونیو کے خسارہ کا کوئی تعلق نہ ہے۔کیونکہ ضلع لاہور کا بیشتر علاقہ گنجان آبادی پر مشتمل ہے۔رقبہ کی منتقلی دستاویزات رجسٹری شدہ کے تحت ہوتی ہیں۔نیز زرعی علاقہ میں زرعی انکم ٹیکس کا نفاذ ہو چکا ہے۔جس کے تحت مالکان خود پابند ہیں کہ وہ اپنی ملکیت کے گوشوارہ جات از خود متعلقہ AC صاحبان کے دفاتر میں جمع کروائیں گے۔

(ب) موضع ساندہ کلاں تحصیل لاہور سٹی کا اشتمال اراضی سال 1960-61 میں شروع ہوا دوران کارروائی اشتمال مابین مالکان اراضی تنازعات شروع ہوئے اور موضع کا اشتمال مکمل نہ ہو سکا دوران اشتمال جمع بندی تیار نہ ہو سکتی ہے جب بورڈ آف ریونیو نے اربن ایریا کا بندوبست ختم کیا اور مقدمات کا فیصلہ ہونے پر ایک جمع بندی سال 2004 کے بعد تیار ہو کر داخل کروائی لیکن اب ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جارہا ہے اس سے جمع بندی تیاری کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جواب مندرجہ بالا جز(الف)اور(ب)کی بنیاد پر کوئی کارروائی نہ کی گئی۔

تحصیل بھلوال، محکمہ کے ملازمین و دیگر تفصیلات

*9636: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں محکمہ کے کل ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ب) گریڈ 11 سے اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) اس وقت گریڈ 11 سے اوپر کے کس کس ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری یا قانونی کارروائی ہو رہی ہے یہ کس کس بناء پر ہو رہی ہے؟

(د) ان ملازمین کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں۔

(ہ) ان میں سے کس کس ملازم کے پاس سرکاری گاڑی ہے، ان کے نمبر، ماڈل اور سال 11-2010 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

تحصیل بھلوال کے کل ملازمین کی تعداد: 97

گریڈ17	=	1	گریڈ16	=	1
گریڈ15	=	1	گریڈ14	=	2
گریڈ12	=	1	گریڈ11	=	6
گریڈ9	=	46	گریڈ7	=	10
گریڈ04	=	2	گریڈ2	=	22
گریڈ01	=	5			

(ب)

1	چودھری محمد ارشد	اسسٹنٹ کمشنر	گریڈ17
2	راجہ عامر مسعود	تحصیلدار	گریڈ16
3	فردوس محمد خان	نائب تحصیلدار	گریڈ15
4	امیر خان	نائب تحصیلدار	گریڈ14
5	ثاقب رسول	نائب تحصیلدار	گریڈ14
6	منیر احمد	سٹینو گرافر	گریڈ12

(ج) گریڈ11 یا اس سے اوپر کے کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی انکوائری نہ ہو رہی ہے۔

(د) اخراجات سال10-2009 اخراجات سال11-2010

-/1626704روپے -/1730640روپے

(ہ) چودھری محمد ارشد اسسٹنٹ کمشنر بھلوال

گاڑی نمبر6666-SGG ماڈل2007

اخراجات پٹرول-/104559 اخراجات مرمت وغیرہ-/14602

کل اخراجات: -/119161

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں اس افسوسناک اور اندوہناک واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جو کہ کل ایک سرکاری ہسپتال کے اندر سٹاف کی بزدلی، لاپروائی اور خود غرضی کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ ہسپتال میں 9 اَن کھلے پھول مرجھا گئے اور اس سے حکومت وقت کی صحت کی پالیسی اور پنجاب کے

عوام کے ساتھ غیر سنجیدہ روّیے کا ایک شاہکار منظر سامنے آیا ہے۔وہاں پر تڑپتی ہوئی ماؤں کا منظر دیکھا نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب!آپ وہاں کب گئے تھے ؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔یہ سب نے سُن لیا ہے اور ٹیلیویژن پر بھی دیکھا ہے۔وہاں پر وزیراعلیٰ صاحب خود تشریف لے گئے اور انہوں نے اس معاملے کی انکوائری کے لئے کمیٹی بنا دی ہے۔اس میں جو بھی قصور وار ٹھہرے گا اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔آپ اس معاملے کو اب چھوڑ دیں اور مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!ٹیلیویژن پر دیکھنے کے بعد کیا یہاں ایوان میں بات نہیں ہو سکتی ؟آپ ہمیں بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ خود یا آپ کے قائد وہاں پر گئے ہیں ؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!وہاں ہسپتال میں مائیں تڑپ رہی ہیں،ان کے بچے مر رہے ہیں اور آپ ہمیں یہاں پر بات نہیں کرنے دے رہے۔

جناب سپیکر: جی،ان کا علاج ہو رہا ہے۔ان کا علاج آپ نہیں کر سکتے بلکہ وہ ڈاکٹر ہی کریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!آپ ہمیں بولنے کا وقت تو دیں۔آپ ہمیں بات تو کرنے دیں۔آپ ہمیں بات کیوں نہیں کرنے دیتے؟

جناب سپیکر: آپ مجھے dictation نہ دیں۔آپ مجھے dictate نہ کریں۔Nobody say like this.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!آپ غلط کر رہے ہیں اور آپ ہمیشہ ایوان کو bulldoze کرتے ہیں۔آپ نے کبھی رولز کو follow نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ میرے ساتھ تمیز سے بات کریں۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کو کس نے اجازت دی ہے ؟ جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!انسانی ہمدردی کا معاملہ ہے،آپ اتنے سخت گیر کیوں ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ہمیں اُن سے پوری ہمدردی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اگر ہم یہاں پر بچوں کے والدین کے ساتھ اظہار ہمدردی کر رہے ہیں تو آپ اتنا تلخ کیوں ہو رہے ہیں؟ چیف منسٹر یا وزیر صحت تو اس بات کا جواب دہ ہو سکتا ہے لیکن آپ کس جواب دہی کے خوف میں مبتلا ہیں اور آپ مجھے بات کیوں نہیں کرنے دے رہے، آپ نے جس تلخی کا اظہار کیا ہے میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جن سرکاری ملازمین کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے، کہیں وہ آپ کے قرابت دار تو نہیں ہیں کہ آپ ہمیں یہاں پر بات نہیں کرنے دے رہے؟

جناب سپیکر: آپ سیاست کرتے ہیں، بات نہیں کرتے ہیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں بالکل سیدھی بات کروں گا اور سیاست سے اس کا تعلق ہی کیا ہے؟ ہسپتالوں کے اندر مختلف واقعات میں کتنی جانیں ضائع ہوئیں، جعلی دوائیوں کے کتنے کیسز سامنے آئے، آپ مجھے بتائیں کہ اس حکومت نے کسی کو سزا دی، کسی کو نوکری سے نکالا؟ اور پھر دیکھیں کہ کتنی غلط سزائیں دیں کہ عدالتوں نے سب سرکاری ملازمین کو اس لئے بحال کیا کہ حکومت نے انکوائریوں کا proper procedure ہی adopt نہیں کیا تھا۔ ہم اس اندوہناک واقعہ میں مرنے والے بچوں کے والدین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور اُن ائر کنڈیشنرز کو لگنے والی آگ کو بجھانے والے آگ بجھانے کی بجائے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگے، جو ڈاکٹرز مسیحا بنے پھرتے ہیں وہ بچوں کو بچانے کی بجائے خود وارڈ سے باہر بھاگ گئے تو ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ چیف منسٹر جو لوگوں کے ساتھ ہمدردی کے لئے خیموں میں جا کر بیٹھ گئے ہیں وہ اُن ڈاکٹرز کے خلاف صاف ستھری اور شفاف انکوائری کروا کر اس کی رپورٹ کل کے اجلاس میں یہاں پیش کریں کہ یہ نو معصوم بچے کس کی غلطی اور کوتاہی سے اپنی جان گنوا بیٹھے۔ یہ ایک جمہوری ایوان ہے اور آپ اس ایوان کی طاقت پر یقین رکھتے ہیں تو مہربانی کر کے باقی ممبران اسمبلی کو بھی اس اندوہناک واقعہ پر گفتگو کرنے کا موقع دیں تاکہ ایک message جائے کہ پنجاب اسمبلی نے سیاست سے بالاتر ہو کر ایک بدانتظامی کا نوٹس لیا ہے اور ہم نے اپنا باقی ایجنڈا ختم کر کے اس اہم واقعہ پر آپس میں اظہار خیال کیا ہے۔ ہم صرف اس واقعہ کی مذمت نہیں کریں گے بلکہ ہم آپ کو مستقبل میں ایسے واقعات سے بچنے کے لئے تجاویز بھی دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔"بے شک، جو اللہ کی طرف سے آیا ہے، اُدھر ہی لوٹ کے جانا ہے۔"میں سب سے پہلے اس تمام ایوان کی طرف سے بالعموم اور اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ(ق) کی طرف سے بالخصوص اُن تمام خاندانوں سے اظہار تعزیت کرتی ہوں جن کے معصوم بچے اس پیش ہونے والے واقعہ میں جھلس گئے۔

جناب سپیکر! اس چیز کو ہر انسان دیکھ سکتا ہے کہ ایک technical fault کی وجہ سے ائر کنڈیشنر کا حوض کھلا اور اُس میں آگ لگ گئی۔آگ لگنے کے بعد وہاں پر جتنے لوگ موجود تھے چاہے وہ لواحقین تھے، نرسیں تھیں، پیرامیڈکس تھے یا ڈاکٹرز تھے انہوں نے اس situation کو کیسے coup کیا، اسی کی انکوائری کی آج یہاں پر بات ہو رہی ہے۔اگر آپ پچھلے تین سال کی میری بجٹ تقاریر نکالیں تو میں نے اسمبلی میں بار بار یہی کہا تھا کہ یہ اے سی 4۔ارب روپے کی لاگت سے خریدے اور لگائے گئے ہیں۔جب اے سی لگائے گئے تو تاریں کمزور تھیں، جب تاریں لگائی گئیں تو ٹرانسفارمر اس قابل نہیں تھے کہ وہ اُن کا بوجھ اُٹھائیں، جب ٹرانسفارمر لگائے گئے تو بجلی نہ تھی، جب بجلی کا تدارک کرنے کے لئے کئی کئی کروڑ روپیہ کے جنریٹر خریدے گئے تو اُن جنریٹروں میں ڈالنے کے لئے پٹرول نہیں تھا۔8۔جولائی کو وزیر اعلیٰ نے ہر ضلع کے ڈی سی اوز کو ایک مراسلہ جاری کیا کہ آپ philanthropists and MNAs/MPAs کے پاس جا کر بجلی کے بل اور ڈیزل کے پیسے ادا کرنے کے لئے پیسے مانگیں۔یہ ایک sequence of events ہے، مجھے اُن کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں۔وزیر اعلیٰ نے اپنی عوام سے جو محبت کی تھی مجھے اس پر کوئی شک نہیں کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ہسپتال ائر کنڈیشنڈ ہوں لیکن اس انفراسٹرکچر کو maintain کرنے کے لئے requirements پوری نہ ہوئیں لہذا پاکستان مسلم لیگ(ق) اور چودھری ظہیر الدین کی طرف سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس تحقیقاتی رپورٹ کو ایوان میں پیش کیا جائے اور fixation of responsibility انتہائی احتیاط سے کی جائے۔اگر ہم ایک exemplary چیز سامنے لے آئے تو شاید کچھ گناہ دُھل جائیں۔دیکھیں ہم نے تو چار سال تک زکوٰۃ بھی ادا نہیں کی اور یہ انہی چیزوں کے گناہ ہیں جو اس طرح سامنے آتے ہیں اور ہم سب کے لئے عبرت کا ایک مقام بنتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ انجم صفدر!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! شکریہ۔میں یہاں پر پاکستان کے صوبہ سندھ، کراچی اور لیاری کے حوالہ سے ایک بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ پنجاب کی بات کریں۔ میں آپ کو کراچی کی بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر!ہم نے اُن لوگوں کے لئے بھی اظہار افسوس کرنا ہے جو وہاں پر روزمر رہے ہیں۔ وہاں پر بوری بند نعشیں مل رہی ہیں وہ بھی پاکستان کا حصہ ہیں۔ ہمیں اُن کے ساتھ بھی اظہار یکجہتی کرنا چاہئے اور وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بھی ہمیں بحث کرنی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی مسلم لیگ(ن) کے خلاف نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ میں کسی کو بھی اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

Order, order. Order please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!سروسز ہسپتال کا واقعہ بڑا غمزدہ ہے۔ ہم ان والدین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ خدارا یہ تو دیکھا جائے کہ ہسپتالوں اور وارڈوں میں میاں محمد شہباز شریف نے ائیر کنڈیشنرز لگوائے، وہاں پر جنریٹر رکھوائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی تکنیکی غلطی ہوئی ہے۔ یہ بجلی کی وجہ سے ہوئی ہے، یہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جب پرویز مشرف کے متوالے اور اس کے ایجنڈے پر عمل کرنے والے پورے پاکستان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کی لعنت دیں گے تو پورے پاکستان میں سینکڑوں ہزاروں بچے بلک بلک کر مریں گے۔ یہ تو سات آٹھ بچے ہیں پورے پاکستان میں غریبوں کے بچے مر رہے ہیں اور یہ پورے پاکستان میں بجلی مہنگی کر رہے ہیں۔ انہوں نے فیول ایڈجسٹمنٹ کے چکر میں -/2 روپے فی یونٹ اضافہ کیا ہے۔ یہ کیسا ظلم ہے؟ یہ ظلم کی انتہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!ہم سروسز ہسپتال کے واقعہ پر ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ غزالہ سعد رفیق مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پڑھنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پڑھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: کورم point out کیا گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے۔ اب اجلاس کل بروز ہفتہ مورخہ 9۔ جون2012 شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ کل کے اجلاس میں صوبائی بجٹ پیش کیا جائے گا۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(ہفتہ 9، منگل 12، بدھ 13، جمعرات 14، جمعتہ المبارک 15۔ جون 2012)

(یوم السبت 18، یوم الثلاثہ 21، یوم الاربعاء 22، یوم الخمیس 23، یوم الجمع 24۔ رجب المرجب 1433ھ)

پندرھویں اسمبلی:اڑتیسواں اجلاس

جلد38(حصہ دوم):شمارہ جات : 5تا9

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اڑتیسواں اجلاس

ہفتہ،9۔جون2012

جلد 38:شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	سالانہ بجٹ بابت سال2012-13اور	

	ضمنی بجٹ بابت سال2011-12 پیش کرنے کا اعلامیہ	340
2۔	ایجنڈا	342
3۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	344
4۔	نعت رسول مقبول ﷺ	345
	سرکاری کارروائی	
5۔	سالانہ بجٹ بابت سال2012-13 پر وزیر خزانہ کی تقریر	347

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
6۔	سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال2012-13 کا ایوان میں پیش کیا جانا	377
7۔	ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال2011-12 کا ایوان میں پیش کیا جانا	377
	مسودات قانون (جو پیش ہوئے)	
8۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2012	377
9۔	مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس مصدرہ2012	378

منگل، 12۔جون2012

جلد 38: شمارہ 6

10۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	380
11۔	ایجنڈا	382
12۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	384
13۔	نعت رسول مقبول ﷺ	385
	تحاریک استحقاق	
14۔	پرنسپل گورنمنٹ سمز کالج لاہور (ڈاکٹر فیصل مسعود) کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ	386
15۔	اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز روّیہ	387
	سرکاری کارروائی	

	بحث	
16۔	سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث	399

بدھ،13۔جون2012

جلد 38:شمارہ 7

17۔	ایجنڈا	511
18۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	513

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19۔	نعت رسول مقبول ﷺ	514
	تحاریک استحقاق	
20۔	سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات	515
21۔	اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز روّیہ(۔۔۔جاری)	517
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
22۔	سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	521
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
23۔	مسودہ قانون نصاب تعلیم،درسی کتب کی نگرانی وتعلیمی معیارات کی نگہداشت پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا	544
24۔	مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسزلاہور مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا	544
25۔	مسودہ قانون(ترمیم)زرعی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں	

	مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	545
26۔	سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث(۔۔۔جاری) ----------	545

جمعرات،14۔جون2012

جلد 38:شمارہ 8

27۔	جناب قائم مقام سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ ----------	644
28۔	ایجنڈا ----------	646
29۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	648
30۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	649

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
31۔	گلوکار مہدی حسن کی وفات پر دعائے مغفرت ----------	650
	تحاریک استحقاق	
32۔	اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز روّیہ(۔۔۔جاری) ----------	650
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
33۔	سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث(۔۔۔جاری) ----------	654
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
34۔	مسودہ قانون(ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا----------	694
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
35۔	آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال08-2007اور 10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹیں	

	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	695
36۔	حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور سول مالی وصولیاں، سول ورکس اینڈ کمرشل برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	696
37۔	سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ----------	697
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
38۔	مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	702
39۔	سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ----------	703
40۔	کورم کی نشاندہی ----------	706

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

جمعتہ المبارک، 15۔جون 2012

جلد 38: شمارہ 9

41۔	ایجنڈا ----------	709
42۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	711
43۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	712
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
44۔	سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ----------	713
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
45۔	تحاریک استحقاق بابت سال 2011,2010,2009,2008 اور 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش	

کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 743
46۔ مسودہ قانون امتناع نجی قرض دہی پنجاب مصدرہ 2007 کے بارے میں قائم کی گئی سابقا خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد میں پیشرفت کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 744
47۔ سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث(۔۔۔جاری) ---------- 745
48۔ انڈکس

340

سالانہ بجٹ بابت سال2012-13اور
ضمنی بجٹ بابت سال2011-12 پیش کرنے کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(116)/2012/683. Dated. 8th June 2012. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

I

"In exercise of the powers conferred on me under rule 134 of the Rules of Procedure 1997 **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby appoint Saturday, 9 June 2012 for the presentation of the Annual Budget Statement for the financial year 2012-2013 before the Provincial Assembly of the Punjab at 4.00 pm.

II

In exercise of the powers conferred on me under rule 147 read with 134 of the Rules of Procedure 1997 **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby appoint Saturday, 9 June 2012 for presentation of the Supplementary Budget Statement for the financial year 2011-12 before the Provincial Assembly of the Punjab at 4.00 pm.

Dated Lahore, the 6th June 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

342

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال2012-13

وزیر خزانہ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال2012-13ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال2011-12

وزیر خزانہ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال2011-12ایوان میں پیش کریں گے۔

مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2012

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2012ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس2012

وزیر خزانہ مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس2012ایوان میں پیش کریں گے۔

344

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

ہفتہ،9۔جون2012

(یوم السبت،18۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھئو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

معراج کی رَتیاں دُھوم یہ تھی اک راج دُلارا آوت ہے
لولاک کا سہرا سر سوہت وہ احمد ﷺ پیارا آوت ہے
یٰسین کی چمک ہے داتن میں طٰہٰ کا کرشمہ آنکھن میں
وَالفجر کا جلوہ گالن پہ وہ رَب کا سنوارا آوت ہے
حُوروں نے کہا جب بسم اللہ غلماں نے پُکارا الااللہ
خود رَب نے کہا ماشاءاللہ محبوب ﷺ ہمارا آوت ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ آج کا دن گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن آج بجٹ تقریر کریں گے۔

معزز ممبران: وزیر خزانہ تو کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا بطور وزیر خزانہ notification ہو چکا ہے۔ راناثناء اللہ صاحب! ذرا notification پڑھ کر سنا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ notification کی کاپی میرے پاس ہے۔ مجھے پوری طرح سے احساس ہے کہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف پڑھنا جانتے ہیں اور وہ اس notification کو پڑھ سکتے ہیں۔ میں آپ کو یہ کاپی بھیج رہا ہوں اور آپ ان کی خدمت میں اسے پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب کو کاپی دیں۔ راجہ صاحب! آپ مہربانی کر کے اس کو پڑھ لیں پھر اس کے بعد میں بجٹ تقریر شروع کراؤں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب نے بیٹھے بیٹھے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے اور انہوں نے کاپی لینے سے انکار کر دیا)

جناب سپیکر: کیا آپ نہیں پڑھنا چاہتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! راجہ صاحب سے request کریں کہ وہ نوٹیفکیشن پڑھ دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ راجہ صاحب اس کو پڑھیں۔ سوہنا صاحب! آپ نوٹیفکیشن پڑھ دیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اس کا ہم نے تذکرہ اور نہ ہی مطالبہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف کے benches کی طرف سے آواز آئی تھی کہ وزیر خزانہ نہیں ہیں اور یہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہم نے یہ کہا اور نہ ہی اس کا مطالبہ کیا اگر راناثناء اللہ قائد حزب اختلاف کے متعلق اس طرح کی باتیں کر کے آج کا ماحول خراب کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی مرضی

ہے۔آج ہم نے احتجاج نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اگر یہ اس طرح کا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہم حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں،انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب میرے بھائی ہیں اور میرے لئے بہت محترم ہیں اس لئے میں نے ان کے حوالہ سے کوئی ایسی بات نہیں کی۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن بجٹ تقریر پیش کریں۔

سالانہ بجٹ بابت سال2012-13 پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!

میرے لئے یہ امر باعث اعزاز ہے کہ مجھے آج اس معزز ایوان کے سامنے مسلم لیگ(ن) کی جمہوری حکومت کا پانچواں سالانہ بجٹ برائے مالی سال2012-13 پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

جناب سپیکر!

2۔ یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ وطن عزیز بدقسمتی سے شدید معاشی مشکلات کا شکار ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ حکومت پنجاب نے ان مسائل کے باوجود عوام کے ساتھ کی گئی اپنی تمام commitments پر مکمل طور پر کاربند رہنے کا فیصلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان پر پوری طرح عملدرآمد کیا گیا۔ ہم نے تمام تر مالی دشواریوں کے باوجود اپنے ترقیاتی وفلاحی پروگرام میں کمی نہیں آنے دی۔ ہم نے اس امر کو یقینی بنایا کہ غربت میں کمی کے پروگرام، سالانہ ترقیاتی پروگرام، صحت اور تعلیم کے شعبے کے لئے مختص شدہ رقوم صرف اور صرف متعینہ مقاصد کے لئے استعمال کی جائیں۔یہی نہیں بلکہ ہماری حکومت نے غریب عوام پر زندگی کا بوجھ کم کرنے کے لئے کئی نئے pro-poor initiatives کا آغاز

کیا۔ مجھے فخر ہے کہ حکومت پنجاب کے ان عوام دوست اقدامات کو اندرونی اور بیرونی طور پر بے حد سراہا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

3۔ بین الاقوامی مالیاتی بحران کے ساتھ ساتھ پاکستان میں جاری توانائی کا شدید بحران ملکی معیشت کے لئے زہر قاتل ثابت ہو رہا ہے۔ توانائی کا بحران آج پاکستان کا سب سے سنگین مسئلہ ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ توانائی کے اس بحران کی آڑ میں پنجاب کو بالخصوص نشانہ بنایا جا رہا ہے جو یہاں کے رہنے والوں کے لئے ناقابل قبول ہے۔ پنجاب میں رہنے والا ہر شخص، خواہ وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو، بیک آواز یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اسے بتایا جائے کہ بجلی اور گیس کی بین الصوبائی تقسیم کن معروضی بنیادوں پر کی جا رہی ہے اور پنجاب کو اس کے حق سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ پنجاب کے ساتھ ہونے والی یہ ناانصافی غم و غصہ کی جس لہر کو ہوا دے رہی ہے وہ بے جا نہ ہے۔ یاد رہے کہ لاہور میں اپریل2012 میں منعقد ہونے والی انرجی کانفرنس میں سید یوسف رضا گیلانی نے بحیثیت وزیر اعظم ملک کے تمام صوبوں میں یکساں بنیادوں پر لوڈ شیڈنگ کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن یہ اعلان بھی وفاقی حکومت کی روایتی وعدہ شکنی کی نذر ہو گیا۔ توانائی کے اس جاری بحران نے ملکی معیشت کو بالعموم اور صوبہ پنجاب کی معیشت کو بالخصوص ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ پنجاب کے بڑے صنعتی شہر بالخصوص فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ملتان توانائی کے اس بحران سے شدید متاثر ہوئے ہیں۔ نتیجتاً جہاں ایک طرف صنعتیں بند ہو رہی ہیں تو دوسری طرف ہمارا مزدور طبقہ اپنا ذریعہ معاش بند ہو جانے پر شدید پریشانیوں کا شکار ہے۔

جناب سپیکر!

4۔ میں یہاں بجلی پیدا کرنے کے سلسلے میں دانستہ طور پر پھیلائی جانے والی اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کے اختیارات حاصل ہو چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ترمیم کا بجلی کی پیداوار سے متعلق صوبوں کے

اختیارات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔اس کے برعکس اصل صورتحال یہ ہے کہ صوبوں کو یہ اختیارات خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے مطالبے اور کوششوں کے نتیجے میں Council of Common Interests کے اجلاس منعقدہ مئی 2011 میں ایک انتظامی حکم کے ذریعے حاصل ہوئے۔تاہم ابھی بھی وفاق کے زیر انتظام ادارے جیسا کہ NEPRA،PEPCO، National Grid اور ڈسٹری بیوشن کمپنیاں بجلی کی پیداوار اور ترسیل اور ان سے متعلقہ تمام امور میں کلی اختیار کے مالک ہیں۔ یہ وفاقی ادارے اپنی ہٹ دھرمی، نااہلی، پنجاب مخالف روّیے اور مخصوص مفادات کی بناء پر صوبائی حکومت کے initiatives کی تکمیل میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب بگاس یعنی گنے کے پھوگ سے بجلی کی پیداوار کا منصوبہ رکھتی ہے تاہم ہماری بارہا گزارشات کے باوجود NEPRA نے ابھی تک بگاس سے پیدا ہونے والی بجلی کے Tariff کا تعین نہ کیا ہے۔NEPRA کے اس روّیہ سے ہمیں یہ معاملہ CCI تک لے جانا پڑا۔CCI نے یہ مایوس کن فیصلہ کیا کہ پہلے باقی تمام صوبوں سے بھی اس بابت رائے لے لی جائے۔ یہ معاندانہ روّیہ حکومت پنجاب کی حوصلہ شکنی کے لئے عمداً اپنایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!

5۔ پاکستان میں قائم پاور پلانٹس آج اپنی استعداد کے مطابق بجلی اس لئے پیدا نہیں کر پارہے کہ انہیں ان کے واجبات کی ادائیگی میں تاخیر کی جارہی ہے۔ میرا اشارہ circular debt کی جانب ہے۔ حال ہی میں کچھ پاور پلانٹس نے وفاقی حکومت کی طرف سے اپنے واجبات کی ادائیگی نہ ہونے پر Sovereign Guarantees کو طلب کرنے کا انتہائی قدم اٹھا لیا ہے۔یہ پاکستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر بجلی کی پیداوار کے منصوبوں کو قائم کرنے کی طرف راغب نہیں ہو رہا۔آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے رواں مالی سال کے میزانیہ میں انرجی سیکٹر کے لئے 9۔ارب روپے کی رقم مختص کی تھی تاہم مذکورہ بالا اسباب پر مبنی وفاقی حکومت کے طرز عمل کی بناء پر بجلی کی پیداوار میں کوئی پیشرفت نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر!

6۔ بجلی کی قلت کے حوالے سے صوبائی حکومت کی ذمہ داری کے بارے میں تواتر سے بولے جانے والے جھوٹ میری طرف سے کسی مزید وضاحت کے محتاج نہیں۔ عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان سے روشنی اور آرام کی دولت چھیننے اور ان کی بستیوں کو اندھیروں کے سپرد کرنے والے لوگ کون ہیں اور زمانہ انہیں کس نام سے پکارتا ہے۔ میں اس موقع پر معروف شاعر ساغر صدیقی کا صرف یہ شعر عرض کرنا چاہوں گا کہ

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر!

7۔ توانائی کے بحران کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے ہم نے وفاقی حکومت کی رکاوٹوں کے باوجود اپنے لئے ایسی راہیں تلاش کر لی ہیں جہاں ہم خود انحصاری کے اصولوں پر چلتے ہوئے اس شعبے میں ممکنہ بہتری لاتے رہیں۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کے چیدہ چیدہ اقدامات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ آئندہ مالی سال 13-2012 کے میزانیہ میں حکومت پنجاب 10۔ارب روپے کی خطیر رقم انرجی سیکٹر کے لئے مختص کر رہی ہے۔ پنجاب میں انڈسٹریل اسٹیٹس میں قائم صنعتوں کو بلا تعطل بجلی کی فراہمی کے لئے 6 مقامات پر 50 میگا واٹ تک Coal Fired منصوبوں کے لئے حکومت پنجاب نے ایک جامع پالیسی تشکیل دی ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر کو یہ پاور پلانٹس لگانے کے لئے Incentive Package دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے ایک ایسا انرجی فنڈ قائم کیا جا رہا ہے جس کے تحت پنجاب میں پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہونے والے پاور پلانٹس کو بروقت واجبات کی ادائیگی ممکن ہو سکے گی۔ اسی ضمن میں، میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر حکومت پنجاب نے Salt Range میں کوئلے کے ذخائر کا از سر نو تخمینہ لگانے کے لئے بین الاقوامی ماہرین کی خدمات حاصل کی تھیں۔ ان ماہرین کے محتاط اندازے کے مطابق Salt Range میں کوئلے کے ذخائر کا تخمینہ تقریباً 500 ملین ٹن لگایا گیا ہے جبکہ اس سے قبل یہ تخمینہ تقریباً 235 ملین ٹن کا تھا۔ Coal Fired پاور پلانٹس کے لئے خام مال کی یقینی دستیابی اور حکومت پنجاب کا

Incentive Package پرائیویٹ سیکٹر کو سرمایہ کاری کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک بہت بڑی کشش ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

8۔ میں یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب تمام تر مزاحمت اور مخالفت کے باوجود توانائی کی پیداوار کے لئے عملی میدان میں اتر چکی ہے۔REDSIPایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے بجلی کی پیداوار کے پروگرام کے تحت حکومت پنجاب نے نہروں پر پاور پلانٹس کی تنصیب پر کام شروع کر دیا ہے۔اس سلسلے میں تقریباً29۔ارب روپے کی لاگت کے 10 منصوبوں کی feasibilityرپورٹ مکمل کی جا چکی ہے۔یہ منصوبے مجموعی طور پر 80 میگاواٹ بجلی پیدا کر سکیں گے۔ان میں سے پانچ منصوبے جو55 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے، کو Public Private Partnership کے تحت مکمل کیا جائے گا جبکہ باقی 5 منصوبوں کو حکومت پنجاب ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی مالی معاونت سے خود آگے بڑھائے گی۔ 25 میگاواٹ کے ان پانچ منصوبوں میں سے 2 منصوبوں پر تعمیراتی کام کا آغاز کر دیا گیا ہے جبکہ تین منصوبوں پر بھی جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

9۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب حکومت نے تونسہ بیراج کوٹ ادو پر 120 میگاواٹ پن بجلی پلانٹ لگانے کے لئے Three Gorges International Corporation China کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔اس معاہدے کے تحت کمپنی منصوبہ ہذا کی feasibilityرپورٹ مکمل کر چکی ہے۔ علاوہ ازیں پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ نے 688 میگاواٹ کے 54 مختلف منصوبوں کے لئے ابتدائی تحقیقی کام کا آغاز کر دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

10۔ حکومت پنجاب توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے بجلی کی پیداوار کے متبادل اور قابل تجدید منصوبوں یعنی Alternate and Renewable Energy Projects پر بھی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں تحقیقی کام کے لئے یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں Centre of Excellence for Renewable Energy کا شعبہ بھی قائم کر رہی ہے تاکہ اس نئی فیلڈ میں ضروری

ریسرچ کی جاسکے۔اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب انرجی سیکٹر میں ایک Project for Development of Alternate and Renewable Energy کا بھی اعلان کر رہی ہے۔ان مقاصد کے لئے مجموعی طور پر آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں ایک ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان اقدامات سے حکومت پنجاب لوڈشیڈنگ سے متاثرہ عوام کو ریلیف دینے میں کامیاب ہو گی۔

جناب سپیکر!

11۔ آپ کو یاد ہو گا کہ مسلم لیگ(ن) کی قیادت نے پاکستان کی حمیت اور آزادی کے منافی بیرونی امداد پر انحصار نہ کرنے اور کشکول توڑنے کا جرأت مندانہ فیصلہ رواں مالی سال میں کیا تھا۔ ہم اس فیصلے پر آج بھی پورے استقلال کے ساتھ قائم ہیں۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس دشوار فیصلے پر قائم رہنے کا حوصلہ دیا۔ ہم نے Austerity and Economy Measures یعنی بچت اور سادگی پر مبنی اقدامات کے ذریعے غیر ضروری اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی اور مالیاتی نظم ونسق کو بہتر بناکر صوبے کی معیشت کو خود انحصاری کی منزل سے روشناس کرایا ہے مجھے فخر ہے کہ حالات نے ہمارا یہ فیصلہ بالکل درست ثابت کیا ہے۔ کاش!وفاقی حکومت بھی قومی حمیت اور خودداری کا یہ راستہ اپناتی تو آج ہم اس افسوسناک معاشی اور سیاسی صورتحال کا شکار نہ ہوتے اور وفاقی حکومت کو بیرونی امداد کے حصول کے لئے دربدر ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔ میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ بچت اور سادگی کی یہ مہم آئندہ مالی سال میں اسی جذبے اور ولولے کے ساتھ جاری رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

12۔ میں سادگی اور بچت کی اس مہم کے تحت لئے گئے اقدامات کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:

- وزیر اعلیٰ پنجاب کی سادگی اور کفایت شعاری کی مہم میں ان کا ساتھ دینے کے لئے صوبائی کابینہ کے تمام ممبران نے اپنے ماہانہ مشاہرے میں25 فیصد رضاکارانہ کمی کی تھی۔آج صبح کابینہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ممبران کابینہ آئندہ مالی سال میں اپنے ماہانہ مشاہرے میں 25 فیصد کی بجائے 30 فیصد رضاکارانہ کمی کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

- ❖ آئندہ مالی سال میں بھی اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ میں سے فرنیچر، مشینری، durablesاور گاڑیوں کی خرید پر غیر ضروری اخراجات نہ کئے جائیں۔ یہ تمام اخراجات Austerity Committee کی منظوری سے مشروط ہیں۔
- ❖ سرکاری افسروں کے لئے ہر طرح کی رہائش گاہوں اور دفاتر کی تعمیر یا تزئین وآرائش پر پابندی جاری رہے گی۔ تاہم عدلیہ، تعلیمی اداروں، ہسپتالوں، پولیس سٹیشنوں اور جیل خانہ جات کی عمارات اس پابندی سے مستثنیٰ ہوں گی۔
- ❖ پنجاب کابینہ کے تمام ممبران اور ممبران صوبائی اسمبلی جو سرکاری وفود میں شامل ہوتے ہیں وہ ان سرکاری غیر ملکی دوروں کے سفر کے اخراجات اپنی گرہ سے ادا کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

13۔ اوائل مالی سال12-2011 میں حکومت پنجاب کی اولین ترجیح سیلاب سے متاثرہ افراد کی بحالی کے لئے شروع کئے گئے منصوبہ جات کی تکمیل تھی لہذا جنوبی پنجاب میں ماڈل ویلجز کا قیام اور سیلاب سے تباہ شدہ انفراسٹرکچر کی بحالی کا کام ہنگامی بنیادوں پر جاری رکھا گیا۔ یہ تمام ماڈل ویلجز Chief Ministers Relief Fund میں دیئے گئے صاحب ثروت افراد، تارکین وطن اور عوام کے عطیات سے تعمیر کئے گئے ہیں۔ میں یہ یاد دلاتا چلوں کہ ایک مختصر مدت میں خادم اعلیٰ پنجاب کی اپیل پر ایک ارب 40 کروڑ روپے سے زائد کے عطیات جمع ہوئے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت پر عوام کے اعتماد کا اظہار ہے۔ ان 22 ماڈل ویلجز میں پختہ مکانات کے علاوہ تمام بنیادی ضروریات زندگی جس میں سکول، ٹیکنیکل سنٹر، بنیادی مرکز صحت، Veterinary Sheds، فراہمی ونکاسی آب، بائیو گیس پلانٹ، Solar Lightsاور تجارتی مراکز مہیا کئے گئے ہیں۔ ماڈل ویلجز پر ہونے والے اخراجات کی شفافیت کی پوری قوم گواہ ہے۔ میں اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی انتھک کاوشوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جن کی شبانہ روز محنت سے دشوار کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

14۔ مجھے فخر ہے کہ ہماری قیادت نے بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہوئے دوسرے صوبوں میں رہنے والے اپنے بھائیوں کی فلاح و بہبود اور بہتری کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ حالیہ سیلابوں نے پنجاب سمیت دوسرے صوبوں میں شدید تباہی پھیلائی تھی۔ اس مشکل گھڑی میں بھی

پنجاب نے دوسرے صوبوں کے عوام کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کیااور دوسرے صوبوں کے متاثرین سیلاب کوایک ارب سے زائد مالیت کاامدادی سامان مہیا کیا۔آپ کو یاد ہو گا کہ ہماری حکومت نے این ایف سی ایوارڈ میں قربانی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے Divisible Pool میں سے اپنے حصے کے فنڈز دوسرے صوبوں کو دینے کا برضاورغبت اعلان کیا تھا۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب ایجوکیشنل انڈومنٹ فنڈ سے استفادہ کرنے والے طالبعلموں میں پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں کے 1800 طلباء بھی شامل ہیں جن میں سے1100 طلباء کا تعلق بلوچستان سے ہے۔اسی طرح حکومت پنجاب کی لیپ ٹاپ سکیم میں دوسرے صوبوں سے تعلق رکھنے والے ذہین اور قابل طلباء کو بھی شریک کیا گیا۔مزید برآں حکومت پنجاب کے پروفیشنل کالجوں میں دوسرے صوبوں سے تعلق رکھنے والے طلباء کے لئے مخصوص نشستیں بڑھادی گئی ہیں۔ پنجاب میں ڈویژنل سطح پر قائم ڈی پی ایس سکولوں میں بھی بلوچستان کے طلباء کو داخلہ اور وظیفہ دیا جارہا ہے۔اسی طرح حکومت پنجاب کی طرف سے بیرون ملک یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے دوروں کے لئے بھیجے جانے والے ذہین طلباء وطالبات کے تمام وفود میں دوسرے صوبوں کے طلباء کی شمولیت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!

15۔ آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے خادمِ اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر بلوچستان میں ایک State of the Art انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بنانے کا اعلان کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ دو مالی سالوں میں اس مقصد کے لئے ایک ارب روپے کی رقم بجٹ میں مختص کی تھی۔تاہم بلوچستان میں سکیورٹی کے شدید مسائل کی وجہ سے کوئی تعمیراتی فرم کام کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ حکومت پنجاب اپنی اس commitment پر آج بھی قائم ہے۔اس سلسلے میں معروف ادارے این ایل سی نے بلوچستان میں تعمیراتی کام کرنے کی حامی بھر لی ہے لہذاآئندہ مالی سال 13-2012 کے میزانیہ میں حکومت پنجاب بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کوئٹہ کے لئے ایک ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔ اسی طرح سوات میں کڈنی ہسپتال کی تعمیر بھی آئندہ مالی سال میں اس مقصد کے لئے قائم کئے گئے ٹرسٹ فنڈز کے ذریعے کی جائے گی۔اس منصوبے کے لئے 50 کروڑ روپے سے زائد فنڈز مہیا کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر!

16۔ اب میں اس معزز ایوان کے سامنے چیدہ چیدہ حکومتی ترجیحات، اقدامات اور میزانیہ کے خدوخال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر!

17۔ ہماری نوجوان نسل پاکستان کے مستقبل کی معمار ہے۔ ملکی معیشت کی دِگرگوں صورتحال سے پڑھے لکھے نوجوان طبقے کو باعزت ذرائع آمدن میسر نہ آ سکے۔ مسلم لیگ (ن) نے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کے vision کو مدنظر رکھتے ہوئے اس خطرناک صورتحال کا تدارک کرنے کے لئے رواں مالی سال میں پنجاب روزگار سکیم کے نام سے ایک جامع سکیم تشکیل دی تھی۔ ان جامع منصوبوں نے ہنرمند طبقہ اور پڑھے لکھے نوجوانوں کو اپنی قابلیت اور ہنر کے بل بوتے پر اپنی منزلوں کا تعین کرنے میں مدد دی۔ صوبے میں لاکھوں تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد کو روزگار فراہم کرنے کا یہ پروگرام دو حصوں پر مشتمل تھا:

(i) گھریلو صنعتوں اور چھوٹے پیمانے کے کاروبار کے قیام اور فروغ کے لئے حکومت پنجاب نے اس مالی سال میں تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد کو 50 ہزار روپے تک فی کس بلاسود قرضہ دینے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ حکومت پنجاب کی اس سکیم سے اب تک تقریباً پینتیس ہزار گھرانے استفادہ کر چکے ہیں اور انشاء اللہ رواں مالی سال کے اختتام تک یہ سکیم پچاس ہزار گھرانوں کے مطلوبہ ہدف کو حاصل کر لے گی۔ یہ سکیم آئندہ مالی سال میں مزید وسعت کے ساتھ جاری رکھے جانے کی تجویز ہے اور اس ضمن میں آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں تین گنا اضافے کے ساتھ 3۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ آئندہ مالی سال میں اس سکیم سے مزید ایک لاکھ پچاس ہزار نوجوان فائدہ اٹھائیں گے۔

(ii) پروگرام کے تحت صوبے کے پڑھے لکھے بے روزگار افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے آسان شرائط پر بیس ہزار Yellow Cabs مہیا کی جا رہی ہیں۔ یہ Yellow Cabs پورے پنجاب میں ڈویژنل سطح پر آبادی کے تناسب کے مطابق computerized قرعہ اندازی کے ذریعے انتہائی شفاف انداز میں مہیا کی گئیں۔ جنوبی پنجاب کو اس سکیم کے تحت خصوصی ترجیح دی گئی۔

جناب سپیکر!

18۔ حکومت پنجاب نے زراعت کے شعبے سے منسلک نوجوانوں کے لئے "گرین ٹریکٹر سکیم برائے ایگریکلچرل یوتھ" کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سکیم میں بیس ہزار ٹریکٹروں کی subsidized

rates پر فراہمی کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے دو سال قبل بھی کسان بھائیوں کو تحصیل کی سطح پر انتہائی شفاف انداز میں computerized ballot کے ذریعے گرین ٹریکٹر رعایتی نرخوں پر مہیا کرنے کے لئے subsidy دی تھی۔ گرین ٹریکٹر سکیم برائے ایگریکلچرل یوتھ بھی اسی طرز پر شفافیت کے ساتھ مکمل کی جائے گی۔

جناب سپیکر!

19۔ اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جب ہماری نوجوان نسل روزگار کی تلاش میں نکلتی ہے تو تجربے کا فقدان ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آتا ہے۔ ان نوجوان گریجویٹس کی عملی زندگی میں کامیابی کے لئے حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں ایک جامع Internship Programme شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت تقریباً پچاس ہزار گریجویٹس کو چار ماہ تک مختلف سرکاری اداروں اور محکمہ جات میں ان کے تعلیمی رجحانات اور میرٹ کو سامنے رکھتے ہوئے 10ہزار روپے ماہانہ مشاہرے پر Internships offer کی جائیں گی۔اس پروگرام کے لئے حکومت آئندہ مالی سال میں ایک ارب50کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!

20۔ ہمارے نوجوان ذہانت اور قابلیت سے مالا مال ہیں۔بہت سے قابل نوجوان اپنے ذہنوں میں نت نئے ideas رکھتے ہیں لیکن حکومتی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے وہ ان ideas کو عملی جامہ پہنانے سے قاصر ہیں۔ حکومت پنجاب نے ایسے ذہین نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آئندہ مالی سال میں ایک Innovation Development Fund قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں50کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر!

21۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی آج کی دنیا کی ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ہم اپنے نوجوان طالب علموں کو ان نئے رجحانات سے مکمل طور پر ہم آہنگ اور روشناس کریں لہذا مستقبل کے ان معماروں کے لئے حکومت پنجاب نے صرف اور صرف قابلیت اور میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ کمپیوٹرز تقسیم کرنے کا آغاز کیا۔ ہمارے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ حکومت

پنجاب کے دوسرے فلاحی پروگراموں کی طرح لیپ ٹاپ کی تقسیم میں بھی ہر طرح کی سیاسی، مذہبی، لسانی اور جغرافیائی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف قابلیت اور میرٹ کو بنیاد بنایا گیا۔ اس انقلاب آفرین منصوبے کے تحت چار لاکھ ذہین اور ہونہار طلباء و طالبات کو لیپ ٹاپ فراہم کئے جائیں گے جن میں سے اس مالی سال کے دوران ایک لاکھ پچیس ہزار باصلاحیت طلباء وطالبات لیپ ٹاپ حاصل کر چکے ہیں۔ میرے لئے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ آئندہ مالی سال میں بھی 4۔ارب روپے کی لاگت سے مزید ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ تقسیم کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!

22۔ نوجوانوں میں صحت مند سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں ایک عظیم الشان Youth Sports Festival کا انعقاد کیا تھا۔ اگلے مالی سال سے اس Youth Festival کو سالانہ میلے کے طور پر منایا جائے گا جس میں کھیلوں کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے لئے دوسری صحت مند غیر نصابی سرگرمیوں کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ دیہات اور یونین کونسل کی سطح سے شروع ہو کر ضلعی اور صوبائی سطح پر یہ مقابلے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تمام ضلعی حکومتیں بھی اپنے اپنے بجٹ میں اس مد میں علیحدہ رقوم مختص کریں گی۔

جناب سپیکر!

23۔ نوجوانوں کو روزگار کے باعزت مواقع فراہم کرنا حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔ میں انتہائی مسرت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب مختلف محکمہ جات میں تقریباً 80 ہزار سے زائد اسامیوں پر بھرتیاں مکمل کرے گی۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہمیشہ کی طرح یہ بھرتیاں بھی صرف اور صرف قابلیت اور میرٹ کی بنیاد پر کرے گی۔

جناب سپیکر!

24۔ مجموعی طور پر نوجوانوں کے لئے ترتیب دیئے گئے ان مختلف پروگراموں کی کل مالیت تقریباً 15۔ارب روپے ہو گی۔

جناب سپیکر!

25۔ اب میں اس معزز ایوان کے سامنے حکومت پنجاب کے ان اقدامات کا ذکر کرنا چاہوں گا جن کا براہ راست فائدہ عوام کو پہنچتا ہے۔ مالی سال2012-13 کے بجٹ میں ان pro-poor سکیموں کے لئے 34۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔اس ضمن میں چیدہ چیدہ اقدامات درج ذیل ہیں:۔

- ان سکیموں کے تحت عام آدمی کی سہولت کے لئے آٹے کی قیمت کو مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی غرض سے آئندہ مالی سال میں 27۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- رمضان المبارک کے دوران عوام کو اشیائے خورد و نوش ارزاں نرخوں پر فراہم کرنے کے لئے آئندہ مالی سال میں 4۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- رواں مالی سال کی طرح حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں بھی کرسمس کے موقع پر مسیحی بھائیوں کی سہولت کے لئے ارزاں کرسمس بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔
- عوام کو پبلک ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات مہیا کرنے کے لئے آئندہ مالی سال میں 2۔ارب روپے کی رقم بطور سبسڈی مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- بجلی کی عدم فراہمی کے ساتھ ساتھ اس کے بڑھتے ہوئے نرخ بھی عوام کے لئے شدید پریشانیوں کا باعث ہیں لہذا خادم اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر حکومت پنجاب شہری اور دیہی علاقوں میں معاشی پسماندگی کا شکار گھرانوں کے لئے ایک ارب روپے کی رقم سے سولر پینل لگانے کا منصوبہ رکھتی ہے۔ اس منصوبے سے تقریباً 50 ہزار گھرانے مستفید ہوں گے۔

جناب سپیکر!

26۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیموں کا قیام حکومت پنجاب کا ایک اہم انقلابی قدم ہے۔اس منصوبے نے غریب اور معاشی طور پر پسے ہوئے طبقے کو جس طرح اپنے گھر جیسی بنیادی ضروریات کو مہیا کیا وہ ہر لحاظ سے قابل ستائش اور لائق تحسین ہے۔اس سکیم کے تحت گھروں کی الاٹمنٹ کرتے ہوئے اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ یہ گھر صرف ان لوگوں کو ملیں جو ان کے 100 فیصد حقدار ہیں۔آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت ابتدائی طور پر صوبے کے پانچ اضلاع میں کم لاگت والے معیاری گھروں کی تعمیر کے منصوبوں پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔اس منصوبے کے تحت آئندہ مالی سال میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں 2۔ارب روپے کی لاگت سے چار نئی آشیانہ ہاؤسنگ سکیمیں قائم کی جائیں گی۔

جناب سپیکر!

27۔ عوام کی کثیر تعداد اپنے روزمرہ معمولات زندگی کے لئے مکمل طور پر پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم پر انحصار کرتی ہے تاہم کمیاب اور غیر معیاری پبلک ٹرانسپورٹ عوام کے لئے باعث اذیت بن چکی تھی۔ ایک معاہدے کے تحت حکومت پنجاب نے چین سے575ائر کنڈیشنڈ CNG بسیں درآمد کرنے کا منصوبہ ترتیب دیا ہے۔350 بسیں پنجاب پہنچ چکی ہیں اور لاہور اور فیصل آباد میں اپنے آپریشن کا آغاز کر چکی ہیں۔ انشاءاللہ اسی ماہ یہ بسیں پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں اپنے آپریشن کا آغاز کریں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں1200 نئی بسیں پنجاب کے اربن ٹرانسپورٹ سسٹم میں متعارف کرائے گی۔ میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی ٹرانسپورٹ پالیسی پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے بین الاقوامی کمپنیاں بھی اربن ٹرانسپورٹ سسٹم میں سرمایہ کاری کی خواہاں ہیں۔ میں نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کر رہا ہوں کہ برادر اسلامی ملک ترکی کے تعاون سے صوبائی دارالحکومت میں ایک جدید اور State of the Art میٹرو بس سروس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس کا دائرہ کار جلد ہی پنجاب کے تمام بڑے شہروں تک پھیلا دیا جائے گا۔ آئندہ مالی سال 2012-13 کے میزانیہ میں میٹرو بس سسٹم کے لئے 11۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جس سے یہ سکیم مکمل کی جا سکے گی اور باقاعدہ سروس کا آغاز کر دیا جائے گا۔ یہ پاکستان میں Urban Mass Transit کا پہلا منصوبہ ہے اور اس منصوبے کا آغاز کرنا بجا طور پر ہماری حکومت کے لئے باعث اعزاز ہے۔

جناب سپیکر!

28۔ میں اس معزز ایوان کی طرف سے خاص طور پر میئر برادر اسلامی ملک ترکی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے میٹرو بس سروس کے لئے تکنیکی معاونت فراہم کی۔ مزید برآں میئر استنبول عزت مآب قادر توپ باش کی جانب سے جو100 بسوں کا تحفہ پنجاب کے عوام کو دیا جا رہا ہے میں اس کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!

29۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ملکی ترقی محنت کشوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب نے مزدوروں کے لئے کم سے کم ماہانہ اجرت9000 روپے مقرر کر دی ہے۔ یاد رہے

کہ وفاقی حکومت نے مزدور کی ماہانہ اجرت 8000روپے مقرر کرنے کا اعلان کیا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ مزدور بھائیوں کے لئے لاہور میں مخصوص 1296رہائشی فلیٹس، بچوں اور بچیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہائر سیکنڈری سکولز اور کمیونٹی سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا۔اسی طرح مزدور بھائیوں کے لئے مظفر گڑھ میں 303رہائشی مکانات کی تعمیر کی گئی اور آئندہ مالی سال 13-2012میں اس کی توسیع کا منصوبہ بھی ہے۔مزید برآں آئندہ مالی سال میں سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور ملتان میں مزدور بھائیوں کے لئے 2000سے زائد رہائشی یونٹس کا بھی آغاز کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!

30۔ رواں مالی سال میں عوام کی سہولت کے لئے حکومت پنجاب نے 11اضلاع میں سستے ماڈل بازار قائم کئے جہاں روزمرہ استعمال کی اشیاء ارزاں نرخوں پر عوام کے لئے دستیاب ہیں۔ان بازاروں میں کسان براہ راست اپنی پیداوار لے کر آتا ہے اور اس طرح آڑھتی کی منافع خوری سے عوام محفوظ رہتے ہیں۔حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں اس مقصد کے لئے 44کروڑ 70لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ان ماڈل بازاروں کی افادیت کے پیش نظر حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں 50کروڑ روپے کی لاگت سے اس کے دائرہ کار میں توسیع کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!

31۔ ہماری حکومت نے pro-poor initiatives کو دیہات میں بسنے والی آبادی تک بھی پہنچایا ہے۔میں اس سلسلے میں کئے گئے اقدامات کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:

- 2003کے بعد پنجاب میں عارضی کاشت سکیم کے تحت الاٹیوں کو توسیع کی سہولت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ہماری حکومت نے مالی سال 11-2010میں اس سکیم میں 2012تک توسیع کر دی تھی۔ہمارے اس اقدام سے تقریباً 24,000بے زمین کاشت کار اور چھوٹے زمیندار فائدہ اٹھا رہے ہیں۔
- ہم نے مالی سال 11-2010میں ممنوعہ زون اور چراگاہ میں دو سالہ عارضی کاشت سکیم متعارف کرائی تھی۔اس مقصد کے لئے تقریباً ایک لاکھ ایکڑ سرکاری اراضی کی نشاندہی کی گئی تھی اور ایک شفاف نظام کے تحت 5281کاشتکاروں کو ساڑھے بارہ ایکڑ تک الاٹمنٹ کر دی گئی ہے۔

- ہماری حکومت پانچ سالہ عارضی کاشت سکیم جس میں ساڑھے بارہ ایکڑ تک سرکاری اراضی، جو ممنوعہ زون اور چراگاہ سے باہر ہے، مقامی بے زمین اور چار ایکڑ سے کم زمین کے مالکان کو الاٹ کر رہی ہے۔ اس سکیم سے مزید 6000 خاندان فائدہ اٹھائیں گے۔
- میں اس معزز ایوان میں ایک دفعہ دوبارہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ جناح آبادی جیسی انقلابی سکیم پہلی مرتبہ میاں محمد نواز شریف نے اپنی وزارت اعلیٰ کے پہلے دور میں پنجاب میں متعارف کروائی۔ ہماری حکومت نے مالی سال 11-2010 میں جناح آبادی سکیم کا از سر نو آغاز کیا۔ اس سکیم کے تحت بے گھر، بے زمین اور چھ ہزار روپے تک ماہانہ آمدنی رکھنے والے غریب لوگوں کو پانچ مرلہ پلاٹ مفت فراہم کئے جا رہے ہیں۔ فیز۔I میں اب تک 58 ہزار خاندانوں کو شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے مفت الاٹمنٹ کی جا چکی ہے۔ اسی سکیم کے فیز۔II میں ایک لاکھ 15 ہزار سے زائد پلاٹ جائز حقداران میں تقسیم کئے جائیں گے۔
- ان غریب دوست اقدامات کے سلسلے کی ایک اور کڑی کچی آبادی ایکٹ کا دائرہ کار دیہی آبادی تک وسیع کرنا بھی ہے۔ یہ معزز ایوان بخوبی آگاہ ہے کہ کچی آبادی ایکٹ کے تحت صرف شہری علاقوں میں قائم کچی آبادیوں کو regularize کیا جاتا تھا۔ اب دیہی علاقوں میں قائم کچی آبادیوں کے مکین بھی مالکانہ حقوق کے حقدار بن سکیں گے۔ ایک اندازے کے مطابق حکومت کے اس اقدام سے تقریباً 2 لاکھ 31 ہزار گھرانے استفادہ کر سکیں گے۔

جناب سپیکر!

32۔ سرکاری اراضی پر قابض افراد اور قبضہ گروپوں کے خلاف ایک بھرپور مہم کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اب تک 61 ہزار ایکڑ سرکاری اراضی کو واگزار کرایا جا چکا ہے جس کی مالیت ایک محتاط اندازے کے مطابق 40۔ارب روپے ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں اس سطح پر سرکاری زمینوں کو واگزار کرانے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

33۔ آپ کو یاد ہو گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد اپنی جن ترجیحات کا ذکر کیا تھا ان میں تعلیم کا فروغ سر فہرست تھا۔ میں اس ایوان کے سامنے حکومت پنجاب کے اس عزم کا اعادہ کرتا ہوں کہ پنجاب میں بسنے والا کوئی باصلاحیت اور ہونہار طالب علم محض وسائل کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ اور معیاری تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ ہم نے اس مقصد کے لئے Punjab Educational Endowment Fund قائم کیا۔ اس فنڈ میں اب تک 8۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم

کی جا چکی ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس فنڈ کے لئے مزید 2۔ارب روپے فراہم کر کے طے کردہ 10۔ارب روپے کے فنڈز کے ہدف کو حاصل کر لیا جائے گا۔آئندہ مالی سال میں اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والے طلباء کی تعداد 50 ہزار تک پہنچ جائے گی۔ان میں سے بہت سارے طالبعلم FAST, LUMS اور NUST جیسے اداروں میں بھی حکومت کے اخراجات پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

34۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے قیام سے پرائیویٹ سیکٹر کو تعلیم کے میدان میں حکومت کے شانہ بشانہ معیاری خدمات سرانجام دینے میں معاونت کی جاتی ہے۔اس وقت صوبے کے ہزاروں پرائیویٹ سکولوں میں 11لاکھ سے زیادہ بچے سرکاری خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں 6۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

35۔ دانش سکولوں کا قیام حکومت پنجاب کے اعلیٰ اور معیاری تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے وعدے کی تکمیل کی جانب ایک اہم قدم ہے۔دانش سکولوں کا قیام خادم اعلیٰ پنجاب کے اس جذبے اور وژن کی عکاسی کرتا ہے جس میں معاشی و سماجی ناہمواریوں میں گھرے ہوئے لیکن قابل، محنتی اور ذہین طلباء کو اعلیٰ اور معیاری تعلیم کے مواقع فراہم کئے جانے ہیں۔ حکومت پنجاب اب تک 6 دانش سکولز قائم کر چکی ہے جبکہ مزید 8دانش سکولز تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور اگست 2012 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔آئندہ مالی سال میں وہاڑی، لیہ، لودھراں اور بھکر کے اضلاع میں 8 دانش سکولز قائم کئے جائیں گے اور اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں 2۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

36۔ حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسی آئین پاکستان، Millennium Development Goals Education for All کے بین الاقوامی declaration کے عین مطابق ترتیب دی گئی ہے۔ان commitments کے تحت سکول جانے کی عمر کے ہر بچے کو تعلیم

تک رسائی مہیا کی جائے گی۔ حکومت پنجاب کی کاوشوں کے نتیجے میں 100 فیصد انرولمنٹ جیسے ہدف کو حاصل کرنے کی حکمت عملی کامیاب ہو رہی ہے اور ابھی تک ہم 85 فیصد انرولمنٹ تک پہنچ چکے ہیں۔ اپریل 2011 سے خادم اعلیٰ پنجاب کے چیف منسٹر ریفارم روڈ میپ کے مطابق طلباء اور اساتذہ کی حاضری اور missing facilities کی دستیابی، جو کہ اس پروگرام کے اہم جزو ہیں، کو یقینی بنانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!

37۔ مالی سال 2011-12 میں صوبہ پنجاب میں مہیا کی جانے والی ٹیکنیکل اور ووکیشنل ٹریننگ کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنانے کے لئے بیشتر اقدامات کا آغاز کیا گیا ہے۔ یہ اقدامات آئندہ مالی سال 2012-13 میں بھی جاری رکھے جائیں گے اور اس مقصد کے لئے پنجاب TEVTA کے ترقیاتی بجٹ کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!

38۔ حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں تقریباً ایک ارب 90 کروڑ روپے سے زائد کی لاگت سے سرکاری سکولوں کو ماڈل سکولوں میں تبدیل کیا۔ اسی طرح ایک اور اہم منصوبہ ہر ضلع میں ایک بوائز اور ایک گرلز سکول کو Centre of Excellence میں تبدیل کرنا ہے۔ مختلف اضلاع میں سرکاری سکولوں کو Centres of Excellence کا درجہ دے دیا گیا ہے اور ان میں ترقیاتی کام تیزی سے جاری ہے۔ ان ماڈل سکولوں اور Centres of Excellence میں اعلیٰ اور معیاری تعلیم و تربیت کے لئے تمام انفراسٹرکچر کی فراہمی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔ اگلے مالی سال میں طلباء و طالبات کے وہ ہائی سکول جن میں طالب علموں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ان کو بھی ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ماڈل سکولوں کا درجہ دیا جائے گا اور اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

39۔ حکومت پنجاب دانش سکولوں، ماڈل سکولوں اور Centres of Excellence کے ذریعے معاشی طور پر پسماندہ طبقے سے تعلق رکھنے والے بچوں کے لئے اعلیٰ اور معیاری تعلیم کو یقینی بنا

رہی ہے۔اس مقصد کو آگے بڑھاتے ہوئے میں خادم اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر، یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ مالی سال سے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی ادارے بشمول پرائیویٹ سکولوں، کالجوں و پروفیشنل کالجوں اور یونیورسٹیاں، جو پانچ ہزار یا اس سے زیادہ ماہانہ فیس وصول کرتے ہیں، اپنے طلبہ کی کل تعداد کی 10 فیصد نشستیں غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے لئے مخصوص کریں گے اور ان طالبعلموں کے تمام تعلیمی اخراجات بشمول ٹیوشن فیس بھی یہی ادارے خود برداشت کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

حکومت پنجاب اس امر کو یقینی بنائے گی کہ غریب بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر ان اداروں میں داخلہ ملے۔ میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ معاشرے کے یہ Elite تعلیمی ادارے اپنی سماجی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے اس فیصلے کا خیر مقدم کریں گے۔ حکومت پنجاب کے اس اہم فیصلے سے ہزاروں غریب طالب علم فائدہ اٹھائیں گے۔اس سلسلے میں مفصل پالیسی کا اعلان کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!

40۔ حکومت پنجاب نے اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے گزشتہ تین سالوں میں صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر تقریباً70 ہزار اسامیوں پر تعیناتیاں کیں جن میں سے تقریباً31 ہزار اسامیوں کا تعلق سائنس اور ریاضی کے مضامین سے تھا۔آئندہ مالی سال میں انہی مضامین میں مزید 16 ہزار سے زائد اسامیوں پر میرٹ اور قابلیت کی بنیاد پر اساتذہ کرام کی تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر!

41۔ رواں مالی سال 12-2011 میں مجموعی طور پر حکومت پنجاب نے ضلعی حکومتوں سمیت تعلیم کے شعبے پر تقریباً172۔ارب روپے کی رقم صرف کی ہے۔آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتیں تعلیم کے شعبے پر تقریباً195۔ارب روپے خرچ کریں گی۔ تعلیم کے شعبے کے لئے چیدہ چیدہ ترقیاتی منصوبہ جات درج ذیل ہیں:

- پرائمری اور مڈل سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے 4۔ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- طالبات کے مڈل سکولوں کو اپ گریڈ کر کے ہائی سکول بنانے کے منصوبے کے لئے 52 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔

- شعبہ تعلیم میں سائنس لیبارٹریوں کے قیام کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔
- ٹیکنیکل یونیورسٹی سیالکوٹ، نالج سٹی رکھ ڈیرہ چاہل اور نالج پارک مرید کے قیام کے لئے ابتدائی منصوبہ بندی مکمل کی جارہی ہے۔
- لاہور میں ایک جدید اور سٹیٹ آف دی آرٹ انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے قیام کے لئے کام کا آغاز کر دیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں ایک ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی جارہی ہے۔ یہ پاکستان میں اپنی نوعیت کی پہلی یونیورسٹی ہو گی جو کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبے میں اس ملک کے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کرے گی۔ میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ستمبر 2012 سے عارضی طور پر ارفع کریم آئی ٹی ٹاور میں اس یونیورسٹی کی باقاعدہ کلاسز کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ انسٹھ نئے کالجوں کی تعمیر کا کام آئندہ مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر!

42۔ تعلیم کی طرح صحت بھی حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔ رواں مالی سال میں حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتوں نے صحت کے شعبے پر تقریباً 72۔ارب روپے سے زائد رقم صرف کی ہے۔ آئندہ مالی سال میں صحت کے شعبے میں مجموعی طور پر تقریباً 84۔ارب روپے صرف کئے جائیں گے۔

- رواں مالی سال میں حکومت پنجاب نے نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف کے سروس سٹرکچر کو بہتر بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ گریڈ 17 سے گریڈ 20 تک تعینات ڈاکٹرز کو ہیلتھ پروفیشنل الاؤنس دیا گیا اور کنٹریکٹ پر تعینات ڈاکٹرز اور نرسز کو regularize کیا گیا۔ نرسز کو خصوصی الاؤنس دیا گیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ شعبہ صحت سے وابستہ یہ پروفیشنل سٹاف اپنی ذمہ داریاں اور فرائض منصبی پوری تندہی سے ادا کرے گا۔
- گزشتہ چار برسوں کی طرح صوبے کے سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی کے لئے آئندہ مالی سال میں تقریباً 5۔رب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- اسی طرح مفت Dialysis کی سہولت فراہم کرنے کے لئے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- دیہی علاقوں میں ایک فعال ایمبولینس سروس مہیا کرنے کے لئے 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔
- آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال پنجاب اور بالخصوص لاہور ڈینگی کے شدید حملے کا شکار ہوا۔ حکومت پنجاب نے اس ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے فوری اقدامات کئے اور اس مقصد کے لئے ایک ارب روپے سے زائد رقم صرف کی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مشکل امتحان سے سرخرو کیا۔ آئندہ کسی بھی ایسی آفت سے نمٹنے کے لئے ان تمام اقدامات کو institutionalize کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!

43۔ صحت کے لئے آئندہ مالی سال13-2012کے ترقیاتی پروگرام میں مجموعی طور پر16۔ارب 50کروڑ روپے کی رقم مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔ صحت کے شعبہ میں Millennium Development Goals کے حصول کے لئے 5۔ارب 50کروڑ روپے رقم مختص کی جارہی ہے۔اس کے علاوہ صحت کے شعبہ میں چیدہ چیدہ منصوبہ جات درج ذیل ہیں:

- 2۔ارب90کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا جانے والا راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی آئندہ مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔
- اسی طرح2۔ارب 54کروڑ روپے کی لاگت سے بہاولپور میں410بستروں پر مشتمل سول ہسپتال کا منصوبہ آئندہ مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)
- 3۔ارب 27کروڑ روپے کی لاگت سے ساہیوال،سیالکوٹ،گوجرانوالہ اور ڈی جی خان میں چار نئے میڈیکل کالجوں کی عمارتیں تعمیر کرنے کا منصوبہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ان میڈیکل کالجوں میں کلاسز کا اجراء پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 2۔ارب روپے کی لاگت سے ان چار اضلاع میں قائم ڈی ایچ کیو ہسپتال کو مرحلہ وار اپ گریڈ کر کے ٹیچنگ ہسپتال بنایا جارہا ہے۔

اسی طرح لاہور میں امیر الدین میڈیکل کالج بھی قائم کیا جارہا ہے جو کہ لاہور جنرل ہسپتال کے ساتھ وابستہ ہوگا ۔ اس میڈیکل کالج میں یکم جنوری 2013 سے کلاسز کا باقاعدہ اجراء کر دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

16کروڑ روپے کی لاگت سے شیخ زید ہسپتال لاہور میں جگر کی پیوند کاری کے شعبے میں توسیع کی جارہی ہے۔

راولپنڈی میں3۔ارب روپے کی لاگت کے منصوبے Institute of Urology and Transplant بھی آئندہ مالی سال میں تعمیراتی کام کا آغاز کیا جائے گا۔

آئندہ مالی سال میں فیصل آباد اور ملتان میں Burn Units کے قیام کا منصوبہ مکمل کر لیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

44۔ حکومت پنجاب نے انفراسٹرکچر کی ترقی پر خصوصی توجہ دی ہے۔اگلے مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کے لئے 62۔ارب 90کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ان منصوبوں میں سے شاہراہوں کے کچھ منصوبوں کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اگلے مالی سال میں مکمل ہو جائیں گے۔

- ملتان شہر میں چونگی نمبر9 سے بہاولپور بائی پاس تک سڑک
- بہاولپور یزمان روڈ کی توسیع
- مظفر گڑھ جنوبی بائی پاس کی تعمیر
- بہاولنگر سے منچن آباد تک سڑک
- رنگ پور سے تونسہ موڑ سڑک براستہ چوک منڈااور دائرہ دین پناہ
- گوگیرہ نور شاہ سے ساہیوال تک سڑک کی توسیع
- راولپنڈی میں مریڑ چوک انڈر پاس کی توسیع
- پشاور روڈ راولپنڈی پر پیر ودھائی کے مقام پر فلائی اوور کی تکمیل
- جی ٹی روڈ گوجرانوالہ پر فلائی اوور کا منصوبہ
- گوجرانوالہ ڈسکہ روڈ
- تحصیل حضرو ضلع اٹک سے موٹروے تک سڑک کی توسیع کا کام
- ایمن آباد سیالکوٹ روڈ کی توسیع کا کام
- گٹ والا سے فیصل آباد تک کینال روڈ کی توسیع

اس کے علاوہ اٹک اور میانوالی کے درمیان ایک ارب 20کروڑ روپے کی لاگت سے دریائے سون پر پل، فیصل آباد میں عبداللہ پور انڈر پاس اور ایک ارب 20کروڑ روپے کی لاگت سے ساہیوال کے نزدیک قطب شاہانہ پل کے منصوبوں پر آئندہ مالی سال میں کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔قطب شاہانہ پل کی تعمیر سے اوکاڑہ اور ساہیوال سے فیصل آباد اور جھنگ جانے والے مسافروں کے لئے فاصلہ تقریباً40 کلو میٹر کم ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

45۔ انفراسٹرکچر کی ترقی کے سلسلے میں حکومت پنجاب کا ایک اور اہم قدم رواں مالی سال میں رحیم یار خان، وہاڑی اور بھلوال میں جدید اور تمام سہولیات سے آراستہ انڈسٹریل اسٹیٹس

قائم کرنے کا منصوبہ ہے اور اس مقصد کے لئے ابتدائی پلاننگ مکمل کرنے کے بعد تعمیراتی کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر!

46۔ حکومت پنجاب مقامی سطح پر ترقیاتی پروگراموں کی نشاندہی اور عملدرآمد پر یقین رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال 13-2012 کے میزانیہ میں 31۔ارب 90 کروڑ روپے کی خطیر رقم ضلعی منصوبوں پر عملدرآمد کے لئے تجویز کی جارہی ہے۔ میں وضاحت کرتا چلوں کہ یہ فنڈز Normal PFC ڈویلپمنٹ پروگرام کے لئے مختص کردہ 12۔ارب روپے کے علاوہ ہیں۔ مقامی ترقیاتی سکیموں میں دیہی علاقوں میں رابطہ سڑکیں، تعلیمی اداروں میں missing facilities کی فراہمی اور نکاسی آب اور دیگر بنیادی سہولتوں کے منصوبے شامل ہیں۔ان سکیموں کی نشاندہی ضلع کی سطح پر کی جائے گی۔

جناب سپیکر!

47۔ جناب سپیکر!اب میں اس معزز ایوان کے سامنے زراعت کے شعبے کی ترقی کے لئے کئے گئے اقدامات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ میں گرین ٹریکٹر سکیم برائے ایگریکلچر یوتھ کا اعلان پہلے ہی کر چکا ہوں۔ زراعت کا دارومدار ذرائع آبپاشی پر ہے۔آئندہ مالی سال میں آن فارم واٹر مینجمنٹ کے بہت سے منصوبہ جات عمل میں لائے جائیں گے۔ڈرپ اور سپرنکلر اریگیشن ٹیکنالوجی کا فروغ بھی اسی منصوبے کا ایک اہم حصہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ لیزر یونٹس کی رعایتی نرخوں پر کاشتکاروں کو فراہمی یقینی بنائی جائے گی۔یہ ذیلی منصوبے ایک بڑے منصوبے Punjab Irrigated Agricultural Improvement Programme کا حصہ ہیں جس کی پانچ سالہ لاگت 35۔ارب روپے سے زائد ہے۔آئندہ مالی سال میں اس منصوبے کے لئے 3۔ارب 41 کروڑ روپے سے زائد فنڈ مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

48۔ آبپاشی کے نظام کو بہتر بنائے بغیر زرعی خودکفالت کا تصور ممکن نہیں۔حالیہ سیلابوں میں ہمارے نہری نظام کو شدید نقصان پہنچا۔ہماری یہ کوشش ہے کہ اس میں ہر ممکن بہتری اور توسیع کریں۔مجموعی طور پر اریگیشن سیکٹر میں جاری مختلف میگا پراجیکٹ کی کل لاگت 84۔ارب روپے سے زائد ہے۔اگلے مالی سال میں 28۔ارب روپے کی لاگت کے نئے

منصوبوں پر کام کا آغاز کیا جائے۔ جناح بیراج کی بحالی کے منصوبے پر عالمی بنک کے مالی تعاون سے 12۔ارب روپے لاگت کے منصوبے پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ نئے خانکی بیراج کی تعمیر پر 23۔ارب 44کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ جس پر ایشیائی ترقیاتی بنک کی مالی معاونت سے رواں مالی سال کے دوران عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔اسی طرح بہاولپور میں نہری پانی کی فراہمی کو بڑھانے کے لئے ایک ارب50کروڑ روپے کی لاگت سے Remodeling of SMB Link Canal and Mailsi Syphonکا منصوبہ بھی شامل ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

49۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر صوبے کے بارانی علاقوں پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں پوٹھوہار کے علاقے میں 12ڈیموں پر کام ہو رہا ہے۔ جن کا تخمینہ لاگت 7۔ارب 76 کروڑ روپے ہے۔ان میں سے 11 ڈیم جون 2012 تک مکمل ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مالی سال 12-2011 میں تین نئے ڈیموں جن کا تخمینہ لاگت ایک ارب 87کروڑ روپے ہے، پر کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے اس سال نئے mini dams کی تعمیر کے لئے 10کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔آئندہ مالی سال13-2012 میں محکمہ آبپاشی کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے مجموعی طور پر 11۔ارب 25کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

50۔ گندم کو محفوظ طریقے سے ذخیرہ کرنے کے لئے حکومت نے ایک طرف تو اپنے ترقیاتی پروگرام میں پارٹنرشپ کے تحت پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ مل کر silos بنانے کا ایک جامع منصوبہ بھی ترتیب دیا ہے۔ یہ جدید گودام بھی پاکستان میں اپنی طرز کا پہلا منصوبہ ہیں۔اس منصوبے کی تکمیل سے گندم 100 فیصد محفوظ رہے گی۔

جناب سپیکر!

51۔ جنوبی پنجاب پچھلی حکومت کے غیر منصفانہ روّیہ کی وجہ سے ترقی کی منازل طے نہیں کر سکا تھا۔ گزشتہ چار سال کا ریکارڈ گواہ ہے کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے اضلاع کی ترقی کے لئے

خصوصی اقدامات کئے ہیں۔ ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کردہ فنڈز کو ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ رکھنے کی روایت کا آغاز کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہماری انہی پالیسیوں کے ثمرات ہیں کہ آج جنوبی پنجاب تعمیر و ترقی کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔آئندہ مالی سال 13-2012 کے ترقیاتی بجٹ میں جنوبی پنجاب کے منصوبوں کے لئے تقریباً 80۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ کل ترقیاتی بجٹ کا 32 فیصد ہے۔ میں یہاں جنوبی پنجاب کے لئے شروع کئے گئے دو بڑے منصوبوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ حکومت پنجاب نے جنوبی پنجاب ترقیاتی پروگرام (SPDP) کے نام سے اس علاقے کی ترقی کے لئے ایک خصوصی اور جامع پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت اگلے مالی سال میں 10۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔اس کے علاوہ جنوبی پنجاب میں skills development کے لئے حکومت پنجاب نے DFID کے ساتھ مل کر Punjab Skill Development Fund قائم کیا ہے۔آئندہ مالی سال میں اس فنڈ کے لئے 2۔ارب 20 کروڑ روپے کی خطیر رقم مہیا کی جارہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت پنجاب کے ان اقدامات سے جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

52۔ حکومت پنجاب خواتین کی ترقی کو بہت اہمیت دیتی ہے اور اس ضمن میں ترکی اور ملائیشیا کی مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اگلے مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے تقریباً 14۔ارب روپے کے منصوبے مختلف شعبہ جات میں تجویز کئے جارہے ہیں۔ چیدہ چیدہ اقدامات درج ذیل ہیں:

سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے 15 فیصد کوٹا مخصوص کر دیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ جھوٹ کم بولیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"قدم بڑھاؤ شہباز شریف ہم تمہارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):آئندہ مالی سال میں فیصل آباد، سیالکوٹ، ملتان اور بہاولپور میں خواتین یونیورسٹیوں کی نئی عمارتوں پر کام شروع کیا جائے گا۔

حکومت پنجاب نے خواتین کے وراثت کے حقوق کو تحفظ دینے کے لئے قانون تیار کر لیا ہے جس کے نتیجے میں خواتین اپنے جائز حقوق سے محروم نہ کی جا سکیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

خواتین کے لئے صحت کے شعبے میں مدر اینڈ چائلڈ ہیلتھ کیئر کے حوالے سے حکومت پنجاب 4۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے

"شہباز شریف،زندہ باد" کی نعرہ بازی)

50 کروڑ روپے کی لاگت سے خواتین کی ترقی کے لئے ایک وومن ڈویلپمنٹ فنڈ قائم کیا جائے گا۔

اسی طرح ملازمت پیشہ خواتین کی سہولت کے لئے حکومت پنجاب 10 کروڑ روپے کی لاگت سے ڈے کیئر سنٹرز قائم کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایک ارب روپے کی لاگت سے خواتین کے تمام کالجوں میں بسیں فراہم کی جائیں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے

"قدم بڑھاؤ شہباز شریف ہم تمہارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

25 کروڑ روپے کی لاگت سے تحصیل کی سطح پر ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

53۔ حکومت پنجاب Criminal Justice System کی بہتری کے لئے کوشاں ہے۔اس سلسلے میں عدلیہ اور پولیس کو یکساں طور پر مضبوط اور مؤثر بنایا جا رہا ہے۔ عوام کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے پولیس کی استعدادِ کار میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے۔ حکومت پنجاب کی یہ کاوش ہے کہ روایتی تھانہ کلچر کو ختم کیا جائے۔اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے 60 کروڑ روپے کی لاگت سے 100 ماڈل پولیس سٹیشن قائم کئے ہیں۔اس منصوبے کا بنیادی مقصد ایک طرف تو پولیس اہلکاروں کو ایک بہتر اور خوشگوار ماحول فراہم کرنا تھا تو دوسری طرف عوام کے ذہنوں میں قائم روایتی پولیس سٹیشن کے نقش کو بدلنا تھا۔

اس منصوبے کی افادیت کے پیش نظر مستقبل میں پنجاب کے تمام تھانوں کو مرحلہ وار ماڈل تھانوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔حکومت پنجاب نے Counter Terrorism Department کے اہلکاروں کی برادر اسلامی ملک ترکی کے اشتراک سے خصوصی تربیت کا بھی اہتمام کیا۔

جناب سپیکر!

54۔ Criminal Justice System میں investigation کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔حکومت پنجاب نے ایک جدت آمیز منصوبے کے تحت 3۔ارب روپے کی لاگت سے Forensic Science Laboratory قائم کر دی ہے جو investigation کے شعبہ میں انقلابی تبدیلی کا پیش خیمہ ہے۔یہاں میں امن عامہ کے حوالے سے تشکیل دیئے گئے ایک اور اہم منصوبے ITS کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔اندازاً 2۔ارب روپے سے زائد کی لاگت کے اس منصوبے کے تحت پولیس Close Circuit Cameras کی مدد سے امن وامان کی صورتحال پر کڑی نظر رکھ سکے گی اور اپنے surveillance اور vigilance کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنا سکے گی۔

جناب سپیکر!

55۔ پنجاب کی بڑھتی ہوئی آبادی میں امن وامان کو بحال رکھنے کے لئے آئندہ مالی سال میں پولیس میں 10,000 نئی بھرتیاں کی جائیں گی۔یہ بھرتیاں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی روایت کے مطابق صرف اور صرف میرٹ پر ہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

56۔ حکومت پنجاب آزاد اور خود مختار عدلیہ کے استحکام کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرتی رہے گی۔اس سلسلے میں حکومت پنجاب آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں عدالتوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پنجاب اضافی عدالتوں کے قیام کے لئے ایک ارب روپے کی رقم مختص کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!

57۔ اقلیتیں پنجاب میں رہنے والی آبادی کا 3 فیصد ہیں۔ حکومت پنجاب نے اقلیتی برادری کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں مجموعی طور پر 32 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اقلیتی برادری کے لئے کئے گئے چیدہ چیدہ اقدامات میں Minority Development Fund، اقلیتی طلبہ کے لئے تعلیمی وظائف، کرسمس کے موقع پر مسیحی برادری کے لئے تحائف اور اقلیتوں کو فنی تربیت فراہم کرنے کے لئے TEVTA میں خصوصی انتظامات شامل ہیں۔

جناب سپیکر!

58۔ میں اس معزز ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے بنک آف پنجاب کو دیوالیہ کرنے میں کسر نہ چھوڑی تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران مسلم لیگ (ق) کی جانب سے "جھوٹ، جھوٹ" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیر، شیر" کی نعرہ بازی)

ہم نے فنانشل مینجمنٹ کے بہترین اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بنک آف پنجاب پر گزشتہ دور کے حکمرانوں کی 75۔ارب روپے کی ڈاکازنی کے اثرات کو زائل کر کے اسے اپنے پیروں پر کھڑا کیا۔ آج بہت برسوں کے بعد بنک آف پنجاب اپنے کھاتہ داروں کے لئے منافع کا اعلان کرنے کے قابل ہو چکا ہے۔ حقیقتاً یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے وہ کم ہے۔ میں یہاں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ حکومت پنجاب کی مالی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مستحکم ہے۔ ہم نے نہ صرف پچھلے مالی سال کا اختتام Positive Cash Balance پر کیا تھا بلکہ اس مالی سال کا اختتام بھی انشاء اللہ مزید بہتر Cash Balance کے ساتھ متوقع ہے۔

جناب سپیکر!

59۔ صوبے کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کا کوئی پروگرام مالیاتی وسائل اور ذرائع آمدن میں اضافے کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ بے پناہ مالی دباؤ کے باوجود ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان مطلوبہ وسائل کے حصول کے لئے ہم غریب اور متوسط طبقے پر کسی قسم کا کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

60۔ اب میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال کے چیدہ چیدہ تخمینہ جات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مالی سال 13-2012میں اخراجات کا کل تخمینہ 782۔ارب 85کروڑ98لاکھ 71ہزار روپے ہے۔مالی سال13-2012میں 250۔ارب روپے کاایک ریکارڈ ترقیاتی بجٹ پیش کیا جارہاہے جو کہ رواں مالی سال کے تخمینہ جات کے مقابلے میں13.6فیصد زیادہ ہے۔یہ ترقیاتی بجٹ کل صوبائی میزانیہ کا تقریباً 32فیصد ہے۔پچھلے تین سالوں میںinflationمیں مسلسل اضافے اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافے کے باوجود یہ ریکارڈ ترقیاتی بجٹ مسلم لیگ(ن)کی حکومت کا صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے پختہ عزم کا اعادہ کرتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

61۔ اب میں اس معزز ایوان کے سامنے 250۔ارب روپے کے ریکارڈ ترقیاتی بجٹ کی Sectoral Allocationsکا ذکر کرنا چاہوں گا۔آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں:

- سوشل سیکٹر کے لئے86۔ارب46کروڑ روپے
- انفراسٹرکچرڈویلپمنٹ کے لئے62۔ارب90کروڑ روپے
- سپیشل پروگراموں کے لئے35۔ارب50کروڑ روپے
- پیداواری سیکٹر کے لئے8۔ارب61کروڑ روپے
- سروسز سیکٹر کے لئے11۔ارب10کروڑ روپے
- ماحولیات،ثقافت،اوقاف اور ہیومن رائٹس وغیرہ کے لئے5۔ارب42کروڑ روپے
- متفرق ترقیاتی پروگراموں کے لئے40۔ارب روپے شامل ہیں۔

جناب سپیکر!

62۔ اب میں آئندہ مالی سال کے محصولات کی تفصیل بیان کرنا چاہوں گاRevenue General Receiptکا تخمینہ780۔ارب67کروڑ روپے ہے۔قابل تقسیم محاصل سے پنجاب کے حصے کا تخمینہ650۔ارب5کروڑ روپے ہے۔صوبائی محصولات بشمول ٹیکس ونان ٹیکس ریونیو کی مد میں 131۔ارب 40کروڑ روپے موصول ہونے کی امید ہے۔آئندہ مالی سال میں ٹیکس ریونیو کی مد میں اضافہ رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مقابلے میں17فیصد زائد ہے۔

جناب سپیکر!

63۔ مالی سال 13-2012 میں جاریہ اخراجات کا کل تخمینہ 532۔ارب 80 کروڑ روپے ہے۔ رواں مالی سال کے ترمیم شدہ جاری اخراجات کے مقابلے میں یہ اضافہ صرف 13.9 فیصد ہے۔

جناب سپیکر!

64۔ اب میں اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال کے لئے چیدہ چیدہ سیکٹرز میں مختص کئے گئے جاریہ اخراجات کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ان میں:

- سوشل سیکٹر کے لئے 86۔ارب 46 کروڑ روپے
- PFC ایوارڈ کے تحت مقامی حکومتوں کو دیئے جانے والے فنڈز کا تخمینہ 210۔ارب 98 کروڑ 31 لاکھ 5 ہزار روپے
- پبلک آرڈر اینڈ سیفٹی کے لئے 81۔ارب 86 کروڑ روپے
- جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 23۔ارب 38 کروڑ روپے
- صوبائی سطح پر شعبہ تعلیم کے لئے 31۔ارب 30 کروڑ روپے
- صوبائی سطح پر شعبہ صحت کے لئے 35۔ارب 65 کروڑ روپے
- صوبائی سطح پر محکمہ زراعت کے لئے 5۔ارب 56 کروڑ روپے
- سرکاری ملازمین کو پنشن کی ادائیگی کے لئے 55۔ارب 73 کروڑ روپے اور
- عوام کے لئے سبسڈی کی مد میں 34۔ارب روپے شامل ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

65۔ سرکاری ملازمین قومی ترقی کے منصوبوں پر عملدر آمد اور عوام تک خدمات پہنچانے والی حکومتی مشینری کا ایک اہم جز ہیں۔یہ ملازمین اور پنشنرز اپنی محدود آمدنی کی وجہ سے مہنگائی اور افراط زر سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔حکومت پنجاب نے صوبائی ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 20 فیصد اضافہ کا فیصلہ کیا ہے۔اس کا اطلاق یکم جولائی 2012 سے ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

66۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہماری حکومت کا بجٹ ایک عوام دوست، متوازن اور ترقیاتی بجٹ ہے۔میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے کابینہ کے ارکان،

معزز ممبران سینیٹ، قومی و صوبائی اسمبلی،Expert Advisory Group، محکمہ خزانہ، محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران، ماتحت عملہ اور اپنے سٹاف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں شب و روز انتھک محنت کی۔

جناب سپیکر!

67- آپ سے اجازت لینے سے پہلے میں ایک بار پھر اس عہد وفا کی تجدید کا اعلان کرنا چاہتا ہوں جو خادم اعلیٰ پنجاب نے اپنا منصب سنبھالنے کے بعد پنجاب کے عوام سے کیا تھا۔ گزشتہ چار برسوں کے دوران صوبے میں مسلم لیگ (ن) کی قیادت میں رواں دواں عوامی خدمت کے اس کاروان عشق و مستی کا راستہ روکنے کے لئے اہل ہوس نے جو جو حربہ آزمایا اس کی تفصیل کے لئے ایسی کئی نشستیں درکار ہیں لیکن مقام شکر ہے کہ گورنر راج کے سیاہ لبادے میں عوام کی منتخب حکومت پر مارے جانے والے شب خون سے لے کر پاکستان کی تاریخ کی بدترین لوڈ شیڈنگ کے ذریعے پنجاب کے خلاف کی جانے والی خوفناک سازش تک عوام کے بدخواہوں کا کوئی ہتھکنڈہ ہماری قیادت کے پائے استقلال میں ہلکی سی لغزش بھی نہ لا سکا۔ ریکارڈ گواہ ہے کہ پنجاب کے عوام نے ہر مشکل اور کڑے مرحلے میں اپنے وزیر اعلیٰ اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اپنے درمیان پایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ انصاف نہ ہو گا کہ اگر میں صوبے کے عوام اور ان کے نمائندوں کی طرف سے خادم پنجاب کی خدمات کو ہدیہ تبریک پیش نہ کروں۔ میں شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں ان کے بارے میں یہی کہنا چاہوں گا کہ:

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

(نعرہ ہائے تحسین)

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان پائندہ باد

(اس مرحلہ پر جناب وزیر اعلیٰ، معزز وزراء صاحبان اور معزز ممبران کی کثیر تعداد نے وزیر خزانہ کی سیٹ پر جا کر انہیں مبارکباد پیش کی)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیزOrder in the House, order in the House آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،وزیر خزانہ متوجہ ہوں۔وزیر خزانہ میں آپ سے یہ کہہ رہاہوں کہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال13-2012پیش کریں۔

سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال13-2012کاایوان میں پیش کیاجانا

وزیر خزانہ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت13-2012پیش کرتاہوں۔

جناب سپیکر:جی،گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت 13-2012 پیش کر دیا گیا ہے۔اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت12-2011پیش کریں۔

ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال12-2011کاایوان میں پیش کیاجانا

وزیر خزانہ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال12-2011 پیش کرتاہوں۔

جناب سپیکر:جی،گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال12-2011پیش کر دیا گیاہے۔

مسودات قانون

(جو پیش ہوئے)

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2012

MR. SPEAKER: Now, introduction of Bills. Minister for Finance may introduce the Punjab Finance Bill 2012.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr. Speaker! I introduce:

"The Punjab Finance Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2012 has been introduced. Now, Minister for Finance may introduce the Punjab Sales tax on Services Bill 2012.

مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس مصدرہ2012

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman):Mr. Speaker! I introduce:

"The Punjab Sales Tax on Services Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Sales Tax on Services Bill 2012 has been introduced.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔

معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ منگل مورخہ 12۔جون2012 سے سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز ہو گا۔عام بحث کے لئے چار یوم یعنی 12، 13، 14 اور 15۔جون 2012 مختص کئے گئے ہیں، آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر عام بحث کو wind up کریں گے۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کے اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس مع تاریخ جمع کروادیں شکریہ۔

اب اجلاس مورخہ 12۔جون2012 بوقت صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

380

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/697. Dated 10th June. 2012.
Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor on 10 June 2012 (A.N.).

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

382

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث کا آغاز"

384

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

منگل،12۔جون2012

(یوم الثلاثہ،21۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا
خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَ
أَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ
الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

سورۃ الزُّمَر آیات73تا75

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ(73)وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے(74) تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے

ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (75)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمک دی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 15 جناب محمد اعجاز شفیع کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پرنسپل گورنمنٹ سمز کالج لاہور (ڈاکٹر فیصل مسعود) کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے پرنسپل گورنمنٹ S.I.M.S کالج، لاہور ڈاکٹر فیصل مسعود سے اپنی والدہ اور مسز کا بلڈ پریشر، کولیسٹرول اور کڈنی فنکشن چیک کرانے کے لئے پرائیویٹ طور پر وقت مانگا جس پر مجھے 24۔ مئی 2012 شام ساڑھے چھ بجے کا وقت دیا گیا۔ میں مذکورہ وقت پر چیک اپ کے لئے ڈاکٹر موصوف کے پاس اپنی والدہ اور مسز کو لے کر حاضر ہوا۔ پہلے تو ڈاکٹر موصوف کی طرف سے دیئے گئے وقت میں کافی تاخیر ہوئی۔ بعدازاں میرے بار بار اصرار کرنے کے باوجود موصوف ڈاکٹر نے میری بیمار والدہ کی رپورٹس چیک کرنے میں لیت ولعل سے کام لیا۔ جب میں نے کہا کہ آپ کے دیئے گئے وقت پر حاضر ہوا ہوں اس پر تو ڈاکٹر موصوف نے انتہائی غصہ میں کہا کہ یہ بلڈ پریشر، کولیسٹرول اور کڈنی فنکشن میرے متعلقہ نہ ہیں۔ میں نے ڈاکٹر موصوف سے کہا کہ آپ ان کی رپورٹس تو چیک کر لیں کیونکہ جب میں نے آپ سے وقت لیا تھا تو میرے علم میں تھا کہ آپ ایک جنرل فزیشن ہیں، مذکورہ رپورٹس چیک کر سکتے ہیں اور آپ اس کام کے ماہر بھی ہیں لیکن انہوں نے میری ایک نہ سُنی۔ میں نے بعد میں انہیں اپنا تعارفی کارڈ بھی دیا کہ میں پبلک کا نمائندہ ہوں جس کو انہوں نے ایک طرف رکھ دیا پھر میں نے اپنی والدہ اور مسز کی رپورٹس ان کے سامنے رکھیں اور کہا براہ مہربانی ان رپورٹس کو چیک کر لیں۔ انہوں نے ان رپورٹس کو دیکھے بغیر نہایت ہتک آمیز لہجہ میں کہا کہ آپ کے لئے میرے پاس کوئی وقت نہ ہے آپ یہاں سے چلے جائیں اور باہر جا کر بیٹھیں۔ میری بیمار والدہ، میں اور میری مسز باہر آ گئے۔ ڈاکٹر موصوف کے اس روّیہ سے میری بیمار والدہ بہت پریشان ہوئیں اور کافی دیر تک ذہنی کرب کا شکار رہیں۔ ان کا برتاؤ ایک پبلک نمائندہ کے ساتھ ایسا ہے تو عام آدمی کے ساتھ کیسا ہو گا؟ ان کے اس روّیہ سے نہ

صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ڈاکٹر کو پتا چل گیا تھا کہ یہ لوٹا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، جب کوئی معزز ممبر اپنی والدہ کے حوالے سے بات کرے تو ایسے موقع پر تھوڑا خیال کرنا چاہئے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر اعجاز شفیع صاحب نے اس تحریک کے ذریعے سے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ ضروری ہے کہ استحقاق کمیٹی اپنی انکوائری کرے اور اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 16 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 17 جناب شاہجہان احمد بھٹی کی ہے۔

اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز رویّہ

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 8۔جون 2012 بوقت تقریباً 8 بجے رات میں شیخوپورہ سے ننکانہ صاحب جا رہا تھا تو راستے میں فیصل آباد بائی پاس چوک میں کافی ٹریفک بلاک تھی اور مجھے بھی پولیس اہلکاروں نے گاڑی سائیڈ پر کھڑی کرنے کے لئے کہا میرے ساتھ بیٹھے قریبی عزیز رائے اعجاز احمد بھٹی نے ان کو میرا تعارف کروایا کہ یہ ایم پی اے رائے شاہجہان احمد بھٹی ہیں تو پولیس والوں نے کہا کہ آپ اپنا ایم پی اے کا کارڈ دکھاؤ۔ کارڈ دیکھنے کے بعد پولیس اہلکار کہنے لگے کہ آپ اپنا کوئی اتھارٹی لیٹر بھی دکھائیں جب میں نے کارڈ اور اتھارٹی لیٹر دکھایا تو کسی اہلکار نے کہا کہ آپ باہر آ جائیں میں باہر آیا تو گاڑی کی مکمل چیکنگ کی مگر کچھ نہ ملا تو اتنے میں ان کے اے ایس پی ڈاکٹر اقبال جو اس ناکے پر موجود تھے آگے بڑھے اور میرے قریبی عزیز رائے اعجاز احمد بھٹی کو بلاوجہ اور بلا اشتعال گالیاں دینی شروع کر دیں جب میں نے ASP ڈاکٹر اقبال کو کہا کہ وہ اسے گالیاں نہ دیں اور تحمل کے ساتھ کام لیں تو اس نے مجھے بھی بُرا بھلا کہنا شروع

کر دیا، نہایت تحقیر آمیز روّیہ اپناتے ہوئے کہا کہ مجھے کسی ایم پی اے کی کوئی پرواہ نہیں۔ میں نے ڈی پی او کو فون کیا، انہیں سارے معاملات سے آگاہ کیا اور بمشکل ہمیں وہاں سے جانے کی اجازت ملی۔اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک جناب شاہجہان بھٹی نے آج ہی دی ہے اور مجھے ابھی موصول ہوئی ہے اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending فرمادیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ شاہجہان بھٹی صاحب کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے اس لئے اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! لاء منسٹر صاحب نے اس کو oppose نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ بالکل کمیٹی کے سپرد ہو جائے گی لیکن مجھے یہ نوٹس ابھی موصول ہوا ہے۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! میں بھی عرض کروں گا کہ یہ رائے شاہجہان صاحب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ لاء منسٹر کے علم میں ہے کہ جتنے بھی فیصل آباد کے ممبران ہیں چاہے ان کا تعلق حکومت سے ہے، پیپلز پارٹی یا (ق) لیگ سے ہے ان سب ہی کی اس ناکے پر insult کی جاتی ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ جب یہ تحریک استحقاق کمیٹی میں جاتی ہے تو ممبر کا استحقاق مزید مجروح ہوتا ہے۔ میں لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے ایسی باتوں پر فوری نوٹس لیا جائے بلکہ اس کا آج ہی نوٹس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لنگڑیال صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لنگڑیال صاحب نے جو بات کی ہے یہ درست ہے کہ شاہجہان صاحب کے ساتھ جس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے اس سے متعلق اس سے پہلے بھی کئی معزز ممبران نے میرے ساتھ بات کی ہے اسی لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا جواب کل ہی آئے اور اس کے بعد جیسے آپ مناسب سمجھیں اس کے مطابق فیصلہ کریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میرے ساتھ بھی وہاں پر ایسا ہی سلوک ہوا ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سن لیں۔لاء منسٹر صاحب نے بڑی openly بات کی ہے۔ جس ممبر نے تحریک استحقاق پیش کی ہے صرف وہی بات کر سکتا ہے۔لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ اس طرح کی اور بھی شکایتیں آئی ہیں۔ لاء منسٹر صاحب! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو Privileges Act اس کے سیکشن 15 میں ہے وہ بڑا clear ہے کہ Members to be VIPs۔ ممبران کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے جبکہ ان کا VIP ہونا ہماری کتاب میں موجود ہے۔یہ بات نیچے بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی سمجھانے کی ضرورت ہے۔ مجھے پتا ہے کہ سارے معزز ممبران کیا بات کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ میرے پاس بھی معاملہ discuss ہوا ہے۔ وہاں پر سب سے زیادہ چوریاں، ڈکیتیاں ہوں اور پولیس سے چور ڈکیت پکڑے نہ جائیں اور وہ ہمارے ممبران کو کھڑا کر کے ان کی اس طرح کی تضحیک کریں۔اس پر یہ ایوان ہی ایکشن لے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! آج سے دس دن پہلے میں لاہور سے فیصل آباد جا رہا تھا کہ شیخوپورہ موڑ پر میری گاڑی روکی گئی، میں نے اپنا کارڈ بھی دیا لیکن وہ کہتے رہے کہ اس پر ایم پی اے نہیں لکھا ہوا، آپ پڑھ کر دیکھیں کہ اس پر ایم پی اے لکھا ہوا ہے۔ میں On the floor of the House on oath کہنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد اور شیخوپور کے سب ایم پی ایز کے ساتھ یہ ہو چکا ہے لیکن عزت کے مارے کوئی بولنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے آپ کی موجودگی میں سپیکر صاحب سے بات کی تھی کہ اگر ہمارے ساتھ یہ روّیہ رہا، کئی لوگوں کے ساتھ تو اس طرح ہوا کہ ان کی families بیٹھی ہوئی تھیں لیکن اپنی عزت بچانے کے لئے کسی نے بات نہیں کی۔ میں نے آپ کی موجودگی میں لاء منسٹر صاحب اور سپیکر صاحب سے یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔اس دن یہاں ایوان میں commitment بھی ہوئی تھی کہ point of order پر ٹائم دیا جائے گا لیکن مجھے بولنے نہیں دیا گیا۔ میری آپ سے humble request ہے کہ آپ Custodian of the House ہوتے ہوئے اس مسئلہ کو عام مسئلہ نہ سمجھیں کیونکہ شیخوپورہ سے لے کر فیصل آباد تک ایم این ایز اور ایم پی ایز کی فیملی کے ساتھ جو روّیہ پولیس نے روا رکھا ہوا ہے یہ انتہائی تضحیک آمیز ہے۔ براہ مہربانی اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کسی Committee کو refer کئے بغیر اس پر فوراً action لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ماشاء اللہ بڑے balance…

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ بھی بات کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تحریک استحقاق سے پہلے آپ کو جوش نہیں آیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (پیر محمد اشرف رسول): جناب سپیکر! پہلے سپیکر صاحب ٹائم نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ بھی اسی ریجن میں رہتے ہیں اور ان کا قصور سے تعلق ہے۔یہاں پر مسئلہ کسی ASI کا نہیں بلکہ ذوالفقار چیمہ RPO کا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہ ہمارے ضلع میں اپنی بدمعاشی کر رہا ہے۔ عرض یہ ہے کہ وہ یوں کرتے ہیں کہ میری بندوق رانا تنویر ناصر کے کھاتے میں اور ان کی میرے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ وہاں پر human rights کی بہت زیادہ خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ان کا ایک style ہے کہ وہ گوجرانوالہ کا model ہمارے اوپر دھکے سے لاگو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ imported SHOs لائے ہیں اور ان کا ایک ہی issue ہے۔ اگر وہ عوامی نمائندوں کو بے عزت کر کے اپنی عزت بڑھانا چاہتے ہیں تو یہ انتہائی غلط ہے۔ وہاں پر FIR درج نہیں ہو رہی ہیں، ڈاکے کی FIR درج نہیں ہوتی ہیں، اس طرح وہ اس ratio سے کرائم کم کرنا چاہتے ہیں اور ہم احتجاج کر کر کے مر گئے ہیں۔ شکر ہے کہ آج ٹائم مل گیا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب بھی بے چارے قصور میں رہتے ہیں اور وہ کسی پریشر میں ہوں گے۔ RPO ذوالفقار چیمہ ہمارے لئے سر درد ہے اور میں انتہائی surety کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ انتہائی کرپٹ افسر ہے جو کہ ایمانداری کے نام پر لوگوں کی تذلیل کر رہا ہے، ان کی بے عزتی کر رہا ہے اور وہ ناجائز حرکت کر رہا ہے۔ اس مسئلہ پر کوئی کمیٹی بنانی چاہئے کہ ذوالفقار چیمہ کی صورت میں ہمیں کس بات کی سزا ملی ہے؟ مجھے تو لگتا ہے کہ بچپن میں ہم نے ماں باپ سے کوئی غلطی کی تھی جس کی سزا ایسے بندے کی صورت میں ملی ہے۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان:جناب سپیکر! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے start میں ہی اپنے جذبات کا اظہار فرما دیا جس کی وجہ سے ہمارے جتنے بھی دوست ان واقعات سے hurt ہوئے تھے وہ encourage ہوئے ہیں کہ بات کریں۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ حکومتی بنچوں کے لوگوں کی زیادہ چیخیں نکل رہی ہیں اور ان کے ساتھ اپوزیشن ممبران کی بھی چیخیں شامل ہیں۔ خود میری گاڑی چیک ہوتی ہے یقین کریں کہ ہم نے کبھی محسوس نہیں کیا۔ اگر تہذیب کے اندر رہو تو ہم خود اپنی گاڑی کو چیک کراتے ہیں۔ ہم موجودہ ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے چاہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی گاڑیاں چیک کرائیں گے تو دوسرا کوئی اس کو محسوس نہیں کرے گا لیکن چیک کرانے کا انداز مختلف ہے۔ یہ دوست اپنی تکلیف کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ جب عوامی نمائندگی کا اظہار ہوتا ہے تو پھر administration کے تیور بدل جاتے ہیں۔ افسوس اسی بات کا ہے کہ اگر عوامی نمائندگان کے ساتھ تضحیک آمیز طریقہ سے behave کیا جاتا ہے تو پھر عام آدمی کے ہاتھ کیا ہوتا ہو گا؟ اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ چیکنگ کے بعد اس کی کیا feeling اور جذبات ہوں گے، وہ ہمارے لئے کیا دعا دیتا ہو گا کہ ہمارے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ مجھے قطعاً اس بات پر کوئی گلہ نہیں ہے کہ گاڑیاں چیک کیوں ہوتی ہیں، ہونی چاہئیں اور ہمارا کوئی عوامی نمائندہ اس پر بُرا نہیں مناتا لیکن طریق کار تضحیک آمیز ہے۔ ہم روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ ہم پولیس کو بڑے خوش اخلاقی کا سبق دے رہے ہیں۔ اگر یہ خوش اخلاقی ہے تو پھر بدکلامی کیا ہو گی؟

جناب سپیکر! اس پر defiantly action لینا چاہئے کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے بھی دبے الفاظ میں انہی جذبات کا اظہار کیا ہے جس کا آپ نے اظہار کیا ہے۔ تمام ایوان کے معزز ممبران کے جذبات ایک ہیں اور آج میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ اگر اس بات کا notice نہ لیا گیا تو پھر یہ ایوان اپنا فیصلہ خود کرے گا اور آپ پھر دیکھیں گے کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر! شکریہ۔ جس سلسلے میں ہمارے ساتھی رائے صاحب نے اپنی تحریک استحقاق دی ہے۔ پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اس قسم کی یا اس سے related تھوڑی سی کم یا زیادہ digest کر جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو insult کو pocket نہیں کرتے تو پھر وہ آپ کے پاس قاعدے اور rules کے مطابق حاضر ہوتے ہیں اور رائے

صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جب کوئی بھی معزز ممبر تحریک استحقاق دیتا ہے، جس طرح میرے ساتھی نے بات کی ہے تو اس کا privilege محفوظ ہونے کی بجائے اس سے اس کی تضحیک کے پہلو نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔I can nominate a person کہ ایرڈ یونیورسٹی کے وائس چانسلر خالد محمود کی گاڑی جارہی تھی، اس کو روکا گیا اور اس گاڑی کے اندر ایک لائسنسی گن تھی۔ وہ انہیں کہتے رہے ہیں کہ یہ لائسنسی گن ہے لیکن وہ ایس پی نہیں بلکہ ایک ایس ایچ او تھا اس نے کہا کہ میں نے چالان کرنا ہے۔ جب میں نے approach کیا اور کہا کہ یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ یہ وائس چانسلر آف یونیورسٹی کی گاڑی ہے تو انہوں نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے پھر گن یہاں رکھ جائیں اور یہ چلے جائیں۔ یہ گن کل کوئی بندہ آکر لے جائے یا ہم خود فیصل آباد پہنچا دیں گے اور وہ گن انہوں نے دے دی۔ اب دیکھیں کہ اگر کسی بندے نے سکیورٹی کے لئے گن اپنے پاس رکھی ہوئی ہے تو اس میں کیا مصلحت ہے کہ گن چھوڑ جائیں اور آپ چلے جائیں؟ اس نے تو سکیورٹی کے لئے گن رکھی ہوئی ہے اگر لائسنس نہیں ہے تو پھر valid ہے کہ اس کا چالان کر دیا جائے لیکن اگر لائسنس ہے تو گن پاس رکھ لینے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی یہ ایک واقعہ ہوا جس کا میں نے ذکر کیا ہے، ہم نے اس پر شکایت نہیں کی کیونکہ یہ ہمارا privilege نہیں ہے وہ وائس چانسلر اپنے forum پر بات کرے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بجا فرمایا کہ کل رپورٹ آجائے گی اور رپورٹ آنی بھی چاہئے لیکن ہم تلاشی لینے سے نہیں کتراتے بلکہ ہم آفر کرتے ہیں کیونکہ اگر ہم تلاشی نہیں دیں گے تو اور کون دے گا؟ تلاشی بھی لی جائے اور اچھی طرح سے دیکھا بھی جائے لیکن دیکھنے کے بعد وہ کچھ remarks pass کر رہے ہوتے ہیں اور ادھر ادھر گاڑی کے ارد گرد پھر رہے ہوتے ہیں وہ سب کچھ اچھا نہیں ہے۔ یہ decency کا basically کلچر ہے جس کو introduce کرانے کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے رپورٹ منگوائی ہے تو کل آجانی چاہئے اور اگر کل رپورٹ آجائے گی تو پھر معاملہ حل ہو جائے گا۔ اپنی short statement میں counter کرنا ہو گا کیونکہ آج بھی انہوں نے اپنی short statement ابھی مکمل کرنی ہے تو وہ کر لیں۔ یہ رپورٹ آنے پر تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس پر مسلسل نظر رکھیں یہ ضروری نہیں کہ ایک privilege motion آئے اور دوسرے بھی اپنے grievances forward کرنے کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:شاہ صاحب!نوید اقبال ساجد صاحب کافی دیر سے ٹائم مانگ رہے ہیں تو میں ان کے بعد آپ کوfloor دوں گا۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں نے آج سے ڈیڑھ مہینہ پہلے تحریک استحقاق جمع کرائی تھی جس کی باری نہیں آئی۔ میں نے پہلے آپ کے آفس کو ٹی سی ایس کیا،پھر میں نے قائد حزب اختلاف کے آفس سے باقاعدہ لکھوا کر اس کی رسید لی جو کہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس تحریک استحقاق کی باری نہیں آرہی یا تو آپ کاstaff manage ہوا ہوا ہے؟یہ manage کس طرح ہوتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی جب میں ان سے پوچھتا ہوں،ابھی بھی میں نے ان سے پوچھا ہے اورانہوں نے کہا ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق dispose of ہو گئی ہے۔ میری غیر موجودگی یا مجھ سےconsults کئے بغیر کیسےdispose of ہو سکتی ہے؟اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تو میرا استحقاق مجروح کیا ہی ہے لیکن آپ کا آفس بھی میرے ساتھ یہی کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں،سیکرٹری صاحب!بتا رہے ہیں کہ وہ سیشن ختم ہونے کے ساتھ lapse ہو گئی تھی۔آپ نیاnotice دیں صبح لگ جائے گی۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ وہlapse کس طرح ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:کرنل صاحب!جب سیشن ختم ہوتا ہے تو وہlapse ہو جاتی ہیں۔اب آپ نیا notice دے دیں، صبح لگ جائے گی۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں گزارش یہ کروں گا کہ last time بھی اس پر شور شرابا ہوا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ میری بات مان جائیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!دیکھیں،پھر میں آپ کے سٹاف کے خلاف تحریک استحقاق پیش کر دیتا ہوں۔اس کا مطلب ہے کہ They are all doing the same

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں، سیشن کے ختم ہونے پر آپ کی تحریکlapse ہو گئی تھی۔اب آپ تشریف رکھیں،ابھیnotice دے دیں صبح کے لئے ہم لگوا دیں گے۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میرے خیال میں پھر اس طرح تو ہم انہی کے ہاتھوں کھیلتے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں،ان کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!اگر ان کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے تو I have no right to sit over here.میں چلا جاتا ہوں اور آپ ان کو سر پر بٹھادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ Rule No. 226 کو تھوڑی دیر بیٹھ کر پڑھ لیں اور ابھی نوٹس دے دیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں نے جب پہلے سے جمع کرائی ہوئی ہے تو مجھے نوٹس دینے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:کرنل صاحب!آپ دوبارہ نوٹس دے دیں،راجہ صاحب آپ ذرا انہیں کہیں۔

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!میں راجہ صاحب کی بھی عزت کرتا ہوں اور آپ کی بھی عزت کرتا ہوں۔آپ بھی میرے لئے محترم ہیں اگر انہوں نے میرے ساتھ یہی کرنا ہے تو میں ایوان سے جارہا ہوں اور آپ کو ان کے خلاف بھی جاکر تحریک پیش کر دیتا ہوں پھر آپ جانیں،آپ کا کام جانے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!میں آپ سے اس معاملے پر یہ ruling چاہوں گا کہ کیا یہ ایم پی اے کا privilege نہیں ہے؟جب ہماری گاڑی روکی جاتی ہے تو وہاں پر موجود افسر کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ دیکھے کہ اس میں ایم پی اے ہے یا نہیں۔اگر ایم پی اے گاڑی میں موجود ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا وہ گاڑی check ہو سکتی ہے اور مجھے یہ بتادیں کہ ایک ایم پی اے کی گاڑی،ایک Member of the Parliament کی گاڑی کیسے check ہو سکتی ہے؟ایک ڈی ایس پی کی گاڑی تو check نہیں ہو سکتی، ایک Sub Inspector کی گاڑی check نہیں ہو سکتی،ایک مجسٹریٹ کی گاڑی check نہیں ہو سکتی

تو مجھے بتائیں کہ ایک ایم پی اے کا کیا privilege ہے، جب ہم نے یہی ثبوت دینا ہے کہ وہ ایم پی اے ہے تو کیا وہ گاڑی check ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر already کافی دفعہ بات ہو چکی ہے۔ ملکی حالات کی وجہ سے یہاں پر voluntarily decide ہوا تھا کہ گاڑی check کی جائے لیکن تضحیک نہیں ہونی چاہئے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بجٹ کی طرف آ جانا چاہئے کیونکہ آج بجٹ پر بحث ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ناظم حسین شاہ صاحب! میں نے آپ کے آنے سے پہلے بات کر دی تھی اور متعلقہ rule بھی پڑھ دیا تھا۔ دیکھیں اس ایوان کا بھی خیال رکھیں اس کی sanctity نہیں ہو گی تو کچھ نہیں ہو گا۔ اس پر لاء منسٹر صاحب کل جواب منگوا رہے ہیں اس کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ کل کی رپورٹ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے چیمبر میں آئی جی اور اس علاقے کے RPO کو بھی پابند کریں، اپوزیشن کو بھی بلائیں، کچھ حکومتی دوست بھی بلائیں اور لاء منسٹر صاحب بھی موجود ہوں تو وہاں بیٹھ کر بات کی جائے۔ یہ صرف شاہجہان احمد بھٹی کا مسئلہ نہیں ہے اب پورا ایوان چیخ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی ہو رہی ہے تو کل آئی جی کو بلایا جائے اور اسے کہا جائے کہ وہ پورے صوبے میں ہدایت دے کہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ نہیں ہونا چاہئے، ممبران کا جو استحقاق بنتا ہے اس کے مطابق ان کی عزت ہونی چاہئے اور کسی بھی قسم کی بدتمیزی کا واقعہ دوبارہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جن کی تحریک استحقاق ہے پہلے ان کو تو بول لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے یہ بات ختم ہو جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! نوید اقبال صاحب ناراض ہو کر ایوان سے چلے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا وہ باہر ناراض ہو کر گئے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نولاٹیا صاحب جائیں اور جا کر انہیں منا کر لائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ ناراض ہو کر گئے ہیں، ہمارے کہنے پر نہیں آئیں گے۔آپ حکومتی بنچ سے بھی کسی کو بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب اور نولاٹیا صاحب آپ دونوں جائیں اور انہیں منا کر لائیں۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! نوانی صاحب اور چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو endorse کرتا ہوں، ہم تمام Law Abiding Citizens ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہم قانون کی مدد کریں، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مدد کریں تاکہ ہمارے ملک کے حالات بہتر ہو سکیں۔دراصل یہ systemic problem ہے اور یہ ضروری ہے کہ اس کو address کیا جائے بلکہ میری بات privilege سے ہٹ کر ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل رات چیف منسٹر پنجاب ایک سٹوڈنٹ باڈی کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے اور اس میں سوال جواب کے دوران ایک سٹوڈنٹ نے تھانہ کلچر کے بارے میں سوال کیا کہ آپ اس کو fix نہیں کر سکے تو چیف منسٹر نے acknowledge کیا کہ اس میں وہ اُتنی کامیابی حاصل نہیں کر سکے جتنی وہ چاہتے تھے لہذا یہ issue ہے۔اس ڈیپارٹمنٹ کی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔اس سال جو بجٹ پیش ہوا ہے اس میں ایک خطیر رقم یعنی 62۔ارب روپے پولیس کے لئے رکھا گیا ہے لیکن جو ٹریننگ ہے جس کی بات نوانی صاحب نے بھی کی تھی ایک طریق کار ہے، آپ چھاؤنی میں جائیں وہاں ملٹری پولیس کی چیک پوسٹیں ہیں ان کا روّیہ دیکھیں کبھی ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ آپ کی تضحیک ہوئی ہے۔وہ Sir کہہ کر politely بات کرتے ہیں اگر ان کو کوئی doubt ہوتا ہے تو وہ ایک طریق کار کے مطابق آپ کو سائیڈ پر لے جاتے ہیں لیکن اگر آپ سگیاں پُل پر چلے جائیں تو وہ درمیان میں گاڑی کھڑی کر کے کسی بہانے سے روک کر check کرتے ہیں پھر انہوں نے ایک وتیرہ بنایا ہوا ہے وہاں ان کے دوست یار کھڑے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ "کدھر جارے جے ؟"بندہ کہے کہ فلاں جگہ جارہے ہیں تو کہتے ہیں کہ "نال اِک سواری وِی لئی جاؤ۔" یہ انہوں نے ایک طریق کار بنایا ہوا ہے۔ پولیس چیک پوسٹ ایک آدمی کے لئے sense of security ہونی چاہئے لیکن unfortunately ہماری پولیس چیک پوسٹیں law abiding citizens کے لئے sense of fear create کرتی ہیں تو یہ ایک systemic issue ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس پر ایوان میں discussion ہونی چاہئے اور hopefully کل تک رپورٹ آجائے گی تو اس پر strong action ہونا چاہئے۔ ہمارا کسی کے ساتھ کوئی ذاتی مسئلہ نہیں، سسٹم کو بہتر ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب اس چیز سے متاثر ہیں۔ میں

نے ملک عباس راں صاحب کی داستان floor پر سُنی آپ سب نے بھی سُنی۔آج یہاں پر پتا چلا کہ کتنا بڑا مسئلہ ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، کل رپورٹ آنے کے بعد اس پر مزید گفتگو ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب ہم بجٹ پر آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد اپنا احتجاج ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے مجھے floor دیا۔کرنل نوید صاحب نے اپنی Privilege Motion کی بات کی جو کہ وہ lapse ہو گئی ہے تو میں نے 7 تاریخ کو ایک Adjournment Motion move کی تھی، مینار پاکستان پر جو خادم اعلیٰ نے کیمپ لگایا ہے اس کی وجہ سے لوگوں کو دشواری پیش آ رہی ہے، یہ نہ ہو کہ وزیر اعلیٰ کیمپ میں ہی بیٹھے رہ جائیں اور لوگ مینار پاکستان کے اوپر چڑھ کر نیچے چھلانگیں لگا دیں۔یہ دیکھیں، اب انہوں نے مجھے آپ کی طرف سے ایک چٹھی لکھ دی ہے کہ ہم نے comments لینے کے لئے لاء منسٹر صاحب کے پاس اس کو بھیج دیا ہے۔یہ کوئی سانپ تو نہیں ہے؟ اس میں سادی سی بات کی گئی ہے جس کا جواب دینا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلی بات یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی functioning آپ ادھر discuss نہیں کر سکتے، آپ چیمبر میں آئیں میں اس کو دیکھ لوں گا۔آپ rules پڑھ لیا کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھ سے چیمبر میں آ کر مک مکا نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم نے آج تک کبھی مک مکا کیا بھی نہیں ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules are rules. آپ سیکرٹریٹ کی working اُدھر چیمبر میں آ کر discuss کر سکتے ہیں، ایوان میں نہیں کر سکتے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں، آپ Custodian of the House ہیں، آپ کے بس میں ہمارے حق میں کرنے والی کوئی بات ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم سب agree ہیں کہ تحاریک استحقاق کو بند کر دیا جائے اس کو ایوان میں نہ لایا جائے۔آپ سچ بتائیے کہ آپ

کے اختیار میں کچھ ہے، کیا آپ CSP officer کو سزا دے سکتے ہیں، کیا آپ چیف ایگزیکٹو پر بات کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے میری بات غور سے سُن لیں۔ محترمہ نے بھی بات کی، kindly rules کو پڑھ لیا کریں۔ کیا آپ Chair سے اس طرح بات کر سکتے ہیں، آپ اپنا مذاق کیوں بناتے ہیں؟ آج ہم جو ایک بات کر رہے ہیں اس پر ایک procedure موجود ہے اس کے تحت ہم نے کہہ دیا ہے کہ کل تک رپورٹ آ جائے گی۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اس پر بات نہیں ہو گی۔ کل رپورٹ آ جائے گی تو پھر اس کے اوپر فیصلہ ہو گا۔ اب ہم سالانہ بجٹ۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے ایک نہایت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، دیکھیں آج آپ کو ساری قوم دیکھ رہی ہے کہ آپ نے اس بجٹ پر بحث کرنی ہے، ایک بات ہو چکی ہے۔ اب مجھے کارروائی آگے چلانے دیں۔ اب ہم سالانہ بجٹ۔۔۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میری جو تحریک lapse ہو گئی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے on the floor کہہ دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Please! No more point of orders.

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا point یہ ہے کہ آپ کے سٹاف نے مجھے غلط جواب دیا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ disposed of ہو گئی ہیں۔ میری موجودگی میں disposed of کیسے ہو سکتی ہیں البتہ lapse ہو سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، lapse ہی ہو سکتی ہیں، آپ تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: میں ان کے خلاف بھی تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: No more point of orders.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں مانگ رہی میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ قوم صرف پنجاب اسمبلی کو دیکھتی ہے، نیشنل اسمبلی میں جو کچھ ہوتا ہے کیا وہ قوم نہیں دیکھتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اب ہم سالانہ بجٹ 13-2012 پر بحث شروع کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: نیشنل اسمبلی میں جو لوگ گتھم گتھا ہوئے ہیں کیا قوم ان کو نہیں دیکھ رہی؟

جناب قائم مقام سپیکر: This is not decided in the....آپ تشریف رکھیں۔واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 15۔جون2012 تک جاری رہے گی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 13-2012 پر بحث شروع کرتے ہیں۔واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 15۔جون 2012 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہو گی کہ ہر ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے گزارش ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر جو کچھ decide ہوا ہے اس کے مطابق ہر معزز ممبر نے اپنی بات کو مکمل کرنا ہے۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام ابھی تک نہیں بھیج سکے وہ اپنے اپنے پارلیمانی لیڈر کو نام بھیجیں۔ایوان کے اندر کوئی چٹ نہ دی جائے کہ میرا نام ڈال دیا جائے۔نام اپنے پارلیمانی لیڈر کو دیں جو روزانہ کی لسٹ ہمیں دیا کریں گے۔اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! بجٹ تقریر کا آغاز قائد ایوان کرتے ہیں لیکن آپ نے پہلے قائد حزب اختلاف کو تقریر کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ اس سال کے بجٹ پر بحث کا آغاز کروں۔

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ جو پیش کیا گیا اس کے حوالے سے اس ایوان کے ممبران چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا حکومتی پارٹی سے کسی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ یہ بجٹ رائیونڈ میں بنا جیسے بھی بنا جس نے بھی بنایا، اسحاق ڈار صاحب نے بنایا یا ان کے مشیر نے بنایا لیکن اس ایوان میں سے بشمول وزیر خزانہ کوئی ایسا خوش قسمت ممبر نہیں جس کو اس بجٹ پر اعتماد میں لیا گیا ہو۔ رائیونڈ میں اسحاق ڈار صاحب کی سربراہی میں جو کتاب تیار ہوئی اس کو پڑھنے کے لئے پہلے ایک وزیر خزانہ بنایا گیا پھر اس میں پتا نہیں کیا خرابی نکل آئی، اس میں کیا بیماری تھی کہ اس کا notification cancel کر کے ایک دن پہلے ہمارے چھوٹے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو یہ قلمدان سونپ دیا گیا اور انہیں یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے بجٹ صرف پڑھنا ہے۔ انہوں نے بڑی تیاری کی کہ شاید اپوزیشن کی طرف سے حکومت پر تنقید کے سلسلے میں شور شرابا ہو گا۔ انہوں نے اپنی تقریر اتنی تیزی سے پڑھی کہ اپوزیشن خاموش بھی رہی لیکن انہوں نے اپنی speed وہی رکھی، اسی طرح دوڑ لگائے رکھی کہ شاید ان پر کوئی بم گرنے والا ہے۔ حالانکہ ہم تو چاہتے تھے کہ وزیر خزانہ آرام کے ساتھ اپنی تقریر مکمل کریں لیکن جس جوش اور جذبہ کے ساتھ انہوں نے اس دن جو امتحان پاس کیا ہے بجٹ پیش کرنے پر تو میں انہیں خراج تحسین پیش نہیں کروں گا کیونکہ وہ بجٹ ان کا بنایا ہوا ہی نہیں ہے البتہ جس جوش اور جذبہ کے ساتھ اور خاص طور پر جس speed کے ساتھ انہوں نے اس دن دوڑ لگائی اس پر یقیناً میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے رٹے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور رٹا لگانے میں ایک اچھے بچے ثابت ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بجٹ جو پنجاب کے عوام کے لئے آنے والے ایک سال کے جتنے بھی معاملات ہیں ان کی نشاندہی کرتا ہے کہ انہوں نے کس طرح سے چلنا ہے لیکن بدقسمتی کے ساتھ اس صوبے کے جو چیف منسٹر ہیں مجھے توقع تھی کہ بجٹ تقریر کے موقع پر بھی وہ تشریف نہیں لائیں گے لیکن وہ تشریف لے آئے۔ یہ بھی بہت بڑی بات ہے، انہوں نے بڑا احسان کیا ہے اور میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ چلیں بجٹ والے دن ہی وہ تشریف لے آئے۔ ان کی جو انا ہے یا ایوان میں آنے سے وہ جو بے عزتی محسوس کرتے ہیں انہوں نے اس کو ایک طرف رکھ کر اجلاس میں شرکت کی میں اس پر بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہ جس طرح سے one man show کے ذریعے سارے حکومتی معاملات کو چلاتے ہیں بدقسمتی سے اس بجٹ میں بھی one man show جاری رہا۔ وزیر خزانہ کے مقرر ہونے اور بجٹ بننے تک مکمل one man show نظر آیا۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ میں اپنی کیبنٹ کو مانتا

ہوں اور نہ ہی اس معزز ایوان کے ممبران کی میرے سامنے کوئی حیثیت ہے۔ میں خود جو چاہوں کرتا ہوں، خادم اعلیٰ بھی وہی ہیں، بادشاہ بھی وہی ہیں، مغل بادشاہ بھی وہی ہیں، شہنشاہ بھی وہی ہیں یہ تمام القابات ان کی طبیعت کے مطابق ان پر fit ہوتے ہیں۔ اس بجٹ میں صوبہ پنجاب کے اندر ایک نہیں ہزاروں کی تعداد میں ایسے سکول ہیں جہاں پر چھت نہیں ہے، چار دیواری نہیں ہے۔ اس بات کو کسی نے نہیں دیکھا ان کی طرف کسی کی توجہ نہیں گئی لیکن 4۔ارب روپے لیپ ٹاپ کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں اور یہ لیپ ٹاپ دیئے کس کو جا رہے ہیں؟ کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ کنیئرڈ کالج کی بچیاں خود afford کر سکتی ہیں ان کے گھروں میں ایک نہیں تین تین لیپ ٹاپ پہلے سے موجود ہوں گے اور وہ بچے جو درختوں کے نیچے پڑھ رہے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ان غریب بچوں اور بچیوں کا حصہ بنتا تھا، ان کا حق بنتا تھا جو کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو دے دیا گیا جن کے گھروں میں تین تین گاڑیاں موجود رہتی ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے جا رہے ہیں، کیا یہ الیکشن لڑ رہے ہیں یا عوام کی خدمت کرنے کا بجٹ ہے؟ اس سے تو لگتا ہے کہ انہوں نے election campaign چلائی ہوئی ہے۔ لیپ ٹاپ دے کر کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کو ووٹ مل جائیں گے؟ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی پاگل آدمی ہو گا جو مسلم لیگ (ن) کو ووٹ ڈالے گا جس کو تو عقل ہے وہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ نہیں ڈالے گا۔ آپ کو youth سے خوف ہے، پیپلز پارٹی سے خوف ہے، آخر آپ اتنے خوفزدہ کیوں ہو گئے ہیں اس لئے کہ youth کو عقل ہے وہ اپنی ایک سوچ رکھتے ہیں کہ یہ نااہل حکمران ہیں جنہوں نے اس صوبے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ لیپ ٹاپ تو کیا ان کو گاڑیاں بھی دے دیں اس کے باوجود ان کو ووٹ کوئی نہیں دے گا اور آپ میری یہ بات یاد رکھئے گا۔ پاکستان، پنجاب اور خاص طور پر لاہور کے لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہوا ہے کہ ہم نے مسلم لیگ (ن) اور شیر کو ووٹ نہیں دینے جو آٹا اور روٹی بھی کھا گیا۔ اس کے علاوہ سستی روٹی سکیم تو ہمیں اس بجٹ میں نظر ہی نہیں آئی اگر ان کی یہ سکیم اتنی اچھی تھی تو اس بجٹ سے وہ کیوں غائب کر دی گئی ہے، کس طرح سے انہوں نے یہ سوچ لیا ہے کہ یہ لوگوں کو کاریں اور لیپ ٹاپ دے کر ووٹ حاصل کر لیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ اس طرح سے انہیں ووٹ نہیں ملیں گے۔ کیا بھٹو صاحب کی نقل کر کے مائیک توڑ کر ان کو ووٹ ملیں گے؟ اگر بھٹو بننا ہے تو پھر جان کی قربانی دینا پڑے گی، بھٹو بننا ہے تو پھر تختہ دار پر بھی لٹکنا پڑے گا۔ یہ مائیک پھینک کر اور کھدر کی شرٹ پہن کر بھٹو بن رہے ہیں حالانکہ کھدر کی شرٹیں پہن کر یہ ذوالفقار علی بھٹو نہیں بن سکتے۔ توانائی کے بحران پر بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے پانچ چھ صفحے پڑھے ہیں، میں یہ بات بھی مانتا

ہوں کہ یہ وفاق کا مسئلہ ہے انہوں نے ان پانچ صفحوں میں وفاق پر بھرپور تنقید بھی کی ہے لیکن یہ مجھے بتائیں کہ ان کی حکومت کو بھی پانچواں سال شروع ہو چکا ہے کیا انہوں نے اس وقت تک پنجاب میں ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کی ہے؟ کبھی چین جاتے ہیں، کبھی ترکی جاتے ہیں یہ وہ پہلوان ہیں جو کہتا ہے کہ "میریاں آنیاں جانیاں دیکھ "ان کی آنیاں جانیاں بڑی ہیں لیکن ایک میگاواٹ بجلی بھی یہ پیدا نہیں کر سکے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو چیلنج کر رہا ہوں کہ اگر اس tenure میں صوبائی حکومت نے ایک میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی اہلیت حاصل کر لی تو میں اپنی سیٹ سے resign کر دوں گا۔اب تک یہ ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کر سکے ہیں اور نہ ہی یہ اپنے اس tenure میں کر سکیں گے، یہ سارا فراڈ ہے۔ توانائی بحران کے لئے ایک انرجی کانفرنس بلائی گئی انہوں نے وہاں پر یہ معاہدہ کیا کہ ہم لاہور اور پورے صوبہ کی دکانیں شام 8 بجے بند کرائیں گے لیکن کیا آپ نے پورے صوبہ میں کہیں کوئی دکان 8 بجے بند ہوتی دیکھی ہے؟ انہوں نے خود انرجی کانفرنس بلائی، خود ہی وزیر اعظم کو بلایا، خود ہی باقی صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بلایا اور وہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے جتنے بھی وعدے کئے ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا، انہوں نے ایک وعدہ بھی پورا نہیں کیا، انہوں نے کسی جگہ دکانیں بند نہیں کرائیں، مارکیٹیں بند نہیں کرائیں۔ اگر حکومت پنجاب انرجی کے اس بحران میں تعاون کرتی تو یقیناً بہتر نتائج حاصل ہو سکتے تھے۔ اس مشکل وقت میں پانچ سو سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی ضائع ہو رہی ہے۔ صرف ایک شخص کی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے لوگ suffer کر رہے ہیں۔پورے ملک میں ایک بحران ہے لیکن ایک صوبے کے وزیر اعلیٰ کبھی ہیلی کاپٹر پر ساہیوال جا کر ریلیوں کو lead کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کبھی قصور چلے جاتے ہیں اور ان کی اپنی کارکردگی یہ ہے کہ ساڑھے چار سالوں میں ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا کر سکے اور نہ آئندہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ کبھی چائنا جاتے ہیں، کبھی ایران جاتے ہیں کبھی کسی اور ملک میں جا رہے ہیں کہ ہم بجلی کے لئے جا رہے ہیں اور یہاں پر بڑے بیز لگ رہے ہیں لیکن رزلٹ صفر ہے اور اس میں کوئی بہتری آنے کی توقع نہیں ہے۔

جناب والا! پہلے بھی گرین ٹریکٹر سکیم تھی اور اب بھی اس میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ جب گرین ٹریکٹر سکیم میں قرعہ اندازی ہوئی تو چیف سیکرٹری پنجاب جاوید محمود صاحب کے دو ٹریکٹر نکلے، شاید وزیر خزانہ صاحب کو یاد ہو کہ میں نے کیبنٹ میں point out کیا تھا کہ قصور میں ایک سرکاری افسر کے دو ٹریکٹر نکلے ہیں۔ ایک ہفتے بعد جواب آیا کہ نہیں نکلے تو پھر میں نے نام بتا دیا بعد میں وہ ثابت ہو گیا اور چیف سیکرٹری صاحب نے وہ پیسے جمع کرائے۔ میں آپ کے سامنے ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں کہ چیف

سیکرٹری صاحب نے پیسے واپس جمع کرائے اور انہوں نے کہا کہ اتفاق سے میرے دو ٹریکٹر نکل آئے تھے۔کسی ایم پی اے، ایم این اے یا کسی اور کے ساتھ تو یہ اتفاق کیوں نہیں ہوا کہ اس کے دو ٹریکٹر نکلے ہوں۔یہ ٹوٹل فراڈ سکیم ہے اس میں مکمل طور پر متوالوں کو oblige کیا جارہا ہے۔وہ چیف سیکرٹری بھی متوالہ تھا اب موجود چیف سیکرٹری کا ٹریکٹر نہیں نکلے گا چونکہ یہ سرکاری افسر ہے متوالہ نہیں ہے، ہاں ڈاکٹر توقیر کا ٹریکٹر نکلے گا خیر اس کے تو کروڑوں نکل چکے ہوں گے چونکہ وہ بہت بڑا متوالہ ہے اور شاید اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب اسے رانا صاحب کی جگہ ایم این اے یا ایم پی اے کا الیکشن لڑا دیں گے۔ اس سکیم میں مسلم لیگ (ن) کے متوالے افسروں اور متوالوں کے ٹریکٹر نکل رہے ہیں اور اس سے صوبے کے غریب کاشتکار کو کوئی relief نہیں مل رہا ہے۔صوبے کا غریب کاشتکار آج بھی دیکھ رہا ہے کہ میری حکومت میرے لئے کیا کر رہی ہے لیکن اس کا رزلٹ صفر ہے۔گنے کی فصل میں کاشتکار کو لوٹا جاتا ہے ابھی تک ملوں نے پیسے دینے ہیں اور پنجاب میں تمام شوگر ملوں کے head میاں محمد شہباز شریف صاحب ہیں اور انہیں ان کی مکمل طور پر پشت پناہی حاصل ہے۔سات آٹھ ملیں تو ان کی اپنی ہیں، پورے صوبے میں گنے کا کاشتکار رو رہا ہے لیکن اسے اپنے گنے کی رقم نہیں مل رہی۔اگر آج پنجاب حکومت کین کمشنر اور کمشنرز کو پابند کرے کہ آپ نے ایک مہینے کے اندر ادائیگی کرانی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ادائیگی کیسے نہیں ہوتی؟ ادائیگی اس لئے نہیں ہو رہی کیونکہ وزیر اعلیٰ نے خود زمینداروں کے اربوں روپے دینے ہیں اور باقی پانچ چھ ملوں پر بھی سختی نہیں کی جاتی کیونکہ تقریباً وہ بھی ان کے رشتہ دار ہی ہیں۔اب گندم پر آجائیں کہ پورے صوبے میں 80 روپے سے 100 روپے تک بوری بکی ہے، کسی کو بھی گندم کی بوری free میں نہیں ملی بلکہ 80 روپے سے 100 روپے تک بوری بکی ہے، تحصیلدار، پٹواری، متوالے سب لوٹ کر کھا گئے ہیں۔حکومتی ممبران بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں کہ کیا غریب کاشتکاروں کو بوریاں ملی ہیں؟ آڑھتی کھا گیا ہے، مڈل مین کھا گیا ہے لیکن غریب کاشتکار کو کوئی relief نہیں ملا۔میرے خیال میں یہ واحد صوبائی حکومت ہے جس نے قسم اٹھائی ہوئی ہے کہ ہم نے صوبہ کے کاشتکاروں کو قتل کر دینا ہے۔پتا نہیں میاں محمد شہباز شریف صاحب کو زمیندار کلاس سے کیا نفرت ہے اگر ان کے بس میں ہو تو زمینداروں کو لائن میں کھڑا کر کے گولی مار دیں۔اگر اس صوبے میں صبح شام قتل عام ہو رہا ہے تو وہ غریب زمیندار کا ہو رہا ہے، اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس صوبے کے وزیر اعلیٰ نے تہیہ کر رکھا ہے کہ زمیندار کلاس جو میرے ساتھ نہیں ہے میں نے اسے ذبح کرنا ہے،

تو یہ جو بھی ظلم کریں قوم تیار ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ یہ ظلم کی انتہا کر رہے ہیں اور انشاء اللہ انہیں اس کا جواب الیکشن میں ملے گا۔

جناب سپیکر! بلا سود قرضے کی مد میں پچھلے سال بھی پیسے رکھے گئے تھے لیکن وہ پیسے کس کو مل رہے ہیں؟ ادھر اپوزیشن کے ممبران بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں میرے خیال میں حکومت والے بھی یہی کہیں گے اور وہ مال ہڑپ ہو رہا ہے۔اب بھی بلا سود قرضوں کے لئے رقم رکھی گئی ہے وہ قرضے کس کو ملیں گے، اس کا کیا طریق کار ہو گا، اس کے کون اہل ہیں؟ اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔چونکہ الیکشن آ رہا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس طرح پیسے دے کر ووٹ خرید لیں گے۔اس بجٹ میں ایک چیز سب سے نمایاں ہے کہ ووٹ خریدنے کے لئے مکمل پلاننگ کی گئی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جن لوگوں کو قرضے دیں گے شاید وہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دیں گے۔ میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا ہے کہ وہ کوئی پاگل ہو گا جو مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دے گا جو کوئی عقل رکھتا ہے وہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دے، نہیں دے گا۔یہ پچاس ہزار روپے کے قرضے دے لیں، ٹیکسیاں دے لیں، لیپ ٹاپ دیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس کی وجہ سے ان کو کوئی ووٹ نہیں دے گا۔

جناب سپیکر! پچھلے سال دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے تھے اگر وہ سکیم بہت اچھی ہے، بہت کامیاب سکیم ہے اور اس سے بہت فائدہ ہو رہا ہے تو پھر اس کی رقم کم کیوں کر دی گئی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے وہ سکول interior میں بنائے ہیں اب ان پر حکومت کا اتنا زیادہ خرچ آ رہا ہے، ابھی انہوں نے یہ بات ماننی نہیں لیکن میں آپ کو یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ان کا خرچ اتنا ہے کہ اب انہوں نے دانش سکولوں کے پرنسپل صاحبان سے کہا ہے کہ آپ آدھے بچے وہ لائیں جو خود مہینے کا تیس چالیس ہزار روپے afford کر سکتے ہوں۔پوری تحصیل چشتیاں میں صرف آٹھ دس گھرانے ایسے ہیں جو مہینے کا چالیس پچاس ہزار روپے afford کر سکتے ہیں لیکن already ان کے بچے ملتان یا لاہور میں پڑھتے ہیں۔اب تحصیل چشتیاں میں تین سو وہ بچے نہیں مل رہے جو چالیس سے پچاس ہزار روپے مہینے کا afford کر سکتے ہوں۔اب خرچ زیادہ ہو رہا ہے، آمدن کوئی نہیں، فیس لینی نہیں، ضد میں یہ سکول بنائے گئے ہیں اور ان سکولوں کا تمام خرچہ حکومت afford کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔اب پرنسپل صاحبان سے کہا جا رہا ہے کہ بچے پیدا کریں جو چالیس پچاس ہزار روپے ماہانہ afford کر سکیں۔ وہاں چشتیاں میں تو وہ بچے نہیں ہیں اس لئے رائے ونڈ سے لے جائیں۔وہ بچے کس طرح بننے ہیں، کس طرح ملنے ہیں اس کا طریق کار وزیر اعلیٰ سے پوچھ کر پرنسپل صاحب کو بتا دیجئے گا۔یہ بچے وہاں سے نہیں

ملیں گے اور یہ ہماری عقل سے باہر ہے۔اگر منصوبہ اچھا ہے تو رقم کیوں کم کر دی گئی ہے ؟ سستی روٹی والا فراڈ شہرت حاصل کرنے کے لئے تھا یہ کیاlogic ہے کہ ایک سکول پر پچاس کروڑ روپے لگ رہا ہے اور اس کے ساتھ والے گاؤں میں پنجاب حکومت کے سکول میں چار دیواری ہے، لیٹرین ہے اور نہ ہی چھت ہے اور بچے وہاں درختوں کے نیچے پڑھ رہے ہیں؟ یہ بات عقل سے باہر ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے انقلاب لانا ہے اور ذوالفقار علی بھٹو بننا ہے۔ان کی سوچ دیکھیں، وہ کہتے ہیں کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا" اخلاقی طور پر پنجاب کے سکولوں میں جانے والے تمام بچوں کو ایک ہی merit پر سنبھالنا وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ایک بچے کو تو ایچی سن کالج کے standard کے سکول میں داخل کرایا گیا جبکہ اسی کے ساتھ والے گاؤں میں پڑھنے والے بچوں کے سکول میں چھت ہے، نہ کرسیاں اور وہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب حکومت انصاف کر رہی ہے ؟انہوں نے بجٹ میں دانش سکولوں کے لئے رقم کم کر کے اس سکیم کے فیل ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔اس کے بعد یہ کہنا غلط ہو گا کہ دانش سکول بہت کامیاب ہیں۔ وہاں پر داخلے کے لئے چالیس، پچاس ہزار روپے خرچ کرنے والے بچے ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ مجھے تو ایسے بچے ملتے ہوئے نظر نہیں آ رہے اس طرح حکومت نے خود یہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ سکیم ناکام ہے اور آپ دیکھیں گے کہ ان سکولوں میں جو کہ اربوں روپے خرچ کر کے بنائے گئے ہیں جانور بندھے ہوں گے۔

جناب سپیکر!اب میں محکمہ صحت کی طرف آتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی meetings میں یہ کہا تھا کہ میں دو محکموں تعلیم اور صحت میں بڑی دلچسپی رکھتا ہوں اور ان میں سبز انقلاب لانا چاہتا ہوں۔ محکمہ صحت میں جو انقلاب آیا ہے اس کو کچھ دن پہلے سروسز ہسپتال میں پوری قوم نے دیکھا ہے۔اس صوبے کے وزیر اعلیٰ جو کہ وزیر صحت بھی ہیں کو شرم آنی چاہئے۔ محکمہ صحت کے ترقیاتی بجٹ میں سال 12-2011 میں 16۔ارب 30 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن ان میں سے 11۔ارب 50 کروڑ روپے خرچ ہو سکے۔اس محکمہ کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا تھا وہ بھی خرچ نہیں ہوا یعنی 4۔ارب 80 کروڑ روپے خرچ ہی نہیں ہو سکے۔ صوبے میں صحت کے حوالے سے جو بہتری لانی تھی اس کے لئے 16۔ارب روپے رکھے گئے جبکہ 11۔ارب روپے خرچ ہوئے۔ شعبہ صحت میں بہتری لانے، ادویات مہیا کرنے اور ہسپتالوں میں لوگوں کے علاج معالجہ کے لئے جو رقم رکھی گئی وہ خرچ ہی نہیں کی گئی۔ محکمہ صحت کے وزیر خود وزیر اعلیٰ ہیں اگر کوئی اور وزیر ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ یہ وزیر صحت کی غلطی ہے۔ یہ محکمہ تو وزیر اعلیٰ کے پاس تھا جو اس شعبے میں انقلاب لانے کی باتیں کرتے تھے۔ یہ

خاک انقلاب ہے کہ جو پورے صوبے کے ہسپتالوں کی بہتری کے لئے ترقیاتی بجٹ مختص کیا گیا تھا یہ اسے بھی خرچ نہیں کر سکے۔ میرے انتہائی محترم بھائی مخدوم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ رحیم یار خان، بہاولپور، راجن پور اور ڈی جی خان کے ہسپتالوں میں اگر کسی کو مفت ادویات ملتی ہیں تو مجھے بتا دیں۔ لوگ جنوبی پنجاب کا صوبہ کیوں مانگ رہے ہیں؟ سروسز ہسپتال میں بھی جعلی ادویات ملتی ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا اتنا بڑا scandal آپ کے سامنے آیا ہے۔ محکمہ صحت کے لئے پیسے بھی رکھے گئے، وزیر اعلیٰ صاحب اس شعبے میں انقلاب لانا چاہتے ہیں لیکن پھر بھی حالات کس قدر خراب ہیں وہ آپ سب کے سامنے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کو دو محکموں سے بہت پیار ہے۔ میرے بھائی ڈاکٹر اسد اشرف صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ کہا کہ یہ بڑے لائق آدمی ہیں لہذا ان کو وزیر صحت بنایا جائے لیکن وزیر اعلیٰ نے یہ محکمے خود اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں کہ میں نے یہاں انقلاب لانا ہے۔ انقلاب یہ ہے کہ خاص طور پر دو محکموں صحت اور تعلیم کا بیڑا غرق ہو چکا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے تو بورڈ کے امتحانات میں وہ scandals سامنے نہیں آئے جو کہ پچھلے دو سالوں میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔ لڑکیوں کی رول نمبر سلپیں لڑکوں کو چلی گئیں۔ رول نمبر سلپ میں سنٹر لاہور لکھا گیا لیکن جب وہ پیپر دینے گیا تو بتایا گیا کہ آپ کا سنٹر تو فیصل آباد میں ہے۔ انہوں نے طالب علموں کو اتنا پریشان کیا ہے کہ بچوں نے اپنے results غلط آنے کی وجہ سے خودکشیاں کیں اور وہ ذہنی مریض بن گئے ہیں۔ محکمہ صحت اور تعلیم میں ایسے ایسے scandals سامنے آئے ہیں کہ جن کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ نے اپنے پاس بہت سے محکمے رکھے ہوئے ہیں لیکن محکمہ صحت اور تعلیم کے متعلق موصوف خود فرماتے ہیں کہ مجھے ان سے بڑا پیار ہے اور میں ان میں بہتری لانا چاہتا ہوں۔ کیا بہتری آئی ہے ہمیں بھی ذرا بتا دیں؟ ان دونوں محکموں کا بیڑا غرق کر دیا گیا ہے۔ ان کی کوتاہی کے نتیجے میں لوگوں کی جانیں گئیں، لوگوں کے مستقبل تباہ ہوئے اور بچوں نے خودکشیاں کیں۔ ابھی تک یہ محکمے وزیر اعلیٰ نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اور ان کے لئے رقوم بھی مختص کر دی گئی ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ پچھلے سال کی طرح یہ پیسے اب بھی خرچ نہیں ہوں گے اور ان محکموں کا بیڑا غرق کرنے کا وزیر اعلیٰ کا مشن اسی طرح جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! اب میں لاہور کے حوالے سے بات کروں گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاہور ہمارا دارالحکومت ہے، یہاں پر باہر سے لوگ آتے ہیں اور کسی بھی صوبے یا ملک کے دارالحکومت کو زیادہ funds دینے پڑتے ہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں لیکن تھوڑا بہت دوسرے شہروں کی طرف بھی

دیکھنا چاہئے۔دوسرے علاقوں سے بھی ان کے ممبران منتخب ہوئے ہیں۔وہاں کے لوگوں نے بھی ان کو ووٹ دیئے ہیں۔لاہور میں 40۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔پورے صوبے کے لئے 220۔ارب روپے رکھے گئے تھے اس میں سے 40۔ارب روپے کے قریب لاہور کی صرف پانچ چھ سڑکوں پر خرچ کئے گئے ہیں۔رنگ روڈ، نہر اور ٹرین سسٹم پر اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔چشتیاں، چنیوٹ، چکوال اور دوسرے علاقوں کا کیا قصور ہے؟ہمارا شہر فیصل آباد اس صوبے کا دوسرا بڑا شہر ہے۔وزیر قانون کا تعلق بھی اسی شہر سے ہے۔آپ حیران ہوں گے کہ ساڑھے چار سالوں میں فیصل آباد کے لئے کوئی mega project نہیں دیا گیا۔لاہور میں ہر مہینے کے بعد ایک mega project شروع ہو جاتا ہے۔فیصل آباد، ملتان، ساھیوال، راولپنڈی اور گوجرانوالہ کے لوگوں کا کیا قصور ہے؟کیا اب ہم یہ مطالبہ کریں کہ ہمیں پوٹھوہار کے ساتھ شامل کیا جائے؟پہلے ہم نے ایک صوبہ جنوبی پنجاب کی بات کی ہے تو ان کی چیخیں نکل گئی ہیں۔انہوں نے یہاں پر قرارداد پیش کی کہ جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے اور بہاولپور کو بحال کیا جائے لیکن بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔کیا مجھے یہ دکھا سکتے ہیں کہ بجٹ میں کس جگہ اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں؟یہ قوم اور جنوبی پنجاب کی عوام کے ساتھ کتنا بڑا فراڈ ہے؟ایک طرف کہتے ہیں پنجاب حکومت نے صوبہ جنوبی پنجاب کے لئے قرارداد پیش کی اور پاس کی ہے لیکن جب بجٹ آیا ہے تو اس کے لئے ایک روپے بھی نہیں رکھا گیا۔ مخدوم صاحب!آپ کا صوبہ بنانے کے لئے بجٹ میں ایک روپے بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر!اب میں بلدیاتی الیکشن کی بات کرتا ہوں۔میں آج challenge سے کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کے ہوتے ہوئے اس صوبے میں بلدیاتی الیکشن نہیں ہوں گے۔سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے ویسے ہی ان کو کچھ نہیں کہنا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ بلدیاتی الیکشن ہونے ہی نہیں کیونکہ اس سے اختیارات نیچے تک چلے جاتے ہیں اور میاں محمد شہباز شریف یہ کبھی نہیں چاہیں گے کیونکہ وہ اپنی کابینہ کے ساتھیوں کو اختیار نہیں دیتا اس لئے ضلع ناظم کو میاں محمد شہباز شریف اختیارات دے یہ تو مذاق والی بات ہے۔یہ تو ان کے لئے سوچنا بھی گناہ ہے۔یہ بلدیاتی انتخابات نہیں کرائیں گے۔جنوبی پنجاب کے حوالے سے انہوں نے جو قرارداد پیش کی تھی یہ قوم کے ساتھ فراڈ ہے۔اس بجٹ میں اس کے لئے رقم نہ رکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سب فراڈ ہے۔یہ sincere نہیں اور یہ صوبہ نہیں بنائیں گے لیکن جس طرح یہ کر رہے ہیں اس سے تو جنوبی پنجاب کے بعد دوسرے صوبے پوٹھوہار کی آواز بھی اٹھے گی۔اگر انہوں نے اپنے روّیے یہی رکھے تو پھر صوبہ پوٹھوہار کی آواز بھی اٹھے گی۔پھر یہ

لاہور میں اکیلے رہ جائیں گے تو پھر جو من مرضی کرنی ہے یہ کرتے رہیں۔یہ جس طرح ہمارے پیسوں کا لاہور میں ضیاع کر رہے ہیں جب یہ صوبے بنیں گے تو پھر یہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔پھر یہ لاہور کے اندر پیسے پیدا کریں اور لاہور پر خرچ کریں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اس الیکشن میں لاہور ان کے پاس رہے گا، نہ باقی شہروں سے کسی نے انہیں ووٹ دینے ہیں۔یہ پھر دریائے راوی میں بیٹھ کر بانسری بجائیں گے اور اچھے وقتوں کو یاد کریں گے۔

جناب سپیکر!انہوں نے پچھلے بجٹ میں اعلان کیا تھا کہ ہم نے کوئی سرکاری گاڑی نہیں خریدنی اور اس سال کی وزیر خزانہ کی تقریر دیکھ لیں انہوں نے پھر کہا ہے کہ ہم نے اس سال کوئی سرکاری گاڑی نہیں خریدنی۔انہوں نے پچھلے سال 3کروڑ 23 لاکھ روپے کی جی ایل آئی 22 گاڑیاں خریدی ہیں۔سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں کمیٹی نے ان گاڑیوں کی منظوری دی اور یہ 22گاڑیاں خریدی گئیں۔یہ عوام دوست بجٹ نہیں، یہ الفاظ کا ہیر پھیر، دھوکا اور فراڈ ہے۔یہ چیف منسٹر کا بجٹ ہے اس میں وزیر خزانہ کا تو کوئی قصور نہیں کیونکہ انہوں نے تو بجٹ تقریر پڑھنی تھی وہ پڑھ دی ہے۔جس طرح چیف منسٹر مینار پاکستان کے نیچے ٹینٹ لگا کر عوام کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کر رہے ہیں اسی طرح اس بجٹ میں بھی عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکی جا رہی ہے۔یہ بجٹ دھوکا اور فراڈ ہے اور مجھے اس بجٹ میں اس صوبہ کے عوام کی بہتری کے لئے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ محترم قائد حزب اختلاف نے بجٹ پر اپنی تقریر فرماتے ہوئے شوگر ملز کے بقایا جات اور خاص طور پر شریف فیملی کی شوگر ملز کے حوالہ سے بات کی ہے تو اس حوالہ سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی کسان کا ایک پیسا بھی شریف فیملی کی شوگر ملز کے ذمہ نہیں ہے اور باقی شوگر ملز کی بھی 98 فیصد payments ہو چکی ہیں۔میں اس بات پر بھی قائد حزب اختلاف کو مبارکباد پیش کرنی چاہوں گا کہ وہ واحد قائد حزب اختلاف ہیں جنہوں نے آج بجٹ پر اپنی تقریر میں بجٹ کو touch ہی نہیں کیا یعنی یہ facts and figures کے اوپر گئے ہی نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔میں یہاں پر دو چیزوں کو ذرا clear کر دوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بجٹ پر بحث کے حوالہ سے معزز ممبران کے لئے 5تا7منٹ fix کئے گئے ہیں تو مہربانی کر کے معزز ممبران اس وقت کے اندر اپنی تقریر کو wind up کریں۔جی،راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر ابھی مجھ سے پہلے قائد حزب اختلاف کی تقریر ہوئی، ہم سوچ تو یہ رہے تھے کہ اگر ہمارے بجٹ میں کوئی خامی رہ گئی ہے تو شاید اس کے متعلق کوئی تجویز آئی ہو گی لیکن ان کی تقریر سُن کر مجھے ایسے لگتا ہے کہ وزیر خزانہ نے اس ایوان میں بجٹ پر جو اپنی تقریر پیش کی ہے میرے خیال میں قائد حزب اختلاف کو وہ تقریر پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملا اور انہوں نے سیاسی انداز میں چند باتیں کیں۔ پنجاب حکومت کو اس ایوان میں اپنا پانچواں بجٹ پیش کرنے کا اعزاز ملا تو قائد حزب اختلاف کو بات کی کہ اس بجٹ میں سستی روٹی کا ذکر نہیں ہے لیکن وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے صفحہ 11 اور پیرا نمبر 25 میں آٹا کی سبسڈی کا ذکر موجود ہے اور اس کے لئے ایک اچھی خاصی رقم مختص کی گئی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قائد حزب اختلاف نے بجٹ پڑھا ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ اس ملک اور اس صوبہ کے 90 فیصد عوام کے گھروں میں پہلی تاریخ سے لے کر 10 تاریخ تک ہر مہینے ایک ڈاکا پڑتا ہے چاہے ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو۔ اس ملک کے غریب عوام ہر مہینے پہلی تاریخ سے 10 تاریخ تک لوٹے جاتے ہیں، اُن کی محنت کی کمائی لوٹی جاتی ہے، کوئی آئی جی پنجاب یا وزیر قانون اس بات کا متحمل نہیں ہے کہ وہ پرچہ دے سکے اور وہ ڈاکا بجلی کے بل کی صورت میں پڑتا ہے۔ بجلی آتی نہیں لیکن اس ملک کے غریب عوام کو ہر صورت میں بجلی کا بل دینا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم دو سال میں بجلی کی قلت ختم کر دیں گے، انہیں چار سال مل گئے ہیں اور اگر انہیں چودہ سال بھی دے دیں تو یہ بجلی کی قلت پھر بھی ختم نہیں کر سکتے۔ ان کی چار سال کی کارکردگی یہی بتا رہی ہے۔ اگر مسلم لیگ (ن) روٹی سستی کر دے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کام ووٹوں کے لئے کیا گیا ہے۔ آپ ہزار ہزار روپے ہر گھر میں دے رہے ہیں اور کروڑوں روپے جیالوں کو کھلا رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ پیسا ووٹوں کے لئے نہیں تو کیا لوٹوں کے لئے دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں نے دو دن پہلے چیف منسٹر کے حکم پر گوجر خان سے راولپنڈی سی این جی بسوں کا افتتاح کیا اور یقین کریں کہ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ انہوں نے جھولیاں اُٹھا کر میاں محمد شہباز شریف کو دعائیں دیں۔ چھوٹی گاڑیوں میں بیٹھتے ہوئے مردوں کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملنے سے ہماری اُن ماؤں بہنوں کی تضحیک ہوتی تھی تو انہوں نے کہا کہ کسی نے پہلی بار غریب عوام کے بارے میں سوچا ہے اس لئے ہم اُسے سلیوٹ پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!انہیں دانش سکولوں کا بڑادُکھ ہے کیونکہ وہاں پر غریب کے بچے پڑھتے ہیں۔اگر بندوق چور کے ہاتھ میں ہو تو ڈاکا ڈالتا ہے، سپاہی کے ہاتھ میں ہو تو بارڈر پر حفاظت کرتا ہے اور اگر بندوق پولیس کے ہاتھ میں ہو تو وہ جُرم کے خلاف جنگ کرتی ہے۔مثبت سوچ رکھنے والے اور اچھے نمبر لینے والے بچوں کو اگر لیپ ٹاپ ملے گا تو وہ ترقی کی راہ کی طرف جائیں گے لہذااس کی یہ criticism بند کریں۔اس ملک کے پڑھے لکھے طبقے کے لئے جو قدم اُٹھایا جارہا ہے آپ کو اُس پر دُکھ ہو رہا ہے۔آپ کو پانچ سال کا موقع ملا اس دوران کوئی ایک سکیم بتائیں جو کہ غریب کے لئے چلائی گئی ہو۔یہاں پر غریب کے لئے سستی روٹی سکیم چلی تو انہیں دُکھ ہو گیا،یہاں پر غریب کے لئے دانش سکول بنے انہیں دُکھ مل گیا، یہاں پر ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ ملا جس کی وجہ سے غریب کے بچے لمزاور اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں میں پڑھنے لگے تو اس کا بھی دُکھ ہو گیا۔پھر یہ بھی دُکھ ہے کہ مسلم لیگ(ن) کو ووٹ ملیں گے تو بات یہ ہے کہ جو کام کرے گا اُسے ووٹ ملیں گے۔آئیں اسی بات پر موازنہ کر لیں ہمارا چیف منسٹر مینار پاکستان پر بیٹھا ہے۔آپ کا وزیر اعظم اور صدر اپنے وزیر اعظم ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس سے اکیلے باہر نکل کر دکھا دیں۔

جناب والا!میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں عوام کی خدمت کی وجہ سے عزت ملتی ہے۔ہم یہاں پر عوام کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔کسی نے ذاتی طاقت سے کوئی زیادہ وزن نہیں اُٹھایا کیونکہ عوام کی اکثریت جس کے ساتھ چلی ہے وہ یہاں آکر بیٹھتا ہے اور یہاں آکر بیٹھنے کے لئے عوام کی اکثریت کے لئے کام کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ہماری حکومت کی تمام جتنی سکیمیں آشیانہ،دانش سکول، سستی روٹی اور سی این جی بسیں یہ عوام کی فلاح و بہبود کی سکیمیں ہیں۔گرین ٹریکٹر سکیم کی بات کی گئی تو میں کہتا ہوں کہ میرے ضلع میں، میں نے خود اپنے ہاتھ سے کمپیوٹر کا بٹن دبایا۔میرے سب سے بڑے مخالف خاندان کے بندے کا قرعہ نکلا اور اسے میرٹ پر ٹریکٹر ملا۔اس سے پہلے یہ نہیں ہوتا تھا اگر حج سیکنڈل ہوا تو آپ نے کوئی recovery نہیں کی۔اس میں کوئی غلطی point out ہوئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہ پیسے واپس حکومت کے خزانے میں جمع کرائے۔یہ کہنے کو بھول گئے کہ اسی وزیر اعلیٰ کے دور میں کسی اسمبلی کے ممبر نے بیرون ملک کا دورہ سرکاری خرچ پر نہیں کیا۔یہ دوسری باتوں کے ساتھ اچھائی کی باتیں بھی کہہ دیتے تو اچھا تھا لیکن اچھائی کے سب کاموں پر پردہ ڈالنے سے اور آنکھیں بند کر لینے سے کبوتر بچ نہیں جایا کرتے۔انہوں نے ایک بات کہی تھی کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا"تو میں کہتا ہوں کہ "بلی کے خواب چھچھڑے"

جناب سپیکر! ہمیں جس انتہا تک وفاقی حکومت لے گئی ہے اور جس اقتصادی مالیاتی تباہی کی طرف یہ ملک جارہا ہے اس کے مدنظر میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو بہتری ہو سکتی ہے اس کی تجویز دیں۔آئندہ الیکشن روایتی سیاست کا الیکشن نہیں ہو گا۔وہ الیکشن اس لئے نہیں ہو گا کہ یہ ایم پی اے بنے یا وہ ایم پی اے بنے۔اس ملک کے لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ میں ایک سیاسی کارکن ہونے کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اگلا الیکشن آخری الیکشن ہو گا کہ اگر اس ملک میں ساٹھ سالہ روایتی سیاست کا دور دورہ رہے گا تو اس کے بعد پھر بیلٹ پیپر کے ذریعے اس ملک کے عوام اس ملک کے اس سیاسی سسٹم کو نہیں چلنے دیں گے۔خدارا اس ملک کے عوام کو سکون کی نیند سونے کے لئے ہمیں اس سسٹم کی خامیوں کو دُور کرنا پڑے گا۔ میں جناب وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے اور جو بھی قدم غریب عوام کی بہتری کے لئے اٹھایا جائے گا ہم اور اس صوبہ کے عوام ان کے پیچھے چلیں گے۔بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جناب ظفر ذوالقرنین ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی گزارشات کا آغاز اپنے ساتھی ممبران اپوزیشن کو مبارکباد دے کر کروں گا کہ قومی اسمبلی میں جو ایک غیر جمہوری اور غیر پارلیمانی روایت قائم کی گئی اس کے برعکس پنجاب میں اپوزیشن نے نہایت صبر، تحمل، civility،culturedاور بڑے پن کا ثبوت دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یقیناً یہی اصل جمہوری روایات ہیں، جمہوریت کے نعرے لگانا اسے سمجھنا اور سچے دل سے اپنانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا مگر موصوف کا بجٹ کی تیاری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی بجٹ میں مبارک کے لئے کوئی چیز موجود ہے۔ہر سال کی طرح اس سال بھی پنجاب حکومت نے پنجاب کے عوام کو ایک deficitاور جھوٹے وعدوں سے بھرپور بجٹ دیا ہے۔ہر سال پنجاب حکومت کو اپنی نااہلی اور غفلت چھپانے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ درکار ہوتا ہے۔یہ اپنی حکومت کے پہلے تین سال ماضی کی پانچ سالہ حکومت کا جھوٹا رونا روتے رہے۔ پچھلے سال سیلاب کی ناگہانی آفت ان کی نااہلی چھپانے کے کام آئی اور اس سال وفاقی حکومت کی جانب سے کئے جانے والے مبینہ مظالم کا قصہ اور رونا رو کر انہوں نے اپنی غفلت چھپانے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! موصوف وزیر خزانہ اپنی تقریر کے بیشتر حصے میں وفاقی حکومت کے مظالم کا رونا روتے رہے۔ یہ کس ناروا سلوک کی بات کرتے ہیں جبکہ ان کے اپنے دیئے گئے حقائق اس کے برعکس ہیں۔12-2011 کے بجٹ میں Provincial receipts کی مد میں 655 یا 699 ملین روپے کی توقع تھی۔ اس کا اگر head wise موازنہ کریں تو یہ تین heads میں آنا تھا۔ Provincial owned receipts جو صوبہ اپنے وسائل سے پیدا کرتا ہے۔ وہ 114 بلین اور 240 ملین روپے تھے۔ صوبہ اپنا target achieve نہیں کر سکا اور یہ 111 بلین روپے پر آ گئے۔ اس کے علاوہ Federal Divisible Pool اور Federal Grants کی مدوں میں صوبہ پنجاب جس help اور جس share کی توقع کر رہا تھا اس سے زیادہ اس کو ملا ہے۔ یہ Federal Divisible Pool سے 531 بلین اور 528 ملین روپے کی توقع کر رہے تھے اور اس ظالم وفاقی حکومت نے ان کو 533 بلین روپے یعنی دو بلین زیادہ دیا ہے۔ Federal Grants کی مد میں یہ 9 بلین اور 930 ملین روپے کی توقع کر رہے تھے جبکہ اس ظالم وفاقی حکومت نے انہیں اس سے 22۔ارب روپے زیادہ دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ظلم وفاقی حکومت کی طرف سے پنجاب حکومت کے ساتھ نہیں بلکہ پنجاب کی عوام کے ساتھ ہے کہ پنجاب کی عوام کے حق کا اتنا پیسا ایک نااہل حکومت کو اپنی ضدیں اور شوق پورا کرنے کے لئے دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! چار سال قبل اس ایوان میں وزیر اعلیٰ نے اپنا حلف لیتے ہوئے ایک بہت خوش آئند اعلان کیا تھا کہ میں وزیر اعلیٰ نہیں خادم اعلیٰ بن کر رہوں گا۔ یہ اعلان سننے میں بہت اچھا لگا لیکن چار سال سے یہ ایوان اور صوبہ کی عوام اس خادم اعلیٰ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ خادم اعلیٰ اخبارات اور ٹی وی پر پنکھا جھلتے اور بسوں میں بیٹھے تو نظر آ جاتے ہیں لیکن ان کی یہ سوچ اور ان کے کام کے اثرات کہیں نظر نہیں آتے۔ بجٹ میں وعدے خادم اعلیٰ کے ہوتے ہیں اور بجٹ کے بعد سال کے اختتام پر اس بجٹ کے اثرات میں صرف اور صرف وزیر اعلیٰ کی تصویر نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آؤں گا۔ بجٹ تقریر میں ایک false claim یہ بھی کیا گیا ہے کہ پنجاب حکومت net enrolment rate میں 85 فیصد کا target achieve کر سکی ہے۔ یہ باقی غلط بیانیوں کی طرح ہی ایک اور غلط بیانی ہے۔ اس تقریر میں کوئی source quote نہیں کیا گیا۔ میں source quote کرتا ہوں کہ اسی مہینے شائع ہونے والے Economic Survey of the Pakistan 2012 کے مطابق پنجاب کے سکولوں کا net enrolment rate

09-2008 کے 62فیصد کے مقابلے میں 11-2010 میں 61 فیصد پر آ گیا ہے۔ اس کے علاوہ UNESCO کی شائع کردہ Policy Analysis of Education in Punjab کے مطابق net enrolment rate Primary ages 5 to 9 November 2011 is at 61 percent, net enrolment rate Primary ages 4 to 9 is at 68 percent and net enrolment rate Primary ages 5 to 9 in Government Primary Schools is at 36 percent ان کو 85 فیصد کہاں سے نظر آ گیا ہے؟ یہ میری سمجھ سے باہر ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پچھلے سال مجھ سمیت کئی ممبران نے یہ استدعا کی تھی کہ دانش سکول سسٹم جیسے بڑے اور مہنگے منصوبے کی بجائے جو کہ چند سو بچوں کو فائدہ پہنچائے گا، صوبہ کے باقی لاکھوں بچوں کا خیال کریں جن کے سکول آج بھی سہولیات سے محروم ہیں۔ Journal of Research and Reflections in Education December 2011 میں ایک survey report شائع ہوئی ہے جس کا نام Status of missing facilities in Government Schools in Punjab ہے۔ اس کے مطابق 6 اضلاع سے 79 سکولوں کا survey کیا گیا، اس کی final report کے مطابق 35.4 فیصد سکولوں میں فرنیچر نہیں ہے، 56.9 فیصد سکولوں میں classrooms مکمل نہیں ہیں، 10.1 فیصد سکولوں میں چار دیواری نہیں یا مکمل نہیں ہے اور 21.9 سکولوں میں استاد دستیاب نہیں ہیں۔ یہ missing facilities جب پوری نہیں ہیں تو پھر آپ دانش سکول سسٹم جیسے منصوبے کو چلانے کی بجائے ان missing facilities کو پورا کریں۔ ان چند سو بچوں کا سوچنے کی بجائے پنجاب کے 34 لاکھ بچوں کا سوچیں جو تعلیم کے زیور سے محروم ہیں۔

جناب سپیکر! کسی بھی عمارت پر چھت بنیاد اور دیوار مکمل ہونے سے پہلے نہیں ڈالی جاتی۔ آپ کے سکولوں میں بنیادی سہولیات مہیا نہیں ہیں اور آپ ایک نئی جماعت کی نوجوانوں میں مقبولیت سے خائف ہو کر مفت laptop بانٹنے چلے ہیں۔ یہ اس نو مولود جماعت کی نوجوانوں میں مقبولیت کا خوف ہی ہے کہ جس کی وجہ سے پنجاب کی حکمران جماعت کے دل میں چار سالوں کے بعد اچانک نوجوانوں کے لئے محبت جاگ پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر خزانہ اپنی تقریر کا بیشتر حصہ نوجوانوں سے جھوٹے وعدے کرتے رہے۔

جناب سپیکر!مفت Laptop Scheme کی مبینہ کرپشن کو چھوڑیں اس کی تشہیر اور تقسیم کی تقریبات میں جو کروڑوں روپے خرچ کیا گیا ہے اگر وہ رقم missing facilities کو پورا کرنے کے لئے لگا دیتے تو حالت زار آج بہت بہتر ہوتی۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں لاء اینڈ آرڈر پر آؤں گا کہ غیر ترقیاتی بجٹ 12-2011 میں پولیس کے لئے 52 بلین 116 ملین روپے رکھے گئے تھے جنھیں revised estimate میں بڑھا کر 59 بلین روپے کر دیا گیا تھا۔اس سال دوبارہ پولیس کے لئے 61 بلین سے زائد رقم رکھی گئی ہے۔ کیا اس کا کوئی فائدہ پنجاب کی عوام کو ہوا ہے؟ کیا پنجاب کی عوام کی جان و مال آج پہلے سے زیادہ محفوظ ہے؟ پنجاب پولیس کی اپنی شائع کردہ پنجاب کرائم پروفائل کے مطابق 2010 کے رپورٹ شدہ کرائمز 3لاکھ 86ہزار 437 تھے۔2011 کے رپورٹ شدہ کرائمز 4لاکھ 19ہزار 365 ہیں۔اپریل 2011 تک untraced crimes جن کا کچھ پتا نہیں لگا کہ مجرمان کہاں ہیں اور جرم کیسے عمل میں آیا ان کی تعداد پہلے چار ماہ میں یہ 2550 تھی، 2012 کے پہلے چار ماہ میں یہ 3888 ہیں۔یہ پنجاب پولیس کی اپنی شائع کردہ رپورٹ ہے،اس میں میری یا وفاقی حکومت یا biased media کی رپورٹ نہیں ہے پھر اپریل 2012 تک پنجاب میں 1989 قتل ہوئے ہیں، 5012 اغواء کی وارداتیں ہوئی ہیں، 850 rapes ہوئے ہیں، 1328 ڈکیتی کی وارداتیں ہوئی ہیں، 6752 چوری کی وارداتیں ہوئی ہیں اور 7075 موٹر گاڑیاں چوری ہوئی ہیں،آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ساہی صاحب!wind up کریں۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: میں تھوڑی دیر میں wind up کر رہا ہوں۔اس کی میرے مطابق تین وجوہات ہیں جن کی وجہ سے پولیس کی inefficiency ہے۔پہلی وجہ کرپشن، دوسری political influence in transfer and recruitments اور تیسری mismanagement of human resources ہے۔ mismanagement of human resources سے مراد پولیس کے resources کا ناجائز استعمال ہے۔VVIP's سکیورٹی پر مامور پولیس جوان جو اپنے اصل فرائض سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔ میڈیا رپورٹوں کے مطابق صرف اور صرف خادمِ اعلیٰ کے خاندان کی سکیورٹی پر 876 پولیس جوان مامور ہیں جن میں 299 پولیس کی ایلیٹ فورس کے جوان بھی شامل ہیں۔اگر ان resources کو صحیح جگہ استعمال کیا جائے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے تو ایسے حالات ہی پیدا نہ ہوں کہ آپ کو اپنی حفاظت کے لئے سرکاری فوج درکار ہو۔آپ کو اپنی اولاد عزیز

ہے جبکہ ہر سال قتل اور اغواء ہونے والے ہزاروں نوجوان اس دنیا میں نہیں رہتے۔ اگر آپ کو عالی شان محلات کی حفاظت چاہئے تو غریب کے غریب خانوں کو بھی کسی ڈاکو اور چور کی ذاتی جاگیر نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ human resources کی mismanagement ہے اور پنجاب کے عوام کا پیسا جوان ملازمین کی تنخواہوں میں جارہا ہے یہ ایک خاندان کے لئے استعمال نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کس نے طے کیا ہے کہ کسی ایک خاندان کی حفاظت اور جان کی قیمت پنجاب کی تمام عوام کی جان کی قیمت سے زیادہ ہے؟ میں wind up کرنے سے پہلے austerity کے اوپر تھوڑی سی گزارشات پیش کرنا چاہوں گا کہ اس دفعہ بجٹ تقریر میں وزیر موصوف نے austerity کے اوپر بڑے دعوے نہیں کئے لیکن ہم سب کو یاد ہے کہ گزشتہ سال یہ claim کیا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ میں ایک چوتھائی اخراجات میں کمی کی جائے گی۔ میں نے پچھلے سال اپنی گزارشات میں یہ clear کیا تھا کہ ایک چوتھائی کمی کا claim صرف لفاظی ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ سال 11-2010 اور سال 12-2011 میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات کے لئے 26 کروڑ 64 لاکھ 19 ہزار روپے رکھے گئے تھے اور یہ ایک چوتھائی کمی تب ہوئی تھی جب 11-2010 کی original allocation سے بڑھ کر revised allocation میں یہ 32 کروڑ روپے سے زائد ہو گیا تھا۔ اس سال ایک چوتھائی کمی کے دعوے کے باوجود 26 کروڑ 64 لاکھ 19 ہزار روپے allocate ہونے کے بعد 36 کروڑ سے زائد خرچ ہوا ہے۔ گزشتہ سال میں نے اپنی گزارشات میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ایک بہت دلچسپ مد کا ذکر کیا تھا جس کا نام Entertainment and Gifts ہے۔ اس سال دوبارہ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان اور پنجاب کے عوام جاننا چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں تفریح اور تحائف کی مد میں جو 70 لاکھ روپے رکھا گیا تھا وہ 2 کروڑ 30 لاکھ کیوں ہوا اور یہ 2 کروڑ 30 لاکھ روپے کس تفریح اور تحائف میں استعمال ہوتا ہے جبکہ پنجاب میں ایسے غریب لوگ موجود ہیں جو 50 ہزار روپوں میں اپنی بچیوں کی شادیاں کرتے ہیں تو آپ کا وزیر اعلیٰ کس تفریح اور تحائف میں 460 بچیوں کی شادی جتنا فنڈ استعمال کر رہا ہے؟ گزارشات اور بھی ہیں لیکن آپ نے ٹائم کی restriction رکھی ہے لہذا میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں تنقید برائے تنقید پر یقین نہیں رکھتا لیکن ان پانچ سالوں کے پانچ budgets میں میرا unbiased view ہے کہ اس حکومت کا کوئی vision اور کام نظر نہیں آیا۔ پنجاب کی عوام گلیوں اور سڑکوں پر اس کے اثر سے suffer کر رہے ہیں۔ آپ لیپ ٹاپ بانٹ دیں، دعوے کر دیں یا نعرے لگا دیں مگر اس سے کوئی فرق

نہیں پڑتا۔آپ کہہ رہے ہیں کہ 250 بلین روپے کا ریکارڈ بجٹ ہے مگر جب آپ نے اُس کا لگانا ہی پچاس فیصد ہے تو آپ چاہے چار ہزار ارب کا بھی ریکارڈ بجٹ اعلان کر دیں گے تو اعلان کرنے سے کسی کا پیٹ نہیں بھرتا جب تک آپ حقیقت میں کوئی کام نہیں کریں گے۔بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ انبساط حامد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آج بجٹ کی بحث میں حصہ لینے کے لئے آپ نے مجھے موقع دیا۔سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب کو اُن کا عہدہ سنبھالنے اور 13-2012 کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وزیر خزانہ صاحب نے جب اپنی تقریر کی ابتدا کی تو وہ اس میں وفاقی حکومت کے خلاف انتہائی غصہ سے باتیں کر رہے تھے جس طرح کہ وزیر اعلیٰ صاحب اکثر جلسوں میں کرتے رہتے ہیں اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم مسلم لیگ (ن) کے کسی جلسے میں بیٹھے ہیں.بجٹ کی تقریر نہیں سُن رہے۔

توانائی کے حوالے سے میں آخر میں بات کروں گا۔ دراصل بات پنجاب کے بجٹ اور جمہوری روّیوں کی ہے۔ایک وہ روّیہ جو ہم نے قومی اسمبلی میں دیکھا اور ایک وہ روّیہ جو اپوزیشن میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ق) کا تھا۔ ہماری لیڈر شپ نے ہمیں تحمل، رواداری اور برداشت سکھائی ہے جس پر میں اپنے لیڈروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!میں تحمل،رواداری اور برداشت کی بات کر رہا تھا جو سیاست میں ایک نیا culture ہماری لیڈر شپ نے introduce کیا ہے۔ میں appointment of Finance Minister پر بات کرنا چاہوں گا کہ اُس حکومت کی کیا پالیسی ہو گی جس نے پندرہ مہینوں میں پانچ وزیر خزانہ تبدیل کئے۔سب سے پہلے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے یہ قلمدان سنبھالا،اُس کے بعد مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے ذمے یہ قلمدان چند دن کے لئے آیا پھر finally کامران مائیکل صاحب نے بجٹ تقریر کی۔اس کے بعد رانا آصف صاحب اور کامران مائیکل صاحب کے درمیان تین مہینے کا وقفہ تھا۔وزیر اعلیٰ کے بعد سب سے اہم قلمدان وزیر خزانہ کا ہوتا ہے۔تین مہینے مارچ سے جون

تک بجٹ سازی کا عمل ہوتا ہے لیکن وزیر خزانہ appoint نہیں کیا گیا۔اس کی کیا وجہ تھی، کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنی پارٹی کے 170 ممبران میں سے کوئی اہل نظر نہیں آ رہا تھا یا اُن کے پاس یہ سوچنے کے لئے ٹائم نہیں تھا کہ میں کس کو وزیر خزانہ بناؤں یا وہ سمجھتے تھے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے؟اس کی جو بھی indecisiveness تھی یہی چیز ہمیں بجٹ اور پوری governance میں نظر آتی ہے۔ حکومت کا کوئی goal ہے، vision ہے اور نہ ہی کوئی targets ہیں۔اِن کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ ہم کر کیا رہے ہیں، جانا کدھر ہے اور ہم نے صوبے کو آج کہاں پر کھڑا کر دیا ہے؟ ہمیں توقع تھی کہ Government has spelled out road map to physical consolidation جو ہمیں اس بجٹ میں نظر نہیں آئی لیکن میری پہلے گورنمنٹ میں رہتے ہوئے اور آج اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے یہ honest opinion ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے پہلے دن سے یہ سوچا کہ الیکشن ایک سال کے بعد آ جائے گا۔انہوں نے جتنی بھی پالیسیاں اور پروگرام دیئے چاہے وہ سستی روٹی تھی، فوڈ سپورٹ پروگرام تھا یا دیگر جتنے بھی چھوٹے چھوٹے unsustainable پروگرام تھے تو ان کی توقع تھی کہ الیکشن ابھی چھ مہینے میں آیا۔ کامران مائیکل صاحب کو بھی اسی لئے appoint کیا گیا کہ پتا تھا کہ شاید سینٹ کا الیکشن نہیں آئے گا بلکہ عام انتخابات پہلے ہو جائیں گے لیکن حکومت چلتی گئی اور پنجاب حکومت کے تمام پروگرام fail ہوتے گئے۔ آج پنجاب حکومت کا کوئی بھی successful پروگرام ہمیں نظر نہیں آتا کہ جہاں یہ کہا جائے کہ ہمارا یہ پروگرام تھا اور یہ ہماری کامیابی اور کارکردگی ہے۔ پہلے یہاں پر ہمارے ممبر اور colleagues آ کر ان پروگراموں کی تعریف کریں جو کہ fail ہو چکے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یقین دہانی کرائیں کہ ان کے پروگرام بہت کامیاب ہیں۔

جناب سپیکر!اگر پچھلے چار سال کے بجٹ کو دیکھ لیں، جو بجٹ پیش کئے گئے اگر ان پر عملدرآمد رپورٹ دیکھ لیں تو تمام سوالوں کے جواب failure اور success کے سامنے آ جائیں گے۔ میرا خیال تھا کہ کم از کم وزیر اعلیٰ صاحب کو پچھلے چار سال کی بجٹ تقاریر کو دیکھنا چاہئے تھا انہی تقاریر میں ایسے پروگرام تھے کہ جنہیں دو دو تین تین دفعہ announce کیا گیا لیکن ان پر کوئی عملدرآمد نہ ہوا۔ ساتویں این ایف سی کی میں بات کروں گا کہ جس میں صوبوں کا share بڑھ گیا اور اس سال بھی پنجاب کو 125۔ارب روپے سے زائد مل رہے ہیں۔اگر این ایف سی کے بعد صحیح طریقے سے physical management ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کی تقدیر بدلی جا سکتی تھی لیکن اس کے لئے ایک سوچ، vision اور سمجھداری کی ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے چند دن پہلے کہا کہ پنجاب نے بہت

قربانی دی کیونکہ ہم نے اپنا حصہ بلوچستان کو دیا، وفاق نے صوبہ پنجاب کو 125۔ارب روپے دیئے اور بلوچستان کو پنجاب نے جو دیا وہ ایک فیصد تھا جو کہ 7۔ارب روپے بنتا ہے۔125۔ارب روپے جو دے رہا ہے اس کے تو شکر گزار نہیں ہیں لیکن یہ احساس ہے کہ ہم نے بلوچستان کو 7۔ارب روپے دیئے ہیں۔ میں یہاں پر correct کرتا چلوں کہ بلوچستان کو جو share دیا گیا تھا یہ صرف پنجاب نے نہیں دیا بلکہ سندھ نے بھی اپنا حصہ proportionally دیا اور خیبر پختونخواہ نے بھی یہ دیا۔

جناب سپیکر! ایک طرف اخراجات ہیں اور دوسری income ہے، اخراجات پر بہت زور ہے کہ ہم یہ سکیم لے آئیں اور یہ سکیم مکمل کر دیں لیکن income کی طرف اس حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے۔اب میں پنجاب ٹیکس ریونیو جنریشن پر بات کروں گا۔ پچھلے پانچ سال کا ایک تقابلی جائزہ ہے کہ ہم پانچ سال پہلے کہاں کھڑے تھے اور آج صوبہ پنجاب کہاں کھڑا ہے۔ 2007 میں کل بجٹ کا 28 فیصد پنجاب ٹیکس ریونیو ہوتا تھا جو کہ کم ہو کر اس مالی سال میں صرف 15 فیصد رہ گیا۔ یہ ہماری کارکردگی tax collection میں ہے۔ ہمیں جو وفاق سے 85 فیصد آ رہا ہے اسے تو ہم گالی دیتے ہیں کہ ہمیں یہ پیسے late آئے اور کم آئے جبکہ اس سال بھی وفاق نے اپنا ٹارگٹ achieve کر کے 25 فیصد اپنا ریونیو پہلے سے بڑھایا۔اس سال ہمیں پہلے سے زیادہ 2۔ارب روپے ملے جو کہ ٹارگٹ achieve ہونے سے زیادہ ہیں کم نہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ ADP کی implementation اس کے باوجود 220۔ارب روپے ہے جو pitch کیا گیا تھا، اس میں revise بجٹ جو کہ آپ کے documents بتاتے ہیں اس میں سے صرف 150۔ارب روپے خرچ کر سکے لیکن in real terns وہ بھی 150۔ارب روپے خرچ نہیں ہوئے ہوں گے۔ میں نے پنجاب ٹیکس ریونیو کی بات کی اس وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 4 پر اعداد و شمار میں ہے کہ ہم پہلے سے ٹیکس کم collect کر رہے ہیں۔ میں پچھلے پانچ سال کی کارکردگی کی بات کر رہا تھا یہ اعمال نامہ اور کتابیں موجود ہیں کہ 08-2007 کے وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 4 میں net capital surplus 15 billions تھا اس وقت صوبہ پنجاب surplus میں تھا اور 15۔ارب روپے تھے جبکہ اس مالی سال 12-2011 میں net capital realized expenditure 45 billions deficit ہے ہمیں پچھلے دو سالوں میں این ایف سی سے پیسے بھی زیادہ مل رہے ہیں لیکن ہم صوبے کو deficit میں لے گئے ہیں تو یہ کیا ہو رہا ہے اور کون کیا کر رہا ہے؟ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں آ کر اس لئے face نہیں کر سکتے کہ ان کی کوئی کارکردگی نہیں اور بہت poor governance ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب آج مقروض ہو گیا اور جب سے صوبہ پنجاب بنا ہے تو یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ صوبہ overdraft میں گیا ہے۔ نہ صرف overdraft میں گیا ہے بلکہ پنجاب میں پہلی دفعہ ملازمین کو یکم کی بجائے، دو، تین اور چار تاریخ کو تنخواہیں مل رہی ہیں جبکہ اس سے پہلے یکم کو تنخواہیں دے دی جاتی تھیں۔ میں یہ بھی دکھانا چاہوں گا کہ domestic deed management at page No. 5,6 میں 213 بلین روپے کے ہمارے loans ہو گئے ہیں۔ اس پچھلے پانچ سال میں ہمارے 213 بلین روپے قرضے بڑھ گئے۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا اور اپنی ہی تقریر میں یہ اس کی نفی کرتے ہیں کہ ہمیں یہ یہ foreign aid آئے گی۔ ایک طرف یہ کشکول توڑ رہے ہیں جبکہ دوسری طرف بھیک مانگ رہے ہیں۔ اس وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 25 پر تقریباً 12۔ارب روپے یعنی 11۔ارب 48 کروڑ روپے کے اٹھارہ پراجیکٹس foreign aid سے مکمل ہو رہے ہیں۔ یہاں پر اڑھائی اڑھائی تین تین لاکھ لوگوں کے نمائندے بیٹھے ہیں، تمام سمجھدار لوگ ہیں تو یہ کیوں انہیں اور صوبے کی عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اسی طریقے سے کچھ ایسے ڈویلپمنٹ پراجیکٹس ہیں جو کہ foreign aid سے آ رہے ہیں جس میں جائیکا کی aid ہے، اس میں لاہور کی عوام کے لئے sanitation، واٹر سپلائی اور سیوریج کے لئے تھے۔ یہ حکومت ان پیسوں کو خرچ نہیں کر سکی جو کہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔ کل میں سندھ حکومت کا بجٹ دیکھ رہا تھا اور مجھے اس وقت بہت افسوس ہو رہا تھا، سندھ حکومت کے جو بجٹ اور پنجاب حکومت کے بجٹ کا میں comparison کر رہا تھا۔ پنجاب کی آبادی تقریباً 9 کروڑ سے زائد ہے جبکہ سندھ کی آبادی ہم سے آدھی سے بھی کم ہے یعنی 4.2 کروڑ ہے۔ سندھ کا بجٹ 577۔ارب روپے اور پنجاب کا اس کے مقابلے میں صرف 282۔ارب روپے ہے۔ سندھ کا ADP جو ہے وہ 231۔ارب روپے اور پنجاب کا 250۔ارب روپے ہے تو آپ فرق دیکھیں کہ کتنا کم ہے۔ دوسری طرف جب وہ provincial tax revenue receipt کی بات کر رہے تھے تو وہاں پر بھی مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ کم آبادی ہونے کے باوجود ان کا provincial tax ہم سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے 95۔ارب روپے اس سال collect کرنے کے لئے مختص کیا جبکہ ان کا 96 بلین روپے ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے دو تین اور اپنی کامیابیاں گنوائیں جہاں پر میں نے محسوس کیا کہ پنجاب کی governance conventionally سب سے بہتر ہی ہے، چاہے یہ حکومت تھی، اس سے پچھلی یا اس سے پہلی والی حکومت تھی۔ سندھ اور دوسرے صوبے ہم سے پیچھے تھے۔ Provincial

Tax Authority سندھ نے بنالی اور وہ پہلا صوبہ ہے جس نے sales tax on services این ایف سی کے بعد پہلی دفعہ خود collect کیا۔ ہم کیوں نہیں کر سکے، یہ ہم کیوں نہیں کر سکے؟ ہمارا revenue ان سے زیادہ ہے لیکن ہماری توجہ وہاں پر نہیں ہے۔ ہماری توجہ governance پر نہیں ہے بلکہ ہماری ساری توجہ میڈیا پر ہے کہ ہم میڈیا پر کیسے نظر آتے ہیں اور ہم اپنی perception کیسے بہتر کر سکتے ہیں۔ کاش!انہوں نے governance بہتر کی ہوتی تو آج میڈیا بھی ٹھیک ہوتا، governance بھی ٹھیک ہوتی اور پنجاب کے عوام کو ریلیف بھی ملتا۔

جناب سپیکر!دوسرا پراجیکٹ Private Public Partnership کا ہے۔یہ ایسا پراجیکٹ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کائرہ صاحب!آپ چونکہ فنانس منسٹر رہے ہیں اس لئے میں نے وہ پابندی نہیں لگائی لیکن آپ کا ٹائم ڈبل ہو گیا ہے اس لئے kindly wind up کر لیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!میں wind up کرتا ہوں۔Private Public Partnership کے تحت پرائیویٹ لوگوں کا پیسا involve کر کے پبلک کے پراجیکٹس مکمل کئے جاتے ہیں۔یہاں پر بھی سندھ ہم سے آگے نکل گیا۔بے شک ہماری اس حوالے سے قانون سازی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں independent report کی بات کروں گا۔اس رپورٹ کو سرتاج عزیز صاحب نے sign کیا۔ان کے ساتھ جناب شاہد برکی ایکس فنانس منسٹر اور حفیظ اے پاشا صاحب کے اس رپورٹ پر دستخط ہیں۔یہ independent report ہے اس میں کوئی اپوزیشن کی بات نہیں ہے۔ The state of economy annual report 2012 literacy growth rate، پنجاب کا literacy growth rate 1.5 percent سے کم ہو کر half percent رہ گیا۔ لوکل گورنمنٹ کے اخراجات 2008 میں 49 percent تھے جو کم ہو کر 30 percent رہ گئے۔ پرائمری سکولوں کی enrollment کم ہو کر 0.25 percent ہو گئی۔ اس طرح Agriculture growth rate جو کہ food bucket of Pakistan ہے That is less than one percent۔ نیشنل اکانومی پنجاب کا share 55.7 percent سے کم ہو کر 54 percent رہ گیا ہے۔ پانچ سال کی economy growth پنجاب کی 3.6 percent اور دوسرے صوبوں کی 5.3 percent ہے۔لیپ ٹاپ کا بڑا چرچہ ہے اس حوالے سے Daily Telegraph UK نے لکھا

ہے کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب British taxpayers کے پیسے سے لیپ ٹاپ دے کر آئندہ الیکشن کے لئے ووٹ خرید رہے ہیں۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جو deficit کا پیسا ایجوکیشن سیکٹر میں آرہا ہے اس کو لیپ ٹاپ میں ضائع کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد ایک اور المیہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے ایک نوٹیفکیشن کیا جس میں کہا گیا ہے کہ تمام سرکاری ادارے ان کی فیس بک پر enroll ہوں اور عمران خان ان کے جو Twitter ہیں یہ ان سے باہر نکلیں۔ یہ اس نوٹیفکیشن کی کاپی ہے جس میں لکھا ہے کہ:

> This has been further advised to make compulsory to all the bearers to subscribe the pages. Further I should unsubscribe the pages of Tehrik-e-Insaf. Chief Minister Mian Shahbaz Sharief is hereby advised to subscribe his official page on Face Book and Twitter.

اس کے لئے یہ لیپ ٹاپ دیئے گئے۔ یہاں پر austerity کی بھی بات ہوئی ہے کہ وزراء اپنی تنخواہ 25 فیصد کم کریں گے۔ وزراء کتنے ہیں اور ان کی تنخواہ کتنی ہے؟ اگر دس وزیر بھی ہوں تو 25 فیصد ایک ماہ کا ڈیڑھ لاکھ روپے بنتا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اپنے پروٹوکول میں سے ایک گاڑی بھی کم کر دیں تو اس سے بھی شاید تین لاکھ روپے کی بچت ہو جائے۔ یہ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی جارہی ہے؟ ابھی میرے بھائی نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا ذکر کیا کہ 25 فیصد کم کریں گے۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات 26 ملین سے بڑھ کر 36 ملین روپے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں انرجی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ ایک طرف لیپ ٹاپس ہیں اور دوسری طرف Liver Transplant ہیں۔ میں نے اپنے آخری بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے کہنے پر یہ اعلان کیا کہ ہم لاہور، راولپنڈی اور ملتان میں Liver Transplant کی سہولت دیں گے۔ ایک Liver Transplant کے لئے پانچ سے چھ کروڑ روپے لگتے ہیں۔ آج یہ بتائیے کہ کیا کنیئرڈ کالج میں جاکر لیپ ٹاپ دینا ضروری ہے یا وہ جانیں بچانا ضروری ہے؟ وہ علاج جو پاکستان میں موجود نہیں، جس کے لئے غریب عوام انڈیا اور چائنا بھی جاتی ہے۔ بسوں کا اعلان ہوا، میں نے پہلے بجٹ میں کہا کہ چائنا سے بسیں آئیں اور وہ سی این جی کی وجہ سے رکی ہوئی ہیں۔ یہ کمیشن کون لے رہا ہے اور کون پیسا کھا رہا ہے؟ میرے خیال میں یہ سب سمجھتے ہیں۔ بلوچستان کے لئے آج چوتھی بار پھر اعلان ہوا کہ ہم کارڈیک انسٹیٹیوٹ دیں گے۔ یہ آخری سال میں کہہ رہے ہیں کہ ہم کارڈیک انسٹیٹیوٹ دیں گے۔ راولپنڈی

میں تو بنا لیا لیکن بلوچستان میں نیت نہیں تھی صرف اعلان کرنا تھا۔ وہاں کی عوام بھی سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اعلان ہے۔ میں نے پہلے بجٹ میں اعلان کیا تھا 350 میگا واٹ کے نہروں کے اوپر ہائیڈل پراجیکٹس لگائیں گے۔ ان 350 میگا واٹ میں سے صرف 5 میگا واٹ پر iniciative ہوا۔ اس طرح تو ہمیں 70 سال چاہئیں کہ ہم 350 میگا واٹ بجلی پیدا کر سکیں۔ ایک طرف وزیر اعلیٰ صاحب انرجی کے لئے احتجاج کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ یا گورنمنٹ کا کام احتجاج کرنا نہیں بلکہ گورنمنٹ کا کام iniciate کرنا ہے۔ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے بھی پنجاب گورنمنٹ کو اجازت تھی کہ وہ 200 میگا واٹ کے پراجیکٹس شروع کر سکتی تھی۔ آج energy crisis اور circular debt کی بات ہو رہی ہے۔ آج کے circular debt کی ذمہ دار 1996 کی مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ ہے۔ اُس وقت 17000 میگا واٹ کے MOU sign تھے ان میں سے 6000 میگا واٹ لگ گئے۔ آج اگر وہ 11000 میگا واٹ لگے ہوتے تو circular debt نہ ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انرجی میں جو negligence ہے وہ میاں محمد نواز شریف صاحب اور ان کی حکومت کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ تاریخ میں ADP کا 80 فیصد پیسا خرچ کیا گیا ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے کہوں گا کہ بجٹ میں جو بجلی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ شوگر ملوں سے حاصل کی جائے اس میں ایک بڑا جواز پیش کیا گیا ہے کہ ہمارا tariff کا معاملہ طے نہیں ہو رہا ہے۔ میری فنانس منسٹر سے گزارش ہے کہ existing tariff پر بھی fasibility بنتی ہے۔ وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ existing tariff پر بھی بن سکتی تھی اور اس پر تیزی سے عمل ہونا چاہئے کیونکہ بجلی کا بحران ہمارے ملک کو جس طرف لے جا رہا ہے اس سے ہمارے ایکسپورٹ آرڈر ختم ہو گئے ہیں۔ اب importer دوسرے ملکوں سے یہ پوچھنا شروع ہو گیا ہے کہ یہ مال کہاں بنے گا؟ اگر کراچی میں پورٹ قاسم کے ایریا میں بنے گا تو آپ کو ایل سی مل جاتی ہے اور اگر پنجاب کے کسی بھی شہر کا ای میل ایڈریس ہوتا ہے تو وہ ایل سی نہیں کھولتا۔ یہ بہت بڑا بحران ہے اس پر مزدوروں کا بڑھتا ہوا غصہ ہے، اللہ نہ کرے کہ کسی بھی وقت کوئی اور مسئلہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! سولر انرجی پر بنگلہ دیش نے پچھلے تین سال میں کارنامہ کیا ہے ہمیں بھی اس پر کچھ کام کرنا چاہئے تاکہ ہم اس مسئلے سے جان چھڑائیں۔ سیلاب زدہ علاقوں میں وزیر اعلیٰ نے جو کام کئے

ہیں اور اس پر عوام کی طرف سے بھی جو ڈیڑھ ارب روپے کا contribution ہوا ہے وہ ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ سیلاب ہر سال آتے رہتے ہیں اور اریگیشن کے محکمے کو سخت ضرورت ہے کہ اس کا overhaul کیا جائے کیونکہ اریگیشن کا محکمہ بنیادی طور پر سیلاب میں جو کردار ادا کر رہا ہے فوری طور پر اس کا کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے ورنہ یہ نقصانات بڑھتے جائیں گے۔بجٹ میں گھریلو صنعتوں کے لئے جو پیسا رکھا گیا ہے وہ بہت معقول ہے یعنی 3۔ارب روپے ہے لیکن میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ اس کے اندر fix priorities کریں۔ریڈی میڈ گارمنٹس خاص طور پر بچوں کی گارمنٹس اور جوتے بنانے والی گھریلوں صنعتوں کو ترجیح دی جائے چھوٹے cabs جو کار گو کا کام کر سکیں اور سکول جانے والوں بچوں کے لئے کام کر سکیں دی جائیں۔ان کو اس کے اندر adjust کیا جائے اور آئندہ مہران گاڑیاں نہ دی جائیں۔

جناب سپیکر!ٹریکٹروں پر رعایت دینا بہت اچھی بات ہے لیکن اس کی distribution میں بہت مسائل ہیں۔جب تک distribution میں مسائل ٹھیک نہیں ہوں گے تب تک سبسڈی دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔پچاس ہزار گریجویٹس کو internship کرانا بہت اچھی بات ہے لیکن جب تک اس کے اندر پرائیویٹ سیکٹر کو شامل نہ کیا تو بہتری نہیں آئے گی وزیر خزانہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر ہی نوکریاں دے سکتا ہے، پرائیویٹ سیکٹر ہی اکانومی کی backbone ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ تین چار مہینوں کے لئے گریجویٹس کو محکموں میں لگایا جائے گا اور اس کے بعد وہ محکمے ان کو لے کر نہیں چل سکیں گے کیونکہ ان کے پاس اتنا بجٹ ہی نہیں ہو گا۔پوش ایریا کو pro-poor سکیم سے exempt کیا جائے۔یہ سکیم صرف مستحقین کے لئے ہی ہونی چاہئے اور تمام سبسڈی پوش ایریا سے نکال دی جائے۔کیا پنجاب ایجوکیشنل فاؤنڈیشن اس پر کام کر رہا ہے؟ پرائیویٹ سکولوں کے لئے آپ نے مہربانی کی تھی اور اس ایوان کی ایک کمیٹی بنی تھی لیکن تین چار سالوں کی کوشش کے باوجود ہم سب ان سے دس روپے کم نہیں کروا سکے۔ہم نے ایجوکیشنل سیکٹر میں اتنا بڑا فنڈ ان کو دیا ہے مگر ہم پرائیویٹ سکولوں کو کنٹرول نہیں کر سکے۔1984 کے ایک ایکٹ کا سہارا لے کر یہ والدین کو لوٹ رہے ہیں۔ایک عام بچے کی فیس جو ابھی تین مہینوں کی لی گئی ہے وہ تیس سے پینتیس ہزار روپے ہے۔ایک آٹھ دس ہزار روپے کمانے والا عام آدمی ان سے کیسے نمٹے گا؟ پرائیویٹ سکول کے لئے اگر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کچھ نہیں کر سکتا تو پھر گورنمنٹ کو علیحدہ سے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔راجہ انور صاحب کی جو کمیٹی ہے اس کا بھی ابھی تک کوئی رزلٹ نہیں آ رہا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے؟TEVTA کے لئے ڈیڑھ ارب روپے رکھا

گیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ TEVTA سے پاس شدہ طلباء جب فیلڈ میں آتے ہیں تو ان کی حالت بالکل عام چھ مہینے کے ایسے طلباء جیسی بھی نہیں ہوتی جن کو کسی ان پڑھ آدمی نے پڑھایا ہو۔ان کے امتحانات کو out force کیا جائے اور ان کا امتحان body independent لے تاکہ ان کا quality of work انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق ہو سکے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ renowned کمپنیوں سے لیٹر لے کر لوگ باہر چلے جاتے ہیں اور TEVTA کے لیٹر پر لوگ باہر نہیں جاتے کیونکہ اس کو accept نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت پر سخت توجہ کی ضرورت ہے۔آج صحت کے حالات یہ ہیں کہ خدانہ کرے کہ کوئی بیمار ہو اگر کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو آپ کے ایک ایم پی اے کے پورے زور لگانے پر اس کو ہسپتال میں صرف داخلہ ملتا ہے۔ اس کا تب تک کچھ فائدہ نہیں ہو گا جب تک کہ پروفیسروں کو پرائیویٹ پریکٹس سے منع نہ کر دیا جائے۔ جب تک پرائیویٹ پریکٹس ہوتی رہے گی یہ معاملات اسی طرح چلتے رہیں گے۔ اصل میں ہسپتال ان کے breeding areas ہیں، وہ شکار گاہیں ہیں اور ان شکار گاہوں میں غریب مریضوں کو اکٹھا کر کے پرائیویٹ کلینکس پر لے جایا جاتا ہے۔اس کے اوپر قوم کا اربوں روپے ضائع ہو رہا ہے۔یہاں تک Britain میں بھی پرائیویٹ پریکٹس پر پابندی ہے جو ڈاکٹر پرائیویٹ کام کر رہے ہیں وہ پرائیویٹ کر رہے ہیں جو گورنمنٹ کے ڈاکٹر ہیں وہ گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں کام کر رہے ہیں۔ایک ڈاکٹر کو اگر ایک مریض سے پانچ ہزار روپے ملنے کی امید ہے تو وہ اس کو دس روپے میں کیسے دیکھے گا؟ میں نے اسی ایوان میں گزارش کی تھی کہ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کو 17 فیصد حصہ دیا جائے۔ میں محترم وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے 15 فیصد حصہ خواتین کے لئے مختص کیا ہے۔ میں نے اس میں ایک اور بات بھی عرض کی تھی کہ تیس سال سے لے کر پینتالیس سال تک کی ایسی خواتین کو ترجیح دی جائے جو غیر شادی شدہ ہوں۔اگر ان کے economical حالات بہتر کئے جائیں گے تو شاید ان کے گھریلو معاملات میں بھی بہتری آئے گی۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ وہ اس کو priority دیں اور جو تیس سے پینتالیس سال کی unmarried خواتین ہیں ان کے لئے کوٹا مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر! criminal justice system کے تحت بہت بڑی رقم پولیس کو دی جا رہی ہے لیکن میری گزارش تھی اور میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ پولیس میں کسٹم کی بنیاد پر ایک Vigilance Wing قائم کیا جائے۔آپ کو یاد ہو گا جب میں یہ کہتا ہوں کہ Vigilance Wing

قائم کیا جائے تو جو روٹین کسٹم ٹیرف ہیں ان کو چیک کرنے کے لئے Vigilance Wing علیحدہ کام کرتا ہے۔ جب تک پولیس میں Vigilance Wing نہیں آئے گا اس وقت تک پولیس میں بہتری نہیں آئے گی کیونکہ یہ روٹینوں کا معاملہ ہے یہ بجٹ کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اسی ایوان میں پچھلے بجٹ میں یہ عرض کیا تھا کہ اڑھائی فیصد ٹیکس لے کر لوگوں کو کہا جائے کہ وہ پیسا بنکوں سے نکال کر investment میں لائیں۔ مرکزی حکومت نے جو ابھی بجٹ دیا ہے اس حوالے سے وزیر خزانہ کی توجہ اس پوائنٹ پر چاہوں گا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر 30۔ جون 2012 تک 2 فیصد ٹیکس دے دیا جائے اور 30۔ جون 2012 میں وہ پیسا انڈسٹری میں لگا دیا جائے تو اس کا source نہیں پوچھا جائے گا۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں کہ اس میں ٹریڈ کو شامل کیا جائے کیونکہ انڈسٹری کا جو output ہے وہ کم از کم تین سے چار سال میں آئے گا۔ اگر یہ trade میں لایا تو اس کا out put تیس دن کے اندر آئے گا۔ انہوں نے صحیح کہا کہ 2 فیصد انڈسٹری میں لگا کر source نہ پوچھا جائے but why not in trade? جو بات وفاقی حکومت سے کرنی ہے وزیر خزانہ اس کو سمجھ گئے ہوں گے اور یہ بہت ضروری ہے۔ جتنی بھی خرید ہو رہی ہیں ان کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے۔ میں صرف 1122 کے ایک حالیہ ٹینڈر پر آپ کی توجہ چاہوں گا۔ یہ حالیہ ٹینڈر ہوا ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ سو ایمبولینس خریدی گئی ہیں اور وہ چائنا کی ایمبولینس ہیں۔ وہ دنیا کی ایک بہت بڑی کمپنی کی نقل ایمبولینس ہیں اور اس کے اندر tailor-made اس طرح کیا گیا ہے کہ اس کے اندر ایک fabricator کا نام دیا گیا ہے کہ اس میں یہ fabricator ہو گا اور 2008 کا آئی ایس او ہو گا۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ باہر اس میں پندرہ کروڑ روپے کھایا جا رہا ہے۔ اگر اسی طرح purchases پر توجہ نہ دی گئی تو بہت نقصان ہو جائے گا وزیر خزانہ کو چاہئے کہ یہ اس معاملے کو دیکھیں کہ آخر یہ بغیر S&GAD کی رجسٹریشن کے، بغیر Panel A کے Certificate کے یہ purchases کیسے کی گئیں، اس میں کون کون لوگ شامل تھے اور انہیں PO کیسے issue ہوا؟ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جس طریقے سے یہ purchases کی جا رہی ہیں محکمہ مال میں کبھی بہتری نہیں آ سکتی جب تک پٹواریوں کو out of Tehsil ٹرانسفر نہ کیا جائے کوئی کھاتا اور کوئی جمع بندی صحیح نہیں رہے گی۔ اس پر سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ آڑے آتا ہے کہ ان کو تحصیل کیڈر سے باہر نہ کیا جائے۔ آپ مجھے ایک بات بتائیے کہ جب پراپرٹی رجسٹریشن کے وقت، Sale Deed کے وقت انتقال تک کی فیس لے لی جاتی ہے تو دس، دس سال انتقال کیوں نہیں ہوتے؟ یہ بنیاد ہے اس ملک

میں کرپشن کی، بے ایمانی کی، لوگوں کے ساتھ لوٹ کھسوٹ کی آج تک ہم پٹواریوں اور رجسٹرار کو پابند نہیں کر سکے کہ آج یہ رجسٹری ہو گئی ہے لہذا 24 گھنٹے کے اندر اندر اس کا انتقال چڑھا دو تاکہ لوگ ظلم سے بچ سکیں تو کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ اس طرح نہ ہو۔

جناب والا! پچھلے دس ماہ میں ہندوستان سے ٹریڈ میں پاکستان کو ایک ارب 75 کروڑ ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے یعنی 175۔ارب روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ سخت ایجوکیشن کی ضرورت ہے حکومت کو چاہئے کہ خُدا کے لئے لوگوں کو بتائیں کہ -/400 روپے درجن کا جو انڈین کیلا ہے یہ نہیں کھاؤ گے تو مر نہیں جاؤ گے۔ وہ 17۔ارب ڈالر جو ہمارا تیل پر خرچ ہو رہا ہے اگر 13۔ارب ڈالر ہمارے پاکستانی باہر سے remittance نہ بھیجیں تو آپ believe کریں کہ اس ملک میں -/500 روپے لٹر بھی تیل نہ ملے۔ 13۔ارب ڈالر جو ہمیں ہمارے پاکستانی وہاں سے remittance بھیج رہے ہیں اس سے ہم پٹرول اور ڈیزل خرید رہے ہیں اور دوسری طرف ہم انڈیا سے سامان خرید رہے ہیں۔ یہ جو ابھی Indian show ہوا تھا دیکھا جائے کہ آخر کون لوگ ہیں جنہوں نے اس میں پندرہ پندرہ، بیس بیس لاکھ روپے کے سیٹ خریدے ہیں؟ گورنمنٹ جو ہے وہ basic guardian ہے، میں کہتا ہوں کہ ماں باپ سے پہلے گورنمنٹ ہے حکومت کو بتانا چاہئے کہ خدا کے لئے یہ چیزیں نہ خریدو، ہمارے پاس پیسا نہیں ہے ہمیں یہ پیسا productive چیزوں پر لگانا چاہئے اور جب تک ایسا نہیں ہو گا قوم، قوم نہیں بنے گی۔ جہاں تک سرکاری سکول اور کالجوں کی performance کا تعلق ہے میری وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ ان کو performance کی بنیاد پر پابند کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جس طرح میں نے کائرہ صاحب کو کہا تھا آپ بھی ذرا wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کر رہا ہوں۔ گیسٹ ہاؤسز پر میں نے بہت دفعہ کہا ہے کہ taxes لگائے جائیں اور ان پر جو ٹیکس لگائے گئے ہیں وہ بھی وصول نہیں ہو رہے وزیر خزانہ کے پاس چونکہ ایکسائز و ٹیکسیشن کا بھی قلمدان ہے ان کو پتا ہے کہ ٹیکس وصول نہیں ہو رہے، گیسٹ ہاؤسز کو باقاعدہ ایک صحیح اور جامع طریقے سے inline کیا جائے ان سے ٹیکسز لئے جائیں اور ان کی activities کو بھی check کیا جائے پولیس کو دیکھنا چاہئے کہ ان گیسٹ ہاؤسز میں آخر کیا ہو رہا ہے؟ لاہور میں بے راہروی انتہا کو touch کر رہی ہے اور اس میں گیسٹ ہاؤسز کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ان گیسٹ ہاؤسز کے بارے میں کوئی نہ کوئی جامع پروگرام بننا چاہئے۔ شادی ہالوں پر بھی tax لگنا چاہئے تاکہ لوگوں کو ایک

حد تک زیر بار کیا جائے اور جو بارات کے کھانے ہیں ان پر بھی اور جتنا کھانا ضائع ہوتا ہے اس کو بھی دیکھا جائے کہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے بہت دفعہ عرض کیا کہ escalation جو ہے اس کے تحت قوم کا اربوں روپے لیا جا رہا ہے۔ اس میں چاہے سی اینڈ ڈبلیو ہو، Irrigation ہو، بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ہو آپ نے کمیٹی بنائی تھی بے شمار دفعہ اس پر بات ہوئی آج بھی اربوں روپے escalation میں لیا جا رہا ہے یہ دیکھا جائے کہ escalation میں پیسا کس طرح ضائع ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! پنجاب میں سرکاری گاڑیوں کی جو تعداد ہے اس میں کمی ہونا بہت ضروری ہے افسران کو Conveyance Allowance دیا جانا چاہئے تاکہ گاڑیوں کی تعداد ایک طرف کم ہو اور اس کی maintenance پر پیسا ضائع نہ ہو جتنی کوٹھیاں اور عمارات پنجاب میں پرائیویٹ لوگوں سے لی گئی ہیں میری وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ اس کو review کریں کہ کیا وہ مارکیٹ ریٹ پر لی گئی ہیں، کیا ان کو advances کئے گئے ہیں، یہ ایک لمبا معاملہ ہے کیونکہ آپ مجھے ٹائم نہیں دے رہے اس لئے میں کہوں گا کہ ان سب باتوں کو دیکھ لیا جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اتنا ٹائم لے کر بھی کہہ رہے ہیں کہ ٹائم نہیں دے رہے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب والا! KPK گورنمنٹ نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ جو گاڑیاں KPK میں رجسٹرڈ ہیں، جو ٹرالے ہیں، ٹرک ہیں ان کا ٹوکن ٹیکس صرف KPK میں دیا جائے گا یہ بہت بڑی زیادتی ہے حکومت کو چاہئے کہ KPK گورنمنٹ سے بات کرے کہ پنجاب کی سڑکوں کو استعمال کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ سارے کا سارا ٹوکن ٹیکس وہاں دیں۔ اگر پنجاب کی سڑکوں کو استعمال کیا جاتا ہے تو پنجاب میں بھی ٹیکس جمع ہونا چاہئے اور وہ وہاں پر acceptable ہونا چاہئے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ وہ وہاں پر acceptable نہ ہو۔ جتنی بھی گاڑیاں چوری ہو رہی ہیں ابھی میرے ایک بھائی کہہ رہے تھے کہ 7ہزار گاڑی چوری ہوئی ہے اس میں جو پولیس کا کردار ہے وہ تو ہے جو کچھ پولیس کر رہی ہے لیکن آپ کو حیرانی ہو گی کہ اتنی گاڑیاں accident نہیں ہوتیں جتنے کباڑیوں کے پاس ان کے parts ملتے ہیں۔ اتنی گاڑیاں جو چوری ہوتی ہیں وہ کہاں جاتی ہیں؟ آخر جو کباڑیے ہیں ان کو باقاعدہ لسٹ کیوں نہیں کیا جاتا کہ یہ گاڑی کو توڑنے سے پہلے گورنمنٹ کو بتائیں کہ یہ Chassis no، یہ انجن نمبر، یہ ایف آئی آر، یہ ایکسیڈنٹ کیس ہم توڑ رہے ہیں۔ اس کے بغیر گاڑیوں کی چوری نہیں رُکے گی۔ یہ جو گاڑیاں اچانک غائب ہو کر ملتی نہیں ہیں یا tribal area سے فون آتا ہے وہ بہت مہنگی گاڑیوں کا آتا ہے جو عام قیمت کی گاڑیاں ہیں، اگر عوام کو سکون دینا ہے تو کباڑیوں کی رجسٹریشن بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا!بس مجھے ایک بات کر لینے دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا!لائیو سٹاک کا ڈیپارٹمنٹ جو گوشت کا نگران ہے اس کو پابند کیا جائے کہ وہ مردار گوشت نہ بکنے دے، وہ پیسا لے کر مردار گوشت بِکوا رہے ہیں۔آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ ہم بھارت سے بات کرتے ہیں'امن کی آشا'کی ۔ خُدا کے لئے قوم کو یہ بتایا جائے کہ اس وقت ہمارے دریاؤں کا78 فیصد پانی بھارت لے چکا ہے ہماری اس سے کس طرح دوستی ہو سکتی ہے؟خدا کے لئے قوم کو بتایا جائے کہ ہمارا دشمن پہلے بھی بھارت تھا آج بھی بھارت ہے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!ہمیں بھی اس طرح ٹائم دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرے لئے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ میں بجٹ کے حوالے سے کچھ عرض کر سکوں۔ میں سب سے پہلے تو Finance Ministers کی پچھلی تقاریر اور اس سال کی تقاریر کا تقابلی جائزہ لینا چاہوں گا کیونکہ بجٹ ہر حکومت کی کارکردگی کا آئینہ ہوتا ہے۔اس میں احتساب بھی ہوتا ہے کہ ہم نے پچھلے سالوں میں کیا پایا کیا کھویا اور ہماری کارکردگی کیا رہی؟سب سے پہلے تو میں اپنے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے فنانس منسٹر کا عہدہ سنبھالا جو ہمارے پچھلے فنانس منسٹر تھے انہوں نے ایک اعلان کیا تھا کہ ہم ہر سرکاری ادارے کے لئے performance audit کرانے کا حکم جاری کر رہے ہیں اور اس کو ہم رپورٹ کریں گے تو آج میں اس ایوان کی وساطت سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ ہر محکمے کا performance audit کدھر گیا، کہیں ہوا یا نہیں آیا، یا یہ خالی نعرہ تھا؟

جناب سپیکر!دوسری بات پچھلے بجٹ میں بھی کی گئی تھی کہ ہم elite clubs پر ٹیکس لگائیں گے بڑی گاڑیوں پر بھی ٹیکس لگائیں گے۔نئے ٹیکس تو نہیں لگے لیکن پرانے ٹیکس بھی وصول نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر!آگے چلیں تو پچھلی بجٹ تقریر میں ہی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا تھا کہ 2011 کی Council of Common Interests کے اجلاس میں صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کے حوالے سے مزید اختیارات حاصل ہو چکے ہیں لیکن ستم ظریفی یہ دیکھیں کہ جو پچھلی بجٹ

تقریر میں باتیں لکھی ہوئی تھیں وہ اس بجٹ میں بھی ہیں اور بد قسمتی سے صفحے بھی change نہیں ہوئے، صفحے بھی وہی ہیں۔ جس میں120 میگاواٹ کا ذکر کیا گیا، 500 میگاواٹ بجلی کا ذکر کیا گیا لیکن عملی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ party affiliation سے ہٹ کر کم از کم ایک میگاواٹ بجلی produce کر کے بیٹھے ہوتے اور کہتے کہ اس دفعہ ہم نے یہ کیا ہے اگر وفاقی حکومت نے نہیں کیا تو ہم نے یہ کیا ہے۔ وفاقی حکومت کے بارے میں یہاں پر کافی باتیں کی گئی ہیں، مجھے یہ بتاتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی کہ وفاقی حکومت نے 3600 میگا واٹ بجلی موجودہ سسٹم میں شامل کی ہے۔ جو debt تھا وہ تقریباً7500 میگاواٹ کے قریب تھا اس میں3600 میگاواٹ انہوں نے شامل کیا ہے اور جو کارکردگی پچھلی حکومت کی رہی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ابھی کائرہ صاحب کہہ رہے تھے 1996 میں 17ہزار میگاواٹ کا معاہدہ کیا گیا تھا، اس کے بعد جو حکومت آئی انہوں نے وہ سارے معاہدے cancel کر دیئے اور آج بھی ہم انہی چیزوں کو بھگت رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ پچھلے بجٹ میں جو دو تین چیزیں تھیں اس بجٹ میں بھی وہی دوبارہ آئی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر بجٹ کا پچھلے بجٹ سے comparison ضرور کرنا چاہئے کہ ہم نے پچھلے بجٹ میں یہ announce کیا تھا، یہ achieve کر لیا ہے اور اگلے چار سالوں میں یا اگلے سال میں یہ achieve کر لیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس بجٹ میں کوئی ایسی fruitful بات نظر آئی ہے۔ بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ austerity measures کا بڑا واویلا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ابھی grants-in-aid میں دیکھ رہا تھا کہ چولستان کی جیپ ریلی کے لئے 60لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم وزراء کی تنخواہوں میں پچیس فیصد کمی کریں گے دوسری طرف جیپ ریلی میں سارے سردار، نواب اور اسی طرح کے بڑے بڑے لوگ جاتے ہیں ان کو ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ ساٹھ لاکھ روپے حکومت پنجاب نے ان کو دے دیئے ہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ آپ کی budget books میں mention ہے۔ اگر آپ نے دہرا معیار رکھنا ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ دہرا معیار زیادہ دیر تک چل سکے گا۔ Training for young people کے لئے 15۔ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس کا کوئی road map نہیں دیا گیا کہ ہم کس طرح ان کو trained کریں گے اور ان چھ ماہ میں ہم ان کو کیا ٹریننگ دے سکتے ہیں؟ اسی طرح loans کے لئے بھی 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس کا بھی کوئی road map نہیں ہے۔ وہ جب بات کر رہے تھے تو میں نے سمجھا کہ شاید یہ ووٹ

خریدنے کی کوشش ہے۔اسی طرح بیلو کیب سکیم کو بھی مزید extend کرنے کا کہا گیا ہے لیکن پہلے جن لوگوں کو گاڑیاں دی گئی ہیں اس سے لوگوں کو کتنا فائدہ ہوا ہے ؟لوگوں نے اپنے ذاتی استعمال کے لئے وہ گاڑیاں رکھ لی ہیں اور جس مقصد کے لئے یہ گاڑیاں دی گئی تھیں وہ پورا نہیں ہوا۔اس کے علاوہ لیپ ٹاپ کا سیکنڈل بھی ایک سوالیہ نشان ہے کہ وہ کس ریٹ پر خریدے گئے اور کس ریٹ پر ان کی رسیدیں بنوائی گئیں ؟یہ بات بھی آج قوم پوچھ رہی ہے۔اس کے علاوہ pro-poor schemes کے لئے جو 34 بلین روپے رکھے گئے ہیں، پچھلی دفعہ بھی اس سکیم کے لئے کوئی 28۔ارب روپے رکھے گئے تھے ان کا بھی کوئی حساب کتاب نہیں ہے کہ وہ کہاں پر لگے اور کس طرح سے لگائے گئے ہیں؟ یہ 34۔ارب روپے بھی میرے خیال میں اسی کھوہ کھاتے میں جانے والے ہیں۔

جناب سپیکر!آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے حوالے سے میں عرض کرتا چلوں کہ ٹھیکے کس ریٹ پر دیئے گئے ؟اسی طرح اس سکیم پر کافی سارے questions arise ہوتے ہیں کہ سریے کا ریٹ کیا تھا اور کس ریٹ پر ان کو سریے کا ٹھیکہ دیا گیا، ٹھیکہ لینے والے کون سے لوگ ہیں اور کس بنیاد پر انہیں یہ ٹھیکے دیئے گئے ہیں ؟اس کے ٹینڈر بھی ہوئے ہیں یا نہیں یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔

جناب سپیکر!دوسری سب سے بڑی بات کہ یہاں پر جو سی این جی بسوں کا announce کیا گیا ہے، ملک میں گیس پہلے ہی نہیں ہے آپ مزید دو سو بسیں منگوا کر ان کو کھٹارا بنا کر کھڑی کر دیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی عقل مندی ہے۔جب ایک چیز ملک میں موجود ہی نہیں ہے تو آپ اس کی بسیں کیوں منگوا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری قوم اور tax payers کا پیسا کسی کو راضی کرنے کے لئے شاہانہ طریقے سے لٹایا جا رہا ہے۔دانش سکولوں کے بارے میں کافی بات ہو چکی ہے، میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ہم جب یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ education for all on equality basis ہے تو پھر ہم خود ہی اس نعرے کی نفی کر رہے ہیں۔ہم ایک طرف تو کہتے ہیں کہ uniform culture اور uniform syllabus لانا چاہتے ہیں جبکہ دوسری طرف ہم خود ہی اس نعرے کی negation کر رہے ہیں اور ہم ایک elite class اس میں develop کرنا چاہتے ہیں۔یہ بات بھی میری سمجھ سے بالاتر ہے۔اس طرح صحت کے لئے 84 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔چار سالوں سے ہم یہ بھی سن رہے ہیں کہ ڈی جی خان، سیالکوٹ اور ساہیوال میں میڈیکل کالج بنائے جا رہے ہیں اگر لاہور میں فلائی اوور چار مہینے میں بن سکتا ہے تو ان چار سالوں میں ایسی کون سی رکاوٹ ہے کہ یہ چار میڈیکل کالج ان علاقوں میں جہاں پر ضرورت بھی ہے اور ہسپتالوں کی بھی ضرورت ہے مگر نہیں بنائے

جا رہے۔ ملتان میں ایک کڈنی سنٹر چار سالوں سے بننے کی کوشش میں ہے لیکن ابھی تک اس کا foundation stone بھی نہیں رکھا جا سکا۔ وہاں پر پچھلی حکومت کا ایک ڈی ایچ کیو ہسپتال زیر تعمیر ہے جس کو چھ سات سال ہو گئے ہیں اس کے لئے اس سال بھی بجٹ میں پیسے نہیں رکھے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ funds کی disparity اس بجٹ سے پوری طرح واضح ہوتی ہے۔ ابھی کائرہ صاحب نے کہا ہے کہ Liver Transplant کے لئے دو سال پہلے اسی floor پر announce کیا گیا تھا کہ چار بڑے شہروں میں Liver Transplant Centres قائم کئے جائیں گے اور جو لوگ آج یہاں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی جانیں دے رہے ہیں اگر سی این جی بسوں اور دانش سکولوں پر پیسا لگانے کی بجائے ہم ان کو develop کر لیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف ہمارا پیسا صحیح جگہ پر لگتا بلکہ ہم اس سے لوگوں کی دعائیں لیتے اور ہو سکتا ہے کہ اسی میں ہماری آخرت بھی ٹھیک ہوتی۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن چیزوں کو ہم announce کرتے ہیں اگلے بجٹ میں ان کے opposite ایک نیا راستہ لے کر چل پڑتے ہیں جس کا کسی سے کوئی relation نہیں بنتا۔ اسی طرح انڈسٹریل اسٹیٹ کا یہاں پر ذکر کیا گیا لیکن ابھی تک ان کی کوئی feasibility report نہیں بن سکی ہے صرف announce کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ بھی جنوبی پنجاب کو راضی کرنے کے لئے کیا گیا ہے کہ ہم اس کو رحیم یار خان، وہاڑی اور بہاولپور میں بنائیں گے۔ ان چھ مہینوں میں کون سی نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنے گی جبکہ ہمارے پہلے والے پراجیکٹ ابھی تک مکمل نہیں ہوئے، یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے؟ 30 بلین روپے devolved programme for districts کے لئے رکھے گئے ہیں لیکن اس کا بھی کوئی road map نہیں دیا گیا کہ اضلاع میں یہ کس طرح سے لگائے جائیں گے، ان چھ مہینوں میں اس کو کس طرح سے plan کریں گے اور کس طرح سے پیسوں کی disbursement کریں گے اس کے متعلق بھی کچھ نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کا جو نعرہ یہاں پر لگایا جاتا رہا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلی دفعہ 72۔ارب روپے بجٹ میں رکھے گئے تھے لیکن hardly اور fictitious figures ڈال کر تقریباً 9۔ارب روپے release ہوئے ہیں اور اس دفعہ پھر وہی ایک جھوٹا وعدہ اور لارا دیا گیا ہے کہ اس مد میں پھر 80۔ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ دس یا پانچ فیصد سے زیادہ release ہو سکیں۔ میں آپ کو facts and figures کی بات کر رہا ہوں کہ 72۔ارب روپے میں سے 9۔ارب روپے release ہوئے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ ملتان میں ہماری ایم ڈی اے کی ایک فاطمہ جناح کالونی ہے اس کے ایک ارب روپے جو لوگوں کی قسطوں کے پیسے ہیں گورنمنٹ کے پیسے بھی نہیں ہیں لوگوں کے

اپنے پیسے ہیں تین سال سے یہ پیسے حکومت کے پاس ہیں اور وہ ایک ارب روپے حکومت واپس کرنے کے لئے کسی طرح سے بھی راضی نہیں ہوتی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر انہوں نے دینا تو کیا ہے وہاں سے یہ لے کر آرہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے اس علاقے کے سرکاری بنگلے جو فروخت کئے گئے تھے ان کا بھی کوئی حساب نہیں ہے اور ان کی آگے کہیں پر کھپت بھی نظر نہیں آرہی کہ ان کو کہیں استعمال میں لایا جائے گا؟ جس طرح ہم جب صوبے کے لئے NFC base پر مطالبہ کرتے ہیں تو اسی طرح ہم جنوبی پنجاب کے لوگ PFC base پر کرتے ہیں۔ جس طرح دوسرے فنڈ جو ہم پنجاب کے لئے demand کرتے ہیں تو اسی طرح ہم جنوبی پنجاب کے جو اضلاع ہیں اس کے لئے PFC base پر demand کرتے ہیں اور دوسرا ہماری یہ بھی demand ہے کہ اس کو effective ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میں اب wind up کرنے لگا ہوں۔ اس بجٹ میں ملتان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے میں اس کو highlight کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی extension کے لئے پیسا announce کیا گیا تھا لیکن اس بجٹ میں اس کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: وہ تو چودھری پرویز الٰہی کا منصوبہ تھا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: اس میں کوئی شک نہیں اس کا credit چودھری پرویز الٰہی صاحب کو ہی جاتا ہے کہ انہوں نے اس کا foundation stone رکھا تھا۔ اس کی extension کرنی تھی جو نہیں ہو سکی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: چودھری پرویز الٰہی زندہ باد۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اس کی extension کرنی تھی جو نہیں ہو سکی اور اس کے لئے پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ اسی طرح کڈنی سنٹر کے لئے پیسے رکھنے تھے وہ بھی نہیں رکھے گئے۔ اسی طرح پچھلی دفعہ بجٹ میں ایک سو بستروں پر مشتمل ایک جنرل ہسپتال announce کیا گیا تھا جو ابھی تک نہیں بنا۔ ایک کیڈٹ کالج بھی announce کیا گیا تھا جو ابھی تک نہیں بن سکا ہے اور سب سے بڑا ظلم ملتان کے ساتھ یہ کیا گیا ہے کہ ٹیکنالوجی یونیورسٹی جو وہاں پر قائم ہونا تھی اس کو وہاں سے شفٹ کر کے اب لاہور میں لایا جا رہا ہے۔ میں اسمبلی کے floor پر اپنا احتجاج بھی ریکارڈ کروانا چاہوں گا کہ ملتان کے لوگوں کے ساتھ اس طرح کی زیادتی نہ کریں۔ اس کے علاوہ ایک وہاں پر Directorate of Colleges بنایا جانا تھا اس کے لئے بھی پیسے نہیں رکھے گئے۔ آخر میں funds کی distribution کا جو لاہور اور ملتان کے درمیان

تقابلی جائزہ ہے وہ میں یہاں پر پڑھ کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہوں گا۔ نشتر ڈینٹسٹری کالج کے لئے 16 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، نشتر میڈیکل کالج کے لئے 2۔ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ایم آئی سی کے لئے 61 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اس کے مقابلے میں پی آئی سی لاہور کے لئے ایک ارب 40 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں حالانکہ مریضوں کی تعداد ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور پی آئی سی لاہور کی ایک ہی ہے اس کے لئے 50 فیصد یعنی 87 کروڑ روپے پچھلے سال رکھے گئے تھے لیکن اس دفعہ کم کر کے 61 کروڑ روپے کر دیئے گئے یہ بڑی زیادتی ہے۔اگر وہاں لوگ رہتے ہیں تو یہاں لاہور میں بھی لوگ ہی رہتے ہیں ہم اس طرح disparity کیوں کر رہے ہیں؟ چلڈرن ہسپتال کے لئے 37 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کو لاہور کے ہسپتالوں کا بتاؤں کہ اپتھمالوجی ہسپتال کے لئے ایک ارب 28 کروڑ روپے، لیڈی ایچی سن کے لئے 2۔ارب 30 کروڑ روپے، لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے لئے 4۔ارب 68 کروڑ، میو ہسپتال کے لئے 2۔ارب 28 کروڑ، مٹھا ہسپتال کے لئے 15 کروڑ 51 لاکھ روپے، کوٹ خواجہ سعید ہسپتال کے لئے 38 کروڑ روپے، سروسز ہسپتال کے لئے 2۔ارب 33 کروڑ اور کچھ پیسے ہیں، سرگنگا رام کے لئے ایک ارب 65 کروڑ روپے ہیں اور پی آئی سی کا تو میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ایک ارب 40 کروڑ روپے۔ اگر ان آٹھ دس ہسپتالوں کا اکٹھا کریں اور ساؤتھ کے بہاولپور اور ملتان کے ہسپتالوں کا اکٹھا کر لیں تو یہ دسواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ چونکہ آپ کی طرف سے ٹائم کی پابندی ہے اس لئے میں انہی الفاظ کے ساتھ عرض کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ ہم جس بنیاد پر NFC میں صوبوں کے لئے پیسے demand کرتے ہیں ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمیں PFC کی بنیاد پر ان علاقوں کے لئے پیسے ملیں ورنہ انشاء اللہ جو جنوبی پنجاب کا نعرہ ہے یہ آخری انجام تک پہنچے گا اور ہم اپنے فنڈز خود استعمال کریں گے۔ میں یہاں پر ساؤتھ کے ایم پی اے صاحبان چاہے ان کا جس پارٹی سے بھی تعلق ہے کو credit دیتے ہوئے اور انہیں سلام پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ ہم جنوبی پنجاب کے بارے میں اپنی پارٹیوں کے مفادات سے بالاتر ہو کر ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور انشاء اللہ ہم اپنا نام ان غداروں کی لسٹوں میں شامل نہیں کرانا چاہتے جو جنوبی پنجاب کے خلاف ہوں اور یہ نوشتہ دیوار ہے کہ انشاء اللہ جنوبی پنجاب بن کر رہے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ قمر عامر چودھری!

محترمہ قمر عامر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے حساب سے کسی بھی حکومت کا آخری بجٹ wind up budget ہونا چاہئے، ماشاء اللہ اس حکومت کو چار سال ملے ہیں

اور انہیں پتا ہے کہ یہ پانچواں بجٹ ان کا آخری بجٹ ہے اس لئے میرے خیال میں انہیں اس بجٹ میں عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دینا چاہئے بجائے اس کے کہ زبانی جمع خرچ اور کتابوں میں لفظوں کے ساتھ لکھنے میں ہی ان کو بڑے بڑے منصوبے دے دیں۔میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ relief ملتا۔یہ ہمارا پانچواں بجٹ ہے اور ہم لوگ یہاں پر ہر بجٹ پر لمبی لمبی تقریریں، لمبی لمبی بحث کرتے ہیں لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔جب بجٹ تقریر سنی تو دل بہت دُکھا کیونکہ یہ بجٹ تقریر کم اور سیاسی تقریر بہت زیادہ لگ رہی تھی، دل تو کہہ رہا تھا کہ کوئی بھی بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے لیکن چونکہ یہاں کے ممبر ہیں اور عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اس لئے ہمارا کچھ نہ کچھ کہنا تو بنتا ہی ہے۔اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ کی سوچ بہت کھل کر ہمارے سامنے آئی ہے، حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہمارے معزز ممبران کو قصور وار نہیں ٹھہراؤں گی اس میں ان کا کوئی قصور نہیں چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک لیڈر ہی ایسا دیا ہے جو اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا ہے۔میرے خیال میں اس نے ان کا بہترین مشورہ ماننے کی کبھی ضرورت محسوس ہی نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ خادم بھی ہیں اور اعلیٰ بھی ہیں۔حد ہو گئی! خادم ہو تو پھر خادم ہی ہو اعلیٰ کیا ہوتا ہے۔مجھے تو آج تک اس لقب کی سمجھ نہیں آئی لیکن ان کی تقریر اور ان کے پانچ سالہ دور حکومت سے ان کی اعلیٰ ظرفی کا پتا چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ میں یہاں بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کھڑی ہوں اس لئے میں تھوڑی بہت باتیں کروں گی لیکن معزز ایوان کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔سب سے بڑا مسئلہ بجلی کے بحران کا ہے جس کو پچھلے کئی سالوں سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔اب بھی 10۔ارب روپے اس کے لئے مختص کیا گیا ہے لیکن یہ آٹے میں نمک کے برابر ہے، پچھلے سال 9۔ارب روپے تھا اور اس سال 10۔ارب روپے مختص کیا ہے لیکن پچھلے سال بجلی پیدا نہیں ہوئی اور اس سال تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اب ایک سال کا عرصہ ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ ایک سال کے عرصہ میں کوئی بھی میگا پراجیکٹ مکمل ہو سکے۔مجھے خادم اعلیٰ صاحب کے وژن پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے عوام سے اس base پر ووٹ مانگے کہ ہم ان کو بجلی کے بحران سے نکالیں گے، ہم مہنگائی کا خاتمہ کریں گے۔جب حکومت میں آئے تو پہلے سال ہی بجلی کا کوئی نہ کوئی میگا پراجیکٹ آنا چاہئے تھا۔کیا فائدہ ہوا کہ آج پانچویں سال یعنی آخری سال میں انہیں خیال آیا ہے کہ یہ ڈیم بننے چاہئیں اور یہ کچھ ہونا چاہئے بہت افسوس کی بات ہے۔میں اسے صرف اور صرف عوام کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کہوں گی۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ جس طرح انہوں نے flop،flop Laptop Scheme آشیانہ سکیم اور پیلی ٹیکسیوں کی مد میں پیسے لگائے کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ یہ سارے پیسے بجلی کے بحران کو دور کرنے میں لگاتے تاکہ عوام کو relief ملتا اور انہیں اس کا کوئی فائدہ ہوتا۔اگر یہ عوام کے اتنے مخلص ہوتے تو آج کچھ کر کے دکھاتے اللہ نے انہیں پانچ سال کا سنہری موقع دیا تھا لیکن ان کے پاس دکھانے کے لئے کچھ بھی نہیں سوائے لڑائی جھگڑوں کے، پچھلی حکومت کو رونے کے علاوہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اب یہ پچھلے ڈیڑھ سال سے وفاق کو رونا شروع ہو گئے ہیں انہیں چاہئے تھا کہ کچھ کرتے۔ پانچ سال گزر گئے ہیں یہ اب عوام کو کیا منہ دکھائیں گے، عوام ان کا کیا یاد کریں گے ؟ یہ ہماری پچھلی حکومت کو روتے ہیں لیکن میں بڑے فخر کے ساتھ کہتی ہوں کہ آج بھی ہمارے بہت سے منصوبے جن میں 1122، ٹریفک وارڈن، پٹرولنگ پولیس اور اس طرح اور بھی بے شمار منصوبے ہیں جو آپ کو چلتے پھرتے نظر آئیں گے اور وہ ہمارے دور حکومت کی یاد دلاتے رہیں گے۔یہ ایک منصوبہ بھی بتادیں جس میں وزیر اعلیٰ کا وژن نظر آتا ہو، پہلے سال سستی روٹی سکیم لی گئی تو اس کا کیا فائدہ ہوا؟ان کے جتنے بھی منصوبے ہیں ان میں انفرادیت نظر آتی ہے اجتماعیت نہیں۔ان میں ان کے بندے کا ذاتی فائدہ ہوتا ہے لیکن کسی اور کا فائدہ نہیں ہوتا۔ روٹی کیوں سستی کی ؟آٹا سستا کرتے تاکہ عوام کے گھروں تک relief جاتا، عوام کو لیپ ٹاپ سے کیا لگے، میرے بھائی کو کہیں پر پیلو ٹیکسی نظر آئی ہے ؟لگتا ہے سب نے ان پر پینٹ کرا کر ذاتی گاڑیاں ہی بنالی ہیں کیا یہی ان کا check and balance ہے ؟ یہ یہاں پر عوام کا پیسا برباد کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہاں پر بہت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ بات کر رہی ہوں اور میرا دل بہت دکھی ہے یہ جتنا خادم اعلیٰ، خادم اعلیٰ کا راگ الاپتے ہیں یہ بس کر دیں۔یہ بالکل ہی خادم اعلیٰ نہیں ہیں۔ خادم اعلیٰ ہوتے تو عوام کا سوچتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ حاکم اعلیٰ ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: میری بہن بالکل صحیح کہہ رہی ہیں کہ یہ حاکم اعلیٰ ہیں چونکہ خادم اعلیٰ ایسے نہیں ہوتے۔ ارے خادم کے ساتھ اعلیٰ لگانا بھی کوئی اعلیٰ ظرفی ہے، کیا بات ہے ؟ خادمیت میں بھی انہوں نے کہا کہ اعلیٰ درجے پر خادم ہیں۔انہوں نے پنجاب کی کیا خدمت کی ہے ؟ کچھ بھی نہیں کیا۔میں اعداد و شمار کے ہیر پھیر میں نہیں پڑوں گی۔ میرے بہت سے معزز ممبران بیٹھے ہیں جو بہت تقاریر کریں گے اور بتائیں گے میں تو صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتی تھی جو میں نے نکال لی۔آخر میں ایک شعر کہوں گی۔

میں سچ کہوں گی مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

بہت شکریہ۔ میں جاتے جاتے ایک اور بات کہہ جاؤں کہ بجلی کے بحران کا صرف اور صرف ایک حل چودھری شجاعت حسین کا فارمولا ہے۔ میرے خیال میں اگر آج ملکی اور صوبے کے مفادات کے لئے اپنی ذاتی انا کو ایک طرف رکھ کر اس پر غور کریں تو یہ بہترین حل ہے۔اس میں یہ نہ سوچیں کہ کون سی پارٹی کی طرف سے یہ تجویز آئی ہے۔اگر آپ واقعی ملک اور عوام کی بہتری چاہتے ہیں تو اس فارمولا کو لے کر آئیں۔آپ سب نے میری تقریر کو بہت آرام سے سنا ہے اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں شیر علی خان صاحب کو بجٹ پر تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔سب سے پہلے میں اغیار کی امداد نہ لینے اور اس پالیسی کو جاری رکھنے پر میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں ایک متوازن، عوام دوست اور کاشتکار دوست بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے کی گئی باتوں میں سے دو کے حوالے سے ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں۔انہوں نے کہا ہے کہ بہاولپور صوبے کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔جب صوبہ بنے گا تو پھر اس کے لئے رقم رکھی جائے گی۔ابھی تو صوبہ بنا ہی نہیں اور یہ رقم پہلے رکھوانا چاہتے ہیں۔دوسرا انہوں نے کہا کہ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہیں کرائے گی۔یہ اپنا ریکارڈ درست کر لیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی کسی حکومت میں بھی لوکل گورنمنٹ کا الیکشن نہیں ہوا۔1987,1991 اور 1998 کے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت میں ہی ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا ہے کہ بجٹ کے حوالے سے کسی سے تجاویز نہیں لی گئیں۔اگر انہوں نے pre budget بحث میں حصہ لیا ہوتا اور تجاویز دی ہوتیں تو پھر ان کو بجٹ میں ضرور شامل کیا جاتا۔اس کی سب سے بڑی مثال گرین ٹریکٹر سکیم ہے جو کہ یہاں پر ممبران نے تجویز کیا تھا۔اس بجٹ میں بیس ہزار ٹریکٹروں کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ زراعت کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوں گے۔اس سلسلے میں میری صرف یہ تجویز ہو گی کہ ہر یونین کونسل میں ایک ٹریکٹر دیا جائے اس طرح پورے پنجاب میں منصفانہ طور پر یہ ٹریکٹر تقسیم ہو سکیں گے۔شعبہ

زراعت میں Drip Irrigation And Sprinkle Irrigation کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔یہاں پرlaser levelerکا ذکر کیا گیا ہے۔اس سے بلاشبہ پانی کا ضیاع روکنے اور فصل کو بہتر بنانے میں بہت مدد ملے گی۔ بارانی علاقوں میں تین نئے ڈیم ایک ارب 87 کروڑ روپے کی رقم سے شروع کئے جارہے ہیں۔اس ماہ جون کے اندر گیارہ ڈیم مکمل ہو رہے ہیں یہ پوٹھوہار کے علاقے میں پانی کی قلت دُور کرنے اور زراعت میں بہت بڑاانقلاب لانے میں مدد گار ثابت ہوں گے۔اس کے ساتھ منی ڈیموں کے لئے بھی دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یہ بھی بلاشبہ چھوٹے کاشت کاروں کے لئے اپنی زمینوں کو سیراب کرنے میں بہت مدد گار ثابت ہوں گے۔جب ڈیموں کا ذکر ہو اور کالا باغ ڈیم کا ذکر نہ کیا جائے تو زیادتی ہو گی۔ میں اس سلسلے میں ہمیشہ کی طرح سے تجویز کروں گا کہ پنجاب کو اس ڈیم پرconsensus پیدا کرنے کے لئے اپنا مقدمہ بہت forcefully لڑنا ہو گا۔یہ پاکستان کا ایک بہت بڑا اور viable projectہے اس کے لئے ہر سطح پر آواز اٹھانی ہو گی تاکہ یہ ڈیم بن سکے اور بجلی کا جو بحران آج اس ملک میں نظر آتا ہے اس کو دُور کرنے میں معاون ثابت ہو سکے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے silos بنانے کا کہا ہے اس سے ضائع ہونے والی گندم کو محفوظ کرنے میں مدد ملے گی۔رورل ایمبولینس سروس کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔چونکہ دیہات میں رہنے والے لوگوں کو اب تک یہ سروس مہیا نہیں ہے اس لئے اس کے مہیا ہونے سے انہیں کسی بیماریا ایمرجنسی کی صورت میں سہولت میسر آجائے گی۔

جناب سپیکر!وفاقی حکومت نے پنجاب کو اندھیروں میں دھکیلنے کی کوشش کی ہے جس کا تفصیلی ذکر وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں کیا ہے۔وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے کوئلے سے بجلی پیدا کرنے، نہروں اور براجوں پر بجلی کے منصوبے بنانے کے اعلان سے ہماری بند ہوتی ہوئی صنعت کو ضرور سہارا ملے گا۔اس کے ساتھ ساتھ ایک ارب روپے کی لاگت سے پچاس ہزار گھرانوں کو سولر انرجی دینے کا منصوبہ بھی قابل ستائش ہے۔

جناب سپیکر!نوجوان نسل کو لیپ ٹاپ دینے کے لئے جو4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس پر بہت تنقید کی جاتی ہے۔ جن نوجوانوں کو یہ لیپ ٹاپ ملے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ اس سکیم کو قابل تحسین قرار دیتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے اور اس کو جاری رہنا چاہئے۔اسی طرحYouth festivals and Youth Sports Festivalپروگرام کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ Punjab Educational Endowment Fund کے لئے

8۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم کی جاچکی ہے اور آئندہ مالی سال میں اس فنڈ کے لئے مزید 2۔ارب روپے فراہم کر کے طے کردہ 10۔ارب روپے کے فنڈز کے ہدف کو حاصل کر لیا جائے گا۔یہ بھی بہت اچھا قدم ہے۔غریب طالب علموں کے لئے وظائف اور TEVTA کے institutes کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے مختص کرنا بہت ہی قابل تحسین اقدام ہیں۔ماڈل سکولوں کے لئے 70 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔یہ سب بہت اچھے اقدام ہیں۔بجٹ میں 59 نئے کالجوں کی تکمیل کی بات بھی کی گئی ہے اور یہاں میں اپنے حلقے کی تحصیل حسن ابدال کا ذکر ضرور کروں گا کیونکہ اس تحصیل میں کوئی سرکاری ڈگری کالج موجود نہیں ہے۔امید ہے کہ وہاں پر بھی کالج بنانے کے لئے رقم مختص کی جائے گی۔پچھلے سال شعبہ تعلیم کے لئے 172۔ارب روپے رکھے گئے تھے اس سال اس مد میں 195۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس سے تعلیم میں بہتری آنے کا امکان ہے۔صوبے میں State of the Art Information Technology University بنانے کا ارادہ ظاہر کیا گیا ہے جو وقت کی عین ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!آشیانہ ہاؤسنگ سکیم،جناح آبادیوں میں پانچ مرلہ پلاٹس کی تقسیم،لیبر کے لئے دو ہزار گھر اور اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کی سکیمیں بہت اچھی ہیں۔اس کے علاوہ کسانوں کے لئے ماڈل بازار کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے یہ بھی بہت اچھا ہے۔اس بازار میں کسان اپنی اجناس براہ راست فروخت کر سکتا ہے۔مزدور کی کم سے کم اجرت نو ہزار روپے،سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ اس مہنگائی کے دور میں ان کا معاون ثابت ہوگا۔اسی طرح اسّی ہزار اسامیوں پر مختلف محکمہ جات میں بھرتی،پولیس میں دس ہزار لوگوں کی نئی بھرتی اور سولہ ہزار نئے اساتذہ کی بھرتی بلاشبہ بے روزگاری دُور کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

جناب سپیکر!یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے جو 80۔ارب روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں اس کے ساتھ چاہئے تو یہ تھا کہ شمالی پنجاب کے پسماندہ اضلاع جن میں پوٹھوہار کا علاقہ جہلم،چکوال اور خصوصاً میرا ضلع اٹک شامل ہیں کے لئے بھی خصوصی فنڈز رکھے جاتے کیونکہ جہاں جنوبی پنجاب والے پسماندہ ہونے کا کہہ کر کافی عرصے سے خصوصی فنڈز لے رہے ہیں وہاں باقی پسماندہ اضلاع کی حق تلفی بھی ہو رہی ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ ہمیں یعنی ضلع اٹک کو بھی خصوصی گرانٹ دی جائے گی اور سابقہ روایات کے برعکس یہ گرانٹ صرف اٹک اور حضرو تحصیل کو نہ دی جائے گی بلکہ میری

پسماندہ تحصیلوں پنڈی کھیپ، فتح جھنگ اور حسن ابدال کو دی جائے گی۔آخر میں ایک مرتبہ پھر ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، ملک جہانزیب وارن صاحب!

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالہ سے کافی تقریریں ہوئیں اور کہا گیا کہ جنوبی پنجاب کو کچھ نہیں ملا تو میرے پاس وہ تمام figures موجود ہیں جو میں اس ایوان کو بتانا فرض سمجھتا ہوں۔ آج 13-2012 کا بجٹ ہے تو میں آپ کو 10 سال کے بجٹ کے بارے میں بتاؤں گا۔ 04-2003 کے بجٹ میں Total Volume of ADP 30,500 ہے، 05-2004 میں 43 ہے، 06-2005 میں 63 ہے، 07-2006 میں 100 اور 08-2007 میں 150 رہا ہے یہ پچھلی حکومت کا پانچ سال کا volume of ADP ہے اور اگر آج دیکھیں تو 09-2008 میں 160 ہے، 10-2009 میں 172 ہے، 11-2010 کا 182 ہے، 12-2011 کا 220 اور 13-2012 کا 250 ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو نظر نہیں آ رہا کیونکہ اگر پچھلے دور کو دیکھا جائے تو انہوں نے ٹوٹل بجٹ 20 فیصد دیا ہے اور ہم نے 50 فیصد جنوبی پنجاب کو دیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ جنوبی پنجاب کی ضلع وار allocation دیکھیں تو میں یہ بھی آپ کو مختصراً بتا دیتا ہوں کہ انہوں نے جب 08-2007 کو گورنمنٹ چھوڑی تو 22 فیصد تھی اور آج 80 فیصد ہے یعنی آپ دیکھیں کہ ان پانچ سال میں ہمارا حصہ 80 فیصد بنا ہے اور allocation کو دیکھیں تو 32 فیصد ہے اور وہ بھی دُگنا ہو گئی ہے۔ میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ حقائق پر بات کرنی چاہئے کیونکہ جب آپ حقائق پر بات کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! اگر آپ جنوبی پنجاب کو ایجوکیشن کے حوالہ سے دیکھیں تو میں یہاں پر ان کو ایک ایک سکیم کے بارے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سالہ دور میں ہماری حکومت اور ہمارے قائدین نے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ یہ بے شک میرے ساتھ چلیں تو میں ان کو دکھا دوں گا اور اگر مجھ سے کاپی لینا چاہیں تو میں یہ کاپی بھی ان کو دے دوں گا۔ Establishment of Women University ملتان اور بہاولپور کے لئے ہے، Establishment of New Ghazi University ڈی جی خان کے لئے ہے، دانش سکول سسٹم، پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام، Upgradation/Establishment of 19 Girls Colleges and 4 Boys College, Provision of missing facilities in 620 schools, Punjab Education Endowment Fund, Provision of Laptops to students, Provision of

missing facilities in 18 existing girls Colleges and in 16 existing Boys Colleges.

جناب سپیکر!اگر صحت کے حوالہ سے بات کریں تو Establishment of Medical College Dera Ghazi Khan کے لئے 714 ملین روپے دیئے گئے ہیں ،بہاولپور میں 410 beds hospitals کے لئے 705 ملین روپے ملتان میں برن یونٹ کے لئے292ملین روپے، اسی طرح جنرل ہسپتال ملتان کے لئے200ملین روپے دیئے گئے ہیں۔یہاں پر ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بات ہورہی تھی تواُن کے لئے201 ملین روپے،اسی طرح یہاں پر چلڈرن ہسپتال ملتان کی بات کی گئی تو وہاں کے لئے 150 ملین روپے، کڈنی سنٹر بہاولپور کے لئے114 ملین روپے اور میں یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ وہاں پر شدت سے یہ احساس تھا کہ بہاولپور میں کڈنی سنٹر ہو اور یہ پہلی دفعہ ہورہا ہے۔ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی جو کہ 300 beds کا ہسپتال ہے وہاں پر100 ملین روپے، شیخ زید میڈیکل کمپلیکس رحیم یار خان کے لئے 100 ملین روپے، اسی طریقے سے بہاولپور میں جو نیا کارڈیالوجی سنٹر بن رہا ہے اُس کے لئے50 ملین روپے پچھلے چار سال میں دے کر یہ سارے منصوبے مکمل کروائے ہیں۔

جناب سپیکر!اگر آپ Water Supply and Sanitation کے منصوبے دیکھیں تو اربن سیوریج سکیم بورے والا میں، میرے اپنے شہر بہاولپور میں33 ملین روپے سے Water Supply Scheme بن رہی ہے،اسی طریقے سے بہاولنگر کے لئے 70 ملین روپے اور لیہ سٹی کے لئے 128 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!اگر آپ Agriculture and Food پر آئیں تو وہاں پر Water Services Training Institute, اور Courses and Drip Irrigation کے لئے Karor Distt. Layyah کے لئے20 ملین روپے، ڈی جی خان کے لئے200 ملین روپے اور شاد باد کو آپریٹو لائیو سٹاک فارم چولستان ڈسٹرکٹ بہاولپور کے لئے 38 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔اسی طریقہ سے ویٹرنری یونیورسٹی بہاولپور کے لئے 86 ملین روپے اور ان کے وزیر اعظم صاحب جب بھی بہاولپور میں آئے ہیں تو انہوں نے ہمیشہ یہ تقریر کی ہے کہ ویٹرنری ہسپتال ہم بنارہے ہیں اور یہ صرف باتیں ہی تھیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بات ثابت کر دی اور بہاولپور میں انہوں نے ویٹرنری ہسپتال کے لئے 86 ملین روپے دے کر وہاں کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا ہے۔اگر irrigation پر آئیں

تو ڈیرہ غازی خان میں CBRC area کے لئے915ملین روپے اور بھونگ جو ہمارا چھوٹا سا شہر ہے اس کے لئے50ملین روپے دیئے گئے ہیں۔اگر آپ roads کو دیکھیں تو بہاولپور کا جو بائی پاس ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وارن صاحب!wind up کریں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ جنوبی پنجاب میں یہ کام نہیں ہوئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کام جنوبی پنجاب میں ہوئے ہیں۔ان کو تکلیف یہی ہے کہ پچھلے ساٹھ سالہ دور میں ایسا نہیں ہوا اور یہ کام کیوں ہوئے ہیں۔انہوں نے لوگوں کو پچھلے چار سالہ دور میں کیا دیا ہے؟یہ وفاق کے ادارے چاہے واپڈا یا پی آئی اے سب کو لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ان کو شرم نہیں آتی۔ان کو میں شیشہ دکھا رہا ہوں کہ اپنی اصلاح کر لیں۔

جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ اگر آپ roads کو دیکھیں تو وزیر اعظم کے شہر میں 9 نمبر چونگی سے بہاولپور بائی پاس تک جو road دی گئی ہے اسے دیکھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اس کا موازنہ کریں تو ان کو یہ احساس ہو جائے گا۔میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر یہ جا کر اس road کا حشر دیکھیں جو ہم دے رہے ہیں جو بہاولپور بائی پاس تک بن رہی ہے۔

جناب سپیکر!اسی طریقے سے ایک بہت لمبی فہرست میرے پاس ہے لیکن میں تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں کہ بہاولپور، مظفر گڑھ، ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے roads کے لئے پچھلے چار سالوں میں جتنی سکیمیں آئیں اس کا تین گنا بڑھا دیا گیا ہے۔میں اس پر اپنے وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں۔انہوں نے اس پر بڑی محنت کی ہے اور ہمارے علاقوں کو دیکھا ہے۔انہوں نے اس دفعہ road sector میں جو سکیمیں اور پیسا دیا ہے اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

جناب سپیکر!آخر میں گزارش یہ ہے کہ جو شاہ کے زیادہ وفادار ہوتے ہیں وہی لوگ بھاگنے والے ہوتے ہیں۔ان کے جو وفادار ہیں وہ پچھلے شاہ کے بھی وفادار تھے۔اگر آپ ان کو دیکھ لیں میں اپنے بھائی کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن ان کا نام بھی اس فہرست میں آ چکا ہے۔میرے خیال میں میرے یہ بھائی بھی شاہ کے اس بڑے وفادار کے ساتھ ہیں۔میں ان کے لئے یہی کہوں گا کہ یہ بھی منظر سے out ہونے والے ہیں اور بہت جلد ہمارے پاس آنے والے ہیں اگر یہ ہمارے پاس آئیں گے تو میں ان کو welcome کہوں گا۔

خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ان کو بیٹھ کر سوچنا چاہئے ،ان کو قوم اور پاکستان پر رحم کرنا چاہئے۔انہوں نے جو بیڑہ غرق کر دیا ہے اس کو خیر باد کہہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ قوم پر احسان ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ **ملک نوشیر خان لنگڑیال** صاحب!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہی گزارش کروں گا کہ یہ بجٹ اس tenure کا آخری بجٹ ہے۔ اس سے لوگوں کو بہت امیدیں تھیں کہ یہ ایسا بجٹ ہو گا کہ جس سے غریب لوگوں، مزدور پیشہ اور محنت کشوں کو ریلیف ملے گا لیکن اس وقت لوگوں کو مایوسی ہوئی جب یہ بجٹ دستاویزات ان کے سامنے آئیں۔ پنجاب حکومت نے عوام کو جو دھوکا دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی سزا انہیں ضرور ملے گی۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔ اگر آپ ہسپتالوں کا معائنہ کریں، آپ کو اتفاق ہوا ہو گا اگر نہیں بھی ہوا تو آپ ضرور تشریف لے کر جائیں۔ آپ کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں تو وہاں لوگ برآمدے میں پڑے ہوتے ہیں اور انہیں bed نہیں مل رہا ہوتا۔ مجھے ایک دفعہ جناح ہسپتال جانے کا اتفاق ہوا تو ایک بہت ہی serious مریض آیا لیکن اس کے لئے سٹریچر دستیاب نہ ہوا۔ مجھے اس پر بڑا افسوس ہوا تو میں نے پوچھا کہ کیا یہاں سٹریچر کا کوئی مسئلہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہاں صرف گیارہ سٹریچر ہیں وہ خالی نہیں ہیں اس لئے اس مریض کو مجبوراً چارپائی پر لٹا کر ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔ یہ حال ہسپتالوں کا ہے اور اس کے لئے ہم نے 1650۔ارب روپے کا فنڈ مختص کیا ہے۔ اگر ہم اس رقم کو فی کس تقسیم کریں تو 46 پیسے بنتے ہیں۔ یہ بہت ظلم ہے کہ پچھلے سال ہم نے 47 پیسے فی کس رکھے تھے مگر ہمیں اس وقت افسوس ہوا کہ وہ پیسے بھی حکومت خرچ نہیں کر سکی تھی اور صرف 33 پیسے فی کس خرچ کئے اور وہ بجٹ ویسے کا ویسا ہی رہ گیا جو محکمہ صحت کے لئے مختص کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! اسی طرح جنوبی پنجاب کے حوالے سے ہمیں ایک دفعہ پھر نظر انداز کیا گیا ہے اور 80۔ارب روپے کی بہت بڑی figure دے دی گئی کہ ہم نے 80۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے رکھ دیئے ہیں۔ یہاں جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جتنی کتابیں ہمیں دی گئی ہیں اس میں سے مجھے 80۔ارب ڈھونڈ دیں کہ وہ کہاں رکھے گئے ہیں؟ اگر white paper کے صفحہ 60 کو بغور پڑھیں تو ایک جگہ پر 10۔ارب روپے کی figure ہے جبکہ دوسری پر 5۔ارب 50 کروڑ کی figure ہے۔ ہمیں

کم از کم تمام کتابیں پڑھنے کے بعد یہ 80۔ارب روپے کہیں نظر نہیں آیا، یہ figure صرف دیکھنے کے لئے ہے ہم اس کو خرچ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ایجوکیشن کا ہے۔ میں اس حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے صوبے میں ایجوکیشن کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ ہمارا ایجوکیشن سسٹم total failure کی طرف جا رہا ہے۔ ہمارا growth rate پچھلے سال صرف 0.6 فیصد تھا یہ بڑھنے کی بجائے کم ہو کر 0.4 فیصد ہو گیا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ صوبہ پنجاب جس پر پورا ملک انحصار کرتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ literacy rate پنجاب میں رہا ہے اور پنجاب دن بدن آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے جا رہا ہے۔ ہم نے ایجوکیشن کو اتنا focus کیا ہوا ہے یہ میں نہیں کہتا بلکہ MTDF کے figures ہیں جو حکومت نے خود دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے growth rate کم ہوا ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ ہم نے 23۔ارب 90 کروڑ روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے تھے مگر افسوس کی بات ہے کہ صرف 15۔ارب 80 کروڑ روپے خرچ کئے۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیاروں، ایم این ایز، ایم پی ایز اور ایسے لوگوں کو جو مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ ہولڈر یا من پسند ہیں اُن کو 11۔ارب 33 کروڑ 53 لاکھ روپے ایجوکیشن کے بجٹ میں سے دے دیئے۔ ایجوکیشن کا بجٹ بڑھانے کی بجائے 11۔ارب روپے کی رقم نکال کر بھوکے شیروں کے آگے ڈال دی گئی ہے۔ جب ایجوکیشن کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے محکموں کا کیا حال ہو گا؟ اسی طرح بلیک بیری 57 لاکھ روپے کے خریدے گئے۔ مجھے اس کا دکھ نہیں ہے کہ بلیک بیری 57 لاکھ روپے کے کیوں خریدے گئے مگر آپ جانتے ہیں کہ بلیک بیری ایک ایسا سیٹ ہے جس کا ہیڈ کوارٹر کینیڈا میں ہے اور ہر چیز ریکارڈ ہوتی ہے۔ ہمارے سیکرٹری سطح کے یا دیگر افسران کے پاس بلیک بیری سیٹ ہیں جن کا ایک ایک لمحے کا ریکارڈ ہیڈ کوارٹر پر save ہو رہا ہے۔ اب ہمارے صوبے کی privacy اور ہماری کوئی بھی بات secret نہیں رہی۔ جس صوبہ میں secrecy نہ ہو تو اس کا کیا حال ہو گا؟ اگر یہی موبائل سیٹ لے کر دینے تھے تو بلیک بیری کی بجائے کوئی دوسرے سیٹ لے کر دے دیتے کیونکہ بلیک بیری کا ایک ایک figure save ہوتا رہتا ہے۔ اب یہ ریکارڈ ہماری حکومت کا حصہ نہیں رہا بلکہ دوسرے ممالک بھی اس ریکارڈ کو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ گرانٹ دینے کا اختیار خادمِ اعلیٰ کے پاس ہوتا ہے لیکن ضمنی گرانٹ میں سے 57۔ارب روپے کی اتنی بڑی رقم خادمِ اعلیٰ نے اپنی من پسند جگہوں پر لگائی۔ اسی طرح

لاہور کے تین roads پر 11۔ارب روپے لگا دیئے جبکہ ہمارے پورے پنجاب کی واٹر سپلائی اور سیوریج سکیموں کے لئے صرف 9۔ارب روپے رکھے گئے۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے پچھلے بجٹ میں 26کروڑ64لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی تھی لیکن تمام تر بچتوں کے باوجود36کروڑ84لاکھ روپے خرچ کر دیئے جس سے آپ خود اندازہ لگالیں کہ 26اور 36کروڑ روپے میں کتنا فرق ہے ؟اسی طرح میں حکومت پنجاب کو ایک credit دینا چاہتا تھا کہ حکومت پنجاب نے پہلی بائیوٹیکنالوجی یونیورسٹی کا آغاز کیا جو پاکستان کی پہلی یونیورسٹی تھی جس سے ہماری ترقی depend کر رہی تھی اور اس سے ہماری ترقی کا معیار کہیں زیادہ ہو جانا تھا۔اس یونیورسٹی کی opening بھی ہوئی، چار دیواری بھی بن گئی، بلڈنگ بھی شروع ہو گئی، وزیر اعلیٰ صاحب موقع پر جا کر opening بھی کر آئے اور اُن کا stone بھی لگ گیا میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ایک ایسا credit ہے جو کہ ہمارے صوبہ پنجاب کو مل رہا ہے کہ پاکستان کی پہلی بائیوٹیکنالوجی کی یونیورسٹی قائم ہو رہی ہے مگر اتنی investment کر کے وہاں پر آشیانہ سکیم ملک ریاض کے حوالے کر دی گئی۔ یہ یقیناً ایک ایسا کام تھا جو پنجاب کے credit میں تاحیات رہنا تھا مگر مجھے افسوس ہوا کہ کچھ نااہل لوگوں کے مشوروں سے ہم اُس credit کو ختم کر بیٹھے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہم سے صرف وعدے ہوتے رہے ہیں۔ یہ بجٹ مخصوص لوگوں کے لئے نہیں بلکہ پنجاب کے ہر غریب شخص کی خاطر لایا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس بجٹ سے کم از کم تقریباً ڈیڑھ سو حلقہ محروم رہتا ہے۔ میں وزیر قانون کی اس حوالے سے respect کرتا ہوں کہ انہوں نے restoration of democracy کے لئے بڑی struggle کی۔ انہوں نے یہاں آ کر تین دفعہ وعدہ کیا اور آخری دفعہ وعدہ یہ کیا کہ خادمِ اعلیٰ صاحب نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ پنجاب کے ہر ممبر کو بجٹ ملے گا مگر مجھے افسوس ہوا کہ جس شخص کی میرے ذہن میں respect تھی کہ جب وہ وعدہ کرتا ہے تو میرے خیال میں جاتی عمرہ میں کوئی ایسا قبرستان نہیں ہے جہاں وعدہ شکن کو معافی ملتی ہو اور ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ اگر ایسی کوئی مجبوری تھی تو انسان اپنی credibility کسی صورت کسی کی خاطر نہ کھوئے کیونکہ ہر ایک نے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہونا ہے۔ تین دفعہ وعدہ کرنے کے باوجود ہمارے حلقے کی عوام اس فنڈ سے محروم رہی جس کا نقصان یہ ہوا کہ وہ فنڈ اب lapse ہو رہا ہے۔ ہمارے ضلع کے پانچ ایم پی ایز کو اس وجہ سے ذلیل و رسوا کیا گیا کیونکہ ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہے۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کہ یہاں ہم تمام سکیموں کے متعلق کہتے ہیں کہ بڑی transparent ہیں جن میں سے میں دو سکیموں کا حوالہ دوں گا۔ ٹریکٹر سکیم کے حوالے سے یہاں

وزیر اعلیٰ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ایک ٹریکٹر بھی آپ ثابت کر دیں کہ غلط دیا گیا ہے تو میں resign دے دوں گا۔ آڈیٹر جنرل نے تین اضلاع کا آڈٹ کیا جن میں ضلع لاہور، شیخوپورہ اور قصور شامل تھا تو آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق پانچ سو ٹریکٹروں کی بے ضابطگی کی گئی ہے۔ اسی طرح محکمہ تعلیم کے حوالے سے دیکھیں کہ یہاں پر ہر مرتبہ بہت سے ممبران شور ڈالتے ہیں کہ پچھلے بجٹ میں ایک ارب25 کروڑ روپے مفت کتابیں جو طلباء میں تقسیم کی جاتی ہیں کے لئے رکھے جو ہم پرائیویٹ لوگوں سے چھپواتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ کتابوں میں کتنا margin ہوتا ہے بلکہ ٹھیکیدار نے ایک لاکھ پچیس ہزار کتابیں اُس وقت دیں جب کلاسیں ختم ہو چکی تھیں اور بچے امتحان دے کر گھر جا چکے تھے۔ وہ ایک لاکھ پچیس ہزار کتابیں جو دیر سے دی گئیں اُن کا کون والی وارث تھا؟ اسی طرح تعلیم کے حوالے سے وزیر تعلیم نے وعدہ کیا کہ تمام سکولوں کی SNEs ہو چکی ہیں جہاں تمام کلاسیں لگیں گی۔ مجھے پورے پنجاب کے سکولوں کا تو نہیں پتا لیکن صرف میرے حلقہ میں کم از کم 27 سکول ایسے ہیں جو تعمیر ہو کر مکمل ہو چکے ہیں لیکن پچھلے تین چار سال سے وہاں پر کلاسیں شروع نہیں ہو رہیں۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہی request کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس بات کا notice لیا تھا کہ وہاں پر کلاسیں شروع کیوں نہیں ہو رہیں جبکہ سکولوں کی عمارات تباہ ہو رہی ہیں۔ میں آخر میں اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ۔

ہم تراشتے رہے منازل کی سنگ راہ
چند لوگ گیلی زمین کھود کر فرہاد بن گئے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے بڑی خوبصورت باتیں ہم نے بھی سنی ہیں کہ وزیر خزانہ نے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ کہا گیا کہ ٹیکس لگائے جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ کیا آج کسی کے اوپر ٹیکس لگانے کا وقت ہے؟ ایک گھر کا چولہا تو جل نہیں سکتا۔ اگر ایک شخص کسی دوسرے ملک سے دس، بیس یا پچاس لاکھ روپے کما کر یہاں اپنی کوٹھی بناتا ہے تو اُس کے گھر میں بجلی نہیں ہوتی اور اگر بجلی لگ جاتی ہے تو دس، بارہ یا پندرہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہاں اس بات کا بڑا ذکر ہوا کہ حکومت پنجاب نے آج تک کیا کیا؟ یہاں صرف ایک issue لے لیں کہ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر مزارعوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ جب سے پاکستان بنا وہ خانہ کاشت میں موروثی چلے آ رہے تھے۔ پہلی دفعہ بغیر کسی خرچے کے نہ صرف

اُن کو مالکانہ حقوق دیئے گئے بلکہ انتقال کر کے ایک رجسٹری کی شکل میں ہزاروں لوگوں کو اُن کے گھر پر انتقال کی نقل دے دی گئی اور اُس خانہ کاشت میں انہیں مالک بنا دیا گیا۔ لیپ ٹاپ سکیم کے حوالے سے میں کہوں گا کہ اگر یہ سکیم اتنی ہی غلط ہے تو پھر صوبہ خیبر پختونخواہ میں اب پچیس ہزار لیپ ٹاپ کیوں خریدے جا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے vision، سوچ، محنت اور غریب پروری کے حوالے سے میں کہوں گا کہ اگر پنجاب میں یہ حکومت نہ ہوتی تو جو حشر پاکستان کا ہو رہا ہے وہ پنجاب کا بھی ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا نقصان پاکستان نے اس چار پانچ سالہ دَور میں اٹھایا ہے پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آج اگر پی آئی اے کو دیکھیں تو وہ بالکل ختم ہونے کو جا رہا ہے، ریلوے کا ادارہ پوری دنیا میں پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ تھا لیکن اس کا دیکھیں کیا حشر ہو گیا ہے کہ ریلوے انجن رہے نہ ریلوے بلکہ کچھ بھی نہیں رہا، سٹیل ملز کو دیکھ لیں۔ یہ بات ٹھیک ہے اور کہا جاتا ہے کہ سندھ کے اوپر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں، پنجاب کے اوپر ٹیکس نہیں لگائے جا رہے۔ پنجاب پر ٹیکس تب لگیں جب کوئی صنعتکار اپنی فیکٹری چلا لے۔ صنعتکار بے چارہ صبح اور شام سوچ رہا ہے اور مہینے کے بعد جب وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر حساب کرتا ہے، جب اس کے دروازے پر مزدور آتے ہیں تو فیکٹری کا بھٹہ بیٹھ چکا ہوتا ہے اور یہاں سے ہزاروں فیکٹری مالکان باہر کے ممالک میں جانے کا سوچ رہے ہیں لیکن یہاں ہر قدم تباہی و بربادی کی طرف جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہے کہ پچھلی حکومتوں نے کوئی اچھا نہیں کیا۔ گجرات سے میری ایک colleague کہہ رہی تھی ہم نے ایک دور وہ بھی دیکھا ہے کہ آپ کی جگہ پر چودھری پرویز الٰہی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ یہاں پر کھڑے ہو کر اپنی بات کرتے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتحاد صرف اپنی حکومت کے لئے ہے۔ میں انہیں اس فورم سے التجا کرتا ہوں کہ خدا کے لئے کالا باغ ڈیم سے سستی بجلی پوری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اس ڈیم سے پاکستان کو سستی بجلی مل سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر اس اتحاد کی وجہ سے کالا باغ ڈیم پر اتفاق ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ترقی کی راہ پر چل سکتا ہے۔ اگر پاکستان کے ساتھ ہم مخلص ہیں تو ہمیں یہ اقدام اٹھانا چاہئے۔ یہ بات سچ ہے کہ پچھلی حکومتوں نے بھی اس بارے میں کچھ نہیں کیا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر پیچھے جانے والوں نے کچھ نہیں دیا

تو ہم بھی وہی کام کریں۔آج پنجاب کو criticize کیا جاتا ہے کہ پنجاب والوں نے بجلی کیوں نہیں بنائی؟ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی سوچ ہر طرف ہے، یہاں انشااللہ تعالیٰ پوری کوشش کی جائے گی اور یہ facility وقت آنے پر ضرور دی جائے گی۔ جو پروگرام شروع کیا گیا ہے اسے باقاعدہ آگے بڑھایا جائے گا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ساڑھے چار سال میں، میں نے اکثر اپنی constituency میں جو کچھ face کیا وہ بتاتا ہوں کہ ایک گاؤں سے ٹیلی فون آتا ہے کہ ہمارا ٹرانسفارمر جل گیا ہے، جیسے بھٹی صاحب نے کہا ہے کہ مہینے کے بعد جب یہ بجلی کا بل وصول کر لیتے ہیں تو وصولی کے بعد جب وہ ٹرانسفارمر جل جاتا ہے تو سارا گاؤں اکٹھا ہو کر واپڈا کے دفتر جاتا ہے تو واپڈا والے کہتے ہیں کہ پیسے نکالو۔ پھر وہ لوگ بے چارے واپس آ کر پچاس، سو اور دو چار سو روپے فی گھر لگا کر واپڈا والوں کو پیسے دے کر اپنا ٹرانسفارمر ٹھیک کرواتے ہیں تو پھر بجلی چلتی ہے۔ چار چار، پانچ پانچ دن یہ صورتحال رہتی ہے تو کیا یہ درست نہیں کیا جا سکتا؟ فرض کریں کہ پنجاب حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ لاہور اور فیصل آباد کو نئی بسیں دی جائیں تو وفاقی حکومت نے ان بسوں کو کھڑا کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیا وفاقی حکومت یہ فیصلہ نہیں کر سکتی تھی کہ ان بسوں کو سی این جی گیس فراہم کرنے کے لئے ایک علیحدہ سسٹم بنا دیا جاتا۔ کیا عام آدمی کا معیار زندگی بہتر بنانے کے لئے اور اسے گھر سے دفتر تک آنے کے لئے اگر پنجاب حکومت نے سی این جی بسیں چلائی ہیں تو ہم انہیں سی این جی فراہم کر دیں تاکہ مزدور آدمی یا ملازمت والے اپنے گھر سے سستے کرائے پر دفتر یا ڈیوٹی تک پہنچ سکیں۔ ان بسوں کو ختم کرنے کے لئے سوئی گیس کی مزید لوڈ شیڈنگ کر دی گئی۔ اگر آج گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے پنجاب کا دوسرے صوبوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ باقاعدہ طور پر ایک پلاننگ کے تحت پنجاب کی فیکٹریوں کو ختم کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے دل کی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگلے دن دنیا نیوز پر وزیر اعظم صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ آج وفاقی حکومت کو جتنا موقع اور طاقت ملی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر فائدہ ہوا ہے تو صرف چند لوگوں کو ہوا ہے۔ اس ساڑھے چار سال کے عرصہ میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟ اس نقصان کا اگر اندازہ لگایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے علاقے کی نمائندگی بڑے عرصہ سے کرنے کا شرف حاصل ہے لیکن اتنے بدترین حالات نہیں دیکھے آج یہاں پر یہ سب میرے colleague بیٹھے ہوئے ہیں لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے اگر وہاڑی میں جلوس نکلا ہے تو آپ دیکھیں کہ وہ لوگ ایم پی اے اور ایم این اے کے گھروں پر گئے ہیں۔

جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو ہم خود سوچ رہے ہوتے ہیں کہ یہ گناہ کس کا ہے اور سزا کسے مل گئی۔ میں کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ اس بارے میں سوچا جائے۔ ہمیں یہ ضرور مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ کے ووٹ بن جائیں گے لیکن دیکھیں کیا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت ووٹوں کے لئے ہی رقم نہیں دی جارہی؟ لیپ ٹاپ تو ان لوگوں کو دیئے جارہے ہیں جو حق دار ہیں، گرین ٹریکٹر ان لوگوں کو دیئے گئے جن کے نام قرعہ اندازی میں نکلے اور میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ پیپلز پارٹی نے ٹریکٹر ان لوگوں کو دیئے جو ان کے قریبی رشتہ دار تھے یعنی کسی کو بھی ٹریکٹر میرٹ پر نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! تنویر اشرف کائرہ صاحب نے تین بار وزیر خزانہ کے طور پر بجٹ پیش کیا اور ہم ان کی تقاریر سنتے رہے، بڑی اچھی تقاریر تھیں اور وہ بڑے ہی خوب صورت طریقے سے بجٹ تقریر کرتے تھے۔ یقین جانئے۔ اگر اندر سے پوچھا جائے تو وہ بھی کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت بہت اچھے کام کر رہی ہے۔ اگر اوپر سے پوچھا جائے تو پھر ظاہر ہے کہ جو کچھ کرنا ہے وہی کرنا ہے۔ یہاں پر وفاقی حکومت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہم مظلوم ہیں اور وزیر اعظم صاحب بھی کہتے ہیں کہ میرے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ جب صدر بھی ان کا ہے، وزیر اعظم بھی ان کا، چیئرمین نیب بھی ان کی مرضی کا ہے، چاروں صوبوں کے گورنر بھی ان کی مرضی کے ہیں تو پھر سارا سسٹم ہوتے ہوئے بھی اگر مظلومیت ہے اور پھر بھی کچھ نہیں کر سکے تو میں کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے اتنی محنت اور کوشش کے بعد یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ یہاں پر بار بار وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اخراجات کا ذکر کیا گیا، ہم اکثر وزیر اعلیٰ ہاؤس جاتے ہیں لیکن ایک چائے کا کپ بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ پنجاب حکومت نے اخراجات پر اتنا کنٹرول کیا ہے کہ 700 گاڑیاں پچھلے بجٹ میں کم کی گئیں۔ یہ بڑی سوچنے والی بات ہے کہ صدر اور وزیر اعظم کے باہر کے ممالک کے دوروں کے 2۔ارب روپے سے زائد کے اخراجات ہیں۔ اگر اتنے اخراجات کئے گئے ہیں تو ان کا output کیا ہے، ایک عام آدمی کو اس کا کیا فائدہ ہوا، کیا اس کی وجہ سے ہماری پی آئی اے بہتر ہو گئی، کیا اس کی وجہ سے ہماری ریلوے بہتر ہو گئی؟ کیا اس کی وجہ سے ہم energy crisis سے نکل آئے؟ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو کوئی بھی اپنا کارخانہ چلاتا ہے، جو کوئی بھی اپنی investment کرتا ہے تو اس کا حساب ضرور لگاتا ہے اور ایک وقت ضرور آئے گا کہ جب یہ قوم سب سے حساب لے گی۔ جو بہتر کام کرے گا لوگ اس کے ساتھ ہوں گے اور جو بہتر کام نہیں کریں گے لوگ ان کے خلاف ہوں گے۔ میری یہ request ہے کہ خدا کے لئے اس ملک کے اوپر ترس کھائیں اور اس ملک پر مہربانی کی جائے۔ یہ

اقتدار کا اتحاد کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی طرف بڑھے، یہ اتحاد کالا باغ ڈیم بنایا جائے کیونکہ ان کے پاس وقت ہے اور اس سے پاکستان ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے کوشش اور محنت سے اپنے ہسپتال ٹھیک کئے، ہم نے تعلیمی ادارے ٹھیک کئے، ہم نے سڑکوں کو بہتر بنایا اور ہم نے جو کچھ کیا اس سے عام آدمی کا معیار زندگی بہتر ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو crisis ہمارے سامنے ہیں ان کی وجہ سے ترقی کا پہیہ دن بدن slow ہوتا جا رہا ہے اور ہم نقصان میں جا رہے ہیں۔ ہماری وہ فیکٹری اور انڈسٹری بند ہو رہی ہے جس کی طرف ہمیں بڑھنا تھا اور مجھے امید ہے کہ انشااللہ تعالیٰ پنجاب حکومت آنے والے وقت میں اس پر ضرور توجہ دے گی۔ میرے حلقہ اتووال سے ڈھالکو جانے والی 23 کلو میٹر لمبائی کی ایک سڑک ہے جس پر میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہتا ہوں اور انہیں note کروانا چاہتا ہوں کہ اس سڑک کو اس ADP میں شامل کریں۔ یہ سڑک پچھلے سال کے بجٹ میں باقاعدہ طور پر منظور کی گئی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ ADP میں یہ سکیم نہیں ہے تو میری ان سے گزارش ہے کہ اس سکیم کو ضرور شامل کریں۔ اپنے حلقے کے حوالے سے میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ میرے حلقے میں ایک امراہائی سکول ہے اس کو گورنمنٹ نے انٹر کالج بنانے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ بھی اس سکیم میں شامل کریں تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد کاظم علی پیرزادہ!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے بجٹ کو بنایا ہے اور جو اس پر criticize کر رہے ہیں وہ اکاؤنٹ کے لوگ ہو سکتے ہیں جو بہتر تجاویز بھی دے رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو دو تین زیادتیاں ہو رہی ہیں میں اس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ معیشت کے بارے میں ہم اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ اس ملک میں کوئی bumper crop ہو اور جس دفعہ بھی ہماری فصل بکتی ہے ہماری معیشت یک دم بیٹھ جاتی ہے۔ کاشتکار جو صدیوں سے اس خطے کی خدمت کر رہا ہے اور میرے خیال میں اس خدمت کی وجہ سے اس کو جو عزت اور مقام ملنا چاہئے تھا وہ نہیں ملا بلکہ اس کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ اس دفعہ جب گنے کی فصل آئی تو اس کی procurement پر نوے فیصد فصل کو 100 روپے اور اس سے کم پر خرید کیا گیا۔ جب آخری دس فیصد فصل رہ گئی تو وہ ریٹ بڑھ کر 180 بلکہ ڈبل پر ہو گیا۔ یہ بڑی آسان سی بات ہے ہمارے پالیسی سازوں کے سامنے ہماری حکومتوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کہ جب اس کے ریٹ کو آخری دس دن میں یا آخری دس فیصد کی خرید پر ڈبل کیا گیا ہے تو وہ کس کو فائدہ

دینے کے لئے کیا گیا ہے؟نوے فیصد گنا جو ریٹ سے کم خریدا گیا ہے اس سے کس کا استحصال کیا گیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر اس سے بالا ہو کر کہ کس کا کس پارٹی سے تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا سب سے پہلے تعلق اپنے خطے سے ہے اور میں سب سے پہلے ان لوگوں کا وفادار ہوں جن کے ووٹوں سے میں منتخب ہو کر یہاں پہنچا ہوں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ اس طرح سے کسانوں کا استحصال ہوا ہے۔ جب گندم کی خریداری کا وقت آیا تو ہماری گندم کو خرید نہیں کیا گیا۔ اکثر کاشتکار سو سے ڈیڑھ سو روپے کے درمیان سستی گندم فروخت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ملک اور گھر روٹیوں اور انصاف سے بنتے ہیں۔ کفر کی حکومتیں قائم رہ سکتی ہیں لیکن بے انصاف حکومتیں قائم نہیں رہا کرتیں اس لئے اس کے لئے کچھ سوچا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر کاشتکاروں کے کردار کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو وہ آپ کے سامنے ہے۔ جب اس ملک میں مشکل حالات آئے ہیں اور لوگوں کو اپنے کاروبار زیادہ منافع میں نظر نہیں آئے تو ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں کے سرمایہ دار اپنی پوری فیکٹری بحری جہاز پر لاد کر بنگلہ دیش، دبئی یا کسی اور ملک لے گیا۔ یعنی وہ اس ملک کے اندر اُس وقت تک شہری ہے جب تک کہ اس کا سرمایہ یہاں بڑھ رہا ہے لیکن کاشتکار اِس ملک کا اُس وقت بھی شہری ہے جب اس ملک میں بُرا وقت آئے اور اس وقت بھی شہری ہے جب اچھا وقت سانس لینے کا آئے۔ کچھ عرصہ پہلے جب ہمارے کاشتکار کو کپاس کا اچھا ریٹ ملا تھا اور یہ ریٹ کافی سالوں کے بعد ملا تو اُس وقت بہت تقریریں ہوئیں۔ اسمبلیوں میں تقریریں ہوئیں اور ٹی وی ٹاک شو میں باتیں ہوئیں کہ کاشتکار پر ٹیکس لگایا جائے۔ دس سال بعد، بیس سال بعد ایک اچھی فصل جس نے کسی کاشتکار کو lifeline دی اس پر تو اتنی تقریریں ہو گئیں۔ میں اس حکومت یا آنے والی حکومت کی بات نہیں کر رہا بلکہ ہمارے ساتھ تو پچھلے ساٹھ سال سے یہ ہو رہا ہے جب سے یہ ملک بنا ہے ہمارے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کاشتکار برے حالات میں بھی یہاں بیٹھا ہے اور یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ اس ملک میں جب کسی کے پاس چار پیسے آئیں چاہے وہ کسی بھی لائن کا آدمی ہو چاہے وہ سروس مین، وہ سیاستدان، Industrialist یا سرمایہ دار ہے جب اس کے پاس پیسا آتا ہے تو اس کی پہلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں زمیندار بن جاؤں۔ وہ خود تو چاہتا ہے کہ میں زمیندار بنوں اور وہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے فارم ہاؤس تک بنا دیتا ہے لیکن کاشتکار جو اصل میں اس دھرتی کا بیٹا ہے، جو اس دھرتی کے لئے کام کر رہا ہے اس کے حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔ اسی طرح گوشت کو دیکھ لیں۔ بڑے

گوشت یا چھوٹے گوشت کی قیمت اگر -/20روپے بھی بڑھ جائے تو قصائی کے پھٹے کو اٹھا کر ایک ایسی جگہ پر پھینک دیا جاتا ہے کہ اس کی دنیا لٹ جاتی ہے لیکن مرغی کا ریٹ اگر ڈبل بھی ہو جائے تو کوئی نہیں پوچھتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس لئے ہے کہ مرغی کا گوشت سرمایہ دار کا product ہے۔ میں انہی روّیوں پر ہی آپ سے بات کروں گا۔ جنوبی پنجاب کی بہت زیادہ بات ہو رہی ہے کہ جنوبی پنجاب اور بہاولپور کو صوبہ بننا چاہئے۔ یہ سارا کچھ اس وجہ سے نہیں ہے، ہمارے سرائیکی بہت وضع دار ہیں اور بڑی قربانی دینے والے لوگ ہیں۔ میں خود بارڈر ایریا کا رہائشی اور نمائندہ ہوں۔ ہم لوگوں، ہمارے خاندانوں اور بزرگوں نے اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ جس وقت ہندوستان کی یلغار ہوتی ہے تو سب سے آگے ہم لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔اِس وقت ہمارے ملک کی قیادتوں کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ یہ مسائل ان روّیوں سے ختم ہوں گے، یہ بجٹ سے بہتر نہیں ہو سکیں گے۔ میں یہ پہلے بھی گزارشات کر چکا ہوں۔ اس وقت جو قیادت اس ملک کو lead کر رہی ہے اس کو اپنے اندر یہ سوچ پیدا کرنی پڑے گی کہ اس ملک نے ہمیں کیا عزت دی اور ہمیں کس مقام پر پہنچایا ہے۔ اب یہ وقت اس ملک کی خدمت کرنے کا ہے۔ ہمیں بہت بالا نظری، بہت سمجھداری اور بہت ہوش مندی سے فیصلے کرنے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

منہ سے کہہ دینا کہ صوبے بنا دیں یہ بہت آسان ہے لیکن اس کی بڑی serious complications ہوں گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس آبادی سے میں belong کرتا ہوں ان کے لئے سب کچھ یہی ملک ہے۔ ہماری عزت اسی ملک سے ہے۔ ہم یہاں اگر شریفانہ یا محفوظ زندگی گزار رہے ہیں تو وہ اس ملک کی وجہ سے ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے اس ملک کو قائم رہنا چاہئے۔ اس کے بعد یہ ثانوی چیزیں ہیں کہ صوبہ کون سا ہونا چاہئے اور اس میں کیا ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے وہاں خصوصی توجہ دی ہے۔ میں بہاولپور سے belong کرتا ہوں۔ میرا نہیں خیال کہ کسی ضلع کو یا کسی ڈویژن کو انہوں نے اتنی بار وزٹ کیا ہو گا جتنا بہاولپور کو کیا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں پر ترقیاتی سکیمیں اور بنیادی ضروریات کو بہت غور سے دیکھا گیا ہے اور ان کو پورا کیا گیا ہے لیکن یہ وقت leaderships role play کرنے کا ہے۔ اب بات ان ترقیاتی منصوبوں سے کہیں آگے جا چکی ہے۔ میں آپ کی توجہ اپنے حلقے کے منصوبے کی طرف دلاؤں گا۔ یہ منصوبہ میرے حلقے کا نہیں بلکہ میرے خطے کا ہے۔ بہاولپور ڈویژن میں جب ہماری آپس میں بجٹ کی discussion ہوئی تھی اس وقت بھی ہم نے یہ تجویز دی تھی۔ وہ ہے بہاولپور بہاولنگر روڈ کی dual way کی جائے۔ اس

کی وجہ یہ ہے کہ یہ تقریباً180 کلو میٹر کی روڈ ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر والوں کے لئے یہ سڑک استعمال کی جاتی ہے۔ بہاولنگر میں اتنی طبی سہولیات نہیں جتنی بہاولپور میں میسر ہیں۔ اس لئے وہ ہماری lifeline ہے۔ میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ farm to market roads کے لئے پہلے بھی بجٹ میں پیسار کھا گیا ہے لیکن اس کو ایک قانون کے تحت کہ مواضعات میں جتنی اہم سڑکیں ہیں اس پیسے کو ان پر مختص کیا جائے تاکہ زمیندار اور کاشتکار اپنی produce کو صحیح ریٹ پر فروخت کر سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میری ایک اور تجویز یہ ہے کہ جس طرح ٹریکٹر سکیم پر پیسے رکھے گئے ہیں تو بھیک بانٹنے سے حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ یقیناً ٹریکٹر اتنے مہنگے ہو چکے ہیں، یہ ہمارے کاشتکار کا product نہیں ہے اس کی قیمت کا کوئی اور تعین کرتا ہے بلکہ یہ سرمایہ دار کا product ہے۔ اس کی قیمت اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ واقعی اس کا خریدنا ایک کاشتکار اور زمیندار کے بس میں نہیں رہا۔ یہ اچھی سکیم ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری ہمارے علاقوں کی فصلیں ہیں، ہمارے پنجاب کو zones میں بانٹا جائے۔ جن علاقوں climate کے لحاظ جو فصلیں وہاں suit کرتی ہیں وہ فصلیں ادھر کاشت کی جائیں۔ غالباً اس سے متعلق پہلے قانون تھا اور اس میں کہا گیا تھا کہ کس علاقے میں کماد کاشت کیا جائے گا اور کس علاقے میں کوئی دوسری فصل کاشت ہو گی تو اس کے مطابق طریق کار اختیار کیا جائے گا اس پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی معیاری بیج کے لئے انتظامات کی ضرورت ہے۔ میں تقریباً1994 سے عملی طور پر خود کاشتکاری کر رہا ہوں اور ہم خود اس تجربے سے گزرے کہ ہمیں جو کپاس کا بیج ملتا ہے وہ معیاری نہیں ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ نیت انسان کا بیج ہے تو جب بیج ہی اچھا نہیں ہو گا تو اس پر ہم جتنے اچھے سپرے کر لیں، جتنی اچھی کھاد ڈال لیں اور اس پر جتنی محنت کر لیں ہمیں فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ ہماری agriculture میں prime priority seed ہونی چاہئے تاکہ ہم اپنے کاشتکاروں کو معیاری بیج متعارف کرائیں اور ان کی محنت کا جائز حصہ انہیں ملے۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنی جائز محنت سے زیادہ یا double معاوضہ ملے۔ ہم کاشتکار ہیں ہم اس طرح سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم نے اپنی محنت سے جو چیز پیدا کی ہے اس cost سے double of cost معاوضہ own کریں لیکن ہماری جو جائز محنت کی کمائی ہے وہ ہم تک پہنچنی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام حکومتیں چاہے وفاقی حکومت یا پنجاب حکومت ہو ہمارے حقوق کے تحفظ کے bound ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں مختصر بات کروں گا۔ ہماری حکومت نے782۔ارب روپے کا بجٹ دیا ہے ،اس میں capital receipt کو شامل کرلیں تو وہ240۔ارب روپے ہیں اور اگر public account credit کو شمار کریں کیونکہ یہ پیسے بھی عملی طور پر provincial exchequer میں آتے ہیں تو یہ1109۔ارب اور44کروڑ روپے کا بجٹ بنتا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ بتاؤں کہ وفاق84فیصد collection کر کے ان کی جھولی میں ڈالے گا اور پھر بھی یہ صوبے اس وفاق کو گالیاں دیں گے جو کہ tax collection جیسا مشکل ترین کام کر کے ان کو پیسا دیتا ہے کہ آپ اس پیسے کو صرف کریں اور اس کو صرف کرنے میں بھی انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ صوبہ اپنی 16فیصد collection کرے گا،انتظامی یا ایڈمنسٹریشن کے طور پر ایک اچھا صوبہ کبھی پنجاب ہوا کرتا تھا۔according to population یعنی جو صوبے کا حجم ہے تو اس لحاظ سے سب سے کم collection ہمارا یہ صوبہ کرے گا اور صوبے کی collection 103۔ارب روپے ہے۔

جناب سپیکر!انرجی پر بڑی تفصیلی بات ہو چکی ہے اور میں صرف دو باتوں پر اشارہ کر کے آگے چلوں گا کہ بجٹ تقریر کے اندر کہا گیا کہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے فیصل آباد، سیالکوٹ، لاہور، گوجرانوالہ اور ملتان کے شہریوں کو بڑی پریشانی ہوئی ہے۔آپ ذرا دیہاتوں کے اندر رہنے والے ان کاشتکاروں کے بارے میں سوچیں کہ کیا اس لوڈ شیڈنگ سے وہ متاثر نہیں ہوئے؟ یا وہ لوگ مسلم لیگ ٹارگٹ کے اندر نہیں کہ اگر ان کو تکلیف ہو بھی جائے تو یہ سمجھتے ہیں کہ دیہاتوں کے اندر رہنے والے لوگوں کے ساتھ اگر ایسا ہوتا ہے جو کہ شہروں کی نسبت ڈبل لوڈ شیڈنگ سے متاثر ہیں۔ سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ سندھ جیسا صوبہ جو آبادی کے اعتبار سے پنجاب سے آدھے سے بھی چھوٹا صوبہ ہے اس نے 25۔ارب روپے پاور جنریشن کے لئے رکھا ہے اور ہمارے صوبہ نے10۔ارب روپے رکھا ہے جبکہ 9۔ارب روپے گزشتہ سال رکھا تھا تو اس کی utilization صرف 2۔ارب روپے ہے یہ figures انہوں نے white paper میں show کر دی ہے لیکن یہ 2۔ارب روپے بھی in actual release نہیں ہوئی ۔ چلیں میں مان لیتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ Council of Common Interest کے اندر میں نے یہ initiate لیا تھا کہ صوبوں کو unlimited power generation کی اجازت دی جائے۔اس سے پہلے جب50یونٹ کی اجازت دی تو ایک یونٹ بھی انہوں نے پیدا نہیں کیا،پھر 200یونٹ تک تھی تو اس وقت بھی انہوں نے کوئی generation نہ کی اور جب سے

unlimited power generation ہوئی ہے تو اس کے بعد بھی انہوں نے ایک یونٹ بجلی یہاں پر پیدا نہیں کی۔ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ شاید بے روزگار لوگوں کو قرضے دینے سے خوشحالی آجایا کرتی ہے اور گزشتہ پانچ سالوں میں صوبہ کے اندر حکومت کرتے ہوئے ہماری مسلم لیگ حکومت نے جتنی ترقیاتی سکیمیں قرضے کے اعتبار سے کیں میں ان کی figures دینا چاہتا ہوں جو آپ نے خود اپنے White Paper میں دی ہیں۔جب مرکزی حکومت مسلم لیگ(ن) کے پاس تھی تو انہوں نے Yellow Cab Scheme دی جس کے ابھی 25۔ارب روپے کے قریب قرضے واجب الادا ہیں۔ UBL اور HBL پندرہ سال بعد بھی ان قرضوں کے ظلم کا شکار ہیں۔اگر یہ سکیم ناکام تھی تو ہماری اس حکومت کو دوبارہ اس ناکام سکیم کو شروع نہیں کرنا چاہئے تھا۔یہ 50ہزار روپے فی کس کے اعتبار سے 3۔ارب روپے کا قرضہ تعلیم یافتہ ہنر مند لوگوں کو دیں گے اور میں ذرا یہ recovery of loans کی ایک figure آپ کو دینا چاہتا ہوں کہ 5۔ارب 21 کروڑ روپے کا انہوں نے تخمینہ لگایا تھا کہ اس سال recovery کریں گے لیکن انہوں نے 53 کروڑ روپے کی recovery کی ہے یعنی یہ 8 فیصد ہماری recovery of loans کی performance ہے جس کی بنیاد پر ہم نئے قرضے دینے کی طرف جارہے ہیں۔governances کا یہ عالم ہے کہ اپنے قائم کردہ تخمینہ کا 8 فیصد اکٹھا کیا ہے۔

جناب سپیکر! political point scoring کی طرف کائرہ صاحب نے بات کی تھی۔ گزشتہ سال جب Farm Houses پر ٹیکس لگایا جارہا تھا تو کہا یہ جارہا تھا کہ luxuries پر ٹیکس لگا کر ہم غریب عوام کو develop کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ figure بتانا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے 36 اضلاع میں سے Farm Houses کی مد میں جو انہوں نے collection کی ہے وہ 27 لاکھ روپے ہے جو صرف میاں برادران اپنے رشتے داروں کے Farm Houses سے لے لیں تو شاید وہ figure بھی اس سے زیادہ بنتی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ collection کی ratio ایک فیصد سے کم ہے اگر ان کی financial team میرے ساتھ اس پر مذکرات کرنا چاہے تو میں تیار ہوں۔جب luxury گاڑیوں پر ٹیکس لگایا جارہا تھا تو گزشتہ سال ہم نے یہ کہا کہ چھوٹے صوبوں کو اعتماد میں لے لیں چونکہ جب ان کا luxury tax کم ہوگا اور پنجاب کا زیادہ ہوگا تو لوگ رجسٹریشن سکھر، ڈیرہ اسماعیل خان اور اسلام آباد میں کروائیں گے، Number of luxury vehicles کم ہو جائے گی نتیجتاً ہماری ایکسائز ڈیوٹی کم ہو جائے گی تو اس وقت بار بار کہنے کے باوجود ہماری financial team نے ہماری یہ بات نہ مانی۔ اب سال کے بعد یہ figure جو انہوں نے white paper میں دی ہے، یہ 12 کروڑ 50 لاکھ روپے

تخمینہ تھا جو انہوں نے luxury vehicles پر collect کرنا تھا جبکہ انہوں نے 8 کروڑ 45 لاکھ روپے وصول کیا ہے، 33 فیصد کا shortfall ہے جو کہ ہم نے ان کو ٹیکس لگاتے ہوئے بتا دیا تھا۔ صوبے کو ترقی دینے کے لئے ماڈرن میگا پراجیکٹس کی انتہائی ضرورت ہے لیکن جنوبی پنجاب کے لوگ کیوں علیحدگی کی بات کرتے ہیں کیونکہ ٹیکنیکل یونیورسٹی کئی ارب روپے سے سیالکوٹ میں بنے گی، نالج سٹی رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کے اندر بنے گا، نالج پارک اربوں روپے سے شیخوپورہ مرید کے میں بنے گا اور State of the Art, Information Technology University جو کہ ارفع کریم پارک میں قائم ہوئی ہے وہاں کلاسیں اسی سال شروع ہو جائیں گی۔ ان چاروں ماڈرن میگا پراجیکٹس کا تعلق لاہور کے گرد و نواح سے ہے، یہ بھکر والوں کا حق بھی ہو سکتا تھا کہ چار میں سے ایک ڈیرہ غازی خان یا رحیم یار خان کو دے دیا جاتا اور اس سے بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ 80۔ارب روپے جنوبی پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا جاتا ہے اور جب utilization کی بات آتی ہے تو لاہور کے لئے اگر 10۔ارب روپے رکھا جائے تو 40۔ارب روپے کی releases ہو جاتی ہیں اور 80۔ارب جو جنوبی پنجاب کے لئے رکھا جاتا ہے تو 5 یا 6۔ارب روپے سے زیادہ اس کی نہیں releases ہوتیں، ان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ 220۔ارب روپے کا A.D.P گزشتہ سال انہوں نے پراجیکٹس کی allocation کے لئے ہم سے مانگا اور اس اسمبلی نے جب دے دیا تو 165۔ارب روپے انہوں نے according to the allocations of the budget and according to the permission of this honourable House استعمال کیا اور 47۔ارب روپے کا انہوں نے جو supplementary خرچ کر دیا جس میں illegitimate expenditures جسے میں expenditures of the Government کہتا ہوں، جب ان کے پاس منظور شدہ allocations کا 55۔ارب روپے موجود تھا تو وہ 55۔ارب روپے جو منظور شدہ تھا اس کو ختم کر کے 47۔ارب روپے انہوں نے supplementary میں کیوں لگایا؟ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اگر کہیں تو آئی جی تبدیل ہو سکتا ہے، چیف سیکرٹری تبدیل ہو سکتا ہے، سیکرٹری تبدیل ہو سکتا ہے لیکن ڈی جی خان کے میڈیکل کالج کو تین سالوں تک انہوں نے ایک روپے release نہیں کیا اور چند دن پہلے آخری financial year کے اندر انہوں نے چند کروڑ روپے issue کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں لوکل گورنمنٹ کو دی جانے والی گرانٹس جو white papers پر ہیں ان کی طرف توجہ دلاؤں گا، مظفر گڑھ، راولپنڈی، سیالکوٹ اور سرگودھا population کے اعتبار سے برابر

ہیں اور پسماندگی میں مظفر گڑھ سب سے نیچے ہے۔ مظفر گڑھ کا حصہ 5۔ارب 51 کروڑ، راولپنڈی 8۔ارب 2 کروڑ، سیالکوٹ 6۔ارب 57 کروڑ، سرگودھا کا حصہ 7۔ارب 95 کروڑ روپے رکھا ہے اور آخری دنوں میں یہ ہوگا کہ مظفر گڑھ کے 3۔ارب روپے surrender کر کے واپس لے لئے جائیں گے اور وہ لاہور کے کسی بڑے چوک یا لاہور میں سے گزرنے والی نہر کے لوہے کے جنگلوں پر لگا دیئے جائیں گے۔ ہمارا سوال آپ کے بجٹ میں مختص کردہ رقوم سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں utilization کی بات کرتا ہوں، میں سالانہ releases کی بات کرتا ہوں، آج چوتھا سال ہے اور میں اس حکومت سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے آئندہ بجٹ کے اندر اضلاع کو جو releases کی ہیں وہ figures دیا کریں کہ ہم نے لاہور کو کیا release کیا ہے، راجن پور کو کیا release کیا ہے، میانوالی کو کیا release کیا ہے اور اٹک کو کیا release کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں ایک اور بات کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا، اتفاق سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے چار سال پہلے اعلان کیا تھا کہ ہم کوئٹہ میں کارڈیالوجی ہسپتال بنائیں گے اور اس میں ایک روپیہ بھی جاری نہ کیا، تین دفعہ allocations جو اسمبلی نے منظور کر دیں ان کو utilize نہیں کیا اور کہا کہ وہاں Law and Order ٹھیک نہیں ہے۔ دھماکے تو لاہور میں بھی ہوتے رہے ہیں، لاہور کے کون سے پراجیکٹ کو آپ نے Law and Order کا بہانہ بنا کر روکا تھا؟ آپ نے کڈنی ہسپتال سوات کو بھی دینا تھا، تین دفعہ allocation کی منظوری اس ایوان نے دی اور وہاں پر ایک روپیہ بھی allocate نہ کیا۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ کے اندر بننے والے ماڈل ویلجز کے متعلق اس تقریر کے اندر اتنے جھوٹ بولے گئے ہیں کہ آپ ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں، اگر یہ سچ ہوا تو میں resign کروں گا اور اگر یہ جھوٹ ہوا تو honourable Finance Minister کی بات میں اس لئے نہیں کرتا کہ وہ Acting Finance Minister ہیں، نومولود فنانس منسٹر ہیں جن کو پتا بھی نہیں ہے کہ یہ بجٹ کیسے بنایا گیا ہے؟ ماڈل ویلجز میں کہتے ہیں کہ ہم نے سکول بنائے ہیں، ٹیکنیکل سنٹر بنائے ہیں، بنیادی مراکز صحت دیئے ہیں، ویٹرنری شیڈز دیئے ہیں، فراہمی و نکاسی آب کا انتظام کیا ہے، بائیو گیس پلانٹ لگائے ہیں، ہم نے سولر لائٹس لگائی ہیں اور تجارتی مراکز بنائے ہیں، اگر یہ آٹھ چیزیں مظفر گڑھ کے ماڈل ویلجز کے اندر ہوئی ہیں تو میں resign کروں گا اور اگر یہ نہ ہوئیں تو کچھ نہ کچھ حکومت کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے

کہ یہ معزز ایوان جھوٹ بولنے کے لئے نہیں ہے۔اس بارے میں، میں تحریک استحقاق انشاء اللہ ایوان میں لاؤں گا۔

جناب سپیکر! میں A.D.P پر بات کروں گا۔ 250۔ارب روپے کا A.D.P ہے جس میں سوشل سیکٹر کو 86۔ارب روپے، انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کو 63۔ارب روپے، پروڈکشن سیکٹر کو 8۔ارب روپے یہ تقریباً تین فیصد بنتا ہے۔ میں پروڈکشن سیکٹر کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ پروڈکشن سیکٹر میں ایگریکلچر 5۔ارب روپے، فارسٹری 47 کروڑ روپے، وائلڈ لائف 35 کروڑ روپے، فشریز 25 کروڑ روپے، فوڈ 20 کروڑ روپے، لائیو سٹاک ایک ارب 65 کروڑ روپے، انڈسٹریز کامرس اینڈ انوسٹمنٹ 35 کروڑ روپے اور مائنز اینڈ منرلز 30 کروڑ روپے، یہ ہماری حکومت کا vision ہے جس کی شکل میں وہ پوری دنیا کی پروڈکشن کو face کرنا چاہتے ہیں، یہ ہے وہ visionary budget جس میں 70 فیصد agro based economy of the Punjab کے لئے انہوں نے 5۔ارب روپے جو ٹوٹل اے ڈی پی کا پونے 3 فیصد بنتا ہے انہوں نے صرف کیا ہے اور اس 5۔ارب روپے کو یہ further divide کریں گے، کس میں کریں گے؟ agri-pesticides کے لئے، agri-engineering workshop کے لئے، agri-marketing کے لئے، agri-plant production کے لئے، agri-research کے لئے، water management کے لئے اور agri-extension کے لئے؟ انہوں نے agri-engineering workshop کے لئے شرط لگا دی جو agriculturalist بلڈوزر لے گا وہ ڈیزل جیب سے دیا کرے گا جو 65 سال تک گورنمنٹ کی سبسڈی ہوا کرتی تھی۔ Agriculture جو producing unit ہے اس کی سبسڈی ختم کر کے چند شہروں کو آٹا دینے کے لئے 27۔ارب روپے انہوں نے مقرر کر دیئے۔ میں اپنے کاشتکاروں کے بارے میں ایک بات کرتا ہوں کہ ان کو اصلی بیج نہیں ملتا، pesticides نہیں ملتیں، مہنگی اور جعلی ملتی ہیں۔ان کو پانی نہیں ملتا، کھاد نہیں ملتی، بجلی اور ڈیزل نہیں ملتا اور ان سب کے باوجود میرا کاشتکار پاکستان کی اکانومی کے اندر اتنی گندم، کپاس، چاول اور گنا پیدا کرتا ہے کہ ہماری حکومتیں سنبھال نہیں سکتیں۔ صوبائی اور مرکزی حکومتیں ان کو مارکیٹ نہیں کر سکتیں، وہ کاشتکاروں سے خرید نہیں سکتیں۔آج تک آپ نے سُنا ہے کہ پاکستان میں اگر کسی کاشتکار کو جب agriculture friendly environment نہیں ملتی تو کیا وہ زمین بیچ کر بنگلہ دیش، انڈیا یا کسی دوسرے ملک گیا؟ اس کی loyalty اس زمین کے ساتھ ہے اور اس کے مقابلے میں آپ اس industrialist کو promote کرتے ہیں جو environment friendly ہونے کی صورت میں

پاکستان رہتا ہے ورنہ وہ کوریا، بنگلہ دیشن اور gulf میں اپنی انوسٹمنٹ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ میں اس کاشتکار کی بات کرتا ہوں جس کے لئے آپ کا incentive جو ہے وہ 5۔ارب روپے ہے جو بجٹ کا سوا2 فیصد حصہ بنتا ہے۔ وہ اتنی production دیتا ہے کہ آپ purchase کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر! Forestry میں 47 کروڑ روپے رکھا ہے آپ forest کو promote کرنا چاہتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ Fisheries Sector جس میں گزشتہ پانچ سالوں میں 70 فیصد اضافہ ہوا ہے آپ اس کو کیا دے رہے ہیں؟ اس کو 25 کروڑ روپے دے رہے ہیں جو 0.001 percent of the ADP بنتا ہے۔

جناب سپیکر! Food Department کے لئے آپ کے پاس 20 کروڑ روپے ہیں۔ 70 فیصد agro based economy کے اندر آپ کی اگر vision یہ ہے تو معاف کریں یہ کاشت کاروں کے قتل عام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے گزشتہ سال سے 10۔ارب 52 کروڑ کو کم کر کے 8۔ارب 62 کروڑ کیا ہے۔ میں اب لائیو سٹاک کی طرف آتا ہوں لائیو سٹاک کا گزشتہ بجٹ 2۔ارب اور 50 کروڑ روپے تھا اور آپ کی visionary leadership نے اس کو کم کر کے ایک ارب 65 کروڑ روپے کر دیا ہے۔ ہماری لائیو سٹاک کا problem یہ ہے کہ دو دو، تین تین کلو دودھ دینے والی گائیں اور بھینسوں کی اگر breed improve کر دی جائے، اگر لائیو سٹاک بنانے والے کاشتکاروں کو اس کا شعور دے دیا جائے اور ان کو imported semen کی شکل میں ان کی breed improve کر دی جائے تو ہماری لائیو سٹاک کی پروڈکشن سات گنا بڑھ سکتی ہے اور اس کے لئے آپ کے پاس صرف ایک ارب 65 کروڑ روپے ہیں۔ اگر اس سیکٹر کے اندر value addition of livestock products کر دی جائے تو پاکستان کی برآمدات جس کا ہدف ہم نے 22۔ارب ڈالر مقرر کیا ہے اس کے اندر اضافہ کر کے تین گنا تک اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ لائیو سٹاک کے سیکٹر میں پنجاب کے اندر اتنا بڑا potential موجود ہے۔

جناب سپیکر! میرا جی چاہتا ہے کہ TEVTA کی کارکردگی آپ کے سامنے رکھوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا جی چاہتا ہے کہ آپ wind up کر دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آخری بات عرض کرتا ہوں کہ TEVTA سیکٹر ایک ایسا سیکٹر ہے کہ remittances کی شکل میں 12۔ارب ڈالر بیرون ملک سے ہمارے پاکستانی ہمیں

بھیجتے ہیں۔اس وقت ایک لاکھ Paramedics یورپ کو چاہئیں اسی طرح دو لاکھ construction related Technician پورے گلف کو چاہئیں۔ہمارے پاس population abundant حالت میں موجود ہے اگر ہم ان کی skill development کرکے اپنی اس product کو ان دو جگہوں پر sale کریں، مارکیٹ کریں تو فلپائن کی طرح ہماری remittances ایک نمبر پر آ سکتی ہیں۔اس وقت problem پیسوں کی نہیں ہے بلکہ governance اور ہمارے چیف منسٹر پنجاب کی ضد کی ہے۔ انہوں نے 2۔ارب روپے گزشتہ سال TEVTA کے لئے رکھا اور اس سال اس کو اڑھائی ارب روپے کر دیا۔ایک ارب 50 کروڑ TEVTA کے لئے اور خوش آئند قدم یہ ہے کہ انہوں نے ایک ارب روپے ٹیکنیکل یونیورسٹی کے لئے مقرر کیا لیکن اس کی pessimism آپ کے سامنے رکھوں TEVTA کی pessimism یہ ہے کیا کہ 70 ہزار طلباء TEVTA کے اداروں کے اندر enroll ہوتے ہیں، 40 ہزار طالب علم امتحان دیتے ہیں جس میں سے 15 سے 16 ہزار طالب علم پاس ہوتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ international standards کو meet کرنے والے international accredited institution کے طلباء کو balance کرنے والے جو students نکلتے ہیں ان کی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں ہے۔ جب تک pessimism base کی بنیاد پر کوالٹی ٹریننگ کے اعتبار سے demand driven کے اعتبار سے need orientation کی بنیاد پر ان کا تقرر نہیں کیا جاتا اس وقت تک انٹرنیشنل مارکیٹ کے اندر ہم اپنی product کی marketing نہیں کر سکتے اس کے لئے میرے پاس کچھ تجاویز ہیں جو میں اپنے معزز وزیر اعلیٰ کو دینا چاہتا ہوں۔اس وقت انہوں نے چھ ادارے بنائے ہوئے ہیں جو ٹیکنیکل ٹریننگ دیتے ہیں۔کیوں نہ ان چھ اداروں کو ایک چھتری کے نیچے لایا جائے اور ایک uniform policy بنا دی جائے۔ایک طرف یہ TEVTA کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں، یہ PVTC کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں، یہ پنجاب سمال انڈسٹری کارپوریشن کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں، سوشل ویلفیئر کے تحت لوگوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں اس کے علاوہ ایگریکلچر ٹیکنیشن کالج کے تحت ٹریننگ دی جا رہی ہے۔اگر یہ ٹیکنیکل ٹریننگ کا subject صوبوں کے پاس آیا ہے تو پھر صوبوں کو ایک uniform policy بنانی چاہئے اور میں اس صورت میں یہ سمجھتا ہوں کہ road sector اور social sector کے پیسوں کو cut لگا کر اگر TEVTA کے اس pessimism based quality کو بہتر کرکے 20۔ارب روپے بھی دے دیئے جائیں تو وہ کم ہو گا چونکہ اس قوم کا سب سے بڑا عذاب بے روزگاری ہے۔اگر لوگوں کے پاس روزگار آ جائے، اگر لوگوں کے پاس وافر پیسا

آ جائے تو پھر وہ بچوں کو پڑھانا اور صحت کے معاملات کو بھی جانتے ہیں۔ جب تک انرجی سیکٹر کو اور employment sector کو priority پر نہیں لیا جائے گا اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب ترقی نہیں کر سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں آخری بات یہ کہوں گا کہ ہماری تقریر بنانے والے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کے بارے میں ایک شعر آخر میں لکھا ہے۔ کاش انہوں نے اسی غزل کا وہ اصلی شعر بھی پڑھا ہوتا یا وہ بھی ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کو بتایا ہوتا کہتے ہیں

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

جناب سپیکر! درویش اس وقت درویش ہوتا ہے جب اسے عوام الناس درویش کہیں، خسروانہ خصائل والا اس وقت ہوتا ہے جب عوام الناس یہ بات کہیں۔ اپنے منہ میاں مٹھو تو سب بن جاتے ہیں۔ اس ٹیم کو میرا پیغام ہے کہ معزز وزیر اعلیٰ کو اسی غزل کا وہ پہلا شعر ضرور بتائیں یہ جو انہیں کہتے ہیں کہ دائمی اقتدار آپ کے پاس ہے انہیں بتائیں کہ:

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہو گا، یہی اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ

یہ ڈنگ ٹپاؤ پالیسیاں چھوڑ کر دانش مندانہ پالیسیاں بنائیں جو breed improvement کے ذریعے جو seed کی breed improvement کے ذریعے آنے والے decade کے اندر اس قوم کو اس ترقی کی طرف لے کر جائیں جہاں پر جا کر ہم کہیں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ اور ان کی معاشی ٹیم کی سوچ دانش مندانہ اور دور اندیشانہ تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شمائلہ رانا!

محترمہ شمائلہ رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

عورت کبھی مریم کبھی حوا کبھی زہرہ
عورت نے ہر اک دور میں قوموں کو سنوارا

جناب سپیکر! آپ بھی کہتے ہوں گے کہ بجٹ اجلاس میں بجٹ تقریر کے لئے میں خواتین کے issue پر ایک شعر سنا رہی ہوں لیکن میں اس شعر کو پڑھنے کے لئے مجبور ہو گئی ہوں۔ پنجاب حکومت اور ہمارے وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایک ایسا بجٹ پیش کروایا جس میں خواتین کے لئے سب سے زیادہ کوٹا بھی مختص کیا گیا، جس میں خواتین کے لئے job vacancies بھی مختص کی گئیں اور سب سے اہم جو میں سمجھتی ہوں جس کے لئے میں اپنی قیادت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ خواتین کو وراثتی حوالے سے جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کے لئے قانون سازی کی گئی ہے۔ میں اس بجٹ کو ایک تاریخی بجٹ کہنا چاہوں گی کہ خواتین کے لئے اس سے پہلے وراثتی حوالے سے جائیداد کی منتقلی کے لئے جو ٹیکس تھا اس پر بھی ہم نے چھوٹ دے دی۔ اب اس میں خواتین اور مردوں کو بھی اس سے استثنیٰ حاصل ہے اور اب جائیداد کی منتقلی کے لئے انہیں کسی قسم کا ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ یہ ہماری حکومت کا ایک احسن قدم ہے۔ اس کے بعد میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ خواتین کو جو پندرہ فیصد کوٹا دیا گیا ہے یہ میری قیادت اور میری پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سوچ کا مظہر ہے کہ ہم خواتین کی empowerment چاہتے ہیں، انہیں مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں، ہم خواتین کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا چاہتے ہیں اور ہم نے اس کا ثبوت اپنا بجٹ پیش کر کے دیا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے جن چیزوں پر جاگیرداروں، وڈیروں نوابزادوں، نوابزادیوں کے بچوں کا حق تھا اور غریب عوام کے بچوں کا ٹیلنٹ چھپ کر رہ جاتا تھا ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ان غریب طلباء کے ٹیلنٹ کو پالش کیا، ان غریب طلباء کے ٹیلنٹ کو نکھارا، سنوارا، کالجوں یونیورسٹیوں اور سکولوں میں پرائمری سطح پر debate competition کا انعقاد کیا گیا۔ وہاں Talent Show قائم کئے گئے اور وہاں پر اس طرح کی activities کی گئیں تاکہ طلباء میں غیر نصابی سرگرمیوں کو بھی promote کیا جائے اور پہلے ہمیشہ امیروں کے بچے جہاز پر بیٹھ کر مطالعاتی دوروں پر جاتے تھے اور بڑی بڑی اہم یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے تھے لیکن اب ہماری قیادت اور ہماری گورنمنٹ کی پالیسی کی وجہ سے ایک غریب بچہ اپنی ذہانت کے بل بوتے پر مطالعاتی دورے پر ہاورڈ یونیورسٹی جاتا ہے۔ آج ہم نے غریب کی دہلیز پر انصاف فراہم کر دیا ہے آج ہم نے غریب اور امیر دونوں کے بچے ایک جگہ بٹھا دیئے ہیں۔

دانش سکول اس کا مظہر ہے جس میں ہماری قیادت کی سوچ ہے کہ ہم صرف امیروں کو نہیں بلکہ غریب کے بچوں کو بھی وہی مساوی حقوق دینا چاہتے ہیں جن کا صوبے کا ہر بچہ حقدار ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہاں پر ایک اور اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین جو ہمارے معاشرتی روّیوں کی وجہ سے بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہیں، جن کا استحصال کیا جاتا ہے، ان خواتین کے لئے ہم نے ہر تحصیل اور ڈسٹرکٹ سطح پر Shelter Homes کا انعقاد کیا ہے تاکہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی کو کنٹرول کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ویسے تو تمام اداروں کے لئے بجٹ مختص کیا ہے اور تمام محکموں کے لئے خطیر رقم مختص کی ہے، سکول ایجوکیشن، سپیشل ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ہیلتھ اور اس کے علاوہ فوڈ کے لئے ایک اچھی خاصی رقم مختص کی ہے۔ واٹر سپلائی سینی ٹیشن، سوشل پروٹیکشن، ریجنل پلاننگ اور لوکل گورنمنٹ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے لیکن ہمیشہ خواتین اور یوتھ کو neglect کر دیا جاتا ہے لیکن اس دفعہ آپ اور اس پورے ایوان نے دیکھا، میڈیا نے دیکھا، میں نے دیکھا کہ خواتین کے حقوق اور خواتین کے لئے ہم نے جو اقدامات کئے ہیں وہ نہایت احسن ہیں اور یہ ہماری قیادت کی سوچ کا مظہر ہے کہ ہم اپنے صوبے کی عورت کو مضبوط اور چٹان کی طرح سامنے لا کر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: عائشہ احد ملک کی طرح۔

محترمہ شمائلہ رانا: بہن! اپنی باری پر بولنا۔ میں یہاں کہنا چاہتی ہوں کہ کوئی بھی حکومت چاہے وہ جمہوری ہو یا جو بھی ہو وہ مکمل اقدامات نہیں کر سکتی۔ اپوزیشن کا فرض ہے کہ وہ اپنا احسن اقدام پیش کرے، وہ تنقید کرے لیکن positive manners میں، ہم ان کی تنقید سنیں گے۔ میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین اور یوتھ کے حوالے سے ہم نے جو اقدامات اٹھائے ہیں اس سے پہلے کسی بھی گورنمنٹ کا یہ initiative نہیں رہا۔ ابھی شہری علاقوں میں بھی مسائل ہیں لیکن میں دیہی علاقوں کی بات کر رہی ہوں کہ جہاں پر خواتین کو زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کیا جاتا اور ان کے والدین بنیادی سہولیات کے فقدان کی وجہ سے اپنی بچیوں کو گھروں میں ہی بند کر کے رکھ دیتے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کے اقدام کی وجہ سے اب وہ بچیاں گھروں سے باہر نکلیں گی ان کے لئے بس سروس کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ وہ آج اپنے گھر سے عزت سے اٹھیں گی، اپنے ادارے میں جائیں گی، ادارے سے عزت سے اٹھ کر تعلیم حاصل کر کے اپنے گھر واپس آئیں گی اور جب یہ سب ہو جائے گا تو ایک اچھی ماں بن کر اس ملک اور قوم کی خدمت کریں گی۔ میں کہتی ہوں کہ جب ایک ماں اچھی دے دی جائے تو ایک اچھی قوم

دے دی جاتی ہے یہ میں نہیں بلکہ یہ ہٹلر نے کہا تھا کہ آپ مجھے اچھی ماں دیں میں آپ کو پوری قوم اچھی دوں گا۔ہمیں پرائمری سطح پر ہی ان چیزوں کو دیکھنا چاہئے، ہمیں نصاب میں ترمیم لاکر ایسی چیزیں لاکر دینی چاہئیں جس میں عورت کو ایک مضبوط عورت کے طور عزت واحترام کے ساتھ سامنے لائیں۔ ہم اپنے صوبے، پاکستان کی عورت کو خصوصاً پنجاب کی عورت کو مضبوط اور طاقتور بنائیں تاکہ وہ اپنے initiative خود لے سکے، وہ اپنے فیصلے خود کر سکے اور اس پر کوئی چیزیں impose نہ کی جائیں۔ وہ اپنے تمام steps خود لے اور میں یہاں پر دوبارہ اپنی قیادت، وزیر خزانہ، میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ایسا عوام دوست، غریب دوست بجٹ جس میں خواتین، یوتھ اور زندگی کے تمام شعبوں پر روشنی ڈالی گئی اور ان کے لئے بجٹ مختص کیا گیا۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اچھا قدم ہے اور اپوزیشن کو بھی اس کی تائید کرنی چاہئے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ روبینہ شاہین وٹو!

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شروع کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے جو ساری عزتوں اور ساری عظمتوں کا مالک ہے، وہ جسے چاہے بہت بڑی عزت سے نواز دے اور جسے چاہے ذلت کے گڑھے میں پھینک دے۔

جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے مجھے پنجاب کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔عوام کے مسائل کو حل کرنا کسی بھی حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہوتی ہے اور ذمہ دار حکومتیں اپنے فرائض کے معاملے میں اتنی حساس ہوتی ہیں کہ مدینہ میں بیٹھا ہوا سربراہ مملکت زمانہ قحط میں پکار اٹھتا ہے کہ اگر فراط کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی بھوک سے مر گیا تو حشر کے دن مجھ سے اس کا حساب لیا جائے گا۔میں اللہ رب العزت سے دعا کرتی ہوں کہ یا باری تعالیٰ وہ ہم لوگوں کو بھی جنہیں اس نے بہترین منصب سے نوازا اور ان مقدس ایوانوں میں پہنچایا وہ ہمیں وہ سوچ دے دے، ہم سے وہ کام لے جو اس کو پسند ہوں اور وہ کام ہمارے لئے اس دنیا میں عزت اور آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائیں۔

جناب سپیکر! کوئی بھی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کو تعلیم کے بہترین مواقع میسر نہ ہوں۔جب آپ دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ آپ کی ترقی کا راز کیا ہے تو وہ یہی کہیں گے کہ اس کا راز ہماری تعلیم میں ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں طبقاتی نظام تعلیم رائج ہے۔ ہمارے ملک میں امیروں کے بچوں کے لئے پاکستان کے اندر بہترین تعلیمی سہولیات میسر ہیں لیکن غریب کے بچے کو آج کے اس دور میں ٹاٹ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے کا حق

بھی حاصل نہیں ہے۔ایک latest survey کے مطابق ہمارے ستر فیصد بچے سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور سرکاری سکولوں میں وہ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جو غریبوں کے بچے ہوتے ہیں۔ اس وقت پنجاب کے ساٹھ ہزار سکولوں میں سے ستر فیصد سکولوں میں missing facilities کی ضرورت ہے۔ آج بھی35 لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں اور سکول داخل ہونے والے بچوں میں صرف 3.4 فیصد بچے میٹرک تک پہنچ پاتے ہیں۔ پنجاب میں ہزاروں گھوسٹ اور nonfunctional سکول موجود ہیں جن میں گائیں، بھینسیں اور بکریاں بندھی ہیں۔ محکمہ تعلیم کی توجہ نہ ہونے کی وجہ سے سکولوں کی عمارتیں کھنڈر بن چکی ہیں اور آج بھی35لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں، ہزاروں سکولوں میں اساتذہ کی کمی اور سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے لاکھوں غریب بچوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے۔سرکاری سکولوں کا معیار تعلیم اتنا پست ہے کہ ایک سروے کے مطابق نصف سے زیادہ بچے اردو کا ایک فقرہ بھی پڑھنے سے قاصر ہیں - ہم نے بجٹ میں سنا اور millennium development goal کی باتیں ہوئیں Centre of Excellence کی بات ہوئی ، دانش سکولوں کی بات ہوئی، ہمیں بڑی خوشی ہے کہ حکومت غریب بچوں کے لئے دانش سکول بنا رہی ہے وہ ضرور بنائے لیکن سمجھ دار لوگ کہتے ہیں کہ گھر کی بنیاد ہمیشہ مضبوط رکھو۔وہی گھر ہمیشہ کھڑا رہتا ہے جس کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں، کھنڈر عمارتوں پر رنگ روغن اور سفیدیاں کرنے سے مضبوطی نہیں ہوتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ کے لئے کچھ تجاویز میں خادم اعلیٰ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ٹیچرز کی تنخواہوں میں فوری طور پر اضافہ کیا جائے۔اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کیا جائے۔اساتذہ کی سکولوں میں حاضری کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی بنیادوں پر تبادلوں پر پابندی لگائی جائے۔ غریب بچوں کے سکولوں میں عمارت، چار دیواری، ٹائلٹس، بجلی، پانی اور بچوں کے بیٹھنے کے لئے مناسب فرنیچر مہیا کیا جائے۔ غریبوں کے بچوں کو مفت یونیفارم اور کتابیں دی جائیں۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے international standard کی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں تاکہ تعلیم کے شعبے میں انقلاب آ سکے۔

جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے systems میں continuity نہیں ہے۔ایک دفعہ ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد اور ہمارے وزیر اعظم اکٹھے سفر کر رہے تھے تو وہاں بات ہوئی کہ ملائشیا کس طرح آگے بڑھ گیا اور پاکستان کیوں ترقی نہیں کر سکا؟ پتا یہ چلا کہ ہمارے ملک میں

بد قسمتی سے جو بھی حکمران آتا ہے وہ صرف اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھتا ہے اور وہ نئے سرے سے شروع کر دیتا ہے۔ میری حکمرانوں سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی میں تعلیم کے شعبے کے حوالے سے پچھلے ادوار میں جو قانون سازی ہوئی ہے اس سے بھی استفادہ کریں۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ 1994 میں پنجاب سے Compulsory Primary Education کا Bill پاس ہوا۔1994 میں فروغ تعلیم کمیٹیاں بنائی گئیں اور اسی سال پنجاب میں پچاس ہزار اساتذہ کی تقرری ہوئی۔ان اقدامات سے ملک میں بے روزگاری پر قابو پایا گیا۔یہ اس دور کے اقدامات ہیں جس وقت میاں منظور احمد وٹو پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔

جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں ہوتا کہ وہ راتوں رات مسائل کو حل کر دے۔ جس وقت میں ایم این اے منتخب ہوئی تو میں نے اپنی دادی جان محترمہ امیر بیگم کے نام پر "امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ "قائم کیا۔ یہ ٹرسٹ فروغ تعلیم کے لئے پاکستان کی سطح پر کام کر رہا ہے۔اس کے تحت ہم نے اپنے ضلع اوکاڑہ میں سو فیصد لٹریسی پروگرام کا آغاز کیا۔اگر انڈیا کے ضلع کیرالہ میں سو فیصد شرح خواندگی ہو سکتی ہے تو ضلع اوکاڑہ میں کیوں نہیں ہو سکتی؟ مجھے خوشی ہے کہ اس پروگرام کے تحت میں نے حکومت پنجاب اور خادم اعلیٰ کے ساتھ meetings کیں۔ ہم نے ان کا ہاتھ بٹایا اور جو گھوسٹ سکول تھے، جن سکولوں میں گائیں، بھینسیں اور بکریاں بندھی ہوئی تھیں ان سکولوں کو امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ نے take up کیا،انہیں transform کر کے بچوں کو داخل کیا اور اب ان سکولوں میں بارہ سو بچے زیر تعلیم ہیں۔امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ کے پلیٹ فارم سے غریبوں کے وہ بچے جو میٹرک تک تعلیم حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے اے پلس گریڈ آتے ہیں لیکن ان کے والدین کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ ان کو کسی اچھے کالج میں داخل کرا سکیں۔امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت ایسے تین سو ہونہار طالبعلم پاکستان کی بہترین یونیورسٹیوں میں میڈیکل، انجینئرنگ، ٹیکنیکل اور دوسرے شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں بڑی خوشی سے ایوان کے floor پر یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ حکومت جاپان نے امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ کی performance کو دیکھتے ہوئے میرے حلقے کے remote rural area بونگی رام سنگھ کے مقام پر ایک سکول کی عمارت بنانے کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کی گرانٹ دی ہے۔ میں یہ بات بھی یہاں خوشی سے بتانا چاہتی ہوں کہ اس سکول کو چلانے کے لئے Punjab Education Endowment Fund کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر!میں شعبہ صحت کی بات کرنا چاہتی ہوں۔بد قسمتی سے جس طرح تعلیم میں ہمارے ملک میں double standards ہیں اسی طرح صحت کے میدان میں بھی امیروں کے لئے تو بہترین ہسپتال موجود ہیں،ان کے لئے تو تشخیص اور علاج کی تمام سہولتیں میسر ہیں لیکن غریبوں کے لئے بد قسمتی سے کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں ستر فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔دیہات میں پینے کا صاف پانی نہ ہونے کی وجہ سے بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔میں یہاں پر ہیپاٹائٹس کا ذکر کروں گی۔آپ remote rural areas میں چل کر دیکھیں کہ ہر چوتھے شخص کو ہیپاٹائٹس کی بیماری لاحق ہے۔ہیپاٹائٹس کی ویکسین بہت مہنگی ہے۔ہیپاٹائٹس کے عام ٹیکے ستر ہزار روپے کے آتے ہیں۔اس کے علاوہ جو Pegasys Injections تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کے آتے ہیں جو کہ کسی غریب آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔میں حکومت پنجاب کو جگانا چاہتی ہوں کہ آپ کہاں سو رہے ہیں؟میں خادم اعلیٰ پنجاب سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنی تقریر میں بتائیں کہ پنجاب کے کتنے ضلعی ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے ٹیکے غریبوں کے لئے مفت میسر ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!اب آپ مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: جناب سپیکر!میں بڑی اہم بات کر رہی ہوں۔پینے کا صاف پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے گردے کی بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔خدانخواستہ گردے فیل ہونے کی صورت میں مریضوں کو ہفتے میں دو یا تین دفعہ Dialysis کرانے پڑتے ہیں۔اس پر ایک غریب آدمی کا مہینے میں تیس ہزار روپے خرچ آتا ہے جو کہ اس کے بس کی بات نہیں ہے۔اس کے گھر کے برتن بھی فروخت ہو جائیں تو وہ یہ خرچہ پورا نہیں کر سکتا۔میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہتی ہوں کہ امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ نے پنجاب حکومت کے ساتھ Public Private Partnership کے تحت Ameer Begum Free Kidney Dialysis Centre دیپالپور میں بنایا ہے جہاں پر سالانہ پانچ ہزار Dialysis غریب لوگوں کے بالکل مفت کئے جاتے ہیں۔وہاں پر آٹھ مشینیں کام کر رہی ہیں۔ حکومت پنجاب نے اس سنٹر کے لئے ادویات کی مد میں 26 لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے۔میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ Dialysis ہسپتال دیپالپور کے لئے گرانٹ کو بڑھا کر کم از کم پچاس لاکھ روپے کیا جائے۔وہاں پر ہیپاٹائٹس بی پازیٹو کے مریضوں کے لئے کوئی مشین نہیں ہے اس لئے مہربانی فرما کر وہاں پر یہ مشین مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے شعبہ کے حوالے سے چند تجاویز بھی دینا چاہتی ہوں۔ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ینگ ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں ڈبل اضافہ کیا جائے تاکہ وہ دیہات میں جا کر اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے سکیں۔ہر ضلع میں ایک State of the Art گورنمنٹ ہسپتال بنایا جائے اور اس ہسپتال میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے مفت ویکسین اور injections کا بندوبست کیا جائے۔تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں جدید لیبارٹریاں قائم کی جائیں۔غریب مریضوں کے فری علاج اور تشخیص کے لئے ان کے ٹیسٹ مفت کئے جائیں۔ان تمام ہسپتالوں میں دل کے مریضوں کی انجیو گرافی،انجیو پلاسٹی اور مفت سرجری کا بندوبست کیا جائے۔اس کے علاوہ غریبوں کے لئے کڈنی ٹرانسپلانٹ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ماضی میں چند درندہ صفت ڈاکٹروں کے روّیے اور کچھ غلط لوگوں کی وجہ سے وہ غریب لوگ جو ٹرانسپلانٹ کرانا چاہتے ہیں اور ان کے پاس donor بھی موجود ہوتا ہے پھر بھی انہیں سپریم کورٹ سے اجازت لینا پڑتی ہے جو کہ غریب آدمی کے لئے بڑا مشکل کام ہے۔میں درخواست کرتی ہوں کہ اس کے طریق کار کو آسان بنایا جائے۔تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر اور بیت المال کے دفاتر قائم کئے جائیں تاکہ غریب لوگوں کو علاج کے لئے آسانی سے امداد مہیا ہو سکے۔میں یہاں یہ بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ڈینگی سے بچاؤ کے لئے اس سال بروقت اقدامات کئے جائیں۔ماضی میں ہمیں افراتفری میں اقدامات کرنے پڑے اور پاکستان میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ موت کے منہ میں چلے گئے تھے اس لئے مہربانی کر کے اس مرتبہ ڈینگی سے بچاؤ کے لئے بروقت انتظامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں چند ایک ضروری points حکومتی ایوانوں تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ہماری سڑکیں تباہ حال ہیں۔لاہور اور راولپنڈی کی سڑکوں کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ یہ بڑی خوبصورت لگتی ہیں لیکن باقی پنجاب کے لوگوں کا دل چاہتا ہے کہ ان کے علاقے کی سڑکیں بھی ایسی ہی ہوں۔خاص طور پر farm to market roads کی حالت انتہائی خستہ ہے۔پچھلی حکومتوں میں ضلع کی سڑکوں کا انتظام ضلعی گورنمنٹ کے پاس ہوتا تھا اور ماضی میں ضلعی حکومتوں کے پاس بڑے فنڈز بھی ہوتے تھے جو کہ اس وقت نہیں ہیں۔میں وزیر اعلیٰ صاحب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ فوری طور پر تمام اضلاع کی سڑکوں کو پنجاب حکومت اپنے under لے اور ان کی مرمت کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں محکمہ ریونیو کی بات کرنا چاہتی ہوں۔اس محکمہ کی کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے۔آج کے دور میں بھی مقامی پٹواری غریب کاشت کاروں کی قسمت کا مالک بنا ہوا ہے۔اکیسویں صدی میں بھی اگر آپ محکمہ کے ریکارڈ کو computerized نہیں کرائیں گے تو پھر کب کرائیں گے ؟

جناب سپیکر! میں گندم کی procurement کی بات کرنا چاہتی ہوں۔اس کو پنجاب میں بُری طرح politicize کر دیا گیا ہے اور وہ کاشت کار جن کا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ن) سے نہیں ہے اُنہیں باردانہ حاصل کرنے میں بڑی دقت کا سامنا ہے کیونکہ باردانہ صرف مسلم لیگ (ن) کے لوگوں کو مل رہا ہے لہذا اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ڈویلپمنٹ فنڈز کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے تین سال سے اپوزیشن ممبران کو بُری طرح نظر انداز کیا ہے۔کیا ہم اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں، کیا ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ووٹ نہیں دیا، کیا ہم نے اُن کو اعتماد کا ووٹ نہیں دیا اور کیا ہم لوگوں کے ووٹ لے کر نہیں آئے ہیں ؟ یہ الیکشن کا سال ہے تو میں وزیر اعلیٰ صاحب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اس سال اپوزیشن ممبران کو دُگنے فنڈز دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں غریبوں کے مالکانہ حقوق کی بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ غریب لوگ، مزدور، ہاری اور کسان، جو بااثر اور بڑے زمینداروں کی زمینوں میں بیٹھے ہیں وہ جب چاہیں اُنہیں بے گھر کر دیں۔ 1994 میں ان کے لئے ایکٹ پاس ہوا تھا اور پنجاب کے 3 ہزار دیہات میں غریب لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے تھے جن میں سے 1200 کالونی کے دیہات تھے اور 1800 شام لاٹ کے دیہات تھے۔ کچھ اضلاع میں سندیں بھی تقسیم ہو چکی ہیں تو میں حکومت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اُس legislation کو دیکھیں اور پنجاب کے غریب اور بے گھر لوگ جہاں پر بیٹھے ہیں اُنہیں وہیں پر مالکانہ حقوق دیئے جائیں تاکہ کل کو وہ بھی کہہ سکیں کہ یہ ہمارا گھر ہے اور وہ بھی اپنے بچوں کو بتا سکیں کہ یہ گھر تمہارے باپ نے تمہارے لئے چھوڑا ہے۔

جناب سپیکر! جنگلات کا بہت بُرا حال ہے آپ کو سڑکوں کے کنارے درخت نظر نہیں آئیں گے اور یہ بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ محکمہ جنگلات، محکمہ تعلیم، محکمہ ہائی وے اور محکمہ صحت کو پابند کیا جائے کہ وہ اس campaign میں حصہ لیں تاکہ ہمارا پنجاب سرسبز ہو اور pollution ختم ہو۔

جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے کہ آپ بڑے passion اور smiling face کے ساتھ تمام ممبران کی تقاریر سنتے ہیں۔ میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کر کے اپنی تقریر کو wind up کرتی ہوں۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال انتہائی سنگین ہے میں اپنی تحصیل دیپالپور کی بات کرتی ہوں جو پاکستان کی سب سے بڑی تحصیل ہے وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر مسلم لیگ (ن) کے ممبران کو چونکہ کوئی ڈی ایس پی پسند نہیں آتا تو پچھلے چار ماہ سے وہاں پر کوئی ڈی ایس پی نہیں ہے۔ انہوں نے پہلے ایک ڈی ایس پی کا تبادلہ کرایا، پھر دوسرے کا کرایا اور پھر تیسرے کا تبادلہ کرایا۔ اُس کے بعد ڈی آئی جی صاحب نے وہاں پر انتہائی دیانتدار اے ایس پی ڈاکٹر رضوان صاحب کو لگایا لیکن مسلم لیگ (ن) کے ممبران نے اُن کو بھی ٹرانسفر کروادیا۔ وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کا دورہ ہوا تو ان لوگوں نے وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کو اس طرح سے misguide کیا کہ وہاں کے ایم این اے سید شاہ نواز کرمانی صاحب کے بیٹے سید وقار شاہ اور اُن کے بھتیجے سید مراتب شاہ جو وہاں پر تحصیل ناظم بھی رہے ہیں اُنہیں گرفتار کروایا اور اُن کو بے عزت کیا میں آج کی اس تقریر میں اس پر بھرپور احتجاج کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت لیتی ہوں اور آخر میں، میں صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے حکومتی بنچوں سے ہمارے بھائی نے بڑی اچھی بات کرتے ہوئے روّیوں کی بات کی ہے۔ ہم نے پچھلے دنوں قومی اسمبلی کا اجلاس دیکھا اور وہاں پر ہمیں جو روّیہ دیکھنے کو ملا اُس پر ہمیں بڑا دکھ ہوا۔ میں اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کے اپنے تمام ممبران اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ممبران کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ کے موقع پر نہایت صبر، تحمل اور بُردباری کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے بڑے حوصلے کے ساتھ بجٹ سُنا۔ پاکستان کو اس وقت اندرونی اور بیرونی بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے اور ہمیں اپنی انہی غلطیوں کی وجہ سے ان حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اب ہم مزید کسی ایسی غلطی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہم نے اگر پھر کوئی غلطی کی تو کل کو ہماری آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی اور انہی روّیوں کے بارے میں شاید کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

پیام زیست سُنائیں گے شہر و بستی میں
نویدِ صبح کے گھر گھر دیئے جلائیں گے

جہاں جہاں بھی ہے اندھیرا وہاں بھائیو
لہو اپنا بھی دے کر دیئے جلائیں گے
بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اب چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ صاحب!

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر!ڈاکازنی کی وارداتوں کے مجرب نسخوں پر مشتمل بجٹ 13-2012اس مقدس ایوان میں پیش کر کے اس کی فضاؤں کو آلودہ کیا جا چکا ہے۔ صفحہ قرطاس پر بکھرے ہوئے یہ الفاظ در حقیقت الفاظ نہیں بلکہ حکومت پنجاب کی mismanagementاور پنجاب کی عوام کے سسکتے کراہتے ہوئے مسخ شدہ بے گور وکفن وہ نعشیں ہیں کہ جن کی اذیت ناک کراہوں سے عالم بالا بھی لرزہ براندام ہو چکا ہو گااور جو عالم جاہ کنی میں نوح وکناں ہیں:

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہی مرضی میرے صیاد کی ہے

جناب والا!ہمارے صوبہ کے وزیر خزانہ جنہیں میں نوزائیدہ وزیر خزانہ کہوں گا کیونکہ اُنہیں ایک دن پہلے ہی یہ اعزازی بوجھ بھی سونپ دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی سائیکی کے اعتبار سے نہایت طمطراق طریقہ سے یہ بجٹ پڑھا، یہ چیف منسٹر پنجاب کی مدح سرائی میں اتنے آگے نکل گئے کہ انہیں اپنے ضمیر کے لہجے کی آواز سُنائی نہ دی اور یہ ذلت آمیز بجٹ کو آسمانی صحیفہ سمجھ کے پڑھتے ہی چلے گئے۔

وہ شاخ گل پہ زمزموں کی دُھن تراشتے رہے
نشیمنوں پہ بجلیوں کے کارواں گزر گئے

جناب والا!دوسری طرف یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے پنجاب اسمبلی میں جس قدر نظم وضبط کا مظاہرہ کیا ہے تاریخ میں شاید ہی اُس کی کوئی مثال ملتی ہو۔ قومی اسمبلی کا حالیہ اجلاس آپ کے سامنے ہے کہ جہاں ایوان مچھلی منڈی بنا رہا تو میں اپنے تمام ممبران کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جمہوریت کی روایات کی پاسداری کی۔

جناب والا!اب میں بجٹ کے چند چیدہ چیدہ نکات کی طرف آؤں گا۔ 27۔ارب50 کروڑ روپے آٹے کی قیمت کو مناسب سطح پر لانے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان حکمرانوں کو ابھی تک ماضی قریب کی سستی روٹی سکیم اور اس میں ہونے والے گھپلوں پر کوئی احساس ندامت نہیں ہے کہ جس میں تنوروں کے شعلوں میں سسکتے ہوئے عوام کا مستقبل جلاڈالا گیا۔ کیا یہ ان کے خلاف کوئی تحقیقات کرنے کا

ارادہ بھی رکھتے ہیں یا کسی نئی پلاننگ میں ہیں کہ جو لہو ان کے بدن میں بچ گیا ہے اُسے کس طرح نکالا جائے تو یہ مل بانٹ کر کھانے کے چکر میں ہیں۔

نہ جانے کتنی آنکھوں سے یہاں دل کا لہو ٹپکا
یہ کن لوگوں کے دامن ہیں کہ کبھی تر نہیں ہوتے

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے صرف 80۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ پچھلی دفعہ 70۔ارب روپے تھے اور صرف 20۔ارب روپے utilize ہوئے ہیں۔ ہمارے صوبہ کا سب سے پسماندہ علاقہ جہاں لوگ احساس محرومی کی وجہ سے اپنے بچوں تک کو ذبح کر ڈالتے ہیں، جہاں کئی عمر رسیدہ جوان لڑکیاں گھروں میں دَم گھٹ کر غربت کے ہاتھوں سسک سسک کر مر جاتی ہیں کچھ اور راہوں پر چلی جاتی ہیں۔ اس جنوبی پنجاب کے لئے صرف 80۔ارب روپے رکھا گیا ہے لیکن میں جب یہاں لاہور کے خوشنما باغوں اور سڑکوں کو دیکھتا ہوں تو یہ کھلا تضاد نظر آتا ہے۔ یہ تو بہت منافقانہ روّیہ ہے مجھے لاہور کی ترقی سے کوئی عار نہیں ہے میں تو چاہتا ہوں کہ میرے ملک کا گوشہ گوشہ سنوارا جائے۔ اس کے چپے چپے پر یہ پتا چلے کہ خادم اعلیٰ نے واقعی عوام سے ہمدردی کی ہے لیکن افسوس کہ

غریبوں کے لہو کی ہو یہ ارزانی مگر کب تک
چراغوں میں جلے گا خون انسانی مگر کب تک

جناب سپیکر!

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

وزیر اعلیٰ پنجاب ان ایام میں جب الیکشن آنے والے ہیں مینار پاکستان پر ڈیرہ جمائے بیٹھے ہیں۔ وہاں عوام کے لئے ٹریفک کا انتہائی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کئی لوگ اس تیاری میں ہیں کہ وہاں جا کر خودکشی کریں اور انہیں اپنے مسائل بتائیں۔ وہاں بھی اس کے پاس لوگوں کو ملنے کا وقت نہیں ہے۔ اوظل الٰہی! پریس کلب کراچی کے سامنے آج ایک آدمی نے خودکشی کی ہے۔ سروسز ہسپتال کے وہ دس بچے، وہ معصوم بچے ان کا کیا قصور تھا، چلیں انہیں ابھی زندگی کی راہیں دیکھنی تھیں، ابھی تو کئی شادیانے ان کے کانوں نے سننے تھے، ابھی تو ان میں جواں مردی اور ملک کی خوشحالی کا بیڑا اٹھانے کا جذبہ بھی آنا تھا۔ او فرمانروائے وقت! او ظالم و جابر حکمران! ان معصوم بچوں سے زندگی کی نعمت چھین لی گئی اور بجٹ میں کہا جا رہا ہے کہ امیر الدین میڈیکل کالج کے لئے کچھ رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور شعبے میں جگر کی پیوند کاری کے لئے رقم مختص کی گئی ہے۔ میرے بھائی! یہ سب کچھ بجا سہی لیکن سروسز

ہسپتال کے نرسری وارڈ کو کھنڈرات بنانے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے؟ دوسرے ہسپتال جو کہ پرانے ہیں لیکن ان پر رقم خرچ نہیں کی جارہی جو صرف اور صرف خُورد بُرد کی جارہی ہے۔ خدارا اس قوم پر رحم کیجئے یہ پانچ سات ماہ ہم تو اوکھے سوکھے گزار لیں گے لیکن

"آپ کی داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"

جناب قائم مقام سپیکر: مڈھانہ صاحب! wind up کریں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! وقت میرا حق ہے۔ یہ جب دیا جا چکا ہے تو طبع نازک پر کچھ گراں نہ گزرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ وقت کا خیال کریں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ پنجاب مطلق العنان شخصیت absoluteness کا حامل فرد کہ جو اپنے حسب منشاء تمام فنڈز کو utilize کرانا چاہتا ہے۔ میں بڑا جانتا ہوں کہ میرے (ن) لیگ کے بہت سے بھائی بے چارگی میں ہیں لیکن مجبوریوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ میں جانتا ہوں لیکن ان کا بھرم رہنے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، جناح آبادی اور کچی آبادیوں کی جو سکیمیں ہیں ان کا مجھے تو کوئی out put پچھلے بجٹ میں نظر آیا اور نہ اب نظر آرہا ہے تو نجانے کن راہوں پر ہمارے ملک اور صوبہ کو بد قسمتی سے لئے جارہے ہیں؟ اس کے برعکس 1973 کا آئین بحال کرنے والے جو آج مسندوں پر بیٹھے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے احسانات کو اس قوم کو یاد کرنا چاہئے کہ جب اس نے بھٹو کالونیاں بنائیں تو وہاں بلاتفریق جماعت ہر آدمی کو گھر دیا گیا اور آج تک جب ہم وہاں سے گزرے تو کئی آنچل ہمیں دعائیں دیتے ہوئے نظر آئے اور کئی ماؤں نے ہمارے ماتھے کے بوسے بھی لئے ہیں۔

بروقت آگہی کی سزا دیجئے مجھے
سقراط ہوں تو زہر پلا دیجئے مجھے

لیکن سچ بات تو سننی ہو گی۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبہ کے تھانہ کلچر سے میرے (ن) لیگ کے بھائی بھی بخوبی واقف ہیں کہ جہاں صرف اور صرف سیاسی انتقام کی روش کو ہر نواز دور میں اپنایا گیا۔ اس کی بے شمار زندہ مثالیں ہیں میں کسی ایک واقعہ کی طرف specification میں نہیں جاؤں گا کہ وہاں پر کس طرح ہر چیز کو

criminalize کیا جاتا ہے اور جھوٹی FIRs کاٹی جاتی ہیں، media trial ہوتے ہیں۔ یہ تو تھوڑا سا عرصہ ہے گزر جائے گا ابھی تو بہت وقت پڑا ہے۔

اندھے ہیں زندگی کے نگہباں بنے ہوئے
بہروں نے تھام رکھی ہے قانون کی لگام

اس بجٹ میں دس ہزار قصابوں کی بھرتیاں کی جائیں گی جو ان کے اپنے ہوں گے، جو میرٹ پر نہیں ہوں گے، جو پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کی صوابدید پر نہیں ہوں گے وہ صرف اور صرف ان کے اپنے بندے ہوں گے۔ اسی طرح Criminal Justice System کے تحت جو ساٹھ کروڑ روپے کی لاگت سے ماڈل پولیس سٹیشن قائم کئے جا رہے ہیں یہ درحقیقت ایک جدت کے حامل عقوبت خانے ہوں گے۔ ان کا یہ ایک vision بنا ہوا ہے، ماضی گواہ ہے آپ ان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو میں ویسے ہی بات نہیں کر رہا۔ یہ وہ عقوبت خانے ہوں گے جہاں یہ لوگوں کو ماضی بعید میں اذیتیں دیتے رہے ماضی قریب میں بھی اذیتیں دیتے رہے لیکن مستقبل میں انشاء اللہ اس طرح نہیں ہو گا کیونکہ یہ عوام ان کو باور کرا دے گی۔

جناب والا! دانش سکول سسٹم کی جگہ اگر پرانے سکولوں کی عمارات کو کھنڈرات نہ بننے دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس قوم پر ایک احسان عظیم ہو گا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب جنہیں اکثر ٹی وی پر دیکھتے ہیں تو آخری وقت جو ہوتا ہے وہ حواس باختگی کی کیفیت میں آ جاتے ہیں۔ وہ کبھی سپیکر کو ہاتھ اور کبھی لات مارتے ہیں۔ او بھئی! یہ تو وقت گزر گیا ہے اور چھ سات ماہ رہ گئے ہیں۔ اسے پتا ہے کہ آگے نہیں آنا اس لئے حواس باختہ تو ہو گا۔

جناب سپیکر! کافی اور باتیں ہیں میرے خیال میں آپ کی پیشانی پر بھی شکنیں آ رہی ہیں۔ میں صرف دو باتیں اور کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی تھک گئے ہیں۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا، لاکھوں سہاگنیں بیوہ ہوئیں، لاکھوں بھائیوں اور باپوں کے سامنے بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت دری ہوئی، لڑکیاں گھروں کے اندر سے اٹھالی گئیں، پھالوں سے معصوم بچوں کو روند ڈالا گیا یہ اسی لاہور کے واقعات ہیں لیکن یہ نہیں مانیں گے۔

شرمندہ ہوں یہ فضائیں ایسے حکمرانوں پر
خون کے آنسو روتی ہے یہ نگری

ہم تو صرف یہ دعا ہی کر سکتے ہیں کہ:

دعا کرو کہ فرشتہ بہار زندہ رہے
گلوں کی باس چمن کا نکھار زندہ رہے
ہزار بار میں پیوند خاک ہو جاؤں
میرا وطن میرے پروردگار زندہ رہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ایوان کا وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔رائے محمد شاہجہان خان صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ

اک فیض تمہی تنہا ہو جواب تک دُکھ کے رسیا ہو
ورنہ اکثر دل والوں نے درد کا رستہ چھوڑ دیا ہے

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی maturity حاصل کی اور حکومت پانچواں بجٹ پیش کر رہی ہے۔ میں اس system کے mature ہونے پر آپ کو اور اپنے سارے بہن بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔آج پنجاب کا پانچواں بجٹ پیش کیا گیا ہے۔آج The economic document of the Punjab پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس vision اور theme کو دیکھنا پڑے گا جس کے تحت پنجاب کا یہ بجٹ ترتیب دیا گیا ہے۔اس میں جو فلسفہ کارفرما نظر آتا ہے اور جن economic فلسفہ کاروں نے یہ بجٹ ترتیب دیا ہے یہ ان کی سوچ کی غمازی کرتا ہے۔ یہ بجٹ urban and rural divine کو گہرا کرنے والا بجٹ ہے۔ یہ محنت کشوں اور کسانوں کو قتل کرنے والا بجٹ ہے۔اس بجٹ کی allocations مختلف جماعتوں کے نعروں سے متاثر ہو کر کی گئی ہیں۔اس میں کوئی سیاسی یا معاشی فلسفہ نظر نہیں آتا بلکہ یہ ایک non-visionary بجٹ ہے۔ پنجاب کے حکمران جب اٹھارہویں ترمیم پر sign کر رہے تھے تو نیچے سے ایک کاغذ کھسکا رہے تھے جس پر لکھا تھا کہ دو مرتبہ کی وزارتِ عظمیٰ کا قانون amend کیا جانا ہے۔ وہ اس arena کو نہیں دیکھ رہے تھے جس میں پنجاب داخل ہونے جا رہا ہے۔ پنجاب کی خوشحالی اور ترقی کے

لئے پنجاب کے ان ساہوکار حکمرانوں کو اُس وقت احساس نہیں ہوا۔ باقی صوبوں کے وزیر اعلیٰ اپنی اپنی عوام کے لئے اپنا حصہ کھینچ کر لے جا رہے تھے مگر یہ اپنے مفاد میں لگے ہوئے تھے۔ پاکستان کے مالی معاملات کی تقسیم ہو چکی ہے مگر پنجاب کی dependency مرکز پر مزید بڑھ گئی ہے۔ پنجاب کو یہ سمجھنا چاہئے تھا کہ یہ document sign کرنے سے پہلے ہم اُن معروضی حالات اور زمینی حقائق کو دیکھ لیں کہ ہم کس era میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کرتوتوں اور کارناموں کے ہوتے ہوئے شاید وزارتِ عظمیٰ ملنی بھی ہے یا نہیں لیکن آپ نے پنجاب کے عوام کا مستقبل صرف اپنی ذاتی خواہش کے لئے داؤ پر لگا دیا۔ اس بجٹ کا سب سے بڑا failure یہ ہے کہ پچھلی مرتبہ بجٹ اجلاس میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد پیدا ہونے والے حالات سے ہم واقف ہیں لیکن اِن کو احساس تھا، ہوا اور نہ ہوگا۔ آج اگر آپ اس بجٹ کا document پڑھیں تو اِس کے اندر non development expenditure کو cut نہیں کیا گیا اور کوئی space نہیں بڑھائی گئی۔ آپ کے ہمسایہ صوبہ سندھ میں صرف پانچ کھرب کا بجٹ ہے جس میں 231۔ارب روپے کا صرف developmental بجٹ ہے کیونکہ انہوں نے اپنی developmental space کو بڑھایا ہے اور ہم نے اُن سے متاثر ہو کر 250۔ارب روپے کا اعلان تو کر دیا لیکن اگر ہم اپنی expending کو دیکھیں تو وہ 171۔ارب روپے کے کئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ It's a failure of the system, it's the failure of the mechanism. یہ حکومت پنجاب کے حصہ میں failure ہے کہ وہ ہماری funding کو execute نہیں کر سکی اور ہمارا حق ہمیں نہیں دیا گیا۔ اگر کوئی چیز implement یا execute کی گئی تو وہ صرف فیروزپور روڈ ہے اور نعوذ باللہ وہ پنجاب کا سیاسی خانہ کعبہ ہے جس کو جو بھی راستہ جاتا ہے اُس کی ترقی اور ترویج کی گئی ہے اور اس کے لئے میٹرو بس سروس چلائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاؤں کہ پنجاب کے کاشتکاروں کی land revenue کی مد 10621 ملین روپے ہیں۔ جسے وزیر خزانہ صاحب note فرمائیں جو ابھی نومولود ہیں اور اگر کوئی پکے وزیر خزانہ ہوتے تو میری باتوں کو concede کر سکتے۔ اربن immovable پراپرٹی کا ٹیکس 1495 ملین روپے ہے اربن کے تین Heads ہیں ایک کے لئے 192 ملین روپے دوسرے کے لئے 431 ملین روپے اور تیسرے کے لئے 63 ملین روپے ہیں۔ اربن ڈویلپمنٹ کے لئے اتنی بڑی allocation کی گئی ہے۔ ہمارا 10 کھرب روپے land revenue بنتا ہے لیکن ہمیں صرف 2۔ارب روپے کے گرین ٹریکٹر اور 2۔ارب روپے کی farm to market road دی جاتی ہے۔ کاشتکار

پٹواری کو فیس اور رشوت دے کر اپنی فرد لیتا ہے، اسسٹنٹ کمشنر کو پیسے دے کر اپنی زمین کا انتقال کرواتا ہے، ایس ایچ او کو پیسے دے کر اپنی ایف آئی آر درج کرواتا ہے اور تفتیشی افسر کو پیسے دے کر اپنی جان چھڑواتا ہے یعنی ہمیں دو ہاتھوں سے لوٹا اور استحصال کیا جا رہا ہے۔ آپ غور سے دیکھیں کہ ہم کاشتکار صوبہ کو جو کچھ دے رہے ہیں وہ بھی ہمیں لوٹایا نہیں جا رہا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے ایڈمنسٹریشن میں کیا کچھ کیا ہے؟ آج کل کے چیئرمین پی اینڈ ڈی کی بڑی ستائش کی گئی ہے مگر اُس نے ACS ہوتے ہوئے ایک پالیسی بنائی کہ جو اسسٹنٹ کمشنر یا ڈی ڈی او (آر) لگے گا وہ ایک سال کے لئے وہاں رہے گا اور اسے وہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ لوگ اندھے نہیں ہیں اور ایم پی ایز کا کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ centralized کرپشن کی گئی ہے اور تمام محکمے اپنے پاس رکھ کر تمام اسامیوں کے پیسے لئے گئے ہیں جس سے پنجاب کا ہر بچہ واقف ہے۔ آپ نے 72۔ارب روپے صحت عامہ پر خرچ کر ڈالے لیکن اس کے بدلے نوزائیدہ بچوں کو موت ملی۔ پنجاب کے غریب آدمیوں کے لئے ادویات نہیں ہیں اور جو بندہ ڈاکٹر اکرم جاوید جیسے آدمی کو ساتھ لے کر چلے گا جن کے اپنے پرائیویٹ ہسپتال ہیں وہ آپ کو کیوں advice کرے گا کہ گورنمنٹ کے under چلنے والے ہسپتالوں کو قائم رکھا جائے؟ آپ نے اپنا non developmental بجٹ کم نہیں کیا۔ اگر آپ میں vision ہوتا تو اپنے service style کو بدلتے اور اپنی permanent liabilities میں اضافہ نہ کرتے بلکہ اس میں cut کرتے۔ یہاں پر پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کو لایا جاتا اور جو بچے سکولوں سے professional education حاصل کر کے اساتذہ بھرتی ہونے کے لئے آ رہے ہیں اُن کو ملا کر ایک گروپ بنایا جاتا جن کو ہم پنجاب بنک کے ذریعے interest free loans دیتے اور ہم ایسی investment کرتے جن کی ہمیں return کی کوئی امید نہیں تھی لیکن کل کو ہم اُن کی permanent liabilities سے جان چھڑاتے۔ ڈاکٹروں کو پیسے دیئے جاتے تو وہ دُور افتادہ علاقوں میں اپنے ہسپتال بناتے تاکہ آپ کے wear and tear کے اخراجات کم ہو جاتے۔ آپ صحت عامہ کے حوالے سے تفریحی شعبہ میں پارکوں کے لئے investment کریں، Consortium بنائیں اور اپنی سڑکوں پر tools لگائیں تاکہ ہر سڑک self reliant ہو۔ investment bonds جاری کئے جائیں اور عوام میں تشہیری مہم چلائی جائے تاکہ وہ پنجاب میں investment کریں اور وہ منافع جو بڑے بڑے سرمایہ کاروں اور بنکوں کی جیب میں جاتا ہے وہ عوام کو دیں۔ ہم روزانہ 15 کروڑ روپے wheat procurement پر سود کی مد میں بنک کو ادا کرتے ہیں اور 32۔ارب روپے کی رقم شہریوں کو کھلانے کے لئے گندم رکھی مگر مظلوم اور غریب کاشتکار جو

رات کے اندھیرے اور سانپوں کے سروں پر پاؤں رکھ کر پانی لگاتا ہے جو وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جیسے شہری لوگوں کو اناج اور سبزی بھیجتا ہے اُس کی betterment کے لئے آپ نے کچھ بھی نہیں رکھا۔آپ کا ملتان میں زرعی آلات کا ایک کارخانہ ہے اس حوالے سے آپ کے Receipts میں sale of agri machinery کا ایک Head ہے جس میں کوئی آمدنی متوقع نہیں ہے۔اس کا مطلب ہے کہ You are not going to search for the new innovations. آپ نہیں چاہتے کہ ان کو نئی ایجادات سے واقف کرایا جائے۔آپ پنجاب کے بچے کو باہر لے گئے خدارا اب مستریوں کو بھی باہر لے جائیے۔ہم زمینداروں کو زرعی اور ڈیری کے لئے مشینری چاہئے۔زراعت کے اندر ہمارا لائیو سٹاک کا GDP میں 31.5 فیصد حصہ ہے۔ٹیکسٹائل یا شوگر انڈسٹری مافیا کا 3.5 فیصد سے اوپر GDP نہیں جاتا لہذا اِن کو چاہئے کہ اس انڈسٹری کو patronize کرتے مگر یہاں پر اپنی ڈیریاں بنالی گئیں۔ آج ہمیں ڈیری اور لائیو سٹاک میں دو بڑے مسائل کا سامنا ہے جس میں ایک genetic control ہے تاکہ ہم اپنی گائیوں اور بھینسوں کی نسل اچھی بنا سکیں جو زیادہ سے زیادہ دودھ اور گوشت پیدا کر سکیں۔ دوسرا manpower کی کمی کی وجہ سے یہ شعبہ انحطاط کا شکار ہے اس لئے ہمیں ڈیری کے لئے light مشینری چاہئے جو پاکستان میں ہی تیار ہو۔اگر خادمِ اعلیٰ اپنی شاہ خرچیوں، اپنے دَوروں اور اپنے symbolic اقدامات سے ٹائم نکال سکیں تو وہ انجینئروں کی ٹیم باہر جاپان، جرمنی، روس یا فرانس میں لے جائیں اور وہاں سے مشینری لائیں جو یہاں پر تیار ہو اور وہ ہم زمینداروں کو ملے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اہم مسئلہ energy crisis کی طرف آنا چاہتا ہوں۔اگر پچھلے بجٹ کی میری تقریر دیکھی جاتی اور کوئی سننے والے کان ہوتے تو میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ یہ نہروں پر چھوٹے ڈیم نہیں بنائیں گے اور سولر کی طرف بھی نہیں جائیں گے کیونکہ میں نے ایک سال پہلے اسی floor پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ یہ شوگر ملوں کی بجلی کی طرف جائیں گے۔آج آپ کی بجٹ تقریر میں لکھا ہے کہ ہم نیپرا کے پاس گئے لیکن ہمیں ریٹ نہیں ملا۔یہ جو آپ کا خادم وزیر اعلیٰ، درویش وزیر اعلیٰ مینار پاکستان پر اپنی سرکس لگائے بیٹھا ہے جس کی وجہ ہم ہیں نہ آپ ہیں اور وہ ٹی وی پر روز ہاتھوں میں پنکھے دے کر خبریں چلواتا ہے۔ارے کون سا rate چاہئے شوگر ملوں کو on the floor of the House بتایا جائے کہ شوگر ملز ایسوسی ایشن گنے کا کون سا rate چاہتی ہے؟ ہم لے کر دیں گے اور ہم Resolution پاس کریں گے اور ہم وفاقی حکومت کے گلے پڑیں گے کہ یہ 3200 میگاواٹ بجلی لینی ہے اور Competition Commission کا سربراہ رات سے ٹی وی پر چلا رہا ہے کہ پنجاب کے اندر

نئی شوگر ملوں کے لگانے پر پابندی اٹھائی جائے تاکہ مقابلہ ہو لیکن یہ تو سانپ بیٹھے ہیں اور پچھلی دفعہ بھی کہا گیا کہ circular debt ادا نہیں کر سکتے۔ کوئی تجارتی اجارہ دار نہیں چاہتا کہ اس کا کاروبار خراب ہو۔ 400۔ارب روپے circular debt کے ریٹنل پاور لگائے گئے تاکہ ان کی monopoly اور بدمعاشی ختم ہو لیکن یہ کالعدم قرار دے دیئے گئے۔ کس کا خون چوسا؟ ہمارا آپ کا اور عوام کا۔آج ہماری جی ڈی پی گر رہی ہے۔ پنجاب 62 فیصد بجلی کا استعمال کرتا ہے، گیس کا بھی اتنا ہی کرتا ہے اور اب ہم خود انحصاری کی طرف نہیں جائیں گے۔ ہمارا agro based economy پر انحصار ہے حتیٰ کہ ہماری power generation بھی ادھر ہی shift ہو چکی ہے۔یہیں سے ہم اگائیں گے اور یہیں سے ہم کھائیں گے اور اپنا ملک چلائیں گے۔

جناب سپیکر!قوم کو بتایا جائے اور on the floor of the House بتایا جائے کہ کون سا rate آئی پی پیز کو چاہئے۔Capital receipt میں وزیر خزانہ صاحب!دھیان سے پڑھئے گا کہ realization under monopolies and restrictive trade practices میں آپ کو کوئی آمدنی متوقع نہیں ہے۔

جناب سپیکر!دنیا کے اندر جتنی بھی بڑی ملٹی نیشنل companies, monopolist companies ہیں جو abnormal profit کماتی ہیں تو وہ state کو serve کرتی ہیں اور وہ social sector کو serve کرتی ہیں، وہ حکومت کو ایسے منصوبے دیتی ہیں جن کے تحت ملک کا فائدہ ہو۔ اگر ایک طرف سے نچوڑا جاتا ہے تو دوسری طرف سے دیا جاتا ہے لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ بجٹ پنجاب کے عوام کے ساتھ کھلواڑ ہے، یہ بجٹ محنت کش، کسان، مزدور اور زمیندار کا قتل ہے اور اگلا الیکشن slogan ہے جو کبھی بھی اچھی نیتوں کے بغیر نہیں جیتا جا سکتا۔پیر زادہ صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں کہ یہ جنوبی پنجاب ان 31 فیصد فنڈز سے نہیں رکنے والا۔ یہ سب ممبران،آپ کے ممبران بھی اور ہم بھی توقیر چاہتے ہیں۔پولیس والوں سے پوچھا جائے جنہیں ہم 62۔ارب روپے دے رہے ہیں تو کتنے ایم پی ایز نے اغوا برائے تاوان کیا ہے، کتنوں نے قتل کئے ہیں، کتنوں نے ڈاکے مارے ہیں؟ روز عوام کو لوٹتے ہیں، اپنی مرضی کے ایس ایچ او لگا رکھے ہیں کیونکہ روز انہیں centralize corruption جاتی ہے۔اگر ان ایماندار آئی جی اور ڈی آئی جی کے assets چیک کریں تو اتنے بڑے بڑے "سان" نکلیں گے کہ عقل دنگ رہ جائے گی اور آخر میں ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

میخانوں کی رونق ہیں،کبھی خانقہوں کی
اپنا لی ہوس والوں نے جو رسم چلی ہے
دلداریِ واعظ کو ہم ہی باقی ہیں ورنہ
اب شہر میں ہر رندِ خرابات ولی ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!توانائی کے بحران پر ہمارے پنجاب کے بجٹ میں بے حد تنقید کی گئی ہے اور پانچ صفحات پر مشتمل بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے وفاقی حکومت پر تنقید کے انبار لگا دیئے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے جس وقت اپنی تقریر پڑھی تو مجھے بڑی حیرانی ہو رہی تھی کہ اس کا بجٹ تقریر سے کیا تعلق ہے؟ جب پنجاب کے عوام نے وزیر خزانہ کی تقریر سنی تو انہوں نے دیکھا اور اندازہ لگایا کہ اس میں پنجاب کے عوام کے لئے کچھ بھی نہیں ہے سوائے تہمتیں لگانے،ایسی باتیں کرنے جن کا تنقید برائے تنقید کے سوا اور کچھ مطلب نہیں ہے۔ اگر وزیر خزانہ لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے، پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر بہتر کرنے کی بات کرتے تو شاید پنجاب کے عوام ان کو appreciate کرتے،اگر پولیس آرڈر 2002 کی بات کرتے جس میں پنجاب کے عوام پس رہے ہیں کیونکہ لوگوں کو ایک تھانیدار کے مرہون منت کر دیا گیا ہے۔ اس میں ڈی ایس پی،ایس ایچ او،ڈی پی او، اور نہ ہی آر پی او کچھ کر سکتا ہے۔ تھانیدار صاحب کی مرضی ہے جو کسی کی تقدیر کا فیصلہ لکھ دے۔ بارہا اس floor پر ہم یہ گزارش کر چکے ہیں کہ پولیس آرڈر 2002 میں بہتری کی ضرورت ہے،اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر خراب ہو رہا ہے لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر!اس وقت انتظامیہ کنٹرول سے باہر ہو گئی ہے۔ پولیس اپنی مرضی کر رہی ہے، اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی سی او کے دفتر اپنی مرضی کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک mechanism کے تحت ایک system ضرور چل رہا ہے لیکن عوام کو کچھ deliver نہیں ہو رہا۔ ان چیزوں کا آپ کو پتا چلے گا جب عام انتخابات ہوں گے اور نگران حکومت ہو گی۔ جس وقت تمام پارٹیاں حکومت سے باہر ہوں گی تو پھر عوام بتائیں گے کہ ہمارے ساتھ پٹواریوں، تحصیلداروں نے اس حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے تھانیداروں،ایس ایچ اوز اور ڈی ایس پیز نے اس پولیس آرڈر 2002 کے تحت کیا زیادتیاں کی ہیں۔

جناب سپیکر!اس وقت پانچ مرلہ سکیموں کے پلاٹوں کی تقسیم جاری ہے اور لوگوں کو پلاٹ دینے کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن میں نمبر دار جو سرے سے مسلم لیگ(ن)اور پاکستان پیپلز پارٹی کا مخالف ہے،ایک ہیڈ ماسٹر اور ایک بے بس امام مسجد کو شامل کر دیا گیا ہے۔یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے پیٹرن پر پانچ مرلہ کالونیاں بنا کر تقسیم تو کی جارہی ہیں لیکن عوام کے ساتھ انصاف نہیں کیا جارہا ہے اور میںprecedent quote کر سکتا ہوں کہ اس وقت میرے حلقہ میں یا میرے ضلع سرگودھا میں کتنے لوگوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں۔حکم تو یہ ہوا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر کمیٹیاں فیصلے کریں لیکن مساجد میں لسٹیں بنائی جاتی ہیں اور گھر جا کر انتظامیہ ان لسٹوں کی ترتیب کو ختم کر کے اپنے من پسند لوگوں کو پلاٹوں کی تقسیم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!کیا ہی اچھا ہوتا کہ وزیر خزانہ یہ کہتے کہ ہم نے تمام BHUsمیں ڈاکٹر لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔سرگودھا،لاہور،اسلام آباد،بہاولپور،ملتان سٹی کے ہسپتالوں میں ضرور ڈاکٹر ہوں گے لیکن آپ ان دور دراز علاقوں کا اندازہ لگائیں کہ جہاں دیہاتوں میں BHUsتو ہیں لیکن ڈاکٹر نہیں ہیں۔BHUsتو بنے ہوئے ہیں لیکن ڈسپنسر نہیں ہیں۔اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے اور جیسا کہ آپ نے وزیر خزانہ کی تقریر میں سنا کہ بلوچستان کے کارڈیالوجی کے لئے ہم نے پچھلے سال بھی پیسے رکھے تھے،اس سے پچھلے سال بھی رکھے تھے اور اس سال بھی رکھ رہے ہیں لیکن ہمیں وہاں پر کوئی کارڈیالوجی بنانے نہیں دے رہا۔آپ نے وہاں پر MLC کو ہائر کیا ہے لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ سے کارڈیالوجی سنٹر وہاں بلوچستان میں نہیں بن رہا تو آپ مہربانی کر کے سرگودھا میں بنادیں تاکہ وہاں پر دور دراز کے علاقوں کے مریضوں کو فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر!انٹرن شپ کے لئے اربوں روپے رکھے گئے ہیں اور انٹرن شپ نوجوانوں کو دیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ الیکشن کے موقع پر یہ ایک سیاسی رشوت ہو گی۔آپ چار ماہ کے لئے گریجویٹ لوگوں کو انٹرن شپ پر دس ہزار روپے پر رکھیں گے تو اس کے بعد ان کا کون والی وارث ہو گا؟میں وزیر خزانہ سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انٹرن شپ پروگرام کا مستقبل کیا ہے،یہ اربوں روپے صرف لوگوں کو سیاسی رشوت کی نذر کرنے ہیں یا اس کے لئے کوئی دور رس پالیسی بنانے جارہے ہیں؟

جناب سپیکر!نہری پانی کی اس وقت کمی ہے اور brackish areas میںsweet waterزمینوں میں دستیاب نہیں ہے لیکن وہاں پر بھی وارابندی کی جارہی ہے اور rotational

programme چلایا جارہا ہے جس کی وجہ سے پنجاب کے عوام پریشان ہیں۔بہت سے علاقوں میں چارہ کاشت نہیں ہو سکا، کپاس کاشت نہیں ہو سکی اور بہت سے علاقوں میں گرمیوں کی فصلیں ابھی تک کاشت نہیں کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! میرے ضلع سرگودھا میں الحمد للہ باغات کی بہتات ہے اور آپ دیکھیں کہ وہاں پر نہری پانی کی کمی کی وجہ سے باغات کس طرح بے حال ہو رہے ہیں۔وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں پنجاب ٹرانسپورٹ اور اربن ٹرانسپورٹ کی بات کی ہے۔آپ نے کبھی دیکھا کہ دور دراز کے دیہاتوں کے لوگ کس طرح شہروں کی طرف travel کر کے آتے ہیں یا دور دراز کے لوگوں کو ایک DHQ جانے کے لئے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ اگر وزیر خزانہ اس پر کچھ بات کر سکتے ہیں یا وزیر اعلیٰ پنجاب کو کوئی تجویز دے سکتے ہیں تو میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اربن ٹرانسپورٹ کے لئے چائنا سے جو1200 بسیں لے رہے ہیں خدارا ان میں سے کچھ بسیں دیہاتی علاقوں کے لئے بھی donate کریں اور وہاں پر بھی وہ ٹرانسپورٹ سروس launch کریں تاکہ ان لوگوں کو بھی فائدہ مل سکے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال انہوں نے زمینوں کی نیلامی کی ہے اور من مرضی کے لوگوں کو پلاٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔انہوں نے اپنی مرضی سے شہری اور دیہی علاقوں میں پلاٹ خریدے ہیں جس سے عام لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔اگر اس سے کوئی خاطر خواہ آمدن آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی آمدن نہیں ہے کہ جس سے پنجاب حکومت کو کوئی فائدہ ہو سکے۔میری پھر بھی وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش ہے کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔میں Laser Leveler کے بارے میں ہمیشہ اپنی تقریر میں بات کرتا ہوں کیونکہ میرا تعلق ایک دیہاتی علاقے سے ہے کہ Laser Leveler سے چھوٹے کسانوں کو بہت فائدہ ہو رہا ہے۔جہاں پر ان کی زمینوں کو level کیا جاتا ہے تو وہاں انہیں زمینوں کو پانی کم دینا پڑتا ہے۔جس سے نہری پانی کی بچت ہوتی ہے لیکن آپ یہ ضرور چیک کر لیں کہ محکمہ زراعت نے Laser Leveler خریدنے کے لئے ایک process شروع کیا ہے جو آٹھ ماہ سے شروع ہے۔آپ لاکھوں روپے ان ڈائریکٹروں کو تنخواہیں دے رہے ہیں لیکن اس کی out put نہیں ہے۔اگر ان Laser Leveler کو بروقت خریدا جائے اور زمینداروں اور کسانوں تک یہ سہولت پہنچائی جائے تو اس طرح پانی کی بچت ہو گی، فصلیں زیادہ ہوں گی اور زمین بھی کاشت کے قابل ہو سکے گی۔سیڈ کارپوریشن کے بارے میں باتیں ہوئی ہیں تو میں ایک چھوٹا کسان ہونے کے ناتے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ سیڈ کارپوریشن

کا معیار چیک کر لیں۔اس وقت جو بیج سیڈ کارپوریشن پنجاب میں فراہم کر رہی ہے اس بیج کا معیار چیک کر لیں، گندم کا معیار چیک کر لیں، چاول کا معیار چیک کر لیں اور کپاس کا معیار چیک کر لیں آپ کو پتا چلے گا کہ سیڈ کارپوریشن جو بیج فراہم کر رہی ہے وہ third class ہے جو اُگنے کے قابل ہی نہیں ہے۔اس میں ایک سپیشل کمیٹی قائم کی جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب بہت اچھی ٹاسک فورسز بناتے ہیں اور وہ ٹاسک فورسز بنانے کے بڑے ماہر ہیں۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ وہ سیڈ کارپوریشن کے لئے ایک اچھی سی ٹاسک فورس قائم کریں جو پنجاب کے غریب کسانوں تک اچھا بیج پہنچائے تاکہ پنجاب کے چھوٹے کسانوں، بڑے کسانوں، زمینداروں اور کاشتکار طبقے کا فائدہ ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بجٹ میں پنجاب حکومت نے منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور مائنز کے بارے میں کوئی ایسی پالیسی وضع نہیں کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں زراعت کا شعبہ جس طرح سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اگر اس وقت منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے تو پنجاب حکومت کو بہت سارا ریونیو مل سکتا ہے جس سے پنجاب کے معاملات چلانے میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک اہم مسئلے کی طرف پنجاب حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ واٹر سپلائی سکیم کا دیہاتوں میں بہت اہم مسئلہ ہے۔ دیہاتوں میں واٹر سپلائی سکیم کی فراہمی تو کر دی جاتی ہے، کروڑوں روپے لگا کر یہ سکیمیں بنا دی جاتی ہیں لیکن ان کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ ان کو غیر ذمہ دار user کمیٹیوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے لیکن چند ماہ کے بعد وہ ناپید ہو جاتی ہیں اور چلنے کے قابل نہیں رہتیں۔ لوگوں کو پانی کی سپلائی بند ہو جاتی ہے، billing کا سسٹم ختم ہو جاتا ہے۔ میں پنجاب حکومت کو یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ واٹر سپلائی سکیم ضرور بنائیں، اس کا کروڑوں روپے ضرور خرچ کریں اور اُن لوگوں پر خرچ کریں جہاں brackish line area ہے لیکن اس کو بہتر کرنے کے لئے، آپریشن بہتر کرنے کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر کا Operation and Maintenance Wing قائم کریں تاکہ اس سکیم کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکے اور اس کے ذمہ دار افسران اس کو اپنی custody میں لے سکیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔36 کے 140,133,129,127,119 جنوبی اور شاہین آباد ٹاؤن میں پینے کا پانی بالکل نہیں ہے۔اس جدید دور میں بھی لوگ دُور دُور سے پانی لے کر آتے ہیں اور انہیں اپنی ٹرانسپورٹ پر پانی لانا پڑتا ہے۔ یہ میرا استحقاق نہیں ہے کہ میں بطور اپوزیشن ممبر مطالبہ کروں لیکن

بطور عوامی نمائندہ ہونے کے میرا پنجاب حکومت سے یہ مطالبہ بنتا ہے۔یہ میرا استحقاق ہے کہ میں وزیر خزانہ سے یہ مطالبہ کروں کہ ان دیہاتوں کو اگر آپ اس بجٹ میں شامل کر کے واٹر سپلائی سکیم سے مستفید کریں تو یہ آپ اور خادم اعلیٰ پنجاب کی بھی نیک نامی ہو گی۔اس میں میرا بھی contribution ہو جائے گا لہذا پنجاب حکومت اس نیکی کے کام اور کار خیر میں اپنا حصہ ڈالے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ اپنی قیادت جناب آصف علی زرداری صاحب، جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کی پارلیمانی پارٹی اور allies کو advise کیا کہ آپ نے پنجاب کے بجٹ کو بڑے پُرامن طریقے سے سننا ہے، اس میں اپنی participation کرنی ہے اور بجٹ تجاویز دینی ہیں۔ الحمدللہ پنجاب کا بجٹ اس ایوان میں بیٹھ کر پاکستان پیپلز پارٹی نے بڑے پُرامن طریقے سے سنا ہے لیکن اس کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا لیکن ہمارے صوبے کی بدقسمتی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہاں پر بندوں کا بھی انتظام کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تُسی اپنے آپ نوں بندہ ای سمجھو۔(قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوتی اگر رات کے راجہ اپوزیشن لیڈر بھی یہاں بیٹھے ہوتے، ہم جیسے کارکنوں کی تجاویز کو سنتے اور اپنی کوئی مثبت رائے دیتے لیکن چونکہ ان کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ 782۔ارب روپے کا ایک مثالی بجٹ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس بجٹ میں 250۔ارب روپے ہم نے ڈویلپمنٹ فنڈ کے لئے رکھے ہیں یہ پچھلے سال کی نسبت 30۔ارب روپے زیادہ ہیں۔ انشاء اللہ یہ ایسا بجٹ ہے جس کے اندر ایک غریب کی بات کی گئی ہے، ایک سٹوڈنٹ کی بات کی گئی ہے اور مجھے یہ کہنا ہو گا کہ 43۔ارب روپے ہم نے ایجوکیشن کے لئے رکھے ہیں اور تقریباً 25۔ارب روپے ہم ڈویلپمنٹ کے لئے لگا رہے ہیں۔ 59 کے قریب کالج اور ongoing سکیموں کو مکمل کر رہے ہیں۔ قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے

مطابق ہر گرلز ڈگری کالج کو بسیں دینے کے لئے ایک ارب روپیہ allocate کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا وژن غریب پرور ہے اور یہ طالب علم کے لئے ہونا ضروری تھا۔ میں اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ ایک ذہین طالب علم کو اگر محنت کے بل بوتے پر لیپ ٹاپ دیا جاتا ہے، جو بالکل میرٹ پر دیا جاتا ہے۔ اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب لیپ ٹاپ دے رہے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اپوزیشن اس پر خوش ہوتی کہ سٹوڈنٹس کو یہ لیپ ٹاپ بلاتفریق دیئے جا رہے ہیں۔ ہم نے اسی سکیم کو انشاء اللہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم نے اس میں 4۔ارب روپے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔انشاءاللہ سوا لاکھ students کو لیپ ٹاپ ان کی کارکردگی کی بناء پر ملے گا اور اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے Endowment Funds میں سے ہر ضلع میں topper student کو اس لئے دیئے ہیں تاکہ وہ اپنی ذہنی tension سے بالاتر اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں۔ ہم نے Endowment Funds میں 2۔ارب روپے کا اضافہ کیا ہے جواب آپ کی دعاؤں سے 10۔ارب روپے ہو چکا ہے اور یہ ان students کا حق بنتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم Punjab Foundation کی طرف جائیں گے تو تقریباً اس مد میں ہم نے ساڑھے 6۔ارب روپے رکھے ہیں اور ہم نے اس میں بلاتفریق سکالر شپ دیئے ہیں۔ ہم نے اسی طرح TEVTA کے لئے ڈیڑھ ارب روپیہ رکھا ہے، آئی ٹی یونیورسٹی کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک طالبعلم محنت کرے گا تو ultimately اس سے ملک ترقی کرے گا لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر بڑی بات کی گئی ہے اگر میاں محمد شہباز شریف عوام کو facilitate کرنے کے لئے LTC چلاتے ہیں، ایک اچھی سکیم کو promote کرتے ہیں تو وہ عوام کو سہولت مہیا کرتے ہیں۔یہاں تو ملک کی بدقسمتی ہے کہ عوام کے پاس جو غریب کی سواری تھی، 550 ریلوے کے انجن تھے ان کو jam کر دیا گیا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ جب صبح طالبعلم اس ٹرین پر بیٹھ کر شہر میں اپنے ادارے کی طرف آتا تھا اس کا راستہ روکا گیا ہے۔ایک مزدور جو مزدوری کرنے کے لئے شہر کی طرف آتا تھا تاکہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے اس کی ٹرین بند ہو گئی ہے، ایک کسان اور زمیندار جو گاؤں سے سبزی بیچنے کے لئے آتا تھا یا کھاد لینے کے لئے آتا تھا اس کی گاڑی روک دی گئی۔ اس کے باوجود اگر میں اس طرف آؤں کہ آج کیا ہو رہا ہے ؟اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب مینار پاکستان کے سائے تلے بیٹھ کر پاکستانی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کر رہے ہیں تو یہ عوامی لیڈر ہونے کا عملی طور پر ثبوت ہے جو کہ شہباز شریف دے رہے ہیں۔ یہ کہنے اور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ایسا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ یہ شہباز شریف ہی ہے جو سیلاب کے متاثرین کے ساتھ گرمی کی شدت

میں مرتا ہے جیتا ہے اور ان کے ساتھ رہتا ہے۔ انشاء اللہ 17۔ جون کو لاہور کے اندر ہم پرامن رہنا چاہتے ہیں اور ہم پُرامن پاکستانی ہیں لیکن پاکستان کے اداروں کو تباہ و برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ جب ہم نے انرجی کانفرنس بلوائی جس میں تمام صوبوں کے وزیراعلیٰ آئے اور وزیراعظم صاحب نے یہاں پر اعلان کیا لیکن حسب توقع انہوں نے وعدے کی خلاف ورزی کی، اس میں وہ نہ کوئی amendment کر سکے اور نہ ہی کوئی فیصلہ کر سکے۔ میں پوچھتا ہوں پنجاب کی عوام کا کیا قصور ہے کہ یہاں پر 18 گھنٹے بجلی بند ہوتی ہے؟ کیا قصور پنجاب کے students کا ہے کہ ان کے امتحان ہوتے ہیں تو ان کے لئے بجلی نہیں ہے اور امتحانی سنٹروں میں بیٹھتے ہیں تو بجلی نہیں ہوتی؟ پنجاب کے مریضوں کا کیا قصور ہے کہ ہسپتالوں میں بھی 20 گھنٹے تک بجلی نہیں آتی؟ ہاں ہمیں ان 10 بچوں کا افسوس ہے کیونکہ وہ ہمارے ہی بچے تھے۔ ہمیں ان بچوں کے والدین سے افسوس اور ہمدردی ہے لیکن وہ شارٹ سرکٹ کیسے ہوا؟ وہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کا نتیجہ ہے۔ وہ 10 بچے نہیں بلکہ روزانہ سینکڑوں لوگ پورے پاکستان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے مر رہے ہیں اور موت کی آغوش میں جا رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ یہ پرویز مشرف کی پالیسیوں کا تسلسل ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف نے ہمت اور جرأت کرتے ہوئے 10۔ارب روپے energy crisis اور ہائیڈرل بجلی کے لئے رکھے ہیں، یہ نندی پور کا پراجیکٹ اور چیچو کی ملیاں والا پراجیکٹ کے ذمہ دار لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ مشینری نہ دی جائے ان کے خلاف بھی action ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ IPP کو ادائیگی کس نے کرنی ہے؟ پنجاب کے اندر بلوں کی 98 فیصد collection ہے اور یہاں پر leakage بھی بہت کم ہے لیکن پنجاب کی عوام کو کیوں سزا دی جاتی ہے، کیوں انڈسٹری بند کی جاتی ہے اس لئے کہ پنجاب میں انہوں نے مسلم لیگ (ن) پر اعتماد کا اظہار کیا ہے باقی صوبے بھی ہمارے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر دس مہینوں کے اندر آصف علی زرداری صاحب کی ٹیم عیش و عشرت کے لئے 1100۔ارب قرضے لے سکتی ہے تو اڑھائی سو ارب اور قرضے لے لیتے تاکہ IPP کی ادائیگیاں کرتے اور عوام کو بجلی کی لوڈشیڈنگ کی مصیبت سے جان چھڑا دیتے لیکن یہ ان کا پروگرام نہیں ہے بلکہ ان کا پروگرام ہے "غریب کے بچے کے منہ سے روٹی کا نوالہ چھیننا" یہ شہباز شریف اور نواز شریف ہیں جو غریب کے مستحق بچوں کو پیلی ٹیکسی دیتے ہیں تاکہ وہ روزگار حاصل کرے اور رزق حلال اپنے بیوی اور بچوں کو کما کر دے۔ یہ میاں محمد شہباز شریف ہے جس نے ایگری کلچر گریجویٹ کے لئے 20 ہزار ٹریکٹر دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ وہ محنت مزدوری کریں، پاکستان کو خوشحال کریں اور اپنے گھرانے کو خوشحال کریں تاکہ ان کیری لوگر بلوں سے ہماری جان

چھوٹ جائے۔ جس کے بدلے میں ہمیں پاکستانیوں کے جان کے نذرانے دینے پڑتے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آج پنجاب کے اندر infrastructure کے لئے شہباز شریف صاحب نے 73۔ارب روپے رکھے ہیں۔ انہوں نے roads کے لئے 31۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ roads بہتر ہوں، خوشحالی آئے اور شہروں کی طرف لوگ جائیں گے، ultimately ان کا رجحان دیہاتوں سے ہٹ کر شہروں کی طرف نہیں جائے گا۔ اگر آج لاہور کے اندر رنگ روڈ بنا ہے تو وہ بھی پورے پاکستان کی عوام کے لئے بنا ہے اور اگر Mass Transit Bus چلا رہے ہیں تو وہ پورے پنجاب کی عوام کے لئے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہ کہنا ہے کہ ان حالات میں ہم نے نئے تھانے اور ماڈل تھانے بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تقریباً 31½۔ارب روپے نئے تھانے، عدالتیں اور جیلوں کے لئے رکھے ہیں تاکہ جو لوگ وہاں پر جاتے ہیں ان کو بھی اچھے طریقے سے وہ accommodate کر سکیں۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ملک کے اندر ایسے حکمران غاصب ہو چکے ہیں جو میں نہ مانوں کی رٹ لگا کر پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے کلیے اور مشن پر لگے ہوئے ہیں۔ آج یہ پنجاب ہے جس کے اندر ایسا بجٹ آیا ہے کہ جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ آج آبپاشی کی promotion کے لئے ہم نے 11 بلین روپے رکھے ہیں تاکہ نہری نظام کو اچھے طریقے سے چلا سکیں لیکن بدقسمتی کہ ایک آمر کے دور میں ہمارے دریا خشک ہوئے اور ان کا تسلسل چلتا آ رہا ہے۔ اس سال خادم اعلیٰ پنجاب نے بجلی کے لئے 10۔ارب روپے رکھے ہیں اور انشاء اللہ یہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی خوشحالی کا سبب بنے گا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ وزیر داخلہ جو کچھ کہتے ہیں ان کو پتا نہیں کہ وہ کراچی روشنیوں کے شہر میں کیا کروا رہے ہیں؟ یہ government میں بیٹھا ٹرائیکا پاکستان کے Industrialists، وہاں کے انڈسٹری owners سے کس طرح بھتا لیتے ہیں اور کراچی میں کس طرح target killing ہو رہی ہے۔ بنوں کی جیل میں سے 400 آدمی چھڑوا لئے جاتے ہیں اور کوئی action نہیں لیا جاتا۔ یہ پنجاب ہے کہ جس میں کوئی جرم کرتا ہے چاہے وہ ایم پی اے یا ایم این اے ہے یا وہ کتنا ہی بااثر کیوں نہیں ہے اس پر مقدمہ بھی درج ہوتا ہے اور وہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ انشاء اللہ جس طرح میاں محمد شہباز شریف 18 گھنٹے کام کرتے ہیں تو یہ پنجاب اور پاکستان کی خوشحالی کا پیش خیمہ ہے لیکن اگر باقی صوبوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے کہ کس محنت اور لگن کے ساتھ کام کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ اس کا رزلٹ یہی ہو گا کہ جو کہ علامہ اقبال کا پاکستان تھا اور قائداعظم کا پاکستان تھا لیکن بدقسمتی ہے کہ یہ علی بابا چالیس چوروں نے ملک کے اندر جو کچھ کر دیا ہے، اگر یہ Rental Power Project میں 50۔ارب روپے کمیشن نہ کھاتے تو آج

پنجاب اور پاکستان کا یہ حال نہ ہوتا۔ان کے کابینہ کے وزیر کورٹ میں جاکر کہتے ہیں کہ 50۔ارب روپے کی کرپشن ہو گئی ہے تو وہ لوگ آج بھی کابینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔جب تک کرپٹ ٹولے کو کرپشن کی سزا بلاتفریق نہیں دی جائے گی اس وقت تک یہ نظام صحیح نہیں ہو گا۔بلاتفریق جو ملک کو لوٹتا ہے اس کے خلاف action ہونا چاہئے لیکن نیب کا ادارہ ہو یا الیکشن کمیشن کا وہ ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو پاکستان کی تاریخ کے اندر ایک تاریخی کردار ادا کر سکے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کے بجٹ کو دیکھ کر جن کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں ان کو یہ بجٹ ہضم نہیں ہو رہا۔مرکز میں ہم احتجاج کر رہے ہیں؟ وہاں پر کیا ہوا ہے وہاں پر بیرونی قرضے لئے گئے ہیں، وہاں پر IMF کی قسط دینے کے لئے قرضے لئے گئے ہیں۔یہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ 60 سالوں میں اتنے قرضے نہیں لئے گئے جتنے ان 4 سالوں میں لے گئے ہیں۔یہ میڈیا کی آنکھ دیکھتی ہے، ہر آدمی کہتا ہے میں نہیں کہتا بلکہ آپ جاکر تاریخ دیکھ لیجئے کہ یہ قرضے کون لے رہا ہے؟ کیری لوگر بل کے جو ڈیڑھ سو ارب روپے سالانہ آتے ہیں ان کے بدلے میں کیا ہو رہا ہے؟ اب جو ڈاکٹر شکیل آفریدی بطور امریکن جاسوس پکڑا گیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس کو چھوڑیں گے تو ہم آپ کی امداد بحال کریں گے۔حیلے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں۔ہم دوسرا ریمنڈ ڈیوس نہیں جانے دیں گے۔ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کی خوشحالی ہو اور یہ خوشحالی اسی وجہ سے ہے کہ آج اگر یہ کچی آبادی کی بات کرتے ہیں تو پچاس، ساٹھ سال جب سے پاکستان بنا ہے کچی آبادی میں رہنے والے غریب کو مالکانہ حقوق نہ ملے اس کو رجسٹری کا حق نہ ملا، یہ شہباز شریف ہی ہے جس نے کہا ہے کہ جون میں، اسی مہینے کے آخر میں مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور ان کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔کسی پٹواری یا کسی محکمے کے آدمی کی جرأت نہیں ہے کہ وہ ان سے ایک پیسا بھی وصول کر سکے ہم نے میرٹ پر 72 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہیں کوئی مائی کا لال ثابت کر دے کہ چیف منسٹر، کسی منسٹر نے اور کسی ایم پی اے نے ایک بھی ایجوکیٹر میرٹ سے ہٹ کر بھرتی کیا ہو لیکن باقی صوبے اور مرکز میں جس طرح ریٹ اور بولیاں لگتی ہیں سب کو پتا ہے۔ انشاء اللہ ہم دس ہزار پولیس کانسٹیبل مزید بھرتی کر رہے ہیں یہ سب کچھ ہم نظام کو کنٹرول کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جو مزید 16 ہزار ٹیچر بھرتی ہوں گے وہ بھی میرٹ پر بھرتی ہوں گے۔مجھے آخر میں یہ کہنا ہے کہ جس طرح ایک ٹی وی چینل کی نشریات کو بند کیا جا رہا ہے یہ وفاقی حکومت اور نیپرا کو زیب نہیں دیتا کہ رائل نیوز ٹی وی کی نشریات کو بند کیا جائے۔یہ جمہوری ملک ہے اور یہاں پر ہر آدمی کو حق حاصل ہے لہذا شہباز شریف کے vision پر میاں محمد نواز شریف نے یہ جو بجٹ پیش کیا ہے یہ

پورے پاکستان میں سب کے لئے مثال ہے اور ہم مانتے ہیں کہ ہم نے تاجر کو promote کیا ہے، تاجر ہمارے بھائی ہیں، پاکستانی ہیں اور اگر 680 بلین روپے ہمیں این ایف سی ایوارڈ کے تحت ملیں گے تو انشاء اللہ 131 بلین روپے ریونیو ہم خود generate کریں گے اور ان 780 بلین روپے سے پنجاب میں خوشحالی آئے گی ہم نے پنجاب کے employees کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا ہے، ہم نے خواتین کے لئے 14۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ خواتین کی جو یونیورسٹیاں بن رہی ہیں وہاں پر ان کو promote کیا جائے۔ خواتین کا سرکاری ملازمتوں میں 15 فیصد کوٹا مختص کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ خواتین جو ہماری آبادی کا 52 فیصد ہے ان کو protection دینا ہماری ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ اسی طرح جس طرح میاں محمد شہباز شریف نے Youth Policy announce کی ہے اور اس کو ہم مزید promote کریں گے آج کا نوجوان خوشحال ہو گا تو پاکستان خوشحال ہو گا۔ جس طرح کرپشن کا دور چل رہا ہے یہ پاکستان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ پاکستان کے لئے بہتر یہی ہے کہ عدلیہ کے احکامات مانے جائیں آج ہر پاکستانی یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کا پاکستان ہے۔ اس بجٹ کے بعد یہ ایک غریب کا بجٹ ہے، ایک مزدور کا بجٹ ہے، ایک طالب علم کا بجٹ ہے اور ایک عام شہری کا بجٹ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے پولیس کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا ہے وہ ڈیوٹی بھی دیتے ہیں اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن کسی کرپٹ آدمی کو ہم سپورٹ کرتے ہیں نہ کریں گے اور نہ ہی ہم کسی کرپٹ آدمی کو برداشت کرتے ہیں۔ یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب ہی ہیں جنہوں نے ڈاکٹروں کا پیکج ڈبل کیا، جنہوں نے lower staff کو بھی پیکج دیا اور انشاء اللہ ساڑھے پانچ ارب روپے کی ہم ایمرجنسی میں مفت ادویات دیں گے اور وہ ہر غریب کے لئے ہے اس میں کوئی معیار نہیں ہے کہ فلاں کا ممبر کس پارٹی کا ہے جو بھی ہسپتال جائے گا اس کو facilitate کیا جائے گا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ پاکستان کے دریاؤں کو خشک کر کے پنجاب اور باقی صوبوں میں اگر کاشتکار کو بے حال کیا جائے گا تو پاکستان کی ترقی رُک جائے گی کیونکہ یہ لازم و ملزوم ہے۔ جو -/800 روپے کی یوریا کھاد کی بوری تھی آج وہ -/1800 روپے میں مل رہی ہے۔ زمیندار کا کیا قصور ہے کہ اس کے لئے رزق حلال کی روٹی کمانی بھی محدود ہو چکی ہے۔ ہاں! شوگر ملوں کی طرف سے یہ پہلا tenure ہے جس میں زمیندار کو 99 فیصد payment مل رہی ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا، پچھلے آمر کے دور میں زمیندار نے گنا کاشت کرنا چھوڑ دیا تھا یہ شہباز شریف کی good governance ہے کہ آج زمیندار کو گنے کی payment ہو رہی ہے اور یہ شہباز شریف کی good governance ہے کہ آج میرٹ پر بھرتی ہو رہی ہے اور انشاء اللہ 80 ہزار نوجوانوں کو ہم

میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کریں گے اور جب میرٹ پر بھرتی ہو گی تو وہ نوجوان ایسا role play کریں گے جو ملک کی ترقی میں خوش آئند ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی بہنوں اور بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری باتوں کو برداشت کیا لیکن حق اور سچ کی بات سُننے کا جذبہ ہونا چاہئے اور اچھی proposals دینی چاہئیں لیکن یہ مناسب نہیں کہ الزامات لگائے جائیں اور اس کے بعد بات سُنی بھی نہ جائے۔اگر شہباز شریف 24 گھنٹوں میں 19 گھنٹے کام کرتا ہے تو باقی بھی اتنا کام کرنے کی جرأت کریں۔ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ ملک غریب ہے، ملک قرضے لے رہا ہے لیکن Presidency کا 616 ملین روپے سال کا چائے کا خرچہ ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ 616 ملین روپے چائے کا خرچہ ہے اور پرائم منسٹر صاحب نے 702 ملین روپے چائے کے لئے رکھے ہیں۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفتر کے اخراجات ہم نے 269 ملین روپے کم کر دیئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر ایک بڑے صوبے کو lead کرنے والے چیف منسٹر کے دفاتر کے خرچے کم ہو سکتے ہیں تو وزیر اعظم صاحب کا بھی یہ اپنا ملک ہے، صدر صاحب کا بھی یہ اپنا ملک ہے اور ultimately اس کو اپنا ملک سمجھنا چاہئے کیونکہ پاکستان ہمیں بہت قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔اس بجٹ کے بعد پنجاب میں خوشحالی آئی ہے اور انشاء اللہ مزید آئے گی۔ جو بجٹ ہم نے پیش کیا ہے۔یہی عوام کی خواہش تھی میں مزید اپنے دوست اور بھائیوں کا ٹائم نہیں لینا چاہتا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب میجر عبدالرحمٰن رانا!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہمارا کیا قصور ہے؟ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے بعد آپ ہی کو بلا رہا ہوں۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے معزز ممبر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ ان پر پہلے ہی بہت بوجھ تھا ایک اور اضافی بوجھ اٹھانے کی پیشکش انہوں نے قبول کی اور اس کے ساتھ ہی میں پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران کو بالعموم اور اپوزیشن پارٹیوں کے ممبران

کو بالخصوص مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے بجٹ تقریر کے دوران جمہوری روایات کا مظاہرہ کیا۔ رواداری اور برداشت کا بھی مظاہرہ کیا اور ساتھ ہی میں دعا گو بھی ہوں کہ اللہ کرے یہ روایت چلتی بھی رہے اور ہم کوئی constructive role ادا کرتے رہیں۔ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں جس کو میں سرکاری بجٹ کا نام دینا چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ یہ بجٹ سرکاری افسران نے بنایا ہے عوامی بجٹ میں اس کو اس لئے بھی نہیں کہتا کیونکہ اگر یہ عوامی بجٹ ہوتا تو یہ اسمبلی کے ممبران کا بنایا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ یہ بجٹ یا کوئی بھی بجٹ ہو عوامی صرف اس وقت ہو گا جب تمام محکموں کا بجٹ اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے through آئے۔ وہ پہلے اس کو دیکھیں، وہ اس کو بنائیں، وہ اس پر غور کریں یہ نہیں کہ محکمے کا سیکرٹری جو چاہے اس کو لکھ کر بھیج دے اور وہ اسے approve کر دیں۔ پھر اس کے ساتھ صرف یہی نہیں ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی اختیار ہونا چاہئے کہ وہ ہر تین مہینے کے بعد ہر عشرے میں اس بجٹ کو review بھی کریں، اس بجٹ کو visit بھی کریں اور اس کو دیکھیں کہ کیا محکمہ بجٹ کے مطابق خرچ کر رہا ہے؟ اگر یہ چیز نافذ ہو جائے تو پھر ہمیں ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑے گی نہ ہی بعد میں reappropriation کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی excesses and surrenders کو منظور کروانے کی ضرورت پڑے گی۔ اس ساری exercises سے ہماری جان چھوٹ جائے گی لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ ایک hundred ملین dollar question ہے۔ اس طرح بجٹ پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں چاہے کھربوں روپے کا ہو لیکن قابل عمل نہ ہو۔ ہمارے یہاں جتنے بھی بجٹ آئے وہ قابل عمل نہیں تھے کیونکہ financial discipline کا فقدان ہے ان میں financial discipline نہیں ہے۔ جب تک financial discipline نہیں ہو گا بجٹ کے مقاصد بھی پورے نہیں ہوں گے۔ میں اس کے متعلق ایک ہی مثال دینا چاہوں گا کہ آپ صرف تعلیم کو ہی لے لیں صفحہ نمبر 45 پر Annual Budget Statement ہے۔ 2011-12 budget estimate جو کہ 9 ہزار 998 ملین روپے کا تھا revised budget کے اندر 15 ہزار 6 سو 50 ملین کر دیا گیا۔ revised budget کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کوئی صوبہ میں ایمرجنسی آ گئی ہو، اچانک کوئی ناگہانی صورتحال پیدا ہو گئی ہو۔ محکمہ تعلیم کے اندر یا تو کوئی planning کا فقدان ہے، سوچ کا فقدان ہے، vision کا فقدان ہے کہ اتنی بڑی رقم کا فرق کیسے ممکن ہو سکا، یہ اسی لئے ہوا کیونکہ financial discipline موجود نہیں ہے اور یہ صرف اس وقت ہو گا جب آپ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو، پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کو empower کریں گے اور ان کو یہ

اختیار دیں گے کہ وہ اپنے اپنے محکموں سے آمدن اور بجٹ کے خرچوں سے متعلق پوچھ سکیں۔ ہم کہتے تو ہیں کہ ہم نے جیل خانہ جات کے لئے اتنے پیسے دے دیئے ہیں، پولیس کے متعلق ہم بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے 62ہزار 251 ملین روپے ان کے خرچ کے لئے دے دیئے ہیں۔ ہم بہت خوش ہیں کہ ایڈمنسٹریشن آف جسٹس کے لئے 852 ملین روپے رکھے ہیں۔ یہ تقریباً 70ہزار ملین روپے بنتا ہے، میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ہماری سوچ تبدیل ہو جائے ہمارا mindset تبدیل ہو جائے تو اس میں سے آدھی رقم بچا کر لوگوں کی ویلفیئر پر خرچ کی جا سکتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں کوئی خوشی نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارے ملک کے اندر اور جیلیں بن رہی ہیں، تھانے بن رہے ہیں، تھانوں پر ہم خرچ کر رہے ہیں یا عدالتوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ یہ بات اس معاشرے کی غمازی کرتی ہے جہاں پر جرائم زیادہ ہوں گے۔ ہمیں اس وقت خوشی ہو گی جب ہمیں یہ پتا چلے کہ کالج زیادہ بن رہے ہیں، سکول زیادہ بن رہے ہیں، ہسپتال زیادہ بن رہے ہیں۔ اب جو میں نے بات کی ہے کہ ان تینوں محکموں کا خرچ جو 70ہزار ملین روپے ہے یہ کس طرح سے کم ہو سکتا ہے؟ پنچائت سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جس کے ذریعے معمولی نوعیت کے جرائم کا فیصلہ گھر بیٹھے ہو جاتا ہے اور پولیس کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس سسٹم کو لائیے، اس کو قانونی تحفظ دیں اور جہاں کہیں بھی کسی مقدمے کی سزا تین یا پانچ سال سے کم ہے وہ معاملہ پنچائت کے پاس جائے۔ اس طرح سے محکمہ پولیس پر load آدھے سے بھی کم ہو جائے گا۔ عدالتوں پر بھی load آدھے سے کم رہ جائے گا۔ جیلوں پر load کم کرنے کے لئے deferred punishment کو introduce کریں۔ جب ایک ایسا آدمی جس سے پہلی دفعہ جان بوجھ کر یا انجانے میں کوئی جرم سرزد ہو جاتا ہے، اس کو جب آپ جیل میں بھیجتے ہیں وہ hard and criminal بن کر نکلتا ہے۔ معاشرے کی بہتری اور جیلوں پر load کم کرنے کے لئے deferred punishment system introduce کریں۔ parole کو encourage کریں تاکہ جیلوں کے اندر جہاں پر گورنمنٹ کو فالتو خرچہ کرنا پڑتا ہے اس میں کمی آ جائے۔ اسی طرح عدالتوں کے اندر جب load کم ہو گا تو لوگوں کو بہتر انصاف مل سکے گا اور لوگ عدالتوں کے دھکوں سے بھی بچ جائیں گے جس سے گورنمنٹ کا خرچہ بھی کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد financial discipline کے لئے ضروری ہے کہ آپ ایک محکمے کو جو allocation کرتے ہیں تو اس کے لئے targets fix کریں، اس کو بتائیں کہ 12-2011 کے اندر اس نے فلاں منزل پر پہنچنا ہے۔ ایک باپ اپنے بچے کو پیسے دیتا ہے اگر دس روپے بھی دے کر بھیجتا

ہے تو اسے بتاتا ہے کہ بیٹا یہ چیز لانی ہے اور اس طرح کی لانی ہے اور اتنی مقدار میں لانی ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہم کروڑوں اربوں روپے محکموں کو دیتے ہیں اور ان کے لئے کوئی target کوئی fix goal نہیں ہوتے۔ وہ اپنی مرضی سے پیسے خرچ کر لیتے ہیں یا چاہے تو وہ پیسا نہ خرچ کریں، وہ کوئی goal achieve کریں یا نہ کریں لیکن کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے اور آج تک کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ اگر محکمہ نے وہ پیسے جو اس کو allocate ہوئے تھے اور اس نے وہ خرچ نہیں کئے تو کیوں نہیں کئے ؟ اگر اس نے اپنی اصل رقم سے زیادہ پیسا خرچ کیا ہے تو کیوں کیا ہے ؟ اسی financial discipline نہ ہونے کی وجہ سے یہ ساری بیماریاں ہمارے فنانس سسٹم کے اندر جنم لے رہی ہیں، اسی لئے یہ جو budget making exercise ہے یہ بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ جب اس کے بعد ضمنی بجٹ نے آنا ہے اور اس کے بعد reappropriation نے بھی آنا ہے تو پھر ان کو اس بجٹ پر اتنی exercise کرنے کا فائدہ کیا ہے ؟ محکمہ صحت کے متعلق میں بات کرنا چاہوں گا کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں budget raise کیا ہے، میرا خیال ہے کہ ہم نے raise نہیں کیا اور جب میں نے اس پر working کی تو پتا چلا کہ جتنی رقم ہم نے raise کی ہے اگر صرف inflation کو ہی لے لیں، اگر مہنگائی کو لے لیں اور اگر آبادی کے ایک سال کے اندر اضافے کی ratio کو لے لیں تو وہ جو increase ہے وہ ساری کی ساری nullify ہو جاتی ہے۔ اگر صحت کے اندر ہی ہم دیکھیں کہ یہ جو ہسپتال ہم بنا رہے ہیں ایک ہسپتال جو کہ دو سو بیڈ کا بنتا ہے اس کو ہم بغیر کسی سوچ سمجھ کے بڑھاتے چلے جاتے ہیں، اس سلسلے میں قانون بنائیے کہ پنجاب میں کوئی ہسپتال۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! پلیز wind up کریں۔ آپ کا ٹائم اب ڈبل ہو چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ڈبل تو نہیں، ابھی تو صرف پانچ منٹ ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں ہسپتالوں کے متعلق بات کر رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں قانون بنائیں کہ تین سو بیڈ سے بڑا ہسپتال نہیں ہو گا، جب تین سو بیڈ پر مشتمل ہسپتال ہو گا تو یقین کیجئے کہ وہاں پر اس ایڈمنسٹریشن کو روزانہ تقریباً نو ہزار آدمی کے ساتھ deal کرنا پڑے گا۔ جب اس سے بڑا ہسپتال ہو گا تو وہ پھر پاگل خانہ ہو سکتا ہے، ہسپتال نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب اس سے بڑا ہسپتال ہو گا تو پھر سروسز ہسپتال جیسے حادثے رونما ہوتے رہیں گے کیونکہ ہمارے ہسپتال unmanageable ہو گئے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی ہیلتھ پالیسی کو revisit کریں اور ایک sealing مقرر کریں کہ اس سے زیادہ ہسپتالوں میں بیڈ نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر!اب ایجوکیشن کی طرف آ جائیے جب میں نے بات کی اور مثال دی کہ 9998 ملین روپے کی بجائے 15650 ملین روپے خرچ کیا گیا تو اس دفعہ یک دم اس کے اندر decline آ گیا اور اب 10899 ملین روپے رکھا گیا مجھے اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔بڑی خوشی ہوتی اگر یہ رقم بڑھا کر ایجوکیشن کو دی جاتی،اگر ہم ایجوکیشن پر پیسا خرچ نہیں کر سکتے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ہم ترقی نہیں کر رہے بلکہ ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔کوئی خوشی نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے تھانوں پر اتنا پیسا خرچ کر دیا،ہم نے پولیس میں دس ہزار آدمی بھرتی کر لئے،ہم نے جیلوں پر اتنا خرچ کر لیا،ہم نے عدالتوں پر اتنا خرچ کر لیا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس لئے ضروری ہے کہ تعلیم کے بجٹ کو review کیا جائے۔ اس کے بعد financial discipline کی کمزوری دیکھیں کہ پیسا تو یہ اسمبلی منظور کرتی ہے لیکن کئی ایسے sensitive ادارے ہیں جو اپنا بجٹ آڈٹ کروانے کے لئے اور آڈٹ پیروں کو settle کرانے کے لئے PAC کے سامنے آنے سے گریزاں ہیں۔ اس اسمبلی کو ذرا غور کرنا ہو گا کہ اگر آپ ایک چیز کی منظوری دے رہے ہیں تو آپ کا کام ہے یقین کرنا کہ وہ اس منظوری کے مطابق خرچ ہوتا ہے،پیسے لینے کے لئے تو ادارے آ جاتے ہیں لیکن آڈٹ کرانے اور پیروں کو settle کرانے کے لئے انکاری ہو جاتے ہیں یہ کیسا financial discipline ہے؟یہ ہم سب کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔

جناب سپیکر!اب میں energy crisis کے حوالے سے عرض کروں گا کہ کاش ہم نے 12-2011 میں جو رقم مختص کی تھی وہ ساری کی ساری خرچ کر لی ہوتی اور اس کے لئے زیادہ رقم مانگ لی ہوتی لیکن ایسا ممکن نہیں ہوا۔جہاں مرکز اور صوبے کے لئے war footing پر بجلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کی جتنی بھی residential کالونیاں آ رہی ہیں جیسے آشیانہ سکیم ہے،پانچ مرلہ سکیم ہے،جناح سکیم ہے،بحریہ ٹاؤن ہے یا جو پرائیویٹ کمپنیاں بنا رہی ہیں FDA سٹی ہے یا دوسرے ہیں وہاں پر ان کمپنیوں کے لئے mandatory کر دیا جائے کہ وہ شروع سے سولر انرجی پر جائیں اور انہیں واپڈا کی بجلی مت دیں تاکہ یہ ایک رواج پڑے اور ہم اس میں leading role ادا کریں کہ حکومت جتنی بھی کالونیاں بنائے یا کسی کالونی کی پرائیویٹ ایجنسی کو منظوری

دے تو اس کے لئے ضروری ہو کہ وہاں پر سولر انرجی کا بندوبست کرے اور BOT basis پر سولر انرجی پر زیادہ خرچ نہیں آئے گا، اگر Build, Operate and Transfer System پر سولر انرجی کا بندوبست کر کے دیں گے تو اس کنزیومر کو اتنا ہی دینا پڑے گا جتنا وہ واپڈا کی بجلی کے لئے دیتا ہے۔پنجابی دی مثال اے کہ اگا دوڑ پچھا چوڑ۔ہم آگے تو بڑھتے جا رہے ہیں لیکن پچھلی چیزوں کو ضائع کرتے جا رہے ہیں۔یہ بچت نہیں بلکہ ضیاع ہے میں بتانا چاہوں گا کہ 98-1997 میں نواز شریف کی حکومت کے دور میں بہت سی جگہوں پر لیبر کالونیاں شروع ہوئیں لیکن کروڑوں روپے خرچ کر کے آج وہ بیاباں پڑی ہیں۔ان کو مکمل کرنے کا نام نہیں لیا جاتا اور ہم نئی سکیمیں introduce کر رہے ہیں۔میری استدعا ہے کہ پنجاب کے اندر جتنی بھی لیبر کالونیاں abandoned ہیں یا occupied نہیں ہیں یا ضائع ہوئی ہیں ان پر تھوڑے سے پیسے خرچ کر کے لیبر کو الاٹ کیجئے اور ان سے دعائیں لیں۔یہ تھوڑی سی نہیں ہیں مجھے پتا ہے کہ صرف میرے حلقہ انتخاب میں تین لیبر کالونیاں ہیں جہاں پر پانچ ہزار گھر بن سکتے ہیں باقی جگہوں کا مجھے نہیں پتا کہ کتنی ہوں گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک بچت کی بات ہے، پیسے کی بات ہے تو میں نہیں مانتا کہ پاکستان غریب ہے یا پنجاب غریب ہے۔آئیے ذرا دیکھئے گورنر ہاؤس کتنے رقبے پر قائم ہے، آئیے دیکھئے وزیر اعلیٰ کے زیر استعمال کتنے دفاتر ہیں، آئیے دیکھئے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کتنے رقبے پر ہے۔آئیے دیکھئے سول سروسز اکیڈمی کتنے رقبے پر ہے، میں نے جتنی چیزوں کا نام لیا ہے وہ کس سڑک پر ہیں، کہاں پر ہیں؟ کون سے غریب آدمی وہاں سائیکل پر یا پیدل آتے ہیں یا بسوں پر آتے ہیں؟ یہ شہر سے باہر shift کیوں نہیں ہو سکتے؟ آپ ان کو باہر کیوں نہیں لے جا سکتے؟ آپ لوگوں کے لئے عذاب کیوں بنے ہوئے ہیں؟ اگر میں نے ایک سیکرٹری کو ملنا ہے، وہ سیکرٹریٹ میں ہے، دوسرے کو ملنا ہے تو وہ شادمان میں ہے، تیسرے سیکرٹری کو ملنا ہے تو وہ گارڈن ٹاؤن میں ہے۔عوام کا بھلا کیجئے، عوام کے لئے سہولت پیدا کیجئے ان جگہوں کو خالی کروا کر یہاں پر دفاتر بنائیے یہاں پر دوسرا سیکرٹریٹ بنائیے تاکہ عوام کو ون ونڈو سروس مل سکے، اگر ون ونڈو سروس نہیں تو کم از کم one road service تو مل سکے۔آپ GOR state کا اندازہ لگائیں کہ کتنی کتنی کنال اور کتنے کتنے ایکڑوں میں کوٹھیاں ہیں، وہ پرانی کوٹھیاں جن پر ہر دفعہ لاکھوں کروڑوں روپے لگا کر ان کی maintenance کی جاتی ہے وہاں ان کی جگہ پر فلیٹ بنائیں تاکہ آپ کا کوئی افسر بھی کرائے کے مکان میں نہ رہے اور آپ اسے جو ہاؤس رینٹ دیتے ہیں وہ بچت ہو اور پورے لاہور کے افسران وہاں accommodate ہو سکتے ہیں۔میں نے جن جگہوں کی نشاندہی کی ہے اگر وہاں دفاتر

بنالیں تو آپ کا اربوں روپے جس سے کوٹھیاں کرائے پر لے کر دفاتر بنائے گئے ہیں کی بچت ہو سکتی ہے اور یہ روپے آپ کے کسی بہتر کام میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! Wind up کیجئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں close کر دوں گا۔ اس بجٹ میں کسانوں کو کوئی خاطر خواہ مدد نہیں دی گئی، جب ایک ایکڑ زمین کسان کی ملکیت ہوتی ہے تو اس کو اس پر چالیس ہزار روپے قرضہ دے کر بڑا خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم آپ کو قرضہ دے رہے ہیں لیکن جب اسی زمین پر ایک مل والا چند اینٹیں لگا کر، چند ٹن لوہا لگا کر ایک مل کھڑی کرتا ہے، ایک فیکٹری کھڑی کرتا ہے تو اس کو کروڑوں روپے قرضہ اسی زمین پر دے دیا جاتا ہے - عجیب بات ہے جو immoveable property ہے، جو اصلی سکیورٹی ہے، جو اصلی surety ہے اس پر تو چالیس ہزار روپے دے رہے ہیں لیکن جو عارضی چیزیں ہیں کہ کل وہ وہاں سے لوہا بھی اکھاڑ سکتا ہے، اینٹیں اکھاڑ سکتا ہے، مل اکھاڑ سکتا ہے فیکٹری بھی اکھاڑ سکتا ہے آپ اسے کروڑوں روپے کا قرضہ جاری کرتے ہیں۔ یہ آپ کے لئے تھوڑا سا سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ procedure reverse نہیں ہونا چاہئے؟ آپ نے شہروں کے اندر یوٹیلٹی سٹورز بنا دیئے، شہری عوام کو سہولت دے دی لیکن گاؤں کے اندر ہر یونین کونسل کے اندر پنجاب حکومت اس کے مقابلے میں کوآپریٹو سٹور بنائے اور کوآپریٹو سٹور بنانے سے یہ فائدہ ہو گا کہ ایک تو گاؤں کے غریب لوگوں کو fixed price پر چیزیں مل سکیں گی اور دوسرا کھاد، بیج وغیرہ اسے کوآپریٹو سٹور سے timely مہیا ہو سکے گا۔ اس کی کمی کی وجہ سے جو درمیان میں مڈل مین ہے وہ زیادہ کمائی کر رہا ہے وہ کسان کو لوٹ رہا ہے وہ غریب آدمی کو لوٹ رہا ہے۔ جہاں پر آپ شہروں کے لئے سہولتیں دیتے ہیں وہاں پر خدارا غریبوں کے لئے ہر یونین کونسل سطح پر یونین کونسل کے دفتر کے ساتھ ہی ملحقہ یوٹیلٹی سٹور کی طرز پر کوآپریٹو سٹورز بنائیں تاکہ غریبوں کی مدد ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! Wind up کریں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: کور کمانڈر کا گھر بھی shift کرا دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اسے بھی shift کرا دیں، کوئی بات نہیں most welcome بہت اچھی بات تھی کہ چھاؤنیاں پانچ پانچ میل کے فاصلے پر تھیں، ہمت کریں۔ آپ تو اتنا

ڈرتے ہیں کہ خود DHA والوں کو زمین دیتے جا رہے ہیں اور یہاں پر بیٹھ کر کور کمانڈر کے گھر کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ بجٹ سے پہلے جان بوجھ کر پراپیگنڈا کیا گیا یا اچانک ہو گیا یا واقعی کوئی بات تھی کہ ملازمین کو بڑا حوصلہ دیا گیا کہ پچاس فیصد تنخواہیں بڑھیں گی۔یہ بات عام مشہور ہو گئی اور ویسے بھی مہنگائی دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ ایک جائز مطالبہ ہے لیکن ہم نے اسے 20 فیصد پر cap کر دیا۔ میری نہایت مؤدبانہ گزارش ہے کہ مہنگائی کے لحاظ سے یہ 20 فیصد increase ناکافی ہے لہذا اسے کم از کم 30 فیصد پر ضرور لے جائیے۔ جب ہم مرکز سے ہی مقابلہ کر رہے ہیں تو اگر انہوں نے 20 فیصد کیا ہے تو ہمیں اس سے اوپر جانا چاہئے، شاید اسی مقابلے میں ہمارے ملازمین کا کوئی فائدہ ہو جائے اس لئے ملازمین کی کم از کم 30 فیصد تنخواہیں بڑھنی چاہئیں اور جو پچھلے الاؤنس ہیں وہ شامل کر کے بڑھنی چاہئیں کیونکہ آج اس تنخواہ کے اندر گھر کا بجٹ بنانا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت سے متعلق میں ایک بات کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔ ہمارے معاشرے، ہماری آبادی کا ایک بہت بڑا گروپ addict ہے، نشہ کرتا ہے اور ہیپاٹائٹس کے مریض ہیں۔ اگر آپ یہ دونوں امراض اکٹھے کر لیں تو ہماری ایک تہائی آبادی یعنی نو کروڑ میں سے تین کروڑ لوگ اس کے اندر مبتلا ہیں۔ پچھلے سال ڈینگی کے حوالے سے پنجاب حکومت کی کارکردگی بہت اچھی رہی ہے۔ بہت محنت ہوئی اور بہت پیسا بھی خرچ ہوا۔ اس مرض سے کل دو سو یا سوا دو سو اموات ہوئی تھیں۔ اس کے مقابلے میں infectious ہیپاٹائٹس اور addiction سے روزانہ سینکڑوں اموات ہوتی ہیں اور مدتوں سے ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ ہم اپنے منصوبوں کے اندر اس کو کیوں priority نہیں دے رہے؟ ہم یہ کیوں نہیں سوچ رہے کہ addicts کے لئے خصوصی ہسپتال بنائے جائیں تاکہ یہ لوگ جو اپنے خاندان، بہن بھائیوں، والدین اور معاشرے پر بوجھ ہیں اس نشے سے نجات حاصل کر کے ایک کارآمد شہری بن سکیں۔ وہ infectious ہیپاٹائٹس کے مریض جو کام کر کے اس معاشرے میں contribute کر سکتے تھے اب وہ بستروں پر لیٹے ہوئے گھر والوں، معاشرے اور حکومت پر بوجھ ہیں تو ہم ان کے لئے ایک جامع پلان کیوں تیار نہیں کرتے؟ ان کے لئے کوئی مناسب بندوبست کیا جائے۔ یہ 33 فیصد آبادی جو ان دونوں چیزوں میں مبتلا ہے، کارآمد شہری بن کر ہمارے لئے باعث فخر بنیں اور

معاشرے کے اندر contribution بھی کر سکیں۔میں اسی کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔بہت مہربانی۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بہت شکریہ۔محترمہ نرگس فیض ملک!

محترمہ نرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح35 سالوں سے پنجاب کے حکمران آپ کو برداشت کر رہے ہیں آج کا دن آپ نے ہمیں بھی برداشت کیااس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جن کے visionاور اعلیٰ ذہانت کی وجہ سے نہ صرف ملک میں جمہوریت کو فروغ ملا،جمہوریت مضبوط ہوئی بلکہ ان کی مفاہمت کی سیاست کی وجہ سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار آج جمہوری حکومت نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔اس کاcredit میں آصف علی زرداری صاحب کو دیتی ہوں اورانہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر!جس دن ہم بجٹ تقریر سن رہے تھے اس دن یہاں پر قرآنی آیات کی تلاوت کی گئی اوران کا ترجمہ یہ تھا کہ "اے پروردگار ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ جس کو ہم اٹھا نہیں سکتے "میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کے حکمران ان آیات کو پڑھوا تو لیتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کے لئے شاید ان کو ایک مرتبہ پھر جدہ جانا پڑے گا۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے عوام کا کیا قصور ہے ؟آج اس ایوان میں حکومتی نمائندوں کی دلچسپی دیکھ لیں،جتنی دلچسپی ان کو اس ایوان سے ہے اتنی ہی دلچسپی ان کو پنجاب کے عوام سے ہے۔یہ کتاب،تقریر جتنی بڑی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کی گئی اس میں اتنے ہی بڑے جھوٹ کے پلندے درج ہیں۔بارہ کروڑ آبادی پر مشتمل صوبہ پنجاب یعنی پاکستان کے چونسٹھ فیصد حصے پر جو حکمران قبضہ گروپ کی حیثیت سے قابض ہیں وہ ہر روز عوامی خواہشات کا قتل کرتے رہتے ہیں۔ان کی ڈھٹائی دیکھیں کہ دعویٰ تو سادگی کا کرتے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے مختص شدہ بجٹ سے بہت زیادہ اخراجات کئے گئے ہیں اور یہ پھر بھی شرمندہ نہیں ہوتے۔وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے سال 12-2011 میں 26 کروڑ64لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ خرچ 36 کروڑ 86 لاکھ روپے ہوئے ہیں۔یہ عوام کو کیوں دھوکا دیا جارہا ہے،یہ کیوں دوغلی پالیسی اور standard double دکھایا جارہا ہے ؟آپ مینار پاکستان کے نیچے بیٹھ کر عوام کی کونسی خدمت کر رہے ہیں؟وہ مینار پاکستان کہ جہاں پر قرارداد پاکستان منظور ہوئی اس کے نیچے آپ نے بجلی کے کنڈے لگائے اور بجلی چوری کی۔آپ

پنجاب کے حکمران ہیں، آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہادی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ کے حوالے سے ہمارے بھائی وزیر خزانہ محترمی شجاع الرحمٰن بالکل بے گناہ ہیں، ان کا کوئی قصور نہیں ہے اس لئے کہ ان میں تو اتنی جرأت بھی نہیں تھی کہ وہ اس بجٹ، جھوٹ کے پلندے کو پڑھنے سے انکار کر دیتے۔ اگر ان میں ذرا سی جرأت ہوتی، طاقت ہوتی تو وہ بتاتے کہ اس بجٹ میں تو عوام کے حقوق کا قتل کیا گیا ہے۔ آج میری ایک وہ بہن بھی بڑا بڑھ چڑھ کر بول رہی تھی کہ جن کی چوریوں کے چرچے عام رہے ہیں۔ میں کسی کی ذات کے حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتی لیکن یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا سپنا اس قوم کی بیٹی نہیں، کیا عائشہ احد اس قوم کی بیٹی نہیں ہے؟

جناب سپیکر! اس صوبے میں امن وامان کی آپ صورتحال دیکھ لیں کہ اس بجٹ کے دوران کئی خواتین کے ساتھ زیادتیاں ہو چکی ہیں۔ خواتین کے ساتھ جتنی زیادتیاں انکے دور حکومت میں ہوئی ہیں اس کی سابقہ ادوار میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ کم سن بچیوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ان کی عمر کا سُن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جس وقت پنجاب میں ان بچیوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تو اس وقت قانون حرکت میں کیوں نہ آیا؟ پنجاب کا قانون اس وقت تو حرکت میں آجاتا ہے جب رانا ثناء اللہ کے پلازے کو گرانے کی بات کی جاتی ہے۔ جب آپ نے جعلی رجسٹریوں اور جعلی قبضوں کی پشت پناہی کرنی ہوتی ہے تو پھر آپ کا سارا نظام حرکت میں آجاتا ہے لیکن کسی غریب کی بچی کے لئے آپ کا قانون حرکت میں نہیں آتا۔ پنجاب کے حکمران آصف علی زرداری صاحب کے ساتھ مقابلے کرتے ہیں۔ پہلے آپ ان جیسا بن کے دکھائیں، ان جیسا ہو کر دکھائیں۔ انہوں نے نو سال تک اسی پاکستان میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جدہ نہیں بھاگے۔ انہوں نے عوام کے حقوق کی سودے بازی نہیں کی۔ کاش! آج خوشامدی ٹولہ یہاں پر موجود ہوتا تو میں بھی دیکھتی کہ ان میں سچ اور حق کی بات سننے کا کتنا دم ہے لیکن وہ تو صرف کھوکھلے نعرے مارنے والے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے شعبہ تعلیم کے لئے جو بجٹ رکھا ہے یہ بھی فراڈ ہے۔ یہ ڈھونگ کب تک چلے گا، کب تک یہ ڈرامہ بازی چلتی رہے گی؟ تعلیم کے نام پر دانش سکولوں پر اربوں روپے ضائع کر دیئے گئے۔ لیپ ٹاپ کے ذریعے آپ نئی نسل کو تباہ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ نے نئی نسل کو جس راہ پر لگا دیا ہے کیا ان کی مائیں آپ کو بددعائیں نہیں دیتی ہوں گی، کیا ان کے بجلی کے بل اب double نہیں آتے ہوں گے؟ ان نوجوانوں نے کرپشن کا راستہ آپ کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ آپ کی وجہ سے گھرانے خراب ہو رہے ہیں۔ کیا آپ نے تمام سرکاری، ٹاٹوں والے سکولوں کی خستہ حالت کو درست کر لیا

ہے، کیا ہم نے نظام تعلیم کو درست کر لیا ہے؟ قائداعظم کی تصویر کے نیچے بیٹھ کر آپ قائداعظم کے اصولوں پر چلنے کے دعوے تو کرتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کیا آپ نے یکساں نظام تعلیم صوبے میں رائج کر دیا ہے؟ آپ پنجاب کے کسی ایک سرکاری سکول کا نام مجھے بتا دیں کہ جس میں اساتذہ، فرنیچر، کتابیں، لائبریری، لیبارٹری اور دوسری تمام سہولتیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جھوٹ کب تک چلے گا؟ آپ مانیں یا نہ مانیں آپ یہ بتائیں کہ جناب آصف علی زرداری صاحب اُس وقت تو بہت اچھے تھے جب آپ کو تیسری بار وزیراعظم بننے کی اجازت مل گئی، اُس وقت تو وہ بہت اچھے تھے جب آپ کو الیکشن میں شامل کر لیا اور جب آپ کے سارے مسئلے حل ہو گئے تو جناب آصف علی زرداری کو آپ نے صدر ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ تو آپ کا اپنا حسن ظرف ہے کیونکہ ہم نہیں کہتے کہ جن کے بل بوتے پر آپ آتے ہیں وہ آپ کو کہتے ہیں کہ آپ محسن کش ہیں۔ آپ نے مینار پاکستان کی لاج رکھی، قرار داد پاکستان کی لاج رکھی اور نہ ہی میثاق جمہوریت کی لاج رکھی ہے۔ صدر پاکستان جس کی اعلیٰ ذہانت، جمہوریت اور وژن کے مطابق آج ہم اس اسمبلی میں موجود ہیں ورنہ شاید آپ کو دس سال اور جدہ میں رہنا پڑتا لیکن جدہ بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ جدہ سے کیا آپ زم زم سے دُھل کر آ گئے تو آپ کے سارے گناہ صاف ہو گئے؟ آپ خوشامدی ٹولے کو بتائیں کہ آنکھیں کھولیں، الیکشن کا وقت قریب ہے، آپ نے الیکشن میں جانا ہے تو آپ نے عوام کو کیا دیا؟ عوام کس کی طرف دیکھے؟ آج آپ کی نیندیں ایک ایسے کھلاڑی کی وجہ سے کیوں حرام ہوئی ہیں جس نے آپ کو کھلا دیا تو آپ کا دماغ چکرا گیا اور اُس وقت آپ کی آنکھیں کھلیں گی جب الیکشن میں آپ کے کرتوتوں کے رزلٹ آئیں گے، اُس وقت پتا چلے گا کہ سچا کون تھا اور جھوٹا کون تھا، کس نے بجلی کا ایک سنگل میگاواٹ پیدا نہیں کیا، کس نے کنڈے لگائے، کس نے چوریاں کیں، کس نے پنجاب اور مہران بنکوں پر ڈاکے ڈالے؟ اُس وقت پتا چل جائے گا کہ کون عوام کی دادرسی کرتا ہے، کون غریب کی دادرسی کرتا ہے، جن عورتوں کے اوپر تیزاب پھینکا جاتا ہے کون اُن کی دادرسی کرتا ہے؟ پہلے آپ نے دستور بنایا، آپ نے اپنے مفاد کے لئے ہمیشہ بیلو کیب کو استعمال کیا اور آپ نے سیاست کو زرد کر دیا۔ آپ نے جب بیلو کیب سکیم کو عام کیا تو ملک کو قرضوں میں ڈبو دیا۔ آج سی این جی بسیں منگوائی جا رہی ہیں تو آج ملک میں جو گاڑیاں ہیں اُن کے لئے گیس نہیں ہے تو آپ سی این جی بسیں منگوا کر یہ ڈھونگ رچا رہے ہیں؟ آپ اپنے وسائل پر کیوں گزارہ نہیں کرتے؟

جناب سپیکر!آپ دیکھیں کہ صحت کے نام پر کتنا بڑا فراڈ ہو رہا ہے۔ ہسپتالوں کی حالت دیکھ لیں آپ اپنی اسمبلی کی ڈسپنسری کی حالت دیکھ لیں جو اس ایوان کے معزز ممبران کی ڈسپنسری ہے، کسی معزز ممبر کو بھیج کر دیکھیں کہ اُس کو وہاں سے پوری میڈیسن مل جائے یا اصلی میڈیسن مل جائے، آپ کب تک جعل سازی سے اپنے اقتدار کو طول دیں گے ؟ کیا اچھا نہ ہوتا کہ آپ ان لیپ ٹاپ، ان سستے تنوروں، یپلو کیب اور ان سی این جی بسوں کی بجائے اپنے ملک کے وسائل پر گزر اوقات کرتے جو آپ کے پاس موجود تھے اُس کو بہتر کرنے کی بجائے آپ اس صوبہ کو مزید مقروض کر رہے ہیں۔ 64 فیصد آبادی والا صوبہ، جس کے عوام 12 کروڑ ہیں وہ اُن کی حکمرانی کرنے کے قابل تو نہیں لیکن وہ 30 فیصد والے سے حساب مانگتا ہے، یہ شرم کا مقام ہے آپ کس بات کا حساب مانگتے ہیں، آپ نے عوام کو دیا کیا ہے اور کون سی لاء اینڈ آرڈر کی situation ٹھیک کر لی، کون سے تعلیمی اداروں کو ٹھیک کیا، کون سے ہسپتالوں کو ٹھیک کیا، کون سے کسان کو رعایت دے دی، زراعت کے اندر کون سی بہتری لے آئے، آپ نے کہاں پر بہتری کی ہے ؟ آپ بتائیں کہ اگر آپ شرمسار نہیں ہیں، اگر آپ نے اس صوبہ کی عوام کی صحیح حکمرانی کی ہے تو یہاں تشریف کیوں نہیں لاتے، آپ اس ایوان میں بیٹھتے کیوں نہیں ہیں ؟ اس لئے کہ آپ شرمندہ ہیں، آپ نے اس غریب عوام کو کچھ نہیں دیا اور آپ کو پتا ہے کہ اس ایوان میں آپ کی رسوائی ان منتخب نمائندوں کا سامنا نہیں کر سکتی۔ اس طرح سے سستی شہرت والے منصوبے، سڑکوں پر بیٹھ کر یا لوڈشیڈنگ کے خلاف مظاہروں کو lead کر کے آپ سمجھتے ہیں کہ عوام ہمارے ساتھ ہے یہ تو آپ نے اپنے روحانی باپ والا قول دہرا دیا جب اُس نے کہا تھا کہ جو خاموش ہیں وہ کلمہ حق ہیں اور وہ میرے ساتھ ہیں۔ آپ اپنے ڈکٹیٹر کی اُس رُوح سے نکل آئیں خدا کے لئے اس صوبہ پر رحم کھائیں اور اُس صوبہ کی عوام پر رحم کھائیں کہ اگر اُن سے غلطی ہو گئی ہے، انہوں نے آپ کو منتخب کر لیا ہے تو آپ انہیں اس طرح سزا نہیں دے سکتے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کبھی بھی آپ کو یہ اجارہ داری قائم نہیں کرنے دے گی، پاکستان پیپلز پارٹی کا بھی اس صوبہ پر اتنا ہی حق ہے لیکن آپ کی ہر روز کی کوتاہیاں، ہر روز کی جعل سازیاں، ہر روز کی ڈرامہ بازیاں اور اُس کے بعد آپ کے نمائندے اُٹھ کر میرے لیڈر اور میرے قائد کو criticize کریں تو پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں، پہلے اپنا گریبان درست کریں۔ جب آپ کو آئینہ دکھایا جاتا ہے تو آپ کو کیوں شرم آتی ہے ؟ آئینے میں شکل تو اپنی نظر آتی ہے۔ یہ بجٹ کس کے لئے ہے آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اور خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ کیا یہ بجٹ اس صوبہ کی بھلائی کے لئے ہے، صوبہ کی فلاح کے لئے ہے اور اس بجٹ میں سے اس صوبہ کو کیا ترقیاتی فنڈ ملے گا؟

اس بجٹ کی making پر جتنا خرچہ آیا ہے اگر اُس کے نصف کا نصف حصہ بھی آپ اس صوبہ کی عوام پر لگا دیتے تو شاید پھر بھی بہتری ہو جاتی۔ آپ اپنا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا محکمہ دیکھ لیں۔ آپ نے یہاں پر خواتین کے نام پر جتنی بندر بانٹ کی ہے اُس میں سوائے اس کے کہ آپ نے ایک بلڈنگ بنانے کی بات کی ہے لیکن انہیں practically کچھ نہیں دیا گیا۔ عورت کو سب سے پہلے practically تحفظ چاہئے اُس کے بعد باقی بنیادی چیزیں ہیں۔ آج کی عورت پنجاب میں جتنی رُسوا ہوئی ہے پورے پاکستان میں نہیں ہوئی، آج کی عورت یہاں پر جتنی ذلیل و خوار ہوئی ہے کہیں اور نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ بجٹ میں 10 فیصد رکھ دیں گے کہ ہم نے عورتوں کے لئے بڑا اچھا کر دیا، ہم نے عورتوں کا کوٹا مقرر کر دیا، ہم نے عورتوں کو یہ دے دیا۔ آپ نے عورتوں کو کیا دیا؟ وہاں پر میری 40 بہنیں بیٹھی ہیں کیا آپ نے انہیں اُن کے حقوق دیئے؟ پچھلے چار سال کی اسمبلی گواہ ہے اور جس میں جرأت ہے وہ آ کر ہمارے ساتھ مناظرہ کر لے، عوام کی موجودگی میں کسی چوک میں کھڑے ہو کر ہمارے ساتھ بات کر لے۔ عوام سے کیوں مذاق کیا جا رہا ہے، عوام کے ساتھ یہ کھیل کیوں کھیلا جا رہا ہے، کیوں عوام کو لفظوں کے گورکھ دھندوں میں ڈالا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!.Wind up کر لیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہم اس ٹیکنیکل بجٹ کو نہیں مانتے لیکن ہم آپ کے mandate کا احترام کرتے ہیں، اس لئے کہ میرے قائد کا حکم ہے کہ آپ کے mandate کا احترام کرنا ہے۔ عوام نے آپ کو منتخب کیا جس کی وجہ سے آپ کی برتری ہے اس لئے آپ اُس mandate کا احترام کریں اور اُس mandate کا احترام کرتے ہوئے آپ اس عوام کا احترام بھی کریں اور یہاں پر ہماری جتنی بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں چاہے ہم اپوزیشن میں ہیں یا آپ کی حکومتی خواتین مجھے بتا دیں کہ کسی ایک خاتون کے حلقہ میں کوئی فنڈز جاری کئے گئے ہیں؟ ماسوائے آپ کی کسی ایک من پسند کے لیکن آپ overall بتائیں کہ آپ نے مخصوص سیٹوں کی خواتین کو کیا دیا؟ ہم اس ایوان میں کسی کی پرچی سے نہیں آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ یہ decide ہوا تھا اور میں سب کو already زیادہ ٹائم دے چکا ہوں۔ ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔ آپ wind up کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ مجھے صرف یہی کہنا ہے کہ خدا کے لئے اگر آپ کے دل میں اس عوام کے لئے ذرا سی بھی محبت، ہمدردی ہے اور آپ نے صوبہ کی عوام کے پاس دوبارہ جانا ہے۔ اگر آپ کا ارادہ پھر کسی چور دروازے سے آنے کا نہیں ہے تو خدارا اس عوام پر

رحم کریں اور ان کے لئے کچھ ایسا کر دیں تاکہ وہ آپ کو دوبارہ لے آئیں۔ ہمیں اس بات پر کبھی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! اگر عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرنی ہے تو صحیح طریقے اور برداشت سے کریں۔ اگر نت نئے ڈرامے لگا کر ترجمانی کرنی ہے تو اپوزیشن ہم سے زیادہ اچھی آپ نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آصفہ فاروقی!

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو وزیر خزانہ بننے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور رانا آصف محمود صاحب کے بحیثیت وزیر خزانہ بجٹ پیش نہ کرنے پر افسوس کا بھی اظہار کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے قائد جناب آصف علی زرداری اور وزیر اعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کو بھی آج یہاں اس وقت مبارکباد پیش کروں گی کیونکہ ان کی اچھی پالیسیوں نے ہمیں آج کا یہ دن دکھایا کہ ہم اس حکومت کا پانچواں بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ یہ آصف علی زرداری صاحب اور ہمارے وزیر اعظم صاحب ہی کی اچھی پالیسیوں کی بدولت ہے کہ ہم مل کر چلے تھے تو آج چاروں صوبے اپنی اپنی جگہ بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ ایوان مل کر ہی چلے جیسا کہ جناب آصف علی زرداری اور وزیر اعظم پاکستان کی بھی خواہش ہے۔

جناب سپیکر! لڑائی اور جھگڑوں سے معاملات حل نہیں ہوتے۔ آج کے بجٹ کے لئے میں سب سے پہلے خواتین کا ذکر کروں گی۔ آج تک جتنے بھی بجٹ پیش ہوئے ہیں اور ان میں میں نے جتنے بھی مطالبات رکھے PILDAT نے میرے سارے مطالبات لکھے کہ آصفہ فاروقی جب سے ایم پی اے بنی ہیں انہوں نے یہ یہ مطالبات کئے ہیں اور اپنے ضلع کے لئے یہ چیز مانگی ہے۔ میں اپنے ضلع سے واحد پیپلز پارٹی کی ممبر اسمبلی ہوں میرے ضلع سے پیپلز پارٹی کا کوئی مرد اور نہ ہی عورت ممبر پنجاب اسمبلی ہے۔ میرا یہ فرض بنتا ہے اور میرے عوام کی میرے کندھوں پر ذمہ داری ہے کہ میں ان کی آواز یہاں پر اٹھاؤں۔

جناب سپیکر! ہم خواتین میں سے کسی کو ایم پی اے بننے کے بعد یہاں رہنے کے لئے جگہ نہیں دی گئی۔ وزیر اعلیٰ صاحب خود تو شامیانوں میں چلے گئے ہیں۔ آج کے اِن گو تم بدھ سے میں کہتی ہوں

کہ اُس گوتم بدھ نے ہزاروں سال پہلے رات کے اندھیرے میں کہا تھا کہ یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے اس کے بعد وہ اپنا گھر بار اور تخت وتاج چھوڑ کر جنگل میں ایک برگد کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا تھا۔ کیا آج بھی دنیا دکھوں کا گھر نہیں ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اپنا گھر چھوڑ کر مینار پاکستان شامیانے لگا کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کروں گی کہ ہم خواتین کے رہنے کے لئے آپ کوئی بندوبست نہیں کر سکے۔ ایم پی اے ہاسٹل میں کسی خاتون ممبر کو کمرہ نہیں دیا گیا۔ ہم جنوبی پنجاب کی خواتین جو دور دراز علاقوں سے آتی ہیں ہمیں بھی وہاں شامیانے لگوادیں۔ ہم بھی وہاں رہیں گی کیونکہ آپ نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جب آپ نے تمام ایم پی ایز کو کمرے دیئے تھے تو ہم خواتین ایم پی ایز میں سے کسی ایک خاتون کو بھی کمرہ دیا جاتا۔ میں کہتی ہوں کہ انصاف سب کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ دیکھ کر میرے جھنگ کے عوام مجھ سے سیدھی سادھی زبان میں پوچھیں گے کہ جھنگ کے لئے کیا لائی ہیں تو میں انہیں ان کی زبان میں جا کر کیا بتاؤں گی؟ ہمیں وفاق سے تو وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان نے ترقیاتی سکیموں کے لئے فنڈز دیئے جو میں نے اپنے ضلع جو موہنجو داڑو کا منظر پیش کرتا تھا، جہاں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں وہاں پر لگائے لیکن ہمیں پنجاب سے کوئی فنڈز نہیں ملے۔ اب عوام مجھ سے پوچھیں گے کہ اس بجٹ میں سے ضلع جھنگ کے لئے آپ نے کیا لیا ہے۔

جناب سپیکر! جب میں نے حلف اٹھایا تھا اور پہلا بجٹ پیش ہوا تھا تو اس کے بعد میرا سب سے پہلا مطالبہ یہ تھا کہ میرے ضلع جھنگ کے ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کا وارڈ نہیں ہے اگر وہاں کا کوئی شہری بیمار ہوتا ہے تو اسے فیصل آباد یا ملتان refer کیا جاتا ہے اور وہ راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے۔ جھنگ سے فیصل آباد تک single roads ہیں جہاں بہت حادثات ہوتے ہیں۔ میں نے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ ہمارے علاقہ کو فیصل آباد سے double road دی جائے تاکہ ہم حادثات سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر! میں نے چاہا تھا کہ آپ نے جیسی ایجوکیشن پالیسی بنائی ہے اور شعبہ تعلیم کے لئے بہت زیادہ بجٹ رکھا ہے تو میرے ضلع جھنگ میں جامعۃ الازہر کی طرز پر ایک یونیورسٹی بنادی جائے لیکن ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ جھنگ میں بی بی شہید کے نام پر ایک میڈیکل کالج بنادیا جائے۔ آپ نے جہاں اور اضلاع میں اتنے میڈیکل کالج بنائے ہیں تو جھنگ ایک

پسماندہ ضلع ہے کتنا ہی اچھا ہو کہ وہاں بھی خواتین کے لئے میڈیکل کالج بنا دیا جائے تاکہ ہمارے پسماندہ علاقے کی خواتین وہاں زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کر کے پیشہ وارانہ زندگی میں آگے آسکیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ سندھ میں دیکھیں وہاں خواتین کو آدھا مربع اور دو دو بھینسیں تقسیم کی گئی ہیں کہ جو خواتین اپنے گھر کی معاشی حالت بدلنے کے لئے اپنے مردوں کا بازو بننا چاہتی ہیں تو وہ گھر بیٹھ کر بھینسوں کا دودھ بیچ کر یا جو آدھا مربع زمین دی گئی ہے اس پر کوئی نرسری بنا کر، کاشت کر کے یا جو بہتر سمجھتی ہیں وہ کر سکیں۔

جناب سپیکر!اگر سب مل کر سوچیں گے تو یہ ملک تب ہی ترقی کی طرف چلے گا۔اگر کسی صوبہ سے وفاق کی leg pulling ہو گی تو پھر وفاق کیسے سر اٹھا کر بیرون دنیا میں جا کر پاکستان کے لئے امداد مانگے گا۔پاکستان میں جس طرح بجلی کا فقدان ہے کبھی ہم ایران سے اور کبھی روسی ریاستوں سے گیس کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں نے اپنے وہی مطالبات دہرائے ہیں جو کہ میں نے پہلے سال اپنی بجٹ تقریر میں رکھے تھے۔مجھے لگتا ہے کہ ہمارے مطالبات پر غور نہیں کیا جاتا۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔محترمہ کشور قیوم!

محترمہ کشور قیوم: شکریہ۔جناب سپیکر!2012-13 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ اس حکومت کا پانچواں اور آخری بجٹ ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ چار سال حکومت کرنے کے بعد بھی خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔اس بجٹ کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے پتا چلتا ہے کہ حکمران عمران کے سونامی سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں اسی لئے انہوں نے نوجوانوں کے لئے بہت زیادہ پیسا خرچ کیا ہے اور اب بھی رکھا گیا ہے۔پہلے بھی نوجوانوں کو لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں اور اب پھر اس بجٹ میں اُن کے لئے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن میرے خیال میں یہ لیپ ٹاپ دینے کی بجائے کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دیئے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ کالجوں یونیورسٹیوں میں باقی طلباء اور آئندہ آنے والے طلباء بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکیں گے لہذا اس پر غور کیا جائے۔

جناب سپیکر!یہ بجٹ ٹیکس فری ہے اس لحاظ سے اسے عوام دشمن بجٹ بھی کہا جا سکتا ہے۔تاجر، رئیل اسٹیٹ والے اور بڑے بڑے زمینداروں کو tax net میں لانا چاہئے۔بجائے اس کے کہ ہم tax net میں غریب عوام کو لائیں، تاجروں سے پیسا لے کر ہم غریب عوام پر خرچ کریں اس سے بجٹ کا خسارہ بھی کم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اگلی بات میں امن وامان کے حوالے سے کروں گی کہ پنجاب میں امن وامان کی صورتحال بہت زیادہ خراب ہو چکی ہے لہذااس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں اس خراب صورتحال کی وجہ یہ بھی ہے کہ پولیس میں جو بھرتی کی جاتی ہے اُس میں سیاسی رنگ زیادہ ہوتا ہے جس وجہ سے نقصان ہوتا ہے لہذاپولیس کے محکمہ کو سیاست سے پاک رکھا جائے تاکہ پولیس لوگوں کو امن وامان بہتر طور پر دے سکے۔ خواتین آبادی کے لحاظ سے 48 فیصد ہیں لیکن ملازمتوں میں کوٹا کم رکھا گیاہے۔ پنجاب اسمبلی میں خواتین ممبران تقریباً33 فیصد ہیں اس لحاظ سے ملازمتوں میں خواتین کے لئے 33 فیصد ہی رکھا جائے۔ اس کے علاوہ میں دانش سکولوں کے حوالے سے کہوں گی کہ اس سے زیادہ بہتر تھا کہ پہلے سے موجود سرکاری سکولوں کی طرف توجہ دی جاتی۔ گوجرانوالہ میں کئی سکول ایسے ہیں جہاں بچیاں قبرستان میں بیٹھ کر پڑھائی کر رہی ہیں لہذااگر اُن سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا جاتا تو اچھے نتائج ملتے۔

جناب سپیکر!میں ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے کہوں گی کہ پچھلے مالی سال میں ترقیاتی بجٹ پورا خرچ نہیں کیا گیا بلکہ اُس کا 40 فیصد خرچ نہیں ہوااس سے بھی حکومت کی ناکامی ظاہر ہوتی ہے جو سراسر ظلم ہے اور اس کا وزیر اعلیٰ کو جواب دینا پڑے گا۔ حکومت پنجاب کے وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر کے اختتام پر جو شعر پڑھا تھااُس میں مردِ درویش کا ذکر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ کو بتانا چاہوں گی کہ پنجاب کی عوام آج کل یہ شعر گنگنا رہے ہیں کہ:

خداوند یہ تیرے سادہ دل کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری ہے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اب محترمہ نجمی سلیم!

محترمہ نجمی سلیم: بسفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ جناب سپیکر!آخر کار وقت آگیا کہ آپ نے مجھے as usual پانچویں بجٹ جو حکومت پنجاب نے پیش کیا ہے اُس پر بحث کے لئے موقع دیا ہے لیکن اس سے پہلے میں یقینی طور پر اپوزیشن کو مبارکباد پیش کروں گی جنہوں نے جمہوری روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس بجٹ کو پیش کرنے دیا جس کا credit وفاقی حکومت کو دیا ہے جنہوں نے پہلے دن سے مفاہمت کی پالیسی اپنائی تھی اس کو قائم رکھااور اس جمہوری ٹرین کو de-rail نہیں ہونے دیا۔ بظاہر یہ بجٹ عوام دوست، متوازن اور ترقیاتی کہا گیااور صبح سے اس بجٹ پر بے تحاشا تعریفوں کے پُل باندھے جا رہے ہیں لیکن میں اس بجٹ کے دعویدار کی good governance کی ایک مثال دینا چاہوں گی کہ revised budget

estimate 2011-12 میں133۔اب روپے رکھے گئے تھے جو budget estimate 2012-13 میں صوبائی حکومت کے اپنے وسائل کے بڑھنے کی بجائے کم ہو کر 129۔ارب روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ صوبائی حکومت نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے 4۔ارب روپے کم کر کے 129۔ارب روپے کر دیئے۔ وفاقی حکومت جس کا رونا رویا جاتا ہے اور ہمارے بہت سارے ساتھیوں نے وفاقی بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے تنقید کی لیکن میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گی کہ گزشتہ مالی سال میں 533۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور اس دفعہ پنجاب کو وفاقی حکومت 650۔ارب روپے دے رہی ہے جو 117۔ارب روپے زیادہ ہے جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وفاقی حکومت پنجاب کو کتنی زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اُن کی ضروریات کا خیال رکھتی ہے۔یہاں پر میرے دیگر ساتھیوں نے بھی اس چیز کو mention کیا کہ مینارِ پاکستان جو پاکستان کی انتہائی محترم یادگار ہے جس کے نیچے بیٹھ کر پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب ایک ڈرامہ رچا رہے ہیں جہاں انہوں نے ایک تھیٹر کھولا ہوا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک انتہائی افسوسناک بات ہے کہ وہ وہاں بیٹھ کر ایک صوبائیت پرستی کو ہوا دے رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ ایک جگہ پر بیٹھ کر practically کام کریں انہوں نے ایک نیا ڈرامہ play کیا ہوا ہے جس کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اقلیتوں کی بات کرنا چاہوں گی کیونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور حکومت پنجاب بظاہر ایک طرف انہیں قومی دھارے میں شامل کرنا چاہتی ہے جس کے بہت سے دعوے بھی کئے جاتے ہیں لیکن اقلیتوں کے لئے انہوں نے صرف 32 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ تقریر میں یہ mention کیا ہے کہ پنجاب میں اقلیتوں کی آبادی تین فیصد ہے اور اگر وزیر خزانہ کے اعداد و شمار کے مطابق ہی لیا جائے تو ترقیاتی فنڈ تین فیصد کے حساب سے 75 کروڑ روپے اقلیتوں کے لئے رکھنے چاہیئں تھے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کا دعویٰ کرنے والی حکومت کی good governance کا یہ حال ہے کہ انہوں نے ان کے لئے بہت ہی کم بجٹ رکھا ہے۔اسی طرح گزشتہ بجٹ میں بھی انہوں نے بہت سارے دعوے کئے لیکن اُسی فنڈ کو بندر بانٹ کرتے ہوئے "کچھ تُو لے لے، کچھ میں لے لوں" والا حساب کیا۔اس طرح غریب اور کمزور اقلیتی عوام کا کسی طرح بھی کوئی پُرسان حال نہ رہا۔اب بھی مجھے ایسا کوئی project نظر نہیں آتا جو solid ہو جس پر ہم کہہ سکیں کہ انہوں نے اقلیتوں کے لئے کوئی بہتر اقدام کیا ہے۔ انہوں نے اقلیتی طلباء کے لئے سکالرشپ سکیم شروع کی تھی جس کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم allocate کی تھی لیکن دکھ کی بات

یہ ہے کہ وہ ساری رقم lapse ہو گی اور جن بچوں نے یہاں پر سکالرشپ کے لئے درخواستیں جمع کرائیں ان کو ایک پیسا بھی سکالرشپ کے لئے نہیں دیا گیا۔ حکومت پنجاب کا یہ بہت ہی افسوسناک عمل ہے کہ ایک طرف بڑے دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم اقلیتوں کے لئے یہ کریں گے لیکن دوسری طرف اُن کی فلاح کے لئے کیا جانے والا کام بھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچایا۔اس کے علاوہ پنجاب حکومت نے اور بھی بہت سارے دعوے کئے اور یہاں پر میں کچھ سکولوں کا ذکر کرنا چاہوں گی جیسے رنگ محل سکول ہے، انار کلی سکول، خوش پور فیصل آباد میں ایک سکول اور قصور میں بھی ایک سکول ہے۔اس کے علاوہ بہت سے ایسے سکول ہیں جو ابھی تک مشنریز کو واپس نہیں کئے گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی پنجاب حکومت کی بہت بڑی negligence ہے۔یہاں پر ایک اور بات میں mention کرنا چاہوں گی اور وزیر خزانہ کی بھی توجہ چاہوں گی کہ یہ انتہائی sensitive بات ہے کہ بچوں کو داخلوں کے اندر 20 نمبروں کا margin رکھا جاتا ہے جو کہ ناظرہ کے لئے بچوں کو 20 نمبر دے دیئے جاتے ہیں لیکن اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو ان نمبروں سے محروم رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں داخلوں میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے اندر بڑا بجٹ خرچ کرنے کی بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ساتھیوں اور باقی معزز ممبران نے بھی اس کا ذکر کیا کہ دانش سکولز سکیم کے تحت بہت سے سکول قائم کئے ہیں۔ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ یہ انتہائی غیر دانشمند فیصلہ تھا کیونکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ایسے سکولز ہیں کہ جن میں missing facilities ہیں اور جنہیں facilitate نہیں کیا گیا لیکن تمام دعوؤں اور وعدوں کے باوجود کئی سکولز گھوسٹ بھی ہیں اور بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں پر ٹیچرز، طلباء فرنیچر اور نہ ہی کسی قسم کی Lab ہے۔ ہمارے چیف جسٹس نے بھی یہ کہا ہے کہ جہاں قبرستانوں کے اندر سکولز قائم کر دیئے جائیں تو اس قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے اور تعلیم کا کیا مقام ہو سکتا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر اس چیز کو mention کرنا چاہوں گی کہ لیپ ٹاپ کی تقسیم انتہائی غیر دانشمندانہ اور انتہائی کم فہم ہے کیونکہ اگر آپ ہر بچے کو اس طرح سے لیپ ٹاپ تقسیم کریں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف یہ قومی دولت کا ضیاع ہے بلکہ ان بچوں کے مستقبل کو بھی تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ ہم نے لیپ ٹاپ کی اندھا دھند تقسیم یوتھ کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے شروع کی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ آپ یوتھ کے مستقبل کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور انہیں اس طرف لگا رہے

ہیں جو کہ ایک غلط راستہ ہے کیونکہ انہیں کرپشن اور فحاشی کی طرف ایک راستہ دے دیا ہے۔ بہت سارے سکولوں میں کمپیوٹر Labs نہیں ہیں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں بلاوجہ اور بلا ضرورت تمام بچوں کو لیپ ٹاپ تقسیم کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہاں پر میں پنجاب حکومت کی ill planning کا ایک اور ثبوت دینا چاہوں گی کہ فیروزپور روڈ پر اربوں روپے کے پل بنائے جارہے ہیں جو کہ غیر ضروری ہیں اور بلاضرورت بنائے جارہے ہیں۔ بہت سارے پرانے پلوں کا scrap اتفاق فاؤنڈریز کو منتقل کیا جارہا ہے اور اس کے بعد کروڑوں اور اربوں روپے دوبارہ سے ان پلوں کے لئے دیئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر بسوں کا بڑا ذکر ہوا اور اس چیز کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ ہمارے ملک میں سی این جی کا energy crisis ہے تو آپ جیسے سی این جی بسیں منگوائے جارہے ہیں اور مئیر استنبول کو انہوں نے پروٹوکول دیا اور استقبال دیا تو مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ پہلے وہ دس سال جدہ رہ چکے ہیں اور اب شاید ان کا ترکی جانے کا پروگرام ہے جس کی وجہ سے ترکی کو اتنی زیادہ اہمیت دی جارہی ہے اور شاید ترکی کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ ہوا ہے کہ وہ بسیں اس condition میں دی ہیں کہ وہ فیروزپور روڈ اور ماڈل ٹاؤن تک محدود رہنی چاہئیں۔ میں سمجھتی ہوں ان جگہوں پر سڑکیں بنائیں اور وہاں پر اربوں روپے کا فنڈز دیں جہاں پر گڑھے ہیں اور جہاں پر لوگوں کو آمدورفت کی مشکلات ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے 84۔ارب روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی تعلیم کے لئے اربوں روپے بے فائدہ رکھے جاتے ہیں جس کا ہمیں کوئی output نظر نہیں آتا تو دوسری طرف ہم صحت کی بات کریں تو ہر روز کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ہسپتالوں کے اندر ڈاکٹروں کی negligence یا ہسپتالوں کے اندر وہ facilities نہ ہونے کی وجہ سے رونما ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ انسانی جان اتنی بھی سستی نہیں کہ اس کا اس طرح سے نقصان ہو۔ ان دس بچوں، اس کے علاوہ ان سینکڑوں لوگوں کا جو ڈینگی کی وجہ سے جاں بحق ہوئے اور وہ معصوم بچے جو نرسری میں آگ لگنے کی وجہ سے جل گئے کیا قصور ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑے ایسے واقعات ہیں جن کی ہم جتنی بھی مذمت کریں وہ کم ہے اور پنجاب حکومت کو یقینی طور پر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ایسے واقعات آئندہ نہ ہوں۔ جس طرح تعلیم کی طرف دھیان دیا ہے اسی طرح ہسپتالوں کا دھیان کرنا چاہئے۔ کبھی ڈاکٹروں کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے اور کبھی ان کی negligence اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ میں آخر میں کہوں گی کہ پنجاب حکومت نے بظاہر تو یہ بجٹ اپنی طرف سے بڑا متوازن

پیش کیا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح کا یہ بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے یہ انتہائی غیر متوازن اور غیر ترقیاتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 12-06-13 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ 13-2012 پر عام بحث جاری رہے گی اور عام بحث کے لئے 12-06-15 تک کے لئے دن مختص کئے گئے ہیں۔

511

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال13-2012پر عام بحث"

513

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

بدھ،13۔جون2012

(یوم الاربعاء،22۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَالضُّحٰى ۝١ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۝٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝٣
وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى ۝٤ وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ۝٥
اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۝٦ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝٧
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰى ۝٨ فَاَمَّا الۡيَتِيۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ ۝٩ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۝١٠ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۝١١

سورۃ الضُّحیٰ آیات 1تا11

آفتاب کی روشنی کی قسم(1) اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے(2) کہ (اے محمد ﷺ) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا(3) اور آخرت تمہارے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے(4) اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے(5) بھلا اس نے تمہیں یتیم پاکر جگہ نہیں دی (بے شک دی)(6) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا(7) اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا(8) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا(9) اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا(10) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا(11)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہم سوئے حشر چلیں گے شہ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہوگا رواں قافلہ سالار کے ساتھ
یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ
رہ گئے منزل سدرہ پر پہنچ کر جبریلؑ
چل نہیں سکتا فرشتہ تیری رفتار کے ساتھ
پل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہوگی سرکار کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ
ہم بھی مظہر سے سنیں گے کوئی نعت رنگین
گر ملاقات ہو گئی شاعر دربار کے ساتھ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر16/2012 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔ کرنل صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات

LT.COL.(RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Mr. Speaker! I hereby give notice of a Privilege Motion which requires immediate intervention of the Assembly. The matter is that it is a well known fact that there is rampant unemployment. Ten educated persons of my constituency requested me to get Suzuki cars on priority basis so that they can earn some livelihood. They further added that they have arranged money and could not block their money as; if normal procedure is followed, it takes 3 to 4 months when vehicle is delivered.

I met Ch. Pervez Elahi, Senior Minister of Industries on 2nd February 2012 who had kindly directed Mr. G M Sikander for the needful. Who did his duty?

My son on my instructions visited Ministry of Industries several times but in vain. On 16th April, 2012, I personally visited the Ministry, met with Agha Nadeem Additional Secretary who instructed Ismail Iqbal (Deputy Chief Technical) to do the Job. Agha Nadeem told me that he will talk to Mr. Shafiq of Suzuki Corporation and later confirmed that he had spoken to Mr Shafiq and told me to contact him. After a lapse of 2 days I contacted Mr Shafiq who flatly denied that Agha Nadeem had ever spoken to him. This sort of behavior/attitude is completely uncalled for and humiliating for an elected member. I called Mr Ismail Iqbal and asked him if you people don’t want to do some job you should flatly

refuse and why are you making fool of people. He very rudely replied that you go and tell everybody that we are making fool of everybody. Later, I called Agha Nadeem and reported the behavior of his subordinate and also told him that Mr. Shafiq had denied that you had spoken to him whereas you had confirmed to me that you had talk to him. His misleading information and a wrong statement has caused a lot of embarrassment and breach of Privilege of an elected member. I would therefore request you to rule this Privilege Motion in order, and refer it to the Privileges Committee to take appropriate action against both the officials as deemed fit.

Therefore, it is requested that notice of Privilege Motion may be held in order and be referred to the Committee on Privileges for consideration and report

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق محکمہ انڈسٹریز سے متعلق ہے۔ یہ آج ہی پیش ہوئی ہے تو میری humble submission ہے کہ اس کو next week تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کرنل صاحب کی تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جب تک محکمہ کی طرف سے جواب نہیں آتا اس وقت تک ہم اس کو کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق دی ہے میں اس معاملے میں بڑا concerned feel کرتا ہوں۔ اگر معزز ممبر کی مرضی ہو تو میں ان آفیسرز سے contact کرتا ہوں اور اس معاملے کو resolve کرانے کی کوشش کروں گا۔ میں چاہوں گا کہ وہ آفیسرز ان سے apology کریں۔ اگر معزز ممبر میری درخواست کو مانیں تو میں اس میں intervene کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین صاحب میرے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ میں تھوڑی سی مزید بات کرنا چاہتا ہوں باقی جیسے یہ فرمائیں گے میں ویسے ہی کر لوں گا۔

I spoke to Mr. G.M Sikander many times. He is a very good officer and responds very promptly and accurately. Then I spoke to Raja Basharat who is Advisor on the Ministry of Industries and showed his inability to take any action against these officials.

باقی چودھری ظہیر الدین خان صاحب جیسے فرماتے ہیں میں انہیں refuse نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! اس میں اس طرح کرتے ہیں کہ reply منگوا لیتے ہیں۔ جتنی دیر میں جواب آتا ہے in the meanwhile چودھری صاحب اپنی effort کر لیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: میں چودھری ظہیر الدین صاحب کے احکامات کو deny نہیں کر سکتا جس طرح یہ فرماتے ہیں ویسے ہی کر لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: تو یہ تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جناب شاہجہان بھٹی کی تحریک استحقاق نمبر 17 کل پیش ہوئی تھی اور آج اس کا جواب آنا تھا۔

اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 17 کے حوالے سے تمام معزز ممبران نے بڑا serious and grave concern show کیا ہے۔ میری humble submission ہو گی کہ اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔ امید ہے کہ آج ہی اس کا جواب آ جائے گا کیونکہ کل ہم نے اس کو fax بھی کیا ہے اور ہم نے اس کا مکمل ریکارڈ منگوایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھٹی صاحب! میں آپ کو یہ بتادوں کہ میں نے کل خود بھی اس کا نوٹس لیا اور میں نے اس پر خود بھی بات کی ہے۔اس پر ایوان کی جو reservations rather observations تھیں وہ بھی میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو خود پہنچائی ہیں کیونکہ جب ہم sanctity of the House کی بات کرتے ہیں اور جب ہم ممبران کے privileges کی بات کرتے ہیں تو یہ کسی کو بھی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے ممبران کا جو اختیار بنتا ہے اس کے خلاف جائے۔میڈیا کے اندر ہمارے خلاف ایک campaign تو چل ہی رہی ہے لیکن ہمارا جو right, honour and reputation ہے اس کو stake پر لگانے کا کسی کو اختیار نہیں۔آپ کل تک انتظار کر لیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ہم پورا action لیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ an honourable member اور honourable members کا جو verdict ہوتا ہے اس کو honor کیا جانا چاہئے۔یہاں پر روزانہ کوئی پانچ دس کے قریب معاملات پیش نہیں ہوتے اور person like Bhatti Sahib, Once in a blue moon پانچ سال میں پہلی دفعہ یہ بات کر رہے ہیں اور بالکل صحیح بات کر رہے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے words کو words of honour سمجھتے ہوئے اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ ذرا میری عرض سن لیں۔گوندل صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔میں نے کل privileges کا متعلقہ Rule پڑھ کر سنایا تھا کہ Members to be considered as VIPs اب یہاں پر جو mind set ہے اور کل جو بات ہوئی وہ across the board ہوئی ہے۔اس میں خالی حزب اختلاف کے ممبران نہیں بلکہ treasury کے ممبران کا ان سے زیادہ گلا سامنے آیا ہے۔میں اس تحریک کو ابھی Privileges Committee کو بھیج دوں اور میں یہاں پر کسی کو defend نہیں کر رہا، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کے اوپر پہلے محکمہ کا response آجائے تاکہ ہم دیکھیں کہ اُن کا mind set کیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں اس پر عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس پر اپنی opinion دی ہے آپ ہم سے نہ پوچھیں بلکہ You directly ask the honourable member, if he agrees. آپ اُن سے بات کر لیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! This matter is beyond, it is not just a matter of privilege. یقین کریں کہ وہاں پر میری کیفیت یہ تھی کہ میں نے کوئی law violate نہیں کیا اور میرے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو عام شہری کے ساتھ یہ لوگ کس طرح کا سلوک کرتے ہوں گے اور مجھے اُس چیز نے یہ تحریک لانے پر مجبور کیا ہے، otherwise this is not an isolated incident. ڈیپارٹمنٹ نے انہیں defend ہی کرنا ہے کیونکہ انہوں نے اس چیز کو accept نہیں کرنا اور میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی میں جا کر اس معاملہ پر کارروائی ہو جائے گی If the Committee feels کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، آپ کا honour، آپ کی dignity اور جس طرح آپ نے پچھلے ساڑھے چار سال اس اسمبلی کے اندر اپنے آپ کو carry کیا ہے یہ ساری چیزیں سامنے رکھ کر میں صرف اور صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ محکمہ زیادہ سے زیادہ اس کو deny کرے گا۔ اب on the floor of the House جتنے محترم اور معزز ممبران نے اس معاملہ کے اوپر کھل کر بات کی ہے تو میں یہ معاملہ آج بھی کمیٹی کو بھیج دوں گا، کل بھی بھیج دیں گے لیکن میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اُن کا reply House میں آ جائے کہ اُن کا کیا mind set ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ ہم ایسے times میں رہ رہے ہیں کہ اس type کے incidents کو ریکارڈ کرنے کی ہمارے پاس available technologies ہیں اور اگر آپ Youtube پر چلے جائیں تو اُس پر اسی طرح کی اتنی زیادہ ویڈیوز آ جائیں گی جہاں پر وہ اُن سے direct رشوت پکڑ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں غالباً ایلیٹ فورس کے کچھ لوگ پکڑے بھی گئے تھے جن کے خلاف محکمے نے ایک اچھا ایکشن بھی لیا تو ایک شریف شہری اپنی فیملی کے ساتھ موٹر سائیکل پر جا رہا ہو اور اُس کو اس چیک پوائنٹ پر روکا جائے۔ اُس وقت اُس بے چارے کی پتا نہیں کیا کیفیت ہو گی۔ ہم لوگوں کی یقیناً یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے سے کوئی law violate نہ ہو کیونکہ It seriously does mean that you are above the law. not ہم سب law کے bound ہیں لیکن This is an issue beyond, obviously ہمارے یہاں کے sentiments اپنی جگہ پر ہیں لیکن

اس معاملہ کوaddress کرنا بہت ضروری ہے اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں I trust you and I respect your seat. تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی انکوائری ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں بھٹی صاحب سے زیادہ میری anxiety ہے ہم یہاں پر بار بار sanctity کی بات کرتے ہیں تو میں صرف اُن کا mind set دیکھنا چاہتا ہوں کہ کل کیا جواب آتا ہے، otherwise ایک دن سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کل جواب آ جائے گا پھر ہم اس کے اوپر دیکھ لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب شاہجہان بھٹی is one of the most decent MPAs انہوں نے کبھی کسی issue کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور اسمبلی کے کسی بھی افسر کے ساتھ بلکہ عوام سے بھی He has always been very human and decent. تو انہوں نے reply تو دینا ہی دینا ہے لیکن اس طرح سے public میں یہ impression جاتا ہے اور اکثر کہا جاتا ہے کہ پہلے سپیکر آفس میں اُن کو بلایا جائے گا، آپ کے آمنے سامنے کیا جائے گا اُدھر ہی معافی تلافی ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر اس معاملہ کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے گا۔ ویسے بھی جہاں تک پنجاب اسمبلی کی Privileges Committee کا تعلق ہے یہ معافی تلافی کمیٹی کے نام سے مشہور ہے تو آپ براہ مہربانی اس معاملہ کو to keep the honor and the respect of the members above every thing آج ہی اسے کمیٹی میں بھیجیں تاکہ ایک message جائے کہ آپ House کے Custodian ہیں اور آپ اس کا role effectively ادا کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ public servant آپ کی Chair اور آپ کے اس House کو answerable ہیں۔ ہمارے دوست ایم پی اے ہیں لیکن ان کے privilege کو چھوڑ کر اُن کے ساتھ یہ ہوا ہے لیکن میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی وقت ہے اپنے اندر unity پیدا کیجئے۔ آپ دیکھئے، یہ افسران exception کو چھوڑ کر لوٹ کر کھا رہے ہیں، اس وقت رشوت کا بازار گرم ہے اگر اُن لوگوں پر trust کر کے اُن کو defend کرنا ہے تو اُس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اپنے دوستوں اور اپنے ساتھیوں کو اب ایک ہو کر چلنا ہے۔ ان لوگوں نے اس ملک کو تماشا بنایا ہوا ہے۔ خدارا ہمیں اپنے ذاتی اختلافات اور اپنی پارٹیوں کو بھلا کر یہ message دینا ہو گا اور ہمیں بھی uniform policy بنانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔آپ مجھے چار سال سے جانتے ہیں میں نے ہمیشہ اس Houseکے honour کو سب سے زیادہ مقدم رکھا ہے اور irrespective of divide کہ چاہے وہ ٹریژری ہے، چاہے وہ اپوزیشن ہے کیونکہ جب ہم سب کی sanctity کی بات کرتے ہیں میں ابھی کہہ رہا ہوں کہ ہم اس کو Privileges Committee کے پاس بھیجیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اُن کا جواب آئے تاکہ ہم اُن کا mind set دیکھیں کہ اس Houseکے اندر تمام ممبران جو بات کر رہے ہیں اور آگے سے وہ کیا کہتے ہیں.simple is that تو بھٹی صاحب! ہم اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر رہے ہیں، کل تک اس کا جواب آ جائے پھر ہم اس پر فیصلہ کریں گے۔اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر 18 کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔یہ تحریک next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس کے بعد سالانہ بجٹ بابت سال 13-2012 پر بحث کا آغاز کل مورخہ 12۔جون 2012 کو ہوا تھا آج بھی بحث جاری رہے گی جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے اپنے نام اپنے اپنے پارلیمانی لیڈران کے ذریعے مجھے بھجوا دیں۔اب میں چودھری ظہیر الدین صاحب کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔اس حکومت نے اس ایوان کے اندر اپنا جو پانچواں بجٹ پیش کیا اُس پر ہمارے ساتھیوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آج مجھے بھی یہ موقع مل رہا ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کیونکہ آپ ہمارے پرانے ساتھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق بخشی ہے کہ ہم عرصہ دراز سے اس Houseمیں آتے ہیں۔These Houses are gold by traditions and precedents. تو آخری بجٹ دینے کی جو tradition رہی ہے وہ سعادت پچھلی حکومت کو ہوئی اُس سے پہلے تو کوئی حکومت اپنا آخری بجٹ پیش ہی نہیں کر سکی کیونکہ درمیان میں اسمبلی ٹوٹ جاتی رہی ہے۔حکومت نے جب یہ بجٹ پیش کیا تو ہم یہ توقع رکھ رہے تھے کہ انہوں نے اپنے وعدہ

کے مطابق اس Houseاور خصوصاً اپوزیشن سے کچھ تجاویز لیتے جن کی reflectionاس بجٹ کے مسودہ کے اندر نظر آتی لیکن افسوس اس دفعہ یہ نہ ہو سکااور کسی نے اپنے طور پر کچھ تجاویز دی بھی ہیں جو تقاریر کے دوران ہوتی رہی ہیں۔ان میں سے کوئی بھی تجویز یہاں پر incorporate ہوئی نظر نہیں آتی۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ جب وزیر خزانہ صاحب بجٹ تقریر پڑھنے لگے تو وہ یہ بھی پڑھتے کہ انہوں نے پچھلے چار سالوں میں چار بجٹ استعمال کرنے کے بعد کتنی بے روزگاری کم کی ہے؟ ہم چاہتے تھے کہ وہ بتاتے کہ کتنی شرح خواندگی میں اضافہ ہوا ہے، ہم یہ چاہتے تھے کہ وہ بتاتے کہ کتنی یونیورسٹیاں معرض وجود میں آئی ہیں؟ ہم یہ چاہتے تھے کہ وہ بتاتے کہ کتنے کالج اور سکول بنے ہیں؟ ہم یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ یہ بتاتے کہ 2008 میں جب انہوں نے چارج لیا تھا تو جو 42 کالجوں کی عمارتیں مکمل کھڑی تھیں جو اساتذہ اور عملے کی منتظر تھیں کیا ان میں سے کسی ایک یا دو کو تمام سہولیات دی گئیں؟ لیکن اس کے اندر کسی چیز کا ذکر نہیں ہے اور ایک عجیب سی haphazard تحریر نظر آتی ہے جسے لکھنے کے لئے کسی اور کو کہا گیا، چھاپنے کے لئے کسی اور کو کہا گیا، پڑھنے کے لئے کسی اور کو کہا گیا اور اس کو ہٹا کر پھر پڑھنے کے لئے کسی اور کی ڈیوٹی لگائی گئی اور اس پڑھنے والے کو اتنا سازگار ماحول جتنا اپوزیشن نے مہیا کیا میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس سازگار ماحول میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بجٹ تقریر پڑھی۔ یہاں ایک توقع تھی اور ماحول دینے کی ایک توقع ہوتی ہے کہ آج پانچواں بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔آج exposure کا دن ہے اور pride لینے کا دن بھی ہے۔آج کوئی pride بھی لے سکتا ہے۔اس دن یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما تھے ان کی کابینہ کے ممبران بھی موجود تھے لیکن انہوں نے سارے کا سارا زور اپنے آپ کو expose ہونے سے بچانے پر لگایا اور اپنے pride کی کوئی بات نہیں کی کہ ہم نے چار سال کے اندر یہ کیا ہے جبکہ ایک روایت یہاں قائم ہو چکی تھی کہ پچھلی حکومت نے جب اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا تو انہوں نے یہ ثابت کیا کہ ہماری allocation اور utilization میں ربط تھا لیکن آج میں اس ایوان میں کہنا چاہتا ہوں کہ خصوصاً پچھلا بجٹ جو گزرا ہے وہ ان کو یاد دلاؤں گا بلکہ اس کے علاوہ میں ان کو سارے کے سارے وعدے یاد دلاؤں گا۔یہ ہمارا فرض ہے اور یہ Houseاس لئے بنا ہوا ہے کہ ہم ایک watchman کے طور پر ان پر نظر رکھیں، ان کی سنیں اور اپنی آنکھوں کو کھلا رکھیں اور عوام تک پہنچائیں۔

جناب والا! پچھلے بجٹ کے اندر پنجاب کے عوام کو یہ المیہ برداشت کرنا پڑا کہ جو allocation ہوئی وہ projects شروع نہیں کئے گئے اور وہ projects جن کی reflection اور ذکر ہی نہیں تھا جیسے Laptop یا کچھ اور چیزیں ہیں وہ نظر آ رہی تھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!9۔ارب روپیہ انرجی کو بڑھانے کے لئے لیا گیا لیکن اس کو کسی اور مد میں استعمال کر لیا گیا۔ میں آج یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ پانچواں بجٹ جن projects کے لئے دیا گیا ہے گو کہ اب ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ مجھے شیخ سعدی کے کہنے کے مطابق ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے کہ جو اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور پھر پیچھے کا پہیہ چلانا چاہتے ہیں۔ یہ پہیہ پیچھے کو نہیں چل سکتا۔ انہوں نے چار سال ضائع کئے ہیں۔ ان کے پاس ایک precedent موجود تھا جیسا کہ پچھلی حکومت نے بتایا تھا کہ ہم نے اپنے پچھلے چار سالوں کے اندر میٹرک تک تعلیم مفت کی تو اب یہ دن تھا کہ آپ بتاتے کہ آپ نے کس درجہ تک تعلیم مفت کی ہے۔ کیا انہوں نے آگے بڑھ کر ہائر سیکنڈری تک لے گئے ہیں یا بی اے تک لے گئے ہیں۔ یہ وہ pride بتاتے۔ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ ہم نے پانچ سال کے اندر 37ہزار کلو میٹر سڑکیں مکمل کیں جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ یہ بتاتے کہ اس سے بڑھ کر ہم نے کیا کیا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ farm to market roads پر خاک اڑ رہی ہے۔ کسان اپنی جنس منڈی تک پہنچانے سے قاصر ہیں۔ یہ یہ بھی بتاتے کہ ہم نے کتنے روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں جس طرح پچھلی حکومت نے بتایا تھا کہ ہم نے چار سال کے اندر 14لاکھ روزگار کے مواقع مہیا کئے۔ پچھلی حکومت نے یہ بھی بتایا تھا کہ شرح نمو 8فیصد سالانہ ہے۔ انہوں نے جب 8فیصد سے چارج لیا تھا تو اب 2فیصد پر شرح نمو کیوں آ گئی ہے؟ یہ اس کی وجوہات بتاتے۔ ان کو ان چار سالوں میں ریکارڈ بجٹ ملے ہیں اس کے باوجود یہ حالت ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) ایوان میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! وزیر خزانہ تشریف لائے ہیں میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ان تک ہماری پچھلی معروضات پہنچ جائیں گی۔

جناب والا! ہمارے ساتھی demand کر رہے ہیں کہ جو چیزیں وزیر خزانہ اپنی لکھی تحریر کے اندر نہیں بتا سکے وہ ساری کی ساری اپنی winding up speech میں ضرور بتائیں۔ آپ یہ بھی بتائیں کہ چار سالوں میں آپ نے کتنے میگا واٹ بجلی پیدا کی؟ ہم یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ

پنجاب کے غیر ملکی دورے جو انہوں نے foreign investment کے لئے کئے وہ کتنے تھے اور ان پر کتنے اخراجات آئے اور اس کے نتیجے میں پچھلے چار سال کے اندر کتنی foreign investment یہاں آئی اور کس جگہ پر اور کس ضلع میں موجود ہے اور کہاں لگی ہوئی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ بھی بتائیں کہ کتنے سرکاری سکول Centre of Excellency میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ انصاف سستا ہو کر کس کی دہلیز تک پہنچا اور میٹھے پانی کی رسائی کن آبادیوں تک ہو سکی؟ ان کو اس بارے میں بھی اپنی winding up speech میں بتانا چاہئے۔

جناب والا! میں اب کچھ حقائق پیش کروں گا جو اس حکومت کی ناکامیوں کی منہ بولتی تصاویر ہیں جو میں نے غیر جانبدار قومی میڈیا کی رپورٹوں، محکمانہ ذرائع اور زمینی حقائق کو اکٹھا کر کے حاصل کئے ہیں جن کا ریکارڈ اور authentic ہے اور اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں 2008 کی بات کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے مجھے آپ کی اور اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کی توجہ چاہئے کیونکہ میرے ساتھیوں نے ابھی تقاریر کرنی ہیں۔ میں لکھا ہوا پڑھ رہا ہوں جس طرح وزیر خزانہ نے لکھا ہوا بجٹ پڑھا تھا۔ 10۔ جون 2008 کو اپنے پہلے بجٹ کے موقع پر کہا گیا کہ ہم ایسے وعدے نہیں کرنا چاہتے جنہیں پورا نہ کر سکیں۔ ہم کھوکھلے نعروں اور خوبصورت جملوں پر یقین نہیں رکھتے۔ چار سال پہلے جو وعدے کئے گئے ان میں سے جتنے پورے ہوئے ہیں ان کے بارے میں وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں بتا دیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہ وعدہ حکومت نے کیا تھا یہ جملہ اپوزیشن نے لکھ کر نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اے لوگوں تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم کر نہیں سکتے" اب بھی اس بجٹ میں یہ ہے ان کو یہ نہیں کہنا چاہئے۔ میں ان کو ترامیم کے لئے بھی تجویز دوں گا۔

جناب سپیکر! ان کا یہ بھی وعدہ تھا کہ یہ ہیلتھ انشورنس کریں گے۔ یہ بتائیں کہ پنجاب میں کتنے شعبہ ہائے جات میں ہیلتھ انشورنس کی گئی ہے؟ یہاں Price Control Board قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، وہ کہاں ہے؟ 2008 میں ان کا یہ صحیح vision تھا۔ جناب چیف ایگزیکٹو صاحب نے اپنی کابینہ کو صحیح طور پر یہ ہدایات جاری کی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی کابینہ کو ٹھیک کہا تھا۔ اُس وقت ان کا یہ point ایک visionary کے طور پر سامنے آیا تھا کہ ہمیں قیمتوں کو کنٹرول کرنا ہے اور مہنگائی کم کرنی ہے یہ وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ یہ صوبائی کام ہے لیکن ہم کیا کریں کہ جب کابینہ ہی اتنی نااہل نکلی جو اپنے وزیر اعلیٰ کے vision کے ساتھ نہیں چل سکی۔

جناب والا!انہوں نے لکھا تھا کہ بیوگان کے قرضے ادا کئے جائیں گے۔آج مجھے اخبار میں اشتہار دے کر بتایا جائے کہ بیوگان کے کتنے قرضے ادا کئے گئے ہیں۔ غریب طالبعلموں کے لئے مفت ائر کنڈیشنڈ بسیں چلانے کا وعدہ کیا گیا تھا جو کہ سارے پنجاب میں چلائی جانی تھیں۔یہ بتائیں کہ یہ بسیں کہاں چل رہی ہیں؟انہوں نے کہا تھا کہ آنے والی نسلوں کے لئے قرض نہ چھوڑا جائے گا میں ابھی بتاؤں گا کہ سٹیٹ بنک، ملکی اور غیر ملکی اداروں کا کتنا قرض ہے۔ یہ وعدہ چار سال پہلے کیا گیا تھا کہ قرض نہیں چھوڑ کر جائیں گے جبکہ 100۔ارب روپیہ ان کو kitty میں پچھلی حکومت سے ملا تھا اور اب یہ کتنا بوجھ چھوڑ کر جائیں گئے یہ آپ کو بھی علم ہے لیکن میں بھی عرض کر دوں گا۔صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت ادویات دینے کا وعدہ کیا گیا لیکن دوائی مفت تو کجا قیمتاًبھی نہیں ملتی۔آپ ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ذرا غور فرمائیے گا کہ دس اضلاع میں کسانوں کے لئے سبزیاں اور پھل محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا جو بہت ہی اعلیٰ نوید تھی جس سے کسانوں کی مالی حالت بہتر ہونی تھی۔ کسانوں کی تمام perishable commodities ہیں اور perishable commodities کو منڈیوں میں exploit کیا جاتا ہے۔کسان اپنی commodities لے کر جاتے ہیں جو ایک دن کے بعد بک نہیں سکتیں لیکن اگر حکومت دس اضلاع میں کولڈ سٹوریج بنا دیتی تو آج اِن کا source of pride ہوتا اور یہاں بات کرنے کے لئے اِن کے پاس ثبوت ہوتا کہ ہم نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا ہے۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر اُس پر ہم کوئی بات نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے میرے خیال میں نہ کرنے والے کام کا وعدہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ایک وعدہ 1997 والی قیمتوں کو واپس لانے کا بھی تھا، وہ قیمتیں کتنی واپس آئی ہیں اور کس سڑک سے واپس آ رہی ہیں اس سے بھی عوام بخوبی واقف ہیں۔اسی بجٹ کے اندر لکھا ہوا تھا کہ یہاں پر knowledge city قائم کیا جائے گا۔ اگر وہ knowledge city قائم ہو جاتا تو یقین کیجئے کہ میں یہاں پر تعریف کرتا اور کہتا کہ انہوں نے جو کہا وہ کیا ہے لیکن اب ہم تعریف کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم اِن کی تعریف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ تعریف کروانے والا کوئی کام ہی نہیں کرتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ پرانا ریکارڈ منگوائیں جس میں لکھا تھا کہ ہم 200 ڈیم بنائیں گے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ چار سالوں میں لاء اینڈ آرڈر بہتر بنانے کے لئے حکومت نے 174۔ارب روپے اور ڈویلپمنٹ

کی مد میں748۔ارب روپے خرچ کئے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ اتنی بڑی خطیر رقم utilize کرنے کے بعد لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کتنی ٹھیک ہوئی ہے اور ڈویلپمنٹ کے ثمرات کہاں پر نظر آرہے ہیں؟ عوام یہاں اپنے نمائندوں کے ذریعے وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھتے ہیں کہ حکومت پنجاب کی آمدنی کے ذرائع کون سے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ پہلے ہی آپ ایک رات کے وزیر خزانہ ہیں لہذا کم از کم غور سے بات ہی سن لیں۔ اتنی سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے اور آپ گپیں لگا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! آپ Chair سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے ذرائع آمدنی کیا ہیں؟ جب سے devolution شروع ہوئی ہے اور trickle down ہوتے ہوئے جس طرح third tier of Government کو انہوں نے ختم اور ذبح کر دیا ہے اس طرح اب سارے کا سارا پیسا ان کے پاس ہے۔ اب بہتری کے لئے fund generate کرنا اِن کی ذمہ داری ہے اور بہتری نہ ہونے کی وجہ بھی میں خصوصاً پیپلز پارٹی کے ساتھیوں کی نذر کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر justified taxation ہو جائے تو وہ عوام کی فلاح پر لگتی ہے لیکن انہوں نے اپنی آمدن کے ذرائع نہیں بڑھائے بلکہ انہوں نے چوتھے سال میں چھوٹی سڑکوں پر 27 ٹال پلازے بنائے ہیں جو سڑکیں اضلاع سے سب ڈویژن کو جاتی ہیں جن میں سے تین فیصل آباد کے اندر ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے بچے بچیوں کو سکول چھوڑنے جاتے ہیں وہ ہر دفعہ ٹیکس دے کر جاتے ہیں اور جب دوائی لینے جاتے ہیں تو آتے اور جاتے ہوئے ٹیکس دے کر جاتے ہیں۔ انہوں نے taxation کی ہے تو صرف poorest of the poor پر کی ہے لیکن امراء کو معاف کر دیا ہے۔ سڑکوں پر ٹول ٹیکس لگانے سے حکومتیں امیر ہوئی ہیں اور نہ ہی عوامی فلاح کے منصوبے پروان چڑھ سکے ہیں۔

جناب سپیکر! اب آپ دیکھئے کہ حکومت دن رات مرکز کو برا بھلا کہنے میں لگی رہتی ہے۔ 83 فیصد Divisible Pool پر انحصار کیا گیا ہے کہ یہ پیسا مرکز سے ہمیں آئے گا۔ ہمیشہ عوام کی جیبوں سے نکلا ہوا پیسا ان کے پاس پہنچتا ہے جو دیانتداری سے اپنے Federating Units کو واپس کر دیتے ہیں لیکن Federating Units کا کیا حال کرتے ہیں اور خصوصاً پنجاب میں اس کا کیا حال ہوا وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 11.48 فیصد اغیار سے ملنے کی توقع ظاہر کی ہے کہ

ہمیں باہر سے یہ رقم مل جائے گی مگر دعوے یہ ہیں کہ ہم نے اغیار کا کشکول توڑ دیا ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اُن کے چیف ایگزیکٹو اتنی اچھی باتیں کرتے ہیں اور چھ ماہ سے کر رہے ہیں کہ ہم foreign aid and loans کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ جب کابینہ کا آخری اجلاس ہوا تھا تو آپ کی کابینہ بجٹ اور تقریر vet کر کے بھیجتی ہے لہذا اسے پڑھ تو لیتے کہ یہ contrary to the Chief Minister's vision ہے جو بجٹ میں فقرہ لکھا گیا ہے کہ ہم 11.48 فیصد باہر سے loan لیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال انہوں نے luxury clubs پر ٹیکس لگایا تھا تو کسی luxury club نے اِن کو اپنے premises میں داخل نہیں ہونے دیا لہذا یہ ایک مضبوط پالیسی اختیار کریں جس میں taxation on poorest of the poor سے اٹھا کر امراء پر لگائیں، اُن sources پر لگائیں جس میں falsely rich ہونے کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں اور filthy rich ہونے کے corridors پر لگائیں تاکہ عوام کا حصہ اُن کو مل سکے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایک الیکشن بجٹ ہے اس کو عوامی فلاح کا بجٹ ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ اس کو الیکشن میں convert کر دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ power generation کے لئے 10۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور تین چار ماہ کے اندر انہوں نے power generation کرنی ہے۔ جنہوں نے چار سال کے اندر نہیں کی وہ تین چار ماہ میں کیسے کریں گے؟ 10۔ارب روپے میٹرو بس اور 10۔ارب روپے subsidy کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک ارب روپے سولر پینل اور 2۔ارب روپے آشیانہ سکیم کے لئے رکھے گئے ہیں۔ لیپ ٹاپ سکیم پر 4۔ارب روپے، انٹرن شپ پر ڈیڑھ ارب روپے، پبلک ٹرانسپورٹ پر 2۔ارب روپے، یوتھ فنڈ کے لئے 50 کروڑ روپے اور قرضوں کے نام پر 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ سارے کا سارا پیسا الیکشن کی نذر ہوگا، اپنی پسندیدہ خوبصورت تصویروں کے بورڈ بننے پر خرچ ہوگا اور 37 ہزار روپے کا لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کے لئے 3 کروڑ روپیہ اُس function پر لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! آٹے کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لئے 27۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہاں پر وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ note فرمائیں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی طرف سے حکومت پنجاب کو بھیجی گئی reports میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ سالوں میں آٹے کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لئے جو subsidy دی گئی اُس کا استعمال شفاف نہیں

تھا۔ وہ آٹا اور تنور کہاں گئے جن کا کتابوں میں بھی ذکر نہیں ملتا لیکن آڈیٹر جنرل کی کتابوں میں ملتا ہے۔ میں یہاں پر نہایت ہی ضروری اور قومی نقطہ نگاہ سے تباہ کن اور خطرناک بات کا حوالہ دینے لگا ہوں جس میں آپ کی Chair کی مداخلت تاریخ میں پہلی دفعہ مجھے اس بجٹ میں مطلوب ہوئی ہے۔ بجٹ میں لکھا گیا ہے کہ ہم نے بلوچستان کے لئے دو کارڈیالوجی سنٹر دینے کے لئے چار سال پہلے وعدہ کیا تھا لیکن ہم اس لئے نہیں کر رہے کہ بلوچستان کو بالواسطہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہاں پر حالات اچھے نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ بلوچستان کے اندر حالات اچھے نہیں ہیں تو ان کا دوسرا Brother Federating Unit وہاں پر ہسپتال نہیں بنا سکتا۔ یہ چیز internationally invite کرتی ہے اور اس طرح بلوچستان کے اندر foreign investment کیسے آئے گی، وہاں پر Gas Domes کو break کرنے کے لئے باہر سے کون آئے گا اور وہاں پر تانبے کے کاپر کو explode کرنے کے لئے کون آئے گا؟ جب ایک بڑے اور 63 فیصدی صوبے کا وزیر اعلیٰ اپنے وزیر خزانہ سے پڑھوائے گا کہ بلوچستان کے اندر حالات ٹھیک نہیں ہیں تو کیسے باہر سے لوگ آئیں گے؟ بلاوجہ اس کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عالمی قوتیں تو بلوچستان کے اوپر چڑھی ہوئی تھیں لیکن اب حکومت پنجاب بھی بلوچستان میں مشکلات پیدا کرنے کے لئے شامل ہو گئی ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس فقرہ کو اس لکھی ہوئی تقریر سے حذف کروا دیا جائے تاکہ پنجاب کے لوگوں کی تھوڑی سی face saving ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ورلڈ بنک کے تعاون سے اس سال لاہور میں investment climate estimate کے عنوان سے ایک سروے شائع ہوا ہے۔ ورلڈ بنک کے تعاون سے اس سال شائع ہونے والے سروے میں بتایا گیا کہ پنجاب میں صنعتی ترقی کو reverse Gear لگا ہوا ہے اور اس زوال کی وجہ لوڈ شیڈنگ کے علاوہ کرپشن، ہنر مند افراد کی قوت کا بحران، کمرشل ٹرانسپورٹ کی کمی، لا اینڈ آرڈر کی خرابی اور سیاسی عدم استحکام اور کرپشن ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ یہ ورلڈ بنک لکھ رہا ہے کہ پنجاب کے اندر معاشی صورتحال یہ ہے اور صنعتی سرگرمیوں میں تسلسل کیوں نہیں ہے۔ میں یہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں جو ورلڈ بنک کی طرف سے سروے میں سامنے آئی ہیں تو اس میں کم از کم لوڈ شیڈنگ کے لئے مرکز اور صوبہ دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں لیکن باقی لا اینڈ آرڈر، ہنر مند افراد پیدا کرنا، کمرشل ٹرانسپورٹ مہیا کرنا اور سیاسی عدم استحکام کو دور کرنا بنیادی طور پر صوبائی حکومت کا کام ہے۔

جناب سپیکر!المزیونیورسٹی کے پروفیسر سید تراب حسین نے بھی اپنے ریسرچ پیپر میں انہی شعبوں کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ صوبائی حکومت کی طرف سے سیاسی طور پر میڈیا کے ذریعے بے چینی پیدا کرنے سے بھی صنعتی شعبے میںinvestmentمیں کمی آئی ہے۔

جناب سپیکر!مرکز کو بھی کام کرنا چاہئے لیکن صوبائی حکومت اپنے حصے کا کام کرنے سے کیوں قاصر ہے اور ہم صرف اس پر سوال کرتے ہیں۔ میں ایک چیز یہاں پر عرض کرنے لگا ہوں کہ سادگی کی یہاں پر بڑی بات ہوتی ہے لیکن اس کلچر کو discourage کرنا چاہئے کہ چھوٹی کابینہ بڑے اخراجات کیونکہ یہ ایک بڑی عجیب بات ہے۔ وزیر اعلیٰ کا بجٹ پچھلے سال414.973ملین روپے تھا لیکن 522.823ملین روپے خرچ کئے گئے۔آپ اندازہ کیجئے کہ سادگی اور بچت کے کلچر کی باتیں کرتے حکمران تھکتے نہیں لیکن ان کے اپنے کچن،اپنے دفتر اور اپنے سفر کے لئے مانگے ہوئے خرچ میں اضافہ 107.35ملین روپے ہے جو کہ 25.99فیصد اضافہ ہے۔ میں یہ ساری باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ ہو چکیں تو اس بجٹ میں نہ ہوں۔ کسی کا دل دکھانا یا کسی کو نیچا دکھانا ہمارا مقصد نہیں ہے بلکہ ہم اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اور عوام کی طرف سے دی گئی اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں ایک بڑی اہم بات آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے عرض کرنے لگا ہوں کہ میری چند ایک تجاویز ہیں جنہیں نوٹ فرما لیا جائے کہ پچھلے سال اپنے ہیلی کاپٹر اور سٹاف کار کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے9ملین روپے لئے تھے جو پورے سال میں انہوں نے استعمال کئے لیکن اس سال جب ان کے پاس چار پانچ ماہ ہیں تو انہوں نے 39ملین روپے demand کئے ہیں جو کہ 288 percent rise ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان:اب جبکہ الیکشن کی آمد آمد ہے جس میں fair & free election کی demand کی جا رہی ہے اور آج یہاں پر جو پارٹیاں ایوانوں میں نہیں ہیں جیسے جماعت اسلامی اور پی ٹی آئی ہے تو میں ان کا بھی نام لے دیتا ہوں کہ وہ بھی demand کر رہی ہیں،آپ بھی demand کر رہے ہیں اور ہم بھی demand کر رہے ہیں لیکن کیا یہ کلچر اس پر پورا اترتا ہے کہ ایک سال کے اندر ہیلی کاپٹر کے لئے9ملین روپے خرچ کریں اور39ملین روپے تین چار ماہ کے اندر خرچ کر دیں۔ یہ election campaign ہے اور عوام کے پیسوں سے الیکشن لڑنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اسے down cut کیا جائے اور curtail کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ یہ House ہے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے چار پانچ چیزوں کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے عرض کروں گا کہ جو بھی incidents باہر ہوتے ہیں جن پر میڈیا آتا ہے جو کہ vibrant میڈیا ہے اور اس ملک کے اندر اللہ کے فضل سے آزاد عدلیہ کی ہمیں حمایت حاصل ہے اور جب اس کے لئے کوئی کمیشن بن جاتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام تک پہنچانے کے لئے ہم بیٹھے ہیں لیکن ہم تک وہ رپورٹ حکومت پہنچائے۔ ہم تک کتنی رپورٹیں پہنچی ہیں اور کہاں پڑی ہوئی ہیں؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور آپ لکھ لیں کہ اگر نہیں دی گئیں تو اب دے دیں کہ جسٹس منصور علی شاہ صاحب کی فلڈ کمیشن رپورٹ کہاں ہے؟ اس فلڈ کمیشن میں بڑے بڑے نام آتے ہیں اور اگر وہ نام آ گئے ہوتے اور رپورٹ پیش ہو گئی ہوتی تو وہ elevate نہ ہو سکتے، وہ لوگ یہاں سے جو elevate ہو گئے اور صرف یہ وجہ تھی جس کی وجہ سے یہ سب کام ہوا۔ اس رپورٹ میں انہوں نے لکھا تھا کہ کس آدمی نے اپنی state land پر فصلیں بچانے کے لئے کتنے غریبوں کے گھر سیلاب میں بہا دیئے۔ اگر یہاں پر ان کا پتا چل جاتا تو وہ چہرے بھی سامنے آ جاتے۔ یہ حکومت کے فرائض میں شامل ہے اور جب ہم آپ کے سامنے بلبلاتے اور چیختے ہیں تو مقصد یہی ہوتا ہے کہ جب اسمبلی میں رپورٹ آ گئی ہے تو آپ حکومت کی طرف نہ دیکھیں بلکہ یہاں پر پیش کریں اور ہمیں پڑھنے کے لئے دیں تاکہ ہم عوام تک حقائق پہنچائیں اور اگر وہ سرخرو ہیں تو وہ بھی عوام تک پہنچے اور اگر سرخرو نہیں ہیں تو وہ بھی عوام تک پہنچے۔

ڈینگی سے مرنے والے اور جعلی سپرے کی رپورٹ کہاں ہے اور وہ ایوان میں پیش کیوں نہیں کی گئی؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا!پی آئی سی میں جعلی ادویات سے ہلاکتوں کی رپورٹ مانگی گئی تھی وہ کہاں ہے؟ کتنے لوگ لقمہ اجل بن گئے، کتنے اپنے پیاروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور کتنے لوگوں کی قبروں پر دیئے جلا رہے ہیں، کتنے لوگ ان کی قبروں پر جا کر کتبوں کو صاف کرتے ہیں؟ اس ایوان کے اندر ان کی وہ رپورٹ نہیں آئی۔ شاہ عالم مارکیٹ میں آتشزدگی کی رپورٹ آ چکی لیکن سروسز ہسپتال کے بچوں کی نرسری میں لگنے والی آگ سے متعلق رپورٹ آنے والی ہے تو میری عرض ہے کہ پانچوں رپورٹیں اس fiscal budget کے اندر پیش کر دی جائیں۔

جناب سپیکر! ترقیاتی بجٹ کے استعمال کی شرح کا حال یہ ہے کہ ہر سال 40 سے 45 فیصد تک استعمال نہیں ہوتا۔ میں ایک نظر ثانی چارٹ پیش کرتا ہوں کہ ترقیاتی بجٹ 220۔ارب روپے پچھلے سال دیا گیا تھا اور 183۔ارب روپے نظر ثانی revised کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اتنا استعمال نہیں کر سکتے تو revise کر کے 183 کر دیا گیا اور پھر اس میں 37۔ارب روپے کی مزید کمی کرنے کے بعد release صرف 157۔ارب روپے تھی۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ پانچواں بجٹ بڑا اہم بجٹ ہے۔ میں جناب کی سماع خراشی اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ طریقہ administration کا نہایت ہی مطعون طریقہ ہے۔ آپ اپنی calculation نہیں کر سکتے، آپ کو اپنی capacity building کا ہی نہیں پتا کہ کتنی capacity ہے اور کتنے اخراجات کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک کلو دودھ کے برتن کے اندر پانچ کلو دودھ ڈالنے کے لئے مانگتا ہے تو ایسے شخص کی عقل کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ اگر ان کے پاس capacity نہیں تھی تو انہوں نے 220۔ارب روپے کیوں مانگے؟ اس کا استعمال 220۔ارب روپے میں سے صرف 125۔ارب روپے ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو advise کر دیا جاتا ہے۔ Divisible Pool جو مرکز سے آتا ہے "نانا جی کی فاتحہ حلوائی کی دکان" سمجھ کر اس کو بکھیرا جاتا ہے۔ آپ یقین کیجئے اس کا کسی جگہ صحیح استعمال نہیں ہوتا۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ کی شرح نہایت ہی نااہلی کی طرف جاتی ہے۔

جناب والا! میں پنجاب حکومت کے قرضے آپ کے سامنے پیش کرتا چلوں۔ لوکل قرضہ 76.257 ہے اور ٹوٹل قرضہ 15 فیصد ہے، غیر ملکی قرضہ 416 بلین ہے۔ ٹوٹل قرضے کا 84 فیصد غیر ملکی ہے۔ 2012 میں ادا کئے جانے والے قرضے کا سود 19۔ارب روپے ہے۔ ہم نے اندرونی و بیرونی قرضوں پر 19۔ارب سود ادا کیا ہے۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ پانچویں اور آخری بجٹ میں قرضوں سے جان چھڑانے کے لئے کون سی پالیسی وضع کی گئی ہے؟ تحریری طور پر جو بجٹ پڑھا گیا ہے اس کے اندر تو کوئی ذکر نہیں ہے لیکن یہ ہم جاننا چاہیں گے کہ winding up بجٹ میں یہ بتایا جائے کہ اس صوبہ کے کسانوں، مزدوروں اور یہاں کے ایم پی ایز کو کتنا مقروض چھوڑ کر جائیں گے؟

جناب والا! میں لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سال کے پہلے پانچ ماہ کے اندر ایک لاکھ 95 ہزار چوری، ڈکیتی، راہزنی اور اغواء کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ یہ ایک پُرامن صوبہ ہے جس میں جب بیوی اپنے بچے کی دوائی لینے کے لئے نکلتی ہے تو اس کا میاں اسے ٹیلیفون پر بتاتا ہے

کہ چھوٹا دو ہزار والا موبائل لے جاؤ۔-/500روپے کی دوائی لینی ہے لیکن دو ہزار روپے ڈاکوؤں کو دینے کے لئے لے جاؤ کہیں تمہارے ساتھ وہ زیادتی یا بد تمیزی نہ کرے اور اس کو دے دینا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): واہ خادم حسین، واہ خادم حسین۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لاء اینڈ آرڈر کا بجٹ ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ 09-2008 میں 20۔ارب روپے، 10-2009 میں 43۔ارب روپے، 2010-11 میں 50۔ارب روپے اور 12-2011 میں 52۔ارب 11 کروڑ روپے۔ یہ کل 174۔ارب روپے ہیں۔174۔ارب روپے استعمال کرنے کے بعد کتنی جان، مال اور عزت محفوظ ہے؟

جناب والا! میں دانش سکول اور سرکاری سکولوں کی حالت زار کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ 10۔ارب 90 کروڑ روپے خرچ کر کے تا حال صرف تین دانش سکول بنائے گئے ہیں۔ جبکہ پنجاب کے 62 ہزار سکولوں میں سے چالیس فیصد سکول بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ سکولوں میں ہینڈ پمپس نہیں ہیں بچیاں پانی پینے کے لئے سکول سے چھٹی لے کر ساتھ والے گھروں میں جا کر گھڑوں سے پانی پیتی ہیں اور ہم 10۔ارب 90 کروڑ روپے تین سکولوں پر لگا رہے ہیں۔ یہ پیسے ہم پانی پینے کے لئے ان بچیوں کو دے دیتے جن کے پاؤں میں جوتیاں نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): واہ واہ خادم حسین۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قومی اخبار "News" کی رپورٹ کے مطابق پنجاب بھر میں 27 سو سکولوں کی بلڈنگ کو انتہائی خطرناک قرار دے دیا گیا ہے وہ کسی بھی وقت گر سکتی ہیں اور کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔ اگر کسی سرکاری سکول میں خدانخواستہ ایسا کوئی واقعہ ہو گیا تو اس کا ذمہ دار پھر اپوزیشن کو ہی قرار دیا جانا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے بجٹ میں محض ایک ارب روپے کا اضافہ کیا گیا ہے یہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے۔ تعلیم کے بجٹ کو ڈبل کیا جائے۔ پسماندہ اضلاع کی پسماندگی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ انسٹیٹیوٹ آف پبلک پالیسی کے ایک سروے کے مطابق موجودہ دور حکومت میں پنجاب میں پسماندہ اضلاع کی پسماندگی میں خوفناک

حد تک اضافہ ہوا ہے۔ مذکورہ سروے کے مطابق گزشتہ چار سال میں لاہور انفراسٹرکچر کی سہولت کے اعتبار سے سر فہرست رہا اسی لئے یہ اصطلاح "تخت لاہور" کی آئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق میں نظر انداز ہونے والے اضلاع پڑھتا ہوں جن میں لیّہ، رحیم یار خان، لودھراں، مظفر گڑھ، بہاولپور، ڈی جی خان اور راجن پور سر فہرست ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے جنوبی پنجاب کے ساتھ پتا نہیں کیوں سوتیلی ماں کا سلوک اختیار کیا ہوا ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ رواں سال میں جنوبی پنجاب کے لئے 70۔ارب روپے کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ 70۔ارب روپے کہاں خرچ ہوئے؟ یہ winding up speech میں میرے جنوبی پنجاب کے ساتھی ضرور سننا چاہیں گے کہ یہ 70۔ارب روپے کہاں لگے؟ اس میں سے صرف 5۔ارب روپے release ہوئے۔

جناب والا! یہ جو سستی روٹی فراڈ ہے۔ یہ فقرہ میں نے ایک ادارے سے لیا ہے۔ پہلے لوگ سستی روٹی سکیم لکھتے تھے اب اس کو سستی روٹی فراڈ لکھنے لگ گئے ہیں۔ آپ یہ اندازہ کیجئے کہ سستی روٹی سکیم کا تاحال صرف 33 فیصد آڈٹ ہوا ہے۔ لاہور میں بھی سستے تنوروں کا 33 فیصد ہی آڈٹ ہوا ہے اور آڈٹ کے مطابق ان تنوروں کا on ground کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ صرف تین ٹاؤن کے آڈٹ سے پتا چلتا ہے کہ ایک دن میں 10 لاکھ 58 ہزار روپے کا آٹا ghost تنوروں کو دیا گیا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: یہ printed report ہے اس میں بہت سخت باتیں بھی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں یہ نہ کروں تو زیادہ اچھا ہے لہذا یہ میں نہیں کروں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے ایک بہت بڑے سیکنڈل کو expose کیا ہے۔ سرکاری رقوم کی پرائیویٹ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر۔ انہوں نے لکھا ہے کہ گزشتہ چار سال میں پری آڈٹ سے بچنے کے لئے بڑی تعداد میں PLS اکاؤنٹ کھلوائے گئے۔ ان کے ذریعے 1400 پرائیویٹ اکاؤنٹس کھلوائے گئے، 8.5۔ارب روپے کی ادئیگیاں ان ذرائع سے کی گئیں۔ PLS اکاؤنٹ میں پیسا دینا غیر قانونی، غیر اخلاقی اور کرپشن کا ذریعہ ہے۔ بنک والے آپ کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہوتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس اپنا اکاؤنٹ رکھیں، اپنے دو چار ملازم کرالیں اور ان کی تنخواہ لاکھ روپے تک کرالیں اور ہم مزید بھی دیتے ہیں۔ آڈیٹر جنرل آف پنجاب نے کہا ہے کہ PLS اکاؤنٹ کو بند کیا جائے کیونکہ یہ بہت بڑا کرپشن سیکنڈل ہے۔

جناب والا!یہاں good governanceاور شفافیت کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ ان چیزوں کا third party آڈٹ کرایا جائے جن میں فوڈ سپورٹ پروگرام، گرین ٹریکٹر پروگرام، پیلی ٹیکسی، لیپ ٹاپ اور سستی روٹی سکیم ہے۔ میں یہاں اپوزیشن کی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کا third partyآڈٹ کرایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمندر کے سامنے قطرہ کی مثال پیش کرتے ہوئے کچھ کرپشن کی مثالیں دینا چاہتا ہوں۔2008-09 میں میٹرک تک طلباء میں مفت کتابوں کی تقسیم کے پروگرام کے تحت پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ نے 427 ملین کا غبن کیا۔ طے شدہ رقم سے 427 ملین کی زائد ادائیگیاں کی گئیں۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے تحریری طور پر اس غبن کی نشاندہی کی مگر دو سال گزرنے کے بعد بھی اس کے ذمہ داروں کا تعین نہیں ہو سکا۔2009 میں سستا آٹا کے نام پر ایک ارب 70 کروڑ روپے کی بے ضابطگی ہوئی۔Jute bags کی over payment۔ اندازہ کیجئے گا آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں آپ کو تو گندم کے بارے میں پتا ہی ہے۔2009 میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں998 ملین روپے کے jute bagsاور bags PB کی payment کی گئی جبکہ اتنے بیگوں کی ضرورت تھی اور نہ ہی کوئی ڈیمانڈ کی گئی تھی۔998 ملین روپے کی خطیر رقم سے کس کو نوازا گیا؟تاحال یہ آڈیٹر جنرل کا پیرا موجود ہے اور آڈیٹر جنرل اس کا منتظر ہے۔

جناب والا!میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ ان تجاویز میں ایک warning ہے کہ National Disaster Management Authority نے حکومت پنجاب کو خبردار کیا ہے کہ اس سال ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، راجن پور، لیّہ، بہاولپور، رحیم یار خان، بھکر، میانوالی اور فیصل آباد کے اضلاع سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ یہ National Disaster Management Authority نے ان کو چٹھی لکھی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے جو کہ وارننگ آ گئی ہے لیکن اس بجٹ کے اندر اس سلسلے میں کچھ نہیں رکھا گیا اور یہ skip over ہو گا۔ یہ نہایت ہی خطرناک رجحان ہے جسے blocked allocation کہتے ہیں، تعلیم میں 40 فیصدblocked allocation کے قریب ہے اور یہ میں آپ کو authentic تعداد دے رہا ہوں کہ پچھلے سال ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں 37 فیصدblocked allocation رکھی گئی تھی۔ اگر یہ blocked allocation کوئی شخص بھی اپنی جیب میں ڈال کر پھرتا ہے تو وہ کونین اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرے گا پھر یہ ادارے کس لئے ہوتے ہیں اور کیا اداروں کی عزت اور تکریم کرنا صرف زبانی طور پر ہی ہوتا ہے؟ادارے تقسیم کرنے کے لئے ان کے پاس ایک written demand آتی ہے،ایک processہوتا ہے،اشتہارات آتے ہیں،لوگ

competition میں آتے ہیں،لوگcompetitionکے لئے اپنی قیمتpay کرتے ہیں اور Lowest and the best ان کو دیا جاتا ہے لیکن جب جیب میں 37 فیصد پیسا پڑا ہوا ہو تو کس جگہ disburse ہوتا ہے، کہاں جاتا ہے؟ اس کا تو کسی کو پتا نہیں چل سکتا۔ میری تجویز ہے کہ blocked allocation کو discourage کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں، یہ صرف میری تجاویز ہیں اور میں چاہوں گا کہ آپ ضرور تحریر فرمالیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں لکھا ہوا بھی پیش کر دوں گا۔Law and Order کے بارے میں میری جو چند تجاویز ہیں وہ یہ ہیں کہ 2008 میں 500 پٹرولنگ پوسٹیں بننی تھیں جبکہ 360 پہلے .بنی ہوئی تھیں۔ یہ میری تجویز ہے کہ یہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں، یہ عوام کی ملکیت ہیں، ان پر تالے لگے ہوئے ہیں اور ان کے باہر کبھی کبھی کوئی نہ کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل کھڑی نظر آ جاتی ہے، ان کو استعمال میں لایا جائے، ان کو کھولا جائے، ان کو پٹرول دیا جائے، ان کو عملہ دیا جائے، ان کو اسلحہ دیا جائے اور roadside robberies اور ڈکیتی کے لئے ان کو استعمال کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر ہمیشہ ایک چیز سامنے لائی جاتی ہے کہ VIP security پر ساری پولیس لگی ہوتی ہے۔ یہاں پر specified and target oriented forces ہونی چاہئے اور Anti Divinity Force بنائی جائے۔ یہ میری تجویز ہے کہ ان کا کام صرف وہ ہو اور یہ نہ ہو کہ کسی ایک منسٹر کی یا کسی ایک پارلیمانی سیکرٹری کی سفارش ڈھونڈ کر کسی تھانے میں ایس ایچ او لگنے کی کاوش نہ رہے۔ اس کو پتا ہو کہ میں یہاں کا ملازم ہوں اور میں نے یہیں رہنا ہے۔ مویشیوں کی چوری کی روک تھام کے لئے Cattle Lifting Escort بنایا جائے۔ فیض نے کسان کے بارے میں کہا تھا اور اس میں آج کا یہ Law and Order بھی آ جاتا ہے اور Cattle Lifting بھی آ جاتی تھی تو اس نے کہا تھا کہ:

دہقاں جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے
جس کے ڈھوروں کو ظالم ہنکا لے گئے
جس کی پگ زور والوں کے پاؤں تلے دھجیاں ہو گئیں

دہقاں کے نام
جس کے ڈھوروں کو ظالم ہنکا لے گئے
جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے

جس کی پگ زور والوں کے پاؤں تلے
دھجیاں ہو گئی ہے

جناب سپیکر!ایسالگتا تھاکہ اس نے آج کی حکومت کی تصویر کھینچی ہوئی تھی کیونکہ یہاں کسی کا ڈھور محفوظ ہے اور نہ ہی کسی کی عزت محفوظ ہے۔Anti Street Crimes Escortقائم کیا جائے۔ میری ایک اور چھوٹی سی تجویز ہے کہ VIPs کے پاس جو اپنی personal information ہوتی ہے کہ میری جان خطرے میں ہے یا مجھے کوئی Escort چاہئے تو پہلے ایک provision موجود ہوتی تھی کہ جو Escort ان کو دیا جاتا ہے ان کی تنخوائیں ان VIPs سے لے لی جائیں اور اس کی جگہ پر علیحدہ سے بھرتی کی جائے تاکہ عوام کی حفاظت کے لئے اس فورس میں کمی نہ آئے اور جو VIPs Escort کے لئے جاتے ہیں تو ان کی تنخواہیں وہ VIPs دیں کیونکہ وہ تنخواہیں دے سکتے ہیں اور ان کو دینی چاہئیں۔

جناب سپیکر!اب میں زراعت کی طرف آتا ہوں کہ پختہ کھال کے پروگرام کو شروع کیا جائے،Farm to market roads کو مرمت کیا جائے اور دھان کی خریداری کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے جائیں۔ دانہ دانہ گندم خریدنے کا وعدہ کیا جاتا ہے لیکن چند دانوں کے بعد ہاتھ کھینچ لئے جاتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر!کالاباغ ڈیم تعمیر کرنے کے لئے ایک کثیر رقم اس بجٹ میں رکھی جائے اور وزیراعلیٰ پنجاب اس کی بنیاد کی تختی لگانے کی سعادت حاصل کریں اور وہاں پر جاکر کالاباغ ڈیم شروع کرانے کی تختی لگائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!سائیلوز تعمیر کئے جائیں، جن کو گنجیاں کہتے ہیں وہ ترپالوں میں رکھی جاتی ہیں، وہ سسٹم discourage کیا جائے۔200چھوٹے ڈیم جن کا آج سے پانچ سال پہلے وعدہ کیا گیا تھا وہ بنائے جائیں،BHUs تحصیل ہیڈکوارٹر میں خالی اسامیاں پُر کی جائیں اور مفت ادویات کی فراہمی کے لئے بجٹ میں 100 فیصد اضافہ کیا جائے۔ غرباء کی طرف دھیان دیا جائے،صرف تخت لاہور کے Cardiologic Centre ہر چیز کے متقاضی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں کیونکہ بلدیاتی انتخابات کرانے بہت ضروری ہیں لیکن اس بجٹ میں بلدیاتی انتخابات کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا جس وجہ سے نظر آرہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات کرانے کی کوئی نیت ہی نہیں ہے۔ ہر چیز پر قابض رہنے کا اور ہر چیز کو اپنے ذریعے استعمال کرنے کا رجحان بربادی کی طرف لے جاتا ہے اور چھوٹی کابینہ بڑے اخراجات کے رجحان کو تبدیل کیا جائے۔

محکمہ تعلیم میں خالی اسامیاں پُر کی جائیں اور بنیادی سہولتوں سے محروم سرکاری سکولوں کو سہولتیں فراہم کی جائیں۔ محکمہ تعلیم کے بجٹ کو دگنا کیا جائے، تعلیم حاصل کرنے والوں کو سہولتیں دی جائیں اور تعلیم دینے والوں کو عزت دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں wind up کرتے ہوئے چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے علم اور میرے دل میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو دہرائے جانے سے کسی کا دل دکھ جائے گا لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی کا دل نہ دکھے کیونکہ دل میں اللہ رہتا ہے لیکن جہاں اللہ رہتا ہے اس دل کے اندر وہ اپنا رحم بھی رکھیں، وہ اپنی شفافیت کے لئے کچھ محنت سے بھی کام لیں صرف زبانی کام نہیں چلے گا۔اس وقت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس پنجاب اسمبلی سے دو سو گز کے فاصلے پر پچھلے چار سال سے جو ہوتا رہا ہے وہ اس governance کی reflection ہے۔یہاں پر مزدور ہڑتال پر، کسان ہڑتال پر، انجینئر ہڑتال پر، پیرامیڈیکل سٹاف ہڑتال پر، ڈاکٹر ہڑتال پر اور مال روڈ ہڑتال روڈ قرار دے دی گئی، یہ good governance نہیں ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ آخری سال آپ کے پاس موقع ہے اس کو بھی ضائع نہ کر بیٹھیں، میں ان کا ہمدرد بن کر کہتا ہوں کہ اپنی تھوڑی سی saving کر لیں۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ معزز ممبران کے لئے جو ٹائم رکھا ہوا ہے یہ پارلیمانی پارٹی میں decide ہوا تھا کہ پانچ سے سات منٹ کا ٹائم ہو گا۔اب میں رانا محمد افضل خان صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ چودھری ظہیر الدین خان کی ایک طویل list of allegations کے بعد، میں انہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے، پنجاب اس دنیا کے چھٹے بڑے ملک کا 56 فیصد ہے اور پنجاب دنیا کے کئی ممالک سے بڑے ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے ملک کے آئین میں یہ درج ہے کہ نہ صرف پنجاب میں رہنے والے پنجابی بلکہ پاکستان کے ہر صوبہ میں رہنے والے باسی اپنا ٹیکس فیڈرل بورڈ آف ریونیو کو دیں۔ پاکستان کے آئین کے مطابق فیڈرل بورڈ آف ریونیو پورے ملک کی عوام سے ٹیکس اکٹھا کرتا ہے اور NFC Award کے تحت وہ ٹیکس عوام پر خرچ کرنے کے لئے صوبوں کو واپس آتا ہے۔اس ٹیکس میں وہ پیسے منہا کر لئے جاتے ہیں جو ڈیفنس، بجلی پیدا کرنے اور مرکزی اداروں پر خرچ کئے جانے ہوتے ہیں۔ یہاں ایک کے بعد ایک اپوزیشن کے سپیکر نے جو 650۔ارب روپیہ اس سال پنجاب کو ملنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ، ذرا مجھے بات کرنے دیں۔ یہ لسٹ جو میرے پاس آ گئی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی اور یہ لسٹ اسی طرح چلے گی جس طرح موجود ہے۔ آپ لسٹ دیکھ لیں جس کا جس جگہ نمبر ہے وہیں رہے گا، please یہاں پر آ کر سفارش نہ کریں کہ یہ نام change کر دیں۔ میں اس بارے میں بالکل clear ہوں کیونکہ یہ لسٹ آپ کے پارلیمانی لیڈروں سے مانگی گئی تھی، انہوں نے دی ہے اور یہ House میں change نہیں ہو گی۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ جو 650۔ارب روپے مرکزی حکومت سے پنجاب حکومت کو ملنے کی توقع ہے، یہ پنجاب کے عوام کا پیسا ہے کسی کو دی ہوئی خیرات نہیں ہے جس کے اوپر آج اس ایوان میں کہا جا رہا ہے کہ یہ پیسا تو ہم آپ کو دے رہے ہیں۔ یہ جو direct and indirect taxes پنجاب سے generate ہوئے ہیں وہ کٹوتی کے بعد ہمیں واپس ملے ہیں۔ مرکزی حکومت کے حالات یہ ہیں کہ 3379۔ارب روپے ان کی ٹوٹل آمدن ہے اور انہوں نے اخراجات کا جو تخمینہ پیش کیا ہے وہ 4486۔ارب روپے کا ہے اور جو خسارہ ہے مرکزی حکومت نے اس کی جو لسٹ پیش کی ہے وہ GDP کے 4.7 فیصد پر مبنی ہے جو 1100۔ارب روپے ہے اور اس سال ان گیارہ مہینوں میں خسارہ 7.6 فیصد کو touch کر چکا ہے جو کہ 2000۔ارب روپے کے قریب ہو گا اور یہ روپیہ بھکاریوں کی طرح جھولی پھیلا کر مانگا ہوا پیسا جس میں سے 650۔ارب روپے پنجاب کے حصے میں آ رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت پنجاب حکومت کو کون سے پیسے دے رہی ہے؟ پاکستان کے حالات آج یہ ہیں کہ مرکزی حکومت کے اخراجات ان کی آمدن سے ساٹھ فیصد زیادہ ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ اگر ایک شخص کی آمدن دس ہزار روپے ہو اور اس کے مہینے کے اخراجات سولہ ہزار روپے ہوں اور چھ ہزار روپے کے لئے وہ بھیک مانگ رہا ہو۔ یہ آج کا پاکستان ہے جس کی حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس ہے، جس کی حکومت میں ایم کیو ایم partner ہے، جس کی حکومت میں اے این پی partner ہے، جس کی حکومت میں (ق) لیگ شریک ہے۔ یہ وہ ذمہ داران ہیں جنہوں نے 7.5۔ارب ڈالر کے جو قرضے تھے ان چار سالوں میں 12.5۔ارب ڈالر پر لے گئے ہیں ہمارے بچے بچے کو مقروض کر دیا ہے۔ پاکستان کے جو قرضے تھے ان کو 80 فیصد بڑھا دیا گیا بلکہ 90 فیصد تک بڑھا دیا گیا اور یہ باتیں کرتے ہیں good governance کی اور یہ باتیں کرتے ہیں پنجاب کی۔ کون سا ایسا سیکنڈل ہے جو ان کے اوپر نہیں بنا کون سا ایسا شعبہ ہے جس کے اندر علی بابا چالیس چوروں نے، ان تمام partners نے لوٹ مار کے ثبوت دنیا کو پیش نہیں کئے۔

جناب والا! میرا رونے کو دل چاہتا ہے اور پھر ایک کرپشن کا کلچر بھی بنا دیا گیا، دکھ کی بات تو یہ ہے کہ آج شرفاء کے بچے بھی کرپشن میں دھکیلے جا رہے ہیں۔آج دکھ کی بات یہ ہے کہ پاکستان کا وہ سفیر جو ملک کا غدار ہے اس کو اگر accommodation ملتی ہے تو پریذیڈنٹ اور وزیر اعظم ہاؤس کے اندر ملتی ہے۔اس کو بچانے کے لئے ملک سے باہر بھیج دیا جاتا ہے۔اس پاکستان کے اندر آج یہاں پر تقاریر ہوئیں انڈیا اور ہمارے دشمن پاکستان کا پانی بند کر رہے ہیں پاکستان کو قرضے دینا بند کر رہے ہیں اور پاکستان کے لوگ پنجاب کا پانی بند کر رہے ہیں یعنی پنجاب کے فنڈز کو روک رہے ہیں، پنجاب کے اندر کیڑے نکال رہے ہیں کراچی میں ان کی حکومتوں کے اندر لاشوں کے انبار لگ رہے ہیں اور یہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں کراچی میں دس سے پندرہ بندے روز مرتے ہیں ۔ میں کائرہ صاحب اور دوسرے دوستوں کی باتوں پر تو بعد میں آؤں گا میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے اپنے partners کیا کہتے ہیں ؟ الطاف حسین نے کل ٹیلیوژن پر خطاب کرتے ہوئے قوم سے اور اپنے ساتھیوں سے کہا Country is on the path of destruction. West has destroyed us اور یہ ان کا partner کہہ رہا ہے ۔ جناب طاہر مشہدی نے کہا Budget has given no relief to the people. اسی طرح اے این پی والے کراچی میں لاشوں کے ڈھیر پر ماتم کرتے ہیں اور خیبر پختونخواہ میں ان کے لیڈر کہتے ہیں کہ ہمیں بجٹ کے سلسلے میں consult نہیں کیا گیا۔کامل علی آغا اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ Government is deliberate in not resolving the energy crisis. کل سینیٹ کے floor پر کامل علی آغا صاحب کا بیان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سب partners in corruption ہیں۔ میں نے سندھ کا بجٹ اٹھا کر دیکھا ہے 50۔ارب روپے انہوں نے فلڈ ریلیف پر خرچ کر دیا یعنی کھا گئے اور سندھ کے عوام میاں محمد نواز شریف کے جلسوں میں ماتم کر رہے ہیں۔ سندھ میں دو سال پرانا سیلاب کا پانی ابھی تک کھڑا ہوا ہے اور اس سال سندھ کے بجٹ میں 35۔ارب روپے کا ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے فنڈ لے کر اس فلڈ ریلیف کو ابھی مکمل کرنا ہے۔

جناب والا! مجھے کائرہ صاحب کا بڑا احترام ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بتائیں کہ پنجاب حکومت نے کون سا نیا کام کیا ہے ؟ میں عرض کروں گا کہ پنجاب حکومت نے نہ صرف کام کیا ہے بلکہ کر کے دکھایا بھی ہے۔آپ کسی دوسرے صوبے سے پنجاب کا موازنہ کر کے دیکھ لیں اور کسی بھی شعبے میں موازنہ کر کے دیکھ لیں۔اللہ کے فضل و کرم سے آج پنجاب Province of choice ہے اگر کسی نے گھر بنانا ہے تو

لوگ پنجاب کو باقی صوبوں پر ترجیح دیتے ہیں پنجاب ایجوکیشن اینڈ وومنٹ فنڈ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جس سے چالیس ہزار بچوں کو ہر سال سکالرشپ ملیں گے، یہ بھی ایک نیا کام ہے۔ اسی طرح پنجاب ایجوکیشن کمیشن، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن جس کے تحت پندرہ لاکھ وہ بچے جن کو سکول تک میسر نہیں تھا ان کو ماہانہ فیسوں کی بنیاد پر جنوبی پنجاب میں اور دور دراز کے علاقوں میں دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ روڈ ٹرانسپورٹ سسٹم میں بہتری لائی گئی پنجاب کارڈیٹ ورک بھی باقی صوبوں سے بہتر ہے۔ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جیسے ہسپتال بنے، اس کے علاوہ کئی نئے میڈیکل کالج بنے، پل بنے، سڑکوں کے حالات بہتر ہیں اور ان میں مزید بہتری لائی جارہی ہے لیکن اس کے باوجود یہ کافی نہیں ہے۔ کافی اس لئے بھی نہیں ہے کہ مرکزی حکومت نے بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ ہم ٹیکس فری بجٹ دے رہے ہیں، یہ ٹیکس فری بجٹ میں تو ان ڈاکوؤں اور لٹیروں کو سہولت دی گئی جن سے ٹیکس لے کر ہم نے غریبوں پر خرچ کرنا تھا۔ یہ تو ایک impotent یعنی خصی حکومت والی بات ہے کہ ہم ٹیکس نہیں لگا سکتے۔ اگر آپ ٹیکس نہیں لگائیں گے تو یہ مگرمچھ جو دو دو کروڑ روپے کی لینڈ کروزروں میں پھرتے ہیں، یہ مگرمچھ جو آج پراپرٹی کے ٹائیکون ہیں ان سے آپ ٹیکس نہیں لینا چاہتے، ٹیکس فری بجٹ پر آپ فخر کر رہے ہیں اور خود روزانہ ایک نیا سوٹ پہن کر آجاتے ہیں کہ ہم نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ میں کہتا ہوں ٹیکس تو غریبوں کا حق ہے اور یہ ٹیکس لگانے چاہئیں تھے، میں تو کہتا ہوں کہ آپ امیروں پر ٹیکس لگائیں اگر آپ نے ٹیکس نہیں لگایا تو آپ نے پاکستان میں غریبوں کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ ہم پر یہ بھی الزام ہے کہ کیا آپ نے ایک میگاواٹ بجلی کا بھی اضافہ کیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس صوبے نے ایک میگاواٹ بجلی کا اضافہ کیا، جن حالات میں سے ہم گزر رہے ہیں بجٹ کی دستاویزات آپ کے سامنے ہیں، پیپلز پارٹی نے ایک شیڈو بجٹ پیش کیا مجھے بتائیں آپ نے شیڈو بجٹ میں کتنے میگاواٹ بجلی کے لئے پیسے رکھے ہیں؟ صوبوں کے لئے اس وقت پیسے ہی نہیں ہیں۔ ہم نے 10۔ارب روپیہ جو بجٹ میں رکھا ہے وہ ایک catalistic amount ہے اور ہم پرائیویٹ سیکٹر کو mobilize کرنا چاہتے ہیں، شوگر ملوں کو mobilize کرنا چاہتے ہیں اور پھر ابھی اس کے قوانین آپ نے ایسے بنائے ہیں کہ جب ہم بجلی بنا لیں گے تو وہ پھر نیشنل گرڈ میں جائے گی اور پھر جب وہ نیشنل گرڈ میں جائے گی تو پنجاب کو اس کا 50 فیصد واپس دے دیں گے۔ کیا یہ طریقہ ہے بجلی بنانے کا اور incentive دینے کا؟ راجہ ریاض صاحب اور دوسرے تمام دوستوں نے دانش سکول کے اوپر اعتراض کیا بلکہ ہر success story پر اعتراض کرنا آپ کا حق ہے لیکن میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سر سید احمد خان نے ہندوستان میں ایک علی گڑھ

کالج بنایا تھا آج اللہ کے فضل سے 10۔ارب روپے سے سولہ دانش سکول ان غریب اور پسماندہ علاقوں میں کام کر رہے ہیں اور یہ ان کے لئے ہیں جو بچے topper ہیں، جو میرٹ پر ہیں اور بہترین بچے ہیں جن کو ہمیں گود میں اٹھا کر ترقی کے وہ تمام مواقع دینے چاہئیں کیونکہ یہ بچے جب ترقی کریں گے تو اپنے ان معاشروں میں جہاں آپ جانا پسند نہیں کرتے ان گندگی کے ڈھیروں پر جو ہمارے پسماندہ ترین علاقے ہیں ان کا یہ بوجھ اٹھائیں گے۔آج آپ کے پاس کالا باغ جیسے شہر کے اندر جو ہسپتال ہے وہاں پر چار سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی پوسٹیں ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اگر آپ کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر کا وہاں تبادلہ کر دیتے ہیں تو وہ نوکری چھوڑ کر لاہور میں پرائیویٹ پریکٹس کرنے آ جاتا ہے۔اگر آپ نے son of the soil کو develop کرنا ہے، اگر آپ نے اس علاقے کے بچوں کو ترقی دینی ہے تو آپ کو وہاں کے ذہین بچوں کو گود میں اٹھانا ہو گا۔ دانش سکول اس سوسائٹی میں وہ انجیکشن ہے جو انشاء اللہ تبدیلی لے کر آئے گا۔یہاں اعتراض کیا گیا کہ ایچی سن کے بچوں کو لیپ ٹاپ کیوں دے رہے ہیں، اس میں ایچی سن والی کون سی بات ہے؟ لیپ ٹاپ تو ہونہار اور میرٹ پر ستر فیصد سے زیادہ نمبر لینے والے بچوں کو مل رہے ہیں اگر وہ ایچی سن کا ہے تو وہ بھی پاکستان کا سرمایہ ہے، اگر وہ ایچی سن کا نہیں ہے تو بھی پاکستان کا سرمایہ ہے۔آپ اس تنقید برائے تنقید سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ راجہ صاحب نے فرمایا کہ زمیندار ہمارا سرمایہ ہیں، راجہ صاحب! آپ یہاں نہیں ہیں لیکن میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ زمیندار کو ہی تو آپ نے ان چار سالوں میں لوٹا ہے۔ٹرکوں کے ٹرک کھاد کے بیوروکریٹس کے بچوں کو ووچروں پر دیئے گئے، ایک ٹرک آٹھ لاکھ روپے profit پر بلیک ہوتا تھا ہمارے پاس وہ لسٹیں ہیں آپ نے جس طرح سے کھاد کی لوٹ سیل کی اور ایک ایک زمیندار گھرانے کو لوٹا۔اگر شہر میں بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے تو آپ جو زمینداروں کے ہمدرد بن رہے ہیں آپ نے انہیں بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا، ان کے ٹیوب ویل بند ہو گئے، ایک سال میں ڈیزل کی قیمت دس دفعہ بڑھائی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! پلیز wind up کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں۔میں بجٹ سے متعلق چند ایک تجاویز دوں گا اور چند ایک اچھی چیزوں کی نشاندہی بھی کروں گا چونکہ بہت سارے دوستوں نے بجٹ کو تو پڑھا ہی نہیں ہے۔اس بجٹ کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ نئے پراجیکٹس نہیں دیئے گئے بلکہ ستر سے اسی فیصد ڈویلپمنٹ فنڈ under construction project مکمل کرنے پر لگائے گئے ہیں۔ انشاء اللہ وہ

پراجیکٹس مکمل ہوں گے، 1778 منصوبوں میں سے 1400 وہ منصوبے ہیں جو جاری ہیں اور صرف 300 نئے منصوبے ہیں۔خواتین کی ترقی کی لئے 14۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں خواتین کی support اس سے بھی زیادہ ہونی چاہئے لیکن یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ یوتھ ڈویلپمنٹ کے لئے 1550۔ارب روپے، کسان پیکیج میں 19۔ارب روپیہ، گرین ٹریکٹر سکیم، سولر ٹیوب ویلز اور renewal energy کے لئے ایک ارب روپیہ، رورل ایمبولینس سروس، آپ کو 1122 پر بڑا فخر ہے ہم بڑے خوش ہیں بڑی اچھی سکیم ہے۔ان چار سالوں میں 1122 میں جو نئی ایمبولینسیں شامل ہوئی ہیں اگر ان کا رنگ سبز کر دیا جائے تو آپ کو لال رنگ کی پرانی ایمبولینس نظر نہیں آئے گی۔ہم نے اسے own کیا اور اسے بیس گنا بڑھا دیا اور اب اس بجٹ کے اندر رورل ایمبولینس کے تحت اس پروگرام کو دیہات میں لے کر جا رہے ہیں۔ریلوے کی ناکامی کے بعد اس بجٹ میں 33۔ارب روپے سڑکوں کے لئے رکھے گئے۔۔۔

جناب چیئرمین: راناصاحب! wind up کیجئے۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: راناصاحب! آپ کے پاس ایک منٹ ہے جلدی سے wind up کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ساری سختیاں میرے لئے ہی ہیں۔میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہوں گا اور فنانس منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ ان کو note فرمالیں۔میں چاہوں گا کہ ہماری حکومت جلد از جلد پراونشل ٹیکس اتھارٹی کا قیام ممکن بنائے اور ہماری سٹینڈنگ کمیٹی نے اسے approve کر دیا ہے۔آپ نے پرائیویٹ سکولوں میں دس فیصد غریب بچوں کا رکھا ہے۔میں چاہوں گا کہ اس پر مزید مشاورت کر لیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی بجائے ان پر دس فیصد cess لگا دیں تاکہ ہم پرائیویٹ سکولوں کو یہ نہ کہیں کہ آپ سکول کس طریقے سے چلائیں، آپ بچوں کو کس طریقے سے mix کرتے ہیں بلکہ آپ ان پر ایک ٹیکس charge کر لیں۔

جناب والا! اگر مجھے پنجاب حکومت کے کسی ایک محکمے سے سب سے زیادہ شکوہ ہے، سب سے زیادہ شکایت ہے تو وہ فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔آج گیس نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، پنجاب کے لوگ مجبور ہیں کہ لکڑی جلائیں اور فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ focal department بن چکا ہے۔میں بہت دیر سے کہتا رہا ہوں کہ اس کے لئے funding، اس کی کارکردگی، اس کے اندر تبدیلی، اس کے اندر چوری روکیں، اس ڈیپارٹمنٹ کو reorganize کریں اور اس کو حالات کے مطابق reorganize کر کے آگے لایا

جائے۔پنشن کے اندر ہر سال 55۔ارب روپے کی liability آنا شروع ہو گئی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اس کے لئے بجٹ سے باہر جیسے پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ بنایا گیا ہے اسی طرح ایک پنشن فنڈ develop کیا جائے جس میں ہم ہر سال 5۔ارب روپیہ divert کر دیں تاکہ budgetary figures سے باہر نکل کر ہم پنشنرز کو دیں۔

جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں، میں لیپ ٹاپ کے حوالے سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ اب پاکستان میں لیپ ٹاپ بننے شروع ہو گئے ہیں، ائر فورس کا ایک ادارہ بہترین لیپ ٹاپ بنا رہا ہے وہ لیپ ٹاپ آدھی قیمت پر بنیں گے اس لئے آپ پاکستانی لیپ ٹاپ خریدیں۔اس سلسلے میں دوسری پُر زور درخواست ہے کہ آپ High fey کی بجائے پانچویں اور آٹھویں کے بچوں سے لیپ ٹاپ شروع کریں۔پاکستان کا ایک ہونہار بچہ جس کے باپ نے آج سے دس سال پہلے اس کو چھوٹا سا Laptop toy لے کر دیا آج جو top most ہیکرز ہوتے ہیں وہ ان پر protection بن کر بیٹھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! تھانہ کلچر کے بارے میں میرا مشورہ ہے کہ آپ کو پولیس میں جڑ سے نظام تبدیل کرنا پڑے گا، ASIs اور DSPs والا کلچر ختم کرنا پڑے گا۔آپ کو ایک career officer کو SHO کی حیثیت میں لانا پڑے گا، ایک ASP کو تھانے میں لائیں اور اسے پتا ہو کہ میں نے آئی جی بننا ہے پھر وہ تھانے کو ٹھیک کرے گا۔آپ کو major reshuffle لانا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! شکریہ۔بہت مہربانی۔میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم مانتے ہوئے آخر میں عرض کرتا ہوں کہ میں تمام سرکاری ملازمین کو ان کی 20 فیصد اضافی تنخواہ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ سرکاری ملازمین کی capacity building کی ضرورت ہے، ان کی ذمہ داری سے کام کرنے کی ضرورت ہے اور جو لوگ کام نہیں کرتے، جو لوگ capacity build نہیں کرتے ان کو نوکری سے نکال کر جو ہمارے قابل اور لائق بچے لائن لگا کر بیٹھے ہیں ہمیں ان کو job opportunity دینی چاہئے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: شکریہ ۔ اس سے پہلے کہ میں اگلے مقرر کو دعوت دوں، جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم، درسی کتب کی نگرانی و تعلیمی معیارات کی نگہداشت پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books and Maintenance of Standards of Education Bill 2012 (Bill No. 1 of 2012.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں

"The University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 16 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔رپورٹ پیش کر دی گئی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ

جناب چیئرمین: اب ملک اختر حسین نول مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک اختر حسین نول: میں

"The Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012. (Bill No. 14 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب میں میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 13-2012 کی عام بحث میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔کسی بھی حکومت کی performance کا اندازہ جمہوریت کے دوران اس کے بجٹ اور اس کی پالیسیوں کے تسلسل سے لگایا جا سکتا ہے۔جاتی امرا پارٹی کا دور 1983 سے شروع ہوا جب میاں صاحب وزیر خزانہ تھے اور پھر وہ وزیر اعلیٰ بنے اور اب دوبارہ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ ہیں۔یہ ان کا سولھواں بجٹ ہے۔اس سولھویں بجٹ میں ان کی بہت سی چیزیں تواتر کے ساتھ چلی آ رہی ہیں۔ان کا تسلسل کس طرح کا ہے اسے بیان کرنے سے پہلے میں حکومت پنجاب کے rental وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے بہت جذباتی طریقے

سے تقریر کی اور میں رانا آصف سے ضرور اظہار ہمدردی کروں گا کہ ان کی پارٹی ایک دن کی media war کے بعد ان کو defend نہیں کر سکی۔کاش!وہ بھی کسی بہت بڑے خانوادے سے تعلق رکھتے اور شاید ورکنگ کلاس سے ہونا ان کا جرم ثابت ہوا ہے۔شمائلہ رانا صاحبہ کو کریڈٹ کارڈ کے حوالے سے انکوائری کئے بغیر de-seat کر دیا گیا۔وہ بھی ورکنگ کلاس سے تعلق رکھتی ہیں۔یہ شکر ہے کہ ان کو عدالت سے انصاف ملا،وہ واپس آ گئیں اور سرکاری طور پر بے گناہ ٹھہری ہیں۔دوست محمد کھوسہ صاحب پر الزام لگا تو ان سے وزارت واپس لے لی گئی حالانکہ انہوں نے شادی کی تھی اور شاید کچھ غلط نہیں کیا۔اس کے برعکس صاحبزادہ صاحب کچھ بھی کرتے ہیں تو ان کو کچھ نہیں کہا جاتا۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب!میرا خیال ہے کہ آپ بجٹ کی طرف آئیں۔یہ آپ نے کون سی کہانیاں سنانا شروع کر دی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین!بجٹ پر عام بحث کے دوران ہر چیز پر بات ہو سکتی ہے۔میں نے نام نہیں لیا صرف صاحبزادہ صاحب کہا ہے اور وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔آج کل صاحبزادے بہت under discussion ہیں تو وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے آپ speculate کر لیں۔

جناب چیئرمین!صاحبزادہ نے جو گل کھلائے وہ سب میڈیا اور اخبارات میں آ چکا ہے۔ان سے بطور ایم این اے استعفیٰ نہیں لیا گیا بلکہ ان کے ذمہ 4۔ارب روپے کے لیپ ٹاپ لگا دیئے گئے کہ آپ یہ لیپ ٹاپ لیں اور ان کو کالجوں میں جا کر تقسیم کریں۔ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جس کے character پر انگلی اٹھائی گئی ہے اس کا گرلز کالجوں میں داخلہ بند کیا جائے۔اس کے علاوہ بھی بہت سارے لوگوں کا گرلز کالجوں میں داخلہ بند ہونا چاہئے لیکن میں احتراماً کسی کا نام نہیں لوں گا کیونکہ پھر یہ اعتراض کریں گے کہ ہماری leadership کا نام لیتا ہے۔آپ گلی میں یا مال روڈ پر جائیں تو لوگ آپ کو سٹوریاں بتائیں گے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ایسے لوگوں کے داخلے یونیورسٹیوں اور خاص طور پر گرلز کالجوں میں بند ہونے چاہئیں۔یہ اس قوم کا مطالبہ ہے اور پنجاب کے عوام کا مطالبہ ہے۔

جناب چیئرمین!اس طرح کی continuity تو پچھلے سولہ سالوں سے جاری ہے۔جب 1985 میں موصوف چیف منسٹر تھے تو ایل ڈی اے کو ایک لیٹر لکھا گیا کہ رائیونڈ پارک بنایا جائے۔یہ حقیقت ہے افسانہ نہیں ہے۔انہوں نے لیٹر لکھا کہ رائیونڈ میں مغلیہ طرز پر پارک بنایا جائے جس میں بگیاں چلتی ہوں اور فوارے لگے ہوئے ہوں۔وہ رائیونڈ پارک تو نہ بن سکا لیکن رائیونڈ اسٹیٹ بن گئی اور وہاں پر موٹروے سے ملنے والی kick back کے ذریعے محل بھی تعمیر ہو گئے۔پچھلی دفعہ جب اس پر

فارم ٹیکس لگایا گیا تو آپ کے سینئر مشیر نے کہا کہ وہاں تو کچی آبادیاں ہیں اس لئے وہ ٹیکس نہیں دیں گے اگر ان کچی آبادیوں، کیمپ آفس کو پکا کرنے کے لئے گرانٹ چاہئے تو یہ پنجاب اسمبلی دینے کے لئے تیار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! گوندل صاحب ٹائی پہن کر بھی جھوٹ بول رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ڈھلوں صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ جب کہا گیا کہ شیر شاہ سوری نے کابل سے لے کر کلکتہ تک جی ٹی روڈ بنائی تھی تو موصوف نے فرمایا "ایہہ تے بڑا دولت مند ہونا اے، اوہنے تے بڑا کمیشن لیا ہووے گا" مطلب یہ کہ اگر راولپنڈی سے لاہور تک موٹروے بنانے پر اتنا کمیشن مل سکتا ہے تو پھر کابل سے کلکتہ تک سڑک بنانے پر کتنا کمیشن ملا ہو گا؟ یہی ان کا اصل تسلسل ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے فوڈ سٹیمپ پروگرام شروع کیا اور بعد میں کرپشن کی وجہ سے اسے ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد سستی روٹی سکیم شروع کی گئی، تنور شروع کئے گئے اور اس سکیم میں اربوں روپے جھونک دیئے گئے۔ وزیر اعلیٰ کی الیکٹرانک میڈیا پر statement ریکارڈ ہے جس میں کہا گیا کہ "اگر یہ پروگرام فیل ہوا اور میں سستی روٹی نہ دے سکا تو میں اپنا نام بدل لوں گا۔" ہم نام نہیں بدلتے صرف یہ کہتے ہیں کہ خادم اعلیٰ کی بجائے نادم اعلیٰ رکھ لیں تو بہت بہتر ہو گا۔ انہوں نے اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات قائم رکھی ہیں۔ سرگودھا میں citrus fruit کے خضر فارم پر قبضہ کیا گیا۔ پیلی ٹیکسی سکیم کے ذریعے سے بنک آف پنجاب کو دیوالیہ کر دیا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ باقی قومی بنک ان کے تصرف میں نہیں ہیں، ان کی ان تک پہنچ نہیں ہے ورنہ یہ ان کو بھی ڈبو دیتے۔ جب میاں صاحب وزیر اعظم تھے تو انہوں نے سارے بنک ڈبو دیئے تھے۔ اب صرف بنک آف پنجاب ان کے کنٹرول میں ہے۔ ایک طرف کشکول اٹھایا ہوا ہے، غیر ملکی امداد لے رہے ہیں، وفاقی حکومت سے لے رہے ہیں اور سٹیٹ بنک آف پاکستان سے بھی قرض لے رہے ہیں۔ یہ بنک آف پنجاب کو ڈبونا چاہتے ہیں۔ بنکر حضرات پریشان ہیں کہ بنک آف پنجاب کا مستقبل کیا ہو گا؟ ہم اپنے عوام اور ان سرمایہ داروں کو آگاہ کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے پیسے بنک آف پنجاب میں رکھے ہوئے ہیں کہ اپنی جمع پونجی بچالیں کیونکہ cooperative scandal بھی انہی کے دور حکومت میں ہوا تھا اور اب دوبارہ بنک آف پنجاب

Cooperative Bank بننے جا رہا ہے۔اگر وہ اپنی پونجی کو بچانا چاہتے ہیں تو وہاں سے اپنے پیسے withdraw کر لیں۔

جناب چیئرمین!پولٹری فارم میں ڈکیتی کی گئی۔ڈینگی سپرے کی جگہ پانی کا سپرے کیا گیا۔پیلی ٹیکسیاں اور پیلی صحافت ماشاءاللہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور یہی اس حکومت کی پالیسیوں کی continuity ہے۔اس کے علاوہ کوئی positive کام ہمیں نظر نہیں آیا کہ جو انہوں نے continue کیا ہو۔

جناب چیئرمین!کسی بھی بجٹ کے pro-poor یا pro-rich ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں پر direct and indirect taxation کتنی ہے؟رانا افضل صاحب نے اس کا بڑا اچھا analysis کیا ہے۔direct taxation وہ ہے جو کہ بڑے بڑے سرمایہ داروں،کارخانہ داروں اور جنہوں نے عوام کی جیبوں پر ڈاکے ڈالے ہوئے ہیں سے ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں۔موجودہ بجٹ کی اس Annual Statement میں direct taxation کے حوالے سے -/20,766 ملین روپے کے figures بتائے گئے ہیں۔یہ میں پراونشل ٹیکس کی بات کر رہا ہوں۔ Indirect collect کیا گیا ٹیکس 55,875 ملین روپے ہے یعنی غریب آدمی جب دال،ٹماٹر،ٹوتھ پیسٹ یا کوئی بھی چیز خریدتا ہے تو وہ اس پر سیلز ٹیکس کے علاوہ باقی ٹیکس بھی ادا کرتا ہے۔اس میں wealth tax nil ہے،اس میں بڑی بڑی گاڑیوں پر ٹیکس nil ہے اور یہاں پر بڑے بڑے بنگلوں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ بھی nil ہے۔یہ ساری چیزیں indicate کرتی ہیں کہ اس حکومت میں یہ courage نہیں ہے کہ کسی سرمایہ دار کے اوپر ٹیکس لگا سکے اور اس کو directly collect کر سکے۔کہا گیا ہے کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ان میں اگر ہمت اور جرات ہوتی تو پھر یہ سرمایہ دار سے ٹیکس لیتے لیکن یہ سرمایہ داروں کو کیوں چھیڑیں گے؟میاں منشاء ان کے جلسوں میں پانی پلاتا ہے،وہاں پر جوس serve کرتا ہے اور دوسرے سارے اخراجات برداشت کرتا ہے۔یہ تو سرمایہ داروں کو مزید بڑا کر رہے ہیں اور غریب کو غریب تر بنا رہے ہیں۔اس میں ایک اور چیز دیکھی گئی ہے کہ total direct tax انیس ہزار کچھ ملین روپے تھا جس میں سے تقریباً نو ہزار ملین روپے آبیانہ یا مالیہ ہے جو کہ زمیندار دے رہا ہے جبکہ انتقال کی فیس پر 8 ہزار روپیہ دے رہا ہے تو آپ کا کسان 21 ہزار ملین روپیہ میں 17 ہزار ملین روپیہ contribute کر رہا ہے،whereas آپ اس کو دے کیا رہے ہیں؟آپ اُس کو بدتمیز پولیس دے رہے ہیں،آپ اُن کو راشی انتظامیہ دے رہے ہیں،آپ اُن سے ایجوکیشن چھین رہے ہیں،آپ اُس کو ہیلتھ

نہیں دے رہے۔آپ نے موبائل ہسپتال شروع کیا وہ ٹائر پنکچر ہسپتال کہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔ کچھ عرصہ اُس کی بڑی اشتہاری مہم چلی،اشتہاری گورنمنٹ نے اس اشتہاری مہم کو بہت چلایا اور ابھی وہ ختم ہو گئی ہے جس طرح کہ تنور چلا اسی طرح موبائل ہسپتال چلے۔آپ اپنے کسانوں کا قتل عام کر رہے ہیں میں جب agriculture demand پر آؤں گا تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہاں پر کسان کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین!جب آپ Budget making کی بات کرتے ہیں تو اُس میں آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کتنا سچ اور کتنا جھوٹ بول رہے ہیں۔ پچھلے سال پنجاب گورنمنٹ کے ایک رینٹل فنانس منسٹر جو ابھی سینیٹر بن گئے ہیں انہوں نے 220۔ارب روپے کا developmental fund show کیا۔Revised budget میں وہ ایک لاکھ 65ہزار 591 ملین روپیہ رہ گیا تو پنجاب کی یہ عوام پوچھتی ہے کہ وہ 65۔ارب روپیہ یکدم کہاں غائب ہو گیا ہے، کیا اس کو کوئی ڈاکو لے گئے ہیں یا وہ بھی "خادم حسین" کی نذر ہو گیا ہے؟

جناب چیئرمین!Budget making میں پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کا بڑا role ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پی این ڈی یا فنانس ڈیپارٹمنٹ میں جو میرے بیوروکریٹ بیٹھے ہوئے ہیں وہ نالائق یا نااہل ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بہت سارے جو چیف سیکرٹری پھر رہے ہیں، دو Club–7 میں بیٹھتے ہیں،ایک بے چارہ سیکرٹریٹ میں بیٹھتا ہے اور ایک بے چاری گھر چلی گئی ہے تو جب چار چیف سیکرٹری پھر رہے ہوں گے تو پھر آپ کیا کریں گے، پھر آپ کہیں گے کہ آپ بجٹ کو چھوڑو آپ اس کو blocked allocation میں رکھو، میری جیب میں ڈالو۔ میں چاہوں تو وہ پیسا حمزہ شہباز شریف کو دے کر اُس کے لیپ ٹاپ تقسیم کروں اور جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ لیپ ٹاپ سکیم ایک فراڈ ہے اس کو بند کیا جائے۔ آپ نے جو blocked allocation کی ہے اُس میں ٹوٹل 85۔ارب روپیہ چیف منسٹر کی disposal پر رکھ دیا گیا ہے میں یہ دوبارہ کہتا ہوں کہ کیا پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لوگ نالائق ہیں کہ وہ پلاننگ نہیں کر سکتے۔ان کو پتا نہیں ہے کہ ایک سال میں انہیں ہسپتال کی کہاں پر ضرورت ہے، کیا ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ سکول کی ضرورت کہاں پر ہے، کیا ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ کون سے سکولوں کی مرمت ہونے والی ہے؟ یہ پنجاب کے exchequer پر ڈاکا ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ ڈاکا نہ پڑے اور چونکہ یہ election campaign year ہے اس لئے ہمیں یہ خدشہ ہے کہ "نادم اعلیٰ" اس پیسا کو اپنی campaign پر خرچ کریں گے۔ لیپ ٹاپ پر

4۔ارب19کروڑ روپیہ ضائع کیا گیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کیونکہ grass root level سے ہمارا تعلق ہے کہ جس بچہ کو اُس کے والدین ایف اے، بی اے یا اولیول میں کم از کم لے کر آتے ہیں اُن کو کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو لیپ ٹاپ لے کر دے سکیں۔ وہ سارے والدین afford کر سکتے ہیں۔ آپ اُن کی scrutiny کرتے کہ کون سے بچے ہیں جو have not family سے تعلق رکھتے ہیں اگر اُن کو genuine طریقہ سے لیپ ٹاپ دیا جاتا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن یہاں پر بیکن ہاؤس، گرائمر سکول، ایچی سن کالج کے بچوں کو بار بار لیپ ٹاپ دیئے گئے اور وہ کس کے بچے ہیں اس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے اُن میں سے بہت کم عوام کے بچے ہیں، بہت کم ہیں جن کو وظیفہ پر داخل کیا گیا ہے۔ اگر یہ 4۔ارب19کروڑ روپیہ جنرل تعلیم پر خرچ کیا جاتا تو اُس سے کم از کم 50 گرلز کالج بن سکتے ہیں، اُس سے کم از کم 75 گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بن سکتے تھے اُن سکولوں کے follow up اور اُن کے ٹیچرز کی تین سال کی تنخواہیں بھی دی جا سکتی تھیں۔ یہاں پر تین دانش سکول بنے ہیں، چھ دانش سکول under process ہیں اور 9۔ارب روپیہ کا خرچہ ہے اور وہاں پر پڑھنے والے ہر بچے پر خرچہ 18ہزار روپیہ آ رہا ہے جبکہ آپ کے ہائی سکول میں پڑھنے والے بچے کا خرچہ -/1800 روپیہ ہے تو آپ اس طرح کی چیزیں کر کے اگر 8ہزار بچوں کو پڑھا لیں گے تو 80لاکھ بچے جن کے پاس لیٹرین نہیں ہے، جن کے پاس چار دیواریاں نہیں ہیں وہ کدھر جائیں گے تو میں یہ چاہوں گا کہ اس طرح کی فراڈ قسم کی سکیموں کو بند کیا جائے۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔416 بلین روپیہ کا قرضہ ابھی پنجاب کے اوپر ہے اور کشکول بھی ٹوٹ گیا ہے تو پتا نہیں اب پنجاب کا کیا ہو گا؟ فنانس منسٹر نے اپنی تقریر میں وفاقی حکومت پر تنقید کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ ہم ان سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ مرالہ ہائیڈل پاور کی feasibility پر 53 کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود وہاں پر ابھی تک ایک اینٹ بھی نہیں لگائی گئی، ہمیں اُس کا حساب چاہئے۔ ہم وزیر خزانہ کی winding up speech میں اس کے حساب کی توقع رکھتے ہیں۔ بیرونی دوروں کے شوق کی بنا پر کہا گیا کہ ہم چائنا کی کمپنی سے تونسہ کا 120 میگاواٹ کا پاور پلانٹ لے کر آ رہے ہیں تو میں آپ سے یہ information share کرتا ہوں کہ سفائر کمپنی کے پاس German and Italian equipment تھا اُس کمپنی نے یہاں پر 2009 میں ٹھیکہ لیا تھا۔ خادم اعلیٰ چائنا تشریف لے جاتے ہیں اور ایک اور کمپنی سے MOU sign کر کے آ جاتے ہیں۔ واپسی پر آ کر پھر ٹینڈر ہوتے ہیں تو ان میں پھر سفائر کمپنی جیت جاتی ہے پھر اُن کے گلے

پر انگوٹھا رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ اپنا ٹھیکہ surrender کریں۔اُس process کے اندر یہ پراجیکٹ تین سال کے لئے لیٹ ہوتا ہے اور پنجاب گورنمنٹ کے exchequer کو اور اس عوام کے خزانہ کو 4۔ارب روپے کا ٹیکہ لگتا ہے۔ ہم وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے، یہ اتنا delay کیوں ہوا، اس میں کرپشن ہوئی، کیا kick backs ہوئے؟ اس کے علاوہ Mass Transit System پر 5۔ارب روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے اور مزید 11۔ارب روپیہ اس کے لئے رکھا جا چکا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہیں گے کہ دیہاتوں کا کیا قصور ہے کہ وہاں پر کوئی سڑک نہیں بن رہی، وہاں کوئی system drain نہیں ہے، کھیتوں سے منڈی تک کی سڑکیں ٹوٹی پھوٹی پڑی ہیں اور سارا فنڈ جاتی امرا پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان تھا کہ جہاں ضرورت سے زیادہ ہو وہاں سے لے کر اس جگہ پہنچا دو جہاں ضرورت سے کم ہو اس لئے ہر چیز جاتی امرا کے ارد گرد نہ لگاتے جائیں۔ اگر لاہور ہی میں لگانا ہے تو یہاں پر شاہدرہ ہے، ایک موریہ پل ہے اور کوٹ خواجہ سعید ہے جہاں سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں چند ایک تجاویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ کسانوں سے بیراجوں پر جو ٹیکس لیا جاتا ہے اس کو ختم کیا جائے۔Environment کے لئے بہت کم پیسا رکھا گیا ہے۔ لاہور کے اندر رہتے ہوئے نیلا آسمان نظر نہیں آتا smoke emitting vehicles کو کنٹرول کیا جائے اور friendly environment کی طرف توجہ دی جائے اس کے لئے اس شعبہ کو مزید پیسا دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! یہاں Mechanism of Agriculture کا ذکر کیا گیا ہے تو پتا نہیں انہوں نے کون سے حاتم طائی کے پیٹ پر لات ماری ہے۔ میں نے جب پڑھا تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ agriculture کی mechanization کے لئے راولپنڈی میں ریسٹ ہاؤس تعمیر ہو گا۔ اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں ان پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آخر میں آپ کی خدمت میں تین چار شعر عرض کروں گا کہ:

سنا تھا جشن ہو گا اور گھر گھر روشنی ہو گی (سولر انرجی سے)
نہیں معلوم یہ تیری تقریب کب تک ملتوی ہو گی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی لوں مگر یہ خودکشی ہو گی

جناب سپیکر!آخری شعر ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہو گی نہ ہم سے پیروی ہو گی

جناب چیئرمین: شکریہ۔چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یانور من نوراللہ۔میں سب سے پہلے مسلم لیگ(ن) کی حکومت کے پانچویں، حکومت کے دورانیے، اس عرصہ کا آخری بجٹ پیش کرنے پر، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی خصوصی ہدایات اور عوامی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک متوازن غریب پرور، عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں اس موقع پر محکمہ منصوبہ بندی، محکمہ خزانہ پنجاب کے تمام افسران، اہلکاران اور وہ تمام لوگ جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں حصہ لیا ہے کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!میں بجٹ پر بحث کے اس موقع پر اپنے خیال کے مطابق اس کی لمبی چوڑی figures کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتا جس طرح وزیر خزانہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اور حکومتی بنچوں کے ساتھیوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ ایک ایک محکمہ کو، ایک ایک آئٹم اور ایک ایک figure کو بیان کیا۔میں تو وہ بات کروں گا جو میرے ذہن میں تجاویز ہیں اور جو اچھی بات ہے میں اس کو سراہوں گا۔میں وہ بات کروں گا جو عام لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو، جو ایک چھابڑی والا، ایک مزدور، ایک ہاری اور کسان سمجھ سکے۔میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کے جھوٹے الزامات اور ان کے جو میگا سیکنڈل کے اوپر پردہ پوشی ہے اس کو بے نقاب کرنے کی کوشش کروں گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: چور مچائے شور۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ہم نے بڑی خاموشی کے ساتھ قائد حزب اختلاف کی تقریر سنی اور ابھی ان کے باقی ساتھیوں کی بھی تقاریر سنی ہیں۔ہمیں پتا ہے کہ کون کون شخص کتنے کتنے پانی میں ہے۔ہمیں پتا ہے کہ یہ کس کی بولی بولتے ہیں، یہ کس کے payroll پر ہیں اور یہ کس کس کے ڈاکے پر پردہ ڈالنے کے لئے کس کا ایجنڈا لے کر یہاں پر آئے ہوئے ہیں۔ہم سے کوئی بات چھپی نہیں

بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پنجاب کی 9 کروڑ عوام وفاقی حکومت کی ڈاکا زنی سے اور ان کے ڈاکوں سے پوری طرح واقف ہے۔

جناب چیئرمین! تمام محکموں میں جو allocations رکھی گئی ہیں میں ان تمام کو appreciate کرتا ہوں۔ میں بالخصوص زراعت کے بارے میں بات کروں گا کہ اس ملک پاکستان کے لئے زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔اس ملک کی معیشت پر جب بھی برا وقت آیا تو میں آپ کو دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ سرمایہ دار اور دوسرے لوگ اس ڈوبتی ہوئی معیشت کو سہارا نہیں دے سکیں گے جب بھی اس ملک کی ڈوبتی ہوئی معیشت کو سہارا ملے گا تو وہ زراعت کی طرف سے ہو گا اس لئے جو بجٹ زراعت کے لئے رکھا گیا ہے میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دو چار چیزیں اس میں add کروں گا۔ میں نے پچھلے بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے یہ گزارش کی تھی کہ Laser Leveler کے ساتھ ساتھ زراعت میں استعمال ہونے والی مشینری پر subsidy دی جائے۔اس کے علاوہ کھاد کی ترسیل اور خرید و فروخت کو اتنا شفاف بنایا جائے کہ جب بجائی کا وقت ہو تو اس وقت کسان کو کنٹرول ریٹ پر کھاد ملے نہ کہ اس کو مہنگے داموں کھاد ملے۔اسی طرح بجلی کے ٹیوب ویل اور جو باقی آبپاشی کے ذرائع ہیں ان میں بھی حکومت کو subsidy دینی چاہئے۔ پاکستان کے اندر جو بھی چیز پیدا ہوتی ہے اُس کا ریٹ مقرر کرنے کے لئے authorities قائم ہیں لیکن بے چارہ ایک کسان ہے جس کی production کا ریٹ مقرر کرنے کے لئے کوئی regulatory authority یا کوئی price fixing committee نہیں ہے جو اس کی production کے مطابق قیمت مقرر کرے۔ جو قیمت اس کی کاشت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومتِ وقت نے مقرر کر دینی ہے وہ بے چارہ کسان اس کو بیچنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔اسی طرح Solar Energy کے اوپر ٹیوب ویلوں کی subsidy کا اعلان کیا گیا تھا میں اُس پر حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میں یہ تجویز بھی دوں گا کہ اگر ممکن ہو تو اس کی تعداد double کی جائے۔ اسی طرح Solar Energy کے منصوبوں کو بھی double کیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ ہماری زمینوں کو پانی سیراب کرنے کے نہری نظام کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے مزید فنڈز مہیا کئے جائیں۔ میں energy کے شعبہ کے بارے میں چند تجاویز دے کر اپنے دوستوں کے کچھ گھناؤنے جرائم کی تفصیل بیان کر کے اجازت لوں گا۔Energy sector کے بارے میں ہمارے کچھ دوستوں نے یہ بات کی کہ فلاں سال میں اتنے پیسے رکھے گئے، فلاں سال میں اتنے اور فلاں سال میں اتنے میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے planning کی گئی۔اُن دوستوں کو میں یہ شیشہ

دکھانا چاہتا ہوں کہ Energy Shortage اور بجلی کی پیداوار نہ ہونے میں وفاقی حکومت اور زرداری ٹولے نے رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ میں باخدا حلفاً کہتا ہوں کہ آج بھی یہ نیپرا اور پیپکو حکومت کے گماشتے اور غنڈے ہیں جو آج بھی حکومت پنجاب کو این او سی دینے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ میں آپ کو ایک زندہ مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقہ میں پرائیویٹ سیکٹر کا solid waste کی بنیاد پر چلنے والا ایک power plant گزشتہ چار مہینوں سے تیار کھڑا ہے لیکن پیپکو اور نیپرا کے حواری، اس کے سرپرستوں، اس کے گروچیلوں اور گماشتوں نے آج تک اُس کا این او سی جاری نہیں کیا۔ میں اس موقع پر حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ وفاقی حکومت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر energy کی production کی بابت این او سی اور باقی formalities کو آسان بنانے کی بات کرے اور وفاقی حکومت کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے پرائیویٹ سیکٹر کو اس بابت encourage کرنا چاہئے تاکہ energy کی shortage جو اس ملک کی معیشت کو ڈبونے کے قریب چلی جارہی ہے انہیں facilitate کرتے ہوئے NOC اور اجازت ناموں کو آسان کیا جائے۔ میں اس موقع پر حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ اسے energy کو پورا اور energy generation کے لئے پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور incentive دینے چاہئیں۔ برطانیہ وہ ملک ہے جہاں پر تمام قسم کی energy پرائیویٹ سیکٹر دے رہا ہے، وہاں ایک یونٹ بجلی بھی گورنمنٹ پیدا نہیں کرتی اور وہاں ایک سیکنڈ کے لئے بجلی نہیں جاتی لیکن یہاں پر یہ حال ہے کہ فیصل آباد کے تمام کارخانے بند ہو چکے ہیں اور لاکھوں مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں۔ میں وفاقی حکومت کے اُن سرغنوں، ڈاکو لٹیروں، علی بابا اور اُس کے چالیس چور ساتھیوں کو شرم دلاتا ہوں کہ ہوش کے ناخن لو اور Energy shortage حکومت پنجاب کے سامنے رکاوٹیں کھڑی نہ کرو بلکہ عوام کو سہولتیں دو۔ حکومت پنجاب کے راستے میں اگر وفاقی حکومت نے آئندہ کوئی رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کی تو پنجاب کی نو کروڑ عوام کا عوامی ریلا وفاقی حکومت اور اُس کے ٹولے کے ساتھیوں کو بہا کر لے جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: اب آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ اگر اپوزیشن کو میری تقریر پر کوئی اعتراض ہے اور اُن میں ہمت ہے تو وہ اپنی باری پر دلائل کے ساتھ جواب دیں۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! Wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!میں wind up کر رہا ہوں۔ جس طرح حکومت پنجاب نے بڑے mega projects شروع کئے ہیں اُن پر میں اپنے وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں اپنے حلقہ کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ لاہور فیصل آباد جڑانوالہ روڈ کا ایک remaining portion ہے جو 17 کلومیٹر پر مشتمل ہے لہذا آئندہ بجٹ میں اُس missing portion کو مکمل کیا جائے۔ جیسا کہ لاہور کے مشرق میں border اور مغرب کی طرف دریائے راوی ہے تو اس بڑھتی ہوئی آبادی اور بہتر منصوبہ بندی کے لئے feasibility تیار کرتے ہوئے لاہور اور ہیڈبلو کی کے درمیان ایک مناسب جگہ پر پُل تعمیر ہونا چاہئے جس سے بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ہمارے لاہور کے رہائشیوں کو سستی زمین مل جائے گی اور یہ پُل لاہور، فیصل آباد، جڑانوالہ، چنیوٹ اور جھنگ کے لئے تجارت کے مقصد کے لئے بھی سود مند ثابت ہو گا۔

جناب چیئرمین!میں نے گزشتہ بجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی کہ شرقپور شریف گزشتہ آٹھ سال سے تحصیل کا درجہ اختیار کر چکا ہے لیکن وہاں پر کوئی سرکاری دفتر نہیں ہے لہذا تحصیل کمپلیکس کے لئے خصوصی مہربانی کی جائے۔ اسی طرح لاہور جڑانوالہ روڈ 32 کلومیٹر شرقپور کی طرف تعمیر ہو کر مکمل ہو چکی ہے جہاں پر روزانہ حادثات رونما ہوتے ہیں لہذا وہاں پر 1122 سروس کی سہولت فراہم کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے "پرویز الٰہی زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: شکریہ۔اب آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!میں آخر میں گزارش کروں گا کہ میں چند باتوں کا جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں۔یہاں پر اپوزیشن لیڈر اور پارلیمانی لیڈر کی تقریر سنی لیکن سوائے الزام تراشیوں کے کچھ نہیں کہا۔

جناب چیئرمین:اب آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!میں ایک منٹ میں wind up کر دیتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ سپریم کورٹ کے فیصلے نہیں مانتے اور عدالتوں کی تضحیک کرتے ہیں تو خدارا اس ایوان کی تو عزت کریں۔ اگر اس ایوان کی عزت اور

ممبران کا احترام نہ ہوا تو معاملہ بگڑ جائے گا۔ یہ اپنی باری پر تو آدھا آدھا گھنٹہ تقریریں کر رہے ہیں لیکن ایک حکومتی بنچ کا بندہ کیوں نہیں بول سکتا؟

جناب چیئرمین: نہیں، اب آپ اپنی بات ختم کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! صرف آخری منٹ ہے۔ یہاں پر بات بلدیاتی الیکشن کی ہوئی ہے تو میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے یہ سوال کروں گا کہ تین صوبوں میں ہماری حکومت نہیں ہے تو یہ وہاں پر الیکشن کیوں نہیں کراتے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلی مقرر ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں گھڑی دیکھ کر صرف ایک منٹ میں wind up کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، اب آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب چیئرمین! آپ انہیں چپ کرائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں یہاں پر چند لوگوں کی بات اور حاجیوں کو لوٹنے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات کو conclude کرنے کی undertaking دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے NO, NO کی آوازیں)

(شور وغل)

جناب چیئرمین: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور منڈا صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین!یہ بلدیاتی الیکشن کی بات کرتے ہیں، پنجاب بنک کی بات کرتے ہیں توانہیں ڈوب مرنا چاہئے کہ جنہوں نے پنجاب بنک کے اندر 70۔ارب روپے کا ڈاکا ڈالا۔انہیں ڈوب مرنا چاہئے کہ اب یہ بلوچستان کی بات کر رہے ہیں تو یہ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ انہوں نے اکبر بگٹی کو قتل کیا اور یہ لوگ لال مسجد میں بچوں کے قاتل ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرف کو وردی میں دس بار منتخب کرنے کا گھناؤنا جرم کیا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ریلوے کو تباہ کر ڈالا، پی آئی اے میں ڈاکا ڈالا، سٹیل ملز کا بھٹہ بٹھادیا۔موسیٰ گیلانی نے 8۔ارب روپے کا ایفیڈرین سیکنڈل میں ڈاکا ڈالا۔ان کی اپنی رپورٹ ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں 50 فیصد گڑبڑ ہوئی ہے تو یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین!بے نظیر بھٹو کی شہادت ان لوگوں کی وجہ سے ہوئی ہے اور یہ ملک دشمن عناصر ہیں، یہ پاکستان آرمی کے دشمن ہیں، یہ عدلیہ کے دشمن ہیں، حسین حقانی ان کا گماشتہ ہے اور کل کی رپورٹ سے ان کا بھیانک چہرہ سامنے آگیا ہے۔(شور وغل)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب چیئرمین!مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیجئے۔

جناب چیئرمین:جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب چیئرمین!صرف ایک بات کرنے دیں۔ میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد اور پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین!آپ سپیکر کی Chair پر بیٹھے ہیں جبکہ یہاں پر گلی محلے کا ماحول پیدا کرنے کے لئے دو وزراہیں اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے یہ ماحول بنادیا ہے تو یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔کیا منسٹرز کے منہ میں زبان نہیں ہے یہ خود بات کر لیں اور ماحول کو خراب نہ کریں۔

(اذانِ ظہر)

جناب چیئرمین:ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

چودھری ظہیر الدین خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں میڈیا کو گواہ بنا کر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کے دوران بجٹ پر ہی باتیں کی جائیں اور اپنی طرف سے جو مرضی کہیں لیکن آپ نے جو ٹائم دیا ہے اس میں تھوڑا بہت بڑھا بھی دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن جس طریقے سے mange کر کے ماحول کو humiliate کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان چار سالوں میں اپوزیشن بنچوں پر یہ چند لوگ بیٹھے ہیں جو ایک ایک دیوانے کی ہلکی بات کرتے رہتے ہیں لیکن آپ یقین کریں کہ ان متشدد حالات کے اندر انتقامی کارروائیوں سے بھری ہوئی اس حکومت میں، جو بات یہاں پر کرتا ہے تو ان کی families target بن جاتی ہیں۔ اس ماحول میں بھی اگر یہ بات کرتے ہیں تو انہیں تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دی جانی چاہئے۔ یہاں پر کوئی سچ بولنے والا خود بچ رہا ہے، اس کی families بچ رہی ہیں اور نہ ہی ان کے کاروبار بچ رہے ہیں۔ میں آپ کو on the floor of the House کہہ رہا ہوں لیکن ہم اس House کو involve نہیں کرنا چاہتے جب تک ہمارا صبر آخری سطح تک نہیں پہنچ جاتا، یہ ہمارے گھروں تک جاتے ہیں۔ جو کچھ یہاں پر اس حساب سے باتیں کروائی گئی ہیں اور اشارے کنائے ملفوف رکھے گئے اور نہ اپنی زبان پر کنٹرول رکھا گیا تو مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت کرتے رہنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کے تمام تیر اپنے سینے پر برداشت بھی کر رہے ہیں لیکن خدارا ان کی زبان تو نہ بند کیجئے اور انہیں سن تو لیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس حکومت کی bad governance کے بے تحاشہ دلائل ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل جو ہم روز دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ صوبے کے ہر طبقے کے لوگ سراپا احتجاج ہیں اور ہر وقت سڑکوں پر ہوتے ہیں۔ کبھی ڈاکٹر سڑکوں پر ہوتے ہیں کبھی نرسیں، کبھی پیرامیڈیکل سٹاف، کبھی بس ٹرانسپورٹرز اور کبھی مزدور سڑکوں پر ہوتے ہیں۔ ہر شخص سڑکوں پر آیا ہوا ہوتا ہے کیونکہ یہ حکومت ان کو یہ حقوق نہیں دے رہی ہے۔ میں اس وقت اپنے صوبے کے ہزاروں اور ہر شہر کے ہزاروں ایسے بچوں کی جو اپنی نمائندگی خود نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے معاشرے کے وہ دُھتکارے ہوئے بچے ہیں، وہ معذور بچے ہیں جن کے پاس رہنے کے لئے گھر ہیں اور نہ ان کو کوئی تحفظ مہیا کرتا ہے۔ یہ حکومت جس کے خادم اعلیٰ، سُنا ہے کہ ان کے دل میں بہت رحم ہے۔ یہ ان کی responsibility ہے کہ وہ ان بچوں کو ہر قسم کا تحفظ دے لیکن اس حکومت کے پچھلے چار سال کے بجٹ اور اس بجٹ میں

بھی یہ بہت واضح ہے کہ اس کام کو جو سابق وزیراعلیٰ چودھری پرویزالٰہی صاحب نے شروع کیا تھا جو واقعی ایک دردمند دل رکھتے تھے، اس کام کا گلا بتدریج آہستہ آہستہ گھونٹا جا رہا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کے نام پر ایک ڈیپارٹمنٹ شروع کیا گیا تھا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ ہمارے بچوں کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ ان بچوں کے لئے تھا جن کے پاس نہ گھر ہیں، جو سڑکوں پر اپنی زندگی گزارتے ہیں، جو عدم توجہی کا شکار ہیں اور جن پر ہر قسم کا تشدد ہوتا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کے patron خادم اعلیٰ صاحب ہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گی کہ پچھلے چار سال سے وزیراعلیٰ خادم اعلیٰ نے اس ڈیپارٹمنٹ کی ایک بھی بورڈ میٹنگ کیوں نہیں کی، کیا اُن کے دل میں ان بچوں کا اتنا زیادہ درد ہے اور کیا ان بچوں کا قصور یہ ہے کہ یہ پروگرام چودھری پرویزالٰہی کی حکومت کا تھا؟ جس طرح ایمبولینس 1122 کا initiative تھا اور وہ اب چل رہا ہے اسی طرح اس ڈیپارٹمنٹ کا بھی نمبر تھا جس کی ہیلپ لائن 1121 ہے۔ میرا خیال ہے کہ تین سال میں جہاں تک اس کو پھیلایا گیا اس کے بعد اس کی awareness پر ہر بجٹ میں ban لگا دیا گیا تاکہ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ایسی بھی کوئی جگہ ہے جہاں پر اس طرح کے بچوں جن کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس حکومت کی priority میں سب سے lowest priority میں بھی یہ بچے نہیں آتے۔ یہ کس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ ہم خدمت کرنے کے لئے آئے ہیں؟ یہ تو صرف وہ کام کرتے ہیں جہاں سے ان کو ووٹوں کی امید ہو۔ یہ بچے اپنے حقوق کو منوانے کے لئے سڑکوں پر نکل سکتے ہیں نہ انہوں نے ان کو ووٹ دینے ہیں اس لئے ان کی ترجیح ہی نہیں ہے کہ ان بچوں کے لئے کچھ کیا جائے۔ سابقہ دور حکومت میں جب پرویزالٰہی صاحب کی حکومت تھی اُس وقت جب یہ ڈیپارٹمنٹ بنایا گیا تو تین سال کے عرصے میں اس کو پانچ شہروں میں پھیلایا گیا، اس کا بہترین بجٹ رکھا گیا، ہزاروں بچوں کی مدد کی گئی، ان کو سڑکوں سے اٹھایا گیا، ان کو ڈرگ مافیا سے ریسکیو کرایا گیا اور ان کے گھروں تک پہنچایا گیا۔ ان کے لئے فیملی سپورٹ پروگرام بنایا گیا جس میں ہزارہا فیملیوں کو سپورٹ دی گئی تاکہ وہ خود poverty level سے اوپر آ جائیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پرویزالٰہی زندہ باد، پرویزالٰہی زندہ باد۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: آج کروڑ سے زیادہ لوگ poverty level سے نیچے جا رہے ہیں۔ اگر یہ حکومت کوئی نئے پروگرام شروع نہیں کر سکتی یا ان میں وسعت ہی نہیں ہے یا ان کی طاقت نہیں ہے یا ان کی priority نہیں ہے تو کم از کم جو پروگرام پچھلی حکومت نے شروع کئے تھے ان کا گلا تو نہ گھونٹا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہر بجٹ میں اس پر کٹوتی ہوتی ہے، کئی سالوں سے اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی چیئرپرسن نہیں ہے اس لئے نہیں ہے کہ چیئرپرسن کے لئے شاید کوئی مراعات نہیں ہیں۔ شاید ان کو ابھی تک اپنی کابینہ میں سے یا ایم پی ایز میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو یہ کام فری کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ان بچوں کے لئے لاہور اور گوجرانوالہ میں custom bill facility بنائی گئی تھی۔ چار سال ہو گئے ہیں گوجرانوالہ میں لڑکیوں کے لئے facility ابھی تک ادھوری ہے اس کے لئے ساری austerity derive اس قسم کے فلاحی کاموں پر استعمال ہوتی ہے۔ لاہور میں جہاں پانچ سو بچوں کی رہائش اور تعلیمی سہولت کے لئے ادارہ بنایا گیا تھا اس ادارے میں اس وقت پچاس سے زیادہ پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور یہ پچھلے چار سالوں سے خالی پڑی ہیں۔ کیا حکومت نے یہ ساری austerity ان بچوں کی تعلیم کو روک کر ہی حاصل کرنی ہے؟ وہاں پر جو ڈاکٹر کی پوسٹ ہے وہ بھی خالی پڑی ہوئی ہے، سائیکالوجسٹ اور چائلڈ پروٹیکشن آفیسرز کی بھی ساری پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ ادارہ ان بچوں کی نگہداشت کرنے والا ادارہ ہے جن کا کوئی نگہداشت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر ان بچوں کی دعائیں نہیں لے سکتے تو کم از کم ان کی بددعائیں تو حکومت نہ لے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ جو پانچ شہروں میں کام شروع ہوا تھا جس میں لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی اور سیالکوٹ ابھی تک اس حکومت نے بجائے اس کے کہ اس کام کو آگے پھیلایا ہو، چاہئے تو یہ تھا کہ خادم اعلیٰ جو اتنے نرم دل کے انسان ہیں یہ کام دس نہیں تو بیس شہروں تک تو پھیلا دیتے لیکن یہ تو وہیں کا وہیں ہے۔ ان پوسٹوں کو fill نہیں کیا جا رہا اور ان ڈاکٹروں کو کوئی سہولت بھی نہیں دی جا رہی ہے۔ فیملی سپورٹ پروگرام جو انہی بچوں کی فیملی کو غربت سے نکال کر اپنے روزگار کمانے کے لئے بنایا جا رہا تھا وہ سارے پروگرام کو ban کر دیا گیا ہے۔ کیا ان سارے پروگرام کا قصور یہی ہے کہ یہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت کا بنایا ہوا ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: چار سال پہلے اگر آپ اپنی نظریں دوڑا کر دیکھیں تو ان پانچوں شہروں میں جہاں یہ کام ہو رہا تھا آپ کو کوئی بچہ سڑک پر نظر نہیں آتا تھا جو سڑکوں پر سو رہا ہو۔ چار سال سے اس پروگرام کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے اب کسی کو ریسکیو نمبر کا بھی پتا نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی بچے کو دیکھے تو اس کو کیا معلوم ہے کہ 1121 جو اس حکومت کا ڈیپارٹمنٹ ہے اس حکومت کا نمبر ہے وہاں فون کریں تو ایک ٹیم آ کر اس بچے کو وہاں سے لے جا کر اس کو تحفظ فراہم کرتی ہے؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے لوگوں

کے ایک دوست پروگرام کو اس بے دردی اور اس برے طریقے سے ختم کیا گیا اور آئندہ بھی اس کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اونٹ دوڑ میں استعمال میں ہونے والے بچے جو بیرونی ممالک سے بارہ سو کی تعداد میں لائے گئے تھے ان میں سے ابھی بھی کئی بچے ایسے ہیں جن کو پچھلی حکومت نے as compensation پیسے دیئے تھے وہ ابھی تک نہیں پہنچے اور وہ پیسے اس حکومت میں آگے پیچھے ہو رہے ہیں۔ بہت سارا ایسا سٹاف تھا جس نے یہ سارا کام کیا تھا لیکن چار سال ہو گئے ہیں ابھی تک ان کو تنخواہیں ہی نہیں دی گئیں۔ Austerity ساری لے دے کر اس طرح کے فلاحی کاموں پر ہی آ جاتی ہے۔ Austerity کرنی ہو تو حکومت نے جو کروڑوں روپے کی گاڑیاں خریدی ہیں وہ نہ خریدے جبکہ حکومت وعدہ بھی کرتی ہے کہ ہم نہیں خریدیں گے۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ بہت ہی کم ہیں۔ میری تجویز ہے اور میں چاہوں گی کہ حکومت اس کو غور سے سنے اور اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے فنڈز increase کرے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سوائے ہماری حکومت کے باقی انٹرنیشنل لیول پر اس ڈیپارٹمنٹ کو اتنا claim کیا گیا کہ یہ ایشیاء کی best practices میں سے ایک practice ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: چودھری پرویز الٰہی زندہ باد، چودھری پرویز الٰہی زندہ باد۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: خادم اعلیٰ کو یہ بہت ہی بُری practice نظر آتی ہے تب ہی انہوں نے تکلیف نہیں کی کہ چار سالوں میں وہ کم از کم ایک بار ہی بورڈ میٹنگ call کر لیں۔ ایک ڈی جی کے حوالے پورا ڈیپارٹمنٹ کیا ہوا ہے۔ لاکھوں بچوں نے اس سے فائدہ حاصل کرنا تھا اور اب کوئی بچہ بھی نہیں ہے جو اس سے فائدہ حاصل کر سکا ہو کیونکہ ہر چیز کو بالکل crush کر دیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے لئے فنڈز بڑھائے جائیں۔ اس کے لئے گوجرانوالہ میں جو بلڈنگ بننی شروع ہوئی تھی اس کو بھی مکمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: پلیز، wind up کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: باقی جو شہر ہیں جیسے ملتان جہاں پر rent پر بلڈنگ لے کر کام کیا جا رہا تھا وہاں پر حکومت باقاعدہ custom bill facilities دے۔ اگر ایک سال میں دس ہزار فیملیوں کے لئے income generation اس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے کروائی جا سکتی تھی تو اب تک کم از کم کئی لاکھ فیملیوں کی income generation کروا دینی چاہئے تھی لہذا اس پر فنڈ expend کیا جائے۔ اگر ایسے کاموں پر یہ اپنی حکومت بجٹ کا ایک اچھا حصہ رکھے گی تو آپ دیکھیں گے کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بہتر ہو گا۔ یہ مسئلہ اس لئے ہے کہ سڑکوں پر جب اس طرح کے بچے زندگی گزار کر بڑے ہوتے ہیں تو وہی

پھر جرائم پیشہ لوگ بن جاتے ہیں۔اگر مہنگائی کی وجہ سے لوگ کھانا نہیں کھا سکتے تو پھر وہ بھوک سے مر جائیں گے،اگر بیمار ہوں گے تو ہسپتال میں غیر معیاری ادویات لینے سے وہ فوت ہو جائیں گے،وہاں ہماری population کنٹرول ہو جائے گی اور باقی جو رہ جائیں گے وہ بے روزگاری کی وجہ سے خودکشیاں کر لیں گے۔اس کے علاوہ لوگ لاء اینڈ آرڈر کی زد میں آکر ختم ہو جائیں گے تو ہمارا بجٹ بہت اچھے طریقے سے پورا ہو جائے گا کیونکہ ہماری population control بہت بہترین طریقے سے بجٹ سے ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ بات کر لیں، next آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب چیئرمین! میں ایک بہت اہم اور افسوسناک بات کرنا چاہ رہی تھی بلکہ اپیل کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! بجٹ بحث کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: پلیز! وہ ایک انفارمیشن دینا چاہ رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، مجھے زیادہ بہتر پتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ کو نہیں پتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ کو Rules کا نہیں پتا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! یہ بدتمیز عورت ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! یہ کون ہوتے ہیں مجھ سے مخاطب ہونے والے، یہ آپ سے مخاطب ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ دونوں تشریف رکھیں۔

محترمہ فرح دیبا:جناب چیئرمین!ہمارے شہنشاہ غزل مہدی حسن کی وفات ہو گئی ہے جو کہ ہمارے ملک کا عظیم سرمایہ اور عزت تھے۔انہوں نے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں اپنے ملک پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔جب میں نے افسوسناک بات کی تو اس پر میری ساتھی ممبر بول پڑی ہیں میں آخر میں اس پر بھی بات ضرور کروں گی۔میں اس ایوان کی معزز ممبر ہونے کے ناتے سے اپیل کرنا چاہ رہی تھی کہ اتنا بڑا سرمایہ جو اس دنیا سے چلا گیا ہے، میں وفاقی حکومت سے اپیل کرتی ہوں کہ ایک دن کی چھٹی دی جائے کیونکہ وہ بہت بڑا نام، بہت بڑی شخصیت اور ہر دل عزیز تھے۔ہر دل میں غم ہے، میں ایک آخری بات ضرور کروں گی کہ میری اس بات پر جو شور اٹھا ہے جو قومیں،انسان، حکومتیں اور ملک اپنے اثاثوں اور اپنی تاریخ کو بھول جاتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں! شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔مجھے آج اس ایوان میں دسویں دفعہ بجٹ تقریر بحث کرنے کا موقع مل رہا ہے جس پر میں خدا تعالیٰ کی شکر گزار ہوں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ پانچ سال تک ایک ملٹری ڈکٹیٹر کے بارے میں بات کی اور آج جو صوبہ پنجاب کے اندر پانچ سال سے سول ڈکٹیٹر شپ رائج ہے اس بارے میں بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!بجٹ تقریر کے اندر جو کہ میرے پاس پچھلے پانچ سالوں کی یہ پانچ کتابیں موجود ہیں اور خاص طور پچھلے سال کی بجٹ تقریر بہت زیادہ relevant اس لئے ہے کیونکہ جو کچھ پچھلی دفعہ کہا گیا، جو figures quote کئے گئے اس بجٹ میں یہ totally different ہیں۔اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ یہ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ اس House میں بجٹ پیش کر کے House میں کاغذی کارروائی پوری کی جاتی ہے اور غلط facts and figures quote کئے جاتے ہیں یا دوسری اس کی مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی کرپشن کا وہ کارنامہ ہے کہ یہاں کچھ کہا گیا اور وہاں کچھ کہا گیا اور میں اس کو مختلف Heads کے ساتھ prove بھی کروں گی۔ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے سب سے پہلے بجٹ تقریر کے اندر جس بات کا رونا رویا وہ توانائی کا بحران تھا۔میں بھی ایک پاکستان کی شہری ہونے کے حوالے سے سمجھتی ہوں کہ توانائی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور ہمارے ملک کے اندر توانائی کا بہت بڑا بحران ہے جس سے پاکستانی عوام نبرد آزما ہیں لیکن اس میں یہ کہنا کہ وفاقی حکومت جان بوجھ کر یہ سب کچھ کر رہی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ صوبوں کے بیچ میں منافرت پھیلا کر ڈکٹیٹر کو شاید کوئی فائدہ ہو جائے لیکن سیاسی پارٹی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔اگر کل کو کراچی یہ کہنا شروع کر دے کہ ہم اس ملک کو

سب سے زیادہ ریونیو دیتے ہیں اور ہم اپنا ریونیو پنجاب کے ساتھ شیئر نہیں کرتے تو ہم کہاں جائیں گے ؟ میں گزارش کروں گی کہ مسلم لیگ (ن) جو صوبائی منافرت کی سیاست کر رہی ہے اس کو اس سے باز آنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! 2009 میں آج سے تین سال پہلے 200 ڈیم بنانے کی نوید دی گئی تھی، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ 12-2011 میں تونسہ بیراج، شمسی توانائی کے ٹیوب ویل اور ان تمام چیزوں پر بات کی گئی تھی میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کہاں ہیں؟ میں پچھلی بجٹ تقریر کے دو جملے جو ان کی بجٹ تقریر کے ہیں put کرنا چاہتی ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف کی مساعی کے نتیجے میں حال ہی میں منعقدہ 2011 کے Council of Common Interests کے اجلاس میں صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کے حوالے سے مزید اختیارات حاصل ہو چکے ہیں ، یہ اس House میں کہا گیا، اس House میں اس کی دلیل بھی دی گئی اور آج یہ کہنا کہ ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں، میری پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اپنے فرائض سے آنکھیں چرانے والی بات ہے اور اس طرح لوگوں کو بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر جو پچھلے بجٹ میں 9۔ارب روپیہ انرجی سیکٹر کے لئے مختص کیا گیا تھا میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ 9۔ارب روپیہ کہاں گیا؟ انہوں نے خود کہا کہ مذکورہ بالا اثبات کی بناء پر، وفاقی حکومت کے طرز عمل کی بنا پر بجلی پیداوار میں کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی۔ میں پوچھتی ہوں کہ یہ 9۔ارب روپیہ جو بجلی پیدا کرنے کے نام پر رکھا گیا تھا یہ کہاں خرچ کیا گیا؟ اس بجلی کے بحران پر 10-2009 پر بات کی گئی، کبھی پانچ سو میگاواٹ کی بات کی گئی ، کبھی بیراجوں کی بات کی گئی، کبھی 200 ڈیم بنانے کی بات کی گئی؟ اور نتیجہ zero ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ڈرامے اور یہ تمام چیزیں کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہئے۔ یہ میں نے نہیں کہا بلکہ یہ آپ کے وعدے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس کے اندر جو میں کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ 29۔ارب روپے کی لاگت سے 10 منصوبوں کی feasibility report مکمل کی جا چکی ہے، اس حکومت کو جانے کے لئے چار سے پانچ مہینے رہ گئے ہیں اور ابھی بھی یہ feasibility report پر چل رہے ہیں۔ اپنے لئے کہتے ہیں کہ ہمیں منصوبوں کے لئے چار سے پانچ سال کا عرصہ درکار ہے جب یہ بات کوئی اور کرے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرا صفحہ نمبر 4 پر تونسہ کے مقام پر 120 میگاواٹ کی پن بجلی کی بات کی گئی تھی same last year یہ بات کی جا چکی ہوئی ہے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اب ایک اہم بات جس سے میں نے بات شروع کی تھی۔ پچھلی تقریر کے صفحہ نمبر 13 پر کہا گیا کہ ایک مختصر مدت

میں خادم اعلیٰ پنجاب کی اپیل پر ایک ارب40کروڑ روپے سے زائد کے عطیات جمع ہوئے ہمیں جو 2011-12میں کتاب دی گئی اس میں ہمیں کہا گیا کہ ایک ارب اور 55کروڑ روپے اکٹھے ہوئے، میں کس کو سچ مانوں؟ جو پچھلی دفعہ جھوٹ کہا گیا یا جو ابھی جھوٹ کہا جا رہا ہے؟اتنا بڑا figure یعنی 15کروڑ روپے کا figure غلط quote کیا گیا یا کرپشن کی گئی ہے۔ پچھلی دفعہ کہا کہ ایک ارب 55کروڑ روپے اکٹھا ہوا اور اس کتاب میں کہتے ہیں کہ ایک ارب40کروڑ روپے اکٹھا ہوا، میں پوچھتی ہوں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر!اس کے بعد جو دوسری اہم بات ہے جس میں ماڈل ویلج کی بات کی گئی تو یہ بالکل ایک ایک لفظ پچھلی تقریر کا same ہے۔ اس میں 22ماڈل ویلج کی بات کی گئی جبکہ پچھلے بجٹ میں 67ماڈل ویلجز کی بات کی گئی تھی تو اس کا یہاں کوئی ذکر اور نام ونشان نہیں ہے۔ وہ 67ماڈل ویلجز جس کی بات کی گئی تھی وہ جھوٹ تھا، وہ فراڈ تھا اور اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!اب ایک اور کارنامہ ان کا دیکھیں کہ اس بجٹ تقریر کے اندر صفحہ نمبر 8 پر انہوں نے کہا کہ ہم نے تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد کو پچاس ہزار روپے تک بلاسود قرضے دینے کا پروگرام شروع کیا تھا۔ پچھلی تقریر کے صفحہ نمبر 12 پر 20ہزار روپے کی بات ہوئی ہے، اس پچاس ہزار روپے کا کیا مطلب ہے؟ پچھلی دفعہ غلط quote کیا تھا یا اس دفعہ غلط quote کیا ہے؟ان کی ہر ایک figure میں کرپشن اور تضاد ہے جو ان کی اعلیٰ کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ پچھلی دفعہ جو 20ہزار روپیہ کہا گیا تھا، اس دفعہ پچاس ہزار روپیہ کہا گیا ہے اور ہم دے چکے ہیں یہ بھی غلط ہے۔اس کے بعد دو اہم چیزیں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں وہ یہ ہیں کہ اب جو انہوں نے Subsidies on Tractor Scheme کی بات کی تھی۔اس دفعہ کی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر ہے اور پچھلی دفعہ کی بجٹ تقریر میں بھی اس کی بات کی گئی تھی۔انہوں نے کہا کہ بیس ہزار ٹریکٹروں کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے پچھلی بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 5 ہے۔ پچھلی دفعہ جب انہوں نے ٹریکٹر دیئے تھے اس وقت دس ہزار ٹریکٹروں کا ذکر کیا گیا تھا اور یہاں یہ بیس ہزار quote کر رہے ہیں۔یہ بھی ایک غلط figure ہے جو میں آپ کے سامنے لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر!اب اس کے بعد سب سے اہم بات جو میں اس House کے علم میں لانا چاہتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی ذی شعور آدمی اس House میں بیٹھا ہے تو اس کو یہ بات اپنے تمام حکام بالا سے پوچھنی ہو گی کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ پچھلی بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 21 جس پر انہوں نے ہمیں یہ نوید سنائی کہ ہم لیپ ٹاپ بانٹیں گے۔ایک لاکھ لیپ ٹاپ انہوں نے 2۔ارب روپے سے بانٹنے

کی بات کی،اس سال 4۔ارب روپے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ صرف پچیس ہزار لیپ ٹاپ کی وجہ سے انہوں نے 2۔ارب روپے کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی ممکن نہیں ہو سکتا اگر پچھلے بجٹ میں 2۔ارب روپے سے ایک لاکھ لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں تو اس بجٹ کے اندر 4۔ارب روپے سے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ دیں گے ؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! کرپشن کی اس سے بڑی اور کھلی exampleاور کیا ہو سکتی ہے، مجھے دنیا میں کوئی ایسا ریٹ بتا دیں جس میں پچیس ہزار لیپ ٹاپ 2۔ارب روپے سے آتے ہوں۔ یہ میں خود نہیں کہہ رہی بلکہ ان کی اپنی statements کہہ رہی ہیں۔اس کے بعد بھی اگر suo-moto نہ ہوں تو میں صرف افسوس کا اظہار ہی کر سکتی ہوں۔اسی طرح آٹے کی قیمت کو مناسب سطح پر برقرار رکھنے کے لئے پچھلے سال 13۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور یہ میں نہیں کہتی صفحہ نمبر 9 پر پچھلی بجٹ تقریر میں کہا گیا ہے اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آٹے کی سبسڈی کے لئے 27۔ارب 50 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ایک طرف یہ کہنا کہ ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں ایک طرف یہ کہنا کہ ہم نے landmark کام کر دیئے ہیں دوسری طرف آٹے کی قیمت کو صرف مناسب قیمت پر رکھنے کے لئے ڈبل اضافہ کر دیا گیا ہے۔13۔ارب روپے سے 27۔ارب 50 کروڑ روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ آپ کون سا سونے کا آٹا لوگوں کو کھلانے جا رہے ہیں یا یہ کون سی سبسڈی ہے جس کو ڈبل اور ٹرپل کر دیا گیا ہے ؟اس کے بعد سی این جی بسوں کی بات بھی کر لیتے ہیں ایک طرف تو خادم اعلیٰ پنجاب کے پیسے کے اوپر مظاہرے arrange کروا رہے ہیں کہ سی این جی نہیں ہے، گیس نہیں ہے پٹرول نہیں ہے اور بجلی نہیں ہے دوسری طرف جب حکومت پاکستان اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ چونکہ ملک کے اندر گیس کی shortage ہے ہم لوگوں کو LNG پر اور LPG کے اوپر لے کر آئیں۔ یہ جو آپ سی این جی بسیں لا کر کارنامہ سرانجام دینے جا رہے ہیں اس کو چلائے گا کون ؟ یہ بسیں کس سی این جی کے اوپر چلیں گی جبکہ ملک کے اندر سی این جی available ہی نہیں ہے۔ سی این جی کی گیس خرچ کرنے سے صنعتوں کو گیس نہیں مل رہی اور ہمارے بہت سارے ڈیپارٹمنٹ کام نہیں کر پا رہے۔ لوگوں کو سی این جی نہیں مل رہی اور یہ لوگوں کو سی این جی بسیں لا کر دے رہے ہیں، مجھے نہیں پتا کہ یہ کس سٹیشن سے سی این جی لائیں گے ؟

جناب سپیکر!اس کے بعد میں ماڈل بازاروں کے متعلق عرض کروں گی کہ ان کے لئے پچھلے سال20کروڑ93لاکھ روپے رکھا گیا تھااوراس دفعہ جیسے بہت شاہانہ ماڈل بازار بننے جارہے ہیں جس کے لئے 44کروڑ70لاکھ روپے رکھے گئے اور یہ تقریباًڈبل کر دیئے گئے ہیں۔یہ ماڈل بازار رائیونڈ کی کسی قیمتی زمین کے اوپر لگنے جارہے ہیں جس کے اوپر ڈبل خرچہ ہونا ہے۔اس کے بعد 11-2010میں یہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے دوسالہ عارضی کاشت سکیم متعارف کروائی تھی اس کے لئے انہوں نے پانچ ہزار دو سو اکاسی کاشتکاروں کو زمین دے دی ہے اور پچھلی بجٹ تقریر میں انہوں نے کہا کہ پانچ ہزار کاشت کاروں کو alreadyہم زمین دے چکے ہیں۔اس کا مطلب ہے اس سال کی کارکردگی صرف دوسواکاسی کاشت کار ہیں۔زراعت کے حوالے سے ان کی یہ کارکردگی ہے۔اس کے علاوہTEVTAکے لئے بجٹ میں cutلگایا گیا ہے،TEVTAکے لئے پچھلی دفعہ 2۔ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن اس دفعہ ایک ارب پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔اب میں آپ کو تین چار cutsبتانا چاہتی ہوں یہ جو کہتے ہیں کہ ہم بہت پیسا لگا رہے ہیں ہماری بڑیgood governanceہے۔جن دو تین اہم شعبوں کے اندرcutلگائے گئے ہیں وہ میں آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔پہلے توTEVTAکے اوپرcutلگایا گیا ہے، صحت کے متعلق عرض کروں گی کہ سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات کے لئے پچھلی دفعہ 5۔ارب50کروڑ روپے رکھے گئے تھے اس دفعہ اس پرcutلگا کراس کو 5۔ارب روپے پر لے آئے ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ صحت کے شعبے میں خدمت ہو رہی ہے کہ لوگوں کو پہلے ہی مفت دوائیاں نہیں مل رہی ہیں اور آپ مزید اس پرcutلگا رہے ہیں۔اس کے علاوہ Hepatitis Programme جس کے بارے میں پچھلی دفعہ کہا گیا تھا اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔پچاس موبائل ہسپتال تھے ان کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے اور اس کے علاوہ Millennium Development Goalجو صحت کے لئے ترقیاتی پروگرام میں پچھلی دفعہ 8۔ارب50کروڑروپے رکھا گیا تھا اس پر cutلگا کراس دفعہ 5۔ارب50کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، جس سے صحت کے ترقیاتی فنڈ کے اندر 3۔ارب روپے کاcutلگایا گیا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ پنجاب کے لوگوں کی صحت کے ساتھ کیوں کھیلنا چاہتے ہیں؟کیا ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں ہر چیز مہیا ہو گئی ہے، تمام ترقیاتی کام ہو چکے ہیں؟اگر ایسا نہیں ہے تو پھر 3۔ارب روپے کاcutایک بہت بڑا سوال ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ملتان میں پچھلی دفعہ جدید جنرل ہسپتال کی بات کی گئی تھی اور اس دفعہ پھر جنوبی پنجاب کے ساتھ وہی زیادتی ہے، جنوبی پنجاب کے لوگ جو بار بار روتے ہیں کہ ملتان کا جنرل ہسپتال کاٹ کر پھر لاہور میں ایک امیر الدین میڈیکل کالج بنایا جارہا ہے۔اسی طرح جنوبی پنجاب کے حوالے سے ایک اہم figure میں جناب کو quote کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے 11-2010 میں صفحہ نمبر 18 پر ان کی اپنی تقریر کے مطابق جنوبی پنجاب کا بجٹ 36 فیصد تھا جس کو دو سال میں مسلسل کاٹا گیا ہے پچھلی بجٹ تقریر بھی میرے پاس موجود ہے اب اس کو 36 فیصد سے کاٹ کر 32 فیصد پر لایا گیا ہے اور اس دفعہ پھر انہوں نے اس کو recognize کیا ہے کہ ہم ان کو 32 فیصد دے رہے ہیں۔اس طرح سے چار فیصد بجٹ جنوبی پنجاب کا انہوں نے کاٹ لیا ہے لیکن آج بھی یہ جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ترقیاتی پروگرام کے حوالے سے میں عرض کروں گی کہ انہوں نے جو یہ کہا ہے مقامی حکومتوں کے حوالے سے، ضلعی حکومتوں کے حوالے سے 31۔ارب اور 90 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز دی گئی ہے وہ کہاں لگے گا اور کیسے لگے گا یہ میرے خیال میں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہو گی کیونکہ میرے پاس وقت کم ہے۔گو آپ نے لوگوں کو ٹائم زیادہ دیا لیکن میں پھر بھی اپنے ٹائم کے اندر ہی بات کرنا چاہوں گی۔ترقیاتی اخراجات کا جو کل تخمینہ ہے وہ 772۔ارب 85 کروڑ 98 لاکھ اور 71 ہزار روپے ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ صوبائی میزانیہ کا تقریباً 32 فیصد ہے۔میرے پاس بھی تقریر موجود ہے جس میں ترقیاتی بجٹ پچھلی دفعہ 34 فیصد رکھا گیا تھا اس کا مطلب ہے اس دفعہ ترقیاتی بجٹ کے اندر بھی دو فیصد کی کٹوتی کر دی گئی ہے۔یہ کہنا کہ ہم ترقیاتی فنڈ بڑھا رہے ہیں یہ قطعی طور پر جھوٹ ہے۔پچھلی دفعہ انہوں نے 34 فیصد رکھا تھا لیکن اس دفعہ ترقیاتی بجٹ صرف 32 فیصد ہے۔ایک دو باتیں سادگی کے حوالے سے میں ضرور کرنا چاہتی ہوں اور خاص طور پر جو اس حکومت کا طرہ امتیاز ہے، اشتہاروں کے حوالے سے بات کروں گی۔اس حوالے سے تین چار اعداد و شمار میں آپ کو دینا چاہتی ہوں پبلسٹی کے متعلق مجھے تو بات کرتے ہوئے حیرت ہوتی ہے کہ کیا ہمارے پنجاب کے حکمرانوں کو یہ فوبیا ہے کہ انہیں کوئی نہیں جانتا اور اس لئے وہ اپنے آپ کو پاپولر اور مشہور کروانے کے لئے اپنی مشہوریاں دیتے ہیں۔اس complex سے یہ آخر کب نکلیں گے کہ ان کو لوگ جانتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ خود convinced نہیں ہیں کہ انہیں لوگ جانتے ہیں اور اس لئے ایک اشتہاری campaign چلائی جاتی ہے وہ بھی ایک دیکھنے والی بات ہے۔ایک ڈائریکٹر جنرل پروٹوکول ہیں ان کا پچھلے سال بجٹ 2 کروڑ 67 لاکھ روپے رکھا گیا تھا لیکن 5 کروڑ اور 12 لاکھ روپے ان کے پروٹوکول پر خرچ ہو گیا ہے۔یہ ان کی

سادگی ہے اور اس دفعہ انہوں نے سادگی کے نام پر 29 کروڑ روپے مانگے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھئے گا کہ پروٹوکول کے لئے دو کروڑ روپے دیئے گئے تھے پانچ کروڑ روپے انہوں نے خرچ کیا ہے اور 29 کروڑ روپے یہ پروٹوکول کے لئے مانگ رہے ہیں لیکن ہم سادہ لوگ ہیں اور سادگی کی بات کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کی سادگی کی بڑی interesting figure ہے، وزیراعلیٰ صاحب نے مثال قائم کی ہے کہ 26 کروڑ 64 لاکھ روپیہ مانگا گیا تھا لیکن 36 کروڑ 66 لاکھ روپیہ لگایا گیا ہے اور 25 کروڑ 98 لاکھ روپیہ مانگا گیا ہے یہ سادگی ہے۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ پر 10 کروڑ روپیہ زیادہ خرچ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ماشاءاللہ منسٹرز بھی پیچھے نہیں رہے اور انہوں نے بھی اس میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ ان کے لئے 14 کروڑ 70 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا لیکن 15 کروڑ 39 لاکھ روپیہ استعمال کیا گیا، منسٹرز نے بھی پنجاب کی عوام کو سادگی کا کافی ثبوت دیا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز wind up کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! میں بالکل wind up کر رہی ہوں، grant-in-aid میں 2۔ارب 62 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس میں 4۔ارب 18 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں اور 2۔ارب روپیہ دوبارہ مانگ لیا گیا ہے۔ یہ grant in aid وہ ہے جو شہنشاہوں کی طرح بانٹی جاتی ہے، grant in aid کے 18 صفحے ہیں اور ان کے اندر بڑے interesting heads ہیں لیکن چونکہ ٹائم تھوڑا ہے اس لئے میں سب کا ذکر نہیں کروں گی بلکہ صرف یہ بتاؤں گی کہ ڈینگی کی campaign کے لئے 15 کروڑ روپے کی purchase کی گئی ہے یقیناً وہ والی guns لی گئی تھیں جن سے کوئی سپرے نہیں ہو سکا تھا اور ہم نے یہ 15 کروڑ روپیہ ڈینگی کے لئے وہاں خرچ کیا۔ پتا نہیں یہ کون کون لوگ ہیں جن کو بیس بیس لاکھ روپیہ کس مد میں دیا گیا ہے؟ اس کا کوئی پتا نہیں ہے۔ اس میں ایک important بات ہے کہ ایک کروڑ روپیہ ہے میں آپ کو یہ دو لائنیں پڑھ کر سنا دیتی ہوں آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ کیا لکھا ہے۔ اس میں ہے:

> Provision of funds and blocked allocation for composition to the affectees in the aftermath attack in Lahore in future.

میری جتنی بھی تھوڑی بہت تعلیم ہے میں نے ڈکشنریوں سے دیکھا لیکن مجھے ان جملوں کا کوئی مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ان کا کیا مطلب ہے اور ہم نے ان جملوں کی مد میں ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اس کے بعد جو سب سے مزے کی بات ہے کہ واسا نے مون سون کے لئے جو preparation کی

آپ بھی لاہور کے ایم پی اے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ مون سون میں کیا ہوا تھااور لاہور کی تمام سڑکوں کی کیا حالت تھی؟ واسا کو مون سون سے نمٹنے کے لئے 50کروڑ روپیہ grant in aid دی گئی اور اس مون سون کی حالت ہم نے دیکھی۔اس کے بعد کلمہ چوک کے فلائی اوور پر حکومت نے صرف 15 لاکھ روپے ادا کئے باقی PHAاور دوسرے ڈیپارٹمنٹس نے کئے۔ یہ ہم نے صرف inauguration کے لئے سادگی کے طور پر پیسے خرچ کئے ہیں اور یہ سادگی کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔اس کے بعد ڈینگی کے deceased کو پیسے دیئے گئے،اس کے بعد پھر ڈینگی campaign کے لئے دو کروڑ چھ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔اگر میں گن کر بتادوں کہ ان اٹھارہ صفحات میں کتنے ہیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ اتنے پیسے لگانے کے باوجود ڈینگی سے پچھلے سال جو تین چار سو افراد ہلاک ہوئے وہ اس حکومت کی good governance کا منہ بولتا ثبوت ہے۔سبسڈی کی مد میں 30۔ارب روپے رکھے گئے تھے میں پورے پنجاب کی عوام کو بتانا چاہتی ہوں کہ بجٹ کے اندر پنجاب اسمبلی نے 30۔ارب روپے کی سبسڈی پاس کی لیکن اس میں سے صرف 14۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔

جناب چیئرمین: آپ کے پاس wind up کے لئے ایک منٹ ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، میں ایک منٹ میں ہی wind up کر دیتی ہوں۔30۔ارب روپے کی سبسڈی کو پنجاب کی عوام پر حرام کیا گیا اور صرف 14۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔میں صرف انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ بتا کر بیٹھتی ہوں پچھلے سال ہمارے صوبہ پنجاب کے اندر جو cultural activities ہوئیں کہا گیا کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت خراب ہے اور تمام activities close کر دی گئیں۔ اس کے لئے 2کروڑ 21لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے لیکن پچھلے سال اتنا culture promote ہوا ہے کہ اس پر 21کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔پچھلے سال cultural activities کے لئے 19کروڑ روپیہ استعمال کیا گیا ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ پچھلے سال کے اندر پورے پنجاب میں کون سا کلچر promote ہوا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: خیمہ کلچر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں آخر میں خیمے پر بات کروں گی۔پبلک ریلیشن کی بڑی important بات ہے یہ وہ مدیں ہیں جو صرف خادم اعلیٰ کی فوٹو چھاپنے کے لئے ہیں اس مد میں 39کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن 45کروڑ روپیہ استعمال ہوا ہے، یہ سب سادگی ہے۔میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ 39کروڑ روپے دیئے گئے تھے لیکن 45کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور بھی بہت ساری لمبی باتیں ہیں جو میں تعلیم اور صحت کی cut motions پر بات کروں گی۔اب wind up کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گی کہ

خادم اعلیٰ صاحب جو خیمہ لگا کر بیٹھے ہیں ان کو معمر قذافی کا حال یاد رکھ لینا چاہئے جس نے یہ خیمہ کلچر promote کیا تھا اور اسی عوام نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ خیمے لگا کر کوئی لیڈر نہیں بنتا ڈرامے بازی تو ہو سکتی ہے لیکن لیڈری نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔اگلے مقرر خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔جناب چیئرمین!

جینے کو جب سانسیں مانگو سب سے پہلے آنکھیں مانگو
تاریکی میں بسنے والو اجلی اجلی صبحیں مانگو

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو اس عوامی و انقلابی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔بجٹ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے اسی لئے بجٹ پر ہر قسم کی تقریر ہو سکتی ہے۔1857 میں سر سید احمد خان نے فرمایا تھا کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو تو جدید علوم سیکھو اور میں اس mysterious mystery پر حیران ہوں کہ پرسوں سے بلکہ بہت دنوں سے لیپ ٹاپ کے بارے میں بات ہو رہی ہے اس پر مزید رقم رکھی گئی ہے۔مجھے اس بات کی پریشانی ہے کہ میں اپوزیشن کے بہت سارے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جن کے عزیزوں کو لیپ ٹاپ ملے ہیں وہ اس وقت تو خاموش رہے ہیں اور انہوں نے وصول کر لئے ہیں۔یہاں پر بات کی گئی کہ لیپ ٹاپ کا غلط استعمال ہو گا یہ تو depend کرتا ہے کہ آپ کون سی key click کرتے ہیں اور لیپ ٹاپ سے کون سا کام لینا چاہتے ہیں۔میں لیپ ٹاپ کے بارے میں جو اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صدر پاکستان کے ایک ذاتی دوست ڈاکٹر جاوید لغاری صاحب چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن نے پنجاب اور لیپ ٹاپ کے بارے میں 5۔مئی 2012 کو کہا ہے کہ:

> Digital Revolution Punjab Laptop is indeed the silver bullet that will transform Pakistan's education and, the government of Punjab is to be complemented for their initiative and vision.

میں یہ بات لازمی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سندھی لغاری ہیں اور انہوں نے بہت ساری یونیورسٹیوں کا حوالہ دیا ہے Stanford University, University of California اور اس کے علاوہ انہوں نے بل گیٹس کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب گورنمنٹ کو بھی کیا ہے۔

اس کا نمبر 374581 ہے یہ Express Tribune میں بھی ہے اور لیپ ٹاپ کے بارے میں جاوید لغاری صاحب نے یہ خط لکھا ہے اگر اپوزیشن کا کوئی بھائی مجھ سے یہ خط لینا چاہتا ہے تو وہ لے لے پھر ان کو پتا چلے کہ ان کے اپنے لوگ جو واقعی پڑھے لکھے ہیں وہ لیپ ٹاپ کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔اگر غریبوں کے بچوں کو لیپ ٹاپ دینا اور سر سید احمد خان کے فلسفہ کو آگے بڑھانا جرم ہے تو میاں محمد شہباز شریف صاحب کی گورنمنٹ یہ جرم کرے گی اور غریبوں کو لیپ ٹاپ دیتی رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس سے پہلے کہ باقی باتیں کروں میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو کلاشنکوف کے لائسنس تو نہیں دے رہے،ہم لوگوں کو Ephedrine کے لائسنس تو نہیں دے رہے،ہم لوگوں کو Opium کے لائسنس تو نہیں دے رہے ہیں بلکہ ہم تو غریبوں کے بچوں کو لیپ ٹاپ دے رہے ہیں۔ان کو پتا ہے کہ کلاشنکوف،Opium اور Ephedrine کے لائسنس کون دے رہا ہے۔ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوری دنیا سے compete کرنا ہے اور دوسری طرف یہ لیپ ٹاپ کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک نعرہ "روٹی، کپڑا اور مکان" کا لگا تھا۔میں آج اس کی وضاحت کر دوں کہ واقعی لوگوں کو روٹی، کپڑا اور مکان ملا ہے لیکن کس شکل میں ملا ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں۔کپڑے کی شکل میں غریب کو کفن ملا،مکان کی شکل میں اس کو قبر ملی اور پھر روٹی کی اس کو ضرورت ہی نہیں پڑی۔اسی دور میں یہ ہوا کہ:

اَج میں اپنے منڈے دا بستہ وچ آیا واں
لوڑتے کجھ بہتی سی میں سستا وچ آیا واں

جناب سپیکر!یہاں پر DFID کے بارے میں بات ہوئی اور اس پر بڑی تنقید کی گئی۔تنویر اشرف کائرہ صاحب نے یہ الزام لگایا ہے کہ DFID کے پیسے لیپ ٹاپ میں استعمال ہوئے ہیں۔کائرہ صاحب نے جو آرٹیکل پڑھا تھا وہ غلط ہے۔DFID نے وضاحت کی ہے اس کا کوئی پیسا لیپ ٹاپ کی مد میں خرچ نہیں ہوا۔میں یہاں پر سچی، ننگی اور برہنہ سچائیاں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہیں جو نوے لوگوں کا قافلہ لے کر برطانیہ گئے اور وہاں پر Churchill Hotel میں رہے جس کا ایک رات کا کرایہ دس سے پندرہ لاکھ روپے ہے۔وہ کون سا VVIP ہے جس کی خاتون خانہ نے ایک لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ VAT refund کرایا ہے اور چالیس bags پر VAT refund کرایا گیا۔

جناب چیئرمین!یہاں پر دانش سکولوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے تنقید کی گئی۔اس حوالے سے میں عرض کرتاہوں کہ:

یہ نہ سمجھو کہ تیری حکومت کے سائے تلے ہیں
یہ گھر تو پہلے بھی کئی بار جلے ہیں
ان کا دعویٰ ہے کہ بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھو گلشن کو اُجاڑا کس نے؟

جناب چیئرمین!تبدیلی ہمیشہ cosmetic نہیں ہوتی۔۔۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سندھو صاحب!شانتی نگر کا بھی ذکر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): آپ کو سانگلہ بھی یاد ہوگااور آرٹیکل 91 بھی یاد ہوگا۔آپ کو شانتی نگر کے علاوہ شہباز بھٹی شہید بھی یاد ہوگا۔

محترمہ ساجدہ میر: سلمان تاثیر کا ذکر بھی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): سلمان تاثیر بھی آپ کے دوراور اسلام آباد میں قتل ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: Please no cross talk. معزز ممبر کی تقریر میں مداخلت نہ کریں اور ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین!میں ذکر کر رہا تھا کہ تبدیلی کبھی cosmetic نہیں ہوتی بلکہ تبدیلی ہمیشہ essential ہوتی ہے۔بجٹ میں essential تبدیلی کیسے آئے گی؟دانش سکولوں میں غریب لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں۔ان لوگوں کی سازش ہے کہ ان کی حویلیوں کے پیچھے سکول بنے،ان کے گھر کے قبرستانوں میں سکول بنے۔ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ان بچوں کو یہاں سے نکال کر دانش سکولوں میں داخل کرایا اگر یہ جرم ہے تو میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت یہ جرم کرتی رہے گی۔

جناب چیئرمین!خواتین کو empower کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔صدیوں سے یہ سلسلہ چلاآ رہا تھا کہ خواتین کو جائیداد میں حصہ نہیں مل رہا تھا،اسے کسی بھی طریقے سے چُھپا لیا

جاتا تھا لیکن اب ایک تو خواتین کے لئے ملازمتوں میں پندرہ فیصد کوٹا مختص کیا گیا ہے اور دوسرا وراثت میں ان کو حصہ دینے، اسی وقت اس کا انتقال اور فوری قبضہ دینے کا کارنامہ حکومت پنجاب کا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ Rules کے تحت کیا پارلیمانی سیکرٹری بجٹ پر عام بحث میں حصہ لے سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: No point of order آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! میں بجٹ پر عام بحث کے دوران تقریر کر سکتا ہوں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب چیئرمین! یہ آئین اور Rules کی violation ہو رہی ہے۔ آپ اس پر اپنی Ruling دے دیں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری بجٹ پر عام بحث کے دوران تقریر کر سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وہ کر سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ وہ Rule بتا دیں، متعلقہ Rule پڑھ کر سنا دیں یا پھر سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔ آپ پارٹی نہ بنیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، Rule بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری بات کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! Rules کی بات بعد میں کریں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خُون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا؟

جناب چیئرمین! کل راجہ ریاض صاحب، چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور اپوزیشن کے دوسرے ممبران نے بات کی ہے لیکن ہم نے مداخلت نہیں کی۔ آج عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بات کی لیکن ہم میں سے کسی نے مداخلت نہیں کی ہے اس لئے اب مجھے بھی اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ ہم نے روٹی، کپڑا اور مکان کی جگہ تین چیزیں زمین، مشین اور تعلیم دی ہیں۔ آشیانہ کی صورت میں زمین دی ہے۔ گرین ٹریکٹرز اور گاڑیاں مشینوں کی صورت میں دی ہیں اور تعلیم کے لئے ہم نے دانش سکول بنائے ہیں۔ ہم نے یہ سب کچھ عملی طور پر کیا ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ:

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب چیئرمین!میں نے تھوڑی دیر پہلے جاوید لغاری صاحب کا ایک لیٹر دکھایا ہے۔یہ سندھی لغاری ہے جس نے وزیراعلیٰ کے vision کو appreciate کیا ہے اور ہمیں باقاعدہ لیٹر بھیجا ہے کہ دانش سکول اور لیپ ٹاپ سکیم کو ہم appreciate کرتے ہیں۔اب میں being a minority member اپنی اقلیتوں کے بارے میں بات کرنی چاہوں گا۔پیرا نمبر53 پر اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ اقلتیں پنجاب میں رہنے والی آبادی کا تین فیصد حصہ ہیں۔حکومت سے میرا مطالبہ ہو گا کہ اگر ہم تین فیصد حصہ ہیں تو ہمیں32 کروڑ روپے کی بجائے کل بجٹ کا تین فیصد بجٹ دیا جائے۔دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مذہب کے بارے میں تعلیم حاصل کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔آرٹیکل۔25 کہتا ہے کہ:

"Everybody is equal in the eye of law and constitution."

حضور پاک ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا تھا کہ:

There is no superiority for an Arab over a non-Arab and for a non-Arab over an Arab or for the white over the black or for the black over the white except in God consciousness (Taqwa).

یعنی صرف تقویٰ کی وجہ سے برتری ہے اور پھر قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے11۔اگست 1947 کو یہ کہا تھا کہ:

You are free to go to your Mosques, you are free to go to your Temples, you are free to go to your place of worship. State has no concerned with it. You all are equal citizen of Pakistan.

جس طرح پورے پاکستان کے چاروں صوبوں میں ہے کہ تعلیم کے حوالہ سے ہمارے مسلمان بہن بھائیوں کو قرآن پاک پڑھنے کے 20 نمبر دیئے جاتے ہیں میری humble submission ہو گی کہ

ہمارے مسیحی اور باقی اقلیتوں کے طالب علموں کو بھی آئین کے آرٹیکل۔25 کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پھر حضور ﷺ کے آخری خطبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور قائد محمد علی جناح کی speech کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم بھی اپنے بائبل مقدس یا باقی اقلیتیں اپنے مذہب کا امتحان پاس کرتی ہیں تو اُن کو بھی 20 نمبر دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک آخری بات کر کے آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان بننے سے پہلے سے پاکستان میں ہیں اور ہمیں اپنی وفاداری کا یقین پاکستان کو نہیں دلوانا، یقین وہ لوگ دلوائیں جنہوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی تھی۔ جس نشست پر آپ بیٹھے ہیں اس نشست پر دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب بیٹھے تھے، سی اے گبن، ماسٹر فضل الٰہی اور جوشوا فضل دین، اُن سب نے بانیء پاکستان کے کہنے پر ساری اقلیت نے اس پنجاب کے حق میں ووٹ دیئے تھے تب باؤنڈری کمیشن کے سامنے یہ پنجاب پاکستان کا حصہ بنا تھا اس لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ ہم پاکستان بننے سے پہلے یہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کچھ چکوک جن میں چک نمبر 424 منٹگمری والا، خوش پور، شانتی نگر، امرت نگر، سٹونزا آباد، کلارک آباد، مارٹن پور، 2 چک بیت الحم، فاطمہ پور، 17 چک مریا خیل، فرانسس آباد، 10 چک اوکاڑہ اور 6 چک اوکاڑہ کی شاملاٹ ہیں اور یہ سارے چکوک مسیحی زمینداروں کے ہیں جن میں میرا اپنا بھی تعلق ہے۔ ان چکوک کی شاملاٹ کو ان چکوک کا حصہ سمجھا جائے۔ میں یہاں پر ایک اور تاریخی بد دیانتی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ 1973 کے آئین میں جو ہماری نشستیں مخصوص کی گئی تھیں آج بھی اتنی آبادی بڑھنے کے باوجود سب کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں لیکن ہماری وہی نشستیں ہیں جو 1973 کے آئین میں تھیں۔ سترھویں ترمیم کے تحت آمر نے تاریخی بد دیانتی کرتے ہوئے ہماری سیٹیں 3.65 کر دی تھیں لہذا ان کو بڑھایا جائے اور صوبائی اسمبلی میں ہماری 16 اور قومی اسمبلی میں 14 سیٹیں بنتی ہیں ان کو بڑھایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک کے ملازمین کو ایک ہزار روپیہ میڈیکل الاؤنس ملتا ہے اور 1150 روپے کنوینس الاؤنس ملتا ہے اُس کو بڑھایا جائے۔ آخر میں یہ شعر عرض کرتا ہوں:

اُتوں وڈھیاں ہور وی سنگھنا ہو جانا ایں
ظلم دا بُوٹا وڈھنا ای تے مڈھوں وَڈھ

ایویں بوکے کڈھ کڈھ پیا مشقت کرنا ایں
کھوہ نوں کرنا ای پاک تے وچوں کتا کڈھ

جناب چیئرمین: شکریہ۔جی، مسٹر طارق محمود ساہی!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔مسٹر آصف بشیر!۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین!آپ کا بہت بہت شکریہ۔میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک دن کے اندر بجٹ تقریر کو تیس یا چالیس مرتبہ شیشے کے آگے کھڑے ہو کر رٹا مارا جس کی وجہ سے انہوں نے بڑی اچھی تقریر پڑھ دی۔

جناب سپیکر!میرے پاس بجٹ کی جو کاپی موجود ہے اس کے اندر جو دعوے کئے گئے ہیں وہ بالکل جھوٹے ہیں،ان کا proof میرے پاس موجود ہے، میں ایک ایک کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گی۔سب سے پہلے تو پنجاب حکومت کی نالائقی دیکھئے کہ اگر آپ بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 20 پر سیریل نمبر 43 کو پڑھتے ہیں تو صحت کے لئے آئندہ مالی سال میں ترقیاتی پروگرام میں مجموعی طور پر 16۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جبکہ انہوں نے ڈیمانڈ نمبر PC-21017 صفحہ نمبر 1 والیم نمبر 2 کے مطابق گورنر صاحب سے جو رقم ڈیمانڈ کی ہے وہ رقم 15۔ارب 77 کروڑ 94 لاکھ 30 ہزار روپے ہے۔سب سے بڑا جھوٹ تو یہی مل گیا اور یہ میں نہیں کہہ رہی یہ پنجاب حکومت کی یہ کتاب کہہ رہی ہے۔میں آپ کو ان کا دوسرا جھوٹ بتا دوں کیونکہ تعلیم اور صحت کے لئے بہت بڑے بڑے دعوے کئے گئے تھے۔صحت بہت اہم وزارت ہے جس کے وزیر خادم اعلیٰ صاحب ہیں تو میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہ رہی تھی کہ یہ غلط figure quote کئے گئے ہیں۔تعلیم کے اوپر بھی ایسا ہی ہوا ہے اگر آپ بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 18 سیریل نمبر 41 پڑھیں تو یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب ضلعی حکومتوں پر مجموعی طور پر 195۔ارب روپے کی رقم خرچ کرے گی جبکہ ڈیمانڈ نمبر PC-21015 صفحہ نمبر 9 والیم 51 کے مطابق انہوں نے گورنر سے جو رقم ڈیمانڈ کی ہے وہ 10۔ارب 48 کروڑ 40 لاکھ 77 ہزار روپیہ ہے۔یہ تو میں نے آپ کو ایک دو figures بتا دیئے ہیں۔اب میں آپ کی توجہ ان کی بہترین کارکردگی کی طرف لاتی ہوں کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ یہ بلدیاتی الیکشن کروائیں گے، انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ جنوبی پنجاب کی قرارداد منظور ہوئی ہے، جنوبی پنجاب صوبہ بنایا جائے گا،انہوں نے بار بار کہا تھا کہ ہم اغیار سے قرض نہیں لیں گے میں اس کا proof لے کر آئی تھی انہوں نے جن جن مواقع پر یہ کہا تھا کہ ہم آئندہ نسلوں کے لئے قرض کا بوجھ نہیں چھوڑیں گے تو اس وقت پنجاب کے ذمہ ٹوٹل

قرضہ 85.6فیصد اغیار اور 14.4 فیصد مقامی قرضہ موجود ہے۔ ابھی کچھ روز قبل15۔ارب روپیہ کا overdraft ہے۔ ہمارا پنجاب financially collapse کر چکا ہے، ہمارا پنجاب over drafting پر چل رہا ہے، ہمارے پنجاب کا اس وقت کوئی والی وارث نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چودھری پرویزالٰہی صاحب کی حکومت نے جب 2007 میں اپنا آخری بجٹ پیش کیا تھا چونکہ اب یہ آخری بجٹ ہے اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ حکومت ہو گی اور نہ یہ حکومت بجٹ پیش کرے گی۔ چودھری پرویزالٰہی صاحب کے دور میں جو بجٹ پیش کیا گیا تھا وہ 100۔ارب روپیہ کا سرپلس صوبہ چھوڑ کر گئے تھے جبکہ اس وقت ہمارا صوبہ مقروض ہے۔ اگر اُس دور اور آج کے بجٹ کو compare کریں تو صاف صاف comparison آپ کے سامنے ہے اُس دور میں 952۔ارب روپے کی ریکارڈ سرمایہ کاری کی گئی تھی۔ تین کارڈیالوجی ہسپتال بنائے گئے تھے اور اُس بجٹ میں اُن ہسپتالوں کا تخمینہ لگایا گیا تھا اُن میں سے دو کارڈیالوجی ہسپتال پرویزالٰہی صاحب کی وجہ سے بن گئے تھے اور وزیرآباد والا کارڈیالوجی ہسپتال آج تک complete نہیں ہو سکا ہے۔ وہ اس لئے روک دیا گیا کہ اس کے اوپر انہوں نے پرویزالٰہی صاحب کی تختی لگانی تھی۔

جناب سپیکر! پرویزالٰہی صاحب کے دور کا آخری بجٹ جب آیا تھا تو فیصل آباد رنگ روڈ کا بہت بڑا منصوبہ رکھا گیا تھا جس پر 4۔ارب کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا تھا لیکن اس کو محض اس لئے روک دیا گیا کہ وہ پرویزالٰہی دور کا منصوبہ کہلانا تھا۔

جناب سپیکر! مبارک سنٹر کا موجودہ حکومت کے کسی بجٹ میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ اگر مبارک سنٹر بن جاتا جو پاکستان کی سب سے بڑی عمارت کہلانی تھی اس کے بننے سے ملازمت کے تیس ہزار مواقع ملنے تھے لیکن چونکہ آج کا ہر ملازم اور طبقہ فکر کا بندہ سڑکوں پر پھر رہا ہے۔ اگر اس دور کا مبارک سنٹر آج مکمل ہوتا تو شاید لوگوں کو روزگار فراہم ہوا ہوتا اور عوام سڑکوں پر نہ ہوتے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لاہور کو سپورٹس سٹی بنایا جانا تھا جس کا کسی بجٹ میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ پرویزالٰہی صاحب کے دور کا میگا پراجیکٹ تھا۔ اس میگا پراجیکٹ کو بند کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! Seven Star ہوٹل پاکستان کے دل پنجاب میں بننا تھا جسے روک دیا گیا۔ وہ ہوٹل سعودی عرب کی مدد کے ساتھ یہاں بننا تھا۔ اس سے لوگوں کو روزگار ملنا تھا۔ پچھلی حکومت کا جب پانچواں بجٹ پیش کیا گیا تھا تو 4.5۔ارب روپے کا اس کا تخمینہ لاگت دیا گیا تھا۔ اس میں اتنا پیسا رکھا گیا تھا۔ اس ہوٹل سے عوام کو روزگار ملنا تھا لیکن اسے روک دیا گیا۔

جناب سپیکر!آئی ٹی ٹاور بنایا گیا جو آج ارفع کریم کے نام سے منسوب ہے، یہ بہت اچھی بات ہے ارفع کریم کے ساتھ ہماری ہمدردیاں ہیں لیکن وہ پرویزالٰہی صاحب کا منصوبہ تھا جسے دو سال تک روک دیا گیا تھا۔ پنجاب حکومت کو چائنیز کمپنی کو جرمانہ ادا کرنا پڑاان کو ایک ارب روپے کا نقصان ہوااور اس میں سے 25کروڑ روپے کی ایک قسط پنجاب حکومت کو دینا پڑی پھر دوبارہ سے وہ آئی ٹی ٹاور شروع ہوااور آج پرویزالٰہی صاحب کا وہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے جہاں وزیراعلیٰ صاحب اپنا کیمپ آفس بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!لاہور قصور اتنا بڑااور خوبصورت پراجیکٹ جو آج مکمل ہو چکا ہے اس کا کریڈٹ پرویزالٰہی صاحب کو جاتا ہے اس کے لئے ان کے آخری بجٹ میں پیسار کھا گیا یہ منصوبہ پرانا تھا لیکن اس دور میں مکمل کیا گیا۔ آج اس کا کیا حال ہے آج اسے توڑ کر وہاں سے ماس ٹرانزٹ بس نکالی جارہی ہے۔ اس سڑک پر اربوں روپیہ لگایا گیااور اب اس سڑک کو توڑ دیا گیا ہے اور کھود دیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے پاس کوئی پلاننگ نہیں ہوتی، کوئی feasibility پہلے بناتے اور کوئی حکمت عملی نہیں ہے بس انگلی کے اشارے سے کہ یہ کر دواور یہ توڑ دو۔ یہ سیاست پنجاب میں ہورہی ہے۔

جناب سپیکر!یہ تمام میگا پراجیکٹس بند کر کے پچھلے بجٹ میں کہا گیا تھا کہ ہم تونسہ بیراج کی توسیع کریں گے۔ پچھلے بجٹ میں کہا گیا کہ کہ ہم پانچ سو میگاواٹ بجلی فراہم کریں گے اور پچھلے بجٹ میں کہا گیا کہ ہم بہت سی ایسی سکیمیں لے کر آئیں گے جو عوام کے لئے سود مند ثابت ہوں گی۔ انہوں نے اتنے بڑے میگا پراجیکٹس روک کر یہ کیا نئے پراجیکٹس لے کر آئے ہیں؟اس پر ذرا توجہ فرمائیں کہ گرین ٹریکٹر سکیم فراڈ سکیم، فوڈ سٹیمپ سکیم فراڈ سکیم، سستی روٹی سکیم فراڈ سکیم، تنوروں کی سکیم فراڈ سکیم، یلو کیب سکیم فراڈ سکیم، آشیانہ سکیم فراڈ سکیم، دانش سکول فراڈ سکیم حکومت نے یہ فراڈ کام کئے ہیں۔اس نے بڑے میگا پراجیکٹس روک کر یہ پراجیکٹس دیئے جو فلاپ ہو چکے ہیں۔ یہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ انہوں نے اب ہماری عوام کا کتنا خون نچوڑنا ہے۔ ہماری عوام رو رہی ہے اور پس رہی ہے۔ اب خدارا بس کر دیں۔

جناب سپیکر!یہاں سادگی کے دعوے کئے جاتے تھے کہ ہم بہت سادگی سے اپنی حکومت کو لے کر چلیں گے۔کیا یہ سادگی ہے کہ entertainment gifts جو اس white paperاور demand of grants میں بتائے گئے ہیں وہ 7ملین کے تھے جن کو انہوں نے بڑھا کر 8ملین کر دیا ہے۔ انہوں نے کون سے اتنے gifts دیئے ہیں، یہ کن کن کو دیئے ہیں اور کہاں پر دیئے گئے ہیں؟

ہمارے House کے اندر ان چیزوں کی رپورٹ پیش کی جائے۔ میں یہ تجویز دینا چاہتی ہوں کہ میں نے جتنے پراجیکٹس کا ذکر کیا ہے ان کی third party audit report ہمارے House میں لائی جانی چاہئے۔ یہ بالکل نہیں لائی جائے گی جیسے پی آئی سی کی رپورٹ نہیں لائے، جیسے ڈینگی کی رپورٹ یہاں پیش نہیں کی گئی۔ میری تجویز ہے کہ یہ ساری رپورٹیں ایوان میں لائی جائیں جنہیں ہم عوام کے سامنے پیش کریں۔ان رپورٹوں سے معلوم ہو جائے گا کہ اس حکومت اور پچھلے پانچ سالہ دور حکومت میں کیا فرق ہے۔ ہم نے کیا کیا تھا اور آج پنجاب کا کیا حال ہے۔

جناب چیئرمین! میں conclude کرتی ہوں کہ مجھے وہی صوبہ چاہئے جو surplus صوبہ ہم نے چھوڑا تھا۔ آج مقروض صوبہ یہ ہمارے حوالے کر رہے ہیں لیکن فکر نہ کریں پرویز الٰہی صاحب آکر اس صوبہ کو پھر اسی طرح ہرا بھرا کر دیں گے جیسے یہ پہلے تھا۔ پرویز الٰہی زندہ باد۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گا کہ کل بھی میری تقریر کی باری تھی لیکن میں تقریر نہیں کر سکا۔ آج بھی میں نے لکھا ہوا نام دیکھا لیکن پھر کوئی پرچی آئی اور میرا نام نہیں آ سکا۔ میں اپنی بجٹ تقریر سے پہلے احتجاجاً یہ الفاظ ریکارڈ کرانا چاہ رہا تھا کہ دوسری دفعہ فہرست تبدیل کر کے مجھے تقریر کا موقع نہیں ملا۔

جناب چیئرمین! بجٹ پر جتنی بھی تقاریر کی گئی ہیں وہ چاہے حکومتی ممبران کی طرف سے کی گئی ہیں یا اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے کی گئی ہیں۔ اگر ان کا جائزہ لیا جائے تو تمام کا محور و مرکز پنجاب کے اندر energy crisis رہے ہیں۔ یہ energy crisis جو پچھلے کئی سال سے نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کے تمام صوبے کم یا زیادہ کسی نہ کسی شکل میں اس کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم جس کے تحت پنجاب کو بجلی پیدا کرنے کا اختیار ملا لیکن اس کے باوجود پنجاب کے اندر بجلی پیدا نہ ہو سکی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم جس کا انتہائی غلط مطلب لیا گیا کہ شاید اس ترمیم کے بعد صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کا کلی اختیار مل گیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کا اختیار اور حال اس شخص کی طرح ہے کہ جس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تیراکی کر کے دکھاؤ۔ آج بھی بجلی کی billing اور collection کا اختیار وفاق کے پاس ہے۔ آج بھی بجلی کی distribution کا اختیار وفاق کے پاس ہے۔ آج بھی بجلی کی قیمت کے حوالے سے tariff determination کا جو کم از کم وقت رکھا گیا ہے وہ دو سال رکھا گیا ہے کہ اگر آج آپ tariff کو

طے کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو یہ وفاق کی مرضی ہے کہ وہ دو سال کے اندر آپ کو یہ اختیار دے یا نہ دے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل کی تقریر میں اپوزیشن نے جب بجلی کے بحران کے حوالے سے بات کی تو وہ پنجاب کے اندر اس بحران کی وجہ سے بند ہونے والی ہزاروں انڈسٹریاں اور ان میں کام کرنے والے وہ لاکھوں مزدور جن کے لئے آج دو وقت کی روٹی کھانا مشکل ہو گئی ہے کاش یہ ان کے حالات دیکھ لیتے، کاش وہ پنجاب کے اس کسان کا بھی حال دیکھ لیتے جو بجلی نہ ملنے کی وجہ سے اپنی پیداوار لینے سے قاصر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ mismanagement اور کرپشن ہے۔ اگر آج پورے پاکستان میں دیکھا جائے تو کراچی کے اندر 36 فیصد line losses ہیں، پشاور کے اندر 34 فیصد ہیں اور لاہور کے اندر صرف 11 فیصد ہیں۔ پنجاب جس میں 97 فیصد لوگ bill pay کرتے ہیں آج ان کو ہی energy crisis کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ سوائے کرپشن اور mismanagement کے کچھ نہیں ہے۔ آج بھی اگر وفاق کے اندر ہونے والی ہزاروں۔ارب روپے کی کرپشن اور mismanagement کو روک لیا جائے تو بحران حل ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے اگلے topic پر جانے سے پہلے آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گا کہ چند دن پہلے میں نے پنجاب اسمبلی کے اندر دہری شہریت کے حوالے سے ایک قرارداد جمع کرائی تھی۔ یہ بات میں اس لئے کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب بھی NRO یا قرضے معاف کرانے کی بات ہو تو سیاستدانوں کو دھر لیا جاتا ہے۔ دہری شہریت کی بات ہو تو زیادہ سے زیادہ لسٹیں نکالی جاتی ہیں مگر پانچ چھ فیصد سے زیادہ سیاستدان نہیں نکلتے چاہے وہ حکومتی یا اپوزیشن بنچوں سے ہوں۔ جب دہری شہریت کی بات آئی تو یقیناً سپریم کورٹ نے ایک اچھا فیصلہ کیا جس پر سیاستدانوں کو جواب دہ ہونا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاستدان چاہے کسی بھی پارٹی سے ہیں وہ کبھی پانچ سال تو کبھی تین سال کے لئے آتے ہیں، وہ کبھی پنجاب اسمبلی کے ایوان میں بیٹھتے ہیں تو کبھی قومی اسمبلی میں بیٹھتے ہیں اور کبھی وہ اس ایوان کا حصہ ہی نہیں ہوتے لیکن وہ بیوروکریٹس جن کی یہ آفیشل گیلری ہمیشہ سدا بہار رہتی ہے جو تیس سے پینتیس سال سرکار کے ذرائع استعمال کرتے ہیں اُن کی تمام families کی Immigration ہوتی ہے، کسی نے کینیڈا، کسی نے برطانیہ اور کسی نے امریکہ کی Immigration لی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سرکاری افسر جس کے اپنے بچے کینیڈا کے اندر رہتے اور علاج کراتے ہیں اسے کیا پتا چلے گا کہ پنجاب کے ایک جنرل ہسپتال میں ایک عام آدمی کی صحت کے کیا مسائل ہیں؟ وہ سرکاری افسر جس کے بچے آج برطانیہ اور آسٹریلیا میں پڑھتے ہیں اور اُن کی وہاں کی Immigration ہے اُس کو کیسے پتا چلے گا کہ

پنجاب کے ٹاٹ والے سکولوں میں بیٹھ کر کیسے تعلیم حاصل کی جاتی ہے؟وہ پولیس افسر جس کے بچوں نے مستقل سکونت باہر کے ممالک کی لی ہوئی ہے اسے کیسے پتا چلے گا کہ پنجاب اور لاہور کے تھانوں میں ایک عام آدمی کا کیا حال کیا جاتا ہے؟اس لئے میری دہری شہریت پر دی گئی قرارداد کے حوالے سے گزارش ہے کہ پنجاب کے تمام بیوروکریٹس سے ایک Affidavit لیا جائے اور اُن کی لسٹ بنائی جائے جنہوں نے عارضی یا مستقل سکونت حاصل کی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین!یہاں پر TEVTA کے لئے 1.5 بلین روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی کم ہے اس کے لئے رقم کم از کم چار گنا زیادہ ہونی چاہئے کیونکہ ہم نے یہاں پر صرف پڑھے لکھے لوگ پیدا نہیں کرنے بلکہ پڑھے لکھے ہنر مند پیدا کرنے ہیں۔ باہر کے ممالک کی ہزاروں اسامیاں ہم اس لئے fill نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے سرٹیفکیٹ کی اہمیت ہے اور نہ کہیں acceptable ہے اس لئے فنی تعلیم کے لئے 1.5 بلین روپے کی رقم انتہائی کم ہے اور ہمیں ہنگامی بنیادوں پر نہ صرف اس رقم کو چار گنا بڑھانا چاہئے بلکہ اس پر خصوصی توجہ کی بھی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین!اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی بات کی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن پرائیویٹ سکولوں کو ساڑھے تین سو روپے فی بچہ pay کرتی ہے جس کے بدلے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور یہ بڑا اچھا اقدام ہے۔ ہمارے سرکاری سکولوں میں جو بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اُن کا حکومت پنجاب کو 2500 روپے فی بچہ خرچہ پڑتا ہے اور حکومت پنجاب 2500 روپے کا خرچہ ادا کرنے کے باوجود اس طرح کے نتائج حاصل نہیں کر پاتی جو middle class کو cadre کرنے والے پرائیویٹ سکول دیتے ہیں اس لئے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی سکیم کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کے بجٹ کو بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی تجویز دی تھی کہ لاہور میں پاکستان بننے سے پہلے کبھی دس لاکھ آبادی کے لئے سرکاری عمارتیں بنائی گئی تھیں جو یہاں پر موجود ہیں اُن کو باہر شفٹ کرنے اور تمام محکموں کی restructuring کرنے کے لئے بھی خصوصی طور پر بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب چیئرمین!میں لیپ ٹاپ سکیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ آج کے اس دَور میں جس بچے کو لیپ ٹاپ ملا ہے وہ صرف ایک فرد کو نہیں بلکہ اُس کی پوری family کو ملا ہے کیونکہ آج وہ بزرگ جن کو موبائل استعمال کرنا بھی نہیں آتا تھا وہ اُس لیپ ٹاپ سے استفادہ کرتے ہوئے Facebook پر اپنا account بناتے ہیں اور وہ global world کا حصہ بنے ہیں۔ یہ لیپ ٹاپ سکیم

جس کو under develop country کی بہترین سکیم declare کر دیا ہے لہذا اس سکیم کو جاری رہنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر انڈیا سے تجارت کے حوالے سے بات ہوئی اور بڑا اعتراض کیا گیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ 63 سال پاکستان نے لڑ کر دیکھ لیا ہے اور ہمیں یہ دشمنی کسی ایک خاص ادارے کے مقصد کی بناء پر جاری نہیں رکھنی چاہئے کیونکہ اگر پاکستان کو معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں تو اس تجارت کو جاری رکھنا چاہئے۔یہاں پر ملازمتوں میں خواتین کے لئے پندرہ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے میں اُس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے کے اندر ہمیں خواتین کو facilitate کرنا چاہئے اور جنس کی بنیاد پر تفریق نہیں ڈالنی چاہئے بلکہ ہمیں اُن کو زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے۔آپ کو 52 فیصد آبادی کے لئے پندرہ فیصد کوٹا نہیں رکھنا چاہئے بلکہ کوٹا سسٹم ختم کر دینا چاہئے۔اگر ہم نے جنس کی بنیاد پر کوٹا سسٹم رکھنا ہے تو پھر خواجہ سراء بھی اس آبادی کا حصہ ہیں لہذا پارلیمنٹ، سرکاری اداروں اور ہر جگہ پر خواجہ سراؤں کا ایک خاص حصہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! پاپولیشن ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بھی حکومت پنجاب کو دے دیا گیا ہے لہذا اس کے لئے بھی ہمیں بجٹ کی اشد ضرورت ہے۔ پنجاب کے اندر بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے ہمیں ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاپولیشن ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں آبادی کو کم کرنے کی بجائے بڑھانے کا سبب بن رہا ہے اس لئے اس کی بھی restructuring کرنے کی اشد ضرورت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پچیس فیصد وزراء اور کابینہ کے بجٹ کی deduction کی بات ہوئی جو میں سمجھتا ہوں کہ ان چند لاکھ روپوں کی deduction سے شاید کوئی impact نہ پڑے لیکن بنیادی طور پر یہ ایک symbolic ہے جو پوری قوم کے لئے ہے۔ وزراء کے حوالے سے low profile life style کی طرف میاں محمد شہباز شریف صاحب کا ایک symbolic step تھا جو بہتر ہے اس کو چلتے رہنا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر جناب وسیم افضل گوندل صاحب ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔اگلے مقرر جناب پرویز رفیق صاحب ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 2012-13 پر بحث میں حصہ لینے کی دعوت دی۔

لگا کے آگ شہر کو یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا آج شوق بہت
جھکا کے سر کو سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور شوق سلامت ہو شہر اور بہت

جناب چیئرمین! میں پنجاب کی اقلیتوں اور صوبہ بھر کی عوام کی طرف سے موجودہ بجٹ کو دھوکا، فریب اور غیر منصفانہ تقسیم اور سرکاری اعداد و شمار کی غلط تشہیر کو مسترد کرتے ہوئے اس پر افسوس اور دکھ کا اظہار کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ اس بجٹ کو نہ صرف tax free بلکہ minority free بجٹ قرار دیتا ہوں کیونکہ اگر آپ 12-2011 اور 13-2012 کے بجٹ کا موازنہ کریں تو حکومت پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق پوری آبادی میں سے اقلیتوں کی آبادی تین فیصد ہے۔ 12-2011 کے بجٹ میں 22 کروڑ روپے رکھے گئے اور اس سال وزیر خزانہ جس طریقہ سے وہ وزیر خزانہ بنے اور جس بڑی گھناؤنی سازش کا اس معزز ایوان کے ممبر رانا آصف شکار ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کی اور ان کی پارٹی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جب بھی بجٹ آتا ہے تو یہ اقلیتوں کو لولی پاپ دینے کے لئے ان کا وزیر خزانہ مقرر کرتے ہیں لیکن اس بار انہی کی پارٹی نے یہ بھی سازش کی اور انہیں بجٹ نہ پڑھنے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ بھر کی اقلیتیں اب مکمل طور پر باشعور ہو چکی ہیں اور وہ حکومت پنجاب اور خیمہ وزیر اعلیٰ کے جھوٹے وعدے اور دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ آپ نے اقلیتوں کے لئے رکھا کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کو 32 کروڑ روپے کا دھوکا اور ہوا دینے پر دو صفحات پر ADP کو احتجاجی طور پر پھاڑتا ہوں کہ پنجاب بھر کی اقلیتیں اس سے کچھ بھی اخذ نہیں کرتیں اور 12-2011 کا جو بجٹ پیش کیا گیا تو آپ revise estimate اٹھا کر دیکھیں تو یہاں پر figure nil ہے اور صرف دو کروڑ روپے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ دو کروڑ روپے بھی خرچ ہوئے ہیں۔ 30 لاکھ کی آبادی پر اگر دو کروڑ روپے تقسیم کریں تو پنجاب حکومت نے فی کس -/6 روپے خرچ کئے اور آئندہ وعدہ کیا کہ 32 کروڑ روپے دے رہے ہیں۔ آبادی کے تناسب سے 250۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ صوبہ میں رکھا گیا ہے تو اس تناسب سے اس کا تین فیصد لیا جائے تو بھی 7.5۔ارب روپے اقلیتوں کا بنیادی حق ہے۔اب 7.5۔ارب روپے اور دو کروڑ اور 22 کروڑ روپے آپ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کے پاس پچھلے پانچ سالوں میں اقلیتوں کے لئے کوئی جامع منصوبہ اور پالیسی نہیں بن سکی جس پر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ

حکومت میں بیٹھے ہوئے اور خادم اعلیٰ کا دعویٰ کرتے ہوئے انہیں صوبے کی 30لاکھ آبادی کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کرنی آئی۔آپ نے 14۔ارب روپے خواتین کے لئے رکھے،1.5۔ارب روپے یوتھ کے لئے رکھے لیکن20کروڑاوراس میں بھیcapital developmentمیں2کروڑروپےاور ریونیوڈویلپمنٹ میں20کروڑروپے رکھاہے جس کاپتاہی نہیں کہ پیسے کہاں سے آئیں گے، پیسے کون دے گااورپیسوں کو کون استعمال کرے گااور یہ پیسے کہاں استعمال ہوں گے ؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پانچ سالوں میں اقلیتوں نے موجودہ حکومت سے مایوسیوں،دکھوں،لاشوں،زخمیوں اور حملوں کے علاوہ کچھ نہیں پایااور یہ خیمہ وزیراعلیٰ ہمیں بتائیں۔

جناب چیئرمین! لا اینڈ آرڈر پر بات کریں تو بتایا جائے کہ اقلیتوں کے لئے ماڈل ٹاؤن، گڑھی شاہو، سانحہ گوجرہ ہم نے دیکھا۔کیا حکومت نے کوئیprecautionary measuresلئے تو مجھے اس Houseمیں بتایا جائے کہ کتنی مسیحی یا اقلیتی شخصیات ، اقلیتی املاک اور اقلیتی عبادت گاہوں میں واک تھروگیٹ رکھا گیاہے، کہیں پر کوئی پولیس تعینات کی گئی ہے ؟خیمہ وزیراعلیٰ کے گھر پر ساڑھے آٹھ سو پولیس والے تعینات ہیں لیکن30لاکھ اقلیتوں کا کوئی محافظ نہیں ہے۔اس حکومت کی sincerityدیکھیں،ان کا visionکیاہے؟یہ کہتے ہیں کہ ہمارا visionہے کہ:

Protection of human rights and development of religious minorities

اب مجھے بتائیں کہ religious minorityکیdevelopmentدو کروڑ روپے سے ہو سکتی ہے؟ میرے پاس سرکاری اعداد و شمار ہیں کہ گزشتہ سال والیم2صفحہ نمبر254پر صرف دو کروڑ روپےاور20کروڑروپے کااعلان کیاگیاتو یہ nilہے۔

جناب چیئرمین!ہماری گزارش ہے کہ پنجاب کی اقلیتیں اب اس دھوکے میں نہیں آئیں گی جس طرح انہیں گمراہ کیا جارہاہے اور آپ کہتے ہیں کہ لیپ ٹاپ تقسیم کئے اور جناح کالونی وآشیانہ سکیمیں دی ہیں تو مجھے اقلیتی ممبران اٹھ کر بتائیں کہ اقلیتوں کے کتنے لوگ ان سکیموں سے مستفید ہوئے ؟.بجٹ تقریر میں80ہزار نوکریوں کا ذکر کیا تو وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ بتائیں کہ ہمارے کتنے لوگ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹس میں لگے ہیں، کتنے لوگ جوڈیشری میں گئے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ یہاں پر اعداد و شمار کے مطابق ڈیڑھ کروڑ روپےhuman rightsکیawarenessکے لئے رکھا گیا۔کیاڈیڑھ کروڑ روپےminority fundسے ہی آئے گاکیونکہ یہ انسانی حقوق کی بات ہےاور یہ

مسیحی، مسلم، سکھ، ہندو کے حقوق کی بات نہیں ہے۔ آپ یہ ڈیڑھ کروڑ روپے رکھ کر انسانی حقوق کی دھجیاں اڑا رہے ہیں تو 780۔ارب روپے کا بجٹ میری نظر میں بے کار ہے، بے کار ہے اور بے کار ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!آج ہمیں ان چیزوں پر سوچنا ہے اور میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ دہشت گردی کے ان تمام واقعات کے بعد حکومت نے کوئی جامع اور ٹھوس حکمت عملی نہیں اپنائی اور کوئی precautionary measures یا اقدامات نہیں اٹھائے تو میری گزارش ہے کہ شانتی نگر کے واقعہ کے حوالے سے اس ایوان میں بات ہوئی، ریکارڈ چیک کیا جائے کہ جب شانتی نگر کو جلایا گیا تو اس وقت بھی وزیر اعلیٰ خیمہ وزیر اعلیٰ ہی تھا، گوجرہ جلایا گیا تو بھی خیمہ وزیر اعلیٰ ہی تھا۔

جناب چیئرمین! سرکاری ہسپتالوں میں غریبوں کو مفت دوائی ملتی ہے اور جب غیر مسلم مریض وہاں پر جاتے ہیں تو انہیں کہہ دیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کے فنڈز سے دوائی آتی ہے لہذا انہیں نہیں دی جاسکتی۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہو، ٹیوٹا میں بھی ہمارے لوگوں کو داخلہ نہیں ملتا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا استری کا کام سیکھنے اور الیکٹریشن بننے کے لئے ہمیں مسلم ہونا پڑے گا؟ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کیونکہ جب ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں تو کوئی نہیں کہتا کہ غیر مسلم ہے اس سے پراپرٹی ٹیکس کم لو، کوئی نہیں کہتا کہ اس سے کرایہ کم لو اور ہم یہ چاہتے بھی نہیں کہ یہ کہا جائے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ملک کی تعمیر و ترقی میں ہمارا کردار برابر کا ہے وہ ہم ادا کریں لیکن آج اقلیتوں کا نمائندہ ہونے کے تحت آپ کو بتا رہوں اور اس معزز ایوان کو باور کروا رہا ہوں کہ آپ سرائیکی صوبہ اور ہزارہ صوبہ کی بات کرتے ہیں، بہاولپور صوبہ کی بات کر رہے ہیں، بین الاقوامی برادری اور پاکستان اور صوبہ کے مسیحی عوام دیکھ رہے ہیں کہ ابھی ہمیں ان چیزوں پر سوچنا پڑے گا کیونکہ اس بجٹ کی کتاب نے ہمیں دکھ کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ میں کہتا ہوں کہ شرم آتی ہے مجھے یہاں پر بیٹھنے اور بجٹ تقاریر سننے پر لیکن ہم جمہوری روایات کے علمبردار ہیں۔ جناب آصف علی زرداری صاحب نے کہا کہ وہ جمہوری گند ہے جو انہوں نے قومی اسمبلی میں ڈالا ہے تو ہم پنجاب اسمبلی میں اس روایت کو برقرار نہیں رکھیں گے بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی عظیم روایات کو سامنے لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرمین! میری چند ایک گزارشات ہیں کہ آبادی کے حوالے سے جناح ہاؤسنگ سکیم اور آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بے شک ہمیں پتا ہے کہ یہ فلاپ اور ڈرامہ ہیں لیکن یہاں پر اقلیتوں کا کوٹا رکھا جائے۔ اس کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے اقلیتوں کی جتنی بھی بڑی مذہبی عبادت گاہیں ہیں وہاں

پر سکیورٹی کو یقینی بنایا جائے۔ جس طرح تمام واقعات کی پہلے پنجاب حکومت ذمہ دار ہے آئندہ بھی میں سمجھتا ہوں، گویہ ان کا آخری بجٹ ہے اور صوبے کی عوام شکر کر رہی ہے کہ یہ آخری بجٹ پیش کر رہے ہیں اور اس کے بعد یہ چلے جائیں گے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اقلیتوں کے لئے پروفیشنل ڈگریوں میں پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں میں جس طرح ہمارے ممبران ذکر کر رہے تھے کہ بیس نمبر حفظ قرآن کے ہیں۔ میں نہیں چاہتا میرا اس پر واضح stand ہے کہ ہم پروفیشنل ڈگریوں میں مذہب کو نہ لے کر آئیں۔ پروفیشنل ڈگریوں کو مذہب کی بنیاد پر چیلنج نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! آخری بات یہ ہے کہ میں لاء اینڈ پارلیمانی سیکرٹری جن کا تعلق اقلیت سے ہے، ان کو کہتا ہوں کہ پانچ سال ہو گئے ہیں اس ایوان کی Human Rights and Minority کی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بن سکی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی حکومت کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔اگلے مقرر ہیں سردار دوست محمد خان کھوسہ!

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بالآخر بات کرنے کا موقع دیا۔اس ایوان کی عزت اور تکریم ہم سب کے لئے سب سے اولین ہونی چاہئے۔ بظاہر تو میرا تعلق اس ایوان کے ساتھ 2008 میں جڑا ہے لیکن میں اس ایوان کی کارروائی کم و بیش 1985 سے دیکھتا آ رہا ہوں۔اُس وقت وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف ہوا کرتے تھے اور اپوزیشن لیڈر مخدوم زادہ حسن محمود جیسے شخص ہوا کرتے تھے۔اُس وقت سے لے کر آج تک جو روّیے اسمبلی میں سامنے آئے ہیں چونکہ میں تو پہلی دفعہ اس اسمبلی میں آیا ہوں ان کو دیکھ کر کچھ افسوس بھی ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے اعتماد کو لے کر ہم ان ایوانوں میں آتے ہیں اور یہاں پر آ کر جس الجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں وہ انتہائی غیر مناسب ہے۔ہمیں اپنے جذبات اور احساسات کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے اپنے صوبے اور اپنے صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے بات کرنی ہے نہ کہ اپنی ذاتی پسند ناپسند کو سامنے رکھتے ہوئے کسی پر تنقید کرنی ہے یا بات کرنی ہے۔حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن کے بنچ ہوں ہمارا بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی یہ حق ہے کہ ہم اپنے علاقے، اپنے صوبے، اپنی گورنمنٹ کی positive باتوں کا بھی تذکرہ کریں اور نقائص کو بھی عوام کی بہتری کے لئے یہاں پیش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی حکومت perfect نہیں ہو سکتی لیکن اس کو perfect بنانے کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے۔ وہ کوشش اس ایوان میں بیٹھے نمائندے ہی کر سکتے ہیں کیونکہ grass roots level سے یہی لوگ منسلک ہیں۔ انہی لوگوں کا تعلق بنیادی سطح سے لے کر ان ایوانوں تک آتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایم پی ایز یا ایم این ایز کو بوقت ضرورت بلایا جاتا ہے otherwise جب صوبے اور عوام کی بہتری کے لئے پالیسیاں بن رہی ہوتی ہیں تو وہ تمام تر معاملات بیوروکریٹس کے ذمے ڈال دیئے جاتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: یہ بات میں کسی تنقید کے حوالے سے نہیں بلکہ اس صوبے کی بہتری کے حوالے سے کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنے روّیے اب تبدیل کرنے ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

عوامی نمائندوں کو مزید involve کرنا ہوگا، میں اپنی مثال یوں دیتا ہوں کہ جو ضروریات ڈیرہ غازی خان کی ہیں وہ ضروریات شاید لاہور کی نہ ہوں۔ جو ضروریات راجن پور کی ہیں شاید وہ ضروریات فیصل آباد، گوجرانوالہ یا راولپنڈی کی نہ ہوں۔ جب تک ان علاقوں کے رہنے والے لوگ اور ان کے نمائندوں کو consult نہیں کیا جائے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ اُس وقت تک اِس صوبہ یا کسی بھی صوبے کے اندر کوئی بہتری آسکتی ہے۔ گورنمنٹ کی overall performance دیکھیں چاہے وہ فیڈرل گورنمنٹ ہو یا چاروں صوبائی حکومتیں ہوں۔ ان کی رپورٹیں ایوان میں پیش کی جاتی ہیں، اُن پر کوئی بات کی جاتی ہے اور نہ ان کو analyze کیا جاتا ہے کہ ہماری shortfalls کہاں ہے؟ اگر Agriculture Department کے حوالے سے صوبہ پالیسی مرتب کرتا ہے تو اُس پالیسی کے رزلٹ دیکھنے ہیں۔ جن کے لئے یہ پالیسیاں بنائی جاتی ہیں کیا ان لوگوں کو benefit ہوا یا نہیں؟ یہاں اس ایوان میں، میں سمجھتا ہوں کہ 60 فیصد نمائندے دیہی اور زرعی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب زرعی levle پر کوئی پالیسی بنائی گئی تو کیا ان کو consult کیا گیا؟ اگر consult کیا گیا تو پھر اس کے وہ نتائج کیوں نہیں آئے جو نتائج حکومت چاہتی ہے یا عوام چاہتی ہے۔ خادم اعلیٰ صاحب کے وژن کے اوپر مجھے کوئی شک نہیں ہے لیکن اِس وژن کی implementation کا جو طریق کار ہے اُنہیں اس پر غور کرنا چاہئے اور اس پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم اُن کے بازو ہیں، ہم اُن کے ورکرز ہیں۔ یہ ایوان اُن کی طرف دیکھتا ہے، اُن کی حکومت کی طرف دیکھتا ہے خواہ حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن کے بنچ ہوں۔ اس صوبے میں خوشحالی آئے، اس صوبے میں

بہتری آئے۔لاہور کے پورے سیاسی ماحول میں یا جغرافیائی حوالے سے اُس کی ایک اپنی حیثیت ہے۔ یہاں پر تعمیر و ترقی جتنی اہم ہے اتنی ہی تعمیر و ترقی راجن پور میں بھی اہم ہے۔جتنی تعمیر و ترقی فیصل آباد کی اہم ہے اتنی ہی تعمیر و ترقی بہاولپور کی بھی اہم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم اپنے last period میں ہیں۔ ہمیں اب زیادہ focus ان پالیسیوں پر کرنا ہوگا،ان چیزوں پر کرنا ہوگا جس سے ایک محرومی کا تاثر جو خاص طور پر جنوبی پنجاب میں پیدا ہوتا جارہا ہے اس تاثر کو ختم کرنا ہوگا۔

جناب چیئرمین!یہاں پر میرے قابل احترام ممبران جنوبی پنجاب سے بھی بیٹھے ہیں۔ میں نے کل یہاں پر اپنے ایک معزز دوست کی گفتگو سنی جنہوں نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے کچھ figures quote کئے۔ مجھے ان figures پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان figures کی utilization پر ایک بہت بڑا question mark ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جیو خادم حسین۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اپنے معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ کسی کو کسی نام سے نہ بلایا جائے۔ ہمارے لئے وہ بہت قابل احترام ہیں اور ہمارے لئے یہ بھی بہت قابل احترام ہیں۔اگر ہم اُن کے بارے میں بات سنیں گے تو پھر ہم اِن کے بارے میں بھی بات سنیں گے۔ میرے خیال میں ہمیں کسی کی ذات کے اوپر کوئی بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں پالیسیوں کے اوپر بات کرنی چاہئے۔ فوڈ سٹیمپ سکیم چلی،اس کا کیا بنا؟ میرے خیال میں پورا ایوان جانتا ہے کہ کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔ سستی روٹی کا وژن اچھا تھا کہ غریب کو سستی روٹی ملے اس پر کیوں نہ کام ہوا؟اس میں خادم اعلیٰ کا کوئی قصور نہیں ہے۔اس پروگرام کے جو ذمہ دار تھے جنہوں نے اس پروگرام کو چلانا تھا اُن سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!سیلف فنانس سکیم ایک بہت اچھا وژن ہے۔ لوگوں کو بجائے لائنوں میں کھڑے کرکے ان کو ہزار ہزار یا دو دو ہزار روپے دیئے جائیں اور ان کو بھکاری بنانے کی طرف لے جایا جائے اس سے بہتر ہے کہ ان کو خود انحصاری کی طرف لے جایا جائے۔ میری محترم وزیر خزانہ سے یہ تجویز ہے کہ جتنا ہم خود انحصاری کی طرف جائیں گے اتنا ہی ہمارے وقار میں اضافہ ہوگا۔ بجائے اس طرح کی سکیمیں جہاں پر ہم گورنمنٹ کی کسی نہ کسی چیز پر dependent ہوں کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم گورنمنٹ کی امداد سے self dependent ہوں۔ ہمارے بچے، ہمارے صوبے کے غریب غرباء کے

بچے جن کے لئے دانش سکول کے حوالے سے ایک بہت ہی خوبصورت vision بنایا گیا ہے۔ میں اکثر یہ بات quote کرتا آیا ہوں اور آج پھر میں یہاں پر ان کی خدمت میں یہ بات پیش کروں گا کہ دانش سکول سسٹم کے سلسلے کو اور اس کے نظام کو ایسا بنانا چاہئے کہ وہ آج بھی چلیں، آنے والے وقتوں میں بھی چلیں اور وہ کسی کے اوپر dependent نہ ہوں، وہ کسی NGO یا کسی local philanthropist پر dependent نہ ہوں، یہ گورنمنٹ کا vision ہے اور چیف منسٹر صاحب کا ایک vision ہے اس کو constant رکھنے کے لئے گورنمنٹ کو اس پر خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ آنے والے وقتوں میں ہم نے جن غریب کے بچوں کو وہاں پر پڑھانے کے لئے بھیجنا ہے ان کے لئے یہ مشکلات نہ ہوں، یہ سکولز کل کو پرائیویٹ نہ ہوں اور جس commitment کے ساتھ چیف منسٹر نے دانش سکول کے لئے اس پروگرام کو launch کیا ہے، کل کو آنے والے وقتوں میں اس ایوان میں کسی کی حکومت ہو، یہ آج میں نہیں کہہ سکتا لیکن اگر کل کو آنے والی حکومت اس mindset کی نہ ہوئی تو کیا وہ اس دانش سکول کو اسی طرح سے چلائے گی جس طرح سے آج دانش سکول کی commitment ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میری ان سے درخواست یہ ہے کہ دانش سکول سسٹم کو ایک constant system بنانے کے لئے حکومت کو اس میں اپنی maximum input ڈالنی چاہئے اور constantly forever ڈالنی چاہئے تاکہ یہ سسٹم فیل نہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اپنے معزز ممبران کو کہوں گا کہ میری بات مکمل ہونے دیں۔ میں چند ہی منٹ میں اپنی بات مکمل کر رہا ہوں۔ بات روّیوں کی ہے اگر ہمارے روّیے ماضی میں ٹھیک ہوتے، میں صرف اس حکومت کی بات کر رہا ہوں، وفاقی حکومت کی بات کر رہا ہوں اور نہ ہی صوبائی حکومت کی بات کر رہا ہوں۔ بہت سارے نقائص وفاقی حکومت میں بھی ہوں گے اور تھوڑے بہت نقائص ہماری حکومت میں بھی ہوں گے ہمیں practically approach رکھنی چاہئے اور ایک بہتر approach رکھنی چاہئے تاکہ ہمارے لوگ ہم سے، ہماری حکومت سے اور اس ایوان سے benefit اٹھا سکیں۔ انہی روّیوں کی وجہ سے آپ دیکھئے کہ پچھلے کئی سالوں سے چلتی ہوئی ایک بات کہ جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنایا جائے اس کو تقویت نہیں مل رہی تھی لیکن اب جنوبی پنجاب کے افراد میرے خیال میں حکومتوں کے روّیوں سے تھک چکے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "
کھوسہ صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! جنوبی پنجاب میں جو بات کل تک گھروں میں discuss کی جاتی تھی آج وہ گلی محلوں اور ان ایوانوں میں discuss کی جارہی ہے۔ میری اپنے معزز اور محترم بھائی سے تجویز ہے کہ اگر مرکزی حکومت کاش! اگر آج یہاں پر اپوزیشن لیڈر صاحب موجود ہوتے تو ان کے توسط سے میں یہ بات وفاقی حکومت تک پہنچانے کی کوشش کرتا لیکن آج ہمارے فنانس منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں، آپ کے توسط سے یہ بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری حکومتیں خواہ وہ مرکزی یا صوبائی حکومتیں ہوں، خواہ پنجاب کی ہو، سندھ کی ہو، بلوچستان کی ہو یا خیبر پختونخواہ کی ہو اگر وہ خواہش مند ہیں کہ پنجاب میں جنوبی پنجاب کا جو خطہ ہے وہ ایک علیحدہ صوبہ بنے تو پھر اس کے لئے یہ قرار دادیں ناکافی ہیں، اس کے لئے ہمیں کچھ عملی اقدامات بھی اٹھانے پڑیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"کھوسہ صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

MR CHAIRMAN: Please order in the House.

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! مجھے آج آپ یہ بات کہنے دیجئے کہ پچھلے دنوں خادم اعلیٰ پنجاب کی گفتگو سن کر کچھ تسلی بھی ہوئی اور کچھ امید بھی جاگی کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کی جو محرومیاں ہیں وہ شاید اب دور ہونے چلی ہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کی کہ جنوبی پنجاب کی جو ایک آواز تھی، غالباً اگر میں misquote کر رہا ہوں یا الفاظ تھوڑے ادھر اُدھر ہوں تو میں معذرت چاہتا ہوں لیکن بات یہ تھی کہ پنجاب کو تقسیم کرنے کی سازش ناکام بنادی۔ پنجاب کو تقسیم کرنے کی سازش تو ہر انسان یہاں پر ناکام کرے گا، ہر شخص جو یہاں پر بیٹھا ہے وہ اس ملک اور اس ملک کے صوبوں کو کسی سازش کے ذریعے تقسیم ہونے کو ناکام کرے گا لیکن ضروریات کے پیش نظر اگر یہ مطالبہ ہو کہ جنوبی پنجاب یا پوٹھوہار یا کسی اور صوبہ میں کوئی اور صوبہ بننا چاہئے تو میرے خیال میں اس پر تنگ نظری نہیں ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! مرکز والے حکمرانوں کی طرف سے اور نہ صوبوں کے حکمرانوں کی طرف سے تنگ نظری ہونی چاہئے اور اسی چیز کے پیش نظر کیونکہ میں unfortunately اُس سیشن میں نہیں تھا جب یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے قرارداد پیش ہوئی تھی۔ مجھے افسوس بھی ہے اور افسوس

رہے گا کہ اس دن میں یہاں پر موجود نہیں تھا لیکن آج اس قرارداد کو ایک قدم آگے لے جانے کے لئے میں اپنے محترم وزیر خزانہ صاحب کو آپ کے توسط سے تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ رحیم یار خان، راجن پور سے لے کر، بھکر سے لے کر جو شخص اپنا کام لے کر لاہور آئے یعنی کسی کی پیشی ہو یا کسی کی سروس کا issue ہو یا کسی کا منصوبہ ہو تو یہاں پر آتے ہی اس کو پتا لگے کہ آج سیکرٹری صاحب یہاں موجود نہیں ہیں اور آپ کی پندرہ دن بعد کی پیشی ہے، یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ گیارہ گھنٹے کا سفر کر کے ایک شخص یہاں پر آئے، اس کی امداد اس کو مل سکے اور نہ اس کا حق اس کو مل سکے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! انہی چیزوں کی وجہ سے اور انہی رویّوں کی وجہ سے ہمارے خطے میں آج ایک علیحدہ صوبہ کی آواز اٹھی ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"کھوسہ صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ House کو in order کریں تاکہ میں اپنی بات کو مکمل کر سکوں۔

جناب چیئرمین: چلیں! اپنی بات کریں۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میرے چیف منسٹر کا vision ہے کہ اس صوبہ کے ہر شخص کو اس کا حق اس کی دہلیز پر ملے۔ اگر آپ اس کو واقعی ہی implement کرنا چاہتے ہیں تو پھر میری تجویز ہے کہ پنجاب حکومت کا ایک سب سیکرٹریٹ جنوبی پنجاب میں بنایا جائے، خواہ وہ بہاولپور میں بنائیں، خواہ وہ ملتان میں بنائیں اور خواہ ڈیرہ غازیخان ڈویژن میں بنائیں لیکن ایک سب سیکرٹریٹ وہاں پر موجود ہونا چاہئے جس کو ایک ACS level کا شخص head کرے، ایک ایڈیشنل آئی جی پولیس کی طرف سے وہاں پر تعینات ہو اور جو یہاں پر بیٹھے ہوئے سپیشل سیکرٹری ڈیپارٹمنٹ کو handle کر رہے ہیں وہ وہاں پر بیٹھیں اور لوگوں کے معاملات کو حل کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ایک محکمہ کا سیکرٹری بھی لاہور میں موجود، اسی محکمہ کا سپیشل سیکرٹری بھی لاہور میں موجود، اسی محکمہ کا ایڈیشنل سیکرٹری بھی لاہور میں موجود اور اسی محکمہ کا ڈپٹی سیکرٹری بھی لاہور میں موجود ہو تو وہاں کے لوگوں کو آپ کیا انصاف دیں گے؟ میری آپ کو یہ تجویز ہے کہ مہربانی فرما کر اس صوبہ کی بھلائی کے لئے اور اس صوبہ اور اس ملک کی بقا کے لئے اور پنجاب کے

Agricultural hub کی بہتری کے لئے اس تجویز پر فوری عملدرآمد کروائیں۔ حکومت پنجاب کا جنوبی پنجاب سب سیکرٹریٹ ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو11،11 گھنٹے کی مسافت طے کر کے یہاں پر آکر یہ نہ سننا پڑے کہ آج آپ کا معاملہ حل نہیں ہو سکتا لہذا آپ پندرہ دن بعد آئیے یہ ہماری ضرورت ہے اور ہمارا حق ہے۔ میرے معزز جنوبی پنجاب کے ممبران یہاں پر موجود ہیں۔ جنوبی پنجاب کے جو پندرہ یا سولہ اضلاع identify کئے گئے تھے، underprovided اضلاع کا سفر زیادہ سے زیادہ ملتان یا بہاولپور یا ڈیرہ غازیخان تک تین سے چار گھنٹے سے زیادہ نہیں ہو گا یعنی جو شخص اپنی غرض سے اس دفتر میں جائے گا تو وہ صبح اپنے گھر سے نکلے گا اور شام کو واپس اپنے گھر پہنچ جائے گا نہ کہ یہ کہ تین دن پہلے وہ لاہور آئے، دو دن اسے دفتر ڈھونڈنے لگیں اور تیسرے دن ان کو پتا لگے کہ وہاں پر افسر موجود نہیں ہے تو میری آپ سے یہ ایک پرزور اپیل ہے اور آپ کے توسط سے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میری یہ درخواست ہے کہ اس کو جس طرح سے بھی ممکن ہو fine tune کیا جائے لیکن یہ ہماری آج کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب بننا ایک سازش ہے یا کوئی اور یہ سمجھتا ہے کہ جنوبی پنجاب بننا ایک سازش ہے تو اگر لوگوں کو اس ذریعے سے relief مل جائے گا تو وہ سازش خود بخود دم توڑ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے باوجود بھی لوگوں کی ضروریات، لوگوں کے معاملات کا مداوا نہ ہو سکا تو کم از کم from Punjab to another Province ایک smooth transaction تو ہو گی۔ ہم کیوں ایسے حالات پیدا کریں کہ ساہیوال کے مقام پر، خانیوال کے مقام پر، وہاڑی کے مقام پر، میانوالی کے مقام پر، خوشاب کے مقام پر لوگوں نے زنجیریں کھینچی ہوئی ہوں کہ اگر جنوبی پنجاب کے حق میں ہیں تو اس طرف آئیں اگر جنوبی پنجاب کے حق میں نہیں ہیں تو واپس چلے جائیں۔ وہ سازشیں ہوں گی، وہ وقت پھر سازش کا ہو گا، آج ہمارے پاس الحمدللہ یہ اختیار ہے کہ ہم حالات کو سنبھال سکتے ہیں۔ لوگوں کی مشکلات کو حل کر سکتے ہیں، لوگوں کی تکالیف کو دور کر سکتے ہیں تو ہمیں ان کی تکالیف کو دور کرنے میں میرے خیال میں کوئی کمی یا کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے۔ میں جانتا ہوں کہ جو commitment وزیر اعلیٰ صاحب کی اس صوبے کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہے اس کی progress کرنے کے حوالے سے ہے، تعلیم کے حوالے سے ہے، صحت کے حوالے سے ہے، زراعت کے حوالے سے ہے، انڈسٹری کے حوالے سے ہے اور اسی budget document میں، میں نے پڑھا کہ صرف تین اضلاع کے اندر انڈسٹریل سٹیٹ کو propose کیا گیا ہے۔ رحیم یار خان آپ کا upcoming

industrial area ہے اور وہاں پر industry grow کر رہی ہے، ڈیرہ غازی خان جو کہ تین صوبوں کا سنگم ہے اگر ادھر انڈسٹریل سٹیٹ بنائی جاتی تو کیا تینوں صوبے اس سے benefit حاصل نہیں کر سکتے ہیں ؟so ہمیں focus کرنا ہے، ہمیں تجاویز دینی ہیں کیونکہ تنقید تو یہاں پر کوئی بھی کر سکتا ہے۔یہاں پر بیٹھے میرے معزز بھائی بسراء صاحب مجھ پر تنقید کر سکتے ہیں اور میں بھی ان پر تنقید کر سکتا ہوں لیکن اس تنقید کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں ہوگا۔ ہمیں یہاں پر وہ بات کرنی چاہئے جو ہمارے صوبے کے لئے، ہمارے صوبے کی عوام کے لئے، ہماری حکومت کے لئے بہتر ہو اور ہم سب کے لئے بہتر ہو۔اس میں میرے خیال میں ہم سب کو مل جل کر، اس چیز سے بالاتر ہو کر کہ کسی کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے یا کسی کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے یا کسی کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے یا (ف) سے ہے یا (ج) سے ہے۔ان چیزوں سے بالاتر ہو کر ہم نے اپنے صوبے کے لئے، اپنے صوبے کی عوام کے لئے اور اپنے ملک کے لئے سوچنا ہے، اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اس صوبے کو، ہمارے اس وطن کو، ہمارے اس ملک کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب طارق محمود صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب تنویر الاسلام صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔چودھری محمد شفیق!

چودھری محمد شفیق: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! پیپلز پارٹی کے دو مقررین موجود نہیں تھے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کی جگہ اپوزیشن کے کسی معزز ممبر کو موقع ملنا چاہئے کیونکہ مسلم لیگ (ن) کے مقرر نے تو ابھی بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: ایسے نہیں ہوتا۔آپ تشریف رکھیں۔اس کے بعد آپ کے دو معزز ممبران کو موقع دے دیں گے۔(قطع کلامیاں)

چودھری محمد شفیق جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میری اپوزیشن بنچوں سے گزارش ہے کہ یہ ہماری بات بھی غور سے سنیں، شور ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تحمل اور بردباری سے ہماری گفتگو کو سنیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: ہم بھی مسلسل ان کی بات سن رہے ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز ممبران جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے ان کو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان کے ممبران جن کا نام آپ کے پاس لسٹ میں ہے، ان کے پارلیمانی لیڈر نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کہا تھا جن دوستوں کے نام دیئے گئے ہیں ان کو convey کر دیا گیا ہے کہ وہ یہاں پر آئیں اور بجٹ پر اپنی تقریریں کریں۔ اب یہ جو فرما رہی ہیں کہ جو لوگ نہیں آئے ان کی جگہ پر اور لوگوں کو بلایا جائے۔ جو لسٹ کے مطابق ہے ہم انہی کو بلائیں گے اور جو لوگ نہیں آئے ان کے پارلیمانی لیڈران کو دوبارہ ٹائم دلوائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ہم نے تو صرف یہ کہا ہے کہ جو لوگ موجود ہیں ان کو موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی باری پر بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: بسراء صاحب! آپ ہمارے جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ میری بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: آپ فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! ایسا نہ ہو کہ اس ساری گفتگو میں ہمارا ٹائم کاٹ لیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات شروع کریں۔

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! یہ بجٹ جو ہوتا ہے یہ انتہائی اہم ہوتا ہے۔ چاہے یہ صوبے کا بجٹ ہو، چاہے وفاقی بجٹ ہو، یہ ایک بہت اہم دستاویز ہوتی ہے جس میں ہم نے پورے سال کے اخراجات اور آمدن کا تخمینہ لگانا ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے صوبے کو کس طریقے سے چلانا ہے، ہمارے پاس کیا آمدنی ہے، کیا اخراجات ہیں اور ان کو کس طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ میں ایک منٹ میں یہ بات کہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض احمد نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ یہ بجٹ

وزیر خزانہ نے نہیں بنایا، یہ بجٹ خادم اعلیٰ پنجاب نے نہیں بنایا، یہ بجٹ صرف لفظوں کا ہیر پھیر ہے اور یہ بیوروکریسی کا کام ہے کہ انہوں نے اس بجٹ کو ترتیب دیا ہے۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں، وہ صرف تنقید برائے تنقید کر رہے تھے۔ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ بجٹ جب بنایا جاتا ہے اس کو صرف بیوروکریٹ نہیں بناتے بلکہ اس میں ایک ایسی ٹیکنیکل لائن ہوتی ہے یا ٹیکنیکل ٹیم ہوتی ہے جن کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ جو سوچ جو vision آپ کے قائدین، آپ کے لیڈران آپ کے سیاسی فکر رکھنے والے، اس ملک سے محبت کرنے والے، اس صوبے سے پیار کرنے والے لوگ جو ہوتے ہیں وہ مسلسل اپنی ایک سوچ دیتے ہیں، اپنا ایک vision دیتے ہیں۔ وہ ایک پیغام دیتے ہیں کہ اپنے صوبے کی عوام کے لئے اپنے پروگرام کو ترتیب دیتے ہیں۔اس سلسلے میں مسلسل ان سے میٹنگیں ہوتی ہیں، ریسرچ کمیٹیاں ہوتی ہیں، vision committees ہوتی ہیں اور یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ یہ دوست کبھی کہتے ہیں کہ بجٹ رائیونڈ میں بنا تھا، رائیونڈ میں ہمارا قائد رہتا ہے جس کا نام میاں محمد نواز شریف ہے۔ رائیونڈ میں وہ اپنی عوام کے لئے سوچتے تھے جس کے لئے وہ اپنے تھنک ٹینک کو بلاتے تھے اپنی ٹیکنیکل ٹیم کو بلاتے تھے ان کی جو سوچ تھی جو vision تھی وہ پاکستان کے بارے میں سوچتے تھے، ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب جو صرف پنجاب کے لئے سوچتے تھے وہ اپنی تجاویز وہاں پر دیتے تھے اور ان تجاویز پر وہاں discussion ہوتی تھی۔ جب وہ چیزیں تیار ہو جاتی تھیں تو پھر ہم اس ٹیکنیکل ٹیم کو اپنے vision کے مطابق ہدایات دیتے تھے۔آپ میں سے بھی جو کاروباری لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے لئے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ رکھے ہوئے ہیں، اپنے معاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے اپنے اکاؤنٹس منیجر رکھے ہوئے ہیں جو تمام معاملات کو ترتیب دیتے ہیں۔اس کے بعد اس کی وہ ایک بیلنس شیٹ تیار کرتے ہیں جو کہ ان کا ہی کام ہے۔ ہمارے قائدین کا اور ہماری پارٹی کا کام ہے "اپنی سوچ دینا" اپنی فکر دینا اپنے علاقے اور صوبے کی فلاح و بہبود کے لئے پیغام دینا اور پھر اس کے لئے ساری چیزوں کو ترتیب دینا یہ ہے بجٹ اور بجٹ بنانے کا طریقہ۔ ہمارے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس شاندار طریقے سے اپنے قائدین کی سوچ کو لفظوں میں اپنے عوام تک پہنچایا میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔اپوزیشن کسی ادارے، کسی ایوان کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کمزوریاں، وہ چیزیں جن کا ہمیں احساس نہیں ہوتا وہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس کی نشاندہی کرے، اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمارے معاملات کو چیک کرے، یہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ جہاں جہاں وہ feel کرتے ہیں کہ صوبے کے

معاملات صحیح نہیں چل رہے وہ اس کی نشاندہی کریں اور حکومت کا کام ہوتا ہے کہ ان تجاویز کو noteکرے اور ان کاsolutionنکالے تاکہ وہ اس صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو کر سکتی ہے وہ کرے۔ساتھ ساتھ ان کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ ان programmes کو دیکھیں، ان چیزوں کو دیکھیں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کی جارہی ہیں، صرف تنقید برائے تنقید کا سہارا نہ لیں، صرف سیاسی بحث نہ کریں۔میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بجٹ پر محنت کرنی چاہئے اور اس کے اعداد و شمار کے ذریعے بتانا چاہئے کہ ہمیں کہاں کہاں کس کس سیکٹر میں کیا کیا خرچ کرنا ہے۔میں اپنے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کیا سوچتے ہیں، ان کے کیا پروگرام ہیں، ہم یہ بار بار سنتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں دانش سکول بنا دیئے گئے ہیں، ان پر اربوں روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن سے ہمارا کون ساتھی ہے جو کسی دانش سکول میں گیا ہو؟ان کو تو دانش سکول کے visionکا بھی پتا نہیں ہے، ان کو تو دانش سکول کی سوچ کا ہی نہیں پتا، انہوں نے تو دانش سکول دیکھا ہی نہیں ہے۔یہ تو صرف ٹیلیوژن پر تصویریں دیکھتے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ ہمارے وہ پسماندہ علاقے جہاں دانش سکول بنے ہیں، ہماری بہاولپور ڈویژن میں تین دانش سکول بنے ہیں جن میں ایک دانش سکول میرے ضلع رحیم یار خان میں بنا ہے، ایک چشتیاں میں بنا ہے اور ایک حاصل پور میں بنا ہے۔میں اپنے دوستوں کو بتاتا ہوں کہ وہاں بچے کون ہیں، وہاں پڑھتے کون ہیں، یہاں جو ساری ایلیٹ کلاس بیٹھی ہوئی ہے چاہئے وہ گورنمنٹ بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے، جو بڑے بڑے جاگیردار، سرمایہ دار بیٹھے ہوئے ہیں جن کے بچے ایچی سن کالج میں تعلیم حاصل کرتے تھے، جن کے بچے صادق پبلک سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے ان میں سے کسی کا کوئی بچہ دانش سکول میں داخل نہیں ہو سکتا۔دانش سکول میں وہ بچہ داخل ہو گا جس کے سر پر کوئی سایہ نہیں ہے، جس کے والدین نہیں ہیں، جن کے پاس کوئی چیز نہیں ہے، جن کا ذریعہ معاش بالکل نہیں ہے۔جو جنگلوں میں جانور چراتے تھے یہ سب ان کے بچے ہیں۔جن کا کوئی والی وارث نہیں تھا، پورے پنجاب اور پاکستان کی ایلیٹ کلاس جو ان کی طرف نہیں دیکھتی تھی، ان سے ہاتھ ملانا پسند نہیں کرتی تھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایک بہت بڑی سوچ ہے اور انشاء اللہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ان بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر لایا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو دانش سکول دیکھنے کی دعوت دیتا ہوں آپ جا کر ان بچوں کو دیکھیں، ان کی تربیت دیکھیں، ان کی اخلاقی تربیت دیکھیں، ان کی ایجوکیشن دیکھیں، ان کی رہائش دیکھیں، ان کی پڑھائی دیکھیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ ان غریب بچوں کے سر

پر ہاتھ رکھنے والا کون ہے۔یہ دانش سکول بننے چاہئیں اور آپ کو ہمارا ساتھ دینا چاہئے۔ہماری حکومت کے جو تعلیمی ادارے ہیں ان کی جتنی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں، ان کو جتنی facilities دی گئی ہیں اب گورنمنٹ کا کوئی ایسا ہائی سکول نہیں جس میں لیب نہ ہو، جس کی بلڈنگ نہ ہو، جسے missing facilities نہ دی گئی ہوں۔میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جتنا پیسا پچھلے دو سال سے جنوبی پنجاب کو دیا گیا ہے وہ ریکارڈ ہے۔یہ سب یہاں بیٹھ کر صرف سیاسی گفتگو کرتے ہیں، یہ یہاں بیٹھ کر صرف باتیں کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہاں سے وزیر اعظم رہے ہیں، وزیر اعلیٰ رہے ہیں، ایم این اے، ایم پی اے رہے ہیں، وزیر رہے ہیں لیکن یہ جن لوگوں کی بات کرتے ہیں یہ سب سے زیادہ ان کا استحصال کرتے رہے ہیں۔یہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جنہوں نے پچھلے سال بھی جنوبی پنجاب کو بجٹ کا32 فیصد حصہ ہی دیا تھا اور آج بھی انہوں نے جنوبی پنجاب کو32 فیصد ہی دیا ہے۔میں آپ کو بتاتا چلوں کہ اس وقت جنوبی پنجاب میں کیا ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے؟ میں صرف اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: کسی major project کی بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: میں major project کی بات کرتا ہوں آپ مجھے بتائیں کہ بہاولپور میں کتنے میڈیکل کالج اور ہسپتال بن رہے ہیں، کتنے کالج بن رہے ہیں اور کتنی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے ؟ شیخ زید میڈیکل، رحیم یار خان کالج جہاں کوئی چیز دیکھنے کے لئے نہیں تھی۔آج کوئی ایسی facility نہیں ہے جو لاہور میں موجود ہو اور رحیم یار خان میں نہ ہو۔وہاں ہر heart surgery ہو رہی ہے، انجیو گرافی ہو رہی ہے آرام سے میری بات سن لیں میں آپ کو بتاتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: No crass talk please آپ اپنی بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں وومن یونیورسٹی بن رہی ہے، وہاں یونیورسٹی کیمپس ہیں، کالج ہیں اور ہر چیز موجود ہے، جو چیز لاہور میں موجود ہے وہ اس وقت رحیم یار خان میں بھی موجود ہے۔میں ان دوستوں کو بتاؤں کہ رحیم یار خان پورے پاکستان کا سنٹر بنا ہوا ہے۔یہ فیڈرل گورنمنٹ کے نمائندے بیٹھے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اوباڑہ سے لے کر کراچی تک درمیان میں مجھے کوئی ہسپتال بتا دیں جہاں لوگوں کو facilities ملتی ہوں۔ سکھر میں ہے، حیدر آباد میں ہے۔ سوائے کراچی کے۔ صادق آباد والے ہم تو کہتے ہیں کہ وہاں سے بیٹھ کر چھ سو کلو میٹر طے کر کے لاہور آتے ہیں لیکن کبھی آپ نے سوچا کہ اوباڑہ سے کراچی 650 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔وہ بے چارے لوگ جن کے پاس

ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے۔یہاں تو سڑکیں ہیں اور باقی سب کچھ بھی موجود ہے لیکن وہ لوگ کراچی کیسے پہنچتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہر شخص کو اس کے حقوق ملنے چاہئیں، ہر شخص کو پوری facilities ملنی چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل انتظامی بنیادوں پر صوبے بننے چاہئیں لیکن لسانی بنیادوں پر نہیں، ایک دوسرے میں تفریق پیدا نہ کرو۔ میری گزارش ہے کہ آپ تنقید کریں لیکن مجھے صرف یہ بتائیں کہ لیپ ٹاپ کس کو مل رہا ہے، کن بچوں کو مل رہا ہے؟ میرے اقلیتی بھائی یہ کہتے تھے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اقلیتی بچوں کو نہیں ملے؟ جو shinning طالب علم تھے ان سب کو میرٹ کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں۔ اسی طریقے سے گرین ٹریکٹر سکیم میں جو سبسڈی دی گئی ہے میرے ہاتھ سے میرے اپنے مخالفین ٹریکٹر لے کر گئے ہیں۔ میرے معزز اقلیتی ممبر پرویز رفیق صاحب چلے گئے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا تھا کہ ہمارے ضلع میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے لوگ ٹریکٹر لے کر گئے ہیں، انہیں جناح آبادی میں پلاٹ ملے ہیں، کچی آبادیوں میں پلاٹ ملے ہیں as a Graduate ان کو زمینیں بھی دی ہیں۔ اقلیتی برادری ہمارے بھائی ہیں ان کے پورے حقوق ہیں۔آئین میں ان کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کیا ہے؟ آپ تو بڑے بڑے محلوں میں رہنے والے لوگ ہیں ان غریبوں سے پوچھو جن کی بیس ہزار آمدنی ہے اور ان کے قرعہ اندازی میں نام نکلے ہیں، بنکوں سے انہیں قرضہ مل گیا اور وہ اب اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں۔آپ کو کیا تکلیف ہے اور ہمیں کیا تکلیف ہو سکتی ہے؟ ہم تو یہاں بیٹھ کر صرف تنقید کر سکتے ہیں لیکن جو اصل چیز ہے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ہمارے علاقے میں سیلاب آیا تھا اس دوران وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں کام کیا تھا دن رات محنت کی تھی، ماڈل ویلیج دیکھیں ان لوگوں کو گھر دیئے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! اگر ییلو کیب سکیم دی جا رہی ہے تو کیا چودھری شفیق یا میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے کسی کو ٹیکسی دے دی ہے؟ وہ تو شاید آپ ہی لے گئے ہوں آپ کا نام نکلا ہو وہاں کسی کی پہچان نہیں تھی وہ کون تھا وہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا تھا، وہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا تھا، وہ مسلم لیگ سے تعلق رکھتا تھا یا وہ اقلیت سے تھا؟ جس کا نام نکلا اس کو وہ ٹیکسی ملی ہے اور آپ بھی اس میں سفر کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! میں حقیقت حال آپ کو بتا رہا ہوں۔ حزب اختلاف تنقید کرے یہ ان کا حق بنتا ہے اور ہمارا کام ہے کہ ان کی تنقید کو بردباری اور حوصلے سے سنیں تاکہ ہمیں اپنی کمزوریوں کا پتا چل جائے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! مہربانی کر کے conclude کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے کے 620 سکولوں میں missing facilities کے لئے اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ صرف وہ سکول بچے ہوں گے جو کہ جاگیرداروں اور وڈیروں نے اپنے ڈیروں پر بنائے ہوئے ہیں ورنہ میرے ضلع میں اب کوئی ایسا سکول نہیں ہے کہ جس کی missing facilities نامکمل ہوں۔ سب سکولوں کی missing facilities مکمل ہو چکی ہیں۔ اب ہمارے جنوبی پنجاب میں upgradation کے تحت انیس گرلز سکول اور چار بوائز کالج بنائے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس طریقے سے صحت کے شعبے میں بھی بہت کام ہو رہا ہے۔ ڈی جی خان میں میڈیکل کالج بن رہا ہے، اس کے لئے رقم مختص کی گئی ہے اور وہاں پر کلاسیں بھی شروع ہو چکی ہیں۔ اسی طرح بہاولپور میں چار سو بستروں پر مشتمل ایک بڑا ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ ملتان میں برن یونٹ بن رہا ہے۔ یہ سب جنوبی پنجاب میں ہو رہا ہے۔ شیخ زید میڈیکل کالج میں ایک بہت بڑا ایمرجنسی سنٹر بنایا جا رہا ہے جو کہ 125 بستروں پر مشتمل ہو گا۔ یہ آخری مراحل میں ہے شاید اتنا بڑا ایمرجنسی سنٹر کسی اور جگہ پر موجود نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! اب کافی وقت ہو گیا ہے اس لئے conclude کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب والا! اسی طریقے سے بہاولپور میں ایک کڈنی سنٹر بن رہا ہے۔ ہمیں یہ تنقید نہیں کرنی چاہئے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا۔ ہم میں سے جتنے لاہور کے بارے میں تنقید کرتے ہیں ان سب کی families لاہور میں رہتی ہیں۔ ہمارے تمام ممبران، وڈیرے اور وزیر سب لاہور میں رہنے والے ہیں۔ اگر آپ لاہور کے ساتھ دوسرے شہروں کو compare کرتے ہیں تو پھر آپ کو اسی طریقے سے کراچی، کوئٹہ، پشاور اور اسلام آباد کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر جگہ اور شہر کی اپنی اپنی ضرورت ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقے کی demands اور ضروریات ہمیں ملنی چاہئیں۔ جنوبی پنجاب کا حق اس علاقے کو ملنا چاہئے۔ ہم نے اپنا حق اپنی حکومت

سے لینا ہے اور یہ حق ہم نے بھائی چارے اور کھینچ کر بھی لینا ہے۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت مہربانی

جناب چیئرمین: اب محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ بات کریں گی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ اس اجلاس میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ دوسری صوبائی اسمبلیوں اور حکومتوں پر تنقید کی جارہی ہے جو کہ مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں اور خدیجہ عمر صاحبہ کو بات کرنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آخر کار مجھے بات کرنے کا موقع مل ہی گیا جبکہ مجھے لگ رہا تھا کہ شاید موقع نہ ملے کیونکہ ایک ہی طرف سے تین تین لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیا جارہا ہے اور ہماری باری کوئی دسویں نمبر پر آرہی ہے۔ میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گی یہ so-called بجٹ تقریر کم تھی اور سیاسی تقریر زیادہ لگ رہی تھی۔ جس دن یہ بجٹ تقریر ہوئی اس دن ہمارے so-called خادم اعلیٰ صاحب بہت ہی جوشیلے نظر آرہے تھے۔ ویسے تو وہ اکثر نظم پڑھتے ہوئے اور گانے گاتے ہوئے جوشیلے ہو جاتے ہیں لیکن جس دن ہمارے محترم ہنگامی وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر پڑھی اس روز خادم اعلیٰ بہت جوش میں نظر آئے ہیں۔ میں اپنے وزیر خزانہ کو بھی داد دیتی ہوں کیونکہ ان کو ہنگامی تقریر کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ میں ان کو rescue وزیر کا خطاب دینا چاہتی ہوں کیونکہ مشکل حالات میں اس حکومت کے پاس یہی ایک وزیر ہیں جو ان کے کام آتے ہیں۔ خادم اعلیٰ کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ یہ ان کے ہر مشکل وقت میں ساتھ رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے لئے ایک compliment ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جی، بالکل۔ میں عرض کر رہی تھی کہ خادم اعلیٰ بجٹ تقریر کے دن بہت جوشیلے تھے اور جوش میں زور زور سے desk بجا رہے تھے تاکہ دوسرے ممبران بھی ان کو دیکھ کر desk بجائیں۔ اس روز مجھے تھوڑا سا خدشہ تھا کہ کہیں ان کا blood pressure high نہ ہو جائے، کہیں یہ نہ ہو کہ Rescue-1122 کو یہاں پر بلانا پڑ جائے اور پھر ان کو Rescue-1122 اور چودھری پرویز الٰہی کے تمام منصوبوں کی قدر آئے۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن ہمیں یا کسی کو بھی کسی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے اور میں اس بات کی گارنٹی دیتی ہوں کہ جب بھی ضرورت پڑی یا ان کا بلڈ پریشر ہائی ہوا تو Rescue-1122 ہی ان کے کام آئے گی۔

جناب چیئرمین!یہاں پر ہمارے محترم ایمرجنسی وزیر خزانہ نے بلوچستان Cardiac Institute کا ذکر بڑے جوش سے کیا ہے۔اس حوالے سے کہا گیا کہ امن وامان کی خراب صورتحال کی وجہ سے بلوچستان میں یہ نہیں بن سکا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وزیر آباد Cardiac ہسپتال اب تک کیوں مکمل نہیں ہو سکا؟ خادم اعلیٰ صاحب کو معلوم ہو گا کہ وزیر آباد پنجاب کے اندر ہے وہ وزیرستان میں نہیں ہے اگر وہ رائیونڈ، لاہور اور کیمپ سے باہر نکل کر دیکھیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ وزیر آباد بھی صوبہ پنجاب کا حصہ ہے۔اس ہسپتال کو کیوں functional نہیں کیا گیا؟اس کا structure بالکل تیار پڑا ہے پھر اس ہسپتال کے پراجیکٹ کو حسد کی نذر کیوں کر دیا گیا ہے؟ان کا یہی حسد اور انتقام ملتان Cardiac ہسپتال کے حوالے سے بھی نظر آیا ہے کیونکہ انہوں نے چودھری پرویزالٰہی دل ہسپتال کے نام کو تبدیل کر دیا ہے۔ وہاں کے ہر آدمی نے یہ کہا کہ یہ چودھری پرویزالٰہی دل ہسپتال ہے۔ تختیاں اُتار دینے یا لگا دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔لوگوں کے دلوں میں چودھری پرویزالٰہی کا نام ہے۔ان کی تختیاں اُتار دینے سے لوگوں کے دل نہیں بدلیں گے اور لوگوں کے دلوں سے ان کا پیار و محبت ختم نہیں ہو گی۔ موجودہ وزیر اعلیٰ کو بڑے بڑے خطاب ملے ہیں میں کہتی ہوں کہ ان کو تختی اعلیٰ اور تختی چور وزیر اعلیٰ کا خطاب بھی دے دیں کیونکہ وہ اس کام میں ماہر ہیں۔ میں یہاں پر گجرات کا ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گی۔ ہمارے خادم اعلیٰ نے کہا کہ میں نے گجرات میں جا کر ہر صورت کوئی نہ کوئی فیتہ کاٹنا ہے۔ گجرات کی انتظامیہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کیونکہ انہوں نے کام تو کوئی کیا نہیں تھا تو پھر وہ کس جگہ پر فیتہ کٹوائیں؟انتظامیہ کے لوگ ان کو فیتہ کٹوانے کے لئے ایک ٹربائن، ہینڈ پمپ پر لے گئے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت اور انصاف دیکھیں کہ وہاں پر تھوڑی دیر کے بعد آندھی آ گئی اور وہ کنوپی گر گئی جس کے پیچھے چودھری پرویزالٰہی کی تختی لگی ہوئی تھی۔ خادم اعلیٰ وہاں پر پریشان حال ہو گئے اور انتظامیہ کو گالیاں دیتے ہوئے واپس آ گئے کہ یہ میرے ساتھ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ چونکہ وہاں پر انہوں نے کوئی منصوبہ شروع ہی نہیں کیا تھا اور انتظامیہ کو مصیبت ڈالی ہوئی تھی کہ میں نے وہاں پر فیتہ کاٹنا ہے۔اب وہ بے چارے بھی کیا کرتے، جب آپ نے کچھ کیا ہوتا تو پھر ہی وہ آپ سے اس منصوبے کا فیتہ کٹوا سکتے تھے۔ گجرات چودھری پرویزالٰہی اور چودھری شجاعت صاحب کا شہر ہے۔اس خادم اعلیٰ نے تو اس کی طرف دیکھنا ہی نہیں۔اسی طرح خادم اعلیٰ پنجاب ایک روز گجرات یونیورسٹی پہنچ گئے حالانکہ وہاں پر وزیر صنعت نے جا کر افتتاح کرنا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ میں نے وہاں پر افتتاح کرنے جانا ہے۔ وہاں کی انتظامیہ پریشان ہو گئی۔ چودھری صاحبان نے کہا کہ ہمیں فیتے کاٹنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور ہم

نے گجرات کی عوام کو کسی قسم کے امتحان میں نہیں ڈالنا اور ہم ان کے لئے کوئی problem create نہیں کرتے۔ کوئی آکر فیتہ کاٹنا چاہتا ہے تو بے شک کاٹے۔ ہمارے لئے فیتے معنی نہیں رکھتے، ہمارے لئے تختیاں معنی نہیں رکھتیں بلکہ ہمارے لئے عوام کی ریلیف معنی رکھتی ہے، عوام کی سہولت معنی رکھتی ہے اس لئے عوام کو اب کسی امتحان میں نہ ڈالیں میں یہ اپنے خادم اعلیٰ کی سوچ آپ کو بتا رہی ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایجوکیشن کے حوالہ سے ذکر کروں گی۔ میں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کے منصوبوں کو سراہا اور انہوں نے کہا کہ اگر وہ منصوبے آج جاری و ساری رہتے تو پنجاب آج collapse نہ کر چکا ہوتا۔ وزیر اعظم سے پہلے بہت سے سروے ہوئے ہیں اور عالمی بنک چودھری پرویز الٰہی کی ایجوکیشن ریفارمز کی تعریف کر چکا ہوا ہے۔ میں یہاں پر آپ کے سامنے تھوڑا سا ذکر کروں گی میرے ہاتھ میں انسٹیٹیوٹ آف سوشل پالیسی سائنسز کا ایک ریسرچ پیپر ہے جس کے اعداد و شمار سرکاری document سے لئے گئے ہیں اور یہ پنجاب اسمبلی سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم میں بھی پیش ہو چکا ہوا ہے اور اس کی figure کو کسی ممبر نے چیلنج نہیں کیا کیونکہ اس پیپر سے لئے گئے کچھ اعداد و شمار بھی اس ایوان میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی۔ پنجاب میں سکول جانے کی عمر کے 45 فیصد بچے سکول سے باہر ہیں، جب خادم اعلیٰ نے اپنا منصب سنبھالا تو انہوں نے اپنی وہی بلڈ پریشر والی جوشیلی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہاں پر 12-2011 میں سکول جانے کی عمر کا کوئی بچہ سکول سے باہر نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 50 فیصد بچے سکول سے باہر نکل گئے یعنی ان کے آنے کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے ایجوکیشن کو بہتر کرنے کے لئے جو منصوبے بنائے اور لٹریسی ریٹ بہتر ہوا تو خادم اعلیٰ کی اُس گرج میں 45 فیصد بچے سکول میں آنے کی بجائے سکول سے باہر جا چکے ہیں۔ 12-2011 میں تعلیمی بجٹ کا blocked allocation 90 percent تھا، نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ blocked allocation تب ہوتی ہے جب کوئی وژن نہیں ہوتا۔ میں یہاں پر یہ blame اپنے وزیر خزانہ کو نہیں دوں گی جو غالباً ایجوکیشن منسٹر بھی ہیں کیونکہ وہ بے چارے کیا کریں، وہ ڈینگی کے لئے بھاگیں، ہسپتالوں میں بھاگیں، تعلیم کے لئے بھاگیں، وزارت خزانہ چلائیں مطلب یہ کہ وہ ان بے چاروں کو پتا نہیں کہاں کہاں گھسیٹ کر لے جاتے ہیں۔ وہ بے چارے کیا کریں کیونکہ پوری کابینہ

میں وہ ایک ہی انسان ہیں۔اب اتنی ننھی سی جان پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہے میں اُن کی انتہائی respect کرتی ہوں کیونکہ وہ واقعی respect کے قابل ہیں اور وہ قابل رحم بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی دوست محمد خان کھوسہ صاحب نے ابھی جنوبی پنجاب کا ذکر کیا اور انہوں نے بہت اچھی باتیں کیں۔ میں بڑا appreciate کرتی ہوں لیکن مجھے اُن کی صرف ایک بات سے تھوڑا سا اعتراض تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا، جنوبی پنجاب کے لوگ ان حکومتوں سے بہت نالاں ہو چکے ہیں۔ حکومتوں سے نہیں اس پنجاب حکومت سے نالاں ہو چکے ہیں کیونکہ اس حقیقت کو سب جانتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے پہلی دفعہ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے قدم اُٹھایا اور یہی وجہ ہے کہ وہاں کا کارڈیک ہسپتال، وہاں جو سڑکیں بچھی ہیں، وہاں پر بچوں کو ایجوکیشن کے لئے جو incentives دیئے گئے تھے وہ تو خادم اعلیٰ نے بند کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں interest پیدا ہوا تھا اور وہاں پر بچوں کی تعلیم کا ریٹ بہتر ہو رہا تھا لیکن انہوں نے وہ سب کچھ بند کر دیا اور مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ سیلاب متاثرہ جنوبی پنجاب میں ہمارے وزیر خزانہ نے ماڈل ویلج بنانے کا بڑے جوش سے اعلان کیا لیکن کیا اُن کی ترجیحات میں وہ 2ہزار متاثرہ سکول نہیں تھے جو وہاں پر ختم ہو چکے تھے جس کے لئے ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گیا۔ان کی جنوبی پنجاب کے لئے یہ priority ہے اور انہوں نے اپنی تقریر میں بڑے فخر سے لکھ دیا کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ انصاف نہیں ہوا اُس کے ساتھ انصاف کس نے نہیں کیا اسی خادم اعلیٰ صاحب نے اُس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کیونکہ وہ اُن کی priority نہیں ہے۔ وہ صرف دعوے، باتیں اور تشہیر ہے لیکن عملاً وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کے سامنے خواتین کے حوالہ سے ذکر کرنا چاہوں گی۔ خواتین کے لئے 12۔ارب روپے اور 15۔ارب روپے کے بے تحاشا اعلانات کئے گئے، بڑے بڑے figures سُنے جا رہے تھے۔یہاں پر کوئی چھ مہینے پہلے pink buses کا ذکر ہوا تھا۔ لاہور میں خواتین کے لئے pink buses کے حوالہ سے پائلٹ پراجیکٹ launch کیا تھا۔اس کے منصوبے بنا بنا کر اور اُن پر پیسا ضائع کر کر کے آج ہم اس حال کو پہنچ چکے ہیں کیونکہ کوئی منصوبہ اتنا کارآمد ہوتا ہی نہیں تو اُس کو آخر کار بند کرنا پڑتا ہے اور مجھے یہ بتائیں کہ پنجاب حکومت کا وہ منصوبہ کہاں گیا؟ ہوا میں اُڑ گیا، پیسا ضائع ہو گیا اور اُس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ ذکر کروں گی کہ آپ کو کابینہ میں کوئی خاتون منسٹر نظر نہیں آتی اور یہاں پر خواتین کی حق کی بات کرتے ہیں اور اُن کے لئے بہتری کی بات کرتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ

میں چودھری پرویزالٰہی صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ 6 خواتین منسٹر تھیں اور اگر آپ اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو یہیں پر تصدیق کرا سکتی ہوں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ منسٹر تھیں، محترمہ روفن جولیس بھی منسٹر تھیں اگر اس کے علاوہ آپ کو تصدیق چاہئے تو محترمہ صبا صادق، محترمہ عائشہ جاوید تھیں اور اگر میری غلطی ہو تو میں تصحیح کرنے کے لئے تیار ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: پلیز cross talk نہ کریں پچھلی اسمبلی میں ہم تھے ہمیں پتا ہے کہ کون کیا تھا۔ kindly wind up کریں اگر بجٹ سے متعلقہ کوئی important point ہے تو اُس پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اُن کو اہم role دیا گیا ہوا تھا۔ میرا کہنے کا مقصد ہے کہ خواتین کو اہمیت دی گئی تھی۔ عوام کی بہتری میں again competition، مرکز سے مقابلہ میں انہوں نے مزدوروں کے لئے ایک ہزار روپیہ بڑھا دیا کیونکہ مرکز نے 8ہزار روپیہ کیا ہے تو انہوں نے مزدور کی تنخواہ 9ہزار روپیہ کر دی چلیں بڑی اچھی بات ہے کہ ایک ہزار روپیہ کی خاطر مزدوروں کی قسمت جاگی تو خواہ وہ قسمت مرکز ہی کی خاطر جاگی تو یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن ان کو یہ دریادلی سرکاری ملازمین کی خاطر کیوں نہیں آئی ؟اگر مرکز نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا ہے تو یہ 21 فیصد ہی کر دیں۔

جناب چیئرمین! اگر یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے اندر بجلی کا بحران ٹھیک ہو تو چودھری شجاعت حسین کے فارمولا پر عمل کریں اور چودھری پرویزالٰہی کا وژن 2020 کا مطالعہ کریں تاکہ پنجاب خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔ اب جناب غلام حبیب اعوان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محمد فاروق یوسف گھرکی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد جاوید بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک اختر حسین!۔۔۔ یہ بھی موجود نہیں ہیں۔ چودھری احمد علی ٹولو!۔۔۔ یہ بھی موجود نہیں ہیں۔ سردار محمد حسین ڈوگر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب امجد علی میئو!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید عبدالقادر گیلانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد جاوید بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہجہان احمد بھٹی! جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ صوبہ پنجاب کی پندرہویں صوبائی اسمبلی کا یہ اڑتیسواں اجلاس اس بات کے لئے اہم ہے کہ اس میں اس اسمبلی کی آئینی مدت کا یہ پانچواں اور آخری بجٹ پیش ہوا ہے۔ یہ یقیناً اُن تمام جمہوری قوتوں اور تمام لوگوں کی کامیابی ہے جو پاکستان کے اندر جمہوریت کو مضبوط ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ آج میں خصوصی طور پر محترمہ بے نظیر

بھٹو (شہید) کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کی politics, policy of accommodation and reconciliation کو بھی میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی اس پالیسی کی وجہ سے اس اسمبلی نے اپنی آئینی مدت پوری کی ہے۔

جناب والا! آج ان لوگوں کو بھی یاد کیا جانا چاہئے جو آج ہمارے ملک کے اندر استحکام لانے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ان میں ہماری مسلح افواج کے وہ لوگ جو ہمارے ایسے مقامات پر بیٹھے ہیں جہاں پر شاید عام آدمی کا رہنا بھی مشکل ہو۔آپ کو یاد ہو گا کہ حال ہی میں گیاری سیکٹر میں ہمارے بہت سے مسلح افواج کے جوان اور افسران شہید ہوئے۔تمام شہداء جنھوں نے پاکستان کے اندر جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے جان کا نذرانہ پیش کیا میں آپ کی اجازت سے ایک نظم جو ایک شہید کی بیٹی نے پاکستان کے تمام شہداء کی نذر کی ہے اس کا نام مریم تنویر ہے جو لیفٹیننٹ کرنل تنویر شہید کی صاحبزادی ہیں جو گاؤں واوولہ تحصیل چوا سیدن شاہ ضلع چکوال کے رہائشی تھے اور گیاری سیکٹر میں انہوں نے شہادت پائی۔ میں اس بچی کی وہ نظم آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہتا ہوں کہ:

ہم سرد ہوا کے باسی ہیں ہم شہید ہیں ہم غازی ہیں
ہم چھوڑ گئے دم توڑ گئے ہم برف کی چادر اوڑھ گئے
ہم بیٹے باپ اور بھائی بھی ہم مُنا انکل اور ماہی بھی
ہم کرنل کیپٹن میجر بھی ہم حوالدار نائیک اور سپاہی بھی
ہم بابا کی آنکھ کے تارے بھی ہم ماں کے لاج دلارے بھی
ہم دور بھی ہیں مجبور بھی ہیں سانسیں رکی رکی زخموں سے چور بھی ہیں
جب برف سے اٹھائے جائیں گے ہم جلد ہی لوٹ کر آئیں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس جمہوریت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے نتیجے میں قائم ہونے والے جو جمہوری ادارے ہیں ان کو بھی مضبوط کیا جائے۔ افسوس ہے کہ اس بجٹ میں legislators اور legislature کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ کام نظر نہیں آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے ملک میں legislative organs مضبوط نہیں ہوں گے ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔اس کے لئے ضروری تھا کہ اس ادارے کے لئے اس مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم مختص کی جاتی۔افسوس یہ ہے کہ اس سال بھی ایک ارب روپے سے کم رقم صوبائی اسمبلی پنجاب کے لئے رکھی گئی ہے۔ میں نے

پہلے بھی ایک مثال دی تھی کہ ہمارے محکمہ جنگلات کا ایک regional establishment ہے اس کا بجٹ 1.3۔ارب روپے ہے۔ یہ ادارہ جس کو ریاست کا تیسرا ستون کہا جاتا ہے۔اس ادارے کی کمیٹیاں غیر فعال پڑی ہوئی ہیں اور ہم شکایت کرتے ہیں کہ بجٹ میں یہ مسائل آئے ہیں۔

جناب چیئرمین!گزشتہ سال جب بجٹ پیش ہوا تو اس میں وزیر خزانہ نے یہ کہا کہ ہم performance audit کیا کریں گے لیکن ایک سال گزرنے کے باوجود ماضی کا ہمیں کچھ پتا نہیں لگا کہ جو رقوم ہم نے پچھلے سال authorize کی تھیں اور اس اسمبلی نے منظور کی تھیں ان کا کیا بنا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ افسوس کی بات ہے کہ پیچھے ایک روایت بن گئی تھی کہ بجٹ سے پہلے pre-budget اجلاس ہوتے تھے اس سال اس کا بھی انعقاد نہیں کیا گیا۔اس وقت وزیر خزانہ یہاں موجود نہیں ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال ہمیں بجٹ CDs پر دیا گیا تھا اور اس سال وہ بھی غائب ہیں۔ ہماری ترقی جمہوریت کی ترقی ہے کہ ہم آگے کی طرف بڑھیں نہ کہ گزشتہ جو اچھی روایات قائم ہوئی ہیں ان کو برقرار رکھیں بلکہ آگے لے کر چلیں۔

جناب چیئرمین!میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کو مضبوط کرنا چاہئے۔آپ member کے privileges کو دیکھیں تو اس میں office maintenance کے لئے صرف 10ہزار روپیہ ماہانہ رکھا جاتا ہے۔آپ آج اندازہ لگائیں اور کسی حکومتی executive office میں جائیں تو کیا وہ 10ہزار روپے میں سارا مہینہ اپنا office چلا سکیں گے۔ان چیزوں کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس ادارے کے ممبران کو پوری support دیں، ان کے لئے ریسرچ سٹاف کا بندوبست ہو، ان کے لئے اتنی رقم مختص کی جائے کہ ہمارے وہ نوجوان جو یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں ان کو stipend پر بطور ریسرچ اسسٹنٹ رکھ لیں تاکہ جب وہ اس ایوان میں آئیں اور اپنی گزارشات لائیں تو ان کے پیچھے ایک ٹھوس ریسرچ ان مضامین پر ہو جس کے بارے میں وہ یہاں بات کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ضروری تھا کہ ہم اس ادارے کو اس طرح مضبوط کریں۔

جناب والا!وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کا تقریباً 15 فیصد وقت energy کے اوپر لگایا۔ اس پر بہت سی گفتگو ہو چکی ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ ایک national issue ہے اور اس کو تمام stakeholders کو مل بیٹھ کر حل کرنا ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس میں وجوہات کو معلوم کرنا ہو گا، کیا یہ صرف supply and demand کا issue ہے یا اس میں pilferage ہے۔اس پر بیٹھ کر ہی بات ہو سکتی ہے۔ گزشتہ سال energy کے مسئلے کو حل کرنے کے

لئے9۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے لیکن صرف 2۔ارب روپے خرچ ہوئے۔ اس سال بھی 10۔ارب روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی رقم ہے۔یہاں وفاقی حکومت کی مثال دی گئی ہے تو وفاقی حکومت نے تقریباً200۔ارب روپے کے قریب رقم energy sector کے لئے مختص کی ہے۔ ہمیں بھی چاہئے تھا کہ پنجاب میں energy کے اوپر زیادہ سے زیادہ توجہ دیتے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جس کام پر ہم نے بالکل توجہ نہیں دی وہ ہماری environment ہے۔ ہم اس سے بالکل اپنی نظر ہٹائے ہوئے ہیں اور اس کے لئے جو350 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تھی وہ ناکافی ہے۔ اس بجٹ میں coal fired power plants کی بات کی گئی ہے۔ میں اس پر بھی حکومت کو کہتا ہوں کہ اس پر carefully بات کریں کیونکہ coal سے جو carbon بڑھتی ہے جس سے environment مزید خراب ہوتی ہے۔ ہمیں یہ چیزیں بڑے طریقے سے دیکھنی پڑیں گی۔ اس بجٹ میں environment کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو کہ آج نہیں شاید دس سال بعد خیال آئے کہ کاش ہم اس بارے میں کچھ کر لیتے جیسے ہم energy کے بارے میں آج سوچ رہے ہیں ہم environment کے بارے میں آج سے دس بیس سال بعد کہیں گے کہ کاش ہم یہ کر لیتے تو شاید ہمارے دریا صحیح رہتے اور ہماری فصلیں صحیح رہتیں۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے صرف زراعت پر چند گزارشات پیش کروں گا۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے جو یقیناً ہے۔

جناب چیئرمین: کیا یہ آپ کی closing statements ہیں؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جن کاروزگار زراعت کے ساتھ وابستہ ہے وہ لوگ کتنے پریشان ہیں۔ شوگر کین کے کاشتکاروں کا ہم روزانہ احتجاج سنتے ہیں اور تمام ممبران on the floor of the House اُس پر بات بھی کرتے ہیں۔ Competition Commission of Pakistan نے حال ہی میں حکومت پنجاب سے گزارش کی ہے کہ پنجاب کے اندر نئی شوگر ملوں کے قیام پر پابندی ہٹالی جائے جو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف نئی بلکہ اُن کی capacity reduce کر دیں کیونکہ موجودہ شوگر ملوں کے homogenous units ہیں جو capacity سے بہت کم perform کر رہی ہیں۔ اگر ہمیں پنجاب میں چھوٹے units یعنی one thousand ton of cane per day لگانے کی اجازت دی جائے تو بہت سود مند ثابت ہوں گے اور ہندوستان میں بھی اس طرح کے Units لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح کے Units یونین کونسل کی سطح پر لگائے جائیں تو مقامی کاشتکاروں

کو شکایت نہیں رہے گی کہ بڑے ادارے میں ہم نے گنا بھیجا تو انہوں نے کٹوتی کر لی یا پیسے وقت پر نہیں دیئے۔انہی گزارشات کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب چیئرمین!اللہ کا شکر ہے کہ لسٹ میں میرا نام ساتویں نمبر پر ہونے کے باوجود آج میری باری آ ہی گئی ہے۔میں اس ایوان میں موجود ہوں تو یہ میرے قائدین کا مجھ پر اعتماد ہے اور آج مجھے یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ میں پنجاب کا پانچواں بجٹ پیش کرنے کے عمل کا حصہ ہوں۔یہاں پر میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ ہمارے قائدین کا پارٹی کے کارکنان کے ساتھ روّیہ کیسا ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہوں گی کہ میرا تعلق کسی خانزادے سے ہے اور نہ ہی کسی قسم کی وابستگی ہے بلکہ میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے۔میری وابستگی ایک ایسے گھرانے سے ہے جو شروع سے ہی مسلم لیگ (ن) سے وابستہ رہا اور میں بذات خود پندرہ سولہ سال سے مسلم لیگ (ن) میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین!میں نے اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت اور اُن کے زیر سایہ ایک کارکن کی حیثیت سے کام کیا۔اُن کا عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں اور پاکستان کی قوم کے لئے جو دَرد ہے اُس کو مشعل راہ بنا کر میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ میں عوام کی خدمت کر سکوں۔مجھے فخر ہے کہ میں آج اس ایوان کا حصہ ہوں جہاں پر میرے قائدین کی پالیسیوں کی روشنی میں بنایا گیا تاریخ ساز بجٹ پیش کیا گیا ہے۔میں اس بجٹ کو تاریخ ساز بجٹ اس لئے کہہ رہی ہوں کیونکہ یقیناً اس بجٹ میں جن مدات پر بھی رقوم مختص کی گئی ہیں وہ تاریخ ساز ہیں۔میں اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے کسی کی کردار کشی نہیں کروں گی بلکہ یہاں یہ بات کروں گی کہ اگر بجٹ پر بحث کی جاتی تو بہتر ہوتا۔یہاں پر اپوزیشن کے بہت سے خواتین و حضرات نے بجٹ پر کردار کشی کی مگر ایسی کوئی تجویز نہیں دی جس سے اس صوبے کے لوگوں کا بھلا ہو جاتا۔میں صرف اداروں پر بات کروں گی کہ میری اس تاریخ ساز بجٹ کے لئے وضاحت کوئی پیچیدہ فارمولا نہیں ہے بلکہ بالکل سیدھا ہے۔ہمارے قائدین نے پیپلز پارٹی کا ساتھ اس ملک کی بقاء، جمہوریت کے فروغ اور استحکام کے لئے دیا تھا لیکن آج اسی پیپلز پارٹی نے تینوں صوبوں، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں سرکاری وسائل کو استعمال کر کے اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھا ہوا ہے اور ملکی مفادات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔اسی طرح اُس کے

زیر سایہ جماعتوں نے کرپشن اور لوٹ مار کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ کر نئے ریکارڈ قائم کئے ہیں۔ ملک کو معاشی زبوں حالی کی انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے یعنی تیل، گیس اور بجلی کا جو بحران ہے اس سے عوام دوچار ہے۔ایک طرف عوام اِن مسائل سے نپٹنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن دوسری طرف پاکستان سٹیل مل، NICL کیس، حج کرپشن کیس اور ساتھ سونے پہ سہاگہ یہ کہ وہ تاریخی لٹیرے آج ان کے ساتھ مل گئے ہیں اور ان کی تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں بلکہ آج یہ بھی اُن لٹیروں کے ساتھ بڑے تعلقات استوار کئے ہوئے ہیں جنہیں کل کو قاتل لیگ کہتے تھے۔آج وہی لٹیرے متعلقہ وزارت میں OABI کی تاریخ کے سب سے بڑے ڈاکے مارے جا رہے ہیں اور ملک کے تمام شہروں دیہاتوں میں لوڈ شیڈنگ کا عفریت چھایا ہوا ہے۔ بے روزگاری انتہا کی سطح پر پہنچ چکی ہے اور اس حکومت کی پوری کوشش ہے کہ ڈالر کی قیمت کو دُگنا کر کے ہی جائے۔اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات یہ بھی کروں گی کہ گورنر سٹیٹ بنک کو کسی fashionable فرد کے لبادے کی طرح آئے دن تبدیل کر دیا جاتا ہے تاکہ اِن کی پالیسیوں کا چرچا نہ ہو سکے۔اس کے بعد میں خارجہ پالیسی کی بات کروں گی کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو اپنے ذاتی فوائد کے تابع کرنے کے نتیجہ میں پاکستان عالمی دنیا میں بالکل تنہا رہ گیا ہے۔ایک طرف اس کے نتیجہ میں ایبٹ آباد اور سلالہ جیسے سانحات رونما ہو رہے ہیں تو دوسری طرف ڈرون حملوں میں شدت آتی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! گراوٹ کی انتہا دیکھئے کہ شکیل آفریدی جس نے غیر ملکی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر سازش تیار کی، آج اُس کو ملک سے باہر لے جانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور یہی پیپلز پارٹی media campaign کے ذریعے اُس غدار کو آج ہیرو ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کراچی جو پاکستان کی معیشت کی بنیاد ہے اسے بھتہ خوروں اور جرائم پیشہ افراد کے سپرد کر دیا گیا ہے اور میری اس بات کی تصدیق کے لئے ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کی پریس کانفرنسیں ہی کافی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اگر آپ بجٹ کے متعلق بات کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے اس سے بھی زیادہ باتیں ہو چکی ہیں اور میں بجٹ پر ہی بات کر رہی ہوں۔ میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ کراچی میں بدامنی کے جو حالات ہیں اُن کے کون کون لوگ ذمہ دار ہیں؟ سچی بات کڑوی ہوتی ہے لیکن سننی چاہئے۔ خیبر پختونخواہ میں بھی حکومت کا وجود چند اضلاع تک محدود رہ گیا ہے۔ بلوچستان میں وزراء کا اغواء برائے تاوان میں ملوث ہونا اور وزیر اعلیٰ کا اسلام آباد میں رہائش پذیر ہونا وہاں کی عکاسی کرتا ہے۔ان تمام حالات کے پیش نظر اگر پنجاب کے عوام

کو relief دینے اور عوام کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اُس کو تاریخ ساز بجٹ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ میں یہ بات کہوں گی کہ یہ تاریخ ساز بجٹ صرف اس لئے ہے کہ ہمیں اس کے بنانے والوں کی نیک نیتی اور خلوص پر کوئی شک نہیں ہے اور انہوں نے عوام کو سہولت اور relief دینے کے لئے ایسی پالیسیاں بنائی ہیں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں مختلف منصوبوں اور ترقیاتی کاموں کے لئے رقوم رکھی گئی ہیں لیکن جیسے کہا جاتا ہے کہ انصاف ہونا ہی نہیں بلکہ انصاف ہوتا نظر بھی آنا چاہئے۔ اس مقولہ کو لے کر میں صرف یہ کہوں گی کہ جو رقوم مختص کی گئی ہیں اُن کو صرف مختص ہی نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ اُن کو استعمال کرنے کے لئے مؤثر پالیسی اور ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ رقوم کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکیں۔ ہمارے صوبہ کی آبادی نو کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے لیکن بے شمار افراد اور محکموں کی بدعنوانی اور کرپشن سامنے نہ آنا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن آج ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے منہ زور بیوروکریسی کو لگام ڈالی جائے جو تاریخ ساز کرپشن کر کے سیاستدانوں کے کھاتوں میں ڈال دیتی ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! Kindly wind up کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! مجھے اپنی پوری بات کرنے دیں کیونکہ تمام ممبران نے اپنی پوری بات کی ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے آج یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں ایک اشتہار USAID کا چلتا ہے جس میں عوام سے استدعا کی گئی ہے کہ USAID کی معاونت سے چلنے والے پروگراموں میں کوئی کرپشن یا کوئی بدعنوانی کسی کے علم میں ہو تو وہ اسے ان سے آگاہ کرے تو میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ پنجاب کے عوام کو بھی یہ حق ہونا چاہئے کہ پنجاب کے ترقیاتی کاموں اور دیگر امور میں یہ حق دیا جائے کہ وہ اس میں ہونے والی کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کر سکیں تاکہ ملوث افراد کی بیخ کنی کی جا سکے۔

جناب چیئرمین! ایک اور تجویز یہ ہے کہ آزادی سے پہلے انگریزوں نے شہروں کی ترقی کے لئے Town Improvement Trusts بنا رکھے تھے جسے پیپلز پارٹی نے اپنے اولین دور حکومت میں ترقیاتی اداروں میں تبدیل کر دیا تھا۔ ان ترقیاتی اداروں نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کام کیا، کیا نہیں کیا لیکن یہ بات کسی سے پوشیدہ نہ ہے کہ ان ترقیاتی اداروں سے وابستہ لوگوں نے کتنی ترقی کی اور وہ ارب پتی بن گئے مگر میری یہاں پر صرف یہ گزارش ہے کہ آج مختلف اداروں کو کمپنیوں میں

تبدیل کر کے ان کے معاملات میں شفافیت لائی جارہی ہے تو وہاں نام نہاد ترقیاتی کمپنیوں کو ختم کر کے ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے تکنیکی ماہرین اور دیانت دار افراد کو اس میں شامل کر کے ان کمپنیوں سے کام لیا جائے تاکہ ان سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوں۔

جناب چیئرمین! میں چند گزارشات کرتے ہوئے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کروں گی کہ جنہوں نے میری پہلی بجٹ تقریر میں کم آمدن والے لوگوں کو گھر دینے کے متعلق تجویز کو اہمیت دی بلکہ آج اس کا عملی مظاہرہ بھی آشیانہ کی صورت میں سامنے ہے اور میں نے شٹل سروس کے لئے بھی تجویز دی تھی تو آشیانہ سے شٹل سروس کا آغاز ہو چکا ہے۔ میں نے دوسرے بجٹ کے موقع پر خواتین کے فنڈز کے حوالے سے تجویز دیتے ہوئے کہا تھا کہ خواتین کو معاشی طور پر مستحکم ہونا چاہئے۔ آج 50 کروڑ روپے سے وومن ڈویلپمنٹ فنڈ کا قیام اور 14 کروڑ روپے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے رکھنے پر میں شہباز شریف صاحب کی شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین! میں دو تجاویز مزید دینا چاہوں گی کہ خواتین کو وراثت میں حقوق دیئے گئے ہیں لیکن یہاں پر خواتین کے حوالے سے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس کے حل کے لئے حوا کی بیٹیاں منتظر ہیں کہ خواتین دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی جرم کی مرتکب ہو کر مقدمات میں پھنس جاتی ہیں اور کچھ عناصر ایسے ہیں جو ان مقدمات میں ان کی پیروی کرتے ہوئے ان کی ضمانت کروا کر مقدمے سے بچا کر لے آتے ہیں لیکن اس کی قیمت انہیں ساری زندگی چکانی پڑتی ہے کیونکہ وہی لوگ انہیں غیر اخلاقی کاموں اور جرائم میں استعمال کرتے ہیں اور تادم مرگ انہیں ایسے کاموں میں ملوث رکھا جاتا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ خواتین کے لئے کوئی ایسا ادارہ ہو جو انہیں قانونی امداد فراہم کرے۔ اس کے علاوہ حکومتی محکموں میں substandard خریداریوں پر کنٹرول کیا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! مجھے یہ پوائنٹ مکمل کر لینے دیں کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے سارے پوائنٹ بہت اہم ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! substandard خریداریوں کے حوالے سے پیمرا رولز کو بالکل مذاق بنا کر اڑا دیا ہے اور ورک آرڈر اور ٹینڈر۔۔۔

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں کیونکہ بات سمجھ میں آ گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین!میں حکومتی بنچز سے واحد خاتون ہوں جو بات کر رہی ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ نے خواتین اور پیمرا رولز کی بات کی ہے جو کہ سمجھ میں آ گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین!میں تو وہ بات کر رہی ہوں جس سے کسی کا بھلا ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین!میں صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ سب سے بڑا مسئلہ ڈاکٹروں کا shortfall ہے جسے پورا کرنے کے لئے حکومت کو اقدامات کرنے چاہئیں۔ میڈیکل کالجز میں 2011 میں لاہور کے دونوں سنٹرز میں لڑکے 3140 تھے اور لڑکیاں 6973 تھیں لیکن لڑکیاں شادی کر کے گھروں میں بیٹھ جاتی ہیں تو میں نے یہاں پر ایک قرارداد بھی پیش کی تھی کہ پانچ سال کا Affidavit بھروایا جائے لیکن شاید کسی ذاتی اختلاف کی خاطر اسے oppose کر کے عوام کا نقصان کیا گیا۔

جناب چیئرمین: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر محمد افضل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محمد عثمان بھٹی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب شاہان ملک صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، حاجی محمد اسحاق صاحب!

حاجی محمد اسحاق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین!بجٹ کے حوالے سے speech کا ٹائم آ گیا تھا اور ایوان اقتدار میں بیٹھے ہوئے اور notes لینے والے وزیر، پارلیمانی سیکرٹری اور دیگر صاحبان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے اور۔۔۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب!آپ کا ایک ایک لفظ documented ہے جو کہ سنا جا رہا ہے اور ریکارڈ بھی کیا جا رہا ہے۔

حاجی محمد اسحاق: جناب چیئرمین!وہ کہتے ہیں کہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں کہ عوام نے ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے تو ہم بھی یہاں پر کم از کم اس بجٹ تقریر میں اپنا نام لکھوا دیں کہ ہم بھی بولے تھے کہ نہیں لیکن بات یہاں پر اس ایوان سے اگر لے لی جائے گی کسی ایک طریقے سے۔ جب سے یہ ایوان وجود میں آیا ہے جس طرح میرے دوست نے بتایا کہ 38 واں اجلاس ہو رہا ہے اور یہ بجٹ کا آخری اجلاس ہے تو اس کے حوالے سے جتنے بھی بجٹ پیش ہوئے ہیں وہ تنویر اشرف کائرہ سے لے

کرابھی مجتبیٰ شجاع الرحمٰن تک آئے ہیں۔ان بجٹ تقاریر کو لے لیں یا دوست محمد کھوسہ کی وزارت اعلیٰ سے لے کر شہباز شریف تک یا جب سے یہ اسمبلی چلی ہے اور نواز شریف کی وزارت اعلیٰ سے لے کر اب تک۔اگر کوئی بجٹ پیش ہوا ہے اور اس پر عملدرآمد ہوا ہے،اس کی انہوں نے جو بھی limit مقرر کی ہے، اس پر عملدرآمد ہوا ہے تو وہ اسمبلی، وہ حکومت، وہ ایوان، وہ ادارے اس وقت تک appreciation کے قابل ہیں اگر انہوں نے کیا ہو لیکن میرے اپنے نزدیک کہ انہی تقاریر کو اگر اٹھا کر دیکھ لیا جائے گا،اسی اقتدار کو اگر دیکھ لیا جائے گا تو اس میں ہمیں ماسوائے مایوسی اور ناامیدی کے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور مایوسی بھی گناہ ہے جبکہ ناامیدی اس سے بھی زیادہ کفر ہے۔آپ اس ایوان کو دیکھ لیجئے گا کہ اس ایوان میں حکومت نے جتنی بھی تجاویز دی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں حکومت کا کچھ عرصہ حصہ رہا ہوں لیکن مجھے وہاں بھی رہ کر حکومت کی سمجھ نہیں آئی اور اب اپوزیشن میں بیٹھ کر تنقید برائے تنقید بھی نہیں کرنا چاہوں گا مگر اس کے علاوہ بات کروں گا کہ اگر حکومت میں رہتے ہوئے کوئی ایک سکیم بھی شروع کی گئی چاہے وہ فوڈ سٹیمپ سکیم سے شروع ہو کر بیت المال اور زکوٰۃ و عشر کی امداد تک جاتی ہے تو دیکھ لیں کہ وہ کتنے دن چلی ہے۔چاہے وہ سستا آٹے دیتے ہوئے سستی روٹی میں گئی ہے، سستی روٹی سے سستے تنور پر گئی ہے، سستے تنور سے سستے دستر خوان پر گئی ہے تو وہ اب چل رہی ہے کہ نہیں۔مجھے دوست محمد کھوسہ کی بات سے یاد آتا رہا کہ یہ ٹاٹ سکول سے دانش سکول تک کا سفر تو آپ نے طے کر لیا۔کبھی حکومتیں مفروضوں اور خواہشوں پر قائم نہیں ہوتیں ان دانش سکولز کو آگے کون چلائے گا؟صرف ایچی سن کالج کی طرز پر ان سکولوں کو بنانا ہے تو وہ status بھی بنانا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری خرابیاں جن کا اظہار کیا جاتا رہا ہے وہ ٹاٹ سکول سے دانش سکول تک کا نام تو کاغذوں میں آ سکتا ہے لیکن وہاں پر تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے مستقبل کا کیا ہو گا،ان سکولوں کا کیا حال ہے؟کسی ایک چیز کو بھی آپ لے لیں، گرین ٹریکٹر سکیم ہے،آپ زرد صحافت سے زرد ٹیکسی تک لے گئے ہیں تو اس کی منزل کسے ملی ہے اور کسے اس سے روزگار ملا ہے؟بے شک آپ کہہ دیں کہ ٹھیک ہے، آپ مسکرائیں۔حکومت کے ایوانوں میں بیٹھ کر بندہ کہتا ہے کہ حقدار کو حق مل گیا۔اگر کسی کو اُس کا حق اُس کی دہلیز تک مل جائے،اُس کی عزت اور دروازہ ہر چیز محفوظ ہو تو یہ سب کچھ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ان سکولوں میں آپ نے تختی کی جگہ کمپیوٹر تو دے دیئے لیکن ان کمپیوٹروں کا کیا حال ہوا؟ کمپیوٹر سے لیپ ٹاپ تک چلے گئے ان کا کیا حال ہوا اور وہ کن کو دیئے گئے؟وہ ٹیکسیاں اور گرین ٹریکٹر کن کو دیئے گئے؟میں نہیں سمجھتا کہ میں حکومت کا حصہ بھی رہا ہوں۔میں نہیں سمجھتا کہ میرے علاقے

میں کسی ایک ایسے بندے کو بھی ٹریکٹر ملا ہو جو اس کا ضرورت مند ہو، کسی ایک کو ایسی پیلی ٹیکسی ملی ہو۔ آپ بات تو کریں گے کہ ہم نے قبضہ گروپوں سے زمین چھڑوالی ہے لیکن وہ کاغذوں میں چھڑوائی ہے۔ آپ کسی کو کہیں کہ ہم نے اسے جناح آبادی کے نام پر آشیانہ سکیم کر لی ہے لیکن آشیانہ سکیم میں کن ضرورت مندوں کو گھر ملا ہے؟ پچھلے ریکارڈ کے مطابق ابھی آپ نے ڈیڑھ لاکھ پلاٹ غریبوں کو دیئے ہیں اور ڈیڑھ لاکھ پلاٹ مزید دینے کا پروگرام بنایا جارہا ہے۔اس میں یہ دیکھیں کہ آشیانہ سکیم میں کن کو گھر ملا ہے؟ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم کشکول توڑ دیں گے تو پھر چائنا سے، ترکی سے، ملائشیاء سے اتنی بسیں اور امداد کیسے مل رہی ہے؟ایک دفعہ وفاقی حکومت پر تنقید کریں گے اور اس کے بعد ہمارے بجٹ کا سارا دارومدار جس کا 83 فیصد وفاقی حکومت کی طرف جارہا ہے۔اس میں دیکھا جائے کہ ہمیں اس میں سے کیا ملا ہے؟میں تو صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ آپ ورکر سے چیف منسٹر کے عہدے پر پہنچ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی ہے لیکن آپ کی خواہشات اور وژن پر کہاں تک عمل ہوا ہے؟کون سی چیز ایسی ہے جسے چلایا اور وہ بعد میں بھی چلتی رہی؟آپ کو صحیح پالیسیاں بنانی چاہئیں۔آپ کی رپورٹ ایوانوں میں آج تک پیش نہیں ہوئی۔ کوئی کمیشن بنا اس کی رپورٹ ایوان میں آئی؟آپ تنقید کریں گے کہ پی آئی اے چلی گئی ہے، واپڈا چلا گیا اور توانائی چلی گئی ہے۔ یہ بتائیں ہم نے اس میں کیا share کیا ہے، اس حکومت نے کیا share کیا ہے؟اگر وہ ادارے گئے ہیں تو کیا ہمارے ادارے صحیح چل رہے ہیں، کیا ہم نے کرپشن پر کنٹرول کر لیا ہے، کیا افسروں کی شاہ خرچیاں آپ کی سادگی کی وجہ سے کم ہو گئی ہیں؟ شاید میں صوبے کے حق میں نہ ہوں، آپ نے جتنی تحصیلیں بنائی ہیں ان میں کیا کام ہو رہا ہے، جتنے ڈسٹرکٹ بنائے ہیں ان میں کیا ہو رہا ہے؟آپ administration صحیح کریں اور ان کو کنٹرول کریں۔ جب آپ نے پہلی تقریر بطور چیف منسٹر کی ہے IT یونیورسٹی سے لے کر اس بجٹ تک ہر دفعہ یہی کہا گیا کہ knowledge city بنایا جائے گا، کمپیوٹر کو ایسے کر دیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ایسی مثال پیش کی جائے جس میں کسی بندے کو ریلیف ملا ہو؟ بجٹ کے اعداد و شمار کا میں یہاں ذکر ضرور کروں گا۔ ہمارے چودھری ظہیر الدین صاحب اور احسان الحق نولاٹیا صاحب نے جتنے اعداد و شمار تھے ان کا ذکر کیا ہے، facts and figures پر کیا ہے اس میں کوئی کمی نہیں کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسے میری رائے ہی سمجھ لیا جائے۔ اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کی بجائے، اپنی نمود و نمائش کرنے کی بجائے اپنے روّیوں کو درست کر کے اپنے status کا خیال کریں۔ کسی اللہ والے نے بچے کو گڑ کھانے سے اس وقت تک منع نہیں کیا جب تک کہ انہوں نے خود گڑ کھانا نہیں چھوڑ دیا۔ چور مچائے شور۔ کرپشن کرنے

والے، چارٹرڈاکاؤنٹنٹ جو کرپٹ لوگ ہیں وہ کرپشن پر تنقید کرتے ہیں۔ جو زرداری کے گن مین کو بھی نہیں جانتے وہ یہاں پر تنقید کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز، wind up کریں۔

حاجی محمد اسحاق: جناب چیئرمین! میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ حضرت علی کا قول ہے کہ اپنی بدحالیوں کا ذکر کر کے اپنے لئے ذلت نہ خریدو۔ اگر کوئی بندہ سمجھتا ہو کہ میں اس عہدے پر بیٹھا ہوا ہوں اور یہ عہدہ سب سے بڑا ہے۔ مغل شہزادوں کی طرح یہ سوچ ہو تو دیکھا جائے کہ رنجیت سنگھ سے لے کر اس اسمبلی تک کتنے بڑے بڑے لوگ آئے اور چلے گئے۔ تقدیروں کے آگے تدبیریں نہیں چلتیں۔ کوئی ایسی تدبیریں بنائیں جو اپنے آپ کو امیر کرنے کی بجائے عوام کی بہتری کر سکیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب شجاع خانزادہ صاحب! میں کرنل نہیں کہوں گا کیونکہ آپ ریٹائر ہو چکے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ساڑھے نو سال پہلے جب میں پہلی بار elect ہوا اور جب میں پہلے اجلاس کے لئے یہاں آ رہا تھا تو میرے بزرگ جو کہ 1952 سے اس اسمبلی کے ممبر رہے انہوں نے مجھے یہاں کے etiquettes، manners اور decorum کے بارے میں بٹھا کر lesson دیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ پورے صوبے کا highest forum ہے اور یہاں پر آپ اپنے آپ کو جس طرح سے چاہیں express کر سکتے ہیں۔ لوگ آپ کو سنیں گے، آپ پر تنقید کریں گے لیکن آپ نے صبر و تحمل سے کام لینا ہے اور جواب دینا ہے۔ ساڑھے نو سال کے عرصہ میں پہلی بار میں نے یہ بجٹ صبر و تحمل سے دیکھا ہے۔ پورے House نے etiquettes کا مظاہرہ کیا جس پر میں تمام ممبران، اپوزیشن اور بالخصوص اپوزیشن لیڈر کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ ہمارے وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا اس کو ہر ممبر نے بہت اچھے طریقے سے سنا ہے۔ بجٹ بنتے رہتے ہیں اور بجٹ کی on ground implementation ہوتی ہے۔ بجٹ کو criticize بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے اور اس کی favour میں بھی بات کی جا سکتی ہے لیکن اس کی اصل appreciation وہ لوگ ہیں جو ہمارے حلقوں میں ہیں۔ یہ دیکھنا ہے کہ اُن کو کتنا ریلیف ملتا ہے، ان کی آنے والی نسلوں کے لئے کتنا فائدہ ہوتا ہے اور ہمارے علاقہ اور صوبہ کو اس بجٹ سے کتنا فائدہ ہو رہا ہے؟ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف میرے خیال میں بڑے visionary leader ہیں اور یہ وہ شخص ہے جو بہت

انتھک ہے۔ میں نے اتنے عرصہ میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو دن رات بھاگ رہا ہو اور جس کو صرف اور صرف غریب عوام کی فکر ہو۔ یہ شخص جو بھی کرتا ہے وہ دل سے کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہماری غربت کی لائن ختم ہو جائے۔ وہ تو اتنا بے صبرا آدمی ہے کہ جو چیز ایک سال میں ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ اس کو دس دنوں میں کرو اور اس کی ساری ڈویلپمنٹ آپ کے سامنے ہے۔ ہماری جمہوریت نئی جمہوریت ہے اور یہ جمہوریت تقریباً ساڑھے چار سال پرانی ہے۔اس کے مسئلے مسائل ہیں،اس کے اتنے ان گنت مسئلے مسائل ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایک سال،دو سال یا تین سال میں ٹھیک نہیں ہو گا۔اسی طرح سے لیڈر شپ آئے گی،determined leadership آئے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے پنجاب اور پاکستان کا مستقبل بہت روشن ہے۔

جناب چیئرمین!اس میں بجٹ کی کافی ساری چیزیں ہیں جو میں اس وقت discuss کر سکتا ہوں،اس پر دلائل دے سکتا ہوں لیکن میں صرف چند subject پر بات کروں گا جس میں سب سے پہلے میں انرجی کی بات کروں گا،لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گا پھر اگر ٹائم ہوا تو ایجوکیشن پر بھی میں کچھ اپنے دلائل پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین!ملک کا جو بنیادی ستون ہوتا ہے جسے آپ ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں وہ انرجی ہے،پوری دنیا انرجی پر چل رہی ہے،سورج چڑھتا ہے تو انرجی حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک کی جان میں جان آجاتی ہے اور پوری دنیا چل رہی ہوتی ہے۔ سورج غروب ہوتا ہے انرجی ختم ہو جاتی ہے لوگ ریٹائر ہو جاتے ہیں،گھروں میں چلے جاتے ہیں اور life slow down ہو جاتی ہے۔اسی طرح یہ انرجی ہے اگر ملک میں ہے تو ملک چلے گا اگر dynamism ہو گا تو ملک چلے گا تو ملک progress کرے گا لیکن جب آپ کے پاس انرجی نہیں ہو گی تو آپ کے پاس کچھ نہیں ہو گا یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم انرجی کی وجہ سے time tunnel میں جا رہے ہیں اور time tunnel میں ہم تو گزارہ کر لیں گے لیکن ہماری آنے والی نسلوں کو بڑی مشکل کا سامنا ہو گا۔

جناب چیئرمین: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب چیئرمین!یہ جو 10۔ارب روپے انرجی کے لئے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت کم ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئیں اور ہمیں avenues explore کرنے چاہئیں جہاں ہم اس انرجی کو multiply کر سکتے ہیں،سولر سسٹم ہے جس سے انرجی مل سکتی ہے لیکن اگر ہم باہر سے import کرتے ہیں تو expensive ہیں۔ سولر سسٹم، سیل اور بیٹریز کو پاکستان

میں indigenously کیوں نہیں produce کر سکتے ؟اس کی کوئی پیداوار نہیں ہے صوبہ پنجاب کو اس وقت indigenous production of Solar Energy پر focus کرنا چاہئے۔ میں چائنا، ترکی اور جرمنی گیا وہاں پر ان ملکوں میں جہاں پر ان کی energy surplus جارہی ہے پھر بھی انہوں نے سولر انرجی کو ٹارگٹ کیا اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو انرجی ہماری لائن میں ہے وہ ہم بچا رہے ہیں اور natural energy سے ہم کام لینا چاہتے ہیں۔ wind energy پر پاکستان میں کوئی کام نہیں ہوا لیکن صوبہ بلوچستان میں کوئی 20 سال پہلے ہوا تھا وہ بھی بند ہو گیا۔ ہمارے پاس صوبہ پنجاب میں ایسی جگہیں ہیں جہاں پر 510 Km per hour wind velocity ہر روز چل رہی ہوتی ہے۔ اگر یہ wind energy کے ملزادھر لگالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پنجاب میں کافی شارٹ فال پورا ہو سکتا ہے۔ میں اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری سوچ نئی ہونی چاہئے، ہم دنیا کے ساتھ قدم ملا کر آگے چلیں۔ آپ سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ میں جائیں تو ان کے پاس بہت surplus energy ہے لیکن وہ اس wind energy کے ملز ہر جگہ لگائے جارہے ہیں۔ میں نے ان سے پہلے پوچھا کہ آپ کے پاس already energy surplus ہے تو یہ آپ کر کیا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا future ہے تو ہم کیوں نہ اپنے future کو ٹھیک کریں۔ اس کے بعد مجھے خوشی ہے کہ چیف منسٹر پنجاب کے vision میں coal mine energy پر کام ہو رہا ہے۔ ہم ترکی بھی گئے تھے وہاں پر ان سے بات چیت ہوئی تھی اور وہ بھی coal energy میں investment کے لئے تیار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اپنا ٹارگٹ coal energy سے پورا کر کے رکھ دیں گے۔

جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر پر یہاں کافی بحث ہوئی کہ پولیس کو Major chunk of financial check دیا گیا ہے جو کہ میرے خیال میں تقریباً کوئی 61۔ارب روپے ہے۔ دیکھیں! ہمارے ملک کی جڑیں، ہمارے ملک کی stability، یہ جو ہم اس وقت امریکہ کی لڑائی لڑ رہے ہیں جسے war on terrorism کہتے ہے اس نے ہمارے ملک کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم اس وقت بالکل امریکہ کے پاؤں تلے دب چکے ہیں جو وہ کہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو ہم کہتے ہیں وہ نہیں ہوتا ہے، خامی اور غلطی کہاں ہے؟ دوسری یہ بات ہے کہ جس ملک میں terrorism ہو، آپ ملائیشاء انڈونیشا، ترکی، سری لنکا یہ تو تقریباً ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں اور سارے مسلمان ممالک ہیں جب تک ان میں دہشت گردی تھی ان کا financial graph level and social system نیچے جارہا تھا جس دن سے انہوں نے دہشت گردی کو ختم کیا ہے اور دہشت گردی کو شکست دی ہے تو تب سے ان کا گراف

اوپر چڑھنے لگا ہے جب تک آپ کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دہشت گردی کی وجہ سے، امریکہ کی وجہ سے اور intervention کی وجہ ختم نہیں کر سکتے، آپ بجٹ جتنا بھی خوبصورت بنائیں، آپ جتنی بھی اس کی implementation کریں لیکن آپ کا جو سسٹم ہے جس کے ارد گرد یہ ساری چیز revolve ہو رہی ہے اگر وہ stable نہیں ہے تو آپ کے پاس stability ہو گی، نہ آپ کے پاس خوشی ہو گی نہ آپ کے تعلیمی ادارے چلیں گے اور نہ ہی آپ کا کچھ اور کام ہو گا۔ ہمیں یہ focus کرنا چاہئے، چیف منسٹر پنجاب نے ساڑھے چار سال میں سارا focus ہی لاء اینڈ آرڈر پر کیا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا اتنا ٹیکنیکل اور مشکل کام ہے کہ اس جگہ میں جہاں پر پوری پولیس کرپٹ، جہاں پر سیاسی مداخلت اور سفارشیں ہوں تو اس پولیس فورس کو ٹھیک کرنے کے لئے کافی ٹائم لگنا ہے اور ہم نے جو اس پولیس میں reforms کر دیئے ہیں تو ان کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں تاکہ اس House کو پتا لگ جائے کہ خادم اعلیٰ پنجاب لوگوں کی سکیورٹی کے لئے، لوگوں کے تحفظ کے لئے کیا کچھ اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ پہلی بار پاکستان میں Counter Terrorism Department establish ہوا، دہشت گردی تو س پندرہ سال سے چل رہی ہے لیکن کسی نے نہیں سوچا کہ اس کے لئے ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہونا چاہئے۔ انڈونیشیا، ملائشیا، ترکی اور سری لنکا میں دہشت گردی ہوئی وہاں پر انہوں پہلے organization structure بنایا اس کے بعد اس کو چلایا ہے اور اس سے انہوں نے اس پوری دہشت گردی کو شکست دی ہے۔ ہم نے CTD قائم کی اور touchwood، CTD کی وجہ سے آج یہاں پر بم بلاسٹ اور باہر کی دہشت گردی رک گئی ہے اور کنٹرول ہو گئی ہے، یہ پورے House کی ذمہ داری ہے کہ اس پر وہ چیف منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کریں کہ جس نے پورے پنجاب کی population کا تحفظ کر کے رکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر کوئی بم بلاسٹ اور اس قسم کی وارداتیں نہیں ہوں گی۔ criminal justice system کے لئے آپ کے پاس investigation کی facility ہونی چاہئے، یہ جو ہمارے ہاں افراتفری کی صورتحال بنی ہے آپ کے پاس investigation کی facility نہیں ہے۔ ٹیکنالوجی کی وجہ سے سب چیزیں ہو رہی ہیں اور دنیا ٹیکنیکل ہو گئی ہے لیکن ہمارے پاکستان میں پرانا سسٹم ہی تھا۔ چیف منسٹر کے آتے ہی انہوں نے ٹھوکر نیاز بیگ میں Forensic Lab بنا دی ہے اور Forensic Lab تیار ہے جس کو موقع نہیں ملا ہے تو میں آپ کو invite کرتا ہوں کہ آپ ادھر چلے جائیں اور آپ وہ ذرا دیکھ لیں۔ وہ top of the line Forensic Lab بن گئی ہے جو کہ میں صرف یہاں پر نہیں بتا رہا ہوں بلکہ جتنے بھی ممالک کے باقی

لوگ آئے ہیں انہوں نے بھی دیکھ کر appreciate کیا ہے کہ یہ ایشیاء میں اس قسم کی کوئی Forensic Lab نہیں ہے اس میں کام کرنے والے لوگ امریکہ سے trained ہو کر آئے ہیں اور انشاء اللہ آپ کی جو ساری investigation ہو گی وہ یہیں ہو گی اور آپ دیکھیں گے کہ آپ کا crime rate drastically کم ہو جائے گا۔اس کے علاوہ دنیا کی پولیس ٹیکنالوجی میں بہت آگے چلی گئی ہے۔ مین پاور کو انہوں نے ایک طرف کر کے رکھ دیا ہے اور ٹیکنالوجی کام کر رہی ہے۔آپ بھی بیرون ملک کئی ممالک میں گئے ہوں گے ہم بھی گئے ہیں۔ میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ ہم لوگ انگلینڈ اپنے خرچہ پر سرکاری دورے پر گئے تھے، اپنے ٹکٹ خریدے تھے، سب کچھ ہمارا اپنا تھا۔ جب میں سکاٹ لینڈ یارڈ میں پہنچا صبح نو بجے میری وہاں پر میٹنگ تھی تو انہوں نے جب مجھے وہاں پر receive کیا تو اس نے مجھے کہا کہ How was your air travel from Pakistan to England? گپ شپ لگا رہے تھے۔ مجھے کہتا ہے کہ We have picked you up from the time you started in London to reach us اور دو سو کیمروں نے آپ کو pick up کیا ہے یعنی They showed my complete move. Let me show it to you. جب میں اپنے گھر سے نکلا Till I reached the Scotland Yard gate I was in picture. یہ ٹیکنالوجی ہوتی ہے۔اس نے کہا یہ صرف آپ کو ہم نے نہیں کیا ہے ہم نے آپ کو صرف اس سے pick up کیا ہے۔ دنیا کو ہم نے کتنا up speed کر دیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: شجاع صاحب! وقت کا خیال رکھیں۔ kindly wind up کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں اگر مجھے دو تین منٹ اور دے دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! بجٹ کے حوالے سے آپ اپنی بات مکمل کریں۔ (قطع کلامیاں)

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! سکول ہم نے ٹھیک کر کے رکھ دیئے ہیں میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو بجٹ کا پیسا ہم نے پولیس کو دیا ہے انشاء اللہ پولیس deliver کرے گی اور اگر میں آپ کو یہ بتا دوں کہ پچھلے پانچ مہینے کے statistics جو ہمارے پاس ادھر ہیں اور آپ یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے لے سکتے ہیں۔ اس کے مطابق crime rate drop ہو گیا ہے۔ ہم نے crime rate تقریباً 25 فیصد drop کر کے رکھ دیا ہے۔ پنجاب پولیس کی یہ بہت بڑی achievement ہے کہ crime rate کم ہو گیا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ dynamism of Chief

You have seen Punjab انشاءاللہ تعالیٰ I am sureاورMinister Punjab already is the best Province of Pakistan. یہ ایکcenter of gravityہے اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ Punjab best Provinceرہے گا اور dynamism of Shahbaz Sharif پنجاب کو اوپر سے اوپر لے کر جا رہی ہے۔ میرا یہ بھی پورا یقین ہے کہ پنجاب کے جتنے بھی غریب لوگ ہیں وہ چیف منسٹر صاحب سے بہت خوش ہیں اور چیف منسٹر صاحب کی ہر بات کوappreciateکر رہے ہیں۔Thank you very much.

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ مسز ناظمہ جواد ہاشمی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اتنے "شیروں" کی حکومت میں اتنا خاموش بجٹ، چار سالوں کی تاریخ میں یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ جب ہم الیکشن کے سالوں میں جا رہے ہیں اور شیروں کی اسمبلی میں جس شعلہ بیانی سے تیس صفحات کا بجٹ پڑھا گیا اور جس خاموشی سے بجٹ کی تجاویز دی گئی ہیں۔ اس کی ذمہ دار اپوزیشن بھی ہے اور اس سے زیادہ حکومت بھی ہے جن کی عدم دلچسپی سے ایوان کا اس وقت یہ حال ہے کہ چار بندے بیٹھے ہوئے ہیں، لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔ پہلے ہی دن آپ نے چالیس کلو کی کتابیں ہمارے سر پر اٹھوا دی تھیں، اگلی اسمبلی میں پتا نہیں کون ہو کون نہ ہو لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج کے حالات میں جس طرح سے بجٹ پیش کیا گیا آپ Chair پر بیٹھے ہیں آپ ہی مجھے بتائیں کہ چونتیس سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں پری بجٹ سیشن بلایا گیا، کیا اس میں کوئی inputلی گئی؟ میرا ہیلتھ کمیٹی سے تعلق ہے، ہیلتھ کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے کیا اس میں ہماری رائے کو شامل کیا گیا یا نہیں؟ اس سال 84۔ارب روپے آپ نے اس مد میں رکھے گئے ہم سے تو یہ بھی نہیں پوچھا گیا کہ آیا یہ ہسپتالوں پر خرچ ہو گا، ڈاکٹروں کی تنخواہوں پر خرچ ہو گا، Ventilators پر خرچ ہو گا، Dialysis کے لئے خرچ ہو گا، نئے ہسپتال بنائے جائیں گے یا کس جگہ پر خرچ ہو گا۔ اس سلسلے میں اگر آپ کے سیکرٹریٹ سے بات کی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کی میٹنگ کے لئے جگہ ہی نہیں ہے اور یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ جب آپ یہاں پر عوامی نمائندوں کی بجٹ میں inputشامل ہی نہیں کرتے تو پھر ایسے ہی ہو گا جس طرح میرے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے تیس صفحات کا بجٹ یہاں پڑھ دیا۔ یہاں پر الزام برائے الزام کی بھی بات ہوئی آپ کہتے ہیں کہ انرجی کی وجہ سے بحران پیدا ہوئے ہیں ہم کہتے ہیں

کہ bad governance کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ سلسلے تو پھر چلتے رہیں گے اور جمہوریت کمزور ہوتی رہے گی اور پھر وہی لوگ آ جائیں گے۔ مجھے خادم اعلیٰ کی نیت پر کوئی شک نہیں لیکن میں اتنا ضرور کہوں گی "کلی کلی جان دکھ لکھ تے کروڑ وے" پھر یہ کہنا پڑے گا کہ "جدے جان والیا مہاراں ہن موڑ وے۔" میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہے کہ انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ اس سال ریونیو کی مد میں ہم نے سولہ فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے۔ پچھلے برس کی جو وصولیاں تھیں وہ 658۔ارب روپے تھیں اور 13-2012 کی وصولیاں 781۔ارب روپے بتائی گئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ گومگو کی کیفیت میں نہیں ہیں؟ کیا آپ کو اس بات کا ابہام ہے کہ وفاقی حکومت آپ کو 651۔ارب روپے دے گی یا نہیں دے گی؟ اس کو میں سمجھتی ہوں کہ شک کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ یہ ایک فیڈریشن کی بات ہے، ہم نے فیڈریشن کی بات کرنی ہے اور فیڈریشن کو قائم کرنا ہے۔ یہاں پر اگلی بات یہ کی گئی کہ بڑے شہروں کے لئے ترقیاتی پروگرام کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس میں Rapid Bus Transport System کے لئے 11۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی جنوبی پنجاب کے ساتھ زیادتی ہے۔ چھوٹے شہروں کے لئے آپ نے صرف 22لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی اس رقم کو کم کر کے 8.3 کر دیا گیا ہے یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ دانش سکولوں کو ہم criticize نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں تمام missing facilities schools بھی دانش سکول ہوں۔ ہم بھی وہ دن یہاں پر دیکھنا چاہتے ہیں جب یہاں پر سسٹم بدلا جائے گا۔ یہاں پر فیض احمد فیض کو پڑھا جاتا ہے، جبیب جالب کو بھی یاد کیا جاتا ہے لیکن اگر سارے سکول دانش سکول بن جائیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہتر قدم ہو گا۔ دانش سکوں ضرور بنائیں ایک ضلع میں صرف 145 بچے نہیں ہوتے دانش سکولوں میں 145 بچوں یا 2ہزار بچوں کے لئے ہو گا لیکن جہاں پر لاکھوں بچے تعلیم حاصل کر رہے ہوں وہ missing facilities کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہاں پر ترقیاتی اخراجات کے لئے 220۔ارب روپے رکھے پھر اس کو یک دم 51 فیصد بڑھا دیا۔ کیا آپ نے الیکشن کی دھاندلی کا پروگرام بنایا ہے یا الیکشن کے لئے بجٹ دیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی صوبہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم تو موجود ہی نہیں ہے لیکن آپ نے بیوروکریسی کے لئے اتنی زیادہ رقم رکھ دی ہے۔ آپ کہتے ہیں سادگی اپنائی جائے، میں کہتی ہوں ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ سادگی اپنانی چاہئے۔ خادم اعلیٰ نے بس میں سفر کر کے سادگی کا ایک راستہ دکھایا ہے، ہم مانتے ہیں لیکن 23لاکھ روپے کے پٹرول جلانے والے آج

ہمیں سمجھاتے ہیں آپ ان سے حساب لیں ان بیورکریٹس سے حساب لیں پھر آپ نے بجٹ تقریر میں کہا کہ یہاں پولیس میں دس ہزار نوجوان بھرتی کئے جائیں گے۔کیا یہ VIPs کی ڈیوٹیوں کے لئے بھرتی کئے جائیں گے؟ یہاں پر ایلیٹ فورس کے 722 نوجوان جو آپ کی ڈیوٹیاں کر رہے ہیں اگر ان کو ان ڈیوٹیوں سے ہٹا کر انہیں موٹر بائیک دے کر گلیوں میں بھیجا جائے تو کم از کم لاہور میں دس ڈکیتیاں تو کم ہو سکتی ہیں۔میرا خیال ہے کہ اس پر غور کرنا چاہئے کہ آپ نے کرائم کو کم کرنا ہے یا بڑھانا ہے یا پولیس سے اپنی ڈیوٹیاں لینی ہیں۔ہم نے تو خواب دیکھا تھا کہ پاکستان ایک فلاحی ریاست ہو آپ اسے دفاعی ریاست نہ بنائیں۔سکیورٹی پر اتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے آپ 74-1973 کا بجٹ اٹھا کر دیکھیں 43 فیصد تھا 48 فیصد۔آج ہیلتھ کا بجٹ دیکھیں آپ نے ہیلتھ کو 16.8 فیصد بجٹ دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ کم ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ آپ کہتے ہیں کہ خواتین کے لئے اتنا اچھا package دیا اور حکومت نے خواتین کے لئے 14۔ارب روپیہ رکھ دیا۔آپ مجھے بتائیں کہ جن پر خرچ کیا جانا ہے کیا ان کو بھی مشورے میں شامل کیا ہے؟ یہاں پر وومن ڈویژن کی منسٹری بھی ہے، یہاں عورت وزیر نہیں ہے لیکن سٹینڈنگ کمیٹی تو ہے کیا اس میں discuss کیا گیا کہ یہاں کس کس جگہ پر خرچ کئے جائیں۔آپ شیلٹر ہوم کا حال دیکھیں وہاں کوئی جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ڈے کیئر سنٹر میں کوئی بچے رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صوبے میں دن بدن حالت بگڑتی جا رہی ہے لیکن ممبران سنجیدہ نہیں ہیں پتا نہیں وہ اپنے کن مشغلوں میں لگے ہوئے ہیں لیکن ہم نے بجٹ تو عوام کو دینا ہے، عوام کی آنکھیں بجٹ پر لگی ہوتی ہیں۔پہلے سال میں ایک بجٹ ہوتا تھا لیکن اب تو روزانہ بجٹ آتا ہے کبھی گوشت کی قیمت زیادہ ہوتی ہے کبھی سبزی کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور کبھی آٹے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ میرے خیال میں ان چیزوں پر غور کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں ہرگز کسی کو بھی تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہتی اور نہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے یہ نہیں کیا آپ نے وہ نہیں کیا لیکن جو وفاقی حکومت کا کام تھا انہوں نے آپ کو اٹھارہویں ترمیم کے تحت وہ اختیارات دیئے ہیں کہ آپ یہاں پر سولر انرجی یا منی ڈیم بنائیں اس کے لئے 9۔ارب روپیہ رکھا لیکن آپ نے اُدھر کا مال اِدھر اور اِدھر کا مال اُدھر کر دیا۔آپ نے disaster میں کیا کیا کہ جب فلڈ آیا تو وطن کارڈ میں آدھے پیسے وفاقی حکومت نے دیئے اور آدھے پنجاب حکومت نے دیئے لیکن آپ نے کہا کہ ہم نے سیلاب میں بہت کام کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو پیسے دوسرے محکموں سے نکال کر اِدھر اُدھر خرچ کئے جاتے ہیں اس پر کنٹرول کیا جائے، اس پر کمیشن بنے، اس پر پالیسی بنائی جائے اور پنجاب کی عوام کو اس کا حق ملنا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔اگلے مقرر حاجی ذوالفقار علی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔سردار قیصر عباس خان مگسی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (سردار قیصر عباس خان مگسی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، شکریہ ۔ جناب چیئرمین!آپ نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کے لئے وقت فراہم کیا۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب!یہ منسٹرز کی سیٹ ہے ذرا اپنی سیٹ پر چلے جائیں بہتر ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (سردار قیصر عباس خان مگسی): شکریہ۔جناب چیئرمین!میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو عوام دوست بجٹ بنانے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو پنجاب اسمبلی میں ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں چونکہ میرا تعلق جنوبی پنجاب کے ایک پسماندہ ضلع سے ہے۔ میں جنوبی پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے چند معروضات پیش کروں گا، جنوبی پنجاب کے خیر خواہوں کا جو دور اقتدار رہا ہے اس کا اور اپنی موجودہ حکومت کا comparison جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 04-2003 میں 23 فیصد allocation کی گئی،05-2004 میں 22 فیصد allocation کی گئی،06-2005 میں 19 فیصد allocation کی گئی،07-2006 میں 18 فیصد allocation کی گئی ، 08-2007 میں 15 فیصد allocation تھی ۔ یہ جو جنوبی پنجاب کی خیر خواہی کا نعرہ لگانے والے ہیں ان کے دور حکومت میں 23 سے لے کر 15 فیصد تک ہر سال بتدریج کمی آتی رہی ہے اور وہ اپنے آپ کو جنوبی پنجاب کے بڑے خیر خواہ ہونے کا نعرہ لگاتے ہیں اور سارا دن اسمبلی کے فورم پر شور بھی مچاتے ہیں۔اس کے بعد 09-2008 سے 16 فیصد سے شروع ہوا ہے 10-2009 میں جنوبی پنجاب کے لئے 24 فیصد allocation تھی،11-2010 میں 29 فیصد allocation تھی، 12-2011 میں 32 فیصد allocation تھی اور 13-2012 میں بھی 32 فیصد allocation ہے آپ شروع سے لے کر آج تک دیکھیں کہ بتدریج ہر بجٹ میں اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔شور یہ مچایا جا رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو کچھ نہیں ملا۔میں یہ کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے جتنے بھی معاملات تھے خواہ وہ بجٹ سے متعلقہ تھے یا دیگر معاملات تھے ان میں جتنا interest خادم اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب کے معاملات میں لیا ہمیں یہ محسوس ہوتا تھا کہ ہمارا وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب کا رہنے والا ہے اور یہاں کا رہائشی ہے۔

جناب سپیکر!آپ دیکھیں کہ جب سیلاب کے دنوں میں ہمارا جنوبی پنجاب میانوالی سے لے کر رحیم یار خان تک سیلاب میں ڈوبا ہوا تھا میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس وقت یہ باقی لیڈر کہاں تشریف لے گئے تھے ؟ان کو جنوبی پنجاب کے لوگوں کا خیال کیوں نہ آیا کہ یہ ڈوب رہے ہیں اور ہم بھی ان کے لئے کچھ کریں۔اس وقت فیڈرل گورنمنٹ کہاں گئی تھی اور دیگر لیڈران کرام کہاں گئے تھے ؟وزیر اعظم پاکستان سیلاب کے دنوں میں سیلاب زدگان کی مدد کے لئے لیّہ تشریف لائے وہاں سات ہیلی کاپٹر آئے اور ضلعی انتظامیہ کو warn کیا گیا کہ وزیر اعظم پاکستان سیلاب زدگان کے لئے امدادی سامان لے کر آ رہے ہیں آپ وہاں پر گاڑیوں کا بندوبست کریں جو وہ سامان اٹھا کر سیلاب زدگان کے لئے لے جائیں گے۔وہاں پر ٹرکوں کا بندوبست کیا گیا لیکن کھودلہاڑ اور نکلا چوہا،جب وزیر اعظم پاکستان ہیلی پیڈ پر اترے اور سامان اتارا گیا تو وہ ایک پک اپ میں لاد کر سیلاب زدگان کے لئے لایا گیا۔اس وقت پیپلز پارٹی سے جو ہمارے colleagues تھے ان کے سر شرم سے جھک گئے کہ وزیر اعظم یہاں پر تشریف لائے ہیں اور ہمارے لئے یہ امداد لائے ہیں۔منہ سے باتیں کرنا آسان ہیں لیکن کسی کے لئے کچھ کر کے دکھانا بڑا مشکل کام ہے۔

جناب والا!مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میرے ساتھی گرین ٹریکٹر سکیم پر تنقید کر رہے ہیں، ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہمارے ملک کی backbone زراعت ہے۔میں گرین ٹریکٹر سکیم میں یہ چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی بھی شہری مجھے یہ بتادے کہ پنجاب میں جو گرین ٹریکٹر سکیم تھی اس میں شفاف قرعہ اندازی نہیں کی گئی۔پارٹی،سیاست اور ہر چیز سے بالاتر ہو کر غریب کسانوں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت subsidy دی گئی ہے۔اس میں پیپلز پارٹی،(ق)لیگ اور باقی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی شامل تھے۔پنجاب کے تمام غریب کاشتکاروں کو یہ سہولت دی گئی ہے۔اسی طرح آپ ییلو کیب سکیم لے لیں اس میں مجھے میرا کوئی دوست آ کر بتائے کہ کیا اس سکیم کے تحت صرف (ن) لیگ والوں کو نوازا گیا ہے ؟یہ گاڑیاں قرعہ اندازی کے ذریعے اور merit کی بنیاد پر تقسیم کی گئیں اگر کسی کے پاس کوئی ایک مثال بھی موجود ہے تو وہ لا کر دکھائے کہ اس میں فلاں شخص کو نوازا گیا یا فلاں کے کہنے پر کسی کو ییلو کیب دی گئی۔

جناب چیئرمین!اسی طرح دانش سکول سسٹم پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔غریب کے بچوں کا اس ملک کے وسائل پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ آپ اور میرے بچوں کا ہے۔ہمارے بچے تو ایچی سن اور صادق پبلک سکول میں پڑھتے ہیں کیا غریب کے بچے کو حق حاصل نہیں کہ وہ بھی کسی اچھے ادارے میں تعلیم حاصل کرے ؟کیا خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ جرم ہے کہ انہوں دانش سکول بنائے ہیں جن میں غریبوں

کے بچوں کو اچھی تعلیم حاصل ہو رہی ہے اور وہ ہمارے ملک کا سرمایہ بن رہے ہیں؟اس ملک میں غریب کو بھی جینے کا حق حاصل ہے۔

جناب چیئرمین!Punjab Education Endowment Fundقائم کیا گیا ہے۔ ہمارے ضلع لیّہ میں لیپ ٹاپ کمپیوٹر کی تقسیم کی تقریب منعقد ہوئی۔وہاں پر ایک بچی کا لیپ ٹاپ merit کی بنیاد پر نکلا۔وہ بچی ڈائس پر آ گئی اور اس نے کہا کہ مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں۔اس بچی نے کہا کہ میں ایک غریب والد کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ گدھا گاڑی چلاتا ہے۔وہ صبح نکلتا ہے اور شام تک اتنا کما کر لاتا ہے کہ جس سے ہمارے گھر کی دو وقت کی روٹی چلتی ہے۔میں خادم اعلیٰ پنجاب کی شکر گزار ہوں کیونکہ میرا بھائی میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اور اس کا خرچہ حکومت پنجاب Endowment fund سے فراہم کر رہی ہے۔میں اور میرا بھائی حکومت پنجاب کی وجہ سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین!بے روزگاری ختم کرنے کے لئے نوجوانوں کو قرض کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔کیا یہ خادم اعلیٰ پنجاب کا جرم ہے،کیا یہ غلط کام کیا گیا ہے؟اسی طرح پورے پنجاب میں میرٹ پر بھرتیاں کی گئی ہیں۔آپ کے علم میں ہے کہ کسی ایم این اے اور ایم پی اے کا کوئی کوٹا ہو؟ میرٹ کی بنیاد پر ہونے والی بھرتیوں میں (ق)لیگ، پیپلز پارٹی والے اور (ن)لیگ والے بھرتی ہو رہے ہیں۔جس نے جتنی محنت کی ہے اس کو اتنا پھل مل رہا ہے۔اعتراض کرنا تو بڑا آسان کام ہے لیکن کیا باقی جماعتوں نے بھی کبھی ایسا کیا ہے؟

جناب چیئرمین!ہمارا ایک چھوٹا سا پسماندہ ضلع ہے۔ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے ضلع لیّہ میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا کیمپس ہوگا۔میں خادم اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ ضلع لیہ جیسے پسماندہ علاقے میں بھی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا کیمپس بنا دیا گیا ہے اور وہاں پر غریب لوگوں کے بچے،بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔چوک اعظم ضلع لیہ کا ایک چھوٹا سا شہر اور میونسپل کمیٹی ہے۔ ضلع لیّہ کی تین میونسپل کمیٹیاں فتح پور،چوک اعظم اور کوٹ سلطان ہیں۔ان تینوں ٹاؤن کمیٹیوں میں وزیر اعلیٰ نےRules relax کر کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنا دیئے ہیں اور وہاں پر لوگوں کو صحت کی سہولتیں میسر آ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا صرف دو تین مختصر گزارشات کر کے اپنی بات ختم کر دوں گا۔ چونکہ میرا تعلق تحصیل چوبارہ سے ہے۔ وہاں پر زیادہ تر بارانی علاقہ ہے اور خادم اعلیٰ نے اس سال بارانی علاقے میں فصلیں نہ ہونے کی وجہ سے اسے آفت زدہ قرار دے دیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس آفت زدہ علاقے کے کاشت کاروں کے لئے بیج فراہم کئے جائیں تاکہ کاشت کار اپنی فصل کاشت کر سکیں۔ تحصیل چوبارہ remote area ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے وعدہ فرمایا تھا کہ یہاں پر اساتذہ کی بھرتی کے لئے criteria کو relax کیا جائے گا تو میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ چوبارہ میں اساتذہ کی بھرتی کے لئے criteria کو relax کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ محترمہ نرگس پروین اعوان!

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب چیئرمین! آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے مجھے غالب اور فیض بہت یاد آئے۔ غالب نے کہا تھا کہ:

بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

جناب چیئرمین! بجٹ 13-2012 کی بنیادی طور پر دو جہتیں ہیں۔ ایک آنے والے انتخابات کی پیش بندی اور پیش بینی اور دوسرا حکومتی پارٹی کے electables کے لئے مالی آسودگی۔ ان دو جہتوں میں اگر کوئی نظر انداز ہوا ہے تو وہ مہنگائی کے مارے ہوئے غریب عوام، بے روزگاری کے تپتے صحراؤں میں آبلہ پا مزدور اور اپنے افکار کی آسودگی کی امید لگائے محروم طبقات ہیں۔

جناب چیئرمین! کسی بھی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ افراد کو روزگار فراہم کرے۔ روزگار فراہم کرنا اور بنیادی ضروریات کی فراہمی ایک ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کسی فرد کو تحفظ فراہم کرنا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ غربت کا جہنم عدم تحفظ کے جہنم کی طرح ہی ہوتا ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس صوبے میں امن وامان کی حالت بہت دگرگوں ہے۔ اس وقت لاقانونیت پچاس فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ لاقانونیت کا یہ حال ہے کہ پنجاب کے دور دراز علاقے کو چھوڑیں لاہور جیسے شہر میں بھی ہر روز ایک بنک لوٹا جا رہا ہے اور ایک جیولر اپنے اثاثوں سے محروم ہو رہا ہے۔ سٹریٹ کرائم کا یہ حال ہے کہ نہ کسی کا پرس اور نہ ہی کسی کا موبائل محفوظ ہے۔ یہ وارداتیں نہ صرف posh areas میں بلکہ گلی محلوں میں بھی ہو رہی ہیں۔ جب مرد حضرات اپنی روزی روٹی کمانے کے لئے جاتے ہیں تو گھر کی خواتین اور بچے محفوظ نہیں ہوتے، ڈاکو دیواریں

پھلانگ کر آتے ہیں اور نہ صرف اثاثہ جات لوٹ کر لے جاتے ہیں بلکہ خواتین کی عزتیں بھی تار تار کر جاتے ہیں۔ یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ افراد کو تحفظ فراہم کرے۔ جس طرح افراد کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کی ہے اسی طرح ملکیت کی ذمہ داری بھی ریاست کی ہے لیکن اس وقت پنجاب میں لینڈ مافیا تقریباً 53 فیصد زمینوں پر قابض ہو چکا ہے۔ لینڈ مافیا اس قدر طاقتور ہو گیا ہے کہ اگر کسی ملکیت والے صاحب کی آنکھ بھی جھپک جائے تو یہ مافیا اس کی ملکیت پر قابض ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ اس قدر دیدہ دلیر ہو چکے ہیں کہ even وزیر اعلیٰ کے رہائشی علاقے میں بھی لینڈ مافیا کی جڑیں بہت مضبوط ہو چکی ہیں اور وہ دن دہاڑے دندناتے پھرتے ہیں۔ مشرف دور کے جو criminals تھے وہ حکومتی پارٹی کی صفوں میں گھس کر امن وامان کو تہس نہس کئے جاتے ہیں، وہاں کے عوام کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے اور لوگوں کو ان کے جائز اثاثوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ایک شہری کو بنیادی ضروریات اور تحفظ فراہم کرنا ریاست کا کام ہے اسی طرح بنیادی ضروریات میں تعلیم اور صحت بھی آتی ہے۔ میں سب سے پہلے تعلیم کی بات کرتی ہوں۔ پاکستان یا کسی بھی ملک میں جب حالات دگرگوں ہو جائیں، لاء اینڈ آرڈر گھمبیر ہو جائے تو اُس وقت کہا جاتا ہے کہ یہ lack of education ہے۔ اس وقت صوبہ میں تعلیم کی تین وزارتیں کام کر رہی ہیں۔ پرائمری ایجوکیشن، سکینڈری ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن لیکن ان تین وزارتوں کے باوجود جب دانش سکولوں کی بنیاد رکھی گئی تو اُس کے لئے علیحدہ ایک اتھارٹی بنانی پڑی۔ یہاں پر دانش سکولوں کی بات کی گئی کہ شاید یہ بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن میری بھی ایک بات سُن لیں کہ ان دانش سکولوں کے چند سو بچے جب اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی میں آئیں گے تو وہ اپنے ساتھی لوگوں کی زندگی کا سٹائل دیکھیں گے، اُن کی مراعات دیکھیں گے جس کے لئے وہ اس طرح کے کارنامے انجام دیں گے کہ آپ کو تاریخ میں مثالیں نہیں ملیں گی کیونکہ وہ اُس مروجہ معیار رہائش کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح کی حرکتیں کریں گے اور وہ اتنے نفسیاتی اور ذہنی مریض ہو جائیں گے کہ اُن کو معاشرے میں اپنے آپ کو کھڑا کرنا مشکل نظر آئے گا۔ اب وقت ہے کہ ہم اس ملک میں یکساں نظام تعلیم رائج کریں اور لوگوں کو اُن کے نصاب کے مطابق تعلیم دیں۔ غریب اور امیر طبقات کے فرق کو ختم کریں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میں پنجاب حکومت کو متوازن اور فلاحی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں جس میں معاشرے کے تمام طبقات اور صوبہ کے تمام

علاقوں کو برابری کی سطح پر treat کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت کے خسارے کا بجٹ جس کا تعلق کسی معاشی مسائل سے نہ تھا اور وفاقی حکومت کی بدانتظامی اور نااہلی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ یہ خسارے کا بجٹ جی ڈی پی کا 7 فیصد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ 1100۔ارب روپیہ کے نوٹ چھاپے جائیں گے جنہیں ہم استعمال کریں گے جس سے افراط زر میں اضافہ ہوگا اور قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ ہوتا چلا جائے گا جو یقیناً ہماری غربت کو بڑھادے گا۔ چار سال کے بدترین بجٹ کے بعد وفاقی حکومت کا پانچواں بجٹ بھی دوبارہ سے ہمارا تمسخر اُڑاتا ہوا چلا گیا اور اس کے باوجود ہمیں ان حالات میں ایک بجٹ دینے کا موقع ملا جن کے اندر ایک انتہائی مشکل کام تھا۔ وفاقی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے آج سرمایہ کاری بڑھنے کی بجائے کم ہو رہی ہے اور لوگ اپنا سرمایہ بیرون ملک منتقل کر رہے ہیں۔ 60 سال میں سرمایہ کاری اتنی ریکارڈ کم نہیں تھی جتنی آج ہے۔ 2007 میں 22.5 فیصد تھی اور آج 12.5 فیصد ہے اور لوگ مجبور ہو گئے ہیں۔

Because of this no measures have been taken and people are relocating themselves in other countries.

جب سرمایہ کاری نہ ہو رہی ہو تو آپ سوچیں کہ اس سے ایک بڑا صوبہ کتنا suffer کرتا ہے۔ ہماری GDP growth اوسطاً صرف 3 فیصد رہ گئی ہے جبکہ آبادی 2.2 فیصد کے حساب سے بڑھ رہی ہے تو آپ ہی بتائیے کہ اس شرح کے ساتھ آپ ملک میں کیا ترقی expect کرتے ہیں، جو بجٹ ہمیں دیا جارہا ہے اس سے آپ کیا expect کرتے ہیں اور اس ملک کے مستقبل کے بارے میں کیا expect کرتے ہیں جبکہ ہمارے پڑوسی ممالک میں اس وقت GDP شرح 8 فیصد ہے اور ہماری GDP کی شرح 8 فیصد رہ گئی ہے۔ ہماری سالانہ شرح کے مطابق 5 سال میں تو کچھ فرق پڑ نہیں سکا تو آگے کیا فرق پڑے گا؟ آپ مجھے صرف یہ بتائیے کہ سری لنکا، بنگلہ دیش اور انڈیا جیسے ملک ہم سے کہیں آگے نکل گئے اور اُن کے بالکل ساتھ ہوتے ہوئے آج ہمارا ملک اس قسم کے تذبذب کا شکار ہے کہ سب کے سب پریشان ہیں اور ایک دوسرے پر انگلیاں اُٹھا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وفاق کی نااہلی ہمارے بجٹ کو بھی effect کرتی ہے اور میرے نزدیک اس چیز کا ذکر کرنا بہت ضروری تھا۔ آج ان غلط پالیسیوں کی وجہ سے چھ یا سات لاکھ لوگوں کو روزگار دیا جارہا ہے اور تیرہ سے چودہ لاکھ لوگ بے روزگار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا ذمہ دار وفاق ہے یا اس کا ذمہ دار ہمارا صوبہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں انرجی کے ایشو پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے صنعتوں کو اپیج بنادیا گیا ہے، پنجاب کے بہت سے کارخانے بند ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے بے روزگاری بڑھی اور وفاق کے کانوں تک جُوں تک نہ رینگی۔

(اذانِ عصر)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! میں انرجی کرائسز کی بات کر رہی تھی۔ پچھلے سال گنے کے پھوگ کے ذریعے بجلی پیدا کرنے کے لئے نیپرا سے ٹیرف فکس کرنے کو کہا اور انہوں نے اس کو ذرا بھی speed up نہ کیا۔ آج اٹھارہویں ترمیم کی بات کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اٹھارہویں ترمیم میں تو صوبوں کو بجلی بنانا allowed ہی نہیں ہے۔ سی سی آئی کی میٹنگ میں پچھلے سال میاں محمد شہباز شریف نے ایک اجازت لی کہ ہمیں کم از کم کچھ بجلی بنانے کا موقع دیا جائے۔ آپ مجھے بتائیے کہ نیپرا نے اس کو کیوں speed up نہیں کیا؟ آج پیپکو جیسا بڑا ادارہ جس میں لاکھوں لوگ employed ہیں وہ ادارہ وفاق کے پاس ہے صوبہ کے پاس نہیں ہے تو اُس ادارہ نے ہمارے صوبہ کے لئے کیا کیا؟ ایک بڑا صوبہ جہاں 70 فیصد almost آپ کے ملک کے لوگ رہتے ہیں وہ صوبہ آج کیوں suffer کر رہا ہے جبکہ یہ ادارے وہاں پر موجود ہیں اور سوائے اس کے کہ انہوں نے ان چار سال میں ہر چیز کی growth کی speed کو روکا۔ انہوں نے اس میں ایک دن بھی sincerity کے ساتھ ہمارا ساتھ دینے کی کوشش نہیں کی، اور تو اور پنجاب کو sovereign guarantee چاہئے تھی وہ وفاق نے نہ دی تو آپ مجھے بتائیے کہ ان حالات میں لوڈشیڈنگ کا مسئلہ کس طرح حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں پنجاب کتنا ذمہ دار بنتا ہے؟ ہم آج بولنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمارے ساتھ constant load shedding میں بھی زیادتی ہو رہی ہے پورے ملک میں بانٹ کر لوڈشیڈنگ ہونی چاہئے تھی لیکن آج ہم پنجاب میں maximum load shedding کا شکار ہیں۔ آج wind corridors کو جو لوگ یہاں discuss کرتے ہیں کیا ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ اس کے لئے بہت لمبی ریسرچ چاہئے اس میں کئی سال اس wind corridors کو چیک کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہاں بجلی بنانے کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ ایک سال کے اندر اندر یہاں windmills لگ جائیں گی یہ کیسے possible ہے؟ یہاں معزز ممبران کو کم از کم study کر کے آنا چاہئے کیونکہ میڈیا بھی ان کو سن رہا ہوتا ہے اور کچھ ایسے ممبران بھی سن رہے ہوتے ہیں جو شاید یہ study نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین!میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ پنجاب نے تو صرف 13.4۔ارب روپے کے قرضے لئے اور 14۔ارب روپے واپس کر دیئے جس کے بارے میں آج صبح ہمارے قائد حزب اختلاف بھی کہہ رہے تھے کہ کن قرضوں کی بات کر رہے تھے۔ ہم نے قرضے لئے اور ہم نے وہ واپس کئے ہیں جبکہ انہوں نے ورلڈ بنک سے قرضے لے کر ایک قسم کی campaign کی اور ان قرضوں سے اس ملک کو مقروض بنایا۔ آج ان کے قرضوں کی وجہ سے ہم لوگ اتنا suffer کر رہے ہیں اور پنجاب کا صوبہ ان کی bad policies کی وجہ سے suffer کر رہا ہے۔ان حالات کے باوجود اگر ہم نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے تو یہ ایک بہت بڑی شاباش کا مستحق ہے۔ ہم نے کم از کم آنے والی نسلوں پر بوجھ نہیں ڈالا۔

جناب چیئرمین!Failed institutions کو ٹھیک کرنے کی بجائے جیسا کہ انہوں نے پی آئی اے، ریلوے اور دوسرے اداروں کا ستیاناس کر دیا ہے ان کی بجائے اگر یہ بجلی پر کام کرتے تو کم از کم ملک میں ترقی شروع ہو جاتی۔ وہ ادارے تو ان کے ہاتھ سے نیچے گر ہی گئے ہیں اس کے بعد انہی میں یہ اربوں روپے invest کرتے گئے اور اب 1100۔ارب روپے کے نوٹ چھاپیں گے۔ یہ انہی اداروں میں ڈالتے جائیں گے تو کیا accountability اور کیا transparency ہے؟ آج جب اپوزیشن پنجاب کے بجٹ کو discuss کرتی ہے تو مجھے انتہائی شرم کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس کے باوجود کیا پنجاب اس وقت بہتر طریقے سے چل رہا ہے۔ کیا یہ ہم لوگوں کو appreciate نہیں کر سکتے۔ میں صرف یہ جانتی ہوں کہ ہماری جو پنجاب کی پالیسی بنائی گئی وہ MDG goals کو سامنے رکھ کر بنائی گئی اور یہ پوری دنیا کے لئے important ہے۔ اس میں poverty reduction ہے۔

جناب چیئرمین!ہماری صحت اور ایجوکیشن کے لئے 194۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے 2۔ارب روپے دانش سکول کے لئے رکھے گئے۔ ہم نے کوشش کی کہ missing facilities پوری کرنے کے علاوہ elite concept کا word ہی change کر دیا ہے۔آج ہم غرباء کے بچوں کو دانش سکول میں لے گئے ہیں اور پانچ ہزار سے زائد فیس والے سکولوں میں بھی دس فیصد وہ بچے جائیں گے جو suffer کر رہے ہیں۔ میں ایک ماں ہوں اور اس حوالے سے بات کرتی ہوں کہ جب کوئی ماں بھی اپنے کمزور بچے کو دیکھتی ہے تو اس کی طرف اس کا دھیان زیادہ ہوتا ہے۔ مجھے بڑا فخر ہے کہ پنجاب نے ایک ماں کی طرح اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھا ہے جو غریب تھا، محروم تھا اور جس کو

socially, economically and politically ہر طریقے سے ignore کیا گیا تھا۔ میں بہت خوش ہوں کہ ان کے لئے کام کیا گیا۔

جناب چیئرمین! میں عورتوں کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ 14۔ارب روپے کی رقم عورتوں کے لئے رکھی گئی ہے۔ ہمارا خواتین کا34نکاتی پروگرام تھا اس کے لئے یہ بے انتہا ضروری قدم تھا۔آج خواتین کے اوپر سے وہstigma دھو دیا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے خواتین کچھ کہتے ہوئے جھجکتی تھیں آج کم از کم domestic violence پر بات کی جا رہی ہے اورhelpline provide کی جا رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے 8۔مارچ کو وہ 34نکاتی پروگرام دیا۔ میں سب کو encourage کرتی ہوں کہ اس کوnet پر پڑھیں،laptop پر بات کرنے کی بجائےlaptop کو کھولیں جوان کے گھروں میں پڑے ہوئے ہیں اوران 34نکات کو پڑھیں اور پھر بات کریں۔ایسے ہی شور ڈالنے اور تماشا کھڑا کرنے سے حکومتیں نہیں چلتیں۔انہوں نے اس بجٹ کو discuss کر کے ہم کو شرمندہ کیا ہے کیونکہ ان کے پاس کوئیpoint نہیں تھا اوران کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ میں آج as a woman بہت خوش ہوں کہ autonomous bodies میں بھی33فیصد خواتین کی سیٹیں ہیں،15 فیصد کوٹا ہے۔ ہم نےinheritance کے اندر بہت کام کرنا شروع کر دیا ہے۔یقیناً اتنا کام پچھلے 60سال میں کسی صوبہ میں نہیں ہوا جتنا پنجاب میں ہوا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔جناب محمد معین وٹو صاحب!آپ خوش قسمت ہیں کہ اپوزیشن نہیں ہے جو مرضی کہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ ویسے تو اب صورتحال یہ ہے کہ ممبران جتنی تعداد میں موجود ہیں لیکن جو جو صاحبان یہاں موجود ہیں تو مجھے احساس ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے مجبوراً یہاں تشریف فرما ہیں جیسے کہتے ہیں کہ کوئی مقرر تقریر کر رہا تھا تو سارے لوگ چلے گئے صرف ایک آدمی وہاں بیٹھا رہا۔اس نے کہا کہ شاباش آپ بہت اچھے آدمی ہیں آپ ہی کو میرے جذبات اور تقریر کی صحیح سمجھ آ رہی ہے تو اس نے آگے سے کہا کہ نہیں جناب میں تو شامیانوں والا ہوں مجھے تقریر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اب صورتحال اس طرح کی ہے کہ آپ تو صدارت کر رہے ہیں اس لئے آپ کی اپنی مجبوری ہے، جو ممبران بیٹھے ہیں ان کی باری میرے بعد ہے اور وزیر صاحب اس لئے پھنسے ہوئے ہیں کہ یہ وزیر خزانہ ہیں۔

جناب چیئرمین: وٹو صاحب!بجٹ پر بات کریں تو بہتر ہو گا۔

جناب محمد معین وٹو: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے جو ممبران یہاں موجود ہیں ان کو اور جو نہیں موجود ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ ہمارا پانچواں بجٹ ہے اور اس لحاظ سے کہ ہم نے اپنا پانچواں بجٹ پیش ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک بہت بڑی کامیابی بھی ہے اور ہمیں خوشی بھی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس اسمبلی نے پانچ بجٹ یہاں پیش ہوتے ہوئے دیکھے۔

جناب چیئرمین! اب میں یہ عرض کروں گا کہ ہر حکومت اپنی طرف سے بہترین بجٹ پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے اور خاص طور پر موجودہ بجٹ میں ہمارے وسائل سے مسائل کے حل کے لئے جن ترجیحات کا تعین کیا گیا ہے وہ آئینہ دار ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں مسائل کے حل کے لئے جو ترتیب دی ہے وہ لائق تحسین ہے۔ اس لحاظ سے موجودہ بجٹ نہ صرف ایک متوازن بجٹ ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر معروضی حالات کو مدنظر رکھا جائے کہ جب پنجاب میں بجلی اور سوئی گیس کا بحران ہے جس کی وجہ سے ہمارے کارخانے اور پیداواری یونٹ بند پڑے ہیں۔ اس طرح ہماری ترقی کا پہیہ جام ہوا ہوا ہے۔ ان حالات میں اگر موجود بجٹ کا تجزیہ کیا جائے تو میرے خیال کے مطابق یہ ایک ترقیاتی بجٹ ہے کہ جس میں باوجود اس کے کہ ہم اتنے بڑے مسائل سے دوچار ہیں پھر بھی موجودہ بجٹ میں ترقیاتی فنڈز پہلے سے کہیں زیادہ مختص کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو بچت کی سکیمیں دی گئی ہیں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کو priority دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب سے زیادہ تعلیم، صحت، زراعت، لاء اینڈ آرڈر اور اس طرح باقی شعبوں کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور جو ترجیحات ترتیب دی گئی ہیں۔ اس بجٹ کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس میں ایسے اہم شعبہ کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین! میں خاص طور پر زراعت کے بارے میں تفصیلاً عرض کروں گا کہ یقیناً تعلیم کے شعبہ میں نوجوانوں کے لئے طلباء و طالبات کے لئے، بے روزگاری کے لئے جو بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے اقدامات کئے ہیں وہ یقیناً لائق تحسین ہیں مگر صوبہ پنجاب کا شتکاری اور زراعت کے لحاظ سے پورے ملک کی ضروریات پوری کرتا ہے اس لئے اس شعبہ کو موجودہ بجٹ میں خاص طور پر اہمیت دی گئی ہے۔ میں سب سے پہلے یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ بیس ہزار ٹریکٹروں کی فراہمی جس میں حکومت کی طرف سے 2۔ارب روپے کی subsidy دی گئی ہے اور اُس کی قرعہ اندازی کا طریق کار کسی پارٹی یا سیاسی مفاد کے تحت نہیں ہے بلکہ خالصتاً ایمانداری اور دیانتداری سے جو اس کے مستحق ٹھہرتے ہیں،

قرعہ اندازی میں اُن کو ٹریکٹر دیئے جارہے ہیں۔ پہلے بھی جو حکومت پنجاب کی طرف سے قرعہ اندازی کی گئی تھی اُس میں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ البتہ وفاقی حکومت نے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنے لوگوں کو accommodate کیا تھا اور انہوں نے باقاعدہ طور پر پہلے چٹیں تقسیم کیں کہ فلاں فلاں آدمیوں کو ٹریکٹر وغیرہ ملیں گے اور انہی کو ہی ملے لیکن حکومت پنجاب نے ہمیشہ خالصتاً اور عوامی مفادات کے پیش نظر ایمانداری پر مبنی پالیسی بنائی اور اُس پر عملدرآمد کیا۔ زراعت کے شعبہ کی ترقی کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکاروں/الاٹیوں میں سرکاری اراضی کا رقبہ جس کی 2003 میں حکومت کی طرف سے extension بند کر دی گئی تھی لیکن موجودہ حکومت نے 11-2010 میں ان الاٹیوں کی زمین کو 2012 تک کے لئے extend کر دیا جس سے پورے صوبہ کے چوبیس ہزار کاشتکاروں کو فائدہ ہوا۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ وٹو صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا wind up کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب چیئرمین! زراعت کے شعبہ میں نئے Drip Irrigation System کو متعارف کرایا جارہا ہے جس سے یقیناً نہروں کے پانی سے زراعت میں بہتری ہو گی اور اس کے لئے حکومت نے آئندہ پانچ سال کے لئے 35۔ارب روپے مختص کئے ہیں جن میں 3۔ارب 47 کروڑ روپے اسی سال زراعت اور نہروں کی بہتری کے لئے خرچ کئے جائیں گے۔ اب وزیر خزانہ صاحب موجود نہیں ہیں لیکن میں اُن کی عدم موجودگی میں یہ کہوں گا کہ اگرچہ موجودہ حکومت نے بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے اَسّی ہزار لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے منصوبہ بنایا ہے لیکن ایک چیز جو مسلسل نظر انداز کی جارہی ہے اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ اگر متعلقہ محکمہ کے لوگ موجود ہیں تو وہ اس کو ضرور note فرمائیں کہ جب بے روزگاری کا خاتمہ کرنا ہے اور روزگار فراہم کرنا ہے تو پھر اُن لوگوں کو بھی روزگار فراہم کیا جانا ضروری ہے جن کے لئے درجہ چہارم کی ملازمتیں ضروری ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دیہات سے منسلک ہیں، یہ وہ ملازمتیں ہیں جو اَن پڑھ لوگوں کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور یہ اُس طبقہ کے لئے ضروری ہیں جو غربت کی آخری حد تک پہنچے ہیں ہوئے۔ ویسے بھی درجہ چہارم کی ملازمتیں سب سے غریب ترین طبقہ کے لئے فراہم کرنی چاہیئں جس کے لئے میں متعلقہ محکمہ جات کو تجویز دیتا ہوں کہ وہ note بھی فرمالیں اور اس پر توجہ بھی دیا کریں کہ نہروں کے کناروں اور سڑکوں کی حفاظت کے لئے بیلداروں کی بھرتی انتہائی ضروری ہے لہذا اس اہم مسئلہ کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ بے شک آپ لاکھوں کی

تعداد میں بھرتی کر لیں لیکن بیلداروں کی بھرتی کرنے سے ایک تو سب سے غریب طبقہ کو روزگار فراہم ہو گا دوسرا سڑکوں کا infrastructure محفوظ ہو گا اور تیسرا اُن کی rehabilitation اور repair کے اخراجات میں بچت آئے گی۔ اسی طرح نہروں کے پشتوں کی مرمت کرنے پر جو اخراجات آتے ہیں اُس میں بچت ہو گی۔

جناب چیئرمین: وٹو صاحب! اب ختم کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کیونکہ یہ بڑی ضروری بات ہے۔ جب نہروں اور سڑکوں کے کناروں پر درخت لگائے جائیں گے تو ماحول میں بہتری آئے گی۔ جو درخت ایک بیلدار لگائے گا تو دس سال کے بعد آپ اُس درخت کی قیمت کا اندازہ کریں تو اُس میں بیلدار کی تنخواہ بھی پوری ہو جاتی ہے لیکن نہ جانے اس کی طرف کیوں توجہ نہیں دی جا رہی؟ میں متعلقہ حکام اور وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ اس پر ضرور توجہ دیں بلکہ وہ اپنی wind up speech میں اس پر اپنا کوئی نہ کوئی ردعمل دیں کہ انہوں نے اس پر کیا working کی ہے؟

جناب چیئرمین! میں خاص طور پر وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ میرے حلقہ کی سڑکیں انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں ہیں۔ وہ سڑکیں چاہے ضلعی حکومت یا صوبائی حکومت کے under ہوں اُن کی مرمت درکار ہے کیونکہ وہ ناقابل استعمال ہو چکی ہیں اور اُن کا مزید نقصان ہو رہا ہے اس لئے اُن کی rehabilitation کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مختص کئے جائیں۔ میں آخر میں محکمہ صحت سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر ہیلتھ سنٹر قائم ہیں جو ہر جگہ پر ہیں لیکن صرف دو تحصیل ہیڈ کوارٹر ایسے ہیں جہاں پر سوشل ویلفیئر ہیلتھ سنٹر موجود نہیں ہے اُن میں ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر دیپالپور اور دوسرا تحصیل ہیڈ کوارٹر حویلی لکھا ہے۔ ان دونوں تحصیل ہیڈ کوارٹرز کے لئے میں چاہوں گا کہ متعلقہ محکمہ اور وزیر خزانہ صاحب notice لیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: وٹو صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 2012-13 کے بجٹ پر اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں عوامی فلاحی، ترقیاتی اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور حکومت پنجاب کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں یہ مسلسل پانچواں بجٹ ہے جو اُن کی شبانہ روز محنت، لگن اور عوام سے سچی

اور حقیقی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بجٹ پر اظہارِ خیال سے پہلے میں لیپ ٹاپ سکیم پر تنقید کرنے والوں کو یہ خوشخبری دینا چاہتی ہوں کہ پنجاب کی تقلید کرتے ہوئے صوبہ خیبر پختونخواہ نے اپنے طلباء و طالبات کو لیپ ٹاپ دینے کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی ہے۔ میری تنقید کرنے والوں سے یہ درخواست ہے کہ تنقید کرنے سے پہلے اس سکیم کی افادیت کو سمجھنا چاہئے۔ اس سکیم کے تحت ہمارے نوجوان ہونہار طلباء و طالبات جدید علوم میں اپنی دسترس بڑھائیں گے کیونکہ موجودہ دَور information technology کا ہے اس لئے اچھے فلاحی پروگراموں پر تنقید کر کے اپنی سیاست نہیں چمکانی چاہئے کیونکہ سیاست چمکانے کے لئے اور بہت سے issues ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف پر تنقید کرنے والوں کے لئے میں پنجاب کے دورے پر آئے ہوئے سندھی صحافیوں کے تاثرات اُن تک پہنچانا چاہتی ہوں جو انہوں نے ادا کئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف جیسا وزیر اعلیٰ اگر صوبہ سندھ کو میسر آ جائے تو سندھ کے عوام کی قسمت بدل جائے گی۔ اسی طرح انہوں نے وزیر اعلیٰ کے ترقیاتی کاموں، لیپ ٹاپ، آشیانہ سکیم، جناح آبادی سکیم اور دانش سکول کی تعریف کی ہے۔ تنقید کرنے والوں کے لئے دوسرے صوبے کے صحافیوں کے خیالات اُن کی بلاجواز تنقید کا جواب ہیں۔ حکومت پنجاب نے مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کے vision کے مطابق پڑھے لکھے نوجوانوں اور ہنر مند افراد کو روزگار کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو قابل رَشک بات ہے اور اس سکیم کے تحت لاکھوں نوجوان اپنے گھریلو معاشی حالات کو بہتر بنا سکیں گے۔ اس کے علاوہ یلو کیب سکیم میں بھی بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کے قابل بنا دیا ہے۔ حکومت پنجاب نے یوتھ سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد کر کے یونین کونسل سے لے کر صوبائی سطح تک نوجوانوں کو سپورٹس کے مواقع فراہم کئے جس سے نوجوان کھلاڑیوں کی بھرپور حوصلہ افزائی بھی ہوئی اور اُن کو کھیلوں کے ساتھ ساتھ صحت مندانہ سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا بھی موقع ملا۔ میں خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اس اقدام کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ حکومت پنجاب نے پہلی بار خواتین کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے بجٹ میں 14۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو قابل تعریف بات ہے کہ حکومت پنجاب نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں خواتین کی شمولیت کو اہمیت دی۔ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے کوٹا بڑھانا، خواتین یونیورسٹی کی نئی عمارات، پہلی دفعہ خواتین کے حقوق وراثت کے لئے قانون سازی، خواتین کے لئے وومن ڈویلپمنٹ فنڈ کا قیام، خواتین کالجز میں بسوں کی فراہمی، تحصیل کی

سطح پر ورکرز وومن ہاسٹل کے علاوہ ماں اور بچے کی صحت کے لئے ساڑھے چار کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں مختص کی ہے۔اس کے علاوہ ملازمت پیشہ خواتین کے لئے دس کروڑ روپے کی لاگت سے "ڈے کیئر سنٹر" کے قیام کا اقدام بھی احسن فیصلہ ہے۔

جناب چیئرمین!پہلی بار میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں خواتین کی اہمیت اور حقیقت کو تسلیم کیا گیا جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے خواتین کے لئے پہلی دفعہ علیحدہ وومن سیکرٹری کا تقرر کیا ہے۔ میرا تعلق ضلع قصور بابا بلھے شاہ کی نگری سے ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی خصوصی ہدایات پر قصور شہر کو حقیقی معنوں میں ملکہ ترنم نور جہاں کے اس گانے کی تصویر نظر آ رہا ہے کہ "میرا سوہنا شہر قصور نی" اگر آج ملکہ ترنم زندہ ہوتیں تو یقیناً 30 سال پہلے گائے ہوئے اس گیت کی تصویر کشی دیکھ کر خوش ہوتیں کہ واقعی مسلم لیگ (ن) نے ضلع قصور کو حقیقی معنوں میں سوہنا شہر بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین!ضلع قصور کی آبادی 33لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ضلع قصور کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کو اگر upgrade کر دیا جائے تو علاج کے لئے لوگوں کو لاہور نہیں آنا پڑے گا۔اگر قصور کو city big کا درجہ دے دیا جائے تو لاہور سے ڈاکٹر قصور آنے کو ترجیح دیں گے۔2012-13 کا بجٹ حقیقی معنوں میں عوامی فلاح و بہبود کا بجٹ ہے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور پنجاب حکومت کو دلی مبارک پیش کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے علی بابا اور چالیس چوروں کے محاسبہ تک جنگ جاری رکھنے کا جو اعلان کیا ہے ہم ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتی ہوں کہ:

جب تک چند لٹیرے میرے وطن کو ہیں گھیرے
ہماری جنگ جاری رہے گی ہماری جنگ جاری رہے گی

جناب چیئرمین: محترمہ راحت اجمل صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب چیئرمین!میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو پنجاب کا ٹیکس فری اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں پنجاب حکومت کو کامیابی سے اپنا پانچواں بجٹ پیش کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ہم نے بڑی کامیابی سے چار سال مکمل کئے اور پانچواں بجٹ دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین

پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے صحت کے شعبہ کو اوّلین ترجیحات میں شامل کیا اور صحت کا ترقیاتی بجٹ 16۔ارب 50 کروڑ روپے رکھا۔ رواں مالی سال میں پنجاب حکومت اور ضلعی حکومتوں نے 72۔ارب روپے خرچ کئے جبکہ آئندہ مالی سال کے دوران صحت کے لئے مجموعی طور پر تقریباً 84۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت خوش آئند بات ہے۔ میں تھوڑی سی تفصیلات بتانا چاہوں گی کہ مفت ڈائیلسز کے لئے 30 کروڑ روپے اور دیہی علاقوں میں ایمبولینس سروس کے لئے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ راولپنڈی میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی 2۔ارب 90 کروڑ روپے کی لاگت سے رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔ آئندہ مالی سال میں فیصل آباد اور ملتان میں برن یونٹ کا قیام بھی عمل میں آ جائے گا جو کہ صحت کے شعبے میں میاں صاحب کی ترجیحات کی وجہ سے ہی ممکن ہے کہ فیصل آباد اور ملتان میں برن یونٹ کے قیام کی وجہ سے پنجاب کے عوام کو سہولت ملے گی۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے شعبہ میں آئندہ مالی سال میں 195۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے سکولوں اور کالجوں میں لیبارٹیز کے قیام پر 20 کروڑ روپے، missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ٹیکنیکل یونیورسٹی سیالکوٹ کے قیام کی منصوبہ بندی پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ضلع سیالکوٹ کی بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھا۔ نوجوان طلباء و طالبات کے لئے رواں مالی سال میں لیپ ٹاپ کی فراہمی کے لئے 4۔ارب روپے کا فنڈ مختص کیا گیا ہے جس سے ایک لاکھ 25 ہزار مزید لیپ ٹاپ نوجوان طلباء و طالبات کو فراہم کئے جائیں گے جو کہ تعلیم کے میدان میں ایک بہت بڑا انقلاب ہے جس سے طلباء و طالبات مستفید ہو سکیں گے۔

جناب چیئرمین! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے بچوں کے لئے دانش سکول قائم کئے اور 10۔ارب روپے کی خطیر رقم سے ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ قائم کیا جس سے 1800 طلباء و طالبات دوسرے صوبوں سے بھی مستفید ہو رہے ہیں ان میں سے 1200 طلباء صرف صوبہ بلوچستان سے ہیں۔ اسی طرح پنجاب حکومت نے ہنر مند افراد کو 50 ہزار روپے تک بلا سود قرضے کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے رکھے ہیں اور پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کے لئے 20 ہزار لیپ ٹاپ مہیا کی جائیں گی۔

جناب چیئرمین! زراعت کے شعبہ سے منسلک نوجوانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم اور برائے ایگریکلچرل یونٹھ کا اجرا کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ زراعت

کے شعبہ میں بہت بڑاانقلابی قدم ہے۔ فارغ التحصیل نوجوان نسل کو روزگار کی تلاش و تجربہ کا فقدان سب سے بڑی رکاوٹ بنتا ہے اور حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال میں ایک جامع انٹرن شپ پروگرام کی تجویز دی ہے جس کے لئے تقریباً50ہزار گریجویٹس کو انٹرن شپ حکومت کے اداروں میں مہیا کی جائے گی اور انہیں10ہزار روپے مشاہرہ دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ!notesدیکھیں ضرور مگر پڑھ نہیں سکتیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب چیئرمین!پوائنٹس میں جوfiguresہیں میں انہیں correct quote کرنے کے لئے دیکھ رہی ہوں۔ میںenergy crisisکے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب میںenergy crisisکی وجہ سے تمام صنعتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔اس حوالے سے پنجاب میںCouncil of Common Interestsنے مئی2011میں جو بجلی پیدا کرنے کے اختیارات صوبوں کو تفویض کئے ، ان کی روح سے وفاقی اداروں نے اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ پنجاب مخالف روّیہ اپنایا ہوا ہے،اسے ایک طرف رکھتے ہوئے پنجاب کی ایک بہت بڑی کامیابی یہ ہے کہ اتنی مزاحمت اور مخالفت کے باوجود توانائی پیدا کرنے کے لئے پنجاب حکومت عملی طور پر میدان میں اتر چکی ہے اور ایشئین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے بجلی کی پیداوار کے لئے پاور پلانٹس کی تنصیب کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔اس سلسلے میں 29۔ارب روپے کی لاگت سے دس منصوبوں پر کام کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان منصوبوں کی کامیابی سے 80 میگاواٹ تک بجلی پیدا ہو گی۔ کم از کم پنجاب کے اندھیرے دور ہوں گے اور پنجاب روشن ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ شمیلہ اسلم!

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین!میں حسب روایت سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو پنجاب حکومت کا پانچواں 782۔ارب روپے کا متوازن، عوام دوست، ٹیکس فری اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ کی تیاری میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے اور ایسے اہداف مقرر کئے گئے ہیں جنہیں حاصل کیا جا سکتا ہے اس لئے ہم بآسانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بجٹ اعداد و شمار کا ہیر پھیر نہیں ہے بلکہ یہ حکومتی معاملات چلانے کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے۔اس بجٹ میں صوبہ سے بے روزگاری ختم کرنے کے لئے 80 ہزار ملازمتیں فراہم کی جا رہی ہیں جو کہ موجودہ حکومت کا ایک اہم قدم ہے۔ جس سے نہ صرف غربت میں کمی ہو گی بلکہ لوگوں کا معیار زندگی کسی حد

تک بلند ہو گا۔ پنجاب حکومت کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے اگرچہ یہ مہنگائی ختم کرنے کا حل نہیں مگر ایک کوشش ہے۔ مہنگائی اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک مرکزی حکومت بجلی، گیس، پٹرول کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی نہیں لائے گی اور پنجاب کے ساتھ جو سوتیلا سلوک کیا جا رہا ہے اس سے باز نہیں آئے گی۔ بجلی کی عدم فراہمی اور بڑھتی ہوئی قیمتیں عوام کے لئے مشکلات پیدا کر رہی ہیں اس کے لئے 10۔ارب روپے انرجی سیکٹر کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر ایک ارب روپے کی لاگت سے شہری اور دیہاتی علاقوں میں سولر پینل لگانے کا منصوبہ ہے جو قابل ستائش ہے۔ معیاری اور جدید تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے۔ تعلیم کے لئے 195۔ارب روپے، صحت کے لئے 84۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ طالبات کے سکول اپ گریڈ کرنے کے لئے 52 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہیں پر ایک بات کہنا چاہوں گی کہ تحصیل وہاڑی کی یونین کونسل 22 میں داد کمیرہ ایک جگہ ہے جو تقریباً 30 دیہاتوں پر مشتمل ہے وہاں پر بچیوں کا صرف ایک پرائمری سکول ہے۔اس کو upgrade کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں پر پانچ جماعتیں پڑھنے کے بعد بچیوں کو گھروں میں بٹھا لیا جاتا ہے اور بچیاں تعلیم کی نعمت سے محروم رہ جاتی ہیں۔اسی طرح وہاں پر کوئی بھی BHU نہیں ہے جبکہ ہر یونین کونسل میں ایک BHU ہونا ضروری ہے۔یہاں پر یا تو BHU بنایا جائے یا موبائل ہیلتھ یونٹ قائم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاڑی DHQ 125 بیڈ پر مشتمل ہے اور اس کو 300 بیڈ پر مشتمل ہسپتال بنانے کے لئے کہا گیا تھا، اس کی سمری بھی منظور ہو چکی ہے مگر ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس بجٹ میں اس مد میں نہ صرف رقم مختص کی جائے گی بلکہ اس سال یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی وہاڑی آمد کے موقع پر اس کا اعلان کر چکے ہیں۔اس کے علاوہ ایک بات اور کہوں گی کہ وہاڑی کے عوام کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنی گرانٹ سے تقریباً 70 لاکھ روپے کی مد میں One way metaled road from Syed form to Government Girls College via DHQ Vehari ایک سڑک شروع کی تھی جس کی کل لاگت تقریباً 3 کروڑ 46 لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے۔ یہ انتہائی حساس علاقہ ہے جہاں آئے دن ایکسیڈنٹ ہوتے رہتے ہیں اور کوئی نہ کوئی طالبہ زخمی ہوتی رہتی ہے۔ اگر یہاں یہ روڈ نہ بنائی گئی تو کالج تک لڑکیوں کا پہنچنا اور DHQ تک مریضوں کا پہنچنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا لہذا اسی اہمیت کی حامل سڑک کا مکمل ہونا اشد ضروری ہے جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس کے مکمل کرانے کا وعدہ کر چکے ہیں اور اس کا directive بھی

جاری کیا جا چکا ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس بجٹ میں بقایا رقم اس سڑک کے لئے ضرور مختص کی جائے گی۔اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 14۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے یہ حکومت کا بہت اچھا قدم ہے۔اس میں سرکاری ملازمتوں میں پندرہ فیصد کوٹا دیا جا رہا ہے جس پر تنقید بھی ہوئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہمارے معاشرے کی سوچ نہیں بدلتی خواتین کو اسی طرح کوٹا دیا جانا چاہئے تاکہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو سکیں۔ وراثت کے حقوق کو تحفظ دیا جا رہا ہے۔ 50 کروڑ روپے سے وومن ڈویلپمنٹ فنڈ قائم کیا جا رہا ہے۔ لڑکیوں کے کالج میں بسیں فراہم کی جا رہی ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ گورنمنٹ خواتین کو قومی دھارے میں شامل کرنا چاہتی ہے۔ میں یہاں پر ایک بات اور کہوں گی کہ انڈسٹریل ہوم صنعت زار وہاڑی کی اپنی کوئی بلڈنگ نہیں ہے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس کافی بلڈنگ موجود ہے۔ برائے مہربانی اس بجٹ میں اس عمارت کے لئے رقم مختص کی جائے، یہ عمارت جو ورکنگ وومن ہاسٹل میں کام کر رہی ہے جو اس مقصد کے لئے مناسب نہیں ہے۔اس کو خالی کیا جائے تاکہ وومن ورکنگ ہاسٹل بھی active ہو سکے اور صنعت زار کو اس کی بلڈنگ بھی مل سکے تاکہ لڑکیوں کو آسانی سے ہنر مند بنایا جا سکے جبکہ اس کا directive بھی issue ہو چکا ہے صرف عملدرآمد باقی ہے۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کو بلاسود پچاس ہزار روپے تک قرضے دیئے جا رہے ہیں، بیس ہزار بیلو کیب کی فراہمی، زراعت کے شعبے سے منسلک نوجوانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء، لیپ ٹاپ کی فراہمی، میرٹ پر اساتذہ کی بھرتی، عوام کو پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی، مزدوروں کی ماہانہ اجرت میں اضافہ اور ان کی کالونیاں شامل ہیں۔ رمضان بازار اور کرسمس بازار جہاں پر ارزاں نرخوں پر اشیاء فراہم کی جائیں گی یہ یقیناً موجودہ حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔یہاں پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بھی شکریہ ادا کروں گی جنہوں نے وہاڑی میں دانش سکول اور انڈسٹریل سٹیٹ کے قیام کی بھی منظوری دی ہے۔اخوت کے ذریعے جو خواتین کو بلاسود قرضے فراہم کئے جا رہے ہیں ان میں ضلع وہاڑی سمیت تمام چھوٹے اضلاع کو شامل کیا جائے تاکہ یہاں کے غریب لوگ بھی مستفید ہو سکیں۔ جنوبی پنجاب میں 80۔ارب روپے کے ترقیاتی منصوبوں کی فراہمی موجودہ حکومت کا اہم کارنامہ ہے تاکہ جب تک جنوبی پنجاب صوبہ نہیں بنتا اس وقت تک یہاں پر ترقیاتی کاموں کو جاری رکھا جائے۔یہاں میری بھی ایک تجویز ہے کہ جب تک جنوبی پنجاب صوبہ نہیں بنتا ضلع ملتان میں sub سیکرٹریٹ قائم کیا جائے جہاں سپیشل سیکرٹریز اپنے فرائض انجام دیں اور جنوبی پنجاب کے لوگ سفر کی تکالیف سے بچتے ہوئے اپنے کام بآسانی کروا سکیں۔ میں ایک چیز اور کہوں

گی کہ نوجوانوں میں صحت مند سرگرمیوں کے فروغ کے لئے یوتھ سپورٹس فیسٹیول کاانعقاد کیا گیا ہے تاکہ نوجوانوں میں صحت مند اور مثبت سرگرمیوں میں حصہ لینے کا رجحان پیدا ہو۔ ضلع وہاڑی جو ہاکی کے کھیل میں ایک خصوصی مقام رکھتا ہے اور کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جس میں سابق اولمپیئن سلیم شیروانی، کاشف اور وسیم رندھاوا صاحب ہیں۔ میں چاہوں گی کہ یہاں پر ہمارے پاس ایک بہت اچھا خورشید انور سٹیڈیم ہے جو اٹھارہ ایکڑ سے زائد زمین پر مشتمل ہے۔یہاں ٹربائین بھی لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں یہاں آسٹروٹرف کی سخت ضرورت ہے۔اگر یہ لگ جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ بچوں کو بہت سی سہولیات مل سکتی ہیں، وہ بہترین کھیل کا مظاہرہ کر سکتے ہیں، ملک اور ملک سے باہر پاکستان کا نام روشن کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان قدرتی نعمتوں سے مالامال ہے، وسائل کی کمی نہیں صرف نیتوں کا فتور ہے۔ایک مفکر نے کہا تھا کہ "erasers ان لوگوں کے لئے نہیں ہوتے جو غلطیاں کرتے ہیں بلکہ ان کے لئے ہوتے ہیں جو اپنی غلطیاں درست کرنا چاہتے ہیں" اگر حکمران اپنی غلطیاں درست کر لیں تو ملک ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکتا ہے ورنہ آئندہ نسلیں کبھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ میں آخر میں ایک شعر اپنی عوام اور اپنے حکمرانوں کے لئے کہنا چاہوں گی کہ:

قائد کے اصولوں کی گر شمع جلاتے
یقیں مانو اندھیرے نہ کبھی راہ میں آتے
خود بھی نہ بھٹکتے کسی راہ سے ہم
بھٹکی ہوئی اقوام کو راہ دکھاتے
آؤ کریں تسلیم ہوئیں ہم سے خطائیں
خطائیں جو نہ کرتے تو سزائیں بھی نہ پاتے

بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 14۔جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

644

جناب قائم مقام سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(03)/2008/702. Dated. 14th June, 2012. On resumption of office as such by Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, Rana Mashhood Ahmad Khan, Deputy Speaker, ceases to act as Speaker with immediate effect.

MAQSOOD AHMAD MALIK
Secretary

646

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث"

648

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعرات،14۔جون2012

(یوم الخمیس،23۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سورة الأحزَاب آیات 38تا40

پیغمبرؐ پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا۔اور جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38)اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

رَب عالم نے تجھ کو بُلایا وہاں جس جگہ پہ کسی کو بُلایا نہیں
ایک جَلوے نے موسیٰ کو بے خُود کیا لَامکاں پہ بھی تو ڈگمگایا نہیں
اُن کو معراج کی شَب یہ حق نے کہا یُوں تو پیارے ہیں مجھ کو سبھی انبیاء
میرے نزدیک آ میرے نزدیک آ، آج تجھ سے تو کچھ بھی چُھپایا نہیں
میں ہوں طالب تیرا میرا مطلوب تُو انبیاء میں مجھے سب سے محبوب تُو
میں تیرا اور مجھ سے ہے منسوب تُو میرا جسم نہیں تیرا سایہ نہیں

تعزیت

گلوکار مہدی حسن کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب چیئرمین! میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ اس سے پہلے کہ ہم کارروائی کا آغاز کریں ہمارے مایہ ناز گلوکار جناب مہدی حسن اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے ثقافتی حوالہ سے اُن کی جو contribution تھی وہ سب کے سامنے ہے تو آپ کے توسط سے اس ایوان سے آپ سے گزارش ہے کہ ہم اُن کے لئے فاتحہ خوانی کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! اُن کا کل نمازِ جنازہ ہے تو اگر اُن کے لئے ویسے دعا کر لی جائے تو اچھا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، گلوکار مہدی حسن کے لئے دعا مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گلوکار مہدی حسن کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: تحریک استحقاق نمبر 17 جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب کی ہے۔ تحریک پڑھی جا چکی ہے میرے خیال میں اس کا جواب آنا تھا۔

اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! زیر غور تحریک استحقاق کا جواب آ چکا ہے اگر معزز محرک چاہتے ہیں تو اس کا جواب پڑھ دوں ورنہ اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب چیئرمین! میری تحریک کا جواب پڑھا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! تحریک استحقاق نمبر 2012/17 کا جواب یہ ہے۔ مسئلہ زیر بحث اسمبلی کے متعلق گزارش ہے کہ ضلع

شیخوپورہ میں حکومت کی ہدایت پر ملزمان کے خلاف کریک ڈاؤن کیا گیا اور اسلحہ کی بہتات کی وجہ سے شیخوپورہ کرائم کا گڑھ بن چکا تھا جس کی وجہ سے ضلع ہذا میں ناکہ بندی کروائی گئی۔اس لحاظ سے عوام کے وسیع تر مفاد میں ناکے لگائے گئے ضلع بھر میں پولیس نے دن رات محنت کر کے کرائم کنٹرول کیا ہے۔ معزز ممبر اسمبلی شاہجہان احمد بھٹی،ایم پی اے کو بھی ناکہ پر روٹین کی چیکنگ میں روکا گیا تھا۔ معزز ممبر اسمبلی کا استحقاق مجروح کرنا مقصد نہ تھا معزز ممبر اسمبلی نے جب اپنا تعارف کروایا اُنہیں اُسی وقت جانے دیا گیا۔ معزز ممبر اسمبلی سے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہے اگر معزز ممبر اسمبلی سمجھتے ہیں کہ اُن کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو ضلع پولیس اس کی مکمل انکوائری کرے گی۔

جناب چیئرمین!ڈی پی او شیخوپورہ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے لیکن میری آپ سے humble submissionہے کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین:اس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ناکوں سے پہلے کرائم ریٹ کیا تھا اور ناکوں کے بعد کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب چیئرمین!یہ تو کمیٹی میں پوچھا جائے گا کہ اب کیا صورتحال ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی:جناب چیئرمین!اب یہ matter obviously, Committee on Privilegesکو جائے گا اور اُدھر یہ deliberationsہوں گی اور ساری حقیقت سامنے آ جائے گی۔ میری expectationsیہ ہیں کہ اس کے نتیجہ میں عوام کی بھی کوئی بہتری نکلے کیونکہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ issueصرف ایک میری ذات کا نہیں یا اسمبلی کی overall privilegesکا issue نہیں۔یہ اسمبلی جنرل پبلک کو representکرتی ہے اور پبلک کے ساتھ پولیس کا جو سلوک ہوتا ہے اُس کی rectificationمیں یہ ایک hopefulاقدام ہو گا اور میں امید کرتا ہوں کہ جب استحقاقات کمیٹی اس تحریک پر deliberateکرے گی اور اُس کے بعد جو فیصلہ آئے گا اُس سے یقیناً ہماری عوام کے لئے کوئی نہ کوئی بہتری نظر آئے گی۔

جناب چیئرمین:ٹھیک ہے۔اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب چیئرمین!پولیس اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر انجام نہیں دیتی۔پولیس کو چیک کیا جائے آپ بجٹ میں پولیس کے لئے اتنا پیسا بھی رکھتے ہیں اس بجٹ میں 82۔ارب روپیہ رکھا ہے کیا کسی

بھی سی سی پی او نے کسی تھانے کو monitor کیا ہے کہ یہ ایس ایچ او کیا کرتے ہیں اور یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی حالت اتنی خراب ہے کہ روز بروز قتل اور ڈکیتیاں بڑھ رہی ہیں۔ تھانوں میں کیمرے لگا کر ان کو چیک کیا جائے کہ یہ تھانوں کے اندر کیا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر 19 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا کی لیتے ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of۔ تحریک استحقاق نمبر 20 رانا منور حسین صاحب۔۔۔ رانا صاحب کی طرف سے pending کی request آئی ہے تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! اتنا اہم اجلاس چل رہا ہے اور یہاں پر کوئی ایک وزیر بھی موجود نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اجلاس کا 10 بجے کا ٹائم تھا اور ابھی وقت دیکھ لیجئے۔

جناب چیئرمین: اُن کو لوگ officiate کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ نے اُن کو فون کر کے بلانا ہے اُن کی اپنی ذمہ داری کوئی نہیں ہے کہ وہ وقت پر یہاں آ کر بیٹھیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں آپ کی بات concerned quarters پر پہنچ گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): جناب چیئرمین! میں معزز ممبران کی باتیں غور سے سُننے اور نوٹ کرنے کے لئے بطور پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ موجود ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کی بات اُن تک پہنچ گئی ہے وہ اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں ابھی اِدھر آ جاتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں تو اپنی سیٹ پر بیٹھیں یہ تو منسٹر کی سیٹ پر بیٹھے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے سیٹوں پر نام لکھے گئے ہیں کہ کون کون کہاں پر بیٹھ سکتا ہے اس لئے کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ میرا اور رانا محمد ارشد صاحب کا نام بطور پارلیمانی سیکرٹری فرنٹ سیٹوں پر لکھا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! رولز میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ منسٹرز کی سیٹوں پر پارلیمانی سیکرٹری بیٹھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! یہ وہاں پر بیٹھ سکتے ہیں، نہ بول سکتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ جناب عبدالوحید چودھری، وزراء کی سیٹوں سے اُٹھ کر اپنی سیٹ پر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! Ruleان کو میں بتادیتا ہوں، پڑھ یہ لیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ایوان میں تشریف لے آئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! وزیر خزانہ تو تشریف لے آئے ہیں باقی منسٹرز کہاں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! میں ان کو ruleبتادیتا ہوں یہ پڑھ خود لیں۔ یہ Rule 71(3) پڑھ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! ہمیں یہ بتایا جائے کہ ایک رات کے وزیر خزانہ آرہے ہیں اور کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وزیر کی سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں اور ہمارے سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! کل آخری مقرر تک وزیر خزانہ یہاں بیٹھے رہے ہیں اور notes لیتے رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! rulingدیں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری وزیر کی سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: ان کا نام لکھا ہوا ہے۔ جس جگہ پر نام لکھا ہوا ہے وہاں بیٹھ سکتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی ruling کو challenge کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں فہمیدہ مرزا صاحبہ سپیکر قومی اسمبلی کی rulingکو challenge نہیں کیا جاسکتا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کی اور House کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کل راولپنڈی میں بے نظیر ہسپتال میں ایک اندوہناک واقعہ ہوا ہے کہ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے پانچ مریض ہلاک ہو گئے۔ اس سے پہلے لاہور میں دوائیوں کا واقعہ ہوا پھر معصوم بچے جل گئے اور اب وہاں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے پانچ مریض مر گئے ہیں تو حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے؟ یہ لوگوں کو کس چیز کی سزا دے رہی ہے۔ جب ایک ہسپتال کی administration اتنی خراب ہوتی ہے، دوسرے کی ہوتی ہے لیکن وزیر صحت نہیں ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! آپ اس کو باضابطہ طور پر تحریری شکل میں لے کر آئیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: یہ دوسروں کے اوپر تو انگلیاں اٹھاتے ہیں، دشنام طرازی کرتے ہیں اور اُدھر جا کر پنکھے جھلتے ہیں۔ یہ اپنا House in order کیوں نہیں کرتے؟ اس طرح پنکھے جھلنے سے کام نہیں چلتا۔ آپ نے آرٹیکل 120 میں لکھا ہوا ہے کہ decentralization کریں، آپ نے ساری منسٹریاں ایک جگہ پر concentrate کی ہوئی ہیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔ آپ تقریر نہ کریں۔ اب بجٹ پر بحث کا آغاز مخدوم سید احمد محمود صاحب کریں گے۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ، اس House کے قائد ایوان، قائد حزب اختلاف، تمام ممبران اور خاص طور پر خواتین ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس اسمبلی نے پانچواں بجٹ سنا۔ میں 1985 کی اسمبلی میں بھی تھا جو 1988 میں ختم ہوئی۔ میں نے 1988 کی صوبائی اسمبلی میں صوبائی وزیر کی حیثیت سے کام کیا جو کہ 1990 میں ختم ہوئی۔ میں 1990 میں ایم این اے بنا۔ میں 1993 میں پھر ایم این اے بنا۔ میں 1997 میں دو سیٹوں پر ایم این اے بنا اور

وفاقی کابینہ کا ممبر بنا۔ میں نے اپنی سیاسی زندگی میں کبھی بھی پانچواں بجٹ اسمبلی میں بیٹھ کر نہیں سنا۔ 2002 کی اسمبلی کو credit دیا جاتا ہے لیکن وہ اس لئے ماند پڑ جاتا ہے کہ وہ dictatorial دور تھا۔ یہ جمہوری دور کا پانچواں بجٹ ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری سیاسی قیادت اور ممبران کی maturity show کرتا ہے۔ میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں یہاں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ ایک ایسے بجٹ پر بحث کرنا عجیب سا لگتا ہے کہ جب آپ کے ملک کی economy کا حال آپ کے سامنے ہے۔ ہم لوگ نوٹ چھاپ چھاپ کر مہنگائی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ ہمارا infrastructure تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ سیاست اللہ کی مہربانی سے بڑی کامیابی سے چل رہی ہے لیکن ملک کے ادارے تباہی کی طرف چلتے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب میں پاکستان کے اداروں کی طرف دیکھتا ہوں۔ ہمارے پاکستان کے ادارے mismanagement کا شکار ہیں۔ ہمارے محکمہ جات mismanagement کا شکار ہیں اور کرپشن نچلی سطح سے لے کر اوپر کی سطح تک پھیل چکی ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب میں اپنی قومی ائرلائن پی آئی اے پر سفر کرتا ہوں اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس بہترین ائرلائن کی ہم نے خود viability کو ختم کیا ہے۔ یہ وہ ائرلائن ہے جس نے سنگاپور ائرلائن کو بنایا، جس نے امارات ائرلائن کو بنایا لیکن ہماری management کا یہ حال ہے کہ پی آئی اے بالکل bankruptcy کے کنارے پر کھڑی ہے۔ ہم بچپن میں ریلوے پر سفر کیا کرتے تھے۔ ہماری ریلوے بہترین تھی بوگیوں سے خوشبو آیا کرتی تھی اور اس کے ڈائیننگ کار میں بہترین کھانا ہوا کرتا تھا۔ آپ اب ریلوے کا حال دیکھ لیں کہ hemorrhaging ہو رہی ہے اور پاکستان کی economy پر اثر پڑ رہا ہے۔ اسی طرح جب سٹیل مل لگی تھی تو یہ سوچ کر لگی تھی۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس کا بجٹ سے کیا تعلق ہے؟

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! حوصلے سے سنیں۔ وہ بات کر سکتے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں ممبران کو یہ عرض کر دوں کہ بجٹ تقریر میں آپ سوائے بجٹ کے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں اور بجٹ پر آج کچھ بولنا چاہتے ہیں تو سوائے بجٹ کے اور کچھ نہ کہیں تو آپ کی مرضی ہے اس لئے ان کو چاہئے کہ یہ لائبریری سے پرانی کتب نکال کر پرانے ممبران کی تقاریر پڑھ لیا کریں۔

جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ management پر زور دینا چاہئے۔ ہمارے ملک میں اس کا فقدان ہے۔ ہمارے ادارے mismanagement کی وجہ سے تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں پیپلز پارٹی کے دوستوں کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب سے ملا تھا۔ میں یہاں floor پر کہہ رہا ہوں کہ He is a charming man. He is a good man. میں نے ان سے بھی یہی بات کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے مجھے تین چار دفعہ کہا کہ کوئی حکم ہے تو بتاؤ ہمارا پرانا تعلق ہے۔ میں نے کہا کہ میرا کوئی ذاتی حکم نہیں ہے۔ آپ صرف چار ادارے پی آئی اے، ریلوے، واپڈا اور سٹیل مل کو ٹھیک کر دیں تو اس سے اس ملک کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یہ اللہ کا دیا ہوا ملک ہے اور بہترین ملک ہے۔ اس کی کسی کو فکر نہیں کرنی چاہئے۔ اس ملک میں برف گرتی ہے، پگھلتی ہے، نہروں میں پانی آ جاتا ہے اور فصلیں اُگتی ہیں۔ ہمیں اپنے اداروں میں mismanagement کی فکر کرنی چاہئے اور management کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں ایک دن ایسا لے کر آئے کہ اچھے اور ایمان والے لوگوں کو اچھی positions پر لگایا جائے۔ آپ ایمان والوں کو لگا دیں گے تو آپ کے مسائل حل ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے لئے کسی rocket science کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کرے management ٹھیک ہو۔ میں اس House کا بے حد شکر گزار ہوں بلکہ indebted ہوں۔ میں جتنے بھی Houses میں رہا ہوں سب سے زیادہ indebted اس House کا ہوں کیونکہ یہ وہ House ہے جس نے بہاولپور صوبہ کی بحالی کا فی الفور مطالبہ کیا ہے۔ اچھے House کی نشانی یہ ہے کہ وہ کونوں سے آتی ہوئی لوگوں کی آوازیں سن سکے۔ اگر ہم نے بلوچستان کی آواز اور اُن کی فریاد وقت پر سنی ہوتی تو آج بلوچستان کے یہ حالات نہ ہوتے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ محب وطن لوگوں کا صوبہ تھا لیکن ہم نے اُن لوگوں کے ساتھ ظلم یہ کیا کہ جب وہاں سے ہم نے سوئی گیس دریافت کی جسے لاہور، راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد میں اتنا سستا بیچا کہ لوگ ماچس جلانا پسند ہی نہیں کرتے تھے یعنی چولہا جلتا ہی رہتا تھا۔ اگر ہم نے اُن کے سوئی گیس جیسے وسائل لئے تو اُن کو صحیح قیمت پر بیچتے اور اُن کی royalty میں اضافہ کر کے اُس کی صحیح قیمت اُن تک پہنچاتے تو آج بلوچستان ہم سے اتنا خفا نہ ہوتا۔ میں نے بلوچستان کی صرف ایک مثال دی ہے۔ آپ لوگوں نے بہاولپور صوبے کی بحالی کی آواز سنی جس پر آپ کا بہت شکریہ۔ آج سیاستدان بات کر رہے ہیں کہ ہمارا صوبہ بحال کر دو۔ اگر یہ صوبہ بحال نہ ہوا تو کل پھر disgruntled elements بات

کریں گے اور جب disgruntled element بات کرتا ہے تو وہ ملک کے لئے خطرناک چیز ہوتی ہے اور ہمارے دشمن بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں اس House اور خاص طور پر تمام جماعتوں پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن)اور دیگر چھوٹی جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے محسوس کرتے ہوئے بہاولپور صوبہ کی بحالی کا مطالبہ کیا۔

جناب چیئرمین! مجھے آپ کو بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اللہ کی مہربانی سے اسمبلی کے پہلے ممبران، وزیر خزانہ یا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے بہترین کام کیا ہے۔ پنجاب میں infrastructure بہت اچھا ہے، ہر یونین کونسل کی سطح پر تقریباً BHU موجود ہے، ہر یونین کونسل کی سطح پر اگر ڈگری کالج نہیں تو ہائی سکول موجود ہے اور پرائمری سکول بھی بے شمار ہیں لیکن ہمیں توجہ یہ دینی چاہئے کہ پہلے infrastructure کو ٹھیک کریں۔ BHUs redundant پڑے ہوئے ہیں جنہیں ایک concerted effort کے ساتھ ٹھیک کیا جائے۔ محکمہ صحت سَر جوڑ کر BHUs کو بہتر اور ٹھیک کرنے کے لئے target کرے۔ رحیم یار خان میں ایک سو چار BHUs ہیں اسی طرح پنجاب کے تمام اضلاع میں جتنے بھی BHUs ہیں جو redundant پڑے ہوئے ہیں اُن کو ٹھیک کر لیا جائے کیونکہ BHU غریب اور عام آدمی کو handle کرتا ہے۔ محکمہ صحت کے بجٹ کا مجھے علم ہے کیونکہ اُس میں ادویات، ڈاکٹروں کی تنخواہ اور BHUs کو maintain کرنے کے بھی پیسے ہیں لیکن وہ spend نہیں ہو رہے اور وہ mismanagement کا شکار ہیں۔ میں حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ آپ concerted effort کریں کیونکہ بجٹ آپ کے پاس ہے اور وہ بجٹ آپ نے صرف وہاں پر پہنچانا ہے۔ ایک دن میٹنگ میں بیٹھے تمام ڈی سی او صاحبان سے میں نے پوچھا کہ اب تمہارے ضلع میں -/100 روپے کی value کیا ہے؟ جب میں ناظم تھا Then the value of hundred rupee in my district was about 94 rupees یعنی چھ فیصد کمیشن میں چلے جاتے تھے جو میں نہیں روک سکتا تھا لیکن اُس وقت ہم ensure کرتے تھے کہ باقی -/94 روپے زمین پر لگیں۔ اب اِن کو ensure کرنا چاہئے کہ پنجاب کے حصہ میں 250 بلین روپے آنے والے بجٹ کی value کیا ہے and they have to hold the bull by horns اگر یہ چھ فیصد کمیشن نکال کر -/94 روپے زمین پر خرچ کر دیتے ہیں تو میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب میں انقلاب آ جائے گا لیکن اب monitoring نہیں ہے and they don't take hard decisions اب پیسے کی value ہی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ لاہور کا ایک سو روپے والا بجٹ

رحیم یار خان میں پہنچتے پہنچتے پینتیس چالیس روپے کا بجٹ رہ جاتا ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر صرف یہ سوچ کر بجٹ پاس کرتے ہیں کہ 250۔ارب روپے پنجاب میں لگے گا مگر نہیں لگتا کیونکہ کمیشن، ٹھیکوں، misappropriation اور mismanagement میں کھایا جاتا ہے لہذا management کو ٹھیک کرنا چاہئے۔اس حکومت کا تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے اور جب یہ آئندہ الیکشن میں جائیں گے تو انہیں یہ تمام چیزیں face کرنا پڑیں گی۔اب ان کے پاس ایک سال کا وقت ہے لہذا یہ اپنی management ٹھیک کریں، اپنے پیسے کی value کو intact رکھیں، کمیشن کو کم سے کم سطح پر لے کر آئیں کیونکہ ساری قوم کو پتا ہے کہ محکمہ C&W میں کمیشن چلتا ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کمیشن کی ratio بڑھتی چلی جارہی ہے جسے روکنے کی ضرورت ہے۔ میں infrastructure کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یونین کونسل کی سطح پر BHUs اور RHCs موجود ہیں، تحصیل کی سطح پر THQs ہیں جو غریبوں کو ہی handle کرتے ہیں لیکن وہاں دوائی ملتی ہے اور نہ ہی کوئی صفائی کا انتظام ہے۔ صحت کا بجٹ دیکھیں تو سبحان اللہ کیونکہ اس میں خاکروبوں کا بجٹ بھی ہے اور ادویات کا بجٹ بھی ہے لیکن خرچ نہیں ہو رہا، آخر وہ بجٹ کون کھا رہا ہے اور کہاں چلا جاتا ہے؟ آخر تحصیل ہیڈ کوارٹر کیوں کام نہیں کرتا، وہاں غریب آدمی کو دوائی کیوں مہیا نہیں کی جاتی، وہاں نرسنگ سٹاف اور ڈاکٹر کیوں موجود نہیں ہیں اور وہاں ڈاکٹر پرائیویٹ practice کیوں کر رہے ہیں بلکہ ڈاکٹروں نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو یہ سمجھا ہوا ہے کہ اُن کا کوئی والی وارث ہی نہیں ہے۔ اگر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے تو پھر سمجھیں کہ حکومت پنجاب کی writ نہیں ہے، یہ writ کمزور ہوتے ہوئے پھر لاء اینڈ آرڈر کو بھی effect کرتی ہے۔ تحصیل آپ کے infrastructure کے لئے ایک بہترین level ہے خدا کے لئے تمام تحصیلوں کو focus کرتے ہوئے اُن کی طرف توجہ دیں۔ پنجاب میں ساٹھ ستر تحصیلیں ہوں گی اگر ساٹھ ستر ہسپتالوں کو حکومت پنجاب ٹھیک نہیں کر سکتی تو پھر حکومت کیا ٹھیک کرے گی؟ میں توقع کرتا ہوں کہ جو صاحبان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری باتوں کو note کر رہے ہیں اور آج سے BHUs, RHCs, THQs کے ذریعے concerted focus and effort اور DHQs کی طرف توجہ دیں گے۔

جناب چیئرمین! میں جس شہر بھی گیا ہوں وہاں میں نے دیکھا ہے کہ sanitation کا ادارہ کام نہیں کر رہا۔ جب نئی حکومت آتی ہے تو ایک گرانٹ کا اعلان کر دیتی ہے پھر پورے شہر کو کھود دیتے ہیں۔ Sanitation بچھاتے ہیں پھر اُس کے اوپر سڑکیں بناتے ہیں اُس کے بعد پھر وہ choke ہو جاتا

ہے لہذا حکومت پنجاب کو sanitation کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بڑے بہترین model ہمارے پاس ہیں جیسے اختر حمید خان کا model، کراچی میں اورنگی پائلٹ پراجیکٹ اور پنجاب میں LPP کا پراجیکٹ ہے۔ یہ ایک body بنائیں جو پورے پنجاب کے sanitation کا data collect کرے۔ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس data ہے کہ انہوں نے sanitation کے کتنے پراجیکٹس مکمل کئے ہیں، کتنے repair کئے ہیں اور کتنے کام کر رہے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کیونکہ sanitation بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے صحت کی بات کی، sanitation کی بات کی اور اب ایجوکیشن کی بات کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ہر یونین کونسل میں بہترین انفراسٹرکچر ہے جہاں ہائر سیکنڈری سکول بھی ہیں، کالج ہیں لیکن برا حال ہے کیونکہ اساتذہ کے تبادلے ہو رہے ہیں اور ہم انہیں اپنی مرضی سے دیہاتوں سے اٹھا کر شہروں کی طرف بھیج رہے ہیں۔ دیہاتوں میں جاتا کوئی نہیں ہے اور اگر کوئی چلا بھی جائے تو وہ سفارش کر کے ٹرانسفر کرا لیتا ہے تو دیہاتوں کے سکولوں کا بہت برا حال ہے۔ وہاں پر سکول redundant ہو چکے ہیں تو مہربانی کر کے آپ missing facilities پر توجہ دیں۔ جو چیزیں انفراسٹرکچر میں نہیں ہیں مثال کے طور پر فرنیچر، لائٹ بلب، پنکھے، ٹائلٹس وغیرہ کو مکمل کرنے کے بعد ensure کریں کہ آپ کے سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں خالی نہیں ہیں کیونکہ اتنا بڑا بجٹ ہونے کے باوجود سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے خاص طور پر سائنس ٹیچر کی کمی ہے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن side پر ٹیچروں کی کمی ہے تو مہربانی کر کے آپ نے اس بجٹ میں پیسا رکھا ہوا ہے تو اپنے انفراسٹرکچر کو manage کریں اور اپنے سکولوں کی حالت کو بہتر کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میری نظر میں بجٹ حکومت کی investment ہوتی ہے جسے فضول کاموں میں خرچ نہیں ہونا چاہئے، اسے اپنی سیاسی طاقت کو بڑھانے کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہئے، اسے اپنی الیکشن مہم کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے لوگوں کی سہولت کے لئے خرچ کرنا چاہئے۔ یہ investment ہے اور سب سے بڑی investment پنجاب میں زرعی سیکٹر میں ہو سکتی ہے۔ اللہ کرے کہ حکومت کو سمجھ آئے اور آج اگر زراعت میں ایک ارب روپے investment کریں گے تو چھ ماہ بعد انہیں تین گنا رقم واپس مل جائے گی۔ انہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ زراعت ایک ایسا سیکٹر ہے کہ یہ جتنا پیسا اس میں لگائیں گے وہ ریونیو، economic activity اور economic viability کی شکل میں واپس ملے گا تو پنجاب حکومت سے میری یہ گزارش ہے کہ زرعی سیکٹر پر خطیر رقم investment کی جائے اور ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک laser leveler دیا جائے۔ زمینیں لیزر سے level کرنے کے

لئے آپ خود سکیمیں بنالیں۔اس سے آپ کی فوری طور پر پیداوار بڑھے گی take my words for it دوسرے نمبر پر آپ کا پانی بچے گا تو ہر یونین کونسل کی سطح پر حکومت کو ایک laser leveler دینا چاہئے۔ میں جب ضلع ناظم تھا تو میں نے ہر یونین کونسل کی سطح پر یہ دیا تھا تو مہربانی کر کے پنجاب حکومت کو ہر یونین کونسل کی سطح پر laser leveler دینا چاہئے جس سے پیداوار بڑھنے کے ساتھ ساتھ پانی بچے گا اور آپ کو بھی فائدہ ہو گا کیونکہ پنجاب حکومت کے خزانے میں بھی پیسا آئے گا۔

جناب چیئرمین!لائیو سٹاک agriculture economy کی backbone ہے۔آپ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک بہترین نسل کا bull مہیا کریں جسے "سان" کہتے ہیں اور ایک بہترین نسل کا بیل دیں جس سے آپ کی نسل بہتر ہو گی۔اگر ایک غریب آدمی کی دودھ کی پیداوار تین کلو گرام روزانہ ہے اور اگر آپ اچھی نسل کا اسے bull دے کر اس کا stock improve کر دیں گے تو اس سے تین کلو گرام سے اس کی پیداوار 10 کلو گرام پر چلی جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ آپ اسے سات کلو گرام کا economic benefit دیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایک buffalo اور ایک bull ہر یونین کونسل میں دینا چاہئے جس سے لائیو سٹاک بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین!فارم ٹو مارکیٹ روڈ کا بڑا فائدہ ہوتا ہے کیونکہ جہاں سے یہ سڑک گزر جاتی ہے تو وہاں کی economic condition بدل جاتی ہے۔ میں پچھلے دنوں بہاولنگر گیا ہوا تھا اور وہاں کی حالت دیکھ کر میں بہت اداس ہو گیا کیونکہ وہاں پر انفراسٹرکچر کا بہت بُرا حال ہے، سڑکوں کا بُرا حال ہے اس لئے فارم ٹو مارکیٹ روڈ کو ایک سکیم کے تحت بنائیں۔ مجھے نہیں پتا کہ آپ کی کتنی گنجائش ہے لیکن آپ اعلان کریں کہ مثال کے طور پر اس سال 20 ہزار کلو میٹر فارم ٹو مارکیٹ روڈ بنائیں گے یا 10 ہزار کلو میٹر فارم ٹو مارکیٹ بنائیں گے اور اسے ہر ڈویژن پر تقسیم کر دیں لیکن backward علاقوں کا زیادہ خیال کریں۔بہاول پور، بہاول نگر، رحیم یار خان backward علاقے ہیں تو وہاں پر تھوڑی سی زیادہ فارم ٹو مارکیٹ روڈز دے دیں۔اس کا criteria یہ بنائیں کہ پانچ کلو میٹر سے کم نہ ہو تاکہ اس کی usefulness میں اضافہ ہو۔ زرعی سیکٹر میں investment کرنا پنجاب حکومت کے فائدے میں ہے، عوام کے فائدے میں ہے جس سے آپ کے بجٹ کی نیک نامی ہو گی۔

جناب چیئرمین!میں آخر میں یہ عرض کروں کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ ہمارا آخری بجٹ ہے اور اب ہم الیکشن کی طرف جائیں گے۔پوری قوم کی نگاہیں ہماری طرف ہیں تو میری خواہش ہے کہ ہمارے سیاسی قائدین جو الیکشن میں stakeholders ہیں وہ سب مل کر بیٹھیں۔ یہ جو لڑائیاں اور point

scoring ہوتی ہے لیکن ہوتی رہے مگر تین چار چیزیں بڑی اہم ہیں کہ تمام stakeholders مل کر بیٹھیں اور طے کریں کہ ہمارا چیف الیکشن کمشنر کون ہو گا۔اس کے نام کو consensus کے ساتھ منظور کر کے اسے بنایا جائے اور میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ اب ہم الیکشن کی طرف جا رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہم خود الیکشن کرائیں بجائے اس کے کہ کوئی ثالث آ کر الیکشن کرائے اور ہمیں آپس میں لڑتے ہوؤں کو چھڑوائے، پھر وہ بیٹھ کر الیکشن کرائے تو وہ ہمیں suit نہیں کرے گا۔ ہمیں suit یہ کرتا ہے کہ ہم خود بیٹھ کر دیانت داری اور ایمانداری سے free & fair الیکشن کرائیں جس کے لئے کچھ تقاضے ہمیں پورے کرنے پڑیں گے کہ چیف الیکشن کمشنر کی تقرری سب کو مل جل کر کرنی چاہئے۔ Caretaker حکومت کے لئے سب کو مل جل کر اس پر آپس میں debate شروع کرنی چاہئے اور Caretaker سیٹ اپ کے لئے agreement کرنا چاہئے۔ اس کے بعد الیکشن date ہے this is very important الیکشن date پر ہم سب کو consensus develop کرنا چاہئے کیونکہ ابھی پتا ہی نہیں ہے کہ الیکشن ہو گا کہ نہیں۔ ہم آپس میں پوچھتے ہیں کہ کیا ہو گا تو یہ آخری سال ہے اور آپ شکر کریں کہ بغیر مداخلت کے یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو کوشش کریں کہ بغیر مداخلت اور بغیر ثالثی کے الیکشن تک پہنچ جائیں اور جو بھی نتیجہ آئے گا ہم سب کو قبول ہو گا۔ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت بنتی ہے تو مسلم لیگی ممبران کو قبول ہو گا اور اگر مسلم لیگ کی حکومت بنتی ہے تو انہیں قبول ہو گا لیکن اگر کسی تیسری طاقت کو موقع ملتا ہے تو پھر ہم سب کے لئے یہ بات باعث مذمت ہو گی اور ہماری یہ نااہلیوں میں سے ایک نااہلی ہو گی کہ ہم نے آخری دنوں میں آ کر اتنا کام خراب کر لیا کہ ثالثوں کو آنا پڑ گیا۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ تمام stakeholders کو الیکشن کی تیاری کرنی چاہئے اور تمام stakeholders کو اپنے اپنے بجٹ کو بہترین اور managed طریقے سے، ایمانداری سے اس پر implement کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ایوان کے تمام ممبران کو اگلی دفعہ کامیاب کرے۔ میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایک اچھی management عطا فرمائے اور میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو اپنی امان میں رکھے اور اس ملک کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب احمد حسین ڈیہر!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی آج کی بجٹ تقریر کو ذرا مختلف انداز میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جتنی بھی بجٹ تقاریر ہوئی ہیں ان میں، میں نے اکثریت

میں یہ note کیا ہے کہ ایک دوسرے پر تنقید کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ایک جماعت کے بجٹ کے تیار کرنے والے ممبران یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم دوسری جماعت کے اوپر اس کے اعداد و شمار نکال کر انہیں fail کرنے کی کوشش کریں اور دوسری جماعت کے ممبران پہلی جماعت پر اعداد و شمار نکال کر انہیں fail کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری بجٹ ہے تو اس پر ہمیں خود کو revaluate کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کیا ہے، یہ پانچ سال جو ہمیں ملے ہیں اس دوران ایک دوسرے سے لڑنے کے علاوہ کیا ہم نے اس غریب کو کچھ deliver کیا جس نے ہمیں یہاں پر منتخب کر کے بھیجا ہے، آج جب ہم واپس جاتے ہیں تو ہم دیکھیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا، ہمیں جنہوں نے منتخب کیا تھا ہم انہیں کیا deliver کر رہے ہیں، کیا عوام نے ہمیں اس لئے منتخب کیا تھا کہ (ن) لیگ والے پیپلز پارٹی پر طنز کریں اور پیپلز پارٹی والے (ن) لیگ پر طنز کریں؟ کیا ہم نے عوام کو درپیش مہنگائی ختم کی ہے جو آج بھی بھوک سے مر رہے ہیں اور ہم اپنی پرائیویٹ میٹنگ میں بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ عوام غربت سے مر رہی ہے، کیا آخری بجٹ میں اپنی evaluation اور خود احتسابی کرتے ہوئے احمد حسین ڈیہر یہ سوچتا ہے کہ میں نے اپنے حلقہ میں اپنی مرضی سے ایس ایچ او اور ڈی ایس پی لگوائے ہیں تو انہوں نے لوگوں کو کیا deliver کیا ہے اور وہاں پر چوری اور ڈکیتی ختم ہوئی ہے یا کسی ممبر نے یہ سوچا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہاں! ہم نے ڈی ایس پی اور ایس ایچ او لگوائے ہیں لیکن ہم نے ان پانچ پانچ ہزار ووٹ والوں کی مرضی سے جھوٹے پرچے کروانے کے لئے لگوائے ہیں۔ سب سے پہلے دوسروں پر طنز کرنے سے پہلے ہم خود سوچیں کہ ہم وہ ڈی ایس پی، ایس ایچ او لگوائیں جو غریب عوام کو انصاف دیں اور ان کے جھوٹے پرچے ختم کریں۔آج میں on record کہتا ہوں کہ میرے تھانے میں پہلے ایک سال میں دو ہزار پرچے ہوتے تھے آج صرف تین سو ہوتے ہیں۔ میں نے کبھی اپنے مخالف پر بھی جھوٹا پرچہ نہیں ہونے دیا اور میں اس پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا ہم نے کمیشن لیا، کیا ہم نے کرپشن کی ہے اور کیا ہم نے ٹھیکیداروں سے اتنے فیصد لیا ہے؟ اگر نہیں لیا تو آج ہم دوسروں پر تنقید کرنے کے حقدار ہیں۔آج میں پنجاب کے بجٹ کو discuss کرنا چاہتا ہوں لیکن اس نظر سے نہیں کہ میرا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے اور میں (ن) لیگ پر طنز کروں گا۔ میں اپنے آپ کو ایمانداری سے آپ کے آگے پیش کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کس نے برباد کیا اور سیاستدانوں کو کس نے فیل کیا، Divide

and Rule کر کے ہمیں کس نے خراب کیا اور یہ کوئی نہیں ہے اگر کوئی ہے تو یہ پاکستان اور پنجاب کی بیوروکریسی ہے۔ بیوروکریسی کے علاوہ کسی نے ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب سیاستدان اقتدار میں آتے ہیں، اگر پنجاب کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں اس کے بعد بیوروکریسی کا ایک خاص طبقہ ان کے قریب ہو کر ان کو یہ کہتا ہے کہ آپ پنجاب حکومت میں ہیں، آپ وفاقی حکومت کے خلاف اس اس طرح سے منصوبے بنا کر ان کو فیل کر سکتے ہیں اور وفاق حکومت کو کہتے ہیں کہ آپ پنجاب کو اس طرح فیل کر سکتے ہیں۔ آپس کے فیل کرنے کے چکر میں غریب رُل گیا اور غریب کی سوچنے والا کوئی نہ رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج اس Divide and Rule کی پالیسی کو خدا کے لئے سمجھ جائیں اور ان کی سازشوں سے بچ کر جو پورے ملک کو لوٹ کر کھا جاتے ہیں اور سیاستدان کو کرپشن کا بادشاہ declare کراتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کرپشن کس نے کی ہے اور اس ملک میں سب سے بڑا کرپٹ کون ہے؟ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بیوروکریسی اس ملک کو لوٹ کر کھا گئی ہے۔ کروڑوں اربوں روپے ٹھیکیدار کماتے ہیں، ایکسیئن کماتے ہیں، چیف کماتے اور بدنام سیاستدان ہوتے ہیں۔ یہ بیوروکریسی سیاستدان کو چند چیزوں کے فائدے دے کر جو وہ ووٹوں کے لئے لیتے ہیں اور خود پورے کا پورا ملک کھا جاتے ہیں۔ یہ ہمیں ترقیاتی بجٹ دیتے ہیں اور اس میں cut لگاتے ہیں، cut لگا کر غیر ترقیاتی بجٹ کے نام پر اربوں روپے کھا جاتے ہیں اور کوئی ان سے پوچھنے والا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

آج دیکھیں، ان اداروں میں بجلی کے بل آج بھی pending پڑے ہوں گے اور ان پیسوں کو دوسری مد میں تقسیم کر کے خود کھا جاتے ہیں۔ آج دیکھ لیں کہ ایک رجسٹر جو لیتے ہیں اس کی قیمت دس روپے ہوتی ہے اور یہ چالیس روپے کا لیتے ہیں۔ ڈیزل وغیرہ کی مد میں ہزاروں روپے ہڑپ کر لئے جاتے ہیں۔ مہنگائی کنٹرول کیوں نہیں ہوئی، مہنگائی کنٹرول کرنے کا اصل مجرم کون ہے؟ مہنگائی کنٹرول کرنے کی اصل مجرم انتظامیہ اور بیوروکریسی ہے۔ سیاستدان اس کو حکم دیتا ہے کہ آپ دکاندار کو کہو، آپ کاشتکار کو کہو کہ ہر کوئی صحیح دام وصول کرے۔ ان کی ایک سازش ہے وہ میں آج بتاتا ہوں۔ ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافے ہو جاتے ہیں، کرایہ دس روپے سے پندرہ روپے ہو جاتا ہے، پندرہ سے بیس روپے ہو جاتا ہے۔ یہ خود اضافے کر لیتے ہیں ان کو کوئی نہیں روکتا اس لئے کہ مہینے کے لاکھوں روپے سیکرٹری آر ٹی اے کے گھروں میں جاتے ہیں اور دوسرے سیکرٹریوں کے گھروں میں جاتے ہیں اس لئے کرایوں کو نہیں روکا جاتا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ اس کا ایک حل ہے۔

صرف تنقید ہی نہیں ہے بلکہ حل بھی ہے۔ حل یہ ہے کہ There should be a right man at the job right اس کی کیا صورت ہے؟ اس کی صورت صرف یہ ہے کہ آپ کا کوئی سیکرٹری ہو یا کوئی کنٹرول کرنے والا انچارج ہو اگر اس میں دو خصوصیات ہوں گی تو یہ سارے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اور مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں وزیر اعظم کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے یہاں پنجاب میں بھی چیف منسٹر صاحب کو دیکھا ہے لیکن جو میں سیکھ کر اپنا تجربہ بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر آپ کا سیکرٹری پہلے نمبر پر ایماندار ہو اور دوسرے نمبر پر وہ اس محکمے کا پی ایچ ڈی یا ایم فل ہو، technically اس محکمے کے بارے میں ہر چیز جانتا ہو اور اس کی qualification اس کے مطابق ہو تو آپ کا وہ محکمہ کبھی بھی فیل نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر کیا ہوتا ہے؟ محکمہ ہیلتھ میں جو بیٹھا ہے اس نے ہیلتھ کی کبھی study ہی نہیں کی۔ محکمہ ایجوکیشن میں جو ہے وہ ایجوکیشن کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں ہے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی میں انچارج کو پتا ہی نہیں ہے کہ انجینئرنگ ہے کیا، ہماری کب اصلاح ہو گی؟ جب تک صحیح بندے کو صحیح جگہ پر نہیں لگائیں گے ہماری اصلاح نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! میں پی اینڈ ڈی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ڈویلپمنٹ کا قبرستان ہے۔ وہ پی اینڈ ڈی پنجاب کی کیا اصلاح کرے گا جس نے اپنی بلڈنگ کی planning میں اپنی پارکنگ کی جگہ نہیں رکھی۔ جو اپنے گھر کو نہیں بنا سکتا وہ پنجاب کو کیا بنائے گا؟ پی اینڈ ڈی آپ کا اور ہمارا سب سے بڑا مجرم ہے۔ اگر اس ملک کو deliver نہیں کیا تو ان planning والوں نے deliver نہیں کیا۔ انہوں نے سیاستدان کو planning کر کے دینی تھی۔ ابھی مخدوم احمد محمود صاحب نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں لیکن ان کی بات پر کوئی بھی عملدرآمد نہیں کرے گا کیونکہ اس میں ان کو پیسے نہیں بچتے اور اس میں غریب کو روزی ملتی ہے چونکہ اس میں ان کو کچھ نہیں ملتا اس لئے اپنی planning لے آئیں گے اور ہماری ساری تقریریں ضائع چلی جائیں گی۔ یہ اپنی planning لے آئیں گے اور اس planning میں اس ملک کو ڈبو کر رکھ دیں گے اور اپنی جیبیں بھر لیں گے۔ اب میں ان کے کچھ پروگراموں کے بارے میں بتاتا ہوں انصاف آپ خود کیجئے گا۔ بدنام کون ہو گا؟ بدنام وزیر اعلیٰ ہو گا، بدنام پنجاب حکومت ہو گی اور کرنے والے یہ ہوں گے۔ آج میں آپ کو سچ بتانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے انہوں نے اپر پنجاب کے جو main projects بنائے ہیں آج تک ان کی پراجیکٹ رپورٹ نہیں بنی، آج تک ان کی feasibility

نہیں بنی۔ میں مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے لاہور رِنگ روڈ 30۔ارب روپے سے شروع کیا آج 150۔ارب روپے پر پہنچ چکا ہے۔ کوئی ان سے پوچھنے والا ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

جناب احمد حسین ڈیہر: کون ان سے پوچھنے والا ہے کہ اس ملک کا اتنا پیسا کیوں ضائع ہوا ہے؟ پورے جنوبی پنجاب کا 60۔ارب روپے کا بجٹ نہیں بنتا اور رو رہے ہیں کہ سارا جنوبی پنجاب کھا گیا۔ ارے! آپ کی تو ایک سڑک 150۔ارب روپے کی ہے، آپ جنوبی پنجاب کو کیا روتے ہیں؟

جناب والا! جو ایل آر بی ٹی شروع ہو رہی ہے۔ یہ بہت اچھی سکیم ہے اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں پیپلز پارٹی کا رکن ہوں لیکن میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ غریب عوام کے مفاد میں ہے لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے آپ کو فیل کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب! ان لوگوں نے آپ کو فیل کر دیا ہے۔ میری اس بات کو آپ ایک سال بعد خود کہیں گے کہ انہوں نے مجھے فیل کر دیا ہے۔ انہوں نے وہ plan شروع کیا جس کی کوئی feasibility رپورٹ نہیں ہے۔ انہوں نے اس کو 150۔ارب روپے سے شروع کیا۔ اب وہ 22۔ارب روپے پر پہنچ چکا ہے۔ کیا ہوا؟ پہلے یہ ساری زمین پر جا رہی تھی اب یہ قذافی سٹیڈیم سے اوپر لے کر جا رہے ہیں۔ آگے سارا لاہور stuck ہو جائے گا، اِدھر تم اُدھر ہم۔ اب یہ کیا کر رہے ہیں؟ اب انہوں نے مسلم ٹاؤن کا دوسرا overhead bridge بنایا ہے۔ اس کو بنا کر پھر آدھا توڑ کر اس کے درمیان میں سے گزار رہے ہیں۔ یہ پہلے planning نہیں کر سکتے تھے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم،

جناب احمد حسین ڈیہر: اربوں روپے مسلم ٹاؤن کے bridge پر لگا کر آج اس کو دوبارہ توڑا جا رہا ہے۔ آج یہ Planning کر رہے ہیں کہ ہم نے پہلے غلطی کی اب اس کو کہاں سے پورا کریں؟ یہ planning کا محکمہ ہے، اس کو planning کا پتا ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد لاہور کی planning پر آ جائیں۔ جائیکا (JIKA) نے یہاں پر دو سال لگا کر ٹریفک کنٹرول پر ایک رپورٹ تیار کی ہے جس پر ایک ارب روپیہ خرچ ہوا ہے۔ ہم سلام پیش کرتے ہیں کیونکہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بہت اچھا کام کیا لیکن افسوس یہ ہے کہ اب جتنی plannings ہو رہی ہیں LRBT ہو رہی ہے، لاہور رنگ روڈ بن رہا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس میں جائیکا (JIKA) کی رپورٹ کو سائیڈ پر رکھ دیا گیا ہے اور اس کو سامنے رکھتے ہی نہیں۔ اس ایک ارب روپیہ خرچ کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ وہ سارا پیسا ضائع ہو گیا۔ اس کے بعد مونوریل پر بھی ایک

ارب روپے خرچ ہو چکا ہے۔ یہ ایک ارب روپیہ کہاں گیا؟ یہاں کا غریب پوچھتا ہے کہ ایک ارب روپیہ خرچ ہو گیا ہے آج آپ ایل ایل بی ڈی بنا رہے ہیں وہ پیسا کہاں گیا؟ میں بہت positive بات کر رہا ہوں۔

جناب والا! اب میں سستی روٹی کی بات کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ سستی روٹی جیسی کوئی سکیم ہی نہیں ہے، یہ ہمارے بھٹو صاحب کا دیا ہوا وژن ہے۔ جو بھی اس طرف آئے گا وہ کامیاب ہو گا۔ اگر ایک غریب، ایک بھٹے پر کام کرنے والا مزدور باہر نکلتا ہے اور اس کو دو روپے کی روٹی مل جائے تو وہ کتنی دعائیں دے گا۔ وہ دعائیں دے گا یا نہیں دے گا؟ وہ بہت دعائیں دے گا۔ اس غریب کو -/2 روپے کی روٹی نہ پہنچانے والا کون ظالم ہے؟ یہی بیوروکریٹ ظالم ہے۔ (ن) لیگ کے چند ورکروں کو آگے لگا کر ان کو خوش کر کے سارے پیسے خود کھا گئے۔ یہ سب کو فیل کرنے والے یہی ہیں۔ خدا کے لئے آپ آج تو سمجھ جائیں۔ اگر آج سستی روٹی ہوتی تو لوگ دعائیں دے رہے ہوتے۔ مری جھیکا گلی کا پلازہ بہت اچھا پلازہ بن رہا تھا اس پلازے کے بنتے بنتے پتا یہ لگا کہ وہاں پر land sliding ہوئی اور وہ بنتا ہوا پلازہ گر گیا۔ اب اس land sliding روکنے کے لئے 2۔ارب روپے کی ضرورت ہے اور اس میں Consultant NESPAK تھا جب وزیر اعظم نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ تھی تو انہوں نے وزیر اعظم کو لکھ کر بھیج دیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے زبانی حکم پر یہ پیسا لگایا ہے۔ اب دیکھیں planning ان کی خود کی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جب ایک ٹیکنیکل بندہ بتائے کہ یہاں land sliding ہو سکتی ہے تو وہاں پر پلازہ نہیں بن سکتا۔ انہیں چاہئے تھا کہ یہ انہیں لکھ کر دیتے کہ یہاں پر پلازہ نہیں بن سکتا لیکن اب وہ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا قصور ہے کیونکہ ان کے حکم پر یہ ہوا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کا written حکم دکھائیں کہاں ہے؟ ہمیں یہ لوگ فیل کرنے والے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد آپ ایک بہت بڑی سازش پر آجائیں جس کا میں انکشاف کرنے والا ہوں۔ اس بجٹ میں ان لوگوں نے ایک بہت بڑا ظلم کیا ہے کہ blocked allocation کے نام پر اس بجٹ کو بیچ دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ اگر سارا بجٹ blocked allocation پر ہے تو P&D والے گھر چلے جائیں اور ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر blocked allocation پر ہم سیاستدانوں نے فیصلے کر کے سب کچھ دینا ہے تو یہ کیوں بیٹھے ہیں، انہوں نے ایک اور سازش کی ہے اور وہ سازش کیا ہے؟ اب وہ اس ملک سے Donors کو بھگانا چاہتے ہیں کیونکہ ڈونرز اب ان پر عدم اعتماد

کر کے N.G.Os کی طرف جا رہے ہیں اس لئے یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں کوئی donors ہو اور نہ ہی اس ملک کو کوئی donations دے۔ انہوں نے کیا سازش کی ہے میں آپ کو بتاتا ہوں لیکن اب وقت کم ہے میں چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ یہاں پر پچھلے سال 11-2010 میں آپ کے سکول ایجوکیشن میں انہوں نے 6۔ارب روپے مئی میں release کئے جو کہ donation کا پیسا تھا یعنی جون سے ایک مہینہ پہلے 6۔ارب روپے مئی میں release کئے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ 6۔ارب روپے ایک مہینے میں لگتا ہے ؟اسی وقت ایک مہینے بعد وہ پیسا lapse ہو گیا اور Donors Agencies کو انہوں نے releasing دکھا دی۔ اس کے بعد 11-2010 میں 15۔ارب روپے رکھا کہ ہم اسے ایجوکیشن پر خرچ کریں گے اور وہی 6۔ارب روپے saving دکھا کر اس میں شامل کر دیا۔ اب اس 15۔ارب روپے میں سے 8۔ارب روپیہ خرچ کیا اور 6۔ارب روپے کہیں اور لگا دیئے۔ اس طرح کا دھوکا دینے کے بعد اس دفعہ پھر تقریباً 15۔ارب روپے یا اس سے تھوڑا زیادہ ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ اب پھر وہی سازش ہو گی کیونکہ اب پورے بجٹ میں blocked allocation کے سلسلے میں دو، دو، تین، تین block بنائے گئے ہیں اور ان blocks پر سازش یہ ہے کہ ان کو اٹھا کر کہیں اور لگا دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک درخواست کروں گا کہ آپ مہربانی کریں کیونکہ اس وقت چیئرمین P&D اور وزیر خزانہ بیٹھے ہیں ہمیں صرف اس بات کی surety دے دیں کہ آپ نے blocked allocation جس محکمے میں رکھی ہے اسی محکمے میں لگائیں گے، اپنی مرضی سے لگائیں، اپنی سیاست کو تیز کریں اور اپنے ووٹرز کو بڑھائیں کیونکہ اس سے غریب عوام کا ہی فائدہ ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ blocked allocation اس محکمے سے کسی اور محکمے میں ٹرانسفر نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ہمیں صرف یہ surety دے دیں کہ جس طرح پچھلی دفعہ 9۔ارب روپیہ آپ نے انرجی سیکٹر میں دے کر اس کو کہیں اور ٹرانسفر کر دیا، آپ نے جو پیسے ایجوکیشن میں دیئے ہیں ان کو ایجوکیشن میں خرچ کریں۔ ابھی ایک اور سازش یہ ہے کہ 5۔ارب روپے اور 6۔ارب روپے کی تین blocked allocations اسی سکولز ایجوکیشن میں پڑی ہیں اور آگے وہ کسی اور جگہ ٹرانسفر ہو جائیں گی کیونکہ ان کے آگے جو سکیمیں لکھی گئی ہیں وہ سکیمیں جعلی ہیں اور ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ wind up کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں ایک بات اور رہ گئی ہے۔ میں اس بات کی ضمانت چاہتا ہوں کہ ان پر implement ہو، میں اس ایک بات پر ruling of

Speaker چاہتا ہوں کیونکہ میں نے پچھلے سال بھی رولنگ مانگی تھی،آج بھی مانگتا ہوں اور مجھے رولنگ اس پر چاہئے کہ ہم صوبہ پنجاب کے نمائندے ہیں، ہم بجٹ تیار کرتے ہیں اور ہم سے بجٹ approved کرایا جاتا ہے لیکن مجھے بتایا جائے کہ approved شدہ سکیم کو کیوں ختم کر دیا جاتا ہے، approve شدہ سکیم پر عمل کیوں نہیں کرایا جاتا؟ کس کی یہ اتھارٹی ہے کہ منتخب نمائندوں اور اسمبلی سے پاس شدہ بجٹ پر cut لگا کر اس کو ختم کر دے یعنی اس منصوبے کو ختم کر دے تو مجھے اس پر رولنگ چاہئے۔

جناب چیئرمین! میں اس کا حل بتاتا ہوں کیونکہ جب میں نے ساری باتیں بتائی ہیں تو مجھے حل بھی بتانا چاہئے۔اس کا حل یہ ہے کہ جب پہلے سال ہم اسمبلی میں آئے تھے تو میں نے ایک تجویز دی تھی کہ پری بجٹ سیشن ہونا چاہئے اور میں اپنے آپ پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں وہ ایک نمائندہ تھا جس نے یہ تجویز دی پھر پری بجٹ سیشن تین سال ہوتا رہا، تین سال پری بجٹ سیشن ہوا، بجٹ سے پہلے ہماری تجویز لی گئیں اور اگر ان تجاویز پر عمل کیا جاتا تو آج غریب عوام اس طرح نہ رو رہی ہوتی کیونکہ بیوروکریسی کے اپنے ہتھکنڈے ہوتے ہیں، انہوں نے سن تو ہماری لی لیکن اس پر عمل نہ کیا۔ میری تجاویز ہے کہ future میں ضرور ہونا چاہئے کہ پری بجٹ سیشن میں جو بھی عوامی نمائندے آپ کو تجاویز دیں ان پر عمل ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے 250 بلین کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع آتے ہیں۔ 36 ضلعوں میں سے ساؤتھ پنجاب کے 11 اضلاع ہیں جن کو انہوں نے 80۔ارب روپے دینے کا کہا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب چیئرمین! جنوبی پنجاب میں 16 اضلاع آتے ہیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! آپ 12 کے 15 کر لیں وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: مستی خیل صاحب! ان کو wind up کرنے دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! 98۔ارب روپیہ تو ہمارا ویسے حصہ بنتا ہے جو آپ کے بجٹ کی ڈسٹری بیوشن ہے اگر یہ 80۔ارب روپے ہمیں دے رہے ہیں تو اس میں سے خرچ 10۔ارب روپے ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ڈیہر صاحب! آپ نے بڑی اچھی اور بڑی different تقریر کی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔آج یہ آخری بجٹ تقریر تھی اور آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب چیئرمین: میں نے ٹائم نہیں دیا، ہمارے بہت سارے معزز ممبران بڑے غور سے سن رہے تھے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب چیئرمین! میں آج وزیر اعلیٰ صاحب کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان سازشوں کے خاتمہ کے لئے کچھ کریں تاکہ آگے ہمارا مستقبل سنہرا ہو۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی شکریہ۔اب بحث میں محترمہ سیمل کامران صاحبہ حصہ لیں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔یہ budget document بڑا important document ہوتا ہے کیونکہ اس میں گورنمنٹ کا vision، ان کی political will اور لوگوں کے ساتھ commitment show کر کے وہ اس House میں آتے ہیں اور ٹریژری بنچوں پر بیٹھتے ہیں اور یہ اس کا reflection ہوتا ہے۔ مگر اس budget speech یا budget document کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ Although یہ اس حکومت کا آخری بجٹ ہے لیکن ہم ان سے except کرتے تھے کہ اس budget speech میں وزیر خزانہ on deputation اپنی حکومت کی achievements بتائیں گے لیکن unfortunately انہوں نے اپنے initiatives کا ذکر کیا اور نہ ہی اپنی achievements کا ذکر کیا۔

حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے

جناب چیئرمین! یہ ساری کی ساری بجٹ تقریر آشیانہ کے افسانے سے شروع ہوتی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف ماتم پر ختم ہو جاتی ہے۔اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، ہر صفحہ پر اور ہر لائن میں اتنی زیادہ ایسی چیزیں ہیں جن میں criticism ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ budget speech آپ کو بھجوا دوں۔آپ اس کے پہلے پانچ صفحے دیکھ لیں، اس میں فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف ہائے ہائے بجلی کے رونے ہیں اور اگلے پورے پانچ صفحوں کی ہر لائن سے سونامی کا خوف عیاں ہو رہا ہے۔ دو دن سے جو budget speeches ہو رہی ہیں ان کو بھی دیکھ لیں اور اس budget documents کو بھی دیکھ لیں۔اس میں لگ رہا ہے کہ پنجاب میں جو بھی کچھ ہوا ہے اس سارے کی ذمہ دار فیڈرل گورنمنٹ ہے اور یہ گورنمنٹ بجلی کی لوڈشیڈنگ سے بڑی پریشان ہے۔ اگر یہ reality

میں پریشان ہوتے تو انہوں نے 2008 میں کہا تھا کہ یہ 350 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے۔ وزیر خزانہ on deputation مجھے wind up speech میں بتائیں کہ ان کی حکومت نے ان چار سالوں میں کتنے میگاواٹ پاور جنریٹ کی ہے؟ اگر یہ اس issue پر serious ہوتے تو یہ پچھلے دور کے چودھری پرویز الٰہی صاحب کے جو پاور جنریشن کے پراجیکٹس تھے ان کو کبھی delay نہ کرتے۔

جناب چیئرمین! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرا تعلق ایک ایسی جماعت سے ہے کہ میرے قائد نے اسی صوبہ میں پہلی پاور جنریشن کے بارے میں پالیسی دی ہے، میرے قائد نے اسی صوبہ میں پہلی پاور جنریشن کا vision دیا تھا اور وہ پنجاب ڈویلپمنٹ بورڈ کا قیام عمل میں لاکر اس صوبہ کو بجلی کی لوڈشیڈنگ سے چھٹکارا دلانے کے لئے وہ vision اور پالیسی تھی جس کو اس حکومت نے آتے ہی بند کر دیا۔ اس وقت 9 کمپنیوں سے letter of intent بھی sign ہو چکا تھا۔ Later on یہ تختی چور اور منصوبہ چور وزیر اعلیٰ نے صرف اپنی تختی لگانے کے چکر میں اس منصوبہ پر کام تو کرنا شروع کر دیا لیکن اگر ان کو عوام کی مشکلات کا اندازہ ہوتا، اگر یہ لوگوں کو ریلیف دینا چاہتے تو اس پراجیکٹ کو continue کرتے تو اب تک پنجاب کا 50 فیصد لوڈشیڈنگ کا مسئلہ حل ہو گیا ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آج ہم نے بجٹ میں دیکھا ہے کہ 20۔ارب روپے پچھلے اور 11۔ارب روپے یعنی 31۔ارب روپے bus rapid transit system کے لئے رکھے گئے ہیں اور یہ بھی ایک چوری شدہ منصوبہ ہے۔ ہم پچھلے چار سالوں سے budget speeches میں بتاتے رہے ہیں کہ rapid mass transit train کا پراجیکٹ جو چودھری پرویز الٰہی صاحب کے دور کا initiative تھا۔ یہ اب پنجرہ بس کا پراجیکٹ خادم اعلیٰ پنجاب نے چلا کر اس کا alternate عوام کو دینے کی کوشش کی ہے۔ میں عرض کروں گی کہ پراجیکٹ وہ ہوتے ہیں جو sustainable ہوں، جن سے عوام خوش ہوں کیونکہ جب بھی ڈویلپمنٹ کا کوئی کام ہوتا ہے تو لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں لیکن یہ ایسا پنجرہ بس کا پراجیکٹ ہے کہ جس نے صرف فیروزپور روڈ پر سینکڑوں خاندانوں کو بے روزگار کر دیا ہے۔ یہ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم غریب کو چھت دیں گے مگر practically یہ ان کے پیروں کے نیچے سے زمینیں بھی چھین رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب چیئرمین! گرین بیلٹ اور فٹ پاتھوں کے دشمن خادم اعلیٰ پنجاب نے چودھری پرویز الٰہی صاحب کا یہ منصوبہ چار سال caped رکھا اور اس کے بعد یہ پنجرہ بس کی صورت میں صرف

اپنی تختی لگانے کے چکر میں عوام کے سامنے پیش کر دیا۔اس پنجرہ بس کی وجہ سے ہیلتھ ،ایجوکیشن، ایگریکلچر ہر ایک ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں cut لگایا جارہا ہے۔ہم نے اکثر فلم انڈسٹری میں چربہ سازی کا لفظ سنا ہے ،افسوس کی بات یہ ہے کہ اب عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں میں بھی چربہ سازی ہو رہی ہے۔ان کا جو پنجرہ بس کا پراجیکٹ ہے یہ بھی ایک چربہ پراجیکٹ ہے مگر نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ ان کے پاس نہیں ہے۔

جناب چیئرمین!میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ پنجاب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ 31۔ارب روپے کی cost پر جو یہ پنجرہ بس لاہور میں چلا رہے ہیں کیا اسی پیسے سے پنجاب کے اکتیس اضلاع میں معیاری transportation کی facilities provide نہیں کی جا سکتی تھیں۔اخباروں میں ہم پڑھتے ہیں خادم اعلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے جو Donors ہیں وہ کیوں بھاگ رہے ہیں اور بیرونی سرمایہ کاری کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ بھی ماشاءاللہ فیڈرل گورنمنٹ ہے کیونکہ جب سے یہ ان سے ناراض ہوئے ہیں ان کو ہر بیماری کی وجہ فیڈرل گورنمنٹ ہی لگتی ہے۔میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتی ہوں کہ foreign investment کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو یہ انتقامی وزیر اعلیٰ کی انتقامی سوچ ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کی چند مثالیں بھی میں آپ کو دینا چاہتی ہوں کہ مبارک سنٹر لاہور جو پاکستان کی بلند ترین عمارت کا منصوبہ تھا Lahore Sports City جو بیس ہزار مکانات پر مشتمل یہ پراجیکٹ تھا اور ایشیا کا سب سے بڑا residential project تھا،لاہور میں سعودی عرب کے اشتراک سے جو سیون سٹار ہوٹل بننا تھا،لاہور سیالکوٹ موٹروے کے متعلق عرض کروں گی کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ٹائم کی اہمیت کیا ہے اڑھائی گھنٹے کا لاہور سے سیالکوٹ کا سفر صرف پینتالیس منٹ میں طے ہو جانا تھا مگر یہ تمام پراجیکٹس چونکہ چودھری پرویز الٰہی کی یاد دلاتے تھے لہذا ان کو بند کر دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"شیم، شیم" کی آوازیں)

یہ تمام منصوبے اس انتقامی حکومت کے انتقامی وزیر اعلیٰ کی پست سوچ کا reflection show کرتے ہیں۔خادم اعلیٰ اکثر فرماتے ہیں کہ یہ آئی ٹی کا دور ہے اور آئی ٹی میں revolution لانے کی باتیں بھی کرتے ہیں۔3.5 بلین روپے کا ہمارا آئی ٹی ٹاور کا جو پراجیکٹ تھا again میں کہوں گی کہ چودھری

پرویزالٰہی کے دور کا پراجیکٹ تھااور اس کا اسی فیصد کام پچھلے دور میں مکمل بھی ہو چکا تھا، دس ہزار لوگوں کو اس سے jobs بھی ملنی تھیں لیکن خادم اعلیٰ نے آتے ہی اس کو بند کر دیا۔ اس کے بعد چالیس کروڑ روپے چائنیز فرم کو دے کر باقی کام مکمل کروایا۔ میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر آئی ٹی کی اتنی اہمیت ہے، اتنی importance ہے تو آپ نے آئی ٹی کی منسٹری کیوں ختم کی؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر میرے قائد، میرے لیڈر چودھری پرویزالٰہی صاحب اگر یہ آئی ٹی ٹاور نہ بناتے تو آپ کے وزیراعلیٰ قوم کی قابل فخر بیٹی ارفع کریم کے نام کا کیا کرتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"چودھری پرویزالٰہی زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین!ہر دور کی اپنی achievements ہوتی ہیں ہر گورنمنٹ کے اپنے benchmarks ہوتے ہیں اوران کے flagship programme ہوتے ہیں اوران کے flagship programme کے بارے میں، میں بتاتی چلوں۔ سستی روٹی سکیم کے بارے میں عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: مہربانی فرما کر اپنی تقریر کو conclude کریں اور ٹائم کا خیال رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!صرف بارہ لاکھ روپے میں غریب کو "آشیانہ" دیا جارہا ہے اور ایک اور وضاحت بھی میں وزیر خزانہ on deputation سے چاہتی ہوں کہ آج ایک نجی چینل میں دیکھ رہی تھی کہ ملک ریاض صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے آشیانہ سکیم کے لئے 85 کروڑ روپے دیئے ہیں۔ مشینیں بھی ان کی استعمال ہوئی ہیں، میں عرض کروں گی کہ پیسا کسی کا، مشینری کسی کی زمین سرکار کی اور بارہ تیرہ لاکھ روپے غریب کا تو پھر وہ جو کروڑوں روپے بجٹ میں جارہے ہیں وہ کس کی جیب میں جارہے ہیں۔ میں گزارش کروں گی کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس کی وضاحت فرمائیں۔ میں اس گورنمنٹ کے flagship programme کی بات کر رہی تھی جس میں سستی روٹی اور پیلی ٹیکسی سکیم جس نے ملک کو پہلے بھی "پیلیا" کی بیماری میں مبتلا کر دیا تھا پیلو کیب سکیم اور ٹریکٹر سکیم کے بارے میں اس floor پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ سارے منصوبے discriminatory projects ہیں جو صرف قرعہ اندازی منصوبے ہیں یہ اس۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

گورنمنٹ کے لئے flagship نہیں بلکہ fly ship منصوبے ثابت ہوں گے کیونکہ انشاءاللہ تعالیٰ اگلے الیکشن میں یہی منصوبے ان کی حکومت کو لے اڑیں گے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے "انشاءاللہ" کی آوازیں)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات بس wind up کرنے والی ہوں۔ میں دو دن سے سن رہی ہوں کہ یہ حکومت فیڈرل گورنمنٹ اور باقی صوبوں کے ساتھ یعنی بلوچستان کے ساتھ یا سندھ کے ساتھ اپنا comparison کر رہی ہے اگر انہوں نے comparison کرنا ہے تو یہ پچھلی حکومت کے ساتھ اپنا comparison کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اگر انہوں نے comparison کرنا ہے تو یہ چودھری پرویز الٰہی کے دور سے اپنا comparison کریں جنہوں نے پنجاب میں رہ کر ایسے initiative لئے جو پاکستان کی ہسٹری میں پہلی دفعہ لئے گئے تھے ریسکیو 112 بند کر کے دکھادیں، ٹریفک وارڈن کو ختم کر کے دکھادیں consumers courts کو بند کر کے دکھادیں۔ پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن وہ میرے جرنلسٹ بھائی جو پرویز الٰہی دور کے بعد پریس کلب کے ممبر بنے تھے آج تک ان کے جھوٹے وعدوں کے باوجود پلاٹ نہیں لے سکے۔Power and Housing Planning Agency اور Child Protection and Welfare and protection bureau کو بند کر کے دکھادیں۔اس کے علاوہ قرآن بورڈ، سیرت اکیڈمی، اقلیتوں کے لئے پہلی دفعہ صوبائی وزارت کا قیام۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ مجھے میری بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! سب کو یہاں ٹائم دیا گیا ہے۔ میں اب wind up کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! well equipped latest industrial estates صوبائی انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کی وزارت کا قیام، V سیٹلائٹ ٹیکنالوجی جس کی وجہ سے تمام سرکاری دفاتر، ہسپتالوں اور سکولوں کو link up کرنے کا پراجیکٹ ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔Time is over now. Thank you very much.احمد خان بلوچ صاحب۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"چودھری پرویزالٰہی زندہ باد" کی نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ discrimination ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اب احمد خان بلوچ کا نام پکار دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ discrimination کیوں کر رہے ہیں اور میری ان باتوں کا جواب کون دے گا؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ صاحب آپ کی تمام باتوں کا wind up speech میں جواب دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب احمد خان بلوچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے عوامی مفادات کو مدنظر رکھ کر بجٹ بنایا ہے۔ توانائی کے بحران کی وجہ سے اس وقت صنعتکار، کاشتکار اور مزدور طبقہ سب پریشان ہیں۔ توانائی کا بحران تو ختم کرنا تھا وفاقی حکومت نے، جب ان سے یہ ختم نہ ہو سکا تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس بجٹ میں اس کے لئے اربوں روپے رکھ دیئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please.

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! اس توانائی کے بحران کی وجہ سے ہی مہنگائی بڑھی ہے۔ کسان کو وقت پر کھاد نہیں ملتی کیونکہ وہ فیکٹریاں توانائی کے بحران کی وجہ سے بند ہیں، صنعتیں بند ہیں مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں، کاشت کار طبقہ بھی پریشان ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے اربوں روپے جو اس دفعہ رکھے ہیں اس سے انشاء اللہ مہنگائی پر بھی کنٹرول ہو گا اور توانائی بحران پر بھی کنٹرول ہو جائے گا۔ اس بجٹ میں بے روزگار کے لئے کافی سکیمیں رکھی گئی ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب نے پنجاب روزگار سکیم میں پچاس ہزار روپے پڑھے لکھے اور ہنر مند نوجوانوں کو بلا سود قرضے دینے کے لئے یہ سکیم دی ہے اس سے پڑھا لکھا اور ہنر مند نوجوان بلا سود قرضہ لے کر اپنا کاروبار کر سکے گا۔ نوجوانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا گیا ہے یہ بہت اچھی سکیم ہے لیکن میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی پہلے تو ہوتا تھا کہ کاشتکار کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت سبسڈی دی جائے گی لیکن اس دفعہ انہوں نے کہا ہے کہ

نوجوانوں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ٹریکٹر ملیں گے لیکن اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ وہ نوجوان کتنا پڑھا لکھا ہو گا، آیا وہ فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی سے بی ایس سی ہو گا یا اس کے پاس کتنی زمین ہو گی اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order in the House آپ کی مہربانی گپ شپ کے لئے لابی میں چلے جائیں۔جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سکیم کے تحت یہ ٹریکٹر چھوٹے کاشتکاروں کو دیئے جاتے تھے وہ بہت اچھی سکیم تھی لیکن اب کہا گیا ہے کہ نوجوانوں کو یہ گرین ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔وہ نوجوان کتنے رقبے کے مالک ہوں گے اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔میری گزارش ہے کہ وزیر خزانہ صاحب اس کی وضاحت کر دیں کہ اس میں کیا شرائط ہوں گی کہ گرین ٹریکٹر چھوٹے کاشتکاروں کو تو نہیں ملیں گے اور نوجوانوں کو ملیں گے۔

جناب والا! بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے 80 ہزار ملازمتوں کا اعلان کیا گیا ہے یہ بہت اچھی بات ہے پانچ سالوں میں پہلی دفعہ بجٹ میں 80 ہزار بے روزگار نوجوانوں کو ملازمتیں دینے کا کہا گیا ہے۔ اللہ کرے ہماری حکومت اس پر پورا اترے اور ان بے روزگار نوجوانوں کو 80 ہزار ملازمتیں ملیں یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے۔اس بجٹ میں سستے آٹے کے لئے 27۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے تاکہ غریب کو روٹی میسر رہے اور ذخیرہ اندوز گندم یا آٹا ذخیرہ کر کے غریب کے منہ سے نوالہ نہ کھینچیں اور اس میں 27۔ارب روپیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ آٹا کنٹرول میں رہے اور غریبوں تک سستا پہنچتا رہے۔زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جسے سب کہتے ہیں کہ یہ معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس بجٹ میں سب سے کم بجٹ زراعت کے لئے رکھا گیا ہے۔یہ نہیں ہونا چاہئے میں نے سب شعبوں کا بجٹ پڑھا ہے اور زراعت کے لئے سب سے کم رکھا گیا ہے۔اگر زراعت، کاشتکار یا کسان ترقی نہیں کرے گا تو کبھی بھی پاکستان خوشحال نہیں ہو سکتا۔جب ہم واپس جاتے ہیں تو ہم سے کاشتکار صاحبان پوچھتے ہیں کہ کھاد سستی کرا کے آئے ہو، ہمارے لئے کیا لے کر آئے ہو، ڈیزل اور بجلی کے لئے کیا کیا ہے؟ لیکن اس میں کہیں کھاد کے لئے سبسڈی نہیں دی گئی۔اتنی مہنگی کھاد ہے۔انڈیا میں پانچ سو روپے بوری یوریا مل رہی ہے اور ڈی اے پی ایک ہزار میں بوری مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ correct کر لیں کہ ایک بوری -/900 روپے میں ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جی، جناب! لیکن افسوس یہ ہے کہ پاکستان میں ڈی اے پی کی بوری چار ہزار روپے میں ہے اور یوریا کی بوری دو ہزار روپے تک پہنچی ہوئی ہے۔کاشتکار کیا ترقی کرے گا؟ کاشتکار خود کیا خوشحال ہو گا اور پاکستان کو کیسے خوشحال کرے گا؟ خدارا جس طرح اس بجٹ میں باقی چیزوں پر زور دیا گیا ہے کبھی زراعت پر بھی دیا جاتا جو 75 فیصد کی آبادی ہے۔یہاں 75 فیصد آبادی کے نمائندے موجود ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم کاشتکار کے لئے کوئی خوشخبری لے کر نہیں جا رہے۔ایک گرین ٹریکٹر ہوتا تھا اس کو بھی اتنا مشکل کر دیا ہے کہ چھوٹے کاشتکار کا نام سننا پسند نہیں کیا۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

جناب احمد خان بلوچ: گرین ٹریکٹر بھی نوجوانوں کے لئے، نوجوانوں کو تو روزگار مہیا ہو رہا ہے اس لئے اگر یہاں چھوٹے کاشتکاروں کا لفظ ہوتا تو کاشتکار بے چارہ زیادہ خوش ہوتا۔ریسرچ پر کروڑوں روپے دیئے جاتے ہیں وہ چاول، گندم اور کاٹن کی ورائٹیاں تیار کرتے ہیں اس لئے انہیں زیادہ پیسا دیا جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جب ورائٹی تیار ہوتی ہے تو پہلے وہ سیڈ مافیا کے پاس چلی جاتی ہے۔وہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ فی بوری کاشتکاروں پر ظلم کر کے لوٹ مار کرتے ہیں، انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ ورائٹی تو ریسرچ میں تیار ہوتی ہے وہ پہلے سیڈ مافیا کے پاس کیسے چلی گئی، وہ ان کو کیوں فروخت کر رہے ہیں اور کس طرح فروخت کر رہے ہیں؟ یہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔اس دفعہ گندم کی خرید میں کاشتکار کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ افسوس ہے کہ فی بوری پچاس روپیہ رشوت لی گئی افسوس ہے کہ چھوٹے کاشتکار کو بار دانہ نہ دیا گیا بلکہ بڑے بڑے آڑھتیوں کو رات کے اندھیروں میں بار دانہ دیا گیا۔چھوٹا کاشتکار بے چارہ -/850 روپے فی من گندم فروخت کرتا رہا اور جو گندم کا کنٹرول ریٹ تھا وہ اسے نہ مل سکا۔کسی نے کوئی کنٹرول نہیں کیا اس دفعہ کسی نے چھاپے مارے ہیں اور نہ بیوروکریسی گئی ہے۔پہلے منسٹر صاحبان جاتے تھے لیکن اس دفعہ وہ بھی محدود ہو گئے ہیں اور صرف چند سنٹروں پر گئے ہیں جس وجہ سے کاشتکار کو گندم فروخت کرنے میں بہت پریشانی ہوئی ہے اور وہ اس لوٹ مار سے بہت پریشان ہے۔

جناب سپیکر!اب میں پولیس کے محکمے پر بات کرتا ہوں مجھے افسوس ہے کہ ہم پانچ سالوں میں پولیس رولز2002تبدیل نہیں کر سکے۔ہماری یہ سب سے زیادہ نااہلی ہے کہ پرویز مشرف کی دی ہوئی تکلیف کہ لاہور میں ایک ایڈیشنل آئی جی بیٹھتا ہے جس کے پاس رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان، ملتان، لیہ اور راجن پور سے لوگ تفتیشیں تبدیل کرانے آتے ہیں اور وہ پورے پنجاب کا ایک ہی ایڈیشنل آئی جی ہے۔ میں پانچ سال سے ہر بجٹ تقریر میں کہتا رہا ہوں کہ خدارا یہ عوام کو سخت تکلیف ہے ان کے لئے پریشانی ہے غریب کے پاس کرایہ نہیں ہوتا وہ بے چارہ وہاں سے آتا ہے صرف درخواست دیتا ہے اس کی تفتیش تبدیل نہیں ہوتی بلکہ واپس بورڈ کے لئے جاتی ہے اور اس بورڈ میں تین مہینے لگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!Noteفرمائیں پھر آپ نے جواب دینا ہو گا۔

جناب احمد خان بلوچ:یہ آخری بجٹ ہے،آخری چند مہینے ہیں میری گزارش ہے کہ خدا کے لئے اس پولیس رولز کو ضرور تبدیل کر دیں۔کچھ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم انوسٹی گیشن کا جو طریق کار ہے وہ تبدیل کر دیں۔یہ اختیار ڈی پی او کو دے دیں،آر پی او کو دے دیں تاکہ غریب لوگوں کو یہاں نہ آنا پڑے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔میری آر پی او صاحب سے ملاقات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے یہ proposal تیار کر دی ہے اب آپ کے نمائندوں کا کام ہے کہ Houseسے پاس کرائیں اور اس پر عملدرآمد کرائیں۔میری آپ سے درخواست ہے کہ خدارا ان کو کہیں کہ چونکہ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے اس لئے اس پر ضرور عملدرآمد کرائیں اور انوسٹی گیشن کا طریق کار ضرور تبدیل کر دیں۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل یہ رواج ہے کہ انسپکٹر پوسٹنگ کے انتظار میں پولیس لائنوں میں بیٹھے ہیں اور سب انسپکٹر جن کو کماؤ پتر کہا جاتا ہے ان کو تھانوں میں لگایا جاتا ہے۔اس لئے کہ وہ زیادہ کمائی کر کے دیتے ہیں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ انسپکٹر لائنوں میں بیٹھا رہے اور سب انسپکٹر کو ایس ایچ او لگا دیں۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،اگر آپ Chair کی بات نہیں مانتے تو پھر میں کوئی اور حربہ استعمال کروں۔ آرڈر پلیز۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ وزیر خزانہ صاحب میری دو تین تجویزوں پر غور کریں۔اگر انسپکٹر نہ ہوں تو پھر سب انسپکٹر کو ایس ایچ او لگائیں لیکن اگر انسپکٹر موجود ہوں تو پھر صرف کمائی کی خاطر سب انسپکٹر لگانا مناسب نہیں ہے یہ بہت بداخلاق ہوتے ہیں،کرپٹ ترین ہوتے ہیں، کرپشن کے بادشاہ ہوتے ہیں، وہ برآمدگی نہیں کرتے بلکہ اپنی آمدنی بڑھاتے ہیں۔خدارا اس کو ذرا درست کریں۔۔۔

جناب سپیکر:ایسی بات نہیں ہے۔ان میں اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: لیکن اگر انسپکٹر موجود ہیں تو پھر سب انسپکٹر کو لگانے کا کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ میری دوسری گزارش ہے کہ 1992 سے ضلع لودھراں بنا ہوا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ آج تک میرے تھانہ گیلے وال کی عمارت نہیں بنی اور انہوں نے اریگیشن کے بنگلے پر قبضہ کیا ہوا ہے اور آج تک اس عمارت کے لئے بجٹ میں پیسے نہیں رکھے گئے خدارا اس کی عمارت بنوادیں۔

جناب سپیکر! میں واٹر سپلائی کے بارے میں ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔میری استدعا ہے کہ یہاں پر pre-budget پر جو تقاریر ہوئی تھیں بجٹ میں ان پر عملدرآمد والی بات مجھے نظر نہیں آئی، واٹر سپلائی کا منصوبہ ناکام ہوتا جارہا ہے۔اس پر کروڑوں روپے کا بجٹ لگ رہا ہے، یہ ایک اہم سکیم ہے اور اس کی وجہ سے غریب لوگوں کو میٹھا پانی مل رہا ہے۔خدارا!اس کو users کمیٹیوں کے سپرد نہ کریں۔

جناب سپیکر:تو پھر کس کے سپرد کریں؟

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!یہ ٹی ایم او کے سپرد کر دیں۔پبلک ہیلتھ کا اپنا آدمی ہو جو connections کی فیسیں وصول کرے اور اس کے بجلی کے بل بھی دے۔زکوٰۃ کمیٹی پارٹی بازی میں آ جاتی ہے، صحیح پیسے وصول نہیں ہوتے جس کی وجہ سے کروڑوں روپے ضائع ہو جاتے ہیں اور سکیم ناکام ہو جاتی ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ واٹر سکیم کو چلانے کے لئے ایک سرکاری نمائندہ مقرر کریں اور اس کو user کمیٹی کے سپرد نہ کریں۔بہت مہربانی۔شکریہ

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ:جناب سپیکر!سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ہمارے محترم وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کر رہے تھے تو میرے دل میں ایک حسرت تھی کہ کاش اس اسمبلی کے tenure میں ایک سال اور ہوتا تاکہ ہمیں یہ دیکھنے کا موقع ملتا کہ آیا یہ حکومت اگلے سال عارضی وزیر خزانہ کی ہیٹرک مکمل کرتی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر!مجھے ان کا revenue receipts expenditure کو estimate کرنے کا طریق کار بہت poor لگ رہا ہے کیونکہ ہر سال یہ اس کی revision کرتے ہیں۔ہر سال revision کرنے میں تو کوئی برائی نہیں لیکن اگر آپ اے ڈی پی کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان کی طرف سے ہر سال

بہت بڑی revision ہوتی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ 10-2009 کے اندر 175۔ارب روپے کا اے ڈے پی تھا جس کو revise کر کے انہوں نے 134۔ارب روپے کیا اور اس طرح 41۔ارب روپے اے ڈی پی کے کم ہوئے۔اس کے بعد 11-2010 میں 193۔ارب کے اے ڈی پی میں سے یہ 138۔ارب روپے لے کر آئے تو یہ 55۔ارب روپے کی revision تھی۔ پچھلے سال کے اے ڈی پی میں 220۔ارب روپے تھے اس کو انہوں نے revise کر کے 165۔ارب روپے کیا اور یہ پھر 55۔ارب روپے کی reduction ہے۔اگر 10 یا 15۔ارب روپے کی revision ہوتی تو آدمی مان لیتا ہے کہ revenue targets پورے نہیں ہو سکے جس کی وجہ سے revision ہوئی ہے مگر صرف اے ڈی پی میں 55۔ارب روپے کی بہت بڑی revision ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! ہر بجٹ میں حکومت کی طرف سے بڑی دھوم دھام سے austerity measures کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس میں پیش پیش وزیر اعلیٰ کا سیکرٹریٹ ہوتا ہے کہ ہم اپنے پچیس فیصد اخراجات کم کریں گے۔ہر سال یہ درس دیا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پچیس فیصد اپنے اخراجات کم کرے گا اور اس کے ساتھ ہی ہمارے وزیر صاحبان کو بھی پچیس فیصد کار گر ڈالنا ہے۔ پچھلے سال وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا allocated بجٹ 26 کروڑ 64 لاکھ روپے تھا جبکہ 36 کروڑ 86 لاکھ روپے استعمال کئے ہیں یعنی دس کروڑ روپے زیادہ خرچ کئے گئے۔انہوں نے پچیس فیصد کمی کا کہہ کر دس کروڑ روپے allocated بجٹ سے زیادہ اخراجات کئے ہیں جو کہ بہت زیادتی ہے اور اس سے عوام کو کوئی اچھا پیغام نہیں جاتا۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر کے دوران وفاقی حکومت پر بڑی تنقید کی اور خاص طور پر انرجی سیکٹر پر بات کرتے ہوئے کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ پنجاب حکومت نے پچھلے سال انرجی سیکٹر کی مد میں 9۔ارب روپے کی provision رکھی تھی لیکن اس میں سے صرف 2۔ارب روپے انرجی سیکٹر پر لگائے گئے باقی 7۔ارب روپے انہوں نے reappropriate کر دیئے ہیں۔ موجودہ بجٹ میں Rapid Bus Transport System اور میٹرو بس سسٹم کے لئے انہوں نے 11۔ارب روپے کی provision رکھی ہے اور 4۔ارب روپے لیپ ٹاپ مہیا کرنے کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ جس کو لیپ ٹاپ دیتے ہیں وہ کہتا ہے کہ لیپ ٹاپ ان سے لیں گے لیکن ووٹ کسی اور کو دیں گے۔لاہور سے تو انہوں نے ویسے ہی نہیں جیتنا۔

جناب سپیکر: کیا ہم نے ووٹ دینے کے لئے کوئی پابندی لگائی ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر!آپ یہ بات نہ کریں اس کا جواب وزیر خزانہ صاحب اپنی winding up speech میں دے دیں گے۔ میں پھر معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ملنا ان کو کچھ نہیں، یہ 15۔ارب روپے اور نئے 10۔ارب روپے ملا کر 25۔ارب روپے بنتے ہیں اگر یہ مکمل طور پر اس رقم کو انرجی سیکٹر میں استعمال کر لیں تو پھر شاید حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی انرجی کا impact محسوس ہو بصورت دیگر کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر!اب میں شعبہ تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ پچھلے سال ان کا total outlay جو تھا وہ 27۔ارب روپے تھا اور انہوں نے اس مد میں 33۔ارب 57 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ ٹھیک ہے تعلیم کے اوپر extra خرچ ہو گیا کوئی بات نہیں لیکن اس میں ترقیاتی بجٹ 23.9۔ارب روپے تھا۔انہوں نے تعلیم کی مد میں جو خرچہ کیا اس کا outlay تو بڑھ رہا ہے مگر ترقیاتی بجٹ reduce ہو کر 15.8۔ارب روپے پر چلا گیا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک طرف تو آپ outlay بڑھا رہے ہیں اور دوسری طرف ترقیاتی بجٹ کم ہو رہا ہے۔ سیکرٹری تعلیم صاحب جو تنخواہ لیتے ہیں اس سے ہمیں یا پنجاب کی عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔آپ کے غیر ترقیاتی اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں جبکہ ترقیاتی بجٹ کم ہوتا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ سو فیصد enrollment اور سو فیصد retention کی بات کرتے ہیں اور یہ claim کرتے ہیں کہ پنجاب کے سکولوں میں اس وقت 85 فیصد enrollment ہو چکی ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ 85 فیصد enrollment ہو گئی ہے تو پھر آپ کی سو فیصد retention اس وقت تک نہیں ہو گی جب تک آپ ان بچوں کے والدین کو کوئی financial incentive نہیں دیتے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول میں رکھیں۔ پہلے تو enrollment ہو جائے گی لیکن بعد میں وہ مجبوری کے تحت پھر اپنے بچوں کو سکول سے باہر نکال لیں گے لہذا اس چیز کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بجٹ تقریر میں Millennium Development Goals اور Punjab Educational Endowment Fund کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ ان کے وائٹ پیپر کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اس کے اندر allocation تو ہے لیکن revised estimate کوئی نہیں ہے بلکہ سرے سے figures ہی موجود نہیں ہیں۔ یہ کم از کم figures تو دیں کہ اتنے پیسے رکھے گئے تھے اور اتنے خرچ ہوئے ہیں۔ یہاں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ اتنے پیسے رکھے گئے لیکن خرچے کا figure ہی نہیں، یہ خالی ہے۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت کے لئے 25.48۔ارب روپے کا outlay دیا گیا،پھر اس کو revise کر کے 31.7۔ارب روپے کر دیا۔اسی طرح ترقیاتی بجٹ16.38۔ارب روپے دیا گیا لیکن بعد میں کم ہو کر 11.5۔ارب روپے ہو گیا۔اس حکومت نے صحت اور تعلیم دونوں شعبوں کے بجٹ میں outlay بڑھا دیا ہے لیکن ترقیاتی بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔اگر ان کی بجٹ تقریر دیکھیں تو اس کے اندر دانش سکولوں،ماڈل سکول،Centres of Excellenceاور پھر پرائمری یا مڈل سکول کا ذکر کیا گیا ہے۔کیا آپ کو welfare state کے اندر یہ بات ٹھیک لگتی ہے کہ حکومت نے چار مختلف categories کے سکول چلا دیئے ہیں۔حکومت پنجاب کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک ہی معیار کی تعلیم ہر بچے کو مہیا کرے۔اس میں تو غریب کے بچے میں بھی تفریق نہیں ہو سکتی۔ایک ہی معیار تعلیم اور معیار صحت ہونا چاہئے اس سے یہ deviate نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر!میں اپنی تقریر کو جلدی wind up کرنے کے لئے آگے چلتا ہوں۔پچھلے سال انہوں نے پولیس کو 52.78۔ارب روپے دیئے تھے۔معلوم نہیں کہ صوبے کے اندر امن وامان کی صورتحال میں کیا انقلاب آ گیا ہے کہ پولیس والوں نے 59.82۔ارب روپے کے اخراجات کئے ہیں یعنی 7۔ارب روپے زیادہ خرچ کئے گئے ہیں جبکہ ان کی کارکردگی ہمیشہ کی طرح صفر رہی ہے۔کیا ان کے تھانہ کلچر اور پولیس افسران کے روّیے میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ہمیں تو کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ ان کے D.P.Os اپنے دفاتر میں بیٹھ کر خود ایف آئی آر کی رجسٹریشن کے orders کرتے ہیں، تھانے داروں کو مجبور کرتے ہیں یا پھر investigative process میں interfere کرتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر پولیس کی کارکردگی میں بہتری نہیں آنی تو ان کے لئے ہر سال extra پیسے کیوں دیئے جائیں؟ان کا کوئی حق نہیں بنتا بلکہ ان کا بجٹ تو کم کیا جائے۔

جناب والا!میں اس سے آگے financial position پر جلدی جلدی ایک بات کروں گا۔ اس وقت پنجاب حکومت کا 354۔ارب روپیہ total foreign debt ہے اور 59.84۔ارب روپیہ domestic debt ہے۔اس کو ذرا غور سے دیکھ لیں کہ آپ 354۔ارب روپیہ foreign debt پر 16.8۔ارب روپیہ کی debt servicing کریں گے مگر صرف 59.84۔ارب روپے کے domestic debt پر آپ 34.84۔ارب روپیہ debt servicing میں دیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ایک ہی سال میں ہمت کر کے یا دو سالوں میں 59.84۔ارب روپے سے جان چھڑا لیں تو آپ کا کافی سارا financial burden ختم ہو جائے گا۔

جناب والا! میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے جنوبی پنجاب کے حوالہ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے سال اعلان کیا کہ ہم جنوبی پنجاب کے اندر 70۔ارب روپیہ خرچ کریں گے اور اُس کے development package میں سے 10۔ارب روپیہ ہم release کریں گے لیکن صرف 7.5۔ارب روپیہ release ہوا ہے۔اس سال پھر دعویٰ کر دیا گیا ہے کہ 80۔ارب روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور پھر ہم 10۔ارب روپیہ release کریں گے۔ چیف منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بارہا دفعہ این ایف سی ایوارڈ پر کریڈٹ لیا ہے کہ پنجاب نے بڑے بھائی ہونے کے ناتے جب horizontal distribution کی ہے تو انہوں نے بلوچستان کی پسماندگی دیکھتے ہوئے انہیں extra حصہ دیا ہے۔ یہ ہمیں بار بار quote کرتے ہیں کہ ہم نے 32 فیصد اے ڈی پی 31 فیصد آبادی کے لئے مختص کیا ہے تو کیا ان کو جنوبی پنجاب کی deprivation نظر نہیں آ رہی تھی کہ یہ وہی principle ہمارے اوپر apply کرتے ہوئے ہم 31 فیصد والوں کو اے ڈی پی کا 40 فیصد دے دیتے تو پھر ہم ان کو مانتے اور پھر یہ 10۔ارب روپیہ بھی release نہیں ہونا یہ ان کا track record ہے کہ ان کے اے ڈی پی کی utilization سب سے poor ہے کیونکہ ان پورے چار سالوں میں انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ میں آپ کا بڑا مشکور رہوں کہ آپ نے بڑی مشکل سے خندہ پیشانی سے میری باتوں کو قبول کیا۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا بہت important issue ہے۔ ڈیڑھ مہینے سے ہماری نہریں بند ہیں۔ ہمیں پتا چلا ہے کہ ہمارا نہری پانی کاٹ کر اپر پنجاب کو دے دیا گیا ہے اور یقین مانیں کہ ہماری کپاس کی کاشت نہیں ہوئی۔ یہاں پر ہمارے بہاولنگر کے دوست موجود ہیں میاں فدا حسین صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں اور بے شک اُن کا ٹریژری بینچز سے تعلق ہے یہ آپ کو بتائیں گے کہ اس وقت وہاں پر ہمارا کسان مر رہا ہے۔ وہاں پر ہوا یہ ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو مہینے سے ہماری نہریں بند پڑی ہیں ہمیں یہ بتایا گیا کہ آپ کا پانی پیچھے سے پاکپتن کو دے دیا گیا ہے، پیچھے اپر پنجاب کو دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے کسان کی کپاس کی کاشت نہیں ہوئی، ہمارا کسان پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے تو آج اس بات کو ensure کیا جائے اگر وزیر اعلیٰ صاحب اسمبلی میں کہیں بیٹھے ہوئے میری بات سُن رہے ہیں، 50/40 لاکھ عوام کا ضلع ہے جن کی کپاس کاشت نہیں ہوئی۔ جہاں پر ہمارا پانی 22 ہزار

کیوسک ہوتا تھا آج 8ہزار کیوسک پانی کاٹ دیا گیا ہے اور کل سے پھر نہر بند پڑی ہے۔یہاں پر اولکھ صاحب بیٹھے ہیں میں ان کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور آپ یقین مانئے اور آپ ابھی ریکارڈ لیجئے وہاں پر ہمارے کسان مر گئے ہیں وہ رو رہے ہیں اور ہمیں گالیاں دے رہے ہیں کہ ہمارے نمائندے ایسے ہیں۔ خدارا ہمارے بچوں پر ترس کھائیں، ہمارے کسان پر ترس کھائیں اور ہمیں اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اولکھ صاحب سے آپ کی بات کا جواب لیتا ہوں۔جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت و آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سال دریائے سندھ، دریائے چناب، دریائے جہلم اور کابل کے دریاؤں میں پانی کی شدید کمی واقع ہوئی ہے۔ 7۔مارچ کو تربیلا ڈیم dead level پر چلا گیا جس کی نچلی سطح 1378 فٹ ہے اور اسی طریقے سے 10۔مارچ کو منگلا reservoir بھی dead level پر چلا گیا جس کی نچلی سطح 1040 فٹ ہے کیونکہ وہاں پر بارشیں نہیں ہوئیں اور گلیشئر بھی نہیں پگھلے۔ سب کو پتا ہے کہ گندم کی فصل بھی لیٹ ہوئی کیونکہ موسم میں خنکی آ گئی اس وجہ سے دریاؤں میں پانی نہیں تھا۔ اب یہ دریاؤں میں پانی کی جو کمی ہے پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا ہوا نہیں ہے کہ دریاؤں کا بادشاہ دریائے سندھ ہے اُس میں 16ہزار کیوسک پانی آ رہا ہو، 35ہزار کیوسک پانی آ رہا ہو تو گزشتہ دنوں میں وہاں پر ہمیں متوقع تھا کہ پچھلے سال ایک لاکھ 36ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا اس سال اُسی دریا میں صرف 40ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا۔ دریاؤں میں پانی کی شدید کمی کی وجہ سے صرف South or North نہیں بلکہ پورے صوبہ پنجاب کی پانی کی بہت زیادہ کمی واقع ہو گئی ہے تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے فوری طور پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی constitute کی، اُس کمیٹی کی متعدد میٹنگز ہوئیں جن میں South and North سے بھی ایم پی ایز شامل ہوئے۔ North کا 18ہزار کیوسک پانی South کو دیا گیا لیکن وہاں پر دریائی بیڈ بڑا کھلا ہے اور وہاں پر 9ہزار کیوسک سے زیادہ پانی پہنچا نہیں ہے یعنی آدھا پانی دریائی بیڈ میں ضائع ہو گیا۔ ابھی پانی کی صورتحال بہتر ہے کل تک دریائے سندھ میں 90ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا جبکہ گزشتہ سال ایک لاکھ 80ہزار کیوسک پانی تھا۔ یہ بات نہیں ہے کہ بہاولنگر یار حیم یار خان اور بہاولپور کو نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ اُن کو پہلے North سے پانی نہیں دیا جاتا تھا اس سال South کو North سے بھی پانی دیا گیا ہے۔ ابھی دریاؤں کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے میں نے کل رحیم یار خان میں اس حوالہ سے ایک میٹنگ بھی کی ہے اور پانی کی فراہمی کو بہتر کر دیا گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اگلے آٹھ دس دن میں وہاں پر پانی کی صورتحال اور بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر کہیں کوئی کمی بیشی ہے تو اُس کو آپ اپنے طور پر اس معاملہ کو دیکھیں اور اجلاس کے بعد ہم بیٹھیں گے پھر ہم اس معاملہ پر بات کریں گے۔

وزیر زراعت و آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں آپ کے پاس تمام data لے کر آؤں گا۔ ارسا پانی کی جو تقسیم کرتا ہے اُس میں پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور فیڈرل گورنمنٹ کا ایک ایک نمائندہ ہے۔ اُس میں 1991 کے Water Accord کے مطابق صوبوں کو پانی کی تقسیم کی گئی ہے اور نہروں کو پانی کی allocation متعین ہے۔ 1977 اور 1982 کے درمیان پانی کے usage basis پر نہروں میں پانی کی allocation مقرر ہوئی ہے اور اُسی کے مطابق نہروں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے اور پانی کی جو کمی ہے وہ ہر جگہ پر برابر تقسیم ہو رہی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ کسی علاقہ کو نظر انداز کیا جارہا ہو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر محمد علی لا لیکا صاحب اور طارق نسیم ہوتیانہ صاحب بھی بیٹھے ہیں آپ ابھی سیکرٹری آبپاشی کو حکم کریں وہ بھی آپ کے چیمبر میں آجائیں۔ خدا کی قسم میں آپ کو درست بات کر رہا ہوں وہاں پر لوگوں کی دو مہینے سے بیجائی نہیں ہوئی اور اصل معاملہ کچھ اور ہے۔ مجھے منسٹر صاحب کا پورا احترام ہے اور میرے لئے وہ بہت قابل احترام ہیں۔ یہ میرا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہے پورے ضلع بہاولنگر کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، سیکرٹری آبپاشی کو پابند کریں کہ وہ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آئیں۔ جی، محترمہ حمیرا اویس شاہد!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں چاہوں گی کہ جس طرح میرے بھائی ارتضیٰ کے ساتھ generosity show کی ہے وہ میرے ساتھ بھی show کریں گے اور مجھے بار بار نہیں ٹوکیں گے کہ انگریزی کا لفظ کیوں ہے اور ختم کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا اب وقت شروع ہوگا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! نہیں پانچ منٹ بعد شروع ہوگا۔ میں ایک محاورے سے شروع کرنا چاہتی ہوں کہ سقراط نے ایک دفعہ کہا تھا کہ Through your rags I see vanity یہ statement میں کوئی پنجاب کے بجٹ پر یا پنجاب کے حالات پر یا فیڈرل بجٹ پر نہیں کہنا چاہ رہی۔ میں اس لئے کہنا چاہ رہی ہوں کہ جب آپ اپنے پیوند دکھاتے ہیں اور اس پر فخر بھی محسوس کرتے ہیں تو

آج ہماری قوم کا یہ حال ہے اور آج ہمارا نظام اس پر چل رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ economics ہماری politics کا حصہ ہے حالانکہ economics کو politics سے اوپر ہونا چاہئے۔آج وفاقی بجٹ ہو یا صوبائی بجٹ ہو، پارٹیوں کے آپس میں political compartmentalization کی وجہ سے جو حالات ہیں میرا خیال ہے کہ اس پر اکٹھے بیٹھ کر، مل جل کر سوچنے والی بات تھی کہ 39 بلین ڈالرز سے ہمارا جو foreign debt شروع ہوا وہ آج 61 بلین ڈالرز پر کیسے چلا گیا؟

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ Consumer Price Index, GDP, deflations, Inflation یہ صرف وفاق کا issue نہیں ہے کیا اس کی پنجاب کو قیمت ادا نہیں کرنی پڑ رہی ہے؟اگر ہماری National GDP 4.4 فیصد ہے اور پنجاب کی 2.5 فیصد ہے تو اس کے پیچھے کیا معاملات ہیں؟کیا ان سارے indicators کے ساتھ یہ مجھے بتائیں گے کہ کوئی pro poor budget بن سکتا تھا؟ اگر کل بجٹ 782 بلین روپے ہے اور اس میں 690 بلین روپے Divisible Pool سے آنا ہے تو کیا اس Divisible Pool کا تعلق پنجاب سے ہوا ہے یا نہیں ہوا؟ ہمارے ممبران نے وفاقی بجٹ کو blame کیا اور وہ صوبائی بجٹ کو blame کر رہے ہیں۔آج میرے بھائی ارتضیٰ نے بھی کہا کہ 59.4 بلین روپے ہمارا domestic debt ہے اور 54.33 بلین روپے ہمارا foreign debt ہے۔اس پر ہم سود کی صورت میں اربوں روپے دے رہے ہیں۔کیا یہاں جو محکمہ خزانہ بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس اس کا کوئی حل ہے؟

جناب سپیکر!آج میں بہت مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ سیکرٹری خزانہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے زراعت کی کمال پالیسی دی ہے کہ 60 فیصد جو اس ملک میں لاتا ہے تو اس کا حل دیا ہے۔
By giving 20000 tractors of two billions Rupees or interest free loans to farmers.

جناب سپیکر!آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے بیع سلم بل اسی اسمبلی میں پیش کیا تھا اور آپ نے ہی اس پر کمیٹی بنوائی تھی۔بیع سلم بل کوئی حمیرا شاہد کی ذاتی وراثت نہیں تھی وہ اس اسمبلی کی پارلیمانی کمیٹی نے ایک پراجیکٹ بنایا اور فنانس سیکرٹری کو refer کیا۔ میں کہتی ہوں کہ ان کی جتنی قوت تھی اس سے انہوں نے اس کو obstruct کیا، اس کے اندر hurdles create کئے۔ یہاں تک کہ میرے Donors موجود تھے، ہم تو ایک دھیلا بھی پنجاب سے نہیں لینا چاہتے تھے بلکہ اسلامک بنکوں کا پیسا اور Donors کا پیسا آپ کی زراعت پر لگانا چاہتے تھے لیکن ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس صوبے کا پورا خزانہ ان

کے ہاتھ میں ہے۔ کیا یہ خدا ہیں، کیا یہ اتنے بڑے سودی نظام کے محافظ ہیں کہ انہوں نے مجھے purest کہہ کر باہر کر دیا کہ آپ تو بہت purest ہیں۔ آپ تو ادھر سے بھی ربا روک رہی ہیں اور ادھر سے بھی روک رہی ہیں تو معاف کیجئے گا کہ اگر فنانس سیکرٹری نے بیٹھ کر فیصلے کرنے ہیں اور وزیر اعلیٰ کو دو دفعہ presentation دینے کے باوجود انہوں نے اس cooperative farming کی حمایت بھی کی، انہوں نے آڑھتی کی elimination بھی کی لیکن سیکرٹری صاحب کے vision سے یہ بات اوپر بھی یا ان کے ذاتی ethics کے خلاف تھی، شاید وہ سود کے promoter ہیں تو انہوں نے اس کو ہر دفعہ روک دیا اور آج بھی ان کی میزوں پر alternate پڑا ہوا ہے and they gave us this deficient Agriculture Policy جس میں غریب کسان کے لئے کچھ نہیں ہے۔ بیع سلم کے ذریعے آپ کا fiscal system reverse ہو جانا تھا۔ آج آپ چھ ماہ کے بعد کسان کو جو payment کر رہے تھے تو ہمارے نبی ﷺ نے آپ پر واضح کیا ہے کہ آپ اس سے اس کی جنس futurist contract کے ساتھ advance میں خریدیں۔ آپ نے clusters بنا کر اس cooperative farming کو لانا تھا جہاں پر بنک اور گورنمنٹ اس فصل کے ذمہ دار ہوتے اور وہاں پر ٹیکنالوجی اور ریسرچ لاتے۔ چار کسانوں کا سلم کرنے سے چھوٹا کسان سبزیاں اگانے سے بڑی فصلوں پر آ جانا تھا۔ اس کے ساتھ اجارہ سکیم شروع کرتے، آپ ٹریکٹر دیتے، ٹیوب ویل دیتے، sprinklers دیتے کیونکہ کسان کا مسئلہ صرف فصل نہیں ہے دوسری چیزیں بھی ہیں۔ انہوں نے پوری قوت سے اس کو تباہ کیا میرے donors کو بھگا دیا اور وہ donors کون تھے وہ Islamic Development Banks تھے۔ ہمارے اسلامی ممالک کی royal families کہتی تھیں کہ اگر آپ اس purest سود کے بغیر اس pilot projects کو test کریں تو ہم آپ کو long term finance کریں گے لیکن شاید یہ آڑھتی کے لئے بہت درد رکھتے ہیں اور کسان کو بھول جاتے ہیں۔ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ anything coming from this Parliament اس کو disregard کر دیا جائے اس کو اتنا بُرا پیش کیا جائے کہ وزیر اعلیٰ پانچویں بجٹ میں بھی جس social change کا promise کر رہے ہیں اس bureaucracy نے اس کو ہونے دیا اور نہ کبھی ہونے دیں گے۔ میں ان سے یہ سوال بھی پوچھتی ہوں کہ دو feasibility خان پور ڈیم کی ان کے پاس پڑی ہے جس میں hydel 18 points generation کے لئے identify ہوئے۔ اس کے علاوہ total points 301 ہیں جو hydel energy generation کے لئے identify ہوئے ہیں۔ ان کا کیا بنا آپ نے پچھلے بجٹ میں یہ

announce کیا تھا وہ 200 ڈیم کدھر ہیں؟ میں آپ کو یہ بھی بتا دیتی ہوں کہ بہت سارے پراجیکٹس جو آپ نے پچھلے بجٹ میں announce کئے ہیں وہ اس لئے نہیں ہوئے کیونکہ آپ کی bureaucracy کے اندر capacity ہی نہیں ہے کہ وہ implement کرا سکے اور capacity نہیں ہے کہ mechanism بنا سکے اور capacity نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ کے vision کو plan of action میں translate کر سکے۔ یہ وہ high class clerks ہیں جن کو system maintainers کہتے ہیں۔ They are innovators. They cannot give you vision. They cannot even not understand your vision یہ صرف system maintain کرنے والے لوگ ہیں اسی لئے یہ ہر change کو resist کرتے ہیں، یہ ہر reformation کو resist کرتے ہیں۔ میں ان سے یہ بھی پوچھتی ہوں کہ آپ نے ڈویلپمنٹ کا کتنا بجٹ utilize کیا؟ 43 فیصد کیا ہے تو باقی جو utilize نہیں ہوا وہ کہاں گیا ہے؟ وہ کیوں divert ہوا اور کیوں midway abrupt policies سے پیسے ایک پراجیکٹ سے نکال کر دوسرے پراجیکٹ میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اس House نے جس چیز کو approve کیا اور جو چیز اس House کے process سے گزرتی ہے وہ کیوں violate کی جاتی ہے۔ وہ کون سی backdoor policies ہیں وہ کون سی backdoor politics ہیں وہ کون سے backdoor black procedures ہیں جن کی وجہ سے وہ House میں نہیں لائے جاتے اور جو approve کی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں انہیں ادھر ادھر کر دیا جاتا ہے۔ کیا اب corruption اور leakages نہیں ہیں، کیا transparency قائم کی گئی ہے، کیا آپ کی informal black economy formal economy سے تین گنا بڑی ہے، آپ نے پانچ سالوں میں کیا tackle کیا ہے؟ آپ کی revenue generation پچھلے سال سے 15 فیصد کم ہوئی ہے اور پچھلے چند سالوں میں ہمارا revenue generation 28 فیصد drop ہوا ہے۔ کیا ہم revenue generate نہیں کر سکتے؟ ہم divisible pool پر dependent ہیں۔ اگر کوئی اس House سے کوئی بہتر چیز جاتی ہے تو اس کو رد کر دیا جاتا ہے اور جو ان کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے جس کی یہ بڑی بڑی presentation بناتے ہیں اور چھ مہینے بھی نہیں گزرتے کہ ان کی re-post ہو جاتی ہے They are administrators. They are not policy experts. They are not policy consultants. لیکن ہمارے اوپر یہ ٹھونس دی جاتی ہے کہ:

We are smarter than you. How? I fail to understand that.

جناب سپیکر! میں wind up کرتے ہوئے کچھ solutions بھی دینا چاہتی ہوں۔ میری آج بھی التجاء ہے کہ بیج سلم کو لایا جائے اور بیج سلم اس لئے لایا جائے کیونکہ وہ سب سے زیادہ فائدہ کسان کو دیتا ہے۔ وہ آپ کی hoardings نہیں ہونے دے گا۔ وہ آپ کا price mechanism واپس آپ کے ہاتھ میں لائے گا۔ آپ کے 90 فیصد چھوٹے کسان ہیں جو 12 ایکڑ سے کم اراضی کے مالک ہیں ان کو فائدہ دیں۔ اگر ان کو نہیں بچائیں گے تو آپ اور میں قحط کی تیاری کر لیں کیونکہ Food security is the biggest issue ہے جو ہم عنقریب face کریں گے۔ ہمیں اپنی economic realities سے evasion نہیں کرنی چاہئے۔ آپ سب کچھ ادھر ادھر کر کے کیسے debt سے اپنی جان چھڑائیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایک غریب کے ساتھ جو کچھ ساہوکار کرتا ہے وہ آپ کے ساتھ IMF، MDBs اور سارے کرتے ہیں۔ ہم آج بھی اگر اسی سودی نظام میں پھنسے رہیں گے تو ہمارا یہی حال رہے گا۔ ہمارے کوئی economic parameters نہیں ہیں، پچھلے بجٹ میں تھے نہ اُس سے پچھلے اور نہ اس میں نظر آئے ہیں۔ ہمارے لئے وہ parameters set کرنا بہت ضروری ہیں۔ اس وقت سب سے بڑا issue population کا ہے۔ ہمارا ملک آج بھی 6th most populated country ہے۔ ہم نے اگر آج اپنی family planning کو promote نہ کیا اور population کو کنٹرول نہ کیا تو آپ کے resources مسلسل decrease ہوتے جائیں گے۔ آپ deforestation سے لے کر water resources کی depletion تک، آپ کی population density ہر چیز کو کھا جائے گی۔ اگر ہم نے اپنی political will نہ show کی اور ہم نے اپنی main policies میں population کو نہ لیا تو یہ وہ bomb ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے اور یہ bomb آپ کے ہر محکمہ، ہر فنڈ اور ہر پالیسی کو کھا جائے گا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اس کے لئے awareness خصوصاً rural areas میں پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اب تو خاندانی منصوبہ بندی پر علماء حضرات کا بھی consensus پیدا ہو گیا ہے لہذا اب اس حوالے سے وہ مسائل نہیں رہے جو کچھ سال پہلے تھے۔ اب prentive measures استعمال کرنے چاہئیں جس میں میڈیا کے ذریعے بہت بڑی campaign چلانی چاہئے تاکہ ہم اس کو نافذ کر سکیں۔ اس کے علاوہ میں آخر پر ایک اور بات کرنا چاہوں گی کہ عورتوں کے خلاف پنجاب میں سب سے زیادہ violence ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی خراب صورتحال کے باعث There have not been enough measures کہ اُس کو curve کیا جا سکے۔ جہاں ہم باقی سب چیزوں پر غور کر رہے ہیں وہاں ہمیں عورتوں اور بچوں کے خلاف violence پر جتنے بھی laws

ہیں اُن کے Rules and Regulations اور ان پر implementation کے mechanism کو بھی improve کرنا چاہئے۔ میری ایک اور بھی گزارش ہے کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب عورتوں کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو single یا طلاق یافتہ عورت کو بھی tax سے exemption دینی چاہئے۔ جو بیوہ عورت اپنے بچوں کو خود پال رہی ہے اُس کو بھی tax exemption دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ ہمارے Bills تو بن جاتے ہیں لیکن اُس میں ایک شق ہوتی ہے کہ .The Government may make the rules and procedures قانون سازی کرنے سے تب تک implementation نہیں ہو گی جب تک آپ Rules and Regulations کی implementation نہیں بنائیں گے۔ ایک mind set create ہوتا ہے کہ پڑھے لکھے خاندان میں بھی عورتوں کو ان کی inheritance نہیں دی جاتی جب تک اس پر awareness create نہیں کی جائے گی۔ میں آخر پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ایک ایک پیسا اور ایک ایک آنہ اِس وقت اتنا expensive ہے کہ اگر ہم اس کو کرپشن، misadministration, misusage اور misdiverted policies سے بچا کر لگا سکیں تو یقین مانیں 782 billion rupees is a huge budget میں یہ نہیں کہتی کہ میں bureaucracy کے خلاف ہوں لیکن میں نے اُن میں سے بہت ایماندار لوگ بھی دیکھے ہیں لیکن میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ ہم اپنے personal differences سے rise کریں۔ جہاں پر national consensus, national interest اور provincial interest کی بات آتی ہے تو آج جس طرح energy اور مہنگائی سے ہمارے پنجابی یا پاکستانی لوگ suffer کر رہے ہیں، ہم سب مل کر اس پر vision نہ لا سکیں تو یہ ہمارا بہت بڑا failure ہو گا so let's do it before it gets too late آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹوکا بھی نہیں اور بولنے بھی دیا.I am so grateful(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔اب احسن رضا صاحب بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پیا ملن دی رُت آوے تے نچے من دا مور
بیلے دی خوشبو مچایا ویہڑے ویہڑے شور
تے گھنگرو ٹُٹ گئے دل نہ ٹُٹا گھنگھرو سن کمزور
بُلھے شاہ اساں مرنا نئیں گور پیا کوئی ہور

جناب سپیکر!سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں جہاں پر اتنے مسائل کھڑے کر دیئے گئے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی،احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان):جناب سپیکر! ان چار سالوں میں ہم نے اتنی رکاوٹوں اور وفاقی حکومت کے اوچھے ہتھکنڈوں کے باوجود ملک پاکستان، قوم اور عدلیہ کے لئے لانگ مارچ کیا اُس کا credit بھی میاں محمد نواز شریف کو جاتا ہے۔جب لانگ مارچ کا آغاز ہوا تو اُس وقت وکلاء کا صدر علی احمد کُرد سندھ سے چلا تو وہاں پنجاب کی سرحد پر چند پولیس والوں نے اسے ٹوکرے میں بند کر دیا،اُس کے بعد دعوے کرنے والے جن کو گھروں میں محصور کر دیا گیا اور جب لانگ مارچ شروع تھا تو اب نوجوانوں کے جو لیڈر بنے پھرتے ہیں وہ اُس وقت اپنے بچوں کے ساتھ enjoy کر رہے تھے۔اُس وقت قوم کا خیر خواہ اور اس قوم کے لئے مرنے والا میاں محمد نواز شریف نکلا اور اُس نے عدلیہ کو بحال کروایا۔اس کے بعد انہوں نے مزید شب خون یہ مارا کہ گورنر راج لگا دیا۔یہ ہم پر الزام لگاتے ہیں لیکن horse trading کی کوششیں انہوں نے کی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ horse trading انہوں نے اب بھی کی ہوئی ہے کہ مرکز میں اے این پی کو ملا کر وزارتیں دے دیں اور ایم کیو ایم کو ملا کر وزارتیں دے دیں۔ جو گروپ ہمارے ساتھ ملے ہیں وہ وزارتوں اور مفاد کی خاطر نہیں آئے بلکہ اس ملک کے لئے آئے ہیں اور اُس قیادت پر انہوں نے اعتماد کیا ہے جو اس ملک پاکستان کو ٹھیک کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اب بجٹ پر بھی بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان):جناب سپیکر! ہم نے اُن روایات کا خاتمہ کیا کہ اگر صوبے کے ایک وزیر سے چھوٹی سی mistake ہوتی ہے تو اُس کو چودھری عبدالغفور کی صورت میں معطل کر دیا جاتا ہے۔ایک چھوٹی سی mistake ہوتی ہے تو ایک selected ایم پی اے سے استعفیٰ لے لیا جاتا ہے۔ جمشید دستی جیسے آدمی کو دوبارہ ٹکٹ دے کر قانون کی violation کی کیا یہ اصولوں کی سیاست ہے؟آج میاں محمد شہباز شریف مینار پاکستان پر خیمہ لگائے بیٹھا ہے جسے یہ لوگ ڈرامہ کہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں وہ ڈرامہ نہیں کرتا بلکہ انہیں فکر اس قوم کی ہے

اور میں بتادوں کہ وہ سینما کی ٹکٹیں بیچتے ہوئے اقتدار میں نہیں آیا۔ وہ منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوا تھا اور اپنے ائر کنڈیشنڈ محلوں کو چھوڑ کر آج مینار پاکستان پر صرف اس قوم کی خاطر اور اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کی خاطر دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ یقین کریں کہ میں نے میاں محمد شہباز شریف کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کا نام تو تمیز سے لیں کیا وہ آپ سے چھوٹے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! ایک آٹھ سالہ بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو یقین کریں کہ جس سے بدبو آ رہی تھی لیکن میاں محمد شہباز شریف صاحب چونیاں گئے اور اس بچی کو گود میں اٹھایا تو ان کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہوئے ہم نے دیکھے۔ یہ ہوتی ہے فکر، وہ اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کو دیکھ لیں کہ ہم نے 302 میں چالان ہوتے دیکھے لیکن آج ڈی پی اوز اور ڈی سی اوز کے دروازے عام لوگوں کے لئے کھلے ہیں اور آج وہاں پر عام آدمی کو ریلیف مل رہا ہے۔ زمینداروں کو میرٹ پر گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ٹریکٹر دیئے۔ یقین کریں کہ میرے حلقہ میں دس لوگوں کے ٹریکٹر نکلے جو کہ سارے میرے مخالفین تھے تو اسے میرٹ کہتے ہیں۔ 60 ہزار ایجوکیٹرز ہم نے بھرتی کئے، ہم نے ووٹوں کی سیاست نہیں کی، ہم نے مفاد کی سیاست نہیں کی بلکہ ہم نے عوام کی سیاست کی ہے، ملک پاکستان کی سیاست کی ہے اور پنجاب کی سیاست کی ہے۔

جناب سپیکر! میں بے حد مشکور ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے قصور جیسے ضلع کو جو کہ گزشتہ 64 سالوں سے علاقہ غیر کا سماں دیتا تھا لیکن آج انہوں نے اربوں روپے کا سٹی پیکج دے کر اس کا حلیہ تبدیل کر دیا ہے۔ فیروزپور روڈ کو دیکھ لیں، دیپال پور روڈ بن رہا ہے تو قصور جیسا ضلع یورپ میں بھی نہیں ہو گا جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری تحصیل چونیاں میں کارڈیک سنٹر کا اجراء اور قصور میں بس ٹرمینل جیسے منصوبے کا کریڈٹ انہیں جاتا ہے۔ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں تو میں اپنے حلقہ کے لئے چند گزارشات کروں گا کہ گنڈا سنگھ سے لے کر حویلی لکھا تک کم از کم 150 کلو میٹر دریائی علاقہ پر کوئی پل نہیں ہے اور میں نے گزشتہ سال اور اس سے بھی گزشتہ سال گزارش کی تھی کہ لاکھوں کی آبادی ہے اور لاکھوں ایکڑ ہمارا رقبہ ہے اس لئے اوکاڑہ اور قصور کی باؤنڈری کے درمیان ایک پل دے دیں تو اس آبادی پر وزیر اعلیٰ صاحب کی بہت بڑی مہربانی ہو گی۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ میرے حلقہ

پی پی۔180 میں ایک بوائز ڈگری کالج دے دیا جائے تو مہربانی ہو گی کیونکہ یہاں سے قصور 60 کلو میٹر ہے اور اس کے علاوہ یہاں پر ایک 1122 ریسکیو کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میڈیا بھی یہاں پر موجود ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی اور پاک فوج کو ٹھیک کر لیا جائے تو وطن عزیز ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ملک جلال دین ڈھکو صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ سردار فتح محمد بزدار صاحب!

سردار فتح محمد خان بزدار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب میں سب سے remote area ہمارا ہے اور سب سے زیادہ backward area بھی ہمارا ہے جس میں تحصیل ٹرائیبل ایریا اور تحصیل تونسہ شامل ہیں۔ تحصیل ٹرائیبل ایریا وہ تحصیل ہے جس میں کوئی سہولت موجود نہ ہے۔ وہاں پر سڑکیں ہیں، بجلی، پانی ہے نہ کوئی ایسا سکول جہاں بچے انگریزی پڑھیں یا آگے ماڈرن دور میں داخل ہوں۔ اس لحاظ سے یہ عجیب علاقہ ہے کیونکہ بڑے عرصے سے ادھر کسی کی توجہ نہیں ہوئی۔ اس علاقے سے باہر کے لوگ منتخب ہوتے رہے جنہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ علاقہ معدنیات کی دولت سے بھرا ہوا ہے جنہیں نکالنے کے لئے اور explore کرنے کے لئے سڑکوں کے بغیر تو کچھ نہیں ہو سکتا، لوگوں کے گھر ادھر ادھر پہاڑوں اور وادیوں میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے وہاں پر انسان کو بسایا ہے، آبادیاں ہیں لیکن وہاں پر تعلیم نہیں ہے اور پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے۔ لوگوں کی زرعی آمدن پر ان کی حالت depend کرتی ہے اور ذرائع آمدنی زیادہ تر مال مویشی پر ہے، پھر کچھ لوگ سروس وغیرہ بھی کرتے ہیں اس لحاظ سے مال مویشی کے لئے سہولتیں، ہسپتال وغیرہ قائم کرانا، ان کی دیکھ بھال کرنا اور ان پر توجہ دینا اس علاقے کی معیشت کو فائدہ دے گا۔ وہاں کوئی نہر ہے نہ کھالہ اور کچھ بھی نہیں ہے بلکہ وہ بارانی علاقہ ہے، پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں پر بارشیں ہوتی ہیں تو پانی آ جاتا ہے جو کہ بہتا ہوا دریا میں داخل ہو جاتا ہے اور ہمارے کسی کام نہیں آتا۔ اس علاقہ میں سمال ڈیم سکیم شروع کی جائے، پانی کو روک کر اور جمع کر کے کھیتوں تک پہنچائیں تاکہ غلہ پیدا ہو اور مال مویشی آرام سے رہیں اور انسانوں کو کچھ ملے۔ ہمیں ایک چیز کی بڑی ضرورت ہے اور وہ ہے شناختی کارڈ۔ ہمیں شناختی کارڈ بنانے کے لئے تونسہ جانا پڑتا ہے۔ وہاں سے کیسے جاتے ہیں یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ کبھی موٹر پر بیٹھ کر، کبھی پیدل چل کر اور اپنے بال بچوں کو لے کر وہاں جاتے ہیں۔ وہاں پر ایک ایک ہفتہ بیٹھے رہتے ہیں کوئی توجہ نہیں کرتا۔ آپ کو پتا ہے کہ شناختی کارڈ کس طرح بنایا جاتا ہے؟ وہ ان سے پوچھیں جو وہاں جاتے ہیں اور شناختی کارڈ بنواتے ہیں۔ ہماری پورے تحصیل میں شناختی

کارڈ کا دفتر نہیں ہے وہاں ایک دفتر لازمی ہونا چاہئے تاکہ علاقے کے لوگ وہاں آکر شناختی کارڈ بنوائیں۔ اگر شناختی کارڈ ہر معاملے میں ضروری ہے تو یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی دہلیز پر جاکر ان کو شناختی کارڈ بنوا کر ان تک پہنچائیں۔ لوگ وہاں سے آئیں، اتنا خرچہ کریں، یہ کس قسم کی بات ہے اور یہ کیا سہولت ہے؟ بجلی ہے، نہ گیس ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ علاقہ لاکھوں ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور خصوصاً تمن بزدار کا علاقہ۔Tribal areas میں سب سے بڑا علاقہ تمن بزدار کا ہے یعنی بزدار قبیلے کا۔ اس میں تین یونین کونسل ہیں وہاں ابھی تک settlement کا کام نہیں ہوا۔ یعنی مجھے بھی پتا نہیں ہے، کسی کو پتا نہیں ہے کہ میرا رقبہ کہاں ہے؟ آپس میں جھگڑے ہوتے ہیں اور یہ عام سی بات ہے۔ پنجاب میں کون سی جگہ ہے جہاں پر settlement نہیں ہوا؟ settlement کے ذریعے لوگوں کے حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں۔ لوگ حکومت سے قرضہ لے سکتے ہیں، ٹریکٹر لے سکتے ہیں اور کاروبار کر سکتے ہیں۔ پھر اس علاقے میں گورنمنٹ نے tribal areas کی ڈویلپمنٹ کے لئے تقریباً 4۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن وہاں پر پراجیکٹ ڈائریکٹر ہی نہیں ہے۔ معاملات کمشنر کے سپرد ہیں، کمشنر دوسرے کام کرے یا اس پر کام کرے؟ وہاں پر کوئی بندہ نہیں ہے۔ ابھی تک صرف پانچ فیصد بجٹ خرچ ہوا ہے باقی پیسے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ lapse ہو جائیں گے اور حکومت کے پاس چلے جائیں گے پھر ان کا واپس آنا کتنا مشکل ہو گا۔ ہم نے اس علاقے کو ترقی دینی ہے، ہم نے اس کی ترقی کے لئے سوچنا ہے، گورنمنٹ کو بھی سوچنا ہے اور ہمیں بھی سوچنا ہے۔ ہم تو نمائندے ہیں اس لئے ہم اسمبلی میں کہتے ہیں کہ اس پر توجہ دی جائے۔ وہاں گھریلو صنعتوں کو رواج دیا جائے۔ اس کام کے لئے غریب مردوں کو غریب عورتوں کو engage کیا جائے۔ اس کے بعد میں تحصیل تونسہ کی بات کروں گا۔ تحصیل تونسہ میں تین قسم کے علاقے ہیں۔ ایک پہاڑ کے ساتھ جو علاقہ ہے اس کو پیچاد کہتے ہیں۔ پھر ایک درمیانی علاقہ جو نہری علاقہ ہے اور ایک دریائی علاقہ ہے جس کو ہم بیٹ کہتے ہیں۔ جو پیچاد کا علاقہ ہے وہاں بارشیں ہوتی ہیں ندی نالوں سے پانی میدانوں میں آتا ہے اور لوگ وہ پانی روک کر اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ اس سیرابی کے لئے بھی ایک مکواں ہوتا تھا۔ لوگ آتے تھے، زمیندار آتے تھے اس پانی کو channelize کر کے اپنے کھیتوں میں لے جاتے تھے۔ اب وہ سسٹم کمزور ہو گیا ہے اب بلڈوزر کا کام ہے لہذا اب بلڈوزر دیئے جائیں تاکہ اس کا پانی روک کر کھیتوں میں لایا جائے۔ یہ ایسا علاقہ ہے کہ یہاں پانی کی قلت ہے، جہاں کہیں بجلی ہے تو وہاں پانی بہت گہرا ہے لہذا اس علاقے میں کوئی جامعہ منصوبہ بنایا جائے تاکہ پانی کے لئے لوگ پریشان نہ ہوں۔ اس کے بعد نہری علاقہ ہے۔ تونسہ کے علاقہ میں ایک نہر ہے CRBC چشمہ رائٹ بنک کینال

اس میں پنجاب کے لئے جتنا پانی مقرر ہے وہ پانی اس میں سے تقریباً1/3 حصہ ڈیرہ اسماعیل خان یعنی سرحد والے کاٹ کر لے جاتے ہیں۔ وہ ان کو نہیں ملتا۔ یہ کیوں نہیں ملتا، یہ کس کا کام ہے؟ یہ کام حکومت کا ہے، صوبائی حکومت کا بھی کام ہے کہ وہ اس کو pursue کرے کہ ان کا پانی پورا دیا جائے۔ پانی نہیں ملتا تو tail تک پانی نہیں جاتا اس لئے کاشتکار کو بہت مسئلہ ہے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ باقی جو مسائل ہیں جیسے بجلی، پانی، واٹر سپلائی، سکول ان پر بھی توجہ دی جائے۔ پھر ایک علاقہ دریائی ہے وہ ایسا علاقہ ہے جہاں سڑکیں ہیں اور نہ کوئی ڈویلپمنٹ ہے۔ پچھلے سیلاب میں یہ علاقہ بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں کی demand ہے کہ جو ہم غلہ وغیرہ کھیت سے منڈی تک لے جاتے ہیں، وہ چونکہ نشیبی علاقہ ہے اوپر جانے کے لئے راستے نہیں ہیں۔ مہربانی کر کے وہاں پر پکے راستے بنائے جائیں تاکہ لوگ اپنا سامان لے جا سکیں اور لا سکیں۔ یہ علاقہ بڑا fertilize ہے وہاں پانی بہت نزدیک ہے۔ اگر اس علاقے میں بجلی سپلائی کی جائے تو یہ علاقہ پنجاب کے برابر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں میٹھا پانی ہے اور علاقہ بھی بڑا ہے۔ جب لوگوں کو سہولت ملے گی تو وہ ہر چیز پیدا کریں گے۔

جناب سپیکر: بزدار صاحب wind up کریں۔

سردار فتح محمد خان بزدار: لہذا میں نے جتنی موٹی موٹی باتیں کی ہیں ان پر توجہ دی جائے اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت ایک خصوصی ٹیم بنا کر اس علاقے میں بھیجے تاکہ وہ وہاں جا کر study کرے کہ ان کی کیا demands ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ شکریہ

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 (Bill No.17 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔
(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب جناب شاہجہان احمد بھٹی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال2007-08اور 2009-10کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور برائے سال 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے 8۔اپریل 2013 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور برائے سال 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے 8۔اپریل 2013 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2007-08 اور برائے سال 2009-10 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹیں ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے 8۔اپریل 2013 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب سید ناظم حسین شاہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور سول مالی وصولیاں، سول ورکس اینڈ کمرشل برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید ناظم حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور (سول، مالی وصولیوں، سول ورکس اینڈ کمرشل) برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے مورخہ 8۔اپریل 2013 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور (سول، مالی وصولیوں، سول ورکس اینڈ کمرشل) برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے مورخہ 8۔اپریل 2013 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز (سول اینڈ کمرشل) برائے سال 07-2006 اور (سول، مالی وصولیوں، سول ورکس اینڈ کمرشل) برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12۔جولائی 2012 سے مورخہ 8۔اپریل 2013 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، next ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! شکریہ

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے
بنے ہیں اہل ہوس، مدعی بھی منصف بھی
کس کو وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آپ نے ہمیں تقریر کا موقع دیا لیکن رسم دنیا بھی ہے اور موقع بھی ہے لیکن بڑے بوجھل دل سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بجٹ پر تقریر کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! دل تو نہیں کرتا کہ کوئی بات کی جائے۔جہاں ایک اتنے بڑے صوبہ کا وزیر خزانہ جس کے پاس یہ چھٹا محکمہ ہو اور اس کے دوست کہیں کہ میاں صاحب "تسی چھٹا مار لیا" کیا بجٹ اور کیا تقریر، کیا کریں اور کیا کہیں؟ اس صوبہ میں چالیس محکمے ہیں، کیا چالیس محکموں کے لئے چالیس

وزیر اس اسمبلی میں نہیں ہیں؟آدھے سے زیادہ محکمے خود وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہیں اور باقی جو وزیر ہیں ان کے پاس چھ چھ محکمے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا یہ good governance ہے؟اور یہ بجٹ تو ویسے بھی بیور کریسی کا تیار کردہ بجٹ ہے، یہ تو صرف ان کو پیش کرنے کے لئے دیا گیا ہے، دو دن انہوں نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر ریہرسل کی ہے اور اب یہ بیٹھ کر کارروائی ڈال رہے ہیں۔اس کے علاوہ اور کیا ہے، ہم کیا deliver کر رہے ہیں اور ہم باہر والوں کو کیا پیغام دے رہے ہیں اور یہ بہت بڑا ایوان ہے، بڑے بڑے لوگ اس ایوان میں آئے اور آج ہم کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے افسوس ہے کہ ہم بہت پستی کا شکار ہو رہے ہیں اور ہمارے خادم اعلیٰ صاحب سوائے self projection یعنی ذاتی تشہیر اور ڈرامے بازی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لیکن کچھ باتیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔انرجی کی بات کروں گا کہ ہم نے یعنی وفاق نے صوبوں کو انرجی پیدا کرنے کا اختیار دے دیا ہے اور آپ کی حکومت نے انرجی کے لئے گزشتہ سال 9۔ارب روپے رکھے۔آپ کو کس نے منع کیا تھا کہ آپ انرجی نہ پیدا کریں، اگر آپ انرجی پیدا کرتے تو آج آپ خود کفیل ہوتے لیکن آپ تو چاہتے ہیں کہ سارے کا سارا ملبہ وفاقی حکومت پر ڈال دیا جائے، ایسا نہیں ہے عوام سمجھدار اور باشعور ہیں۔ باقی صوبے بھی تو ہیں جب یہ اختیار باقی صوبوں کو ملا تو وہاں پر انرجی پیدا کی جا رہی ہے، پریکٹیکلی وہاں نظر آ رہا ہے اور وہاں کچھ سسٹم میں add ہو رہا ہے۔آپ نے کہا کہ ہم تونسہ بیراج پر 120 میگاواٹ چائنا کی مدد سے پراجیکٹ لگائیں گے لیکن تیسرا بجٹ آ گیا ہے وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا کیونکہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔آپ نے پنجاب پاور ڈویلپمنٹ بورڈ بنایا، جہاں بیور کریسی بیٹھ گئی اور وہ صرف نام کا ہے وہاں سوائے زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔انرجی کانفرنس ہوئی اور انرجی کانفرنس میں یہ طے کیا گیا کہ ہفتہ کو چھٹی کی جائے اور کاروباری مراکز کو شام سات بجے بند کیا جائے۔اگر آپ چاہتے تو سات آٹھ بجے تک کاروباری مراکز بند کروا دیئے جاتے تو کافی حد تک ہم بجلی کی بچت کر سکتے تھے لیکن آپ کہتے ہیں کہ تاجر طبقہ ہمارا ووٹر ہے تو وہ ہم سے بھاگ جائے گا۔آپ سے تو عوام ویسے ہی بھاگ گئی ہے اب تو جو رہی سہی کسر لاہور کی ہے وہ بھی انشاء اللہ اگلے الیکشن میں آپ کو پتا چل جائے گا کہ آپ کے ساتھ ہوتا کیا ہے؟ سارا کیا دھرا صرف آپ کا focus ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی آج کوئی ایسی خبر بنے جس میں ان کی تصویر بنے، ان کا فوٹو شوٹ ہو اور اس کے علاوہ کچھ نہیں(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کچھ آپ بھی تو کرتے لیکن آپ نے بھی کچھ نہیں کیااور شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلائے جاتے

جناب سپیکر! مورخ تاریخ لکھے گا، اگر ہم بھی ڈوبیں گے تو آپ بھی ساتھ ڈوبیں گے۔ یہ بات نہیں ہے کہ آپ کو ووٹ مل جائیں گے اور ہمیں ووٹ نہیں ملیں گے۔ میری لیڈر نے میثاق جمہوریت پر دستخط کئے تھے، ہم مفاہمت کی پالیسی کو آگے لے کر چلے لیکن آپ کی تکبرانہ سیاست اور آپ کی بد دماغی نے آج پاکستان میں سیاست میں آپ کو اکیلا کر دیا ہے۔ آپ صرف جی ٹی روڈ تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے اور انشاء اللہ آپ جی ٹی روڈ سے بھی فارغ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ صحت کی بات کروں گا جو کہ بہت ضروری ہے۔ آپ نے محکمہ صحت میں 36۔ارب روپے رکھے ہیں لیکن 36۔ارب روپے جو پچھلے سال رکھے گئے اس میں بھی تو کوئی کارنامہ مجھے نظر نہیں آتا۔ مفت ادویات کی بات کی گئی تو سوائے لاہور اور پورے پنجاب کے چند ہسپتالوں کے علاوہ کسی ہسپتال میں کوئی دوائی نہیں ملتی۔ Hepatitis اور ڈینگی بخار سے جو اموات پچھلے سال ہوئیں اس پر آپ کو ڈوب مرنا چاہئے۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ سروسز ہسپتال میں جو پچھلے دنوں بچوں کا واقعہ ہوا، پوری دنیا کی نظریں شرم سے جھک گئی ہیں، کیا آپ کی حکومت ہے اور کیا آپ کی کارکردگی ہے؟ کسی ایک محکمے کے بارے میں تو بتائیں کہ ہمارا ایک محکمہ ہے جسے ہم رول ماڈل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بنایا تھا، چار سال پہلے وہاں وزیر اعلیٰ صاحب گئے اور انہوں نے کہا کہ اس کا آؤٹ ڈور اور ایمرجنسی وارڈ ہونا چاہئے۔ اس کے برابر میں ایک محکمہ کا کلب تھا، اس کے برابر میں پولیس آفیسر کلب تھا، آٹھ کنال زمین acquire کر لی گئی اور بلڈنگیں گرا دی گئیں لیکن چار سال سے وہ خالی میدان پڑا ہوا ہے اور ایک step بھی آگے نہیں چل سکا کہ آؤٹ ڈور بنایا جائے۔ اسی طرح وزیر آباد کا کارڈیالوجی سنٹر شروع کیا گیا لیکن اس پر کوئی کام نہیں ہوا اسی طرح ڈیرہ غازیخان میڈیکل کالج کی بات میں کروں گا کہ اس پر بھی کچھ نہیں ہوا۔ شیخ زید ہسپتال اٹھارہویں ترمیم کے تحت آپ کو مل گیا ہے۔ میں گزشتہ دنوں وہاں ہسپتال گیا جو کہ پاکستان کا بہترین ہسپتال تھا لیکن جب سے پنجاب حکومت کے پاس آیا ہے اس کا معیار دو سو گنا تبدیل ہو

گیا ہے۔ وہاں اتنا بُرا حال ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے کسی دیہات کا BHU ہے لیکن دیہاتوں کے BHU اور RHC کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (مہر اشتیاق احمد) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: ڈوگر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب چیئرمین! جہاں تک تعلیم کی بات کروں تو کیا 3۔ارب روپیہ دانش سکولوں کے علاوہ، آپ نے 10۔ارب روپیہ خرچ کیا، ہمارے حلقوں کے سکولوں پر آپ کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ وزیراعظم صاحب میرے حلقہ کے ایم این اے ہیں اور خود وزیراعظم سے اپنے حلقے کے فنڈز لے کر ان کروڑوں روپوں سے سکولوں کی نئی عمارتیں بنائی۔ محکمہ خزانہ میں SNE کے لئے فائلیں پڑی ہوئی ہیں کم از کم یہ ان کی SNE تو منظور کر دیں اور یہ تو آپ کا حق ہے حالانکہ یہ provincial subject تھا۔ ان کی اپ گریڈیشن بھی آپ نے کرنی تھی، ان عمارتوں میں missing facilities بھی آپ نے دینی تھی لیکن میں وزیراعظم صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے صوبائی محکموں کے لئے بھی پیسے دیئے لیکن جہاں SNE کی بات ہوتی ہے تو فائلیں آپ کے محکمے کے دفتروں میں پڑی ہوئی ہیں لیکن کوئی بھی ہماری SNE منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پرائمری سکول سے مڈل سکول اور مڈل سے ہائی سکول بے یارومددگار ہیں کیونکہ دانش سکول میں آپ کی خبر بنتی ہے، آپ کی projection بنتی ہے اور آپ اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسرے کا نام اور credit برداشت نہیں کرتے حتیٰ کہ آپ کے پارٹی لیڈر میاں محمد نواز شریف کا اس پوری بجٹ تقریر میں کوئی ذکر نہیں ہے سوائے ایک آدھ دفعہ کے لیکن باقی سارا خادم اعلیٰ، خادم اعلیٰ چل رہا ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے پچھلے سال 72۔ارب روپے رکھے گئے اور مشکل سے 6 سے 7۔ارب روپے release ہوئے۔ اس سال پھر آپ نے 80۔ارب روپے رکھے ہیں، ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب بڑا پسماندہ ہے اور یہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب بڑی بڑی تقریریں کر کے جاتے ہیں لیکن سوائے لالی پاپ دینے کے کچھ نہیں کرتے ہیں اسی لئے تو ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں تخت لاہور کی قید سے آزاد کیا جائے، ہم انشاء اللہ آزادی لے کر رہیں گے اور ہم ایک نیا صوبہ بنائیں گے۔ یہاں ہم نے صوبہ بہاولپور اور صوبہ جنوبی پنجاب کی قرار دادیں پاس کی ہیں لیکن اس کے infrastructure کے لئے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا آپ نہیں چاہتے کہ نئے صوبے بنیں اور جنوبی پنجاب کی پسماندگی دور ہو۔ ہمارے شاعر خواجہ غلام فرید نے کیا خوب کہا تھا۔

تھی خوش فریدا شاد ول
مونجھاں کوں نہ کر یاد ول
جھوکاں کھیسن آباد ول

اور انشاء اللہ اب وہ وقت آگیا ہے جب ہم تخت لاہور سے اپنی آزادی حاصل کریں گے۔اگر امن وامان کی میں بات کروں تو کل بھی لاہور میں ایک بہت بڑی ڈکیتی ہوئی ہے اور آئے دن بڑے شہروں میں کروڑوں روپے کی ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔آپ نے 161۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے جبکہ پولیس کی کارکردگی بالکل صفر ہے۔پولیس سوائے پروٹوکول، لوٹ مار کے اور کچھ نہیں کر رہی۔اس کے علاوہ جو اغواء برائے تاوان کی وارداتیں ہیں اس میں ایس پی اور ڈی پی او level کے افسران ملوث ہیں اور یہ بات رپورٹ ہوئی ہے لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات wind up کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔بڑی ابتر صورتحال ہے اور اسی طرح کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل level کے جو ملازمین ہیں ان میں انتہائی بددلی پائی جاتی ہے ان پر جو سب انسپکٹر اور انسپکٹر لگائے ہوئے ہیں وہ کماؤپتر ہیں اور اس کے علاوہ تھانے میں ایک عام آدمی کی عزت نفس بھی محفوظ نہیں ہے، منتخب نمائندوں کی بھی کوئی عزت نہیں ہے تو پھر یہ کس قسم کا لاء اینڈ آرڈر اور امن وامان ہے۔خوصی طور پر خواتین کے ساتھ اغواء اور زیادتی کی وارداتوں میں جو اضافہ ہو رہا ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے۔گزشتہ دنوں ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر جو واقعہ ہوا اس سے ہمارے سر شرم سے جھک گئے، وہ بربریت کی انتہا تھی۔مجھے خادم اعلیٰ صاحب اور حکومت پنجاب بتائیں کہ کسی ایک محکمہ میں آپ نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہو۔آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے اچھے افسران تبادلے کروا کر صوبہ چھوڑ کر وفاق میں چلے گئے ہیں۔مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر آپ نے دانش سکول، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنائی تو اس کے ساتھ ہی کروڑوں روپے کے سیکنڈل بھی سامنے آ گئے۔اسی طرح آپ اگر لیپ ٹاپ دے رہے ہیں کہ ہم youth کو اپنی طرف convert کریں جو عمران کی طرف جا رہی ہے۔اسی طرح آپ نے بے روزگار سکیم شروع کی، کسی جگہ پورے شہر میں کوئی ایک ییلو کیب ٹیکسی والا بتا دیں جو ٹیکسی کا مسافروں کے لئے یا سواریوں کے لئے استعمال کرتا ہو۔لوگوں نے گھروں میں اور اپنے porches میں وہ گاڑیاں کھڑی کر دی ہیں۔آپ مجھے کوئی ایک منصوبہ بتا دیں، سستی روٹی سے لے کر لیپ ٹاپ تک کوئی ایک منصوبہ ایسا بتا دیں جو کامیاب ہوا ہو۔ہر منصوبے میں

کروڑوں روپے کی تشہیر کی جاتی تھی جس سے آپ کی خبر بنتی تھی آپ کا نام آتا تھا، میں تو یہ کہوں گا کہ کہ سوائے one man show کے اور اس بجٹ میں کچھ نہیں ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو کس بات کا کریڈیٹ دوں، پنجاب حکومت نے کون سا ایسا کام کیا ہے جو میں وزیر خزانہ کو مبارک باد دوں۔

سید ناظم حسین شاہ: ایک دن میں بجٹ بنایا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر :ہاں ایک دن میں بجٹ بنایا ہے۔ آخر میں پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے مقام پر اور اس کے علاوہ خواتین کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، پنجاب کے بڑے شہروں اور بالخصوص جنوبی پنجاب میں جو ڈکیتیاں ہو رہی ہیں شاید اسی کے لئے امریتا پریتم نے وارث شاہ کو دہائی دی تھی کہ:

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول
اک روئی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ کیتے وین
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نو کہن
اٹھ درد منداں دے دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو نال بھری چناب

شکریہ

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!:

The Punjab Revenue Authority Bill 2012(Bill No19 of 2012

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔
(رپورٹ پیش ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث
(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین!سب سے پہلے تو میں پنجاب کے ایک عوام دوست اور انتہائی بہترین بجٹ پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، محکمہ فنانس کے سیکرٹری اور ان کی تمام ٹیم کو زبردست طریقے سے مبارکباد پیش کرتا ہوں بلکہ ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ساری ساری رات جاگ کر عوام کی بہتری کے لئے، پنجاب کی مضبوطی کے لئے اور اس پنجاب کی بہتر تعلیم کے لئے ہیلتھ کے لئے ایک بہترین بجٹ دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ چار سال کے بعد پانچویں سال میں اس بات کا نچوڑ ہے کہ پنجاب حکومت غریبوں سے پیار کرتی ہے پنجاب حکومت صوبہ سے پیار کرتی ہے اور پنجاب حکومت غریب لوگوں کی سرپرستی بھی کرتی ہے۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

جناب چیئرمین!یہ ان حالات میں بجٹ پیش کیا گیا ہے آپ خود اس پر نظر دوڑائیں کہ یہ کن حالات میں دیا گیا ہے۔اس ملک کا صدر جس کا نام[*****]

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔No point of order.جب آپ کی باری آئے گی اس وقت بات کر لیں۔(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر706 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ ہمارے قائد کی شان میں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں اور یہ طے ہوا ہے کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! میں ان کی دفعہ نہیں بولا اب یہ میری بات بھی سنیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں نے ان کی بات سنی ہے اب یہ میری بات کو بھی سنیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران احتجاجاً اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے اور "الفاظ واپس لو" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: آپ بات تو سنیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اب یہ میری بات سنیں گے، میں نے بھی ان کی باتیں سنی ہیں اب یہ اپنے اندر جرأت پیدا کریں۔ جناب چیئرمین ان کے اندر میری بات سننے کی ہمت نہیں ہے۔ میں اب اپنی باتیں ان کو سناؤں گا۔ ان کی کہانی سناؤں گا۔(قطع کلامیاں)

MR CHAIRMAN: Order in the House please.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ چور ہیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں اب مداری کی باتیں کروں گا۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کی طرف سے "میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے خلاف چور، چور" کی نعرہ بازی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا![**********]

جناب جوئیل عامر سہوترا:جناب والا!ان کی قیادت اور آصف زرداری کی تاریخ لکھی جارہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب والا! پاکستان کا خزانہ لوٹنے والے ڈاکوؤں کی میں بات کروں گا۔۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!یہ سب سے بڑے ڈاکو ہیں۔

جناب چیئرمین:آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب والا!اب یہ میری بات سنیں گے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہائے مداری،ہائے مداری" کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب سپیکر!اب یہ میری بات انشاءاللہ سنیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین:سنائیں،سنائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
جناب چیئرمین!اب ان میں بات سننے کی ہمت نہیں ہے۔ہم نے ان حالات میں یہ بجٹ دیا جن حالات میں پاکستان کی معیشت تباہ ہوچکی تھی۔(قطع کلامیاں)

اگر میں تقریر نہیں کروں گا تو پھر ان میں سے کوئی بھی تقریر نہیں کرے گا۔میں کسی کو بھی تقریر نہیں کرنے دوں گا۔اگر انہوں نے میری تقریر نہ سنی تو کسی کو بھی تقریر نہیں کرنے دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کھڑے ہوکر مسلسل نعری بازی کرتے رہے)

جناب چیئرمین:یہ سب تشریف رکھیں۔جی،ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):
آپ خاموش ہوجاؤ میں تقریر کروں گا تو پھر کسی کی باری آئے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور مچائے شور کی نعرہ بازی)

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر706 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ سب سے بڑے چور ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! یہ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں ان کی تقریر میں نہیں بولا۔[******]

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! پلیز۔ میں تمام غیر پارلیمانی الفاظ حذف کرتا ہوں۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

جناب طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اس سے معافی منگوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): ان کو میری بات سننی پڑے گی، اگر میری تقریر نہیں ہوئے گی تے فیر کسی دی وی نہیں ہوئے گی۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے گوزرداری گو کی نعرہ بازی)

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، کورم کی نشاندہی ہوئی ہے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

اگرچہ بجٹ اجلاس کے دوران کورم کی نشاندہی کی شاید کبھی بھی روایت نہیں رہی لیکن چونکہ کورم پورا نہیں ہے لہذا آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ وقفہ کے بعد 2 بج کر 42 منٹ پر
جناب چیئرمین (مہر اشتیاق احمد) کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
گنتی کی گئی ہے۔ کورم پورا نہ ہے لہذااب اجلاس مورخہ15۔جون 2012 بروز جمعۃ المبارک صبح9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

709

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث کا آغاز"

711

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،15۔جون2012

(یوم الجمع،24۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

ءَأَمِنتُم مَّن فِي ٱلسَّمَآءِ أَن يُخۡسِفَ
بِكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمۡ أَمِنتُم مَّن فِي ٱلسَّمَآءِ أَن يُرۡسِلَ
عَلَيۡكُمۡ حَاصِبٗاۖ فَسَتَعۡلَمُونَ كَيۡفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدۡ كَذَّبَ ٱلَّذِينَ
مِن قَبۡلِهِمۡ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾ أَوَلَمۡ يَرَوۡاْ إِلَى ٱلطَّيۡرِ فَوۡقَهُمۡ
صَٰٓفَّٰتٖ وَيَقۡبِضۡنَۚ مَا يُمۡسِكُهُنَّ إِلَّا ٱلرَّحۡمَٰنُۚ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيۡءِۭ
بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنۡ هَٰذَا ٱلَّذِي هُوَ جُندٞ لَّكُمۡ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ
ٱلرَّحۡمَٰنِۚ إِنِ ٱلۡكَٰفِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾

سورۃ المُلک آیات16تا20

کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ اس وقت حرکت کرنے لگے (16) کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے۔ سو تم عنقریب جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے (17) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو (دیکھ لو کہ) میرا کیسا عذاب ہوا (18) کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے ہوئے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو

سکیرٹ بھی لیتے ہیں۔اللہ کے سوا انہیں کوئی تھام نہیں سکتا۔بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے(19) بھلا ایسا کون ہے جو تمہاری فوج ہو کر اللہ کے سوا تمہاری مدد کر سکے۔کافر تو دھوکے میں ہیں(20)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مرحبا مرحبا آ گئے مصطفیٰ ﷺ جدھیاں راہواں بڑے ویکھدے رہ گئے
گودی چُکیا حلیمہ نے سرکار ﷺ نُوں تے نازاں والے کھڑے ویکھدے رہ گئے
ماڑی کُلی سی خُوش بخت ایوب دی جتھے جا کے رُکی ڈاچی محبوب دی
نیویاں دا پروہنا اے ساڈا نبی ﷺ کوٹھیاں تے چڑھے ویکھدے رہ گئے
نال اشارے دے چن توڑیا توڑ کے میرے آقا نے جد جوڑیا
ڈوبا ہوا سورج جس ویلے موڑیا، کافراں دے دھڑے ویکھدے رہ گئے
پیار کیتا نبی ﷺ نُوں تے چمکن پئے صدیق، عمر، عثمان، حیدر جئے
نیڑے بھانویں ابوجہل ورگے رہے اُوہ نصیباں سڑے ویکھدے رہ گئے
اللہ والے دی نسبت ظہوری ملی حشرنوں لاج میری جنے رکھ لئی
میرے ہنجواں دی جس ویلے قیمت پئی ہیرے موتی جڑے ویکھدے رہ گئے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر آج بھی بحث جاری رہے گی۔واضح رہے کہ گزشتہ تین ایام کے دوران معزز ممبران تقاریر فرما چکے ہیں۔آج کے دن کے لئے میرے پاس اڑتالیس معزز ممبران کی فہرست موجود ہے۔اب میں جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز فرمائیں۔۔۔نیازی صاحب!تشریف نہیں رکھتے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔آج میں مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ وفاقی حکومت نے پٹرول،ڈیزل اور سی این جی کی قیمتیں کم کی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!ابھی تو وفاقی حکومت نے اعلان کرنا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!فیصلہ ہو چکا ہے۔میں امید رکھتی ہوں کہ یہاں پنجاب میں بھی ایسی پالیسی مرتب کی جائے کہ لوگوں کو اشیاء خورد و نوش اور دوسری چیزیں سستی ملیں۔یہاں پر گوشت،سبزیاں،آٹااور خوردنی تیل کی قیمتیں کم ہوں تاکہ پنجاب کے عوام کو ریلیف مل سکے۔

جناب سپیکر: جی،مہربانی۔آپ کا بہت شکریہ۔ملک جاوید اقبال صاحب۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!بہت شکریہ۔سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ،ان کی ٹیم کے سب ممبران جس میں محکمہ خزانہ،پی اینڈ ڈی کے افسران اور ٹیکنوکریٹس شامل ہیں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑا جامع بجٹ پیش کیا ہے۔یہ بجٹ وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کی نمائندگی کر رہا ہے۔یہ اتنا بہترین بجٹ ہے کہ اس نے ہر شعبہ ہائے زندگی کو touch کیا ہے۔اس کے ہر پہلو کو بہترین طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے شعبہ تعلیم کے حوالے سے روشنی ڈالنا چاہوں گا۔وزیر اعلیٰ کے vision کے مطابق شعبہ تعلیم کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس سے یقیناً صوبہ پنجاب میں انقلاب آئے گا۔معاشرہ،ملک اور قوموں کی ترقی تعلیم کے ساتھ مشروط ہوتی ہے اور وہی ملک ترقی

کرتے ہیں جو کہ تعلیم پر خطیر رقوم خرچ کرتے ہیں۔ سال2008 کے عام انتخابات میں جب پنجاب کے عوام نے[**********] دیانت دار قیادت کے حوالے کی۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں۔آپ تمام حضرات نوٹ فرمالیں کہ دونوں اطراف سے کسی کی قیادت کے خلاف کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ میں رپورٹرز کو کہتا ہوں کہ ایسے الفاظ کو کبھی کسی طور پر بھی کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (راناتنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف صاحب نے2008 میں ہی خواب دیکھا تھا کہ اس صوبے میں ایک ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو کہ ذہین، فطین اور topper طالب علموں کو حکومت کے خرچ پر اعلیٰ تعلیم دلوا سکے۔یہی خواب انہوں نے جلاوطنی کے دوران لندن میں بھی دیکھا جس کے گواہ ڈاکٹر امجد ثاقب بھی ہیں تو اس خواب کی عملی تعبیر کرتے ہوئے ایک ادارہ Punjab Educational Endowment Fund(PEEF) کے نام سے بنایا گیا۔ سال 2008 میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جب اس حکومت کا tenure پورا ہو گا تو اس کے funds دس ارب تک پہنچ جائیں گے۔اگلے مالی سال تک پچاس ہزار طالب علم اس سے استفادہ کریں گے۔اس ادارے کے تحت نہ صرف صوبہ پنجاب کے ذہین طالب علموں کی مدد کی گئی بلکہ دوسرے صوبوں کے اٹھارہ سو طالب علموں کی مدد بھی کی گئی ہے۔گیارہ سو طالب علم صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے اس سکیم سے استفادہ کیا ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ جیسے ممالک کے بارے میں تو سنتے تھے کہ وہ اپنے ذہین وفطین طالب علموں کو حکومتی خرچ پر اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں لیکن پاکستان جیسے پسماندہ اور ترقی پذیر ملک میں یہ ناممکن تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے vision نے وہ کام کر دکھایا ہے جس کے ہم صرف خواب دیکھتے تھے۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد دانش سکولز کی بات کروں گا۔ایک ایسا پراجیکٹ جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔اسے غریبوں کا ایچیسن کہنا چاہئے، اسے مزدوروں کا چیف کالج کہنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اعتراض جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ سوچ رکھنے والے لوگ کر رہے ہیں، اس پر اعتراض وہ ذہنیت کر رہی ہے جو نہیں چاہتی کہ اس ملک کا غریب طبقہ ایلیٹ کلاسز جیسے سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکے۔ دانش سکول کا میرٹ یہ ہے کہ وہ غریب، وہ مزدور، وہ کسان اور وہ ہاری جس

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کی ماہانہ آمدن صرف -/6000روپیہ تک ہے وہاں پر اُس کے بچوں کو داخلہ مل سکتا ہے اس لئے اس پر اعتراض ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح جنوبی پنجاب میں دانش سکول چل رہے ہیں اور حکومت کا مزید دانش سکول بنانے کا پروگرام ہے تو جب یہاں سے ان غریبوں کے بچے نکل کر عملی زندگی میں آئیں گے جب وہ سائنس دان بنیں گے، جب وہ بیوروکریٹس بنیں گے، سول سرونٹس بنیں گے تو وہ بچے پڑھ لکھ کر اُن جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے مقابلہ میں کھڑے ہوں گے اور اُن کو بتائیں گے کہ اس ملک پر غریب کا بھی اُتنا ہی حق ہے جتنا کہ سرمایہ دار اور جاگیردار کا حق ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس 18th April 2012 کی "The News" کی ایک رپورٹ ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ لاہور کے ایچیسن کالج میں 58 فیل شدہ طلباء کو داخلہ دلوایا گیا اور وہ داخلہ کن لوگوں کی recommendation پر ہوا، میں معذرت سے کہوں گا کہ میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئیں۔ حکومت پنجاب میرٹ کی بالادستی کی بات کرتی ہے لیکن اس کالج میں صدر پاکستان، وزیراعظم سے لے کر گورنر صوبہ پنجاب اور باقی لوگوں نے بھی سفارشیں کیں اور ایچیسن کالج میں ایک ایسی product داخل کر دی گئی ہے جس کا کوئی میرٹ ہے نہ وہ میرٹ پر یقین رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ awareness کی لہر جو سنٹرل پنجاب سے نکل کر جنوبی پنجاب کی طرف رواں دواں ہے، وہاں کے مزدوروں کی طرف، وہاں کے ہاریوں کی طرف، اُس لہر سے یہ لوگ خوفزدہ ہیں اور شور مچاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی طرف آؤں گا جس کے تحت سرکاری خرچ پر 11لاکھ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو یہ بھی وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک انتہائی قابل تحسین پراجیکٹ ہے جو انشاء اللہ جاری رہے گا۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ کی تقسیم۔ کیونکہ یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے اس پر اعتراض کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کیا ہم طلباء کو پتھر کے دور میں بھیجنا چاہتے ہیں اور اس میں 100 فیصد میرٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے اگر یہ سکیم اتنی ہی بُری ہے تو پھر خیبر پختونخواہ والے اس سکیم کو کیوں follow کر رہے ہیں مجھے اس کا بھی جواب چاہئے؟

جناب سپیکر! اسی طرح مختلف اضلاع کے سکولوں کو Centre of Excellence بنا دیا گیا ہے یعنی جن ہائی سکولوں میں طلباء کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے اُن کو ماڈل سکول کا درجہ دینا ایک احسن قدم ہے۔ اس بجٹ میں سکول ایجوکیشن کے حوالہ سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ تعلیمی اداروں

میں10 فیصد نشستیں غریبوں کے بچوں کے لئے مختص کر دی گئی ہیں اس اقدام سے ایلیٹ سکولوں کے مالکان کی چیخیں نکل رہی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آپ کا بہت دانشمندانہ اقدام ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے ہمیشہ میرٹ کو follow کیا چاہے وہ پولیس کی بھرتیاں ہوں، چاہے ٹیچرز کی بھرتیاں ہوں۔ گزشتہ سالوں میں 75ہزار ٹیچرز کی میرٹ پر بھرتی اور انشاء اللہ آئندہ مالی سال میں 16ہزار ٹیچرز کی میرٹ پر بھرتی سے تعلیمی میدان میں ایک انقلاب آئے گا۔ اسی طرح missing facilities کے لئے 4۔ارب روپیہ کا رکھا جانا، طالبات کے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دلوانا، سائنس لیبارٹریز کے قیام کے لئے رقم کا مختص کئے جانا، ٹیکنیکل یونیورسٹی سیالکوٹ، نالج سٹی رکھ ڈیرہ چاہل اور دانش سکول مرید کے کے قیام کے لئے منصوبہ بندی کی جانی یہ تمام کام اس صوبہ کو یقیناً آگے لے کر جائیں گے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا قیام اور اس بات کا وعدہ کہ وہاں پر ستمبر میں کلاسیں شروع ہو جائیں گی اس سے تعلیم کے میدان میں بہتری آئے گی۔ اسی طرح نئے کالجوں کی تعمیر سے بھی طلباء کو استفادہ کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کی طرف آؤں گا اس میں دیہی علاقوں میں ایمبولینس سروس کا آغاز، راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اگلے مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ چار نئے میڈیکل کالجوں کا قیام جس سے ڈاکٹروں کی کمی پوری ہو سکے گی۔ میرے اپنے قصبہ مانانوالہ میں 70 سال سے ایک ڈسپنسری تھی وہاں پر چیف منسٹر پنجاب نے مہربانی کرتے ہوئے 20بیڈ کا سول ہسپتال منظور کیا ہے جس پر میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس سے ہمارے دیہاتی علاقوں میں بسنے والے لوگوں کو یقیناً صحت کی سہولتیں حاصل ہوں گی۔

جناب سپیکر! میں زراعت کی طرف آؤں گا کہ ایگریکلچر روٹس کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھا پروگرام ہے اس کے حوالہ سے میں ایک تجویز دوں گا۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے ذریعے ٹریکٹر صرف زرعی گریجویٹس کو نہ دیئے جائیں بلکہ چھوٹے زمینداروں کو بھی دیئے جائیں جن کا criteria رکھ دیں کہ اُس کی زمین آدھ مربع سے کم ہو اور میٹرک یا ایف اے ہو۔ میرے دوست پہلے یہ کہہ چکے ہیں کہ ہر یونین کونسل میں ایک گرین ٹریکٹر ضرور دیا جائے۔ اسی طرح کسان ماڈل بازار بنائے گئے ہیں اور مزید بنائے جائیں گے یہ بہت اچھا قدم ہے۔ گندم محفوظ رکھنے کے لئے جدید گودام بنانے کا اعلان بہت اچھا اقدام ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ حکومت پنجاب کو پنجاب کے کسان کو بچانے کے لئے اپنے وسائل سے یوریا کھاد بنانے کا بھی کچھ سوچنا چاہئے کیونکہ میں بڑے دُکھی دل سے یہ کہتا ہوں کہ پچھلی گندم کی

بوائی کے دوران پنجاب کے کسان کے ساتھ جو کچھ ہوا اُس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس فیڈرل گورنمنٹ کی عظمت کی علامت ہوتا ہے اُس کو کرپشن کا گڑھ بنادیا گیا۔ وہاں پر کھاد کے پرمٹ دیئے گئے اور لوگوں کو بُلا بُلا کر کہا گیا کہ یہ پرمٹ لو اور کسان کو بلیک میل کرو۔ یوریا کھاد بلیک میں مہنگی کر کے بیچو اور پنجابی کی ایک مثال ہے، "انھّاں ونڈے شرینیاں مڑ مڑا اپنے گھر۔" یہ شرینیاں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس سے بانٹی جاتی رہیں یہ سب کو پتا ہے۔

جناب سپیکر! پاسکو نے گندم کی خریداری میں جو گل کھلائے وہ سب کے سامنے ہیں۔ انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی والوں کی بات مانی، نہ ہماری بات مانی۔ پاسکو نے باردانہ فی بوری 100 روپیہ لیا ہے یہ بڑی شرم کی بات ہے۔

جناب سپیکر! بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے اس بجٹ میں 50 ہزار روپیہ فی کس بلاسود قرضوں کی فراہمی بہت اچھا قدم ہے۔ آئندہ مالی سال میں ڈیڑھ لاکھ نوجوان اس سے استفادہ کریں گے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے ساتھ لوڈشیڈنگ کے سلسلہ میں زیادتی ہو رہی ہے اس کا ایک ہی حل ہے کہ یہاں پر کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔ میں وزیر اعظم صاحب سے کہوں گا، منت کروں گا اور درخواست کروں گا کہ آپ کے لئے یہ بڑا اچھا موقع ہے اپنے گناہوں کی تلافی کے لئے پنجاب کی زراعت اور پورے پاکستان کی معیشت کو بچانے کے لئے کالا باغ ڈیم بنانے کا اعلان کر جائیں۔ اس طرح آپ کے گناہوں کی معافی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! ایک کالم میں لکھا گیا ہے کہ ہندوستان 10 سے 12۔ارب روپے کالا باغ ڈیم کے مخالفین میں تقسیم کرتا ہے تاکہ یہ ڈیم نہ بن سکے۔ اس سے اس پراجیکٹ کی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ کالا باغ ڈیم اب اس ملک کی شہ رگ بن چکا ہے اس لئے اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو اعلان کیا تھا کہ وہ اغیار کی امداد نہ لیں گے انہوں نے اس پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے میاں محمد نواز شریف صاحب کے vision کے مطابق ثابت کر دیا کہ ہم اپنے ذرائع سے ہمت کر کے کام کر سکتے ہیں، آگے جا سکتے ہیں اور ترقی کر سکتے ہیں۔ میں اگر یہ کہوں کہ محمد شہباز شریف صاحب نے قائد کے افکار کے مطابق اور اقبال کا صحیح شاہین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے تو یہ بات غلط نہ ہو گی۔ ہم انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف صاحب کی قیادت اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کے

vision کے مطابق اس ملک میں میرٹ کی بالادستی کو فروغ دیں گے اور اس ملک میں صحیح معنوں میں soft revolution ان کی قیادت میں آ کر رہے گا۔ میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔Next سید ناظم حسین شاہ صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا صاحب، غیر حاضر ہیں۔ ملک محمد عباس راں صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد عامر غنی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سید احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ میاں محمد شفیق آرائیں صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد اکرم خان کانجو صاحب، غیر حاضر ہیں۔ رانا اعجاز احمد نون صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب عباس ظفر ہراج صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب نشاط احمد خان ڈاہا صاحب، غیر حاضر ہیں۔ رانا بابر حسین صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد جمیل شاہ صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب محمد حفیظ اختر چودھری صاحب، غیر حاضر ہیں۔ جناب شہزاد سعید چیمہ صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سردار محمد خان کھچی صاحب، غیر حاضر ہیں۔ چودھری ذوالفقار علی بھنڈر صاحب، غیر حاضر ہیں۔ سردار امان اللہ خان دریشک صاحب، غیر حاضر ہیں۔ رائے محمد اسلم خان صاحب، غیر حاضر ہیں۔ محترمہ سفینہ صائمہ کھر صاحبہ، غیر حاضر ہیں۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کی رکنیت معطل ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں جو کچھ کہوں گی سچ کہوں گی اور سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ temporary بجٹ temporary خیمہ بستی کے temporary وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے۔ اس بجٹ میں لگاتار وفاق کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور خود اپنے منہ میاں مٹھو بنے رہے۔ تعریف تو اس کی ہوتی ہے یا اس کی کی جاتی ہے جس نے کچھ نئے اقدامات کئے ہوں، نظم وضبط کا مظاہرہ کیا ہو اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا ہو۔ اگر ان موصوف میں اوصاف نہیں ہیں تو میں ان کو خادم اعلیٰ نہیں کہوں گی بلکہ ظالم اعلیٰ ہی کہوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے پڑھ کر تقریر نہیں کرنی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!میں points دیکھ رہی ہوں اور صرف heading دیکھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!توانائی کو لیجئے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: کیوں لیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب نے توانائی کو ذرہ بھر نہیں بڑھایا بلکہ اپنی توانائی بڑھانے پر زور دیا۔ پنجاب حکومت نے ریکارڈ قائم کر دیئے ہیں وہ کیسے کہ مظاہرہ کرنے والوں کا ساتھ دیا، راستے میں اشارے آئے وہ بھی توڑ دیئے، بسیں بھی توڑ دیں، واپڈا کا دفتر آیا وہ بھی توڑ دیا، بیکری کو توڑا اور بیکری سے چیزیں اٹھالیں۔ یہ سب کچھ میڈیا پر دکھایا گیا اس عمل کو پوری دنیا نے دیکھا اور پنجاب حکومت پر تُھو تُھو کیا۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے تو وہ توانائی پر قدرے قابو پا سکتے تھے۔

جناب سپیکر: آپ اچھا مشورہ دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!آپ کی بینچمن سسٹر زرُکیں گی تو میں کچھ بولوں گی۔ پچھلی دفعہ بجٹ میں 18۔ارب روپے رکھے گئے تھے کہ دو سو منی ڈیم بنائے جائیں گے۔ اس دفعہ بھی آپ نے پیسے رکھے ہیں 9۔ارب روپے الگ رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کون سا ڈیم بنانا چاہتے ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!دو سو ڈیم چاہتے ہیں۔ وہ 18۔ارب روپے کدھر گئے ہیں؟ وزیر اعلیٰ صاحب چائنا گئے تھے چائنا والوں نے کہا کہ کچرے سے بجلی بنا کر دیں گے انہوں نے اتنی توڑ پھوڑ کی اور کچرا بنا دیا اس لئے بجلی بنانا تو ان کے لئے بہت آسان تھا۔

جناب سپیکر!مل جل کر توانائی کے بحران پر قابو پانا چاہئے۔ مگر آپ کے لوگ جب speech کرتے ہیں تو "تیلی" لگا دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔No cross talk جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!وفاق نے اِن تنقیدوں کا نہایت تحمل مزاجی سے مقابلہ کیا اور ہمیں ایسی کوئی ترغیب نہیں دی کہ یہاں شور وغل کیا جائے لہذا میں اپنی وفاقی حکومت کو خراج تحسین

پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اگر میں اپنی وفاقی حکومت کے لئے اس House میں کچھ نہ بولوں تو سراسر زیادتی ہو گی۔ اسے ذرا غور سے سنئے گا۔

سانوں صدر تے اعتبار وے، جداں دا وی اے او ساڈا سرکار وے
جمہوریت نال جنوں پیار وے
سی ایم تے لگدا بیمار وے، شاید دماغ اِچ خمار وے
کیوں صدر تے کیوں پی ایم تے گلا کراں لکھ وار میں
بسم اللہ کراں بسم اللہ پڑھاں لکھ وار میں

جناب سپیکر: محترمہ! یہ گانوں کے لئے کوئی studio نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!

اساں تے صدر بنایا جمہوریت بچاون لئی
خورے کیوں دشمن بن گئے اوہدی جان لئی
سانوں صدر تے اعتبار وے، جمہوریت نال جنوں پیار وے
کیوں صدر تے کیوں پی ایم تے گلہ کراں لکھ وار میں
بسم اللہ کراں بسم اللہ پڑھاں لکھ وار میں

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں، کیا آپ یہ تقریر کر رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اب میں عدل پر بات کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"بول جا بول جا، ہور جھوٹ بول جا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: نہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ مقابلہ بازی پر اُتر آئی ہیں یہ زیادتی ہے۔ میں اپنی تقریر پُرامن طریقہ سے کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پُرامن طریقہ سے بات کریں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں عدلیہ کے حوالے سے بات کروں گی کہ چار سال ہو گئے ہیں اور میں یہ راگ الاپ اور رَٹ لگائے ہوئے ہوں کہ فیصل آباد کی عوام غریب ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!حکومتی بنچوں پر بیٹھی خواتین decorum خراب کر رہی ہیں،آپ Custodian ہیں لہذااِن کو منع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!حکومتی بنچوں پر بیٹھے فیصل آباد والے House کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please. Order please.

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں عدل کے حوالے سے چار سال سے اپنی تقریر میں یہی ذکر کر رہی ہوں کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لانا بہت ضروری ہے۔ فیصل آباد کی غریب عوام CNG بسوں اور کاروں میں آتی ہے تو آدھے سے زیادہ لوگ راستے میں ہی لٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی تاریخ پر وقت پر پہنچ ہی نہیں پاتے اور جو لوگ پہنچ جاتے ہیں تو آگے جج آرام کے لئے چلے جاتے ہیں۔ کئی لوگوں کو وکیل نہیں ملتا اور جب کوئی عورت اتنی دُور سے آتی ہے تو وکیل ہی اُس کی عزت پر حملہ کر دیتا ہے لہذا فیصل آباد کی عوام کے لئے ہائیکورٹ بنچ کا قیام نہایت ضروری ہے۔ اگر وفاق، چیف جسٹس پاکستان یا وزیر اعلیٰ کے یہ ذمہ ہے تو میں ہاتھ جوڑ کر سب سے request کرتی ہوں کہ فیصل آباد کی غریب عوام کو اُن کی شکایت دُور کرتے ہوئے ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ آپ ہسپتال پر ہسپتال بناتے جائیں، ڈسپنسریوں پر ڈسپنسریاں بناتے جائیں لیکن جب تک آپ کے ہسپتالوں میں ادویات نہیں ملیں گی تو لوگ ایسے ہی مر جائیں گے کیونکہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک ایک bed پر دو دو مریض عورتیں اور بچے پڑے دیکھے ہیں۔ وہاں پر ادویات اور beds فراہم کئے جائیں کیونکہ وہاں پر ادویات تو بالکل ہی ختم ہو گئی ہیں۔پتا نہیں یہ پیسے کدھر جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میرے ابھی points رہتے ہیں جو بہت ضروری ہیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی۔پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!بات نہ کرنے دینا سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!اگر آپ گانے گانا شروع ہو گئی ہیں تو کیا اس میں میرا قصور ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے بولنا ہے اس لئے مجھے ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ کو ٹائم نہیں ملے گا۔ اب آگے چلنے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے بولنے کے لئے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی آواز آ رہی ہے لیکن بولنے کے لئے mike نہیں کھلے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں mike کے بغیر بھی بول لوں گی۔

جناب سپیکر: اِن کے درمیان کوئی نہ بولے۔ محترمہ! آپ جلدی سے بات کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! تعلیم کے میدان میں دیکھیں کہ آئی ٹی یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں لیکن آئی ٹی کی اہمیت اور افادیت کا کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ یہ آپ کے سفارشی وزیروں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ آئی ٹی کیا چیز ہے؟ اگر انہیں پتا ہوتا تو آئی ٹی کی کمیٹی ختم نہ کی جاتی۔

جناب سپیکر: جی، آپ جلدی سے اپنی بات ختم کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ لوگوں نے انگریزی میں تعلیم دی لیکن پرچے اُردو میں لئے جا رہے ہیں، یہ تعلیم کا معیار ہے؟ یہاں پر بڑی intellectual دنیا بستی ہے جن کے لئے آئی ٹی کی تعلیم بہت ضروری ہے۔ پیلی ٹیکسی اچھا اقدام ہے مگر یہ بھی مزارعوں کی نذر ہو کر ہمارے لئے وبالِ جان بن جائیں گی۔ میرا آخری point ہے اور اب میں اپنی بات جلد ختم کر دیتی ہوں۔ اگر وزیر خزانہ دھیان دیتے ہوئے میری چھوٹی سی گزارش کو قبول کر لیں تو میری گزارش ہے کہ لوگوں کو پیلی ریڑھیاں بنا کر دے دیں کیونکہ اُن پر CNG اور پٹرول کا بوجھ نہیں ہو گا۔ پیلی ریڑھیوں سے کوئی بندہ مال برداری، کوئی سبزی اور کوئی فروٹ بیچنے کے لئے اپنا کام کر لے گا۔ پیلی ریڑھیاں دے دیں اور ساتھ غریبوں کو فیکٹریوں تک جانے کے لئے سائیکلیں مہیا کر دیں۔ سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آدھی ٹیکسی دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بہت مہربانی۔ اب آخری بات کر لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اب آخری شعر بول دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!

میری عرضی مان مولا، تیری اونچی شان مولا
سی ایم کو ذرا اسمبلی بلا دے، دو سونئیں تے دو ڈیم بنا دے

جناب سپیکر: اِن کا mike بند کیا جائے۔ جی، اگلے مقرر عامر سلطان چیمہ صاحب ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھ سے بولا نہیں جا رہا کیونکہ میرا گلا خراب ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلی مقرر سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ کو ڈار صاحبہ کا آخری شعر سننا پڑے گا۔

جناب سپیکر: مجھے کام کرنے دیں۔ آرڈر پلیز۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ! غیر حاضر ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ گانا آپ کو سننا پڑے گا۔ مجھے گانے کے آخری شعر بول لینے دیں۔

جناب سپیکر: No mike پلیز آپ تشریف رکھیں۔ اب میں شعر نہیں سنتا۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپنی بات کے آغاز میں کہوں گی کہ:

مصلحت کوشو! اٹھو خواب لٹے جاتے ہیں
زندہ رہنے کے بھی اسباب لٹے جاتے ہیں
کیا یہ ضروری ہے کہ تم پر بھی قیامت گزرے
کیا یہ کافی نہیں احباب لٹے جاتے ہیں

جناب سپیکر! میں آج کی اپنی اس تقریر میں کچھ comparison پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہ اس tenure کا آخری بجٹ ہے اور ہمیشہ سے (ن) لیگ کی قیادت کا ایک طریقہ رہا ہے کہ اِن کا tenure ہو یا نہ ہو وہ tenure کو چلنے نہیں دیتے اور آج بھی وہ کسی نہ کسی شکل میں اس حکومت کو گرانے کے چکر میں ہیں لیکن ہر توڑ کا پکا جوڑ ضرور موجود رہتا ہے مگر اس مرتبہ کا صمد بونڈ کچھ زیادہ پکا نکلا۔ ان کا ہر حربہ ابھی تک ناکام ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ تقابلی جائزہ سابقا حکومت چودھری پرویز الٰہی بمقابلہ میں محمد شہباز شریف پیش کرنا چاہوں گی۔ سب سے پہلے میں معاشی کارکردگی پر بات کروں گی اور بات will and

skill کی ہو گی کہ ہم نے کیا کیا تھا اور آج کیا ہو رہا ہے۔ جو بات میں کہوں گی اس کی تصدیق کے لئے سٹیٹ بنک کی ویب سائٹ پر بھی جایا جا سکتا ہے اور اکاؤنٹنٹ جنرل کی رپورٹس کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے جبکہ بین الاقوامی اداروں کی بھی بہت ساری رپورٹس اس سلسلے میں موجود ہیں۔ سٹیٹ بنک کے مطابق 2007 میں پنجاب 100۔ارب روپے کا surplus تھا اور آج 2012 میں 500۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ وفاق اور مختلف مالیاتی اداروں سے 60 فیصد سے زائد قرضہ جات دوسرے صوبوں کی نسبت وصول کئے جا چکے ہیں اور سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ پنجاب قرضے لینے میں سر فہرست ہے۔ 2007 میں 90 لاکھ افراد خط غربت سے بلند ہوئے تھے اور آج 2012 میں ایک کروڑ 20 لاکھ افراد غربت کی لکیر سے نیچے دھکیل دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! 2007 میں پنجاب کی شرح نمو 8 فیصد تھی اور بد قسمتی سے آج شرح نمو اڑھائی فیصد سے بھی کم ہو چکی ہے۔ 2007 میں ٹیکس وصولی میں 110 فیصد اضافہ ہوا لیکن آج 2012 میں ٹیکس وصولیوں میں 30 فیصد کمی ہوئی ہے جس کی وجہ سے پنجاب کو 360۔ارب روپے کا خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے دور میں سالانہ ترقیاتی بجٹ 95 فیصد استعمال ہوا کرتا تھا اور آج اس میں 43 فیصد کمی آ چکی ہے۔ یہ معاشی حالات کا ذکر تھا اور اب ہم تعلیمی میدان میں آتے ہیں۔ یہاں کیا ہو رہا ہے اور ہمارے دور میں کیا ہوا، ہماری will & skill کیا تھی اور ہماری نیت اور صلاحیت کیا تھی اور آج تعلیم کے میدان میں کیا ہو رہا ہے؟ چودھری پرویز الٰہی نے ایک سگے باپ کی طرح جو اپنے تمام بچوں میں یکساں حقوق تقسیم کرتے ہوئے اس انداز سے سب کے لئے یکساں تعلیمی معیار کو ترجیح دیتے ہوئے پڑھا لکھا پنجاب شروع کیا۔ پڑھا لکھا پنجاب ایک ایسا منصوبہ تھا جس کی ورلڈ بنک سمیت تمام بین الاقوامی اداروں نے تعریف کی جس کے ثبوت موجود ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مفت کتابیں، میٹرک تک مفت تعلیم، 63 ہزار سے زائد سکولز، 11 لاکھ بچیوں کے لئے ماہانہ وظائف شروع کئے گئے۔ 13-2012 میں عام سکولوں کو نظر انداز کر کے صرف اور صرف دانش سکولز جہاں صرف چند سو بچوں کو نوازا جائے گا تو کیا یہ ایک سوتیلے باپ والا سلوک نہیں ہے کہ آپ اپنے تمام بچوں کو یکساں حقوق دینے کی بجائے چند بچوں پر توجہ دیں جو آپ کے سگے ہیں تو کیا باقی بچے بھارت یا اسرائیل سے آئے ہیں؟ میں یہاں پر آئین کے آرٹیکل 25 اور 25(a) کے متعلق بتانا چاہوں گی:

> Equality of citizens (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law (2) There shall

be no discrimination on the basis of sex alone (3) Nothing in this article shall prevent the State from making any special provision for protection of women and children 25(a) The State shall provide free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years in such manner as may be determined by law.

جناب سپیکر!آج آئین کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ پنجاب میں ہزاروں کے حساب سے سکول بند کر دیئے گئے ہیں۔Missing facilities کو پورا کرنے کی بجائے سیاسی رشوت کے طور پر لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے جن میں اربوں روپے کا گھپلا سامنے آیا۔ ہمارے دور میں چودھری پرویزالٰہی نے 1500 کمپیوٹرائزڈ لیبارٹریز بنوائیں، انہیں کیوں نظر انداز کر کے لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے؟ ان لیبارٹریوں کے ذریعے بچوں کو کیوں نہیں کمپیوٹر کی تعلیم دی گئی؟ بجٹ میں 21 کالجوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن میں ذکر کروں گی کہ چودھری پرویزالٰہی کے دور میں 45 کالج تعمیر ہوئے اور مجھے بتایا جائے کہ انہیں آج تک شروع کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا وہ حکومت اور عوام کے ٹیکسوں کا پیسا نہیں تھا جو ان عمارتوں پر خرچ ہوا اور ان تعلیمی اداروں میں کلاسیں کیوں نہیں شروع کی گئیں اور یہ انتقام چودھری پرویزالٰہی صاحب سے لے رہے ہیں یا عوام سے لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ!bell ہو چکی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ مجھے بات کرنے دی جائے کیونکہ بہت سارے لوگ اپنے حصے کی تقریر نہیں کرنے آئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! باتیں سب ہی کرنا چاہتے ہیں اور آپ اکیلی تو نہیں کریں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری آپ سے humble request ہے کہ مجھے بات کرنے دی جائے۔ میں یہاں پر ان اعداد و شمار کے علاوہ کوئی غیر متعلقہ بات یا ٹھٹھا مذاق نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ!Principle سب کے لئے برابر ہے اس لئے مہربانی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! صحت میں بے وزیر وزارت، بجٹ میں 60 فیصد کٹوتیاں اور دعویٰ جنرل وارڈ میں free medicines کا تھا لیکن آج ایمرجنسی میں بھی free medicines دستیاب

نہ ہیں۔ ہمارے دور میں ڈاکٹروں کا وقار بلند کیا گیا اور ہسپتالوں میں اس قسم کا سسٹم دیا گیا جس کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں کیونکہ بہت وقت ہو گیا۔ حاجی عمران ظفر صاحب!

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے صدقے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومت کو آج پانچواں بجٹ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب اور اپنے بھائی وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! آج ہمارے ملک میں جو حالات ہیں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں واک آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! واک آؤٹ نہ کریں اور آپ کو صرف ایک منٹ دیا جائے گا اس سے زیادہ وقت نہیں دوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک منٹ میں میری بات مکمل نہیں ہو گی۔ میں وہ باتیں کر رہی ہوں جو جائز اور سچی ہیں، میں کوئی غیر متعلقہ بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ to the point بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! صنعتی میدان میں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد، ملتان، گجرات، اٹک وغیرہ بنائیں لیکن انہوں نے کیا کیا ہے؟ آج دیکھیں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں انڈسٹریز بند ہو رہی ہیں۔ میں آپ کو بتا رہی تھی کہ 66 ہیڈ ورکس جہاں پر اپنی بجلی اور اپنا پانی چودھری پرویز الٰہی نے شروع کیا تھا انہوں نے تو کہا تھا کہ ہم ڈیم بنائیں گے، کہاں ہیں وہ ڈیم؟ آئی ٹی پارک بنایا گیا، اس کی علیحدہ

منسٹری بنائی گئی انہوں نے اس کو ارفع کریم کا نام دے دیا۔یہ بہت اچھی بات ہے لیکن انہوں نے وہاں اپنے نام کی تختی لگالی۔

جناب سپیکر: آپ ان کی طرف اشارہ کیوں کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس کے افتتاح پر 115۔ارب روپے کی آمدن متوقع تھی جو آج بھی منتظر ہے لیکن وہ کہاں ہے؟

جناب سپیکر!چودھری پرویزالٰہی کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے قرآن بورڈ بنایا لیکن آج کا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ناپاک صفحوں پر قرآن پاک لکھا جارہا ہے۔ان کا یہ پروگرام تھا کہ قرآن پاک کے پرانے صفحات کی recycling کی جائے گی۔اس کے علاوہ سابقہ دور حکومت میں سیرت اکیڈمی بنائی گئی جس کا الحاق جامعۃ الازہر سے کیا۔اب اُس بلڈنگ کو جا کر دیکھیں وہ کھنڈر بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں اور اپنی بات بند کریں، دوسروں نے بھی ٹائم لینا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!چودھری پرویزالٰہی نے لاہور سے ننکانہ صاحب اور دیگر عمارتوں پر funding کی تھی تاکہ اقلیت کو تحفظ کا احساس دلایا جاسکے۔انہوں نے اقلیتوں کی علیحدہ وزارت بنائی جس کے تحت ان کی عبادگاہوں کو funding کی گئی۔ایف سی کالج سمیت بہت سے تعلیمی ادارے اقلیتوں کو واپس کئے گئے۔

جناب والا!پرویزالٰہی صاحب نے Lahore Rapid Transit Train کا منصوبہ شروع کیا اس کے لئے ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے قرضہ دیا لیکن انہوں نے خط لکھ کر اس کو منع کر دیا کہ حالات سازگار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!موجودہ حکومت نے rapid bus کا منصوبہ دیا،انہوں نے .بنی بنائی سڑکوں کو اکھاڑ دیا اور اب دوبارہ بنا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی،اب آپ تشریف رکھیں،آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پرویزالٰہی صاحب کے دور میں ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی تھی۔اب جنرل وارڈ تو دور کی بات ہے ایمرجنسی میں بھی مفت ادویات بند کر دی گئی ہیں۔دیہی صحت مراکز غنڈہ عناصر کا مسکن بن چکے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!اب مہربانی کریں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پرویزالٰہی کے دور میں Hospital Waste Management کا طریقہ لایا گیا۔ میڈیکل یونیورسٹی بنائی گئی، میڈیکل کالج بنائے گے اور پولیو کا خاتمہ کیا گیا۔ انہوں نے کیا کیا؟ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بلڈنگ چار سال سے بنی ہوئی ہے مگر وہاں ہسپتال شروع نہیں کیا گیا۔ اسی طرح وزیرآباد کے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو شروع نہیں کیا گیا۔ ان کے سینے میں دل ہے اور نہ کسی کا درد۔

جناب سپیکر! ہمارے دور میں ہسپتالوں میں management system لایا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر خوش تھے، ان کی عزت نفس اور پیشے کے تقدس کا احساس کیا جاتا تھا اور اب اڑھائی ہزار ڈاکٹر نقل مکانی کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر پولیس جبر کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ پیرامیڈیکل سٹاف اور نرسیں بھی سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، مہربانی کریں۔۔

محترمہ آمنہ الفت: ریسکیو 1122 کا قیام معرض وجود میں لایا گیا۔ ساڑھے بارہ لاکھ لوگوں کو بروقت علاج فراہم کیا گیا۔ انہوں نے کیا کیا ہے؟ چودھری پرویزالٰہی نے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو وجود دیا۔ بھیک مانگنے والے بچوں کو سڑک سے اٹھا کر اس ادارے میں پڑھا لکھا کر باعزت شہری بنایا گیا اب تمام بچے پھر سڑکوں پر بھیک مانگ رہے ہیں۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جامعہ حفصہ میں بچوں کو شہید کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں، محترمہ! دوسروں کا بھی خیال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ہمارے دور میں GDP آٹھ فیصد تک پہنچ گیا تھا اب صرف اڑھائی فیصد ہے۔ پانی کی غیر منصفانہ تقسیم کا خاتمہ کیا گیا۔ پکے کھالے بنائے گئے اور head to tail پانی کی سپلائی کی گئی۔ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین سے کم مالکوں کو ٹیکس کی چھوٹ دی گئی۔

جناب سپیکر! مبارک سنٹر، صحافی کالونی، لیبر کالونی، لاہور سپورٹس سٹی جیسے منصوبے چودھری پرویزالٰہی نے عوام کو دیئے، خادم اعلیٰ نے بند کرا دیئے یہ صرف حقہ پانی بند کرنے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: بس کریں، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: لاہور رنگ روڈ پروفیسر ٹرنر کی مشاورت سے بنایا گیا۔انہوں نے آتے ہی ردوبدل کر کے 21۔ارب روپے جاتی عمرہ پر لگا دیئے۔ ہماری حکومت نے یہ منصوبہ عوام کے لئے فلاحی اور فری بنایا تھا مگر انہوں نے ٹیکس لگا دیا۔ فیصل آباد رِنگ روڈ rollback کر دیا گیا۔لاہور تا سیالکوٹ موٹروے بنانے کے لئے 23۔ارب کا منصوبہ تھا۔اس سے اڑھائی گھنٹے کا سفر صرف 45 منٹ میں طے ہونا تھا مگر انہوں نے وہ بھی بند کر دیا۔ جرمنی اور سویڈن نے پولی ٹیکنیکل یونیورسٹی کے فنڈز جاری کئے بعدازاں یہ منصوبہ بھارت منتقل کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے، یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!پٹواری کلچر اور قبضہ مافیا کا خاتمہ کرنے کے لئے پرویزالٰہی دور میں land record computerization کا کام شروع ہوا۔ انہوں نے ختم کر کے قبضہ مافیا کو نوازنا شروع کر دیا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!آپ میری بات نہیں سننا چاہتے حالانکہ میرے پاس کورم پوائنٹ کرنے کا اختیار ہے لیکن میں وہ نہیں کرنا چاہتی۔۔

جناب سپیکر: اس سے میرا نقصان ہے یا آپ کا نقصان ہے ؟کر لیں جو کرنا چاہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں آخری شعر پڑھ کر بات ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کہیں سے شیر لے آؤ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا!شعر یہ ہے کہ:

ظلم ہے اور بے زبانی ہے
یہ میرے عہد کی کہانی ہے
غم کا احساس تک نہیں باقی
رائیگانی سی رائیگانی ہے
کون کاٹے پہاڑ راتوں کے
کس کی آنکھوں میں اتنا پانی ہے

یوں جنازہ اٹھا حمیت کا
گریہ زاری نہ نوحہ خوانی ہے
خود کو زندہ سمجھ رہے ہیں ہم
آہ کس درجہ خوش گمانی ہے
عدل و انصاف میں بھی استثنیٰ
جبر اور ظلم کی نشانی ہے
شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، مولانا!

حاجی عمران ظفر: **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ**

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے صدقے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومت کو پانچواں بجٹ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔اس موقع پر میں قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اپنے بھائی وزیر خزانہ جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو غریب عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔آج ہمارے ملک میں جو حالات ہیں، ہمارا ملک جن crisis سے گزر رہا ہے یہ پنجاب کے ساتھ ظلم اور زیادتی وفاقی حکومت کر رہی ہے۔یہاں بجلی ہے اور نہ گیس ہے اور غریبوں کے چولہے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔الحمد للہ ہماری حکومت نے اس سال بجٹ میں انرجی سیکٹر میں 10۔ارب روپے رکھے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں پنجاب حکومت یہ بجلی کے crisis ختم کرے گی اور غریب عوام کو اس کا فائدہ ہو گا۔ ہمارے قائد نے غریبوں کے لئے خصوصی طور پر روزگار سکیم شروع کی جس میں بیس ہزار یلو کیب گاڑیاں دی ہیں۔یہ وہ سکیم ہے جس سے ہمارے پڑھے لکھے نوجوانوں کو فائدہ ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار لوگ نہیں بلکہ چالیس ہزار لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹر سکیم شروع ہوئی۔الحمد للہ یہ سارے کا سارا process صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر ہوا۔یہ خادم اعلیٰ پنجاب کی میرٹ پالیسی ہے جس کی وجہ سے پورے پنجاب میں غریبوں کو ان کا حق مل رہا ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے آئندہ سال پچاس ہزار گریجویٹس کو Internship

کی آفر کی ہے اور الحمد للہ ان سٹوڈنٹس کو دس ہزار روپے تک کے معاوضے دیئے جائیں گے۔الحمد للہ سستے ماڈل بازار خادم اعلیٰ پنجاب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔گیارہ اضلاع میں سستے ماڈل بازار بنے ہیں اس سے بھی ہماری غریب عوام اور پنجاب کی عوام بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے۔

جناب سپیکر!آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غریب عوام کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا وہ تحفہ ہے جسے آنے والی نسلیں انشاء اللہ تعالیٰ یاد رکھیں گی۔جناح آبادی سکیم، ہمارے قائد، قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعلیٰ تھے یہ ان کے دور میں شروع ہوئی۔الحمد للہ اس سال 58ہزار خاندانوں کو پانچ مرلے کے پلاٹ دیئے گئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مالی سال میں ایک لاکھ 15ہزار خاندانوں اور حق داروں کو میرٹ کی بنیاد پر دیئے جائیں گے۔اس کے علاوہ غریب کے آٹا کے لئے 27۔ارب رکھنا ہماری گورنمنٹ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر!اب میں تعلیم کے حوالے بات کرنا چاہتا ہوں۔الحمد للہ Punjab Education Endowment Funds کے ذریعے 8۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مالی سال میں 2۔ارب روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانے والے طلباء کی تعداد 50ہزار تک ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا تحفہ ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے قیام سے 11لاکھ سے زیادہ بچے مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دانش سکولوں کا قیام۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

حاجی عمران ظفر:جناب سپیکر!یہاں پر دانش سکولوں پر بڑی تنقید کی جاتی ہے،ان کو کیا پتا ہے کہ دانش سکول کیا ہے؟دانش سکول وہ ہے جو غریب بچوں کے لئے ہے۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!آج دانش سکولوں میں ان بچوں کو داخلہ مل رہا ہے جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کا وہ vision ہے جسے انشاء اللہ آنے والی نسلیں تا قیامت یاد رکھیں گی۔

جناب سپیکر!الحمد للہ 70ہزار سے زیادہ اساتذہ کی میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کا ایک بہترین کارنامہ ہے۔اس سے پہلے کیا تھا،یہی اساتذہ کی بھرتیاں بیس بیس ہزار اور پچاس ہزار روپے میں بیچی جاتی تھیں آج کوئی بندہ پورے پنجاب میں یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ کسی ایم پی اے،ایم این اے یا منسٹر کی سفارش پر کسی استاد کو تعیناتی دی گئی۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!الحمدللہ ایک لاکھ 25ہزار لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں،یہ غریبوں کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کا وہ تحفہ ہے جو غریب Students حاصل نہیں کر سکتے تھے۔آج الحمدللہ میرٹ کی بنیاد پر ایک لاکھ 25ہزار بچوں کو لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال بھی ایک لاکھ 25ہزار بچوں کو لیپ ٹاپ دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!الحمدللہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ہماری حکومت نے صحت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہے۔میں یہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پچھلے سال ڈینگی وباء کے موقع پر جب ہمارے ملک میں ڈینگی کی آفت آئی اور ہماری حکومت کی طرف سے بروقت بہترین اقدامات کئے گئے۔

(مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے مسلسل شوروغل)

جناب سپیکر:اگر آپ اس طرح کریں گے تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔

حاجی عمران ظفر:جناب سپیکر!سری لنکن ماہرین کی رپورٹ کے مطابق اگر بروقت اقدامات نہ کئے جاتے تو یہ اموات جو 4 سے 450 ہوئی ہیں وہ 35ہزار تک جا پہنچتیں۔الحمدللہ dialysis کے لئے 30کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔میں اپنے بھائی وزیر خزانہ سے اپیل کروں گا کہ dialysis کے حوالے سے مزید پیسے رکھے جائیں کیونکہ ہمارے ملک میں بہت زیادہ dialysis کے مریض ہیں اور ان کے لئے مزید فنڈز رکھے جائیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please, no interruption.

حاجی عمران ظفر:جناب سپیکر!ہماری اپوزیشن کو آج کل خادم اعلیٰ فوبیہ ہو گیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:Interrupt نہ کریں،ورنہ میں باہر پھینک دوں گا۔I tell you.

حاجی عمران ظفر:جناب سپیکر!کل ہماری ایک اپوزیشن کی ممبر نے کہا کہ جب وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی تھا تو اس نے یہ کام کئے،خادم اعلیٰ کو آئندہ الیکشن میں پتا لگ جائے گا۔[******](قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:جی،اس بات کو چھوڑیں۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

حاجی عمران ظفر:جناب سپیکر!انہوں نے کیا خادم اعلیٰ کا مقابلہ کرنا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ مہربانی کر کے relevant ہو جائیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر!ان کو ہسپتال کے بچے یاد آتے ہیں،ان کو وہ بچے یاد نہیں آئے جب جامعہ حفصہ کے ہزاروں حافظ قرآن بچے اور بچیوں کا انہوں نے قتل کروایا، کیا وہ بھول گئے ہیں؟

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! جو بچے حافظ قرآن تھے جب ان کے ساتھ یہ کچھ کروایا تو ان کو اس وقت خیال نہیں آیا۔ میں آخر میں اپنے قائد کے نام ایک شعر عرض کروں گا کہ:

چل رہا ہے محمدؐ کی دہلیز پر دل کو طاق حرم کی ضرورت نہیں
میرے آقا کے ہیں مجھے پہ اتنے کرم اب کسی کے کرم کی ضرورت نہیں
بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اب تو ٹائم کی پروا نہیں ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم نے ان کی لیڈر شپ کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے کہ اگر کوئی کسی قیادت کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے گا تو ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لیکن یہ کیوں ہماری قیادت کے بارے میں بول رہے ہیں،ان کو تمیز سکھائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، آپ کیا کرتی ہیں؟ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور ایسے نہ چیخا کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میری باری آنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کا نام پکارا تھا، آپ آ کر دیکھ لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کل میری باری آنی تھی لیکن کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کورم بھی تو انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں، مجھے بات کرنے دیں۔ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اگر ہمارے معزز ممبر اسمبلی کی بات نہیں سنیں گے تو ہم بھی ان کی بات نہیں سنیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، ایسے نہ کریں مجھے بات سننے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، پارلیمانی سیکرٹری ہیں تو کچھ خیال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مجھے ان کی بات سننے دیں، آپ ایسے نہ چیخا کریں۔ آپ کو یہاں پر اس طرح بولنے کی کس نے اجازت دی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پھر ان کو اس طرح بولنے کی کس نے اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر: No. جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا تو اس وقت میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا تھا کہ میری باری آنے والی تھی اب آج کی لسٹ کا کیا ہوگا اور اس کو کس طرح سے کریں گے سیکرٹری صاحب نے مجھے کہا کہ ہم جمعہ کے بعد بھی اجلاس کریں گے۔ آپ اپنا نام دوبارہ بھجوا دیں اور کل آپ کی باری آ جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ آ گئی ہیں۔ جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ! سات منٹ سے ایک سیکنڈ اوپر نہیں جائے گا۔ This I tell you.

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جب ہماری باری آتی ہے تو time fix ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خاموشی اختیار کریں۔ آپ مجھے مجبور نہ کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اس temporary ministry پر مبارکباد پیش کرتی ہوں جو کچھ دنوں کے لئے یعنی بجٹ پڑھنے کے لئے ان کو یہ وزارت دی گئی اور انہوں نے اپنے فرض کو بخوبی نبھایا۔ آج ہم اپنے اس tenure کے پانچویں بجٹ پر بات کر رہے ہیں گزشتہ چار سالوں میں ہم اپنی تقریروں میں کچھ ایسے واقعات کی نشاندہی بھی کرتے رہے ہیں جو بڑے سنگین صورت میں ہمارے سامنے آئے۔ ہم پہلے بھی ہیلتھ اور ایجوکیشن پر بات کرتے رہے ہیں لیکن پنجاب حکومت نے کبھی بھی اس کو serious نہیں لیا، اب یہ امید بھی کروں گی کہ اس پانچویں سال میں اپنی اس seriousness کا ثبوت دیں گے۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ اچھے کی امید رکھیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! بالکل! اچھے کی امید سے ہی آج ہم دوبارہ چیخ چیخ کر اپنی باری لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہاں پر بجٹ کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اور یہ دعویٰ بھی کیا جا رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ نے بجٹ میں جو رقم مختص کی تھی اس سے 20 فیصد کم خرچ کیا ہے۔ جہاں تک بجٹ کے documents کا تعلق ہے وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ 25 فیصد زیادہ خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی نشاندہی کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! میں اس کی نشاندہی کر دوں گی، میں یہاں پر یہ بتا رہی ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اس کو نوٹ کریں کہ 25 فیصد زیادہ خرچ ہوا ہے۔ اسی طرح پنجاب کی افسر شاہی کے لئے بجٹ میں مختص رقم 33۔ارب 24 کروڑ 34 لاکھ 18 ہزار روپے تھی لیکن انہوں نے مختص کردہ رقم سے زیادہ خرچ کی ہے اور معلوم نہیں یہ کس کو بے وقوف بنا رہے ہیں کہ ہم کم رقم خرچ کر رہے ہیں اور بجٹ کی دہائی دے رہے ہیں؟ 12-2011 کے بجٹ میں افسر شاہی کے لئے 434۔ارب 74 کروڑ 58 لاکھ 18 ہزار روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ انہوں نے 467۔ارب 99 کروڑ 32 لاکھ 36 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب اس صوبے کا چارج لیا تھا تو اس وقت یہ surplus تھا اور اس وقت یہ overdraft پر چل رہا ہے۔ میں آپ کو اس کا ایک ثبوت یہ دے رہی ہوں کہ 9 تاریخ کو ہم نے بجٹ پیش کیا اور 8۔ جون کو 15۔ارب روپے کا overdraft لے لیا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں ایجوکیشن کے متعلق بات کروں گی۔ ہمارے پاس اس وقت 62 ہزار سرکاری سکول ہیں، ان کے جو حالات ہیں وہ ہم بھی جانتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں اور بچے سب سے زیادہ جانتے ہیں جو ان 62 ہزار سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان سکولوں کی بعض جگہوں پر چھتیں تک نہیں ہیں، کئی سکول ایسے بھی ہیں جہاں بھینسیں بندھی ہوئی ہیں، کہیں فرنیچر نہیں ہے، کہیں پنکھے نہیں ہیں اور تو اور پینے کا صاف پانی تک نہیں ہے۔ UNICEF کی ایک رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ پنجاب کے 62 ہزار سکول ہیں لیکن وہاں پر بچے جو پانی پیتے ہیں وہ مضر صحت ہے۔ اگر ان بچوں کا ٹیسٹ کروایا جائے تو ہر تیسرے بچے کو Hepatitis ہو گا۔ یہاں پر میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو دانش سکول بنا رہے ہیں، تعلیم پر زبانی کلامی بڑی توجہ دے رہے ہیں، ان کے اپنے ہی ایریا میں جو ان کا پسندیدہ اور آبائی علاقہ ہے وہاں پر ایک سرکاری سکول کی کلاسیں قبرستان میں ہوتی ہیں۔ وہاں پر جب کوئی جنازہ آتا ہے تو سکول کو بند کرنا پڑتا ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ میڈیا پر یعنی

ایکسپریس چینل پر اس کی ایک ویڈیو چلائی جارہی تھی اس لئے میں یہ مطالبہ کروں گی کہ سب سے پہلے ہمیں سرکاری سکولوں کی حالت کو بہتر کرنا چاہئے۔اگر ہم غریب عوام کے لئے کوئی درد دل رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ غریب کے بچے بھی تعلیم حاصل کریں تو ہمیں ان سکولوں کی حالت کو بہتر بنانا چاہئے۔ ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر قدیر اور بہت سے ایسے بڑے نام جنہوں نے ٹاٹوں کے سکولوں سے پڑھ کر دنیا میں بڑا نام پیدا کیا ہے، یہ ضروری نہیں کہ دانش سکولوں اور ایچیسن کے بچے ہی اوپر جائیں۔اس کے بعد میں سپیشل ایجوکیشن کے متعلق عرض کرنا چاہوں گی کہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں 112 نئے ایجوکیشن سنٹر بنائے گئے جبکہ اس سے پہلے پورے صوبے میں صرف 22 ایجوکیشن سنٹر کام کر رہے تھے۔اسی طرح 2009 میں اسی House میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ district level پر Slow Learner Clubs بنائے جائیں گے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان قراردادوں کی کیا اہمیت ہے جو یہاں پر منظور ہوتی ہیں۔ان چار سالوں میں بلکہ اس پانچویں بجٹ میں بھی ان slow learner بچوں کے لئے فنڈز نہیں رکھے گئے۔اس ادارے کا نام تک نہیں ہے جس کی قرار داد کو ہم یہاں منظور کر چکے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ میں یہ بات بھی یہاں کرنا چاہوں گی کہ ہم جو دانش سکول بنا رہے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ غریب کے بچوں کے لئے ہیں، ایک ارب روپے کے سکول میں اگر غریبوں کے بچوں نے ہی تعلیم حاصل کرنی ہے تو اس سکول کے باہر ایک ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کیوں بنائی جارہی ہے اور وہ پارکنگ بھی ایسی بنا رہے ہیں جو کسی فائیو سٹار ہوٹل میں بھی نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک furnished parking ہے۔آخر اس کی کیا وجہ ہے جب غریب کے بچے نے وہاں پر آنا ہے تو ایک ہزار گاڑیاں کہاں سے آئیں گی؟ ہیلتھ کے بارے میں تین افسوسناک واقعات پر بات کرنا چاہوں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا کہا آپ نے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! حال ہی میں ہیلتھ کے معاملے میں جو تین افسوسناک واقعات رونما ہوئے ہیں ڈینگی، پی آئی سی کی جعلی ادویات اور حال ہی میں سروسز ہسپتال کی نرسری میں جو آگ لگی تھی اس پر بات کرنا چاہوں گی۔سب سے پہلے سروسز ہسپتال کی نرسری میں جو آگ لگی تھی اس کے متعلق عرض کروں گی۔وہاں پر اس بات کی نشاندہی ہو چکی تھی کہ sparking ہو رہی ہے اور بجلی کے متعلق حالات ٹھیک نہیں ہیں، اس کی smell آرہی تھی پھر آخر کیا وجہ ہے کہ اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا اور اس نرسری کو جلنے کے لئے چھوڑ دیا گیا؟ اس کے بعد میں یہاں پر ڈینگی کے متعلق بات کروں گی جس

میں ہزاروں جانیں چلی گئیں ،پی آئی سی میں جعلی ادویات کی وجہ سے بے موت مارے گئے۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ اس معاملے میں وزیر اعلیٰ کی بڑی نااہلی ہے اگر وہ کوئی competent وزیر صحت بنا دیتے تو شاید یہ واقعات رونما نہ ہوتے اور کسی کی ذمہ داری جب کوئی اور اٹھائے گا تو وہ پوری نہیں کر سکے گا اگر اس محکمے کا وزیر ہوتا تو دیکھتا کہ مجھے اپنے محکمے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ پچھلے سال ہیلتھ کا بجٹ 37 فیصد کم خرچ ہوا ہے، اگر وہ 37 فیصد بجٹ ہم ہسپتالوں کی وائرنگ ٹھیک کروانے پر ہی لگا دیتے تو آج ہمارے یہ معصوم بچے جل کر نہ مرتے۔ جعلی ادویات کے سلسلے میں پی آئی سی کی طرف سے وفات پانے والوں کے لواحقین کو پانچ لاکھ روپے ادا کرنے کے جو اعلانات کئے گئے تھے، میں اس سلسلے میں مطالبہ کروں گی کہ جو چیک bounce ہوئے ہیں اور وہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں ان کو رقم ادا کی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہتے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے چار سالہ دور میں جتنی ناگہانی اموات ان کی negligence کی وجہ سے ہوئی ہیں اس پر تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ خادم اعلیٰ نہیں آدم کش وزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں چند گزارشات کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے متعلق لکھا ہے کہ دس کروڑ روپے کی لاگت سے ان کے لئے ہم بسیں چلائیں گے۔ چار سالوں سے ہم یہ اعلانات سن رہے ہیں کہ پچیس کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ہاسٹل بنائیں گے لیکن ہم یہ سب کچھ خواتین کے لئے کبھی بھی نہیں کر سکے۔ میں یہ کہوں گی کہ خواتین کے لئے جو کام مفت ہوتے ہیں وہ تو کر دیں۔ ایک وومن منسٹر تو بنا دیں جو خواتین کے مسائل حکومت کو صحیح طرح سے پہنچا سکے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! وہ منسٹر بھی آپ کی پارٹی سے بننی ہے ہم میں سے تو کسی نے نہیں بننا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! دو تین دفعہ ایک پارٹی کے لیڈر کا نام آیا ہے کہ ان کے vision کو ہم نے بڑھاتے ہوئے یہ کام کر دیا، وہ کام کر دیا اور پنجاب حکومت کے اتنے پیسے خرچ کر دیئے۔ میں سمجھتی ہوں جو شخص اسمبلی کا ممبر بھی نہ ہو اور جس کی اپنی کوئی ایسی حیثیت بھی نہ ہو اور وہ ایک پارٹی کا سربراہ ہو

اس کے لئے سرکاری خزانے سے اس کے vision پر پیسے کیوں خرچ ہوں؟اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔آپ کی مہربانی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جناب! میں نے آپ کا نام تین دفعہ پکارا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، شکریہ

جناب سپیکر: آپ تشریف فرما نہیں تھے۔اس کے بعد اپنے پارلیمانی لیڈر سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا commitment کر کے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہے کہ جو صاحب حاضر نہ ہوں ان کو موقع نہ دیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! بالکل۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، فرمائیں!

جناب سپیکر: آپ کا استحقاق بہت زیادہ ہے اور اس میں کوئی شک کی بات بھی نہیں ہے لیکن میں اپنے کئے ہوئے وعدے کو کس طرح سے نظر انداز کروں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے میری بات سن لیں۔بحیثیت ایک پرانے پارلیمنٹیرین کے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں آپ کے فیصلے سے متفق ہوں اور میں اس پر کوئی مطالبہ بھی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: مجھے بھی شرم آ رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔آپ ویسے بھی راج کمار ہیں میرا مطلب ہے کہ رانا صاحب ہیں، راجپوت ہیں آپ کے شاہی فرمان ہیں جو ہمیں قابل قبول ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہی فرمان نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!ہمارے فنانس منسٹر صاحب بڑےgraceful minister ہیں میں ان کی دل سے قدر کرتا ہوں،یہ بڑی روایات کے قائل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!ایک منٹ میری بات سن لیں۔میں معزز House سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!میں تقریر نہیں کرنا چاہتا۔میں اپنے فنانس منسٹر کا دل سے احترام کرتا ہوں مگر میں کس کے سامنے تقریر کروں؟جو بے اختیار فنانس منسٹر ہیں ایک دن پہلے بنے ہیں جنہوں نے بجٹ ہی نہیں بنایا اس لئے یہ تو بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔تو میں کیا بات کروں؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر:شاہ صاحب!چلیں آپ کی مرضی۔محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام:جناب سپیکر!پنجاب حکومت نے اپنا پانچواں شہباز بجٹ پیش کیا ہے،میں daily wages پر آئے ہوئے وزیر خزانہ کو مبارکباد اس لئے نہیں دوں گی کہ یہ بجٹ انہوں نے خود نہیں لکھا بلکہ انہوں نے صرف پڑھا ہے اور پڑھنے سے غریبوں کی تکلیف کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔یہ بجٹ پہلے کی طرح اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے یہ بوگس،کرپشن اور لوٹ مار کو چھپانے کی ایک ایسی دستاویز ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا،چاہئے تو یہ تھا کہ پنجاب حکومت اپنی کسی کارکردگی کا ذکر کرتی لیکن مجھے ایسے لگا کہ یہ سوئے ہوئے ہڑبڑا کر اٹھتے ہیں اور ان کے دماغ پر ایک ہی بات سوار ہے وفاق وفاق وفاق،کہتے ہیں بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں بھی سبحان اللہ۔یہ سڑکوں پر گریبان پھاڑ کر نعرہ لگاتے ہوئے اور اپنے وطن عزیز کی املاک برباد کرتے ہوئے کس محب وطنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟مجھے دکھ اس بات پر ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ جس صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں اس صوبے کی تو کوئی بہتری کرتے۔ان پر تو وفاق کا بھوت سوار ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں،یہ ہوس اقتدار میں اس قدر بوکھلا گئے ہیں کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ یہ کیا کریں۔آئے دن مال روڈ پر جو ریلیاں ان کے خلاف نکلتی ہیں،کبھی مزدوروں نے ہڑتال کی ہوتی ہے،کبھی ٹیچرز نے کی ہوتی ہے کبھی نرسوں نے کی ہوتی ہے اور کبھی ڈیلی ویجز سٹاف نے کی ہوتی ہے یہ ان کو تو روکیں۔یہ کس بات کے لئے ہر روز ہڑتالیں کرتے ہیں،چیزیں توڑتے ہیں اور املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔بجٹ تقریر میں مجھے ایک شعر پسند آیا۔

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

واقعی بہت خوبصورت شعر ہے ایک بھول نہیں بلکہ یہاں تو خادم اعلیٰ نے بھول پر بھول کی ہے ان کی ایک بھول ہو تو اس کا تذکرہ کیا جائے۔ان کی سب سے پہلی بھول فوڈ سٹیمپ سکیم تھی جو انہوں نے اقتدار میں آتے ہی شروع کی اور انہوں نے غریبوں کا اربوں روپیہ اپنوں کو بانٹنے کے لئے کیا،ایک ایک گھر میں پچاس پچاس فارم دیئے گئے اور اس طرح یہ سکیم ناکام ہوئی۔اس کے بعد سستی روٹی کے نام پر اپنوں کی جیبیں بھرنے کے لئے اربوں روپے تنوروں میں جھونک دیئے گئے۔ان کی تیسری بھول گرین ٹریکٹر سکیم تھی اور جب ہمیشہ کی طرح صاف وشفاف قرعہ اندازی میں چیف سیکرٹری کے دو ٹریکٹر نکلے اور منظر عام پر آئے تو اسے بند کرنا پڑا۔اب میں یلو کیب کے حوالے سے بات کروں گی کہ ایک تجربہ ایک دفعہ کافی ہوتا ہے لیکن انہوں نے بار بار تجربے کئے۔میں کہتی ہوں کہ محمد شاہ تغلق تاریخ کا سب سے ناکام بادشاہ تھا۔وہ راتوں رات منصوبے بناتا تھا اور دن کو ان پر عمل کرتا تھا اور اس کے منصوبے ناکام ہو جاتے تھے۔تاریخ میں شہباز شریف کا نام محمد شاہ تغلق کے نام سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جس کے ناکام منصوبے ان کی پارٹی کو ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کی انتظامیہ کو بھی لے ڈوبے ہیں۔اس یلو کیب سکیم نے پہلے بنکوں کو دیوالیہ کیا اور اب پھر اپنوں کو نوازنے کے لئے اسی سکیم کو شروع کر دیا گیا ہے۔روزگار دینے کا یہ کون سا ذریعہ ہے؟ پورے لاہور میں آپ کو کہیں بھی یلو کیب ٹیکسی نظر نہیں آ رہی بلکہ وہ ساری لوگوں کے گیراجوں میں کھڑی ہیں۔پھر آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی بھول ہوئی۔اگر کسی غریب کے پاس لاکھوں روپیہ ہو تو اس کو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بھی اپنوں کو نوازنے کا ایک طریقہ تھا ویسے میری درخواست ہے کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں سے ایک فلیٹ حمزہ شہباز شریف کو بھی دیا جائے کیونکہ وہ بھی اس کے بہت مستحق ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں دانش سکول کے حوالے سے عرض کروں گی کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا پنجاب کے تمام سکولوں کو چھتیں مہیا ہو گئیں،کیا ان کی چار دیواریاں بن گئیں،ان کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو گیا،ان میں فرنیچر آ گیا،ان میں اساتذہ کی کمی پوری کر دی گئی؟ اگر وہ تمام کچھ ہو گیا ہے تو پھر دانش سکولوں کی ضرورت تھی۔مجھے بتائیں کہ چشتیاں میں ایکڑوں پر محیط دانش سکول میں کون سے غریب کا بچہ پڑھے گا اور کون ہے جو میلوں کا سفر کر کے اس سکول کی بلڈنگ تک پہنچے گا؟ یہ لوٹ مار کرنے کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔میں یہاں پر اس سکول کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو ہمیشہ

ٹیلی ویژن پر بھی آتا رہا ہے، گوجرانوالہ کے پہلوان خرم دستگیر جو ہمیشہ بڑھکیں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں کاش کبھی انہیں گوجرانوالہ میں قبرستان پر بچیوں کا سکول بھی نظر آتا۔دکھ کی بات ہے کہ معصوم بچیوں کا سکول قبرستان کے اندر ہے جس کاnoticeچیف جسٹس نے خود لیااور ان کو اس بات پر شرم آنی چاہئے۔یہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ تقسیم کئے۔کہاں تقسیم کئے، کیاوزیراعلیٰ نارووال کے علاقے میں گئے تھے، کیاوزیراعلیٰ نے بہاولپور میں جاکر تقسیم کئے تھے، کیاانہوں نے چشتیاں میں تقسیم کئے تھے، کیاانہوں نے سیالکوٹ میں تقسیم کئے تھے اور کیاتمام غریب اور ذہین طالب علم صرف لاہور میں ہی ہیں ؟اگر انہیں نوجوانوں سے اتنی ہی محبت امڈ آئی تھی تو ان علاقوں میں جاکر لیپ ٹاپ تقسیم کریں تاکہ پتا چلے کہ انہیں غریبوں اور نوجوانوں سے کتنی محبت ہے۔ پچھلے دنوں وزیراعلیٰ کو معیاری ٹرانسپورٹ کا بہت شوق آیا،انہوں نے کہاکہ ٹرانسپورٹ بڑی غیر معیاری اور کم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم !پلیز ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ہمارے مہمان مسٹر مہدی المتبع ڈین کنگ عبدالعزیزیونیورسٹی ربیٰ سعودی عریبیہ یہاں تشریف لائے ہیں ہم تمام ان کو یہاں پرwelcomeکرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، محترمہ!carry on

محترمہ صغیرہ اسلام:جناب سپیکر!حکومت پنجاب خواتین کی ترقی کو بہت اہمیت دیتی ہے اس ضمن میں ترقیاتی بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں، میری آپ اور فنانس منسٹر صاحب سے ایک استدعا ہے کہ ایک منسٹری خواتین کے نام پر بھی دی جائے تاکہ خواتین کو بھی یہ احساس ہو۔جب ہم ان کے ساتھ تھے تواس وقت بھی خواتین کی منسٹری کامران مائیکل کے پاس تھی ۔کیاان کے پاس کوئی پڑھی لکھی خاتون نہیں ہے کہ وہ منسٹر بن سکے ؟ان کی جگہ بھی آدمیوں کو ہی منسٹر بنایا جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ایک خاتون کو منسٹر بنایا جائے تاکہ خواتین اپنے مسائل بہتر طریقے سے ان کے پاس لے جا سکیں۔انہوں نے خواتین کے لئے کیاکرنا ہے یہ تو صرف جھوٹ ہی جھوٹ بولتے ہیں۔آپ بھی گواہ ہیں کہ پچھلے چار سالوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: مہمان بھی بیٹھے ہوئے ہیں کچھ خیال کیجئے۔مہربانی،آرڈرپلیز۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آپ بھی گواہ ہیں کہ پچھلے چار سالوں میں خواتین کو کوئی ترقیاتی فنڈ نہیں دیا گیا اور جو لوگ خواتین کے معاملے میں اس حد تک چھوٹا ذہن رکھتے ہیں وہ عورتوں کو اپنے برابر کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ:

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا
کہتی ہے خلقِ خدا تجھ کو غائبانہ کیا

سلطان راہی کا روپ دھارے اور ہر وقت ہاتھ میں کلہاڑا پکڑے ہوئے رانا ثناء اللہ کسی نہ کسی محاذ پر ڈٹے رہتے ہیں۔ وہ شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کا فرض نبھاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! wind up کر لیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! عوام کو امن و امان مہیا کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ صوبے میں ڈکیتی کی وارداتوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس وقت پنجاب میں ڈاکو راج ہے۔ جیولری شاپس، نجی سرکاری ادارے، بنک اور فیکٹریوں سے نقدی لوٹنے، بنک ملازمین کو یرغمال بنانے اور بنکوں سے رقوم نکلواتے وقت کھاتہ داروں کو لوٹنے کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے شہری عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ پہلے رات کو ڈاکے پڑتے تھے لیکن اب دن کو ڈاکے پڑتے ہیں۔ میں اپنے ضلع شیخوپورہ کی پچھلے دس سال سے بات کر رہی ہوں کہ پنجاب کے زیادہ تر اشتہاری ضلع شیخوپورہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ وہاں پر ہر روز قتل ہو رہے ہیں اور ڈاکے پڑ رہے ہیں لیکن کبھی یہ اشتہاری پکڑے گئے اور نہ ہی ڈکیتی کی وارداتوں میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ جس طرح دوسرے اضلاع سے اشتہاریوں کو پکڑا جا رہا ہے اسی طرح ضلع شیخوپورہ سے بھی ان اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بسوں کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ چین کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت 325 کے قریب بسیں لاہور میں چل رہی ہیں۔ جب کوئی معاہدہ ہوتا ہے تو اس میں لکھا جاتا ہے کہ جو بسیں خریدی گئی ہیں آیا وہ اعلیٰ کوالٹی کی ہیں، low quality کی ہیں یا ویسے ہی پرانی بسوں کو پینٹ وغیرہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں پر جو بسیں آئی ہیں وہ بالکل ہی third class ہیں۔ بس

نمبرB-51لاری اڈے سے چلتی ہے اور کاہنہ تک جاتی ہے ان کی حالت انتہائی خستہ ہے۔جی،ان بسوں کو چیک کریں گے۔اب آپ تشریف رکھیں۔آپ کا بہت شکریہ مہربانی۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر:جناب جاوید حسن گجر صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال2011,2010,2009,2008اور2012کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جاوید حسن گجر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51 بابت سال2008،31,50 ,28 ,23اور57 بابت سال2009،5,10اور21 بابت سال2010، 2,9,13,16,23,24, 25, 28, 48,53,56,64,67,69,70,71,72,76اور77 بابت سال2011، 1, 3, 4, 7, 8, 10, 11,12اور15 بابت سال2012کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51 بابت سال2008،31,50 ,28 ,23اور57 بابت سال2009،5,10اور21 بابت سال2010، 2,9,13,16,23,24, 25, 28, 48,53,56,64,67,69,70,71,72,76اور77 بابت سال2011، 1, 3, 4, 7, 8, 10, 11,12اور15 بابت سال2012کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر51 بابت سال2008، 31,50, 28, 23اور57 بابت سال2009، 5,10اور21 بابت سال2010، 2,9,13,16,23,24, 25, 28, 1, 3, 4, 48,53,56,64,67,69,70,71,72,76اور77 بابت سال2011، 7, 8, 10, 11,12اور15 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں تین ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: شیخ علاؤلدین صاحب مجلس خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون امتناع نجی قرض دہی پنجاب مصدرہ2007 کے بارے میں قائم کی گئی سابقا خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد میں پیشرفت کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Progress of implementation of the recommendations of previous Special Committee regarding "Private Money Lending Act, 2007."

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Progress of implementation of the recommendations of previous Special Committee regarding "Private Money Lending Act, 2007."

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

Progress of implementation of the recommendations of previous Special Committee regarding "Private Money Lending Act, 2007."

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب میں محترمہ راحیلہ خادم حسین کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آج مجھے اپنی مسلم لیگ(ن) کی حکومت کے پانچویں سالانہ بجٹ2012-13 پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب چیئرمین! میں میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب میں ایک مثالی بجٹ پیش کیا ہے۔آج قوم مایوسی میں مبتلا ہے جبکہ وفاقی حکومت بے تحاشا کرپشن میں مبتلا ہے۔عدلیہ کے فیصلوں کا سر عام مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ وفاقی حکومت اس بے تحاشا لوڈ شیڈنگ پر عوام سے معافی مانگتی، اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرتی اور سوئس بنکوں میں پڑی دولت کو واپس لاتی مگر اس کے برعکس وفاقی حکومت ڈھٹائی کے ساتھ اداروں کو تباہ کر رہی ہے اور دھڑا دھڑ نوٹ چھاپ رہی ہے۔اس وقت inflation کا یہ حال ہے کہ مہنگائی اس قوم کے سر پر ناچ رہی ہے جبکہ اسلام آباد میں بیٹھا نیرو بانسری بجا رہا ہے۔روم کی طرح آج ہمارا ملک، صوبے، گلی محلے، صنعتیں اور کارخانے سب بند پڑے ہیں اور پوری قوم اس عذاب میں مبتلا ہے۔مجھے

یہاں پر یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کرنی پڑ رہی ہے کہ اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے یہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اور سینہ چوڑا کر کے کہتے ہیں کہ ہم تو عوام اور جمہوریت کی بات کر رہے ہیں۔آج مزدور دو وقت کی روٹی کے لئے اپنے بچوں کو سڑکوں پر لا کر بیچنے پر مجبور ہو گیا ہے اور ان کی شاہ خرچیاں عروج پر چلی جا رہی ہیں۔

رسم چلی ہے چارہ گروں کی اس محفل میں
لگا کر زخم نمک سے مساج کرتے ہیں
غریب ترستا ہے اِک نوالے کے لئے
امیر ملک کے کتّے بھی راج کرتے ہیں

جناب چیئرمین!اگر بجلی نہیں آئے گی، گیس نہیں ہو گی اور پانی نہیں ملے گا تو پھر یہ ملک کیسے چلے گا؟یہ صنعتیں، کارخانے اور کاروبارِ زندگی کیسے چلے گا اور یہ پاکستان ترقی کی راہ پر کیسے گامزن ہو گا؟مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم 18۔فروری کو مل کر آئے تھے تو اس ایوان کو یہ خوشخبری دی گئی تھی کہ ہم جمہوریت کے ساتھ آپ کے مسائل کا حل لے کر آ رہے ہیں۔آج یہ عالم ہے کہ وفاقی حکومت نے سر عام ان باتوں کا مذاق بنایا ہوا ہے اور یہ سب کچھ عوام دیکھ رہی ہے۔ایسے حالات میں ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف، خادم اعلیٰ پنجاب نے صوبے کے عوام کے دکھوں اور تکالیف کو دیکھتے ہوئے عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے۔آج پورا ملک energy crisis میں مبتلا ہے، ہر مزدور اور غریب کو دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔آج مڈل کلاس بھی اس عذاب میں مبتلا ہو گئی ہے تو ایسے میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام دینا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ پاکستان کوئی welfare State نہیں ہے یہاں پر رہنے والے ہر آدمی کو کام کرنا پڑتا ہے۔پہلے خاندان کا ایک آدمی کماتا اور پورا خاندان کھاتا تھا لیکن اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ گھر کے ہر فرد کو کمانا پڑے گا۔بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں چند خاندانوں کو نوازنے کے لئے جو رقم دی گئی ہے کیا اس سے غربت ختم کر لیں گے ؟کیا اس اربوں روپے کی رقم سے کارخانے اور کاروبار نہیں چلائے جا سکتے، کیا یہ پیسے انرجی سیکٹر میں دے کر صنعتیں نہیں چلائی جا سکتی تھیں، کیا وہ پاکستان کا اثاثہ نہیں بنتے، کیا وہاں پر روزگار نہ ملتا، کیا وہاں سے غربت ختم نہ ہوتی اور کیا وہ پاکستان کے assets میں شامل نہ ہوتا؟اگر ہم اپنی فضول خرچیوں کی بجائے قوم کی اصلاح کے لئے، قوم کا assets بنانے کے لئے اپنے ان غریب عوام کے ٹیکسوں سے بچے ہوئے پیسوں کو عمل میں لائیں تو میرا خیال ہے کہ پاکستان ترقی کر سکتا ہے لیکن اسے

اپنے سیاسی مفادات کے لئے استعمال کیا جارہا ہے جس پر ہمیں نہایت افسوس ہے۔ایسے میں جب یہ حالات ہوں جو میں اپنے وزیراعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جب پورا ملک لوڈشیڈنگ میں مبتلا ہے اور یقیناً اُدھر سے واہ واہ کی باتیں آئیں گی،اُن کو یہ احساس نہیں ہے بلکہ مذاق بنایا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین!ہماری حکومت نے اس سال بھی انرجی کرائسز کو ختم کرنے اور پنجاب کے عوام کو ریلیف دینے کے لئے10۔ارب روپیہ کا بجٹ مختص کیا ہے۔پنجاب کی انڈسٹریل اسٹیٹس میں چھ مقامات پر بلاتعطل 50/50 میگاواٹ کے منصوبوں کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا۔اسی طرح پرائیویٹ سیکٹر کو بھی پاور پلانٹ لگانے کے لئےincentive package دیا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین!میں یہاں پر خصوصی طور پر ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ہماری نوجوان نسل جو پاکستان کی معمار ہے، پڑھے لکھے نوجوان جن کو روزگار میسر نہیں، سوسائٹی میں frustration پھیلی ہوئی ہے اور یہی frustration crimes کو بڑھانے کی وجہ بنتی ہے۔پنجاب حکومت نے ان حالات میں بلاسود فی کس 50ہزار روپیہ قرضے دینے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس سے تقریباً35ہزار خاندانوں نے استفادہ کیا اور انشاء اللہ آنے والے مالی سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہنرمند لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔وہ ہنر بھی حاصل کریں گے،اُن کے گھرانے بھی پلیں گے اور بے روزگاری میں بھی کمی آئے گی۔اس مقصد کے لئے حکومت نے 3۔ارب روپے کی رقم مختص کی ہے جو کہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ پنجاب حکومت نے بے روزگاری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یلو کیب سکیم متعارف کروائی ہے اور اس سکیم سے تقریباً20ہزار گاڑیاں تقسیم کی جائیں گی جس سے قرعہ اندازی شفاف اور کمپیوٹرائزڈ طریقہ سے کی جائے گی۔ یہ بے روزگاری ختم کرنے کا ایک طریقہ ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے نوجوان طبقہ کو اُس frustration سے باہر نکالنے کا بھی ایک طریقہ ہے۔ ہم ایک فلاحی مملکت تو نہیں لیکن ہمیں یہ چھوٹے چھوٹے اقدامات کرکے اپنی سوسائٹی کو واپس اُسی ٹریک پر لے کر جانا ہوگا جو ہماری ترقی کی طرف جاتا ہے۔ ہم ایسے چھوٹے چھوٹے منصوبوں پر کام کرتے رہیں گے خواہ وہ کسی کو پسند ہوں یا نہ ہوں۔ ہم پنجاب نہیں، پاکستان کی ترقی کی بھی بات کرتے ہیں۔ ہم دوسرے صوبوں کو بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسے چھوٹے چھوٹے منصوبے لائیں جو ہمارے معاشرے کی frustration کو دور کر سکیں۔

جناب چیئرمین!دہشت گردی کی لہر نے جس طرح پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے وہیں پر کھیلوں کی سرگرمیوں پر منفی اثرات بھی مرتب ہوئے۔ایسے میں پنجاب حکومت کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یوتھ سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد کیا تاکہ ہم ملک میں دوبارہ کھیلوں کو فروغ

دے سکیں جس کے لئے پنجاب حکومت نے 50 کروڑ روپیہ کی رقم مختص کی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے جس کی وجہ سے نہ صرف پاکستان کا امیج بہتر ہو گا بلکہ ہم اپنی نوجوان نسل کو مواقع فراہم کر سکیں گے کہ وہ آگے بڑھیں اور پاکستان کا نام روشن کریں۔

جناب چیئرمین! چونکہ میرا ٹائم ختم ہو رہا ہے تو میں آخر میں خواتین کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہوں گی کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار یہ کیا جا رہا ہے کہ خواتین کو حقوق حاصل کرنے میں آسانی ہو اور یہ پاکستان کی تمام عورتوں کے لئے خوشخبری کی بات ہے۔ جب ہم دوسرے ممالک میں جائیں تو بڑے عجیب طریقہ سے ہمارا امیج پیش کیا جاتا ہے جب ہمارا مذہب اور ہمارا ملک ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خواتین کو حقوق ملنے چاہئیں۔ ایسے میں پنجاب حکومت کے مزید اقدامات ہمارے امیج کو بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ خواتین کے لئے علیحدہ بسوں کا چلانا بہت خوش آئند بات ہے۔ میں خواتین کو خوشخبری دیتی ہوں کہ آپ کی پنجاب حکومت جہاں آپ کی چادر اور چاردیواری کے تقدس کی بات کرتی ہے وہیں آپ کے حقوق کی بھی بات کرتی ہے۔ یہ بجٹ جہاں بہت ساری خوبیوں کا آئینہ دار ہے وہاں اس میں خواتین کے لئے اس میں بہت سی خوشخبریاں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں جناب وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ جہاں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ جس قدر مہنگائی کا طوفان برپا ہے ایسے میں تنخواہوں میں اس اضافہ سے کو 20 فیصد سے بڑھا کر 25 سے 30 فیصد کر دیا جائے۔ ٹی بی کا مرض جو ایک دفعہ پھر شدت کے ساتھ ہمارے ملک پر حملہ آور ہے ایسے موقع پر جہاں ڈائیلسز پر اتنا کام ہو رہا ہے وہاں اس مرض کے لئے بھی کچھ اقدامات کئے جائیں۔ میرے قائد، میرے وزیر اعلیٰ اور میرے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی efforts تعلیم کے لئے ہوں یا صحت کے لئے ہوں، خواتین کے حقوق کے لئے ہوں، کھیلوں کے فروغ کے لئے ہوں اُس کی مثال نہیں ملتی۔ آنے والا وقت اُن کے اقدامات کو سنہری حروف میں لکھے گا۔ آخر میں ایک شعر پڑھوں گی اور اجازت لوں گی:

کس میں ہمت ہے ہماری پرواز میں خلل ڈالے
ہم پروں سے نہیں حوصلوں سے اُڑا کرتے ہیں

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب چیئرمین! میں سرائیکی شعر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

اعتبار نہ کر اہناں سوہنیا تے
اَج کجھ ہوندن کل کجھ ہوندن
مونہہ زور مزاج دے مالک ہِن
گھڑی کجھ ہوندن پَل کجھ ہوندن

اہناں حُسن دی بھریاں بوتلاں دے
گل کجھ ہوندن تَل کجھ ہوندن
ہِن شاکر مثل کریہاں دی
پُھل کجھ ہوندن پَھل کجھ ہوندن

جناب چیئرمین! کریہنہ ایک درخت ہے جس کے پھول بہت خوبصورت ہوتے ہیں مگر اُس کا پھل بہت کڑوا ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ میاں محمد شفیق ارائیں!

میاں محمد شفیق ارائیں: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔ میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو وزیر خزانہ بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں تنقید برائے تنقید کا قائل نہیں۔ میں سب سے پہلے جنوبی پنجاب کی بات کروں گا۔ یہ North/South کا ایک موازنہ کیا گیا ہے میں چاہوں گا کہ اس کی ایک کاپی وزیر خزانہ تک پہنچا دی جائے تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ انہوں نے South کے ساتھ کتنی محبت کی ہے۔ میں اس پر تھوڑا سا figures کے ساتھ بات کروں گا۔ 12-2011 میں ہمارا کل بجٹ 188 ملین روپیہ کا تھا اُس میں سے North کو 118 ملین روپیہ دیا گیا اور South کو 70 ملین روپیہ دیا گیا۔ اس کا North per capita, کو 1815 ملین روپیہ دیا گیا اور South کو 2331 ملین روپیہ دیا گیا۔ ابھی انہوں نے جو بجٹ مختص کیا ہے اس کے اندر 250 ملین روپے میں سے 170 ملین روپیہ North کو دیا گیا ہے اور 80 ملین روپیہ South کو دیا گیا ہے۔ اُس میں اگر آپ دیکھیں تو North per capita, کو 795 ملین روپیہ دیا گیا ہے اور South کو 333 ملین روپیہ دیا گیا ہے یہ لاہور والوں کی محبت کا اظہار ہے۔ یہ بار بار بات کرتے ہیں کہ ہم جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرنے میں پیش پیش ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس بجٹ کے facts and

figuresآپ کو بتائیں گے کہ یہ ہمارے ساتھ کتنی محبت کر رہے ہیں۔انہوں نے یہ سوچ لیا ہے اور یہاں سے خود ہی قرارداد بھی پاس کر دی ہے تو اب ہمیں Southوالوں کو تو کوئی اُمید نہیں لہذا اس کو یہاں سے کٹ لگادیں اور Northوالوں کو راضی اور خوش کیا جائے۔

جناب سپیکر!اب میں energy crisisپر بات کروں گا گو کہ یہاں بہت سے لوگوں نے اس پر بات کی ہے۔اس بجٹ میں جو9۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو پھر جب آپ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت آپ سے تعاون نہیں کرتی، کوئیrateطے نہیں کرتی تو پھر اس سال یہ رقم آپ کس طرح خرچ کر لیں گے۔آپ کا پچھلا ریکارڈ بھی یہ ہے کہ آپ خرچ نہیں کر سکے اور یہ کہہ کر اپنا دفاع کیا ہے کیونکہ وفاقی حکومت نے کوئیtariffطے نہیں۔کیا اس لئے ہم بجلی پیدا نہیں کر سکے۔یہ مجھے بتائیں کہ اگلے سال 9۔ارب سے یہ کسtariffکے ذریعے بجلی پیدا کریں گے ؟دوسری بات یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہاں پر بجلی کا کوئی بھی منصوبہ شروع ہو گا تو وہ آٹھ دس سال سے پہلے مکمل نہیں ہو سکتا۔اس کو مکمل کرنے میں وقت لگتا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی ایک statementاخبارات میں چھپی تھی کہ جب ہماری حکومت آئے گی تو ہم تین سال کے عرصہ میں بجلی کی کمی دور کر دیں گے۔اب مجھے بتائیں کہ ان کے آنے کے بعد بھی قوم کو تین سال اور انتظار کرنا پڑے گا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس بھی کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہے۔اس لئے قوم کو صحیح صورتحال بتانی چاہئے نہ کہ اس پر point scoring کی جائے۔ پنجاب کے ساتھ ایک اور energy crisisکے حوالے سے زیادتی ہو رہی ہے کہ 700 میگاواٹ سندھ کو زیادہ دی جا رہی ہے۔ میں یہاں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ ہم نے Energy Crisis Conferenceمیں جو چیزیں طے کی تھیں کیا پنجاب نے اس پر عملدرآمد کیا؟ جبکہ باقی تین صوبوں نے اس پر عملدرآمد کیا ہے تو ظاہری بات ہے کہ ان کی جو savingہے وہ کسی اور صوبے کو تو نہیں دیں گے۔وہ خود ہی اس کو استعمال کریں گے۔ہماری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ وہ جو وعدے کر کے آئے ہیں ان پر عملدرآمد کریں۔یہ یہاں savingکریں اور اگر کوئی کمی بیشی ہو تو وہ وفاقی حکومت پورا کر دے گی۔اس وقت ہم بھی شہباز شریف صاحب کے ساتھ ہوں گے لیکن جو فیصلے کئے گئے ہیں ان پر تو یہ عملدرآمد کریں۔اس کے بعد اگر shortageآتی ہے یا دوسرے صوبوں کو زیادہ پیسے دیئے جاتے ہیں تو اس وقت ہم حکومت پنجاب کے ساتھ ہوں گے پھر آپ دیکھیں گے کہ جب صدر صاحب پنجاب میں آتے ہیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔آپ دیکھیں گے کہ ان کے استقبال کے لئے کوئی نہیں جائے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر اگلی حکومت میں نواز شریف صاحب وزیراعظم ہوں اور سندھ

میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہو اور وہ ایسا ہی کریں جیسا آپ کر رہے ہیں تو پھر آپ کو کیسا لگے گا؟ اس لئے میں کہتا ہوں کہ روّیوں کو تبدیل ہونا چاہئے۔ جناب آصف علی زرداری صاحب کچھ بھی ہوں ہمارے صدر ہیں ہمیں ان کی عزت کرنی چاہئے۔ صدر کسی بھی جماعت کا ہو اس کی عزت اور احترام کرنا ہمارا فرض ہے۔

جناب سپیکر! ہر سال بجٹ میں اربوں روپے کی بہت اچھی اچھی اور بڑی figures آتی ہیں میرے خیال میں سب لوگ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ground realities بہت مختلف ہیں۔ آپ بجٹ کو دیکھیں تو اس میں کمال figures ہوتی ہیں لیکن پھر بھی کوئی ممبر یہاں پر مطمئن نہیں ہے۔ آپ تعلیم ہی کو دیکھ لیں، کیا ہم اپنے بچوں کی تعلیم سے مطمئن ہیں، کیا ہم شعبہ صحت سے مطمئن ہیں، ہمیں جو علاج مہیا کیا جا رہا ہے کیا اس سے ہم مطمئن ہیں اور آپ لاء اینڈ آرڈر کو دیکھ لیں کیا ہم اس سے مطمئن ہیں؟ ہم کسی بھی شعبہ کو دیکھ لیں اس سے میرے خیال میں کوئی ممبر بھی مطمئن نہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں اتنے زیادہ systems ہیں کہ سوائے frustration کے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں اور مجھے بتائیں کہ کون سا بچہ ہے جو نہیں چاہے گا کہ میرا دانش سکول میں داخلہ ہو۔ آپ جب سب بچوں کو دانش سکول میں داخلہ نہیں دے سکتے تو پھر frustration کیوں create کی جا رہی ہے؟ اگر ہم یہی پیسا اپنے سرکاری سکولوں کی بہتری کے لئے لگاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ ہم ان کو کیوں بہتر نہیں کر رہے؟ اگر ایک ہائی سکول میں ریاضی کا استاد نہ ہو اور باقی سب استاد موجود بھی ہوں تو کیا سو فیصد نتائج آ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں ہیلتھ پر اپنی تحصیل کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پندرہ سال سے بنا ہوا ہے۔ یہ چالیس beds کا ہسپتال بنایا گیا تھا لیکن ابھی تک وہاں پر صرف دس beds ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ وہاں پر ائر کنڈیشنرز تو لگا دیئے گئے، جنریٹرز لگا دیئے گے لیکن جو چیز مریضوں کی ہے وہ نہیں ہے۔ وہاں ڈاکٹرز تو ہیں لیکن جراحی کے آلات نہیں ہیں۔ وہاں پر ڈاکٹروں کے لئے رہائش گاہیں نہیں ہیں، ADP میں ایک سال رقم رکھی گئی لیکن کام شروع نہیں ہو سکا پھر اس کو ختم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میری تحصیل کے 90 فیصد حصے پر کڑوا پانی ہے۔ وہاں پر کوئی water supply scheme نہیں دی جا رہی جو کہ ہماری بنیادی ضرورت ہے۔ ہمارا ضلع لودھراں پسماندہ ترین ضلع ہے۔

خدارا یہ نہ سوچئے کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں،آپ یہ سوچیں کہ آپ عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ان کے نام پر ہی water supply schemeدے دیں۔بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ میں Media Studies اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے اساتذہ اور طلباء وطالبات کو اسمبلی کی proceedingمیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب چیئرمین!میں آپ کی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ 13-2012 پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں اس پورے ایوان کو مبارکباد پیش کروں گی کیونکہ یہ بجٹ اس ایوان کا پانچواں جمہوری بجٹ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ملک میں جمہوریت مضبوط ہو گی۔

جناب سپیکر!میں نے جب بجٹ کی کتاب کو دیکھا جسے ہمارے بہت ہی محترم newly وزیر خزانہ پنجاب میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بہت اچھے انداز میں پڑھا۔ ہمیں الفاظ کی اچھی طرح سمجھ آئی لیکن میں نے جب اس بجٹ کی کتاب کو دیکھا تو دیکھتے ہی پاکستانی شہری ہونے اور پنجاب اسمبلی کی ممبر ہونے کے ناتے جو عکس مجھے نظر آیا وہ پچھلی بجٹ کی کتابوں کے برعکس نظر آیا کیونکہ پنجاب میں ہریالی ہے اور پنجاب ہریالہ ہے جہاں سبز انقلاب آ سکتا ہے۔ پنجاب میں green revolutionآ سکتی ہے لیکن جب میں نے اس کتاب پر sketchکو دیکھا تو میں نے سوچا کہ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں کہ انہوں نے آج پنجاب اسمبلی کا بے رنگ سا sketchدیا ہے۔اس کے بعد میں نے اندر پڑھا، میرے لئے تمام ممبران اور پارٹیاں قابل احترام ہیں لیکن پنجاب اسمبلی کی ممبر ہونے کے ناتے۔ میں کہوں گی کہ جب بھی ہم کوئی بجٹ بناتے یا لکھتے ہیں تو ہمیں کسی ایک جمہوری پارٹی کا ذکر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ حکومت پنجاب کا بجٹ ہوتا ہے۔اس کتاب میں ہم شروع سے بسم اللہ پڑھنے کے بعد کہہ رہے ہیں کہ معزز ایوان کے سامنے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جمہوری حکومت کا پانچواں سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پیش کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ آٹھ سے نو کروڑ آبادی کا بجٹ ہے، یہ کسی ایک پارٹی کا نہیں بلکہ ہماری عوام اور پنجاب اسمبلی کا بجٹ ہے۔اس بجٹ کتاب میں عوام کی infrastructure wise تمام ضروریات زندگی یعنی تعلیم، صحت اور ہر چیز کی accountabilityلکھی جاتی ہے اور آنے والے وقت میں اُن کو بتایا جاتا ہے کہ یہ ہمارا visionہے۔اس کتاب پر نو کروڑ عوام اور اُن کی سہولیات کا ذکر

کیا گیا ہے لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کتاب میں ہر جگہ (ن)لیگ (ن)لیگ اور وفاق کی برائی کے متعلق لکھا گیا ہے۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ سوال کروں گی اور چند figures بھی بتانا چاہوں گی۔ جب میں نے پڑھا کہ 10۔ارب روپے ہم نے پانچ سو میگاواٹ بجلی کے لئے رکھے تو وزیر اعظم اور وفاق کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی اُس کی وجہ سے ہم بنا ہی نہیں سکے۔ چلیں، ہم اس کو بھی مان لیتے ہیں لیکن کیا ہمارا یہ vision ہے کہ 782۔ارب روپے کے حجم کا ہم بجٹ پیش کر رہے ہیں جس میں 650۔ارب روپے وفاق دینے جا رہا ہے اور 132۔ارب روپے کا حجم ہم خود generate کریں گے یعنی 83 فیصد بجٹ ہمیں وفاق دے رہا ہے پھر بھی ہم برائی وفاقی حکومت کی ہی کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وفاق پارٹیوں سے بالاتر پاکستان کا ایک حصہ ہے اور وفاق علامت ہوتی ہے لیکن حکومت پنجاب 17 فیصد بجٹ generate کرنے کی بات بتا رہی ہے۔ کیا ہم اس کو بہتر vision یا good governance کہیں گے؟ میں اس کو اچھا vision اور good governance نہیں سمجھوں گی۔ میں نے جب اس کا comparison حکومت سندھ، حکومت بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے ساتھ کیا تو سندھ میں 570۔ارب روپے کے حجم کا بجٹ پیش ہوا جس میں 314۔ارب روپے وفاق نے دینے ہیں جو تقریباً پچاس فیصد بنتا ہے یعنی 256۔ارب روپے انہوں نے خود generate کرنے ہیں۔ ہمارا پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن میں سندھ کی بات کر رہی ہوں جس کی آبادی ہم سے بہت کم ہے جو 45 فیصد خود کما رہے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم 45 فیصد generate کریں گے حالانکہ وہاں پر لاء اینڈ آرڈر بھی خراب رہتا ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، کیا ہماری آبادی سندھ سے کم ہو گئی ہے یا ہمارا vision ہی ختم ہو گیا ہے؟ اس کے علاوہ خیبر پختونخواہ کی بات کریں جہاں پر لاء اینڈ آرڈر آئے دن خراب رہتا ہے۔ وہاں پر 303۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا جس میں سے 183۔ارب روپے کا بجٹ وفاق نے دیا جو تقریباً ساٹھ فیصد بنا باقی 120۔ارب روپوں کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ہم خود سے generate کریں گے۔ اس کے بعد بلوچستان پر آ جائیں جس پر ہمارے بہت ہی قابل احترام ممبر مخدوم صاحب نے کہا کہ اس وقت بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں ہم لوگوں کا ہاتھ ہے لیکن میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان والوں نے 179۔ارب روپے کے حجم کا بجٹ پیش کیا جس میں سے 107۔ارب روپے یعنی ساٹھ فیصد وفاق سے ملے اور 72۔ارب روپے وہ خود generate کریں گے۔ جب باقی تین صوبے خود سے generate کر سکتے ہیں تو اُن کا بڑا بھائی صوبہ پنجاب اتنا پیچھے کیوں ہے، کیا وزیر خزانہ صاحب کے پاس vision ختم ہو گیا

ہے؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب پنجاب میں کسی وزیر خزانہ کی میٹنگ نہیں ہو گی، جب کابینہ نہیں ہو گی، جب بجٹ تحریر کرتے وقت وزیر خزانہ کے علم میں نہیں ہو گا اور کسی افسر شاہی کی لکھائی سے یہ بجٹ لکھا جائے گا تو اُس کا تخمینہ ایسے ہی لگایا جائے گا۔ پھر ہم کیسے کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت نے فلاں کیا اور یہ کیا؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! مجھے تھوڑا سا ٹائم دیجئے گا کیونکہ میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ اس کے بعد اگر ہم بجلی کی بات کرتے ہیں تو وزیر موصوف نے اس کتاب میں ہمیں اتنا گھمایا کہ میں واقعی ایک ممبر ہونے کے ناتے گھوم گئی اور باہر جا کر ایک گلاس پانی پیا کیونکہ یہ کبھی چائنا کی بجلی کی طرف لے کر جا رہے ہیں، کبھی نیپرا اور کبھی کسی گلی میں لے کر جا رہے ہیں، کبھی بیس میگاواٹ، کبھی پچاس میگاواٹ اور کبھی اسّی میگاواٹ پیدا کر رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ جب ہم کشکول توڑنے کی بات کر دیتے ہیں تو کیا ہم نے کبھی اپنے گریبانوں میں دیکھا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ لہذا ہمیں اپنے گریبانوں میں دیکھنا پڑے گا کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے پنجاب میں ایسے وسائل ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے ہم اپنی چیزوں کو درستی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ ایک solid waste کوڑا کرکٹ ہوتا ہے جو آج تک آپ نے ترکی کو دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ روزانہ ایک دن کا سات ہزار ٹن کوڑا لاہور سے اٹھایا جاتا ہے یعنی ایک دن کے کوڑے سے بارہ سو میگاواٹ بجلی بنتی ہے۔ کیا اس طرح کے vision ہمارے پاس ختم ہو گئے ہیں؟ ہم بجٹ میں پتا نہیں کہاں کہاں کا ذکر کر رہے ہیں جس کی مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی؟ یہ میں صرف لاہور کی بات کر رہی ہوں کہ لاہور سے سات ہزار ٹن کا کوڑا روزانہ اٹھایا جاتا ہے جس سے بارہ سو میگاواٹ ایک دن کی بجلی بن سکتی ہے۔ اسی طرح ہم کوڑے سے صرف بجلی نہیں بلکہ کھاد اور پلاسٹک بھی بنا سکتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ وہ سارا کوڑا کہاں جا رہا ہے اور اُس کا پیسا کس کی جیبوں میں جا رہا ہے جو ہمارے صوبہ کی عوام کا حق ہے؟ میں مانتی ہوں کہ بجلی بحران کی وجہ سے کمپنیاں بند ہو گئی ہیں لیکن میں یہ بھی پوچھوں گی کہ کیا اس پر working ہوئی ہے؟ جبکہ میں یہ بتانا چاہوں گی کہ سابقہ حکومت نے اس کی feasibility بنائی تھی جو وزیر اعلیٰ صاحب کی میز پر پڑی ہوئی ہے لہذا خدارا اس کو ضد سے باہر نکل کر پڑھ لیں اور اس ملک اور صوبہ پنجاب کے بارے میں سوچیں لیکن دوسروں کی طرف مت دیکھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: محترمہ! یہ آخری منٹ ہےkindlyاب wind upکرلیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! جہاں تعلیم کی بات ہوتی ہے وہاں ہم بڑے بڑے نعرے لگاتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ ہمارے75 فیصد بچے اِس وقت تعلیم حاصل نہیں کر رہے اور باقی بچے بغیر چھتوں کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ مثال میں آپ کو اس لئے دے سکتی ہوں کہ جب میں اپنے گاؤں جاتی ہوں تو وہاں کی ایک ایک گلی کا visitکرتی ہوں اور مجھے ہر گلی سے ایک ہی آواز آتی ہے کہ "محترمہ یہ گورنمنٹ کا سکول ہے ہماری دیواریں گری پڑی ہیں پلیز آواز اٹھائیں، محترمہ ہمارے پنکھے نہیں ہیں پلیز آواز اٹھائیں، محترمہ ہمیں فرنیچر دے دیں" مجھے بڑا فخر ہے کہ میں نے ایک ممبر پنجاب اسمبلی ہونے کے ناتے سے اپنی تنخواہ سے چار سکولوں کو فرنیچر دیا ہے۔ جب تک ہم بنیادی چیزوں کو ٹھیک نہیں کریں گے تب تک اچھے نتائج کیسے لے سکتے ہیں؟ قائداعظم محمد علی جناح نے 1947 میں ایک تعلیمی کانفرنس کی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ سب سے زیادہ اہم issueیہ ہے کہ ہمیں ابتدائی تعلیم کو صحیح اور درستی کی طرف لے کر جانا ہے۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔kindlyآپ wind upکریں کیونکہ کافی وقت ہو چکا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! جب ہمارے قائد محمد علی جناح نے تعلیم اور پاکستان کی آزادی کا ہمیں یہ visionدیا تو ہم اب تعلیم کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے تعلیم کے بارے میں بڑا اہم خط موصول ہوا جو میں چاہوں گی کہ آپ بھی اسے دیکھیں۔ آپ دیکھیں کہ اس میں آرٹس کے candidate پر پابندی لگادی گئی ہے کہ وہ اساتذہ بھرتی ہونے کے لئے درخواست نہیں دے سکتے۔ جن سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ کی بھرتی نہیں ہو گی، کچھ بچے آرٹس پڑھتے ہیں اور کچھ سائنس پڑھتے ہیں۔ سائنس بہت اچھا مضمون ہے لیکن ہم کسی بھی شعبے پر بے جا اور زبردستی پابندیاں عائد نہیں کر سکتے اس لئے میری وزیر خزانہ صاحب سے requestہو گی کہ مہربانی کر کے 23تاریخ کو ہونے والی بھرتیوں میں ایسے لوگوں کی بھرتی کی بھی اجازت دی جائے تاکہ ہمارے طلباء پڑھ سکیں اور جو لوگ پڑھے لکھے ہیں وہ بے روزگار نہ ہوں۔

جناب چیئرمین! آخر میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ خدارا وفاق اور پنجاب کی لڑائی سے نکل کر ہمیں پاکستان کے عوام کے بارے میں سوچنا ہے، ہمیں اس سبز پرچم کے بارے میں سوچنا ہے اور ہمیں اس ملک کے متعلق سوچنا ہے۔ میں ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔جناب کرم الٰہی بندیال!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ افشاں فاروق!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، ثنا اللہ خان مستی خیل!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، سردار شیر علی خان گورچانی!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق:

چرخے دی کوک سن کے
جوگی اتر پہاڑوں آیا

جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے وقت اور موقع فراہم کیا۔ میں بجٹ کی مبارکباد دینے سے پہلے اپوزیشن کی تحسین کرنا چاہتا ہوں کہ اکثریت نے بڑی سنجیدگی سے بجٹ اجلاس کی کارروائی میں بہت اچھے کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔انہوں نے اچھی تنقید کرتے ہوئے اچھی تجاویز بھی دی ہیں اور کچھ ایسا بھی ہوا کہ "چرخے دی کوک وی آئی اے جنہوں سن کر جوگی اتر یا پہاڑوں"

میں وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم کو وزیر اعلیٰ صاحب کے ٹارگٹ اور vision کے مطابق ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔یہ بجٹ عوام دوست اور متوازن ہونے کے ساتھ ساتھ غریب نواز اور ٹیکس فری بجٹ بھی ہے۔بہر حال تنقید اپوزیشن کا حق ہے اور دنیا کے اندر پاکستان کے اندر کبھی کوئی ایسا بجٹ پیش نہیں ہوا اور اُس سے پیشتر بھی جن کا یہ روزگیت گاتے ہیں، اس وقت بھی جو بجٹ پیش ہوتا تھا تو اس وقت بھی یہی کچھ ہوتا تھا۔ وفاق میں بھی کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے اور وہاں پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بجٹ کے ٹارگٹس اور vision کی تکمیل میں کون لوگ حائل ہیں۔ ہمارے اپوزیشن کے ایک دوست نے بڑی اچھی تقریر کل کی تھی کہ بیوروکریسی کا کردار ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوروکریسی کا کردار اسی لئے ہمارے راستے کی رکاوٹ ہے کہ ہم ایک Nation polarized ہیں، تقسیم شدہ ہیں، دھڑوں میں تقسیم ہیں اور فرقہ بندیوں میں تقسیم ہیں۔ ایک المناک واقعہ اس معزز ایوان میں معزز ممبران کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ایسی ہی دھڑے بندی، فرقہ بندی اور گروہ بندی کے نتیجہ میں پچاس کی دہائی کے پہلے سالوں میں اسی اسمبلی میں اسی کرسی پر ایک ڈپٹی سیکرٹری کو جان سے مار دیا گیا تھا۔ یہ ہے انجام

ہماری polarization کا اور جب تک ہم اس polarization سے نہیں نکلیں گے، اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور ترقی کا کبھی نہیں سوچ سکتے۔

جناب چیئرمین! اپوزیشن کی طرف سے خاص طور پر چودھری ظہیر الدین صاحب نے یہ الزامات یا طعنے دیئے تھے جن کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ ایک طعنہ یہ تھا کہ وفاق کی طرف دیکھتے ہیں اور ابھی محترمہ نے بھی یہ بات کی ہے کہ پانچ چھ سو ارب روپے وفاق سے آرہا ہے تو حضور ہم پر وفاق کا یہ کوئی احسان نہیں ہے یہ ہمارے محصولات ہیں جو ہمیں واپس آرہے ہیں۔ وفاق ہم پر احسان نہیں کر رہا بلکہ وفاق نے سارے صوبوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ میں چودھری ظہیر الدین صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ مینار پاکستان پر جائیں اور وہاں پر قرارداد پاکستان پڑھیں جہاں درج ہے کہ صوبوں کو خود مختاری دی جائے گی۔ اگر صوبوں کو خود مختاری دی جاتی تو مشرقی پاکستان بھی بنگلہ دیش نہ بنتا، سندھ بلوچستان، فاٹا، خیبر پختونخواہ اور شمالی علاقہ جات میں چلنے والی یہ علیحدگی کی تحاریک بھی پیدا نہ ہوتیں۔ یہ وجہ صرف اس لئے ہے کہ صوبوں کو خود مختاری نہیں دی گئی ہے جو کہ بہت بڑا المیہ ہے اور وفاق پنجاب کو یرغمال بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا طعنہ یہ ہے کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو کہا تھا کہ کالا باغ ڈیم پر تختی لگاؤ۔ تاریخی حقیقت ہے اور میں تاریخ پیش کر رہا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کی feasibility report 1952 میں تیار ہوئی اور اس کے بعد کتنی حکومتیں آئیں، کتنے جرنیل آئے، بھٹو کو بھی موقع ملا لیکن کسی نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا اور سن لیں جب ضیاء الحق اس اسمبلی میں خطاب کرنے کے لئے آیا تو یہاں بھی تین لوگ تھے جن میں ایک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تھے، ریاض حشمت جنجوعہ جھنگ سے اور فضل حسین راہی فیصل آباد سے تھے جنہوں نے ضیاء الحق کو اس ایوان میں داخل ہونے پر چیلنج کیا تھا۔ 1985 کی اسمبلی میں خیبر پختونخواہ اس وقت سرحد تھا، بلوچستان اور سندھ کی اسمبلیوں نے یہ قراردادیں پاس کی تھیں کہ اگر کالا باغ ڈیم بنایا گیا تو یہ ہماری لاشوں پر بنے گا۔ اسے ہم بموں سے اڑادیں گے اور پنجاب اسمبلی کے اندر یہ ہمارا پریشر تھا اور میاں محمد نواز شریف صاحب اس وقت وزیراعلیٰ تھے، جن کی سیاسی بصیرت اور فہم وفراست تھی کہ انہوں نے یہ حماقت نہیں کی کہ کوئی قرارداد پاس کراتے کہ ہم کالا باغ ڈیم بننے نہیں دیں گے یا اسے بموں سے اڑادیں گے۔ آج کے اس scenario میں وہ تمام لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں اور محاورے کے طور پر ایک دوسرے کی بغل میں بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کی گود میں بیٹھے ہیں۔ زرداری صاحب صدر پاکستان وفاق کی علامت اور ان

کے ساتھ تینوں صوبے شامل ہیں تو کیا وہ یہ ڈیم نہیں بنا سکتے ؟ یہ بجلی کا طعنہ دیتے ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم میں بجلی پیدا کرنے کا اختیار صوبوں کو مل گیا ہے تو اس بارے میں بھی سن لیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت اونٹ کا کجاوا تو دے دیا ہے لیکن اونٹ اور اونٹ کی مہار مرکز نے اپنے پاس رکھی ہے کیونکہ پالیسی making کی ساری باتیں اپنے پاس رکھی ہیں۔ یہ اٹھارہویں ترمیم کا طعنہ دیتے ہیں کہ آپ اپنی بجلی خود پیدا کریں۔ کالا باغ ڈیم صرف بجلی ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ پانی کے لئے بھی ہے اور ان معزز ممبران نے کبھی پانی کی بات نہیں کی۔ ہمارے خلاف، پاکستان اور پنجاب کے خلاف کس قدر بڑی سازش ہو رہی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کالا باغ ڈیم بجلی پیدا کرنے کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ آبپاشی کے لئے بھی ہے، واٹر سٹوریج کے لئے بھی ہے جبکہ آج ہمیں پانی کے بحران کا سامنا ہے تو کل بسراء صاحب نے یہاں پر ہاتھ جوڑے تھے اور کل کلاں یہ سارے اضلاع، سارا پنجاب اور سارا پاکستان روئے گا اور پانی پر آپس میں لڑائی لڑیں گے۔ دریاؤں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ایک جرنیل ایوب خان نے دریا بیچے اور دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیم فریز کر دیئے اور تیسرے جرنیل نے تینوں دریا چناب، جہلم اور سندھ ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔ ہندوستان نے جہلم اور چناب پر 35 منصوبے مکمل کر لئے ہیں اور 65 منصوبے زیر غور ہیں۔ دریائے سندھ کا پانی بھی وہ ٹنلز کے ذریعے سے نکال کر اپنے استعمال میں لا رہا ہے۔ جو چناب میں پانی آدھا رہ گیا ہے ہیڈمرالہ میں وہ سارا پانی ایل پی ڈی سی کو دے دیا جاتا ہے۔ وہاں پر کبھی پانی کی کمی نہیں آئی۔ جنوبی پنجاب میں صرف ایک ضلع ہے جس کو دریائے سندھ سیراب کرتا ہے اور جنوبی پنجاب کے جن کو مروڑا اٹھتا ہے وہ ایک ضلع کو بھی پانی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چشمہ جہلم اور لنک کینال کو بند کر دیتے ہیں اور ایک ضلع کو بھی پانی نہیں دیتے۔ ایک سرائیکی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

میں تسّی میری روح تسّی مینوں آکھ نہ پنج دریائی

مرکز ایک ضلع کو بھی پانی دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کتنی بددیانتی سے distribution کے لئے ارسا کو تجویز کیا ہے۔ چار صوبوں کے چار ممبر ہیں اور پانچواں ممبر ارسا کا بددیانتی سے رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سے پنجاب کے اندر بھی پانی کی distribution غیر منصفانہ ہے۔ جنوبی پنجاب کو ہم ہی اپنا پانی کاٹ کر دیتے ہیں یہ قربانی ہم لوگ دیتے ہیں۔ خانکی ہیڈ تک پانی نہیں آنے دیتے اور ہیڈمرالہ میں وہ سارا پانی ایل پی ڈی سی کو چلا جاتا ہے جس میں کبھی کمی نہیں آئی اور وہ کبھی بند نہیں ہوئی۔ ہم ہی لوگ قربانی دیتے ہیں۔ باگڑ سب ڈویژن، نوکھیر اڈویژن یہ ایل سی سی East جو خانکی ہیڈ سے نکلتی ہے اسی کو مار دی جاتی ہے۔ ہم tail پر بیٹھے ہیں ہمیں پانی کی بہت کمی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں صاحب! کیا آپ نے شعر پڑھنا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے نہایت اہم بات کرنی ہے۔ میں نے پانی اور ڈیم پر جو بات کرنا تھی وہ ادھوری رہ گئی ہے۔ اب میں زراعت کے بارے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتنے مظلوم ہیں۔ اس کے لئے میں ایک نظم آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نظم سے پہلے پانی کی بات کر لیں۔

میاں محمد رفیق: یہ اسی سے متعلقہ ہے۔ یہ راج محل ہے اور اسلام آباد بھی ایک راج محل ہے۔ اس راج محل کے باہر مزدوروں اور کسانوں کا نقشہ ایک شاعر مجید امجد نے یوں کھینچا ہے کہ

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہلکی انی فولاد کے پنجے گھومتے پہیے کڑیل باہیں
کتنے لوگ ہیں جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پئیں اور پھول کھلائیں

یہ دوسروں کے لئے یہ کچھ کرتے ہیں اور ان کا input کتنا مہنگا ہے اور ان کی فصلوں کی جنس کتنی ارزاں ہے ان کی محنت بھی پوری نہیں آتی۔ اس پر مجھے آخری بات کہنے دیجئے۔ محکمہ زراعت کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی ریسرچ پر ایک ریسرچ بٹھا دیا ہے اس لئے اس کے نتائج نہیں نکلتے اس لئے ضروری ہو گا، پہلے سال جب میں زراعت گروپ میں تھا اس وقت بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ آپ لائل پور ماڈل کو شروع کرو۔ یہ بیوروکریسی سے نکال کر ریسرچ یونیورسٹی کو دے دو۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ کتنی فرقہ بندی ہے۔ اس وقت کے سیکرٹری زراعت نے یہ کہا تھا کہ کیا ہم یہ یونیورسٹیاں اور ریسرچ ارائیوں کے حوالے کر دیں؟ میں یہ دیکھنے کے لئے فیصل آباد یونیورسٹی گیا کہ وہاں کون خوش قسمت ارائیں بیٹھا ہے۔ جب میں وہاں پر گیا تو اقرار خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ ارائیں ہو، راجپوت ہو، پٹھان ہو، خان ہو؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: میں یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ محکمہ زراعت کا کیڈر اور سروس سٹرکچر بھی بہتر کریں۔ جس طرح سے گورنمنٹ نے لائیو سٹاک کے ڈاکٹروں کو ترقیاں دی ہیں اسی طرح سے زرعی ماہرین کو بھی یہی ترقیاں دی جائیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔چودھری طاہر اقبال صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! میں اس حکومت کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں بڑے بلند بانگ دعوے کئے اور کہا کہ ہماری حکومت غریب عوام اور پنجاب کی مشکلات کم کرنے کے لئے بہت سے اقدامات کر رہی ہے۔اپنی تقریر میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ بجٹ غریب دوست اور عوام دوست بجٹ ہے۔اس سے یہاں پر بسنے والے لوگوں کی زندگیوں میں آسانیاں پیدا کی جائیں گی۔ جب ہم معاشرے کے اندر رہنے والے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو لوگ بہت مشکل حالات سے گزر رہے ہیں۔لوگوں کے پاس پینے کا صاف پانی نہیں ہے،انہیں ہسپتال میں صحت کی سہولتیں میسر نہیں ہیں،لوگ اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کر سکتے اور ہمارے تھانوں میں لوگوں کو انصاف نہیں ملتا۔جب ہم تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو دانش سکولوں کی بڑی فخریہ انداز سے بات کرتے ہیں کہ ہم نے دانش سکولوں کا اجراء کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب حکومت پنجاب عوام کو یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے دانش سکولوں کا اجراء کیا ہے تو انہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا چاہئے کہ اس دور حکومت میں تقریباً ساڑھے پانچ سو مسجد،مکتب اور پرائمری سکول بند بھی کئے ہیں۔یہ بھی اس حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے اندر 62ہزار سکول ہیں جن کے اندر 40 فیصد سکول بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق پورے پنجاب کے اندر ان کو انتہائی خطرناک قرار دیا گیا ہے۔پورے پنجاب کے اندر دو ہزار سات سو سکول ایسے ہیں جن کی بلڈنگز کو خطرناک قرار دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دانش سکول بننے چاہئیں لیکن دور دراز کے سکول جو انہوں نے بند کئے ہیں یا جو بلڈنگز خستہ حالت میں ہیں ان پر بھی توجہ دینی چاہئے تاکہ یہاں پر رہنے والے لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ کے اندر energy crisis پر بڑی بات ہوئی ہے اور واقعی وفاقی حکومت پر بڑی تنقید کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تنقید بجا ہے لیکن اگر خادم اعلیٰ پنجاب مینار پاکستان میں ٹینٹ لگانے کے ساتھ ساتھ عوام کے دکھ اور درد کو سمجھتے ہیں تو وہ ٹینٹ لگانے کی بجائے پنجاب کے اندر بجلی بنانے کے کوئی منصوبہ کی بات کرتے یا وہ ہاتھ والا پنکھا پکڑنے کی بجائے عوام کے بجلی

کے ساتھ چلنے والے پنکھے کے لئے کچھ میگاواٹ بجلی پیدا کرتے تو عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوتے کہ ہمارے حکمرانوں کو واقعی ہمارے دکھ اور درد کا پتا ہے اور ہماری جو مشکلات ہیں ان کے بارے میں انہیں کچھ پتا ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے اندر ایک شعر پڑھا جس کا کافی چرچا ہوا ہے۔

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب چیئرمین! اگر وزیر خزانہ غور سے دیکھتے تو اس عہد کا جو سلطان تھا وہ اس دن ان کے پہلو میں خادم اعلیٰ کے بھیس میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ خادم اعلیٰ کے بھیس میں ان کے پاس موجود تھا وہ ان سے پوچھ سکتے تھے کہ ان سے کون سی بھول ہوئی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آنکھیں بند کر لینے سے، ٹینٹ لگا کر بیٹھ جانے سے، جوشیلی تقریریں کر لینے سے یا مائیک گرا دینے سے عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ خادم اعلیٰ کو اس کے لئے کچھ عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔

جناب چیئرمین: طاہر صاحب! kindly wind up کریں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین! جون 2008 کا جو بجٹ تھا یا اس سے پہلے ان کی جو election campaign تھی اس میں کچھ موجودہ حکومت نے وعدے کئے تھے اور کہا یہ گیا تھا کہ ہم ایسے وعدے نہیں کرنا چاہتے جنہیں ہم پورا نہ کر سکیں۔ ہم کھوکھلے نعروں اور خوبصورت جملوں پر یقین نہیں رکھتے لیکن جو وعدے کئے گئے تھے وہ میں آپ کو گنوا دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ چار سال ہو گئے ہیں اور ان میں سے کوئی وعدہ بھی پورا نہیں ہوا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ 335 میگاواٹ بجلی پیدا کی جائے گی، ہیلتھ انشورنس کا وعدہ کیا گیا تھا، پرائس کنٹرول بورڈ قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، بیوگان کے قرضے ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، غریب طالبعلموں کے لئے مفت air-conditioned bus چلانے کا وعدہ کیا گیا تھا، آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے قرض نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا گیا تھا، صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت ادویات دینے کا وعدہ کیا گیا تھا، دس اضلاع میں سبزیاں اور پھل محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، ایک وعدہ 1997 کی قیمتیں واپس لانے کا بھی کیا گیا تھا اور 200 چھوٹے ڈیم بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن ان میں سے کوئی وعدہ بھی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین!میں چند ایک گزارشات اپنے حلقے کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ایک مین روڈ وہاڑی اور میاں چنوں کو ملاتی ہے وہ سنگل روڈ ہے اور وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سے لوگوں کو آنے جانے کے لئے بڑی دشواری ہوتی ہے اگراس روڈ کوڈبل بنا دیاجائے تومہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب!بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!یہ کالاباغ ڈیم کی بات کیوں نہیں کرتے ؟(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: میاں صاحب!اب بات کرنے دیں۔جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب چیئرمین!پنجاب حکومت عوام کو.بجٹ میں ریلیف دینے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین!یہ کالاباغ ڈیم بنانے کی بات کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب!آپ اس طرحcross talkمت کریں آپ کی باتیں لوگوں نے سن لی ہے۔اب.بحث میں حصہ لینے دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!specially Healthاور ایجوکیشن کے محکموں کے لئے بہت کم بجٹ دیا گیاہے۔ پنجاب حکومت کی کرپشن،لیپ ٹاپ کیunfair تقسیم اور جس آئی ٹی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا گیاوہاں کروڑوں کے حساب سے کرپشن ہورہی ہے۔ سستی روٹی سکیم میں کروڑوں روپے کا غبن،ہیلتھ اور ایجوکیشن.بجٹ بہت کم،پنجاب حکومت جو دن رات وفاقی حکومت کے خلاف کرپشن کا واویلا کرتی ہے تو ان کی کرپشن کے کئی ثبوت میں اپنے چھوٹے سے ضلع چکوال میں دے سکتی ہوں جو کررہے ہیں اور جوانہوں نے کئے ہیں۔اس کے لئے میں واضح ثبوت دے سکتی ہوں اگروزیر خزانہ چاہیں تومیں ان کو مکمل لسٹ دے سکتی ہوں۔اپوزیشن کا روّیہ فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف.بجٹ سیشن کے دوران انتہائی نامناسب تھا،پارلیمانی زبان کی بجائے بازاری زبان اور وہ روّیہ اختیار کیا گیاجو پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو زیب نہیں دیتا۔ پاکستان مسائل میں گھراہوا ہے،اوپر سے پاکستان کے سپریم ادارے کے ممبران کا نامناسب روّیہ پاکستان کی پوری دنیامیں باعث شرمندگی ہے بلکہ ان حالات میں بجائے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے،مل کر پاکستان کو مسائل سے نکالنے اور ایک اچھے راستے پر ڈالنے کی ضرورت ہے۔.بجٹ کورائیونڈ.بجٹ کہنازیادہ مناسب ہے،.بجٹone man showہے،یوتھ

کو لیپ ٹاپ سے بہلا رہے ہیں ،بجلی پیدا نہیں کی،انرجی بحران میں عدم تعاون،گرین ٹریکٹر سکیم فیل،زراعت پر توجہ نہیں ،بلاسود پچاس ہزار روپے قرضے ایک فراڈ،دانش سکول mismanage، انقلاب عوامی دھوکا عوام،لاہور کا بجٹ پورے بجٹ سے زائد ،بجٹ عوام دوست نہیں،Punjab FND failedاورfarms to market road mismanage،sanitation fail Budget full of promises as it was promised previously.لیکن میں نہیں سمجھتی کہ یہpromises fulfillہوں گے۔NFCکا کوئی قابل ذکر فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔آخر میں، میں اپنی بجٹ تقریر کوin timeختم کرتے ہوئے وزیر خزانہ کو ایک شعر سنانا چاہتی ہوں کہ:

کیوں زیاں کار بنوں، خود فراموش رہوں
فکر فردا نہ کروں، محو غمِ دوش رہوں
نالے بُلبُل کے سُنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

جناب چیئر مین!میں نے آپ کی پوری بجٹ کیspeechپڑھی اور اس کے بعد مجھے افسوس ہوا کہ یہ بجٹ ایک سوچ کی عکاسی کرتا ہے،اس میں بہت سے لوگوں کی سوچ شامل نہیں ہے اسی لئے میں نے اس بجٹ کے متعلق کہا کہ یہ بجٹ سکیم ہے،بہتر ہوتا کہ یہ اپنا دماغ بھی اس میں استعمال کر لیتے اور اس بجٹ سکیم کو ایک بہتر بجٹ سکیم کے طور پر پیش کرتے اور ان وعدوں کو جو جھوٹے وعدے ہیں بہتر وعدوں اور سچے وعدوں میںconvertکرتے۔

جناب چیئر مین:بہت شکریہ اور بہت مہربانی۔اب اجلاس بروز سوموار 18۔جون 2012 کو سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ممبران اسمبلی کے لئے اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کو22اور25۔جون کو بھی تقاریر کرنے کا موقع دیا جائے گا۔شکریہ

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(سوموار18، منگل19، بدھ20، جمعرات21، جمعتہ المبارک22، ہفتہ23۔ جون 2012)

(یوم الاثنین27، یوم الثلاثہ28، یوم الاربعاء29، یوم الخمیس30۔رجب المرجب، یوم الجمع یکم، یوم السبت2۔شعبان المعظم1433ھ)

پندرھویں اسمبلی: اڑتیسواں اجلاس

جلد38(حصہ سوئم):شمارہ جات : 10تا15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اڑتیسواں اجلاس

سوموار،18۔جون2012

جلد 38:شمارہ 10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	765

2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	767
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	768
	تعزیت	
4۔	پاکستان پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات محترمہ فوزیہ وہاب کی وفات پر دعائے مغفرت	769
	پوائنٹ آف آرڈر	
5۔	ارسلان شہزاد اور ارسلان افتخار کے بارے میں روزنامہ "دی نیوز" کے مطابق انصار عباسی کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ	769
	تعزیت	
6۔	معزز خاتون ممبر اسمبلی محترمہ طلعت یعقوب کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت	775
	تحاریک استحقاق	
7۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	776
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
8۔	سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	776
9۔	کورم کی نشاندہی	820
10۔	سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	821
	منگل،19۔جون2012	
	جلد 38:شمارہ 11	
11۔	ایجنڈا	833
12۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	841

13۔	نعت رسول مقبول ﷺ	842
	پوائنٹ آف آرڈر	
14۔	احتجاجی ریلیوں سے پنجاب میں لوڈ شیڈنگ کی آڑ میں وفاقی وزراء، ایم این ایز کے گھروں پر حملے اور پُر تشدد واقعات	843

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
15۔	مطالبات زر برائے سال 13-2012 پر بحث اور رائے شماری	868
	بدھ، 20۔جون 2012	
	جلد 38: شمارہ 12	
16۔	ایجنڈا	893
17۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	901
18۔	نعت رسول مقبول ﷺ	902
	تحاریک استحقاق	
19۔	سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات (۔۔۔جاری)	903
	پوائنٹ آف آرڈر	
20۔	خانیوال میں لوڈ شیڈنگ کی آڑ میں معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر حملہ	905
21۔	کورم کی نشاندہی	907
22۔	خانیوال میں لوڈ شیڈنگ کی آڑ میں معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر حملہ (۔۔۔جاری)	908

	تحاریک استحقاق(۔۔۔جاری)	
23۔	ایس پی جڑانوالہ کا معزز ممبر اسمبلی کو ٹیلیفون کال کے ذریعے ہراساں کرنا----------	913
24۔	نیشنل پروگرام سرگودھا کے ضلعی کوآرڈینیٹر کا ٹیلیفون پر معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ ----------	919
	تحاریک التوائے کار	
25۔	ضلع جھنگ کے مال خانہ سے غائب ہونے والی130 قیمتی اور تاریخی توپیں برآمد کرنے کا مطالبہ(۔۔۔جاری) ----------	920

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
26۔	مطالبات زر برائے سال13-2012 پر بحث	
	اور رائے شماری(۔۔۔جاری) ----------	923
	جمعرات،21۔جون2012	
	جلد 38:شمارہ 13	
27۔	ایجنڈا ----------	942
28۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	944
29۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	945
	تحاریک استحقاق	
30۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ----------	946
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)	
31۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2012 ----------	950
32۔	مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب مصدرہ2012 ----------	955

	منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ (جو پیش ہوا)	
33۔	منظور شدہ اخراجات برائے سال 13-2012 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا	973
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
34۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹیاں پنجاب مصدرہ 2012	973
35۔	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2012	975
36۔	مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ 2012	981
37۔	مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012	984

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
38۔	مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012	992
39۔	مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی مصدرہ 2012	998
	تعزیت	
40۔	ملک افتخار احمد ایم پی اے اور ملک ابرار ایم این اے کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت	1001
	جمعتہ المبارک، 22۔جون 2012	
	جلد 38: شمارہ 14	
41۔	ایجنڈا	1003
42۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1005
43۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1006
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	ایوان میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر معزز ممبران اسمبلی کا اظہار خیال	1007

	تحاریک استحقاق	
45۔	سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات(۔۔۔جاری)	1013
	پوائنٹ آف آرڈر	
46۔	ایوان میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر معزز ممبران اسمبلی کا اظہار خیال(۔۔۔جاری)	1016
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
47۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال01-2000اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرIکی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	1020
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
48۔	مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2012، مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیز مصدرہ2012اور نشان زدہ سوالات نمبر3436،3435کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1020
49۔	مسودہ قانون(ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوال نمبر4155کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1022
50۔	تحریک التوائے کار نمبر2047/11کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1023
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
51۔	مسودہ قانون ٹیکنالوجی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ2012کے بارے	

	میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	1023
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
52۔	نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24	
	کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1024
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
53۔	ضمنی بجٹ برائے سال2011-12 پر عام بحث	1025
54۔	کورم کی نشاندہی	1055

ہفتہ ،23۔جون2012

جلد 38:شمارہ 15

55۔	ایجنڈا	1057

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
56۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1065
57۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1066
	تحاریک استحقاق	
58۔	ڈی ایس پی اور انسپکٹر تھانہ ماڈل ٹاؤن بورے والا کا معزز ممبر اسمبلی	
	کے ساتھ گستاخانہ روّیہ	1067
	تحاریک التوائے کار	
59۔	مینٹل ہسپتال لاہور کا بند دروازہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے	
	مریضوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	1073
60۔	نیو انارکلی لاہور میں واقع حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے مکان	
	اور چلہ گاہ پر بااثر افراد کا قبضہ(۔۔۔جاری)	1075
	سرکاری کارروائی	

	بحث	
61۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال2011-12 پر بحث اور رائے شماری ----------	1079
62۔	کورم کی نشاندہی ----------	1080
63۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال2011-12 پر بحث	
	اور رائے شماری(---جاری) ----------	1080
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
64۔	نشان زدہ سوال نمبر5037 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے	
	جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1083
65۔	تحریک التوائے کار نمبر1774/11، جعلی پیروں کی مبینہ مجرمانہ سرگرمیوں	
	کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1083
66۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال2011-12 پر بحث	
	اور رائے شماری(---جاری) ----------	1085
67۔	کورم کی نشاندہی ----------	1105

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
68۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال2011-12 پر بحث	
	اور رائے شماری(---جاری) ----------	1105
69۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال2011-12	
	کا ایوان کی میز پر رکھا جانا ----------	1117
70۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------	1119
71۔	انڈکس	

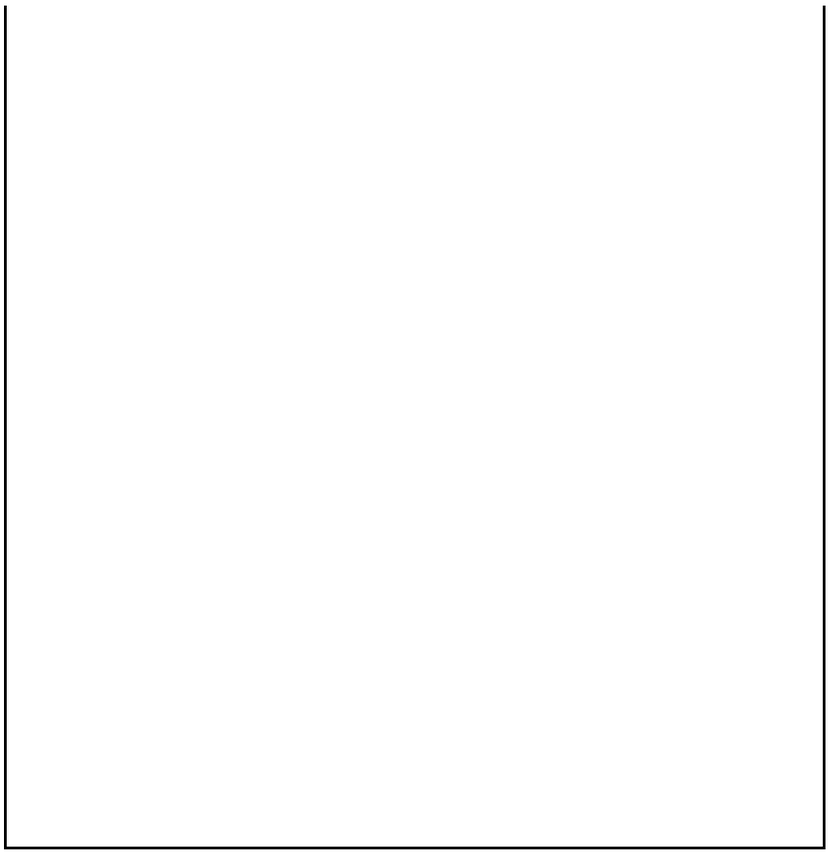

765

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال2012-13 پر عام بحث کا آغاز"

767

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

سوموار،18۔جون2012

(یوم الاثنین،27۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں سہ پہر 3بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ ۝١ ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ ۝٢
وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ
أَنَّهُم مَّبۡعُوثُونَ ۝٤ لِيَوۡمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ
ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٦ كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلۡفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٖ ۝٧ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا سِجِّينٞ ۝٨ كِتَٰبٞ مَّرۡقُومٞ ۝٩ وَيۡلٞ يَوۡمَئِذٖ لِّلۡمُكَذِّبِينَ ۝١٠
ٱلَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوۡمِ ٱلدِّينِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِۦٓ إِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ
أَثِيمٍ ۝١٢

سورۃ المطفّفین آیات 1تا12

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں(2) اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے(4)(یعنی)ایک بڑے(سخت)دن میں(5) جس دن(تمام)لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے (6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں (7) اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز

ہے(8)ایک دفتر ہے لکھا ہوا(9)اُس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)(یعنی)جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں(11)اور اس کو جھٹلا تا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے(12)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب ﷺ نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
وہ چاہے تو ہر شب ہو مثالِ شبِ اسریٰ
دو چار قدم اس کے لئے عرش بریں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا اندازِ طلب کتنا حسیں ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

تعزیت

پاکستان پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات محترمہ فوزیہ وہاب کی وفات پر دعائے مغفرت

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ وہاب اس دنیا سے رخصت فرما گئی ہیں اُن کے لئے فاتحہ خوانی کرائی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ وہاب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات محترمہ فوزیہ وہاب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ارسلان شہزاد اور ارسلان افتخار کے بارے میں روزنامہ "دی نیوز" کے مطابق انصار عباسی کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج "دی نیوز" کی ویب سائٹ کھولیں تو وہاں پر انصار عباسی صاحب نے آدھ گھنٹہ پہلے ایک رپورٹ پیش کر دی ہے کہ ارسلان شہزاد، ارسلان افتخار صاحب نے واقعی 34 کروڑ روپے لیا ہے۔ اب ارسلان صاحب الزام تراشیاں کریں گے تو میں چاہتی ہوں کہ اس رپورٹ کو پبلک کیا جائے بلکہ یہ مقدس ایوان ہے۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔This is pending adjudication آپ ایسے بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میری بات تو سنیں۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ کی بات نہیں سنی جاسکتی۔(شوروغل)

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میرے پاس ارسلان افتخار کی عیاشیوں کے ثبوت ہیں۔

(شوروغل)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ آرام کرلیں،آرام کرلیں،یہ آپ کے لئے بہتر ہوگا۔یہ معاملہ pending adjudication ہے آپ کچھ نہیں کر سکتیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!یہ پنجاب بنک کو لوٹ کر کھانے والے ہیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔(شوروغل)

جناب سپیکر: محترمہ!اس طرح نہ کریں،مجھے کام کرنے دیں اور rules کے مطابق چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میرے پاس proofs ہیں۔(شوروغل)

جناب سپیکر: مجھے proofs نہیں چاہئیں،آپ عدالت میں جاکر دیں۔مجھے کیوں proofs دے رہی ہیں؟(شوروغل)

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اس عیاش شہزادے نے کیا کیا ہے؟میں تو آپ سے یہ بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ نے جو بات کی ذرا اس کا جواب بھی سن لیں۔مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا جواب سننے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں کہنا چاہتی ہوں کہ شفاف انکوائری ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ بیٹھ جائیں،مجھے پارلیمانی سیکرٹری کا جواب سننے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!مجھے ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔The matter is pending adjudication.

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں آپ سے بات کررہی ہوں ،آپ مجھے بات کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ میرے معزز ممبران اسمبلی ہیں ،میں انہیں بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں بطور پارلیمانی سیکرٹری۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اس انکوائری کی رپورٹ منگوائیں۔۔۔

جناب سپیکر:.Order please order جی، پارلیمانی سیکرٹری بات کررہے ہیں ان کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس پر سپریم کورٹ کے ججز نے ایک انکوائری کرنے کے لئے کہا ہے اور اٹارنی جنرل آف پاکستان کو یہ orders دیئے ہیں کہ آپ ملک ریاض، جو بھی ہیں مجھے نہیں پتا کون ہیں؟اس کے علاوہ ارسلان اور جتنے بھی لوگ اس میں ملوث ہیں،اب اگر انہوں نے کوئی بات کرنی ہے تو یہ اس انکوائری میں جائیں اور کمیشن میں پیش ہوں،انصار عباسی بھی پیش ہوئے ہیں اور یہ بھی پیش ہو کر وہاں بات کریں۔جب سپریم کورٹ نے اٹارنی جنرل کو اس issue پر حکم دے دیا ہے تو اب یہ کوئی بھی خبر یہاں لے آئیں تو اس کی کوئی value نہیں ہے۔اس پر سپریم کورٹ نے اٹارنی جنرل جو کہ پاکستان اور پیپلز پارٹی کے اٹارنی جنرل ہیں ان کے لئے چیف جسٹس پاکستان نے یہ آرڈر کئے ہیں کہ اس پر وہ انکوائری کروائیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں یہ انصار عباسی کی انکوائری رپورٹ لائی ہوں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اگر محترمہ کو زیادہ مسئلہ ہے تو انصار عباسی کے آرٹیکل کو ساتھ لے کر وہاں پیش ہو جائیں۔

جناب سپیکر:آپ جو بات کررہی ہیں سب کو پتا ہے۔آپ اس معاملہ کو چھوڑ دیں،آپ کی مہربانی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ وہاں پر جا کر پیش ہو جائیں اور جو بھی مجرم ہو گا اسے سزا ملے گی لیکن اس کے لئے یہ forum نہیں ہے۔شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!اس سے بڑی انکوائری کہاں ہو گی، یہ میرا مقدس forum ہے۔ یہ جو عیاشیاں کی گئی ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ عیاشیوں کی طرف نہ جائیں تو بہتر ہے، پتا نہیں کس کس کے نام عیاشیوں میں کھلیں گے، کس کس کے نام کلبوں میں کھلیں گے، کس کس کا نام رائل پام کلب میں آئے گا، اس طرف نہ جائیں تو بہتر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!آپ اس کی انکوائری رپورٹ منگوائیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!جب ایک انکوائری کمیٹی قائم ہو گئی ہے تو یہ ادھر جائیں اور انصار عباسی جواب دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہیں بولنے تو دیں کہ کیا کہتے ہیں پھر آپ ان کا جواب دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ہم بھی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی جواب دیں گے، کیوں نہیں دیں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!یہ میرے معزز ممبران اسمبلی ہیں جنہیں اختیار ہے کہ یہ آپ سے ضرور بات کریں یعنی جو ابھی بات کر رہے ہیں بالکل کریں۔ میں صرف اپنا یہ بیان ریکارڈ کرانا چاہتی ہوں کہ اٹارنی جنرل کو کہا ہے کہ اس کی انکوائری کی جائے کیونکہ یہ مقدس ایوان ہے، آپ کے سامنے یہ رپورٹ پبلک ہونی چاہئے۔ ارسلان شہزادے نے جو عیاشی کے کارنامے انجام دیئے ہیں، وہ عیاشی کرنے کے لئے باہر کے ملک گئے وہاں عام بندہ نہیں جا سکتا، وہاں پر شہزادے عیاشی کرنے کے لئے جاتے ہیں، اس نے وہاں پر جا کر جواء کھیلا، 10 ہزار Euro ہارا ہے، اس کی تفصیل اور proofs میرے پاس موجود ہیں۔ اب اس کا جواب میں ان سے نہیں مانگتی، آپ اس مقدس ایوان کے Custodian ہیں اس لئے آپ تک اٹارنی جنرل کی رپورٹ آنی چاہئے اور عوام کو بتایا جائے کہ یہ عیاشی جو انہوں نے تسلیم کی ہے۔ "The "News پر آیا ہوا ہے کہ میں نے 34 کروڑ روپیہ لیا ہے، انصار عباسی کی رپورٹ آئی ہے اور یہ رپورٹ آپ تک آنی چاہئے، میں یہ بات ریکارڈ کرانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:اب آپ تشریف رکھیں اوراب مجھے ان کا مؤقف سننے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی اپنی معزز بہن سےhumble submissionکی ہے کہ اس پر چیف جسٹس سمیت باقی ججز نے۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت:جی،ٹھیک جو ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):محترمہ!ٹھیک ہوا ہے لیکن آپ جواب بھی سن لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:جی،سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ اسی طرح سے ٹھیک ہوا ہے۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:مک مکاوالی سیاست مجھے نہیں آتی ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اب یہ بات بھی سنیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں،میں نے اب انہیں floor دیا ہے اور وہ بات کریں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!یہ جواب کیوں دے رہے ہیں؟یہ جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر:آپ کے کہنے پر نہیں ہو گا،آپdictateنہ کرایا کریں۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!یہ جواب نہیں دے سکتے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں جواب دے سکتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ جواب نہیں دے سکتے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ ان کی بات سنیں۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں نے آپ سے جواب مانگا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی۔ میں ان سے پوچھ کر جواب دوں گا۔ میں آپ کو جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!ان کی پارٹی کا کوئی مرد بات کرے۔۔۔

جناب سپیکر:جی، یہ چاہتے ہیں کہ میں کوئیactionکروں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ ارسلان کے کیا لگتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!یہ پنجاب بنک کولوٹنے والے، یہ NICLکولوٹنے والے۔۔۔

جناب سپیکر:جی، میں کسی کو نہیں روکوں گا، شاباش بولتے جائیں، بولتے جائیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر![******](قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میں ایک اہمissueپر بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں، کون سا issueایسا ہے جو اہم نہ ہو۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!انہوں نے غلط زبان استعمال کی ہے اور گالیاں دی ہیں۔

جناب سپیکر: کس نے گالیاں دی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!جو نازیبااور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں انہیں حذف کروائیں۔

جناب سپیکر:اگر کسی نے کوئی خلاف ضابطہ بات کی ہو گی تو اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں clarification کردوں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی،میں clarification نہیں مانگ رہا۔

تعزیت

معزز خاتون ممبر اسمبلی محترمہ طلعت یعقوب کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!ہماری معزز ممبر اسمبلی محترمہ طلعت یعقوب کی والدہ فوت ہو گئی ہیں اور کل ان کے قل بھی ہو گئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر:جی،دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ طلعت یعقوب کی والدہ ماجدہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:for God sake مجھے چلنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جس طرح۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:جی،.Order please order in the House مجھے ان کی بات سننے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جس طرح ہماری ایک معزز ممبر نے انصار عباسی کی رپورٹ کے حوالے سے بات کی ہے تو میں اس میں قانونی assistance کے لئے آپ کے ذریعے اپوزیشن کے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب سپریم کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!یہ جھوٹ بول رہے ہیں،سپریم کورٹ نے کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جب ایک honourable competent court سے فیصلہ آ گیا ہے۔اس میں صرف اٹارنی جنرل کو proceedings initiate کرنے کے لئے نہیں کہا گیا بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کوئی guilty قرار پاتا ہے تو اس کے خلاف متعلقہ provision کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ملک ریاض ہو گا،مونس الٰہی ہو گا،عذاب الٰہی ہو گا جو بھی کوئی ہو گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔یہ چور مچائے شور والی بات نہ کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بس کریں، آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں انصار عباسی کی رپورٹ کی بات کر رہی ہوں۔ یہ ارسلان کے ہیڈ ہیں؟

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب یہ تحریک استحقاق کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے جسے 20 تاریخ تک adjourn کیا جاتا ہے۔ کرنل نوید صاحب کی تحریک استحقاق کو بھی 20 تاریخ تک adjourn کیا جاتا ہے۔ میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب کی تحریک کو بھی 20 تاریخ تک adjourn کیا جاتا ہے، رانا منور غوث صاحب کی تحریک استحقاق کو بھی 20 تاریخ تک adjourn کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر بحث کا آج آخری دِن ہے۔ آخر میں وزیر خزانہ wind up کریں گے۔ واضح رہے کہ گزشتہ چار ایام کے دوران 71 معزز ممبران تقاریر کر چکے ہیں۔ آج کے دِن کے لئے میرے پاس 42 معزز ممبران کی فہرست موجود ہے جو شاید آج مکمل نہ ہو پائیں۔ تاہم میں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اگر وقت کی قلت کے باعث کسی معزز ممبر کو آج تقریر کا موقع نہ مل سکے تو وہ ضمنی بجٹ پر عام بحث کے روز تقریر کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران بجٹ پر ووٹنگ والے تین ایام میں بھی بات کر سکیں گے۔ معزز ممبران سے استدعا ہے کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں اس کے بعد وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے۔ اب میں دعوت خطاب جناب طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کو دیتا ہوں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کا آغاز ان اشعار سے کروں گا جو امریتا پریتم کے ہیں۔

اَج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبراں وچوں بول
تے اَج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول
اِک روئی سی دھی پنجاب دی تُوں لِکھ لِکھ مارے وین
اَج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہین
اُٹھ دردمنداں دیاں دردیا اُٹھ تک اپنا پنجاب
اَج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
وے اَج سبھے قیدو بن گئے، حسن عشق دے چور
اَج کتھوں لیائیے لبھ کے وارث شاہ اِک ہور

جناب سپیکر !میں وزیر خزانہ صاحب کو اچھے طریقے سے بجٹ پڑھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بے شک بجٹ کہیں اور تیار ہوا کیونکہ تین ماہ میں تین فنانس منسٹر تبدیل ہوئے اور اس کے باوجود بھی انہوں نے ایک رات میں تیاری کر کے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرے علاقے کا ایک اہم مسئلہ پچھلی حکومت میں (ق) لیگ کے دور میں چودھری پرویز الٰہی نے بنوایا تھا جو وزیر آباد کے قریب ایک کڈنی سنٹر آج وہ مکمل ہو چکا ہے اس کی مشینری بھی اسی وقت آ چکی تھی اور جب مشینری کی فٹنگ ہو رہی تھی تو ہماری حکومت پنجاب نے اس سنٹر کو بند کر دیا اور وہ مشینری بلوچستان کو donate کر دی جس کی وجہ سے ہمارے علاقے کو بہت نقصان ہوا۔ جو لوگ سیالکوٹ سے جہلم تک، نارووال تک، لاہور کے رش میں آتے ہیں لیکن یہاں پر انہیں ٹائم نہیں دیا جاتا اگر وہ کڈنی سنٹر بن جاتا تو اس علاقے کا مسئلہ ادھر ہی ختم ہو جاتا اور لاہور کا رش ختم ہو جانا تھا۔ وہ ایک سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کڈنی سنٹر کو start کیا جائے اور اس کی donate کی گئی مشینری نئے سرے سے خریدی جائے وہ بلڈنگ مکمل ہے لیکن اب وہ خراب ہو رہی ہے لہذا اسے شروع کیا جائے۔ دوسری بات یہاں پر جو ییلو کیب سکیم discuss ہوئی ہے تو میں مختصراً یہی عرض کروں گا کہ بی اے پاس نوجوان جنہیں قلم دینا تھا، جنہیں ہم نے کاغذ دینا تھا، جنہیں ہم نے نوکری دینی تھی اور عزت دینی تھی۔ آج ہم نے انہیں ٹیکسی ڈرائیور بنا دیا ہے مگر وہ ٹیکسیاں لے کر پیلی جگہ پر ٹیپیں لگا کر لوگ عام پھر رہے ہیں اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ انہیں روزگار کے اچھے مواقع چاہئیں، انہیں مزید پڑھنے کے مواقع چاہئیں نہ کہ ہم نے انہیں ڈرائیور بنانا ہے۔ آپ نے پچھلے دور میں آٹا سکیم شروع کی تھی جو میرے قائد ذوالفقار علی بھٹو نے آٹا سکیم اور روٹی پلانٹ لگائے تھے، آٹے کی روٹی اور دال فری

دی تھی،آپ نے ہماری نقل کر کے وہ سکیم تو شروع کر دی مگر آپ اس سکیم کو کامیاب نہیں کر سکے۔اب آٹے کے لئے کوئی پیسے مختص کئے گئے ہیں نہ غریب کی بازپرسی ہوئی ہے۔اب اس کی جگہ پر لیپ ٹاپ آ گئے ہیں۔آپ اندازہ کر لیں کہ کسی غریب گھر میں وہ لیپ ٹاپ نہیں گیا، وہ صرف امیروں کے گھروں میں گیا ہے جن کے بچے بیکن ہاؤس میں پڑھتے ہیں، The City School میں پڑھتے ہیں، جن کے بچے بڑے بڑے اداروں میں پڑھتے ہیں انہیں ملا ہے۔ ہمارا غریب کا بچہ جو ٹاٹوں پر بیٹھتا ہے اسے فرنیچر ملا ہے نہ ہی ٹاٹ ملا ہے۔ یہ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے۔اس کے علاوہ آپ نے مزدور کی مزدوری 9ہزار روپے مقرر کی ہے۔ میں اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ایک درخواست یہ بھی کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے یہ مزدوری مقرر کی ہے اس طرح ذوالفقار علی بھٹو (شہید) نے مزدور کی مزدوری کو مقرر کیا تھا جب کارخانہ داروں نے مزدوری دینے سے انکار کر دیا تو ذوالفقار علی بھٹو (شہید) نے عدالتیں قائم کی تھیں آج وہ عدالتیں ناکارہ ہو چکی ہیں،آج وہ عدالتیں فعال نہیں ہیں جس کی وجہ سے مزدور کی شنوائی نہیں ہے۔ذوالفقار علی بھٹو (شہید) نے جب مزدور کی مزدوری مقرر کی تھی اور اسے اختیار دیا تھا کہ جب مالک مزدوری نہیں دیتا تو وہ دس پیسے کے کاغذ پر درخواست لکھتا ہے ایک کٹہرے میں مزدور ہوتا ہے اور ایک کٹہرے میں مالک ہوتا ہے۔ مزدور کی مزدوری والی اس سکیم کو اس نہج پر پہنچایا جائے اور اسے یہ گارنٹی دی جائے کہ واقعی مزدور کو 9ہزار روپے مزدوری ملے گی۔ کہیں بھی مزدور کو 9ہزار روپے مزدوری مل رہی ہے اور نہ یہ سارے اقدامات کر کے مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر!اب دانش سکول کی بات کروں گا۔ دانش سکول تو آپ نے بنا دیئے جو کہ ایک احسن اقدام ہے میں دوست محمد کھوسہ صاحب کو آج appreciate کرتا ہوں جنہوں نے اس floor پر کھڑے ہو کر حکومتی پارٹی کا ممبر ہوتے ہوئے جو ساری گفتگو کی تھی اس کا لب لباب یہی تھا کہ دانش سکول تو آپ نے بنا لئے آپ نے سارا کچھ کر دیا لیکن جو پہلے سکول ہیں وہ ویران پڑے ہیں۔آئیں! میں آپ کو دکھاتا ہوں بعض سکولوں میں مویشی بندھے ہوئے ہیں، بعض سکول بالکل بند ہیں، ٹیچر نہیں ہیں،آپ ان کی جگہ ٹیچر دیتے،آپ ان کی جگہ فرنیچر دیتے،آپ ان سکولوں کو اپ گریڈ کرتے تو غریب کا بچہ بھی وہاں پڑھنے میں فخر محسوس کرتا۔

جناب سپیکر!اب میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں میرے حلقے میں، میرے علاقے میں آپ نے ایک ٹیکنیکل یونیورسٹی کا اعلان کیا ہے۔یونیورسٹی کا اعلان اس سے پہلے بھی ہوا تھا وہاں میرے حلقے میں، میرے گاؤں کے ساتھ ایک گٹورو ڑا اور ایک لدھڑ گاؤں ہے وہاں سے 200 ایکڑ زمین تین لاکھ

تیس ہزار روپے ایکڑ کے حساب سے خریدی گئی مگر وہاں پر اس وقت ایک ایکڑ کی قیمت ایک کروڑ روپے اور آج دو کروڑ روپے کی ہے۔ وہاں پر یونیورسٹی بنی ہے نہ وہ زمینیں کسانوں کو واپس کی گئی ہیں اور نہ ہی ان کی جو متعلقہ رقم بنتی ہے وہ دی گئی ہے۔ ان کاموں پر توجہ دی جاتی ہے اور نہ ہی دیکھا جاتا ہے۔ آج میں آپ کی توجہ سے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ اس کا نوٹس لیں اور ان غریب کسانوں کی دادرسی فرمائیں۔ اس کے علاوہ بجٹ میں محکمہ صحت کی مد میں 5۔ارب روپے مفت ادویات کے لئے رکھے گئے ہیں۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ یہ رقم اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے صوبہ پنجاب تقریباً 8 کروڑ عوام پر مشتمل ہے اور آپ انہیں صرف 5۔ارب روپے دے رہے ہیں، اس رقم سے تو میرے ضلع کی ادویات بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ آپ اس رقم سے تو لاہور کے میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال کی ادویات بھی پوری نہیں کر سکتے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس مد میں اتنی کم رقم کیوں رکھی گئی ہے؟ کیا غریب آدمی کو صحت نہیں چاہئے کیا غریب آدمی کو تعلیم نہیں چاہئے اور کیا غریب آدمی کو روزگار نہیں چاہئے اور اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہی صحت کا ہے بیماریوں میں مبتلا غریب لوگوں کے لئے صرف اور صرف 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے اس لئے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ مفت ادویات کی مد میں رقم کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: رقم بھی بتادیں کہ کتنی زیادہ کی جائے؟

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ میں آپ کو بعد میں بتادوں گا۔ ایمن آباد سے سیالکوٹ تک سڑک کو آپ نے ڈبل کرنے کے لئے پیسے مختص کئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میرا سیالکوٹ جو کہ شاہینوں کا شہر ہے، یہ وہ سیالکوٹ ہے جس کے صنعتکاروں نے اپنی مدد آپ کے تحت وہاں پر ڈرائی پورٹ بنایا، جس سیالکوٹ کے مکینوں نے وہاں پر ائرپورٹ بنایا وہ ائرپورٹ جس کا رن وے ایشیاء کا سب سے بڑا رن وے ہے اور پورے ایشیاء کا اس ائرپورٹ پر آنا بھی مجبوری ہے۔ ہمارے صنعتکاروں نے سیالکوٹ میں سڑکیں بنائی ہیں اور آپ پورے پنجاب کا پیسا لاہور میں لگا رہے ہیں۔ میرے صنعتکار نے آج سے دس سال قبل سیالکوٹ کو پیرس کی مانند بنادیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنی جیب سے بنایا ہے، گورنمنٹ نے اپنا share بھی ادا نہیں کیا۔ اس صنعتکار کی بات کرتا ہوں جس نے وہاں پر تعلیمی ادارے بنائے جس نے ہسپتال بنائے جس نے وہاں پر لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع مہیا کئے۔ پچھلی گورنمنٹ میں 22۔ارب روپے سے سیالکوٹ تک موٹروے بنانے کا اعلان ہوا تھا جس میں تقریباً 4۔ارب روپے چودھری پرویز الٰہی کے دور

حکومت میں سیالکوٹ کے ڈی سی او کے اکاؤنٹ میں چلا گیا تھا، زمین بھی acquire ہو گئی تھی اور نقشے تک بن گئے تھے لیکن آپ نے وہ موٹروے بھی ختم کر دی ہے۔پورے پاکستان کے شہروں کو زونوں میں تقسیم کیا جائے تو میرے شہر کی آج بھی سب سے زیادہ آمدنی ہے۔اس شہر کی بات کر رہا ہوں جس کے پاس اتنے زیادہ تعلیمی ادارے، یونیورسٹیاں کالج موجود ہیں اس کے علاوہ وہاں پر ائرپورٹ بھی موجود ہے۔جب وہاں پر ڈرائی پورٹ بنانے کا اعلان کیا گیا تو پچاس لاکھ کا share تھا اور share کے لئے گجرات اور گوجرانوالہ کو بھی شامل کیا گیا لیکن صرف سیالکوٹ سے ہی اتنا share اکٹھا ہو گیا کہ ہمیں گوجرانوالہ اور گجرات کو بھی نکالنا پڑا لیکن پنجاب گورنمنٹ ہمارا موٹروے بھی کھا گئی ہے جو ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔وہاں کے لوگ کاروباری اور بڑے محنتی ہیں اس لئے میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ سیالکوٹ کی طرف توجہ دیں اور شفقت فرمائیں۔میں آگے جو باتیں کرنے والا ہوں وہ انتہائی اہم ہیں لیکن پہلے میں دو باتیں کر کے پھر وہ بات کروں گا۔اقلیتوں کے لئے مختص کئے گئے 32 کروڑ روپے انتہائی کم ہیں اقلیتوں میں کافی لوگ ہیں آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں آپ ایسٹر پیکیج دیں گے اسی میں ڈویلپمنٹ بھی دیں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس رقم کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے 5۔ارب 56 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔آپ خود سوچیں کہ اس ملک میں 80 فیصد لوگ زراعت سے منسلک ہیں اور ہمارے ملک کا انحصار زراعت پر ہے۔زراعت ایک کماؤپتر ہے جسے صنعت کا درجہ دیا جانا چاہئے۔اگر ہم دنیا میں کوئی بھی کام کرتے ہیں تو اس پر rebate ملتی ہے اور وہ صنعت کا درجہ رکھتی ہے لیکن جس ملک کی 80 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، اسے کسی نے rebate دی اور نہ ہی اسے صنعت کا درجہ دیا گیا ہے۔آج میں یہ بات آپ کی وساطت سے حکام بالا تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ زراعت کے محکمے کو صنعت کا درجہ دیا جائے اور اسے صنعتی صفوں میں رکھا جائے۔

دوسری بات بھی میں کسانوں کے حوالے سے کروں گا کہ جب میرا کسان ٹریکٹر کے لئے قرضہ لیتا ہے، بھینسوں کے لئے قرضہ لیتا ہے یا اپنے کسی بچے، بچی کی شادی کے لئے قرضہ لیتا ہے تو اسے وہ قرضہ پندرہ سے سولہ فیصد سود پر دیا جاتا ہے جو کہ ظلم اور زیادتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

صرف یہی ایک ظلم نہیں ہوتا اس سے بڑا ظلم یہ ہوتا ہے کہ جب recovery کا وقت آتا ہے اگر کوئی اور ڈیپارٹمنٹ یہ قرضہ لیتا ہے تو اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا جب یہی قرضہ کاشتکار لیتا ہے تو میرے ملک کا تحصیلدار اس کے گھر پر آ جاتا ہے۔ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 نوٹ فرما لیں یہ دفعہ کہتی ہے کہ ایک

جرم میں دو سزائیں نہیں ہو سکتیں آپ زراعت جیسے کماؤپتر کو دو سزائیں دیتے ہیں۔ ہمارا تحصیلدار اس کسان کو گرفتار کر لیتا ہے اور اس کی جائیداد کی بھی قرقی کر دیتا ہے جو کہ ایک کماؤپتر کے ساتھ ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ اسے تو آپ کو appreciate کرنا چاہئے اس پر آپ کو نظر رکھنی چاہئے لیکن آپ اس کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کرتے ہیں۔ انڈیا کا جو پنجاب ہے وہاں پر بجلی فری ہے، پانی فری ہے اس کے علاوہ بھی کسانوں کو بہت سی سہولتیں ہیں اور اس انڈیا کا چھوٹا پنجاب ہمارے مجموعی پاکستان کی پیداوار سے زیادہ پیداوار دے رہا ہے۔ یہ صرف اور صرف وہاں کی حکومت کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ یہ جو میں نے ضابطہ فوجداری کے متعلق کیا ہے کہ ڈبل سزا انتہائی نامناسب ہے۔ قرضے کے بدلے ہمیں گرفتار کر کے ہماری عزت کو نیلام کرتے ہو تو آپ کو ہماری زمین بیچنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے اگر زمین بیچتے ہو تو پھر گرفتار کرنے کا حق نہیں ہے۔ آج اس چیز کو ensure کیا جائے اور ہمارے ڈی ایم جی گروپ کو یہاں پر طلب کر کے ان سے کہا جائے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہاں پر اس کے لئے legislation کی جائے کہ یا تو اسے گرفتار کر لیا جائے یا پھر قرضہ واپس لے لیا جائے۔ دونوں میں سے ایک پر عمل کیا جائے یا ہمیں گرفتار کیا جائے یا پھر ہماری جائیداد کو قرق کر لیا جائے۔ یہ جو دو دو، تین تین کام کسان کے ساتھ ہو رہے ہیں یہ نہیں چلیں گے۔ اس کے علاوہ آج یہاں اگر کوئی کسان کا بیٹا ہوتا تو وہ اس بات کا ضرور خیال کرتا کیونکہ اس سارے بجٹ میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا گیا کہ یہ سڑک کھیت سے منڈی تک بنے گی۔ منڈی سے شہر تک بنے گی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بات ہی یہیں سے شروع ہوتی کہ سڑک کھیت سے منڈی تک بنے گی تاکہ اس سے کسان کو فائدہ ہو اور عوام کو فائدہ ہو۔ ہمارے پاکستان میں اس وقت بڑی زمینداری نہیں ہے چھوٹے زمیندار ہیں زرعی آلات پانچ ایکڑ کے لئے بھی اتنے ہی ضروری ہیں اور مربعوں کے لئے بھی اتنے ہی ضروری ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہو گی کہ آپ ایسا کریں کہ یونین کونسل کے لیول پر زرعی آلات مہیا کئے جائیں جو وہاں دفتر میں موجود ہوں جہاں سے کسان مفت یا سیکرٹری یونین کونسل سے تھوڑے بہت کرایہ پر اپنی کھیتی باڑی کر سکے تاکہ اس کے لئے آسانی پیدا ہو اور ان کو بنیادی سہولیات وہیں پر میسر ہو سکیں۔

جناب سپیکر: اپنی تقریر wind up کریں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں اپنی بات ختم کرنے لگا ہوں۔ آپ یورپ، لندن، امریکہ جاتے رہتے ہیں ہم بھی وہاں پر جا کر دیکھتے ہیں کہ کس طرح سے زمیندارہ ہوتا ہے، میں نے شہروں سے دو تین سو کلو میٹر دور جا کر فارم ہاؤس دیکھے ہیں، وہاں کی پکی سڑک آپ کے مال روڈ سے

زیادہ اچھی ہے، وہاں پر گیس ہے، بجلی ہے، پانی ہے لیکن آج کسان ہمارے ملک میں بے یار و مددگار ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آپ کو جلدی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آج کے اس بجٹ میں زرعی تحقیق کے لئے ایک پیسا تک نہیں رکھا گیا جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔ اگر زراعت کے متعلق تحقیقات نہیں ہوں گی تو ہم دنیا کے ساتھ کیسے چلیں گے؟ میں اللہ کے فضل و کرم سے کام کی باتیں کر رہا ہوں، مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ میری بات کو سنا جائے اور اس پر توجہ دی جائے۔ اگر زرعی تحقیق نہیں ہو گی تو پھر ہمارا ملک کس طرح سے ترقی کرے گا، زراعت کس طرح سے ترقی کرے گی اور یہ 80 فیصد لوگ کس طرح آگے بڑھیں گے، اس ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کس طرح سے کنٹرول کیا جائے گا اور ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا؟ اس کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ آپ کے سامنے پیش کرنے لگا ہوں۔ میں نے پہلے کئی بار عرض کیا ہے کہ اس وقت ملک میں energy crisis ہے۔ اس میں صوبے کا گناہ ہے اور نہ ہی مرکز کا گناہ ہے۔ پچھلے نو سال یہاں پر ڈکٹیٹر شپ کی حکومت رہی ہے میاں صاحب کی بھی رہی ہے بی بی کے دور میں جو بجلی پیدا ہوئی تھی، جو معاہدے ہوئے تھے آج تک وہ چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح آپ نے اب نہروں پر کام شروع کیا ہے میں نے پہلے، دوسرے بجٹ میں بھی یہ تجویز پیش کی تھی اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے وہ کام شروع کیا ہے اسے تیزی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس کے علاوہ تھر میں متعارف کرائے گئے پنکھے والے جو پلانٹس ہیں جس سے جنریٹر چارج ہوتے ہیں۔ اس طرح کے پلانٹ پنجاب میں سبسڈی دے کر متعارف کروائے جائیں اس سے بھی ترقی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): ہمارے ملک کا پانی انتہائی گندہ ہو چکا ہے آپ کا ضلع اور میرا ضلع ٹیزی زون ہے بے شک وہ ہماری مزدوری اور انکم ٹیکس کا ذریعہ ہے لیکن ٹیزی زون میں کہیں پر فلٹریشن پلانٹ نہیں لگے ہوئے، پانی صاف کرنے والے پلانٹ نہیں لگے ہوئے جس کی وجہ سے زمین خراب ہو رہی ہے اور وہ سارا کیمیکل نیچے جا رہا ہے۔ وہ مزدور آدمی جو منرل واٹر نہیں پی سکتا کیونکہ ساٹھ اور سو فٹ پر جو پانی تھا وہ ختم ہو چکا ہے اب تین چار سو فٹ کا بور بھی نہیں کروا سکتا جس کی وجہ سے بیماریاں پھیل رہی ہیں اور لوگ پریشان ہیں اسی وجہ سے جانور بھی بیمار ہیں۔ اس کے بعد ایک انتہائی اہم

مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرواؤں گا۔آپ میری طرف دیکھ بھی رہے ہیں مگر میں انشاء اللہ دو تین باتیں کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے تو کہا تھا کہ آخری بات ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! صرف دو منٹ۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، جلدی کریں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سفیدے کے درخت کے متعلق تحقیق ہو چکی ہے یہ پانی کو سو فٹ تک damage کر رہا ہے اور پھر اس کی کوئی income بھی نہیں ہے، اس پر already پنجاب گورنمنٹ کی بھی تحقیق ہو چکی ہے اس کے باوجود سفیدے کا درخت لگایا جا رہا ہے اور پہلے والا درخت کاٹا بھی نہیں جا رہا، محکمہ زراعت کے لوگ سفیدہ لگانے کے لئے پودے دے رہے ہیں۔ میری صرف ایک بات رہ گئی ہے اس کے بعد اجازت چاہوں گا۔20 فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اور ہر سال بڑھائی جاتی ہیں ہم بھی آپ کے ایم پی ایز ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا بڑھائی جائے؟

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

جناب سپیکر! ہم بھی آپ کے ساتھی ہیں، آپ کے ایم پی ایز ہیں ہمارا بھی بائیسواں سکیل ہے آپ نے کبھی ہماری تنخواہ نہیں بڑھائی۔کیا آپ ہمیں کرپٹ سمجھتے ہیں؟ میں اس floor پر قرآن پاک پر حلف دیتا ہوں کہ میں نے زندگی میں کبھی ایک روپے کی کرپشن نہیں کی۔اللہ کے فضل سے آج تک

حرام کھایا نہ ہی کمیشن لی ہے اور کبھی اپنی زندگی میں کمیشن یا حرام کا شک بھی نہیں ہونے دیا تو پھر آپ ہم پر کیوں توجہ نہیں دیتے، آپ ہمارے اعزازیے کیوں نہیں بڑھاتے؟ جتنی خدمات، جتنی دوڑ دھوپ ہم کرتے ہیں کوئی اور محکمہ نہیں کرتا۔ ہم ہی عوام کی خدمت کرتے ہیں، جتنے بھی امیر ہوں مگر گھر سے کون پیسے لگا کر اتنی دوڑ دھوپ کر سکتا ہے۔ آپ ہمیں بھی ضابطہ فوجداری 403 کے تحت دو سزائیں دے رہے ہیں۔ ہم نے آپ سے کرائے پر کمرہ لیا ہوا ہے وہاں پر ائر کنڈیشن کام نہیں کرتا، آپ ہمیں دو سزائیں دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ ایک تو آپ ہم سے سات ہزار روپے مہینے کا کرایہ لیتے ہیں اور دوسرا جو چوبیس پچیس سو روپے ٹی اے بنتا ہے اس میں سے دو ہزار کاٹ لیتے ہیں۔ کمرے لینے کی ہمیں دو سزائیں دی جا رہی ہیں جو کہ ظلم ہے۔

جناب سپیکر: یہ note کیا جائے۔ اسمبلی سٹاف اسے note کرے اور پھر مجھے بتائے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ سے چھ سات شعر تو پہلے سن لئے ہیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): ماشاء اللہ آپ نے سیالکوٹ کا میڈیکل کالج بنا دیا ہے اس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔

آتش نمرود ہے اور سنت ہے کربلا
زندگی و زندگی کتنی تو مشکل ہو گئی
ہر طرف ہے خاک و خون ہر سمت ہے دیوانگی
زیست لمحہ لمحہ زیر حلال ہو گئی
پھول جیسے چہرے نفرت کی چلا میں جل گئے
بربریت ایسی جیسے دنیا پاگل ہو گئی
یہ درندے ہیں جنہیں چھوڑا گیا انسان پر
آدمی یا بھیڑیے پہچان مشکل ہو گئی
سربراہان زمانہ بے حس بے خود رہے
زیست صیاد کے ہاتھوں سے پھر بسمل ہو گئی

کب تیری رحمت کا جوش آئے گا رب مصطفیٰ
آج پنجاب کی عوام پھر غم سے گھائل ہو گئی

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتے ہیں؟

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر!آپ سے میری گزارش ہے کہ آپ نے جو بجٹ پر ایک fertile بحث کو اتنے دن سے شروع کر رکھا ہے اس میں کسی نے ایک semi colon بھی نہیں بدلنا اور آپ حکومت کی دلچسپی کا عالم دیکھ لیں کہ ان کا دہاڑی دار وزیر خزانہ بھی موجود نہیں ہے۔میری گزارش ہے کہ آج کل پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر توجہ فرمائیں۔کل اور آج جو واقعات ہوئے ہیں ان سے صاف نظر آ رہا ہے کہ ملک خانہ جنگی میں داخل ہو چکا ہے۔کل اتوار کے دن پاکپتن ڈی سی او کا دفتر توڑا گیا، ڈی پی او کا دفتر توڑا گیا، پولیس کی گاڑی جلائی گئی، واپڈا کے دفتر کے تالے توڑ کر ان کی گاڑیاں جلائی گئیں، آج خانیوال میں پیپلز پارٹی کے ایم این اے کے گھر پر حملہ ہوا اور اس کے گارڈ کی جوابی فائرنگ سے ایک آدمی وہیں مر گیا اور ایک کو تشویشناک حالت میں ملتان میں شفٹ کیا گیا اور تین خانیوال کے ہسپتال میں گئے۔آج جو کچھ نارووال میں ہوا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔فیصل آباد اور پورے پنجاب میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔جہاں تک احتجاج کا تعلق ہے تو میں اس کا ہمنوا ہوں کہ شاید احتجاج کے ذریعے ان بے حس حکمرانوں کی غیرت تھوڑی بہت ہی جاگ جائے۔کل لاہور میں مسلم لیگ (ن) کی ریلی تھی اور لاہوریوں کے ساتھ جو بجلی کا سلوک ہوا ہے لاہور میں مسلسل تین تین، چار چار گھنٹے بجلی بند رہی ہے لیکن یہ معاملہ جو تشدد کی راہ اختیار کرتا جا رہا ہے یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔اس وقت میں تو بہت چھوٹا تھا اور آپ کو بھی یاد نہیں ہو گا کہ جب قادیانوں کے خلاف سب سے پہلی تحریک چلی تھی اور بعد میں ہم نے سنا اور پڑھا کہ وہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے اشارے پر شروع کی گئی تھی لیکن پھر وہ اتنی بے قابو ہو گئی کہ کسی کے کنٹرول میں نہ آئی۔

جناب سپیکر: اگر منسٹر صاحبان میری بات سن رہے ہیں تو جلد از جلد ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔جی، مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سیلاب بلا کو غور سے دیکھیں اور یہ نہ ہو کہ بعد میں یہ کہنا پڑے کہ مژگان تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر فرما چکے ہیں۔ان کو باری دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب بہت ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہمارے جنوبی پنجاب میں صرف ملتان میں ایک ہی ڈینٹل کالج ہے جہاں scanning کا کوئی پروفیسر نہیں ہے۔ایک اسسٹنٹ پروفیسر وہاں کلاس کا انچارج ہے اور آج پچاس طالب علموں کا چوتھا سال شروع ہو گیا ہے لیکن اب اس اسسٹنٹ پروفیسر کا تبادلہ بھی فیصل آباد کر دیا گیا ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ کو بند کر دیا گیا ہے۔پہلے پروفیسر کا تبادلہ ہو گیا پھر جو صرف ایک اسسٹنٹ پروفیسر تھا اس کا بھی جنوبی پنجاب سے فیصل آباد تبادلہ کر دیا گیا ہے۔وزیر اعلیٰ کی پالیسی ہے کہ wedlock جہاں ہوں وہاں انہیں disturb نہ کیا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ پرنسپل صاحب نے لکھ کر دیا ہے کہ اگر اس اسسٹنٹ پروفیسر کا تبادلہ ہوا تو پچاس طالب علموں کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔میری گزارش ہے کہ فیصل آباد کے ڈینٹل کالج کو ضرور آباد کریں لیکن مہربانی فرما کر ملتان کے ڈینٹل کالج کو بند کر کے اسے آباد نہ کریں۔مہربانی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کسی وزیر نے آپ کی بات نہیں سنی۔

جناب سپیکر: ابھی آ جاتے ہیں۔آپ فکر نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ ایوان میں تشریف لائے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہمارا یہ وزیر بھی شہزادہ ہی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ آ گئے ہیں اس لئے اب تو clapping ہونی چاہئے۔جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

معزز ممبران: ڈاکٹر صاحبہ شعر سے شروع کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، محترم سپیکر صاحب!اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں محمد شہباز شریف اور ڈاکٹر سامیہ امجد میں ایک قدر ایسی ہے جو ایک جیسی ہے اور وہی متفرق بھی ہے۔وہ ہے شیر کا نعرہ جیسے میں کھڑی ہوتی ہوں تو شعر کی آواز ضرور آتی ہے اور جب وہ تشریف لاتے ہیں تو انہیں بھی شیر کہا جاتا ہے فرق صرف چھوٹی ی اور ع کا ہے۔

جناب سپیکر: تکبر نہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں تکبر نہیں کر رہی۔آپ میری بات سن لیں۔شہباز شریف چھوٹی ی کی انگلی پکڑ کر بادشاہ بن جاتے ہیں اور میں شعر سنا کر فقیر۔مجھے کوئی تکبر نہیں میں اپنے حال میں خوش ہوں لیکن بات یہی ہے کہ فرق صرف چھوٹی ی اور ع کا ہی ہے لہذا شعر عرض ہے:

خواب مرتے نہیں
خواب دل ہیں نہ آنکھیں نہ سانسیں کہ جو
ریزہ ریزہ ہوئے تو بکھر جائیں گے
جسم کی موت سے یہ بھی مر جائیں گے
خواب تو روشنی ہیں نوا ہیں ہوا ہیں
جو کالے پہاڑوں سے بھی رکتے نہیں
ظلم کے دوزخوں سے بھی پھکتے نہیں
روشنی اور نوا اور ہوا کے علم
مقتلوں میں پہنچ کر بھی جھکتے نہیں
خواب تو حرف ہیں خواب تو نور ہیں
خواب سقراط ہیں خواب منصور ہیں

جناب سپیکر!تکبر سے خدا معاف کرے، ایک حرف کے بدلنے سے انسان بادشاہ سے فقیر ہوتا ہے یہی مجھے بھی کہنا ہے کہ تکبر نہ کیا جائے شیر اگر بادشاہ ہے تو شیر فقیر بھی ہے۔2008 سے لے کر اب2012 آگیا ہے ان پانچ سالوں میں power politics میں جتنی کھینچا تانی ہوئی اس میں ہمیں یہ دور ناکام نظر آیا، لوگ پس گئے اور حکمران بھی نہیں جیتے، کوئی نہیں جیتا، سارے اتنا لڑے اور power politics اس حد تک گئی کہ کوئی نہیں جیتا۔اگر میں اپنے شعروں کے reference سے یہ کہوں جو خوابوں کا منبع ہوتا ہے اسے vision کہتے ہیں۔آپ نے ہمیں جو statements of budget دیئے اس میں medium term budgetary framework کی کتاب ہے۔میں سب سے پہلے اس کتاب کو اس لئے appreciate کروں گی کہ ہر budgetary frame work یا figures دینے سے پہلے ایک vision دیا گیا ہے اس vision میں department to department quote کیا گیا ہے میں آگے Cut Motions میں ہر ایک کی تفصیل بھی بیان کروں گی لیکن جہاں آپ نے اپنے خواب سنائے وہاں اس کی ناکامیوں کے اُوپر آج جو ستّر، بچھتر تقاریر ہو چکی ہیں وہ بھی آپ پانچ دنوں سے سُن رہے ہیں۔سابق وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی کے پانچ سالہ دور اور vision کا یہ نتیجہ نکلا تھا کہ اُس وقت 100۔ارب روپے surplus کا ترقی یافتہ صوبہ تھا اور آج کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے vision، تگ و دو اور power politics کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس صوبے کا دوسری مرتبہ deficit budget پیش کیا گیا۔اس وقت صوبے پر قرضوں کا انبار ہے اور ایک سسکتا جلتا پنجاب ہے۔خانیوال میں ہر اج ہاؤس پر جو incident ہوا ہے میں اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔پنجاب میں جہاں جہاں بھی یہ آگ لگائی جا رہی ہے میں التجا کرتی ہوں کہ یہ احتجاج یا خوابوں کو جلانے کا کوئی وقت نہیں ہے۔موجودہ حکومت نے اس سال کا782۔ارب روپے کا بجٹ پیش کیا ہے جبکہ اخراجات783۔ارب روپے کے بتائے گئے ہیں یعنی یہ خسارے کا بجٹ ہے۔اس حکومت کے قرضے 111۔ارب روپے اور سود32۔ارب روپے ہے۔یہ 131.40۔ارب روپے کے ٹیکس collect کریں گے جبکہ وقت صرف تین ماہ ہے یعنی تین ماہ میں یہ 131۔ارب روپے collect کریں گے۔کیا قرض یا سود اُتارنے کا ان کا کوئی خواب بھی ہے؟ ہمارے قائد چودھری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ کچھ اور نہیں تو بجلی کے قرضے ہی اُتار دو لیکن اس پنجاب حکومت نے یہ قرضے ادا کرنے سے انکار کر دیا جبکہ باقی تینوں صوبے اس قرض کو اُتارنے کے لئے بیتاب تھے۔ہمیں اُدھار دینے کو تیار تھے تاکہ لوگوں کو بجلی مہیا ہو جائے، لوگ اس طرح گرمی میں نہ تڑپتے رہیں، یہ جو جلاؤ گھیراؤ اور احتجاج ہو رہا ہے وہ نہ ہو لیکن افسوس کہ اس حکومت کے

پاس قرض اُتارنے کا کوئی خواب نہیں۔وہ وزیراعلیٰ،وزیراعظم یالیڈر کون ہوگا جو یہ کہے گا کہ اس دفعہ بجٹ میں جاریہ اخراجات کے علاوہ سارے پیسے سے پاکستان کے قرضے اُتار دو؟

جناب سپیکر!79۔ارب روپے صرف ہیلی کاپٹر میں سیر کرنے پر خرچ کر دیئے گئے۔ 119۔ارب روپے ائر ٹریول کے بجٹ میں reflected figure ہے۔چار کیمپ آفس کے اخراجات ہو رہے ہیں۔کیا پنجاب ہاؤس کو چلانا ضروری ہے؟ایک پرائیویٹ شہری میاں محمد نواز شریف جو آپ کے لئے بہت معزز ہیں اور میرے لئے بھی قابل احترام ہیں صرف ان کے لئے پنجاب ہاؤس چلایا جارہا ہے۔پنجاب ہاؤس میں میاں محمد شہباز شریف ایک دن بھی نہیں گئے جبکہ اس پر کروڑوں روپے کے اخراجات کئے جارہے ہیں۔یہ سارے وہ سوالات ہیں جو کہ عوام پوچھ رہے ہیں۔آپ کے چیف جسٹس نے 12۔ارب روپے مانگے جبکہ ایک ارب روپے دے کران کو چلتا کیا۔کل یہاں ملک احمد خان vision کی بات کر رہے تھے کہ وزیراعلیٰ نے تو بہت اچھا vision دیا،بڑے اچھے اچھے خواب دیکھے لیکن انہیں ناکام کرنے والے بیوروکریٹس ہیں۔یہ بات بار بار کہی گئی کہ بیوروکریسی کو curtail کریں۔تاریخ،یہ ایوان اور آپ گواہ ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کی سطح پر بطور ایڈمنسٹریٹر بیوروکریسی کو اختیارات دینے والا یہی ایوان ہے۔موجودہ وزیراعلیٰ اور اس حکومت نے منتخب ناظم system کو out کر کے by law, by legislation بیوروکریسی کو اتھارٹی دی اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ بیوروکریسی نے ان کو fail کر دیا ہے۔اُس وقت بیوروکریسی کی کُکھ value نہیں تھی انہوں نے اس کو لکھ کر دیا۔اس بیوروکریسی کو پیسا بھی دیا گیا،انہیں کہا گیا یہ لو پیسے،نہ صرف تمہارے لئے قانون سازی کی گئی ہے کہ تم منتخب ناظموں کو نکال دو بلکہ تم اتھارٹی ہو،صوبے کا بجٹ خرچ کرو اور تم طاقتور بن جاؤ۔اب کہتے ہیں کہ ہمارے خواب بیوروکریٹس نے چورا چورا کر دیئے ہیں۔میں پوچھتی ہوں کہ کیا ناظمین کو out کرنا اور administrator کو تعینات کرنا ایک مشرفانہ (مشرف جیسا) انداز نہیں تھا؟آج تک سارے کہتے رہے کہ جب مشرف صدر تھا تو لوکل گورنمنٹ پیسے تو پنجاب حکومت سے لیتی لیکن اس کا حساب صدر مشرف کو دیتی تھی مگر میں پوچھتی ہوں کہ آج کیا ہو رہا ہے؟آج بھی اسی مشرفانہ انداز میں اس صوبے کی competent authority نے کچھ نہیں کیا؟انہوں نے افسر شاہی کے لئے 23۔ارب 24 کروڑ روپے دیئے۔موجودہ وزیراعلیٰ نے لوکل گورنمنٹ کو 435۔ارب روپے کا بجٹ دیا اور مزید 467۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ مانگا ہے۔کیا یہ اربوں روپے خرچ کرنے کے لئے elected لوگ نہیں تھے اور کیا ناظم اس قابل نہیں تھے؟اس elected system کا گلا گھونٹ کر اربوں روپے ان

بیوروکریٹس کے حوالے کر دیئے گئے اور یہ موجودہ حکومت ایسا کرنے والی ہے۔ میری demand ہے کہ اس قانون سازی کو undo کیا جائے اور لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرا کر منتخب نمائندوں کے اختیارات انہیں واپس کئے جائیں۔(Citizen Community Board(CCB کے اربوں روپے ڈی سی او کے حوالے کر دیئے گئے۔ وہ سٹیزن کمیونٹی بورڈ تھا، ڈی سی او کمیونٹی بورڈ نہیں تھا جس کے اربوں روپے کا کوئی حساب نہیں ہے۔ ہمیں کہا گیا کہ ناظم corrupt تھے، ناظموں کو پکڑا گیا، گھسیٹا گیا اور مال روڈ پر پیٹا گیا لیکن آج C.C.B کے پیسے ڈی سی او صاحبان سے کون واپس لے گا، ان سے کون حساب لے گا اور کون بولے گا، یہ سب کچھ کرنے کے بعد آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ بیوروکریٹس نے ایک منتخب وزیر اعلیٰ کے خواب توڑ دیئے؟ پچھلے پندرہ سالوں میں یہ وقت نہیں آیا تھا کہ double digit inflation ہو۔ اس وقت مسلسل double digit inflation چل رہی ہے، investment نہیں ہو رہی، خسارہ ہے اور صرف ایک ہی پالیسی ہے کہ اُدھار لو حالانکہ پالیسی یہ ہونی چاہئے کہ اُدھار دو۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر مختصر کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ اس criticism کا سب کو پتا ہے۔ بیوروکریسی کو خود اتھارٹی دے کر پھر شکایت کرنا مناسب نہیں۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس لئے کہ ناظم یا منتخب آدمی کو نکالنے کا ایک process ہے لیکن بیوروکریٹ کی چھٹی صرف ایک بندہ یعنی وزیر اعلیٰ کر سکتا ہے۔ "اوئے تم نے اچھا کام نہیں کیا، نکل جاؤ" یعنی اگر اتھارٹی دی تو انہیں نکالنے کا اختیار بھی انہی کے پاس تھا۔ جب ایک ہی آدمی کو مشرفانہ اور آمرانہ انداز میں تمام اختیارات دیئے جائیں گے تو پھر آمریت ہی جنم لے گی۔

جناب سپیکر! ہمیں آئین کے آرٹیکل 120 اور 124 کو پڑھنا ہوگا۔ 1919 میں لکھا ہوا یہ آرٹیکل آج تک revise نہیں ہوا جو کہ بجٹ کو پیش کرنے کے حوالے سے ہے جس کے تحت statement of estimated receipts expenditures دی جاتی ہے۔ یہاں آپ کی اسمبلی نے بہت اچھا رواج قائم کیا اور اس پر میں سپیکر صاحب کو salute کرتی ہوں۔ آپ نے یہاں پر pre budget discussion شروع کرائی اور اس کو مروج کیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہئے تھا؟ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ اس discussion میں جو تجاویز دی گئی تھیں انہیں Standing Committees کے سپرد کیا جاتا۔ مجالس قائمہ ان پر غور کرتیں اور پھر نہ صرف وہ voted estimated expenditures بلکہ charged estimate کو بھی اس اسمبلی سے پاس کراتیں۔ یہی وہ amendment ہے جس کی میں appeal کرتی ہوں کہ آرٹیکل 120 میں نہ صرف voted

expenditures کو اسمبلیاں پاس کریں بلکہ charged estimated expenditures کو بھی یہی اسمبلیاں پاس کریں تاکہ ممبران کی طرف سے آنے والی تجاویز کو سننے کے بعد ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالا جاسکے۔اسی طرح blocked allocation کے حوالے سے ترمیم کرکے اس میں purpose and limit کو specified کیا جائے۔جب تک ہم purpose and limit کی legislation نہیں کریں گے اس وقت تک blocked allocation آمریت کا ایک بہت بڑا آلہ کار رہے گی۔ کہیں پر بھی blocked allocation کو اسمبلی کے سامنے رکھ کر approve نہیں کرایا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں آمریت مزید مضبوط ہوتی ہے۔ملٹری ڈکٹیٹر ہو یا سول اگر اسے پیسے دے دیئے جائیں تو وہ آمرانہ روش اختیار کر لیتا ہے۔پچھلے بجٹ کا one fourth حصہ ایک آدمی یعنی وزیر اعلیٰ کی discretion پر تھا۔آج زیادہ تر وزارتیں بھی ایک آدمی کے پاس ہیں اور اسی وجہ سے باتیں ہوتی ہیں۔اس حوالے سے آئین میں ترمیم کی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ بھی مزید ایک ترمیم کی ضرورت ہے کہ اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد statement showing actual expenditures بھی اس اسمبلی میں پیش کی جائے۔تقریباً 47 فیصد بجٹ خرچ ہوتا ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوا ہے؟

جناب سپیکر! آخر میں میرا صرف ایک چھوٹا سا خواب سُن لیں۔لاہور کی رونقیں آپ سب کو بہت مبارک ہوں۔ تخت لاہور میں مزید رونقیں لگیں لیکن صبح کے دھندلکے میں آپ سب جنوب کی طرف کان لگائیں۔وہاں سے اونٹوں پر اس دارالخلافہ لاہور کی طرف ایک قافلہ چلا ہے۔ایک منٹ خاموش ہو کر سُنیں کہ ان اونٹوں کے گلے میں ٹلیاں اور ان کے پیروں میں واوڑنگیاں کیا کہتی ہیں؟ ٹَن، ٹَن ٹَن، ٹَن ٹَن۔

جناب سپیکر: جی، اب اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ ایک انصاف پسند سپیکر ہیں اور آپ نے اپوزیشن کے ساتھ ہمیشہ خیر سگالی کا مظاہرہ کیا اور آج بجٹ پر بحث سے پہلے آدھا گھنٹہ اپوزیشن کو دیا ہے۔ میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ بجٹ پر بحث کے دوران ٹریژری بنچوں کو بھی مناسب وقت دیں گے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں وسائل کی تقسیم غریب عوام کی فلاح و بہبود کے بنیادی نکتہ پر کی گئی ہے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور حزب اقتدار مبارکباد کی مستحق ہے۔ یہ مثالی بجٹ ایسے موقع پر پیش کیا گیا ہے جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی coalition government حکومت پنجاب سے بجلی کی تقسیم میں انتہائی زیادتی کر رہی ہے۔ اذیت ناک لوڈ شیڈنگ، بدترین کرپشن اور کمر توڑ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے جبکہ وفاقی حکومت نے ایسے حالات میں 1100۔ارب روپے کے خسارہ کے ساتھ ایک بدترین بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی میرے دوست بتا رہے تھے کہ کل پورے پنجاب کے اندر آگ لگی رہی، پورے لاہور کے اندر ٹریفک جام رہی۔ لوگوں نے مسلم لیگ (ن) کی کال پر نیلا گنبد کے اندر جمع ہو کر ایک مطالبہ کیا کہ حکمرانو! یہ ظلم اور زیادتی بند کرو۔ بجلی کی بابت تم نے عوام پاکستان کے ساتھ جو زیادتی کی ہے اس کا ازالہ کرو اور اُس کی منصفانہ تقسیم کرو لیکن کسی کے کان پر جوں نہیں رینگی۔ کل بھی لاہور اور پورے پنجاب میں 16 سے 18 گھنٹے لوڈ شیڈنگ رہی۔ جب یہ وفاقی حکومت بنی تھی تو کہا گیا تھا کہ کالا باغ ڈیم پر قومی افہام و تفہیم نہیں ہو رہی لہذا ہم بھاشا ڈیم بنائیں گے لیکن چار سال گزرنے کے بعد بھی وہاں پر ایک اینٹ نہیں لگی اور وہاں پر کوئی سول ورک شروع نہیں ہوا۔ انہوں نے نیلم اور جہلم کے اوپر کوئی improvement نہیں کی۔ ہاں! ایک improvement کی کہ 45 لینڈ کروزر خریدی گئی ہیں جن کو ان کے وزراء استعمال کر رہے ہیں۔ عوام سے ہر بل پر نیلم اور جہلم کا سرچارج لیا جاتا ہے لیکن کسی کو یہ امید نہیں کہ اس حکومت کے ہاتھ سے کوئی کار خیر ہو اور کوئی ایک میگاواٹ بجلی پیدا ہو۔ اس میں 400۔ارب روپیہ کا debit ان کی جیبوں میں چلا گیا اور وہ رقم IPPs کو ادا نہیں کی گئی جس کے نتیجہ میں آج ہم پتھر کے دور میں چلے گئے ہیں اور ان کا یہ ظلم اور زیادتی جاری ہے۔ ایسے حالات میں یہاں پر جو صوبائی بجٹ پیش کیا گیا ہے اُس کے اندر سادگی کو بنیاد رکھا گیا ہے۔ کیبنٹ نے 30 فیصد تک اپنا مشاہرہ voluntarily surrender کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اگر اپنا کوئی مشاہرہ لیتے ہیں تو وہ اداروں کو donate کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق جب مسندِ خلافت پر بیٹھے تو اُن کا مشاہرہ مقرر کرنے کی بات ہوئی تو آپ نے کہا کہ مدینہ کا مزدور جتنا مشاہرہ لیتا ہے میں اُتنا مشاہرہ لوں گا تو انہوں نے کہا کہ حضور! اُس سے آپ کا گزارہ کیسے ہو گا تو حضرات ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ اگر اُس مشاہرہ سے میرا گزارا نہیں ہوا تو میں مزدور کے مشاہرہ میں اضافہ کروں گا۔ ہم نے بنیادی طور پر اس کے اندر خود sacrifice کیا ہے۔ خود وزیر اعلیٰ اور اُن کی کیبنٹ نے مثال قائم کی۔ یہاں پر بیوروکریسی کو تنقید کا بڑا نشانہ بنایا گیا۔ پچھلے چار

سالوں میں ہم نے اُن کی رہائشوں کی تزئین وآرائش کی، ہم نے انہیں نئی گاڑیاں دیں اور نہ ہی ہم نے اُن کو نیا فرنیچر دیا۔ حکومت نے اُنہیں guideline دی کہ آپ نے اپنے انہی وسائل کے ساتھ گزارہ کرنا ہے اور مشکل حالات میں آپ کو بھی قربانی دینا پڑے گی۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں عوامی فلاحی سکیموں سے پنجاب کے رہائشی کا سر فخر سے بلند ہوتا ہے۔ ہم نے یہاں پر گرین ٹریکٹر سکیم دی، ہم نے بیلو کیب سکیم دی، ہم نے خود روزگار سکیمیں دیں، ہم نے آئی ٹی کی دنیا میں انقلاب کی غرض سے لیپ ٹاپ بھی تقسیم کئے لیکن وفاقی حکومت نے عوام سے متعلقہ بے نظیر انکم سپورٹ سکیم کے نام سے صرف ایک سکیم شروع کی تھی اور اُس سکیم پر 135 بلین روپیہ خرچ کیا اور اُس کے اندر انہوں نے اس بات کا کلیم کیا تھا کہ ہم غربت کم کریں گے اور اس سکیم کے حوالہ سے انہوں نے عہد کیا تھا کہ 40لاکھ افراد کو اس کے ذریعے support کیا جائے گا جس کی بناء پر وہ غربت کی لکیر سے اوپر آ جائیں گے۔ پچھلے پانچ سالوں میں پلاننگ کمیشن نے poverty elimination کے حوالہ سے کوئی رپورٹ نہیں دی کیونکہ حکومت نے انہیں جبری طور پر روکا ہوا ہے کہ آپ یہ مت کریں۔ انہوں نے اس کے اندر ایک خیالی اعداد و شمار دینے کی کوشش کی تھی۔ اس ملک کے اندر غربت کی لکیر سے نیچے رہنے والے لوگوں کی تعداد 23.2 فیصد ہے۔ انہوں نے اس سال یہ کوشش کی کہ اسے 10 فیصد کمی کے ساتھ 13 فیصد کیا جائے جس پر international donors نے انہیں لعنت کی کہ تم نے یہ کس طرح کیا ہے کیونکہ 135 بلین روپے کا فائدہ اس قوم کو نہیں ہوا۔ انڈسٹری کا کوئی ایک منصوبہ شروع نہیں ہوا۔ بجلی کی وجہ سے بچے، بوڑھے، نوجوان اور مریض تڑپ رہے ہیں اُن کے لئے بھی وہ رقم خرچ نہیں کی۔

جناب سپیکر!اگر آپ ہمارے 259۔ارب روپے کے بجٹ کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ غریبوں کی مدد کے اوپر maximum amount خرچ کی گئی ہے جبکہ وفاقی حکومت نے ترقیاتی فنڈز کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ملتان، لاڑکانہ، نواب شاہ اور حیدر آباد کو special package دے کر اپنے ترقیاتی بجٹ کی 80 فیصد سے زیادہ رقم ان علاقوں میں خرچ کی جا رہی ہے جہاں پر ان کے power lords رہتے ہیں، باقی پورا پاکستان وفاق کی طرف سے ترقیاتی کاموں کے حوالہ سے مکمل طور پر محروم ہے۔ 55 فیصد دیہی آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے لیکن وفاقی حکومت کی آنکھیں بند ہیں کہ کس طرح پبلک کے بنیادی مسائل کو address کرنا ہے۔

جناب سپیکر!یہ ایک مثالی اور بہترین بجٹ ہے لیکن میں اس بجٹ کے حوالہ سے آپ کے سامنے کچھ تجاویز رکھنا چاہوں گا کیونکہ آج وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر کو wind up بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب اور محکمہ خزانہ کے درمیان reconciliation of accounts میں controversy ہے اسے ختم کیا جانا چاہئے۔9.5۔ارب روپے Water Supply and Sanitation کے لئے رکھے گئے ہیں جنہیں دُگنا کیا جانا چاہئے کیونکہ میں نے خود ایک رپورٹ پڑھی ہے کہ پاکستان میں30۔ارب روپے سے زیادہ پیٹ کی بیماریوں پر عوام کا خرچ ہوتا ہے تو پینے کے صاف پانی اور Sanitation پر رقم کو دُگنا کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!زراعت کے لئے 5۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔آپ خود کاشتکار ہیں آپ جانتے ہیں کہ ہارویسٹر کے چلنے کے بعد گندم کی base بھوسا ہے وہ پیپر انڈسٹری کے کام آتا ہے۔ پنجاب میں اسے جلادیا جاتا ہے،اُس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ایک weighing machine ہے جس کی مالیت 30لاکھ روپے کے قریب ہے۔ حکومت پنجاب کو اس مشین کی خرید میں سبسڈی دینی چاہئے کیونکہ ایک اندازے کے مطابق گندم کا تنا جلنے سے ایک ارب ڈالر ضائع ہوتا ہے تو پیپر انڈسٹری کو strengthen کرنے کے لئے اور چارہ کی کمی پوری کرنے کے لئے اس مشینری کے اوپر سبسڈی دی جائے۔

جناب سپیکر!کوئی قوم ٹیکس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ ہمارے ہاں زرعی آمدنی پر انکم ٹیکس لاگو ہے لیکن اس کی collection نہیں ہو رہی اس کی وصولی ہونی چاہئے۔ بڑے بڑے زمیندار جس میں "سونامی خان" کے ساتھی شاہ محمود قریشی نے آج تک اپنی زرعی انکم کے اوپر ریٹرن جمع نہیں کروائی جو کہ پنجاب کی عوام کے ساتھ ظلم ہے۔اخراجات جاریہ کو کم کیا جانا چاہئے جس کے لئے مختلف محکموں کو ایک دوسرے میں merge کیا جانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر!محکموں کو merge کر کے یا non-productive محکموں کو ختم کر کے اخراجات جاریہ کو کم کیا جانا چاہئے یہ وقت کی ضرورت ہے۔ پنجاب کے اندر 532۔ارب روپے کے اخراجات جاریہ ہیں جنہیں کم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!energy کے لئے 10۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور وفاقی حکومت کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے یہ بیڑا پنجاب کو اٹھانا پڑے گا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب شاہان ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کہاں سے شروع کروں اور کس طرف جاؤں۔ میں فوڈ سکیم میں کرپشن کی بات کروں، سستی روٹی کے گھپلے کی بات کروں، یلو کیب کی بات کروں، Laptop کی بات کروں، اداروں میں کمیشن کی مد میں کرپشن کی بات کروں، محکمہ مال کے کھاتوں میں گھپلوں کی بات کروں، پولیس کی بات کروں یا لاء اینڈ آرڈر کی بات کروں؟ میرا خیال ہے کہ بہت سے معزز ممبران نے بہت سے issues اور بہت سے محکموں کا بڑا تفصیلی breakup دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف دو issues پر بات کروں گا اور اس کے لئے میں آپ کی اور معزز ایوان کی توجہ چاہوں گا۔ میں آپ کو بڑے دکھی دل سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت خصوصاً خادم اعلیٰ صاحب جو اپنی کارکردگی کے راگ الاپتے رہتے ہیں ان کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت پنجاب پچھلے سال بھی قرض پر چلی اور آنے والے سال کا کھاتہ بھی سٹیٹ بنک کے قرض سے شروع کرنے جا رہی ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم شیم" کی آوازیں)

کیا یہ good governance ہے؟ یہ good governance والی نہیں بلکہ مقروض حکومت ہے اس کے باوجود کہ NFC میں ان کا حصہ پچھلے سال کے مقابلے میں 117۔ارب روپے بڑھ گیا ہے۔ یہ اپنا کھاتہ سٹیٹ بنک سے قرض لے کر کھول رہے ہیں یہاں تک کہ جولائی کی تنخواہیں بھی انہیں قرض کی رقم سے ادا کرنی پڑیں گی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا خزانہ لٹ چکا ہے اور یہ برتن خالی ہو چکا ہے۔ یہ برتن خالی کیسے ہوا اور کس مالی بدانتظامی کی وجہ سے ہوا میں اس کی مختصر کہانی آپ کی وساطت سے اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس سال کے white Paper کی دستاویزات سے کچھ حقائق آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ White Paper کی executive summary میں بڑا واضح mention ہے اور اسی صفحہ پر پنجاب حکومت کے revenue receipts جو 667۔ارب روپے ہیں ان کے اخراجات بھی ظاہر کئے گئے ہیں جو 633.5۔ارب روپے ہیں۔ان میں 165۔ارب روپے ترقیاتی کاموں کے لئے ہیں اور تقریباً 467.9۔ارب روپے غیر ترقیاتی کاموں کے لئے ہیں جو کل 633.5۔ارب روپے بنتے ہیں اب 633.5۔ارب روپے اور 667۔ارب روپے میں 34۔ارب روپے کا واضح فرق ہے اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پیسا کہاں سے آیا اور کہاں گیا؟ اس سوال پر پنجاب

حکومت یا شاید وزیر خزانہ صاحب یہ جواب دے کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کریں گے کہ 34۔ارب روپے ہم نے قرض اور سود کی واپسی کی مد میں ادا کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! White paper پنجاب حکومت کی capital amount بتا رہا ہے کہ قرضوں کی مد میں تو 48۔ارب روپے ادا ہوئے ہیں۔اب ایک نیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر 34۔ارب روپے قرض کی مد میں ادا ہوئے ہیں تو 48۔ارب روپے میں سے 34۔ارب روپے نکالیں تو یہ 14۔ارب روپے کا فرق کہاں سے آیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ اپنے سیکرٹری خزانہ سے ضرور پوچھیں کہ 14۔ارب روپے کا فرق کیوں آیا ہے، کیا اسے پورا کرنے کے لئے پنجاب کے پٹواریوں سے کچھ اکٹھا کریں گے، ترقیاتی کاموں کی کمیشن سے اکٹھا کریں گے یا یہ بتائیں کہ کون سا الہ دین کا چراغ ہے جو 14۔ارب روپے کا فرق دور کرے گا؟حقیقت تو یہ ہے کہ یہ پیسا سٹیٹ بنک سے ایک اور قرض لے کر 8۔جون کو پورا کیا گیا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم شیم" کی آوازیں)

وہ قرض کی رقم 15۔ارب 59 کروڑ روپے ہے اور یہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ یکم جولائی کو جب یہ نیا مالی سال شروع ہو گا تو پنجاب حکومت دوبارہ 33۔ارب روپے کے قرض کی مقروضی سے نیا سال شروع کرے گی۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر!ذرا غور فرمائیے گا اور لمحہ فکریہ تو یہ ہے کہ جس سال یہ حکومت بنی تھی اس سال یکم جولائی 2008 کو سٹیٹ بنک میں پنجاب حکومت کے اکاؤنٹ میں 16۔ارب روپے surplus تھے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!16۔ارب روپے بلکہ 100۔ارب روپے surplus تھے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر!اب ہم تباہی کے اس دہانے پر پہنچ چکے ہیں کہ بارہ دن کے بعد 30۔جون کو پنجاب حکومت اپنا کھاتہ 33۔ارب روپے کے قرض کے ساتھ ختم کرنے جا رہی ہے۔یہ پنجاب حکومت کی نااہلی کا ثبوت ہے کہ ہر محکمہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔اسی مناسبت سے ایک شعر عرض ہے کہ:

قرض کی پیتے تھے مے اور کہتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ good governance کے چار سال ہیں جو میں نے آپ کے سامنے گوش گزار کر دیئے ہیں۔اس حوالے سے بے شمار مثالیں ہیں لیکن ایک مثال دے کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صوبہ کا یہ حشر کیوں ہوا؟ حکومت پنجاب کا ایک head جس کا نمبر A-03807 تو اس سارے تماشے کی کہانی یہ Project Head کر رہا ہے۔ یہ head خادم اعلیٰ صاحب کے ہیلی کاپٹر، جہاز، سٹاف کاروں اور دیگر سرکاری کاروں کے پٹرول کے لئے مخصوص ہے۔اس مد میں اس سال 6۔ارب 20 کروڑ روپے جاری ہوئے ہیں۔آپ توجہ فرمائیں کہ یہ 6 کروڑ 20 لاکھ لٹر پٹرول بنتا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم شیم" کی آوازیں)

ایسی شاہ خرچیوں سے صوبہ مقروض نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟ ایک طرف تو مینار پاکستان کا tent ڈرامہ ہے اور دوسری طرف یہ تلخ حقیقت ہے جو میں نے آپ کے گوش گزار کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں ایسی صورتحال پر میں کوئی خوشگوار شعر تو نہیں پڑھ سکتا لیکن پنجاب حکومت کے خزانہ کے اس بے دردی سے قتل ہونے پر صرف یہی کہوں گا **انا للہ وانا الیہ راجعون** (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔چودھری عبداللہ یوسف صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: شکریہ۔جناب سپیکر! میں گھر میں بات کر رہا تھا کہ میں نے بجٹ پر بولنا ہے۔ میری ایک پوتی جو تیسری کلاس کی طالب علم ہے وہ مجھے کہتی ہے کہ بجٹ کیا ہوتا ہے، میں نے کہا کہ آپ اپنی ڈکشنری لاؤ اُس میں دیکھتے ہیں کہ بجٹ کیا ہوتا ہے؟ میں نے ڈکشنری میں بجٹ کی definition یہ دیکھی کہ Budget estimate or plan of money available and how it will be spent over a period of time. وہ بچی انگلش میڈیم میں پڑھتی ہے تو مجھے کہتی ہے کہ estimate or plan کیا ہوتا ہے جس پر میں نے کہا کہ ہمارے بجٹ میں estimate ہی ہوتا ہے کوئی plan نہیں ہوتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں ایک لطیفہ اس House میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال تھا کہ جمعہ والے دن میری باری آئے گی تو میں بتاؤں گا۔ جمعہ والے دن کے اخبار میں شہباز شریف صاحب کی ایک بڑی زبردست خبر تھی کہ "آئندہ الیکشن میں کامیابی ملی تو چھ ماہ میں

لوڈ شیڈنگ ختم کر دیں گے "میں اپنے[***] وزیر خزانہ صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اِس پر غور فرمائیں۔

جناب سپیکر: یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں لہذااِن الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! یہ تو اُردو کا لفظ ہے اور اس حوالے سے ڈاکٹر سامیہ ہی بتا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

چودھری عبداللہ یوسف: یہ میں نے روزنامہ "جنگ" اخبار کی خبر بتائی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم چھ ماہ میں لوڈ شیڈنگ ختم کر دیں گے۔ چار سال سے زیادہ وقت گزر گیا ہے اور اب پانچواں سال جارہا ہے لیکن Annual Budget Statement کے صفحہ 39 پر ملاحظہ فرمائیں تو ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے energy کے لئے 32 million یعنی صرف 3 کروڑ 20 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ اگر انہوں نے energy کی مد میں صرف 3 کروڑ روپے رکھے ہیں تو چھ ماہ بعد پورے ملک کی بجلی کیسے پوری کریں گے؟ میں کہتا ہوں کہ حکمران صرف ایک شہر کو ہی بجلی دے دیتے، لاہور کو دے دیتے، ملتان کو دے دیتے، سیالکوٹ کو دے دیتے یا کسی چھوٹے شہر چکوال کو ہی دے دیتے یا پھر چیچہ کی ملیاں کو ہی دے دیتے۔

جناب سپیکر: آپ میرے خیال میں تفصیل میں نہیں جاتے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! ہمیں دانش سکولوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے جو بڑی اچھی بات ہے۔ جو اچھی بات ہو گی ہم اُس کی تعریف کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ جاری رکھیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! ابھی میں بعد میں ایک اور چیز کی تعریف بھی کروں گا۔ دانش سکولوں کے ساتھ ٹاٹ والے سکول بھی ہیں۔ میں خود بھی اپنے گاؤں میں ٹاٹ والے سکول میں پڑھا ہوں۔ ایک دن اخبار میں ماڈل ٹاؤن لاہور کے ایک سکول کی تصویر تھی وہ تصویر میں لا نہیں سکا جس کا مجھے افسوس ہے۔ وہ سکول وزیر اعلیٰ صاحب کے گھر کے نزدیک ہے جہاں پر درخت کے نیچے ٹاٹ پر

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بیٹھے بچے پڑھ رہے تھے۔ کیا اسے missing facilities نہیں دی جا سکتیں، کیا اُس سکول کی چار دیواری نہیں بن سکتی، وہاں نلکا نہیں لگ سکتا، وہاں بجلی نہیں لگ سکتی یا کیا وہاں toilets نہیں دیئے جا سکتے؟

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن سسٹم کے حوالے سے good governance پر تھوڑا سا عرض کروں گا کہ جب سے یہ حکومت برسرِاقتدار آئی ہے تب سے پرائمری سکول کے اساتذہ کے ٹرانسفر پر بھی ban لگا ہوا ہے اور مسلسل ban ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ چالیس پرائمری سکولوں پر ایک اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر ہوتا ہے جو اُن کی ٹرانسفر پوسٹنگ کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب! ذرا غور سے سنئے گا کیونکہ آپ کے متعلق بات ہو رہی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! مزید یہ کہ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کے بعد ایک ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ہوتا ہے جو تحصیل کی سطح کا ہوتا ہے، اُس کے اوپر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہوتا ہے جو male اور female علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور سکولوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ایک سکول ٹیچر جو عیسیٰ خیل، اٹک یا پتوکی میں پڑھا رہا ہے، اگر اُس نے ٹرانسفر کرانی ہے تو وہ وزیراعلیٰ صاحب کے پاس جا کر directive جاری کرائے گا۔

جناب سپیکر: آپ گجرات کا نام لیتے ہوئے کیوں گھبرا رہے ہیں؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! آپ گجرات میں جاتے ہیں تو مجھے بتاتے ہی نہیں اور چُپ کر کے واپس آ جاتے ہیں پھر میں نے آپ کو گجرات کے متعلق کیا بتانا ہے؟ میں نے تو وہاں آپ کا استقبال کرنا ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ good governance کی اتنی efficiency نہیں ہے کہ آپ محکمہ تعلیم کو کنٹرول کر سکیں۔ آپ کے گاؤں کے ایک پرائمری سکول ٹیچر کو اگر خدانخواستہ ضرورت پڑ جائے تو اسے وزیراعلیٰ کے پاس directive کے لئے جانا پڑے گا۔ میرے ایک گاؤں کی بچی کی گوجرانوالہ شادی ہو گئی لیکن کچھ دن بعد اُس بے چاری کو divorce ہو گئی۔ اب وہ بے چاری divorce کے بعد اُس گھر میں رہ سکتی تھی اور نہ ہی وہاں رہنے کے لئے کوئی دوسری جگہ تھی تو وہ چاہتی تھی کہ میری ٹرانسفر ہو جائے لیکن سب نے ban کہہ کر اُس کی ٹرانسفر نہ کی جس وجہ سے وہ بے چاری

بہت ذلیل و خوار ہوئی۔ جب آپ نے AEO,DDO,DEO لگائے ہوئے ہیں جن کے اوپر ڈائریکٹر، ایجوکیشن سیکرٹری اور پھر ایجوکیشن منسٹر موجود ہیں تو کیا ان سب کو چھوڑ کر ایک پرائمری سکول کے ٹیچر کی posting کو وزیر اعلیٰ ہی کنٹرول کرے گا؟ اس حوالے سے پرائمری سکول ٹیچر کے ٹرانسفر کے directive کے لئے پہلے پرنسپل سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ اپنے ایڈیشنل سیکرٹری کو mark کرے گا پھر وہ ڈپٹی سیکرٹری کو بھیجے گا اُس کے بعد سیکشن آفیسر draft تیار کر کے پھر اوپر بھیجے گا۔ آپ دیکھیں کہ اس سے افسروں کے وقت اور سٹیشنری کا کتنا ضیاع ہو رہا ہے یعنی ضلع میں بیٹھے ایجوکیشن افسران کا کام بھی اپنے ذمے لیا ہوا ہے۔ حکومت پنجاب نے سب سے اعلیٰ ایک کام کیا ہے جس کا کسی نے ذکر نہیں کیا جس پر میں حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک لوٹا manufacturing industry لگائی ہے جو بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا کریسی کی نعرہ بازی)

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! اس انڈسٹری میں صرف لوٹا ہی نہیں بلکہ "لوٹیاں" بھی ہیں جس پر میں اس حکومت اور وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ سب کہیں زندہ باد۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "زندہ باد کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! 17 کلو میٹر کی سڑک کے لئے پیسے رکھے، سڑک منظور ہو کر تعمیر شروع بھی ہو گئی۔ مزے کی بات کہ اس سڑک میں دو بارانی نالوں پر دو پل بننے تھے۔ سڑک بن گئی ہے لیکن پل رہ گئے ہیں حالانکہ پل کے پیسے بھی چلے گئے جو حکومت پنجاب نے ایکسئین سے واپس لے لئے کہ یہ پل نہیں بنانے۔ اگر یہ پل نہ بنے تو سڑک بے کار ہے اور آپ بے شک نوٹ فرمائیں اور ایکسئین ہائی ویز گجرات سے بھی پوچھ لیں کہ دو پلوں کے لئے بھی ان کے پاس پیسے آئے تھے اور انہوں نے واپس کیوں کئے؟ میرے خیال میں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ان پیسوں سے لیپ ٹاپ لینے ہوں۔

جناب سپیکر! لیپ ٹاپ ایک Chinese proverb ہے کہ ایک آدمی کو آپ مچھلی کھلائیں اور دوسرے کو مچھلی پکڑنا سکھا دیں تو جسے آپ نے مچھلی کھلائی وہ تو کھا کر چلا گیا اور جسے آپ نے پکڑنا سکھا دیا اس کا تو ہمیشہ کے لئے کاروبار بن گیا کیونکہ وہ کئی مچھلیاں خود بھی کھائے گا اور دوسروں کو بھی کھلائے گا اور اپنا کاروبار بھی چلائے گا۔ بجائے اس کے کہ لیپ ٹاپ دیئے جائیں، لیپ ٹاپ چلانا سکھا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ جیسے اور میرے جیسوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ پڑھے لکھے بچوں کے لئے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! پڑھے لکھوں کی ہی میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کوئی تو پردہ داری ہے کہ آپ کیوں بار بار اوپر دیکھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ وہاں بھی بیٹھ سکتے ہیں اور یہاں بھی بیٹھ سکتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: کھوسہ صاحب! واپس آؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ جناب سپیکر آپ انہیں لے آئیں ہم انہیں آپ کی جماعت کے حوالے کریں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور ابھی گلوٹین استعمال کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ جی، محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ، وزیر قانون، وزیر خزانہ اور ان کی ساری ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ بے شمار مسائل کا محدود وسائل کے ساتھ احاطہ کر کے تمام طبقہ ہائے زندگی سے متعلق بجٹ پیش کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے تعلیم، صحت اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں allover اگر دیکھا جائے تو جس طرح سے انہوں نے کام کئے ہیں، چاہے ڈینگی کا حملہ ہی کیوں نہ ہو، وزیر اعلیٰ صاحب نے ڈٹ کر اس کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ یہ بجٹ بہت اچھا ہے جس طرح خادم اعلیٰ صاحب نے دانش سکولوں کا قیام، بیلو کیب سکیم، بے شک غریبوں کی سکیم میں کوئی لاکھ برائیاں نکالے لیکن ہر چیز میں خامیاں ہوتی ہیں مگر خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ سستی روٹی سکیم بہت اچھی تھی اور model villages کی بھی بہت اچھی سکیم تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے پچاس ہزار لوگوں کے لئے free of cost سکیم دی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please.

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر!ادھر صرف ترقی ہی نظر آتی ہے اور عمل نظر آتا ہے جبکہ دوسری طرف تنقید ہی ہے اور تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے بلکہ تنقید برائے اصلاح ضرور ہونی چاہئے۔انہیں چاہئے کہ یہ تنقید برائے اصلاح کریں نہ کہ تنقید برائے تنقید کریں۔وزیراعلیٰ صاحب کے کام کو نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ پوری دنیا میںappreciate کیا گیا ہے اور پوری دنیا میں وزیراعلیٰ صاحب کے کام نظر آ رہے ہیں۔وعدے نہیں کام اور وزیراعلیٰ صاحب کے کاموں کو میںappreciate کرتی ہوں اور پوری قوم بھی انہیںappreciate کرتی ہے جبکہ باقی تینوں صوبے بھیappreciate کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب کے بھائی جیسا وزیراعلیٰ ہمیں بھی چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ تشریف رکھیں کیونکہ جب آپ نے تقریر کی تو کسی نےinterrupt نہیں کیا اور اب آپ نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا اور یہ آپ کے لئے اچھا نہیں ہے۔میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔جی، محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر!جب بندے کی کچھ بن نہ آئے اور کہیں کچھ نہ بنے تو وہ تنقید شروع کر دیتا ہے۔میں ایک شعر پیش کرتی ہوں کہ:

لیہندے ولوں کالے بدل گجدے وجدے ٹر پئے نیں
مینوں سڑدا ویکھن گے پر اگے جا کے وسن گے

جناب سپیکر!یہ وہ حقائق اور وزیراعلیٰ صاحب کے کارہائے نمایاں ہیں جنہیں آنے والے وقت میں بھی انشاء اللہ ضرور سراہا جائے گا۔آپ مجھے بتائیں کہ وزیراعلیٰ صاحب کا کون سا ایسا کام ہے جسے کہا جائے کہ انہوں نے سیاست کے لئے کیا ہے۔انہوں نے غریب عوام کے لئے، مریضوں کے لئے اور طلباء کے لئے مختلف سکیمیں دیں جبکہ سابق حکومت نے تو ہمارا مستقبل بھی تباہ کر دیا اور ہمارے بچے بجلی کے بغیر پڑھ نہیں سکتے۔ہمارے بچے اندھیروں میں پڑھ نہیں سکتے۔انہوں نے اس ملک کا مستقبل بھی تاریک کیا ہے جس کا انہیں خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔آشیانہ، یلو کیب سکیمیں عوام کے لئے ہیں اور تمام ہسپتالوں، سکولوں اور کالجوں میں جدید کمپیوٹر کا اجراء کرنے کا اعزاز وزیراعلیٰ صاحب کو ہی حاصل ہے۔

میرٹ کی بنیاد پر پڑھے لکھے بچوں کو لیپ ٹاپ دیئے جا رہے ہیں جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی پالیسی صرف میرٹ، میرٹ اور میرٹ ہے اور عمل، عمل اور عمل ہے۔ سڑنے والے سڑ دے رہن گے اور وزیر اعلیٰ صاحب کام کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں گے۔ اس ملک کے ہونہار طلباء وطالبات اور پوزیشن حاصل کرنے والے first topper کو وزیر اعلیٰ صاحب نے بلا کر خود دو لاکھ روپے اور ایک ایک لیپ ٹاپ دیا ہے اور یہ وہ عملی تھپڑ ہے جسے اگر یہ محسوس کریں۔ چاروں صوبوں کے topper طلباء وطالبات کے درمیان اردو اور انگلش میں story writing کی debate کروا کر وزیر اعلیٰ صاحب نے انعامات دیئے۔ Toppers کو دو دو لاکھ روپے اور لیپ ٹاپ دیئے۔ اسی طرح second اور third آنے والے بچوں کو بھی لیپ ٹاپ اور انعام کی رقم ادا کی۔ یہ وہ عملی اقدامات ہیں جن کے متعلق کہنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ نظر آ رہے ہیں۔ بجلی ختم ہو گئی جس کی وجہ سے ہماری انڈسٹری بند ہو گئی ہے۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں یہاں پر پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں کہ ہماری کچھ انڈسٹریاں بند ہو گئیں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جھوٹ، جھوٹ، یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں، مہذب بنیں۔ ایسا نہ کریں یہ مناسب نہیں ہے، آپ کو قوم دیکھ رہی ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ ان کا حق ہے انہیں بولنے دیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! Hyundai فیکٹری اس ملک سے شفٹ ہو گئی جو کہ یہ اس ملک کا المیہ ہے۔ جب سے فیکٹری لگی ہے لوڈشیڈنگ کی وجہ سے وہ بنگلہ دیش شفٹ ہو گئی۔ یہ وہ کارہائے نمایاں ہیں اور مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مصنوعی لوڈشیڈنگ کس نے کر رکھی ہے؟ ہمارے بچوں کا مستقبل کس نے تباہ کر رکھا ہے؟ مصنوعی لوڈشیڈنگ کر کے صرف صوبہ پنجاب کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ سندھ میں لوگ کنڈیاں لگا کر بتیاں جلاتے ہیں اور کوئی بل ادا نہیں کرتے۔ حقائق کو سن کر برداشت کرنا بہت ظرف کی بات ہوتی ہے۔ ان لوگوں میں اگر ظرف ہو تو یہ دیکھیں کہ انہوں نے ملک کو اندھیر نگری بنا دیا ہے۔ ہمارے بچے لالٹین کی روشنیوں میں پڑھتے ہیں، ہمارے بچے بغیر پنکھے کے پڑھتے ہیں اور ہمارا ملک اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ پنجاب کو بڑا صوبہ اور بڑا بھائی ہونے کے ناتے سے سزا دی جا رہی ہے۔ مصنوعی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہمارے فیصل آباد کی انڈسٹری بند ہو گئی۔ یہ کون سی نئی انڈسٹری لگانے کی بات کرتے ہیں؟ کیا وہ اس ملک کی انڈسٹری نہیں تھی جو گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہو گئی؟ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک بلال احمد کھر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ دیکھیں، مجھے کام کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مصنوعی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اے سی نہیں چل رہا ہے۔ سابقا وزیراعلیٰ اوپر گرمی میں بیٹھا ہے اوپر اے سی نہیں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جن کو گرمی لگے گی وہ مجھے خود بتائیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ مجھے مجبور نہ کرو، اللہ کے واسطے مجھے کوئی step لینے پر مجبور نہ کریں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مہر ارشاد احمد خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سردار شہزاد رسول خان جتوئی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ رائے صفدر عباس بھٹی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب افتخار علی کھیتران!

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! موجودہ بجٹ کے حوالے سے میں qualitative aspects کے حوالے سے گفتگو کروں گا کہ موجودہ بجٹ کا ابتدائیہ وفاقی حکومت پر blame game سے شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ وفاقی حکومت ہے جس نے پاکستان کی constitutional history میں بہت کارنامے سرانجام دیئے۔ صوبوں کی خود مختاری کے حوالے سے وہ اختیارات دیئے جو صوبوں کا بہت پرانا مطالبہ تھا۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت 1973 کے آئین کو بحال کیا۔ این ایف سی ایوارڈ کے ذریعے صوبوں کا پرانا مطالبہ پورا کیا ہے۔ اسی طرح صوبوں کے دیرینہ تنازعات کو حل کیا۔ اس وفاقی حکومت پر پنجاب کے اس official document میں اعتراض کیا گیا۔ جنہوں نے الزام لگایا وہ اس ایوان سے حاصل کی ہوئی executive power سے اس پورے پنجاب کے طول و عرض میں لوگوں کو انارکی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ وہ لوگ وفاق پاکستان پر الزام لگائیں، میں اس حوالے سے زیادہ گفتگو نہیں کروں گا صرف اتنا کہوں گا کہ حضرت علی کا قول ہے کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچنے کی کوشش کرو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جہاں تک اس بجٹ میں پنجاب حکومت کے وژن کا تعلق ہے تو کیا یہ بجٹ پنجاب کے لوگوں کو qualitative اور sustainable development کا وژن اور صلاحیت رکھتا ہے؟ میں صرف ایک مثال دوں گا کہ 4۔ارب روپے سے لیپ ٹاپ تقسیم کئے گئے۔ یہ یقیناً سٹوڈنٹس تک پہنچنے چاہئیں لیکن صرف ایک لاکھ پچیس ہزار سٹوڈنٹس تک نہیں بلکہ یہ اداروں تک پہنچنے چاہئیں۔ میں تجویز پیش کروں گا کہ E لائبریریز کے تصور کو اپنایا جائے اور ایجوکیشنل انسٹیٹیوٹ کے اندر صرف کمپیوٹر ہی نہیں بلکہ wireless connectivity دی جائے اور پرنٹرز دیئے جائیں۔ اس سے بڑھ کر

یہ ہے کہ تعلیمی اداروں کو دنیا کی بہترین لائبریری اور متعلقہ ویب سائٹس تک رسائی کے انتظامات کئے جائیں تاکہ ایک لاکھ پچیس ہزار نہیں بلکہ پورے پنجاب کے باصلاحیت نوجوان اس سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر!دوسری بات جس کی طرف گورنمنٹ توجہ نہیں دیتی میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دریائے سندھ کے کٹاؤ کی صورت میں جو بستیاں اس کی زد میں آجاتی ہیں گورنمنٹ کا کوئی planان بستیوں اور ان کے متاثرہ لوگوں کو تحفظ فراہم نہیں کرتا جس سے وہ بے آسرا لوگ اپنا سر چھپا سکیں۔اس حوالے سے ضرور سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر!TEVTAاپنی افادیت کے حوالے سے بہت اہم ادارہ ہے اور اس حوالے سے 1.5۔ارب روپے بہت کم ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کے اندر skilled labour کے حوالے سے جو demand ہے اس کو پورا کرنے کے لئے کورسز introduce کرائے جائیں اور ساتھ ہی TEVTAملازمین میں اپنی مستقل نوکری کے حوالے سے جو بے چینی پائی جاتی ہے ان کے اس حق کو تسلیم کیا جائے۔

جناب سپیکر!میری گفتگو کا تیسرا جو تعلق ہے وہ سرائیکی خطہ کی so cio and economic پسماندگی ہے، پچھلے بجٹdocumentکے اندر70۔ارب روپے کی commitment کی گئی تھی،اس بجٹ میں ساؤتھ پنجاب کے لئے80۔ارب روپے کیcommitment کی گئی ہے لیکن یہ commitment صرف کاغذوں کی حد تک تھی۔آج میرے ضلع لیہ میں چودھری پرویز الٰہی دور میں117۔ارب روپے سے مکمل ہونے والے منصوبے ہی نظر آتے ہیں(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!جس میں ڈی ایچ کیو کی اپ گریڈیشن ہو،سپورٹس کمپلکس ہو،گرلز ٹیکنیکل کالج ہو،ڈرامہ سنٹر ہو یا ایجوکیشن کالج ہو جنہیں اب BZU Campus میں تبدیل کیا گیا ہے یہ وہ تمام کام ہیں جو پرویز الٰہی دور میں مکمل ہوئے لیکن موجودہ دور میں پنجاب حکومت میرے ضلع کو deliver نہیں کر سکی۔ میں یہ مطالبہ کروں گا کہ ہمارے ضلع لیہ کو صنعتی پسماندگی کے اور infrastructure کے حوالے سے space ملنی چاہئے۔لیہ تونسہ پل عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے،لیّہ سٹی کے سیوریج کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،wind up کریں۔

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان:جناب سپیکر!میں صرف دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا جہاں پر ساؤتھ پنجاب کے نوجوانوں کے مسئلے ہیں کہ CSS کے اندر پنجاب کے کوٹا سے

ساؤتھ پنجاب کے نوجوانوں کا تناسب 6اور 7فیصد سے زیادہ نہیں ہے،PPSC کے اندر A&B Zone کے خاتمہ سے جو proportionate share ساؤتھ کے نوجوان لیتے ہیں اسے ختم کیا گیااور انٹری ٹیسٹ کے اندر ساؤتھ کے محنتی طالبعلم لاہور کی مخصوص اکیڈمی سے انٹری ٹیسٹ کی گارنٹی purchase نہیں کر سکتے، شعوری کوششوں سے ان کا تناسب کم کیا جارہا ہے لیکن میں آخر میں اس حوالے سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پنجاب سے کوئی گلہ نہیں ہے، ہمیں گلہ ہے تو اس سوچ سے جو غاضبانہ سوچ رکھتے ہیں جس کے against بلوچستان میں resentment ہوئی، جس سوچ کے خلاف مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا، وہ سوچ جو قبضہ کی خواہش کے تحت ہوتی ہے لیکن بحیثیت پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن کے۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!"ادھر ہم اُدھر تم" کا نعرہ کس نے لگایا تھا؟

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: جناب سپیکر! شہید محترمہ کے قربانی کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ "جمہوریت اور زیادہ جمہوریت" تمام مسائل کا حل ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد ارشد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب غائب ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب آپ بیٹھ جائیں۔ حاجی نعیم صفدر انصاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب یعقوب ندیم سیٹھی صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں آج لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے تھوڑی سی بات کروں گا کہ آج پورا فیصل آباد جل رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے کل کی ریلی کے بارے میں بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی بات کر لینا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میری فاضل ممبران، میری بہنیں صرف میری اتنی بات سن لیں کہ آج قوم پر انتہائی کڑا وقت ہے، پارٹیوں سے بالاتر ہو کر سر جوڑ کر بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!آج وہ جو کچھ فیصل آباد یا پنجاب کے ساتھ کر رہے ہیں اس سے پورا فیصل آباد جل رہا ہے۔ میں ایک بات کہوں گا کہ یہ جو آج پنجاب اور فیصل آباد کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں، آج پوری قوم اس پر بہت افسردہ ہے۔ یہ وقت بتائے گا کہ جنہوں نے خطا کی صدیوں میں سزا پائی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب!آپ کی بڑی مہربانی، آپ ماحول کو خراب نہ کریں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!یہ لوگ یہاں پر picnic منانے آتے ہیں، یہ اسمبلی کے decorum کو خراب کر رہے ہیں اور یہ اٹھکیلیاں کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی سمجھ آئی ہے کہ لوگ ان کے گھروں کو جلانے کے لئے پہنچے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب انہیں تقریر کرنے دیں جن کا ٹائم ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، سیٹھی صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے ان کی بات سننے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!پورا پاکستان اس وقت لوڈشیڈنگ کی وجہ سے جل رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بہت افسوس ہے انہیں بات کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

Order please order in the House

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر!بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، وزیر خزانہ اور پوری پاکستان مسلم لیگ (ن) کو 13-2012 کا عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں خادم اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے فیروزپور روڈ کو Mini Motorway بنایا۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ مصطفیٰ آباد میں گرلز ڈگری کالج بنانے پر میں اور میرے حلقے کی عوام مشکور ہے۔ آج پنجاب کے اندر لوڈشیڈنگ، گیس اور بے روزگاری کی وجہ سے مزدور پریشان ہیں، فیکٹریاں بند ہو چکی ہیں اور کارخانے تباہ ہو رہے ہیں۔ پنجاب کے ساتھ ایسا گھناؤنا کھیل کیوں کھیلا جا رہا ہے؟ آج ہر غریب آدمی اور ہر طبقے سے تعلق رکھنے والا بندہ پریشان ہے۔ اس کے علاوہ کراچی جو روشنیوں کا شہر کہلایا کرتا تھا آج کراچی جل رہا ہے۔ کراچی میں مزدور آدمی رو رہے ہیں،

لوگ اپنے بچوں کے لئے روٹی وروزی کمانے کے لئے پریشان ہیں۔ میں غریب عوام کی آواز میں یہی کہوں گا کہ:

اکھ کھلی تے دکھاں دے جال ویکھے
ہنڈدے جندڑی دے نال ویکھے
اک دن ہجر دے سال ورگا
اسیں دن نہیں سالاں دے سال ویکھے
توں کیڑے دے رزق دی سوچ ربّا
اسیں بھکھاں توں وکدے بال ویکھے
میں نچیا جگ دے سکھ پاروں
سڈ بلھے نوں میری دھمال ویکھے

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گا کہ جب بھی ملک پاکستان کو کسی قربانی کی ضرورت پڑی تو وہ قربانی میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے دی۔ میں یہ بھی کہتا چلوں کہ جب پوکھران کے پہاڑوں میں بھارت نے دھماکے کئے تو اس وقت پورے بھارت میں مٹھائیاں تقسیم کی جارہی تھیں لیکن میرے قائد کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پوری امت مسلمہ کے دل جو میرے قائد میاں محمد نواز شریف کے ساتھ دھڑکتے تھے، پوری دنیا کے مسلمان یہ دیکھ رہے تھے کہ میرا قائد کب ایٹمی دھماکے کرے گا۔ میرے قائد نے چاغی کے سنگلاخ پہاڑوں پر ایٹمی دھماکے کر کے یہ ثابت کر دیا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی پورے ملک کی واحد جماعت ہے جو پاکستان کے ساتھ مخلص ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جب ان جماعتوں نے عدلیہ پر کیچڑ اچھالا اس وقت پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی واحد جماعت تھی کہ جس نے عدلیہ کا ساتھ سب سے پہلے دیا۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! جب جمہوریت کی بساط لپیٹ دی گئی اور ایک ڈکٹیٹر نے ہمارے ملک پر شب خون مارا تو اس وقت بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ہی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف سب سے پہلے ریلی نکالی۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "پڑھا لکھا پنجاب" پرویز الٰہی کا تھا اگر "پڑھا لکھا پنجاب" ہوتا تو پنجاب کی حالت کیوں نہ بدلی ہوتی؟ الحمد للہ میرے قائدین رات دن اس ملک کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ میں بجٹ پر یہ بات کہنا چاہوں گا کہ:

اس دیس کے رہنے والو اب کہ برس ہم نے چاند
ستاروں کی تمنا کی ہے
ہر کھلیان میں ہر آنگن میں بہاروں کی تمنا کی ہے
اب تو دیکھو ہمارے ساتھ چلو
ہم نے خون دے کر چراغوں کی تمنا کی ہے

محترمہ سیمل کامران: ہم نے جدہ نہیں جانا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ٹکٹ کٹاؤ، جدہ جاؤ۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! اس وقت پاکستان مسلم لیگ (ن) ہی واحد جماعت ہے جو اس گھمبیر حالات سے پورے ملک کو نکال سکتی ہے اور وہ میرا خیال ہے کہ میاں محمد نواز شریف ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جو جدہ بھاگ گئے تھے، ہم نے جدہ نہیں جانا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: جی، آپ بولتے جائیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:

تم لاکھ کوششوں سے جگنو نہ روک سکو گے
یہ تو سورج ہے تم سے نہ روکا جائے گا

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جدہ، جدہ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا کہ پنجاب میں جتنے بوائز اور گرلز ہائی سکول تھے ان سب کے اندر وزیر اعلیٰ پنجاب نے کمپیوٹر کی تعلیم عام کر دی تاکہ غریب کا بچہ بھی ہائی سکول میں تعلیم حاصل کر سکے۔ اس کے علاوہ میرے قائد نے پنجاب میں جتنے ہونہار طالب علم ہیں ان کے لئے لیپ ٹاپ بھی تقسیم کئے جبکہ دانش پبلک سکول جن لوگوں کی تنخواہ 6ہزار روپے ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر wind up کروں گا کہ:

ہم نے یہ کب کہا کہ ہماری ہے کربلا
حق بات جو تم کہو تو تمہاری ہے کربلا

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"ٹکٹ کٹاؤ، بکسے لے کر جدہ جاؤ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔Order in the House. Now, listen to me. شہزادہ محمد گزین عباسی صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شہزادہ توار سلان ہے۔

جناب سپیکر: جناب شاہ رُخ خان ملک!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محمد طارق امین ہوتیانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد علی لا لیکا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار محمد افضل تتلا۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب غضنفر علی خان۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ر) نوید اقبال ساجد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید حسن گجر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ابراہیم خلیل احمد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ رعنا رضوی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر مسرت حسن!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر نوید صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب! جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے آج بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ پر بات کرنے کے لئے بے شمار موضوع ہیں لیکن میں بجٹ پر بات صرف اپنے سرگودھا ڈویژن اور خاص طور پر اپنے حلقے تک محدود رکھوں گا۔ رواں مالی سال میں بجٹ پر بڑے بلند و بانگ دعوے کئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زمین و آسمان کے قلابے بھی ملا دیئے گئے، شاید دودھ کی نہریں بھی بہا دی گئی ہوں لیکن افسوس کہ اس بجٹ کا دائرہ کار صرف لاہور ڈویژن تک ہی رکھا گیا۔ پورا بجٹ دیکھ لیں کہ اس بجٹ میں سرگودھا ڈویژن خاص طور پر سرگودھا ڈسٹرکٹ کا کسی جگہ پر کوئی ایسا ترقیاتی منصوبہ، کوئی ایسا پلان جو پیچھے چل رہا ہو یا آگے کوئی پلان بنایا ہو کسی کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ ہم لاہور کو بھی اپنا شہر سمجھتے ہیں لیکن افسوس کہ آج خادم اعلیٰ صاحب نے سرگودھا کو ignore کیا اور آج سے نہیں چار سال میں دیکھ لیں وہی سرگودھا جہاں میاں محمد نواز

شریف نے election contest کیا وہاں سے ایم این اے بنے پھر پرائم منسٹر بھی اسی الیکشن کے بعد بنے لیکن افسوس کہ آج میاں برادران اور خادم اعلیٰ صاحب نے سرگودھا کو اس طرح ignore کیا کہ کوئی ایسا منصوبہ سامنے نہیں رکھا گیا جس پر سرگودھا کی عوام آج کہتی کہ واقعی پنجاب میں سرگودھا کو اہمیت دی جارہی ہے۔ میں آج اس بجٹ میں آپ کے سامنے چند تجاویز بھی رکھوں گا لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ آج ان پسماندہ اضلاع کو جس طرح سے نظر انداز کیا گیا کل آنے والے دنوں میں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر ضلع یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ ہمیں صوبہ بنایا جائے۔ میں آج افسوس سے کہوں گا کہ میری سرگودھا کی عوام اور سرگودھا کے لوگ بھی آج یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمیں بھی جنوبی پنجاب کا حصہ بنایا جائے کیونکہ سرگودھا میں جس طرح ناانصافی کی گئی، میں تنقید کروں گا نہ میں کسی تنقید کی طرف جاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں تنقید کروں تو ہزاروں ایسے مسائل آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج سرگودھا ڈویژن کے ساتھ جو ناانصافی کی جارہی ہے آپ دیکھ لیں پورے چار سال گزر گئے ہیں میں نے پچھلے بجٹ میں بھی سرگودھا کے سارے مسائل آپ کے سامنے رکھے لیکن اس بجٹ میں نہ کسی پچھلے بجٹ میں سرگودھا کو کوئی پلان دیا گیا۔ اس وقت سرگودھا کو جو مسائل درپیش ہیں سرگودھا کی سڑکوں کو دیکھ لیں وہ کھنڈرات کا نمونہ بن چکی ہیں۔ سرگودھا کا جو پہلے سے چلنے والا کوئی ترقیاتی کام بھی آج زیر التواء پڑا ہوا ہے جس سے کروڑوں اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ میں کن کن مسائل کا ذکر کروں، میرا تو دل کرتا ہے کہ میں سرگودھا کا نام تبدیل کر کے مسائلستان رکھ دوں۔ میں چند تجاویز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میری ایک قرارداد اس معزز ایوان میں سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے متفقہ طور پر منظور ہوئی تھی ہماری سرگودھا کی عوام کو یہ یقین تھا کہ اس بجٹ میں سرگودھا کے لئے، سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے خاص فنڈز فراہم کئے جائیں گے لیکن افسوس سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کے لئے کوئی fund provide نہیں کیا گیا۔ آپ سرگودھا کو دیکھ لیں کہ ایک کارپوریشن جو اس وقت سرگودھا کو تمام سہولیات دینے میں ناکام ہو چکی ہے تو میں نے یہ request کی تھی کہ سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے تاکہ سرگودھا کی عوام کی جو محرومیاں ہیں، مایوسیاں ہیں وہ سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایک ادارہ ہو گا جو اس کو کنٹرول کرے گا لیکن آج تک اس پر کوئی عمل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میری سرگودھا ڈویژن کی عوام اور میرے سرگودھا کے معزز وکلاء کا ایک مطالبہ جو آج سے نہیں، عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں ایک ہائیکورٹ بنچ ہونا

چاہئے لیکن افسوس آج تک سرگودھاڈویژن میں بنچ قائم نہ ہو سکا۔آج سے چند ماہ پہلے خادم اعلیٰ صاحب سرگودھا تشریف لے گئے تو انہوں نے سرگودھا جا کر کہا کہ میں سرگودھا ہائیکورٹ بنچ کے انعقاد کا نوٹیفکیشن جاری کروں گا لیکن افسوس کہ آج تک نہ سرگودھا ہائیکورٹ بنچ کا نوٹیفکیشن جاری ہو سکا فیصل آباد اور نہ ہی ساہیوال ڈویژن کا نوٹیفیکشن ہو سکا۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اس عوام کا کیا قصور ہے جو آج سے نہیں پچاس سال سے سرگودھاڈویژن کی عوام ایک ہی التجا کر رہی ہے کہ ہمیں ہائیکورٹ بنچ دیا جائے۔آج دیکھ لیں کہ وہی عوام دس، دس گھنٹے سفر کر کے لاہور آ رہی ہے، اسلام آباد جا رہی ہے اس عوام کا کیا قصور ہے کہ انہیں آج تک ایک بنچ نہیں دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ ہمیشہ وعدے کرتے رہے لیکن اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی۔ میری التماس ہو گی کہ اس بجٹ میں ہائی کورٹ بنچ کے لئے special fund رکھے جائیں اور اس پر عملدرآمد بھی کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس وقت سرگودھا کے لوگوں کا جو main مسئلہ ہے وہ drinking water supply کا ہے۔ سرگودھا میں اس وقت زیر زمین پانی انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے سرگودھا کی عوام انتہائی مایوس ہو چکی ہے۔اس وقت ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ سرگودھا میں ایک میگا واٹر سپلائی سسٹم قائم کیا جائے تاکہ وہاں کی عوام سکھ کا سانس لے سکے۔ یہ ان کی زندگیوں کا مسئلہ ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میرے شہر سرگودھا میں امن وامان ایک اہم مسئلہ ہے۔اس وقت وہاں پر ہونے والے crimes میں street crimes بہت زیادہ ہیں۔ چوریاں، ڈکیتیاں اور رہزنی کے واقعات بہت زیادہ ہیں علاوہ ازیں اغواء کے واقعات بھی رونما ہو رہے ہیں۔اس سلسلے میں جب ہم انتظامیہ سے بات کرتے ہیں، پولیس افسران سے بات کرتے ہیں تو ان کا ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ ہمارے پاس Police strength نہیں ہے۔ کل کے اخبارات ہی دیکھ لیں آئی جی صاحب نے پریس کانفرنس میں یہ اعتراف کیا ہے کہ میرے پاس Police strength نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب!آپ کی بات ہو چکی ہے۔ Thank you very much. رائے محمد اسلم صاحب!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!وزیر اعلیٰ صاحب اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن House میں تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر: وہ آئیں نہ آئیں ان کی مرضی ہے میں کیا کر سکتا ہوں؟آپ تشریف رکھیں اور مجھے مجبور نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!وہ تو اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔رائے صاحب آپ اپنی بات کریں۔(قطع کلامیاں)

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. (Interruption)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!وہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں،House میں آتے ہوئے انہیں شرم کیوں آتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ!آپ میری بات سنیں اور خدا کے لئے کچھ خیال کریں۔آپ کو بہت سے لوگ دیکھ رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!وہ House میں تو تشریف لائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اپنا پورا زور لگالیں،آپ جو چاہتی ہیں میں وہ نہیں کروں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, Order please.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نوانی صاحب!میں نے floor رائے صاحب کو دے دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا!پھر میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے floor انہیں دے دیا ہے۔تشریف رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!میں پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں جمہوری حکومتوں کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا!میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہی پوچھنا تھا کہ House میں ائر کنڈیشنز صحیح طرح کام نہیں کر رہا۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!پھر محترمہ سیمل کامران کو بھی بول لینے دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نوانی صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ رائے صاحب!آپ اپنی بات کرنا چاہتے ہیں تو شروع کریں اگر بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر آپ کی مرضی ہے۔(قطع کلامیاں)

جہاں تک اے سی کا تعلق ہے تو میں نے پتا کیا ہے لائٹ ہی بند ہے،اب اس میں کوئی کیا کرے۔ رائے صاحب!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا!میں جمہوری حکومتوں کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس موقع پر اس شخصیت اس ہستی اس عظیم قائد (شہید) محترمہ بے نظیر بھٹو کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی جان کی قربانی دے کر جمہوریت اور جمہوری ادارے بحال کروائے۔ میں تو کہوں گا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دوستوں کو بھی انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کیونکہ انہوں نے ان کی قیادت کو جلاوطنی سے پنجاب کی وزارت اعلیٰ تک پہنچایا۔انہیں شکر گزار ہونا چاہئے،جناب آصف علی زرداری صاحب کا کہ جنہوں نے مجبور کر کے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو الیکشن کا بائیکاٹ ختم کرنے پر آمادہ کیا جس کی بدولت آپ ان ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: اگلی واری فیر زرداری۔

MR SPEAKER: Order please, Order please. No comments.

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!

ہم نے جن کے لئے بچھایا تھا لہو
ہم سے وہی کہتے ہیں کہ عہد وفا یاد نہیں
پھر یہ کس نے لہو کا خراج مانگا ہے
ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سرخرو کر کے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میرے خیال میں آپ دوسروں کو بھی موقع دیں گے۔

رائے محمد اسلم خان: مگر جن لوگوں نے اپنے محسنوں سے بے وفائی کی وہ ہم سے یا عوام سے کیا وفا کریں گے اور عوام دوست بجٹ کیا دیں گے ؟ میں تو اس بجٹ کو ایک سرمایہ دار کا بجٹ، بیوروکریٹ کا بجٹ elite class کا بجٹ اور عوام دشمن بجٹ ہی کہوں گا۔ یہ بجٹ الفاظ کا گورکھ دھندا اور جھوٹ کا پلندا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کے سلسلہ میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ No repetition.

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کے سلسلہ میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ:

کوئی نواں لارا لا کے سانوں رول جا
[**********]

جناب سپیکر! آپ نے پچھلے وزرائے خزانہ کی تقاریر سنی ہوں گی۔

جناب سپیکر: غیر پارلیمانی comments تقریر میں سے نکال دیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! آج میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کہاں گیا؟ ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا نہیں کی گئی۔ ہر بچے کو تعلیم دینے کا وعدہ کہاں گیا، غریب اور امیر کو صحت کی برابر سہولتیں دینے کا وعدہ کہاں گیا، امن و امان کی صورتحال بہتر کرنے کا وعدہ کہاں گیا؟ بے روزگار نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کا وعدہ کہاں گیا، فوڈ سٹیمپ سکیم کہاں گئی، گندم کا دانہ دانہ خریدنے کا وعدہ کہاں گیا، تھانہ کلچر بدلنے کا وعدہ کہاں گیا؟ پٹواری کا نظام کمپیوٹرائز کرنے کا وعدہ کہاں گیا اور اس کے علاوہ good governance کا وعدہ کہاں گیا؟

جناب سپیکر: دوسروں کا بھی خیال کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں کس سے پوچھوں، کس سے سوال کروں اور کس سے حساب مانگوں، بائیس وزارتیں سنبھالنے والے اس خادم حسین سے ؟آئندہ الیکشن کے بعد آپ نے کہنا ہے کہ ہمارا خادم اعلیٰ کہاں گیا؟(نعرہ ہائے تحسین)

تاریک راہ گزر ہے اجالے خرید لو
لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو

جناب سپیکر: تشریف رکھیں اور مہربانی کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! عرض کروں گا کہ :

مجھ سے امیر شہر کا نہ ہوگا احترام
میرے لبوں کے واسطے تالے خرید لو

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے پوچھوں یا ایک رات کے وزیر خزانہ سے پوچھوں جن کے متعلق صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ [******]

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! وہ لکھی لکھائی تحریر، وہ لکھی لکھائی تقریر۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ شعر درمیان میں سے اڑا ہی دیئے جائیں تو بہتر ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! میں یہ وزیر خزانہ سے سوال کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس شعر کو درمیان میں سے اڑا دیا جائے۔

رائے محمد اسلم خان: جو بجٹ بنانے کے عمل سے ہی لاعلم تھے عزت مآب خادم اعلیٰ صاحب کو یہ حساب دینا ہوگا House میں آکر ان سوالات کا جواب دینا ہوگا۔(قطع کلامیاں)

جناب والا! Rural اور Urban کی اس غیر منصفانہ تقسیم کا جواب دینا ہوگا۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! انہیں کہیں کہ یہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور انہیں interrupt نہ کریں۔ بیٹھ جائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں، interrupt نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! پچھلے سال حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتوں نے صحت کے شعبہ میں 72۔ارب روپے خرچ کئے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے پلیز اب wind up کریں۔

رائے محمد اسلم خان: اور آئندہ مالی سال کے لئے 84۔ارب روپے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، شاہ صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ ووٹنگ کرالیں کہ House میں ائر کنڈیشنڈ چلنا چاہئے یا نہیں؟

جناب سپیکر: ابرار شاہ صاحب! اپنی تقریر شروع کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بس کریں۔ آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ بڑی مہربانی۔ آپ نے دو تین منٹ اوپر بھی لئے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! مجھے wind up تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آخری بات کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! تقریر تو مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: جلدی کریں۔

رائے محمد اسلم خان: ہاں یہ بات ہوئی ناں کہ جلدی کر لیں۔ جی، میں جلدی کر لیتا ہوں۔ 250۔ارب روپے ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ کہاں سے پڑھا ہے؟

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!آپ نے جو کاغذ چھاپ کر وزیر خزانہ کے حوالے کرائے تھے میں انہی کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!اتنی سڑکوں کے دعوے کئے گئے لاہور فیصل آباد dual carriage way مکمل ہو چکی ہے لیکن منڈی فیض آباد سے لے کر مانگٹانوالہ کا پندرہ کلو میٹر کا حصہ کسی کو نظر نہیں آیا۔

جناب سپیکر:یہ بڑا ضروری ہے اسے لکھیں۔

رائے محمد اسلم خان:کم از کم اس کی مرمت ہی کروادی جائے۔اسی طرح تعلیم کی مد میں اتنے دعوے کئے گئے لیکن میرے ضلع ننکانہ صاحب میں آپ کے ریکارڈ کے مطابق صرف تین ڈگری کالج گرلز اور دو ڈگری کالج بوائز ہیں اور میرے حلقہ انتخاب میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک بھی ڈگری کالج نہیں ہے حالانکہ چیف منسٹر صاحب دو دفعہ ڈائریکٹو جاری کر چکے ہیں اس کی administrative approval بھی ہو چکی ہے اور فنانس سیکرٹری صاحب چیئرمین P&D سے ongoing scheme کرنے کے لئے one million rupees گرانٹ بھی طلب کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر:اب بس کریں،بڑی مہربانی۔

رائے محمد اسلم خان:جناب والا!میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر:رائے صاحب!بس کریں۔آپ کی بات سنی گئی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔جی،شاہ صاحب!

رائے محمد اسلم خان:جناب سپیکر!کیا صرف لاہور کے بچے اور بچیاں ہی وزیر اعلیٰ کے ہیں؟

جناب سپیکر:رائے صاحب!بڑی مہربانی،بہت شکریہ۔جی،ابرار شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!اس سال جو بجٹ پیش ہوا ہے میرے ساتھیوں کی طرف سے بہت سارے معاملات اٹھائے گئے ہیں ، میں بڑے ادب سے اپنے علاقے کے چند معاملات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔میں وقت کی قلت کا اندازہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ میں نے 2008 کے پہلے بجٹ میں عرض کیا تھا کہ میرے حلقے میں گندے پانی کا نالہ ڈیک گزرتا ہے جس نے علاقے میں انسانوں کی زندگی محال کی ہوئی ہے۔وہاں پر بہت زیادہ بدبو ہوتی ہے اور خاص طور پر اس کے ارد گرد رہنے والے غریب لوگوں کا سانس لینا اور جینا دشوار ہے۔اس

کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے وہاں زیر زمین پینے کا پانی بھی انتہائی خراب ہو چکا ہے اور اس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں، اس حکومت نے انسانوں کی صحت اور تندرستی کے لئے بہت زیادہ وعدے کئے تھے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس معزز حکومت نے تو خدمت کا دعویٰ کیا ہوا ہے اگر یہ خدمت نہیں ہے تو میں یہ منصوبہ پیش کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔چند دن پہلے میرے حلقے سے کچھ دوست مجھے ملے جنہوں نے مجھ سے ایک سوال کیا کہ اسمبلی میں نئے صوبے بنانے کے لئے قرار دادیں منظور ہوئی ہیں جس پر میں نے کہا کہ ہاں متفقہ طور پر منظور ہوئی ہیں، انہوں نے کہا کہ موڑ کھنڈا اور منڈی فیض آباد جو کہ میرے ہی حلقے میں پراونشل ہائی وے روڈ جڑانوالہ پر دو قصبے attach ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ کیا ان دونوں قصبوں کو علیحدہ علیحدہ صوبہ بنایا جا رہا ہے ؟ میرے پوچھنے پر کہ آپ کو کیا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ 2009 سے ان قصبوں کو جو پراونشل ہائی وے ملاتی ہے وہ خستہ حال ہے اور اس وقت ان دونوں شہروں کا بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملنا ناممکن ہو چکا ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ شاید حکومت موڑ کھنڈا اور منڈی فیض آباد کو بھی علیحدہ علیحدہ صوبہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہو، یہ ایک انتہائی مایوسی کی لہر اور انتہائی ناانصافی ہے۔ میں تو بڑے ادب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر نئی بنی ہوئی ضلع کچہری روڈ اکھیڑی جا رہی ہے اس کی پرانی بجری ہمیں دے دی جائے تاکہ وہ سڑک مرمت ہو جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 2008 میں جب بجٹ تقریر پیش ہوئی تو on the floor of the House یہ وعدہ کیا گیا کہ ہم موڑ کھنڈا کو ڈگری کالج دیں گے لیکن ابھی تک یہ وعدہ بھی پورا نہیں ہو سکا اگر یہ بھی عوام کی خدمت نہیں ہے تو میں یہ منصوبہ پیش کرنے پر بھی معذرت چاہتا ہوں۔ ہمارے ضلع میں چار سو کے قریب پرائمری سکول جو کہ دیہاتوں میں غریبوں کی آبادی کے لئے مخصوص تھے وہ بند کئے جا چکے ہیں۔ ہمیں ان کے متعلق یہ information ملتی ہے کہ آپ کے ضلع میں دانش سکول بننا ہے اس وجہ سے یہ سکول غیر ضروری ہیں۔ یہ غریبوں کے لئے سکول تھے ان میں سارے غریب بچے ہی پڑھتے تھے۔ جن کے پاس کھانے پینے کے لئے ہے اور وہ afford کر سکتے ہیں وہ تو پرائیویٹ سکولوں میں اپنے بچوں کی تعلیم کا بندوبست کر لیتے ہیں لیکن وہ کمیونٹی جو کہ انتہائی مقروض ہے، جو کھانے پینے کا بھی مشکل سے گزارہ کرتی ہے ان کے بچے ان سکولوں میں جاتے تھے لیکن اب میرے ضلع کے وہ غریب بچے تعلیم کی سہولت سے محروم کئے جا چکے ہیں اور تقریباً تین سال سے وہ بچے سکول جانے سے قاصر ہیں۔

جناب والا!جنہوں نے ہمیں inform کیا ہے بقول ان کے یہ سکول دانش سکول کے لئے بند کئے جارہے ہیں۔دانش سکول ایک بڑااچھا منصوبہ ہے اس کے لئے ہم نے اچھے ذہن دینے ہیں اور اگر ہم نیچے کے سکول ہی بند کر دیں گے تو وہاں پر اچھے ذہن کیسے جائیں گے اگر اس منصوبے سے عوام کی خدمت نہیں ہورہی تو ہم اس سے معافی چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر!بڑے ادب سے ایک عرض ہے کہ بجٹ میں ہر شعبے کے لئے آپ نے مختلف رقوم مختص کی ہیں۔یہ بجٹ عوامی معاملات کے لئے ہے۔ہم عوام کے جن genuine معاملات کو یہاں point out کرتے ہیں ان کی طرف توجہ دی جائے تاکہ ہم عوام کی توقعات پر پورا اُتر سکیں۔میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب کو ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ ہماری وجہ سے ہر سال وزیر خزانہ بدلتے رہتے ہیں۔اس حکومت نے ہم سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا نہیں کرنا اس لئے یہ ہر سال نیا وزیر خزانہ لے آتے ہیں۔شکریہ

جناب سپیکر:جی،بہت شکریہ۔اب وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب winding up speech کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:محترمہ!تشریف رکھیں۔میں نے floor وزیر خزانہ کو دیا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!speech wind up کرنے سے پہلے House میں کورم پورا کریں۔میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران
"خادم اعلیٰ اندر آؤ،آکر کورم پورا کراؤ" کے مسلسل نعرے لگاتی رہیں)

جناب سپیکر:کورم point out ہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
ہاؤس میں کورم نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
ہاؤس میں کورم نہیں ہے اس لئے اجلاس پندرہ منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔
(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے adjourn کر دی گئی)
(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 43 منٹ پر
کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)
جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ حکومت کی نالائقی دیکھیں کہ میرے کہنے پر کورم پورا کیا گیا ہے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، اب وزیر خزانہ اپنی winding up speech کریں۔
وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کے میزانیہ سے متعلق بحث میں حصہ لینے اور تعمیری اور مثبت تجاویز دینے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، صوبائی کابینہ کے تمام وزراء اور اپنی طرف سے اس معزز ایوان کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہاں حزب اختلاف کے کردار کو بھی سراہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ پر بحث میں بھرپور حصہ لیا اور ان کی تعمیری تنقید کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں جس سے اگلے مالی سال کے بجٹ پر عملدرآمد میں استفادہ کیا جائے گا۔ میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافی خواتین و حضرات کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بجٹ اجلاس کی ہمیشہ کی طرح انتہائی ذمہ دارانہ reporting کی اور عوام تک صحیح حقائق پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ بجٹ اجلاس کے دوران معزز ممبران اسمبلی نے مفصل بحث کرتے ہوئے بہت سی تجاویز دی ہیں۔ ہمارے لئے معزز ممبران اسمبلی کی آراء بہت محترم ہیں اور حکومت نے ہمیشہ ان تجاویز کو سنجیدگی سے لیا ہے۔ اس wind up session میں ان تمام بجٹ تجاویز کا احاطہ کرنا ممکن تو نہیں ہے تاہم پھر بھی چیدہ چیدہ نکات جن کی نشاندہی معزز ممبران نے اس بجٹ اجلاس میں کی ہے میں اُن کا تذکرہ ضرور کرنا چاہوں گا۔

آئین نو سے ڈرنا طرزِ کہن پر اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کے دوران یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ پنجاب کو قابل تقسیم محاصل سے ہونے والی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے جبکہ پنجاب کے اپنے محاصل میں کمی واقع ہوئی ہے۔ میں یہاں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں صوبائی ٹیکس ریونیو کی مد میں گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں تقریباً24.7 فیصد زیادہ محاصل اکٹھے کئے۔اس طرح صوبائی محاصل میں ہونے والا اضافہ قابل تقسیم محاصل میں ہونے والے اضافے سے زیادہ ہے۔ جہاں تک اس impression کا تعلق ہے کہ وفاق میں حاصل ہونے والے محصولات وفاقی حکومت کا کوئی عطیہ یا عنایت ہیں تو میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ایک مالیاتی وفاقیت ہے جس میں وفاقی حکومت صوبائی حکومت کے ایماء پر عوام سے ٹیکس اکٹھا کرتی ہے پھر اسے وفاق اور صوبوں کے درمیان ایک متفقہ فارمولے کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ مروجہ طریق کار آئین پاکستان کے عین مطابق ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قابل تقسیم محاصل میں اضافہ صوبوں میں بسنے والے عوام سے اکٹھے کئے جانے والے ٹیکس کی بناء پر ہے۔ قابل تقسیم محاصل سے حاصل ہونے والی آمدنی صوبوں کا آئینی وقانونی استحقاق ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے
اور ممبران حزب اقتدار نے "شیر شیر" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!قابل تقسیم محاصل سے حاصل ہونے والی آمدنی صوبوں کا آئینی وقانونی استحقاق ہے اور یہ وفاقی حکومت کا صوبائی حکومتوں پر قطعاً کوئی احسان نہیں ہے۔ وسائل میں اضافہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اسی لئے حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال میں پنجاب ریونیو اتھارٹی قائم کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے اور اس سلسلے میں تمام قانونی وانتظامی معاملات مکمل کئے جا رہے ہیں۔ یکم جولائی 2012 سے پنجاب ریونیو اتھارٹی مکمل طور پر فعال ہو جائے گی اور ہمیں امید ہے کہ شفاف نظام کی بنیاد پر قائم کیا جانے والا یہ ادارہ محصولات میں بہتری لا سکے گا اور حکومت پنجاب کے محاصل میں اضافہ ہو سکے گا۔

جناب سپیکر!اس معزز ایوان میں توانائی کے حوالے سے حکومت پنجاب کے کردار کو بھی ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے بجٹ تقریر میں انتہائی تفصیل کے ساتھ ان عوامل اور سازشوں کا ذکر کیا تھا جو حکومت پنجاب کے توانائی کے بحران سے نمٹنے کے لئے کئے گئے اقدامات کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور انہیں پایہ تکمیل تک پہنچنے سے روک رہے ہیں۔ میں ایک بار پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بجلی کی پیداوار اور ترسیل سے متعلقہ ادارے وفاقی حکومت کے زیرِانتظام ہیں اور یہ ادارے اپنی نااہلی، پنجاب مخالف رویے اور مخصوص مفادات کی بناء پر پنجاب حکومت کے initiatives کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں واضح کیا تھا کہ حکومت پنجاب بگاس یعنی گنے کے پھوگ سے بجلی کی پیداوار کا منصوبہ رکھتی ہے تاہم نیپرا نے ابھی تک بگاس سے پیدا ہونے والی بجلی کے ٹیرف کا تعین نہیں کیا۔اس طرح کے اقدامات اور مخالفانہ روّیے ہماری حوصلہ شکنی نہیں کر سکتے۔ اس تمام مخالفت کے باوجود حکومت پنجاب بجلی کی پیداوار کے لئے عملی میدان میں اتر چکی ہے۔ابتدائی طور پر انڈسٹریل اسٹیٹس میں پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے پچاس میگاواٹ تک پاور پلانٹس لگائے جائیں گے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ایک energy fund بھی قائم کیا جا رہا ہے جس کی تفصیل میں اپنی بجٹ تقریر میں بیان کر چکا ہوں۔ان منصوبوں کی تکمیل میں ہمیں وفاقی حکومت کے زیرانتظام اداروں سے رجوع نہیں کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ توانائی کی پیداوار کے مزید کئی منصوبہ جات بھی زیر غور ہیں جن کی نشاندہی میں اپنی بجٹ تقریر میں کر چکا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اس راہ میں آنے والی رکاوٹوں اور مسائل کے باوجود عوام سے کئے گئے وعدے پورے کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!معزز ممبر اسمبلی جناب تنویر اشرف کائرہ نے پنجاب کی معیشت کے growth rate میں کمی کا تذکرہ کیا۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جس صوبے کو وفاقی حکومت توانائی کے بحران کی آڑ میں خاص طور پر نشانہ بنا رہی ہو جسے لوڈ شیڈنگ کی عفریت کا باقی صوبوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ سامنا کرنا پڑ رہا ہو اور جہاں صنعت و حرفت کا پہیہ وفاقی حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے مکمل طور پر جام ہو چکا ہو تو وہاں growth rate میں کمی واقع ہونا ان تمام وجوہات کا ایک natural effect ہو گا۔ معزز کائرہ صاحب نے اپنی تقریر میں بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی کی رپورٹ کا بھی حوالہ دیا لیکن یہ رپورٹ slow economic growth کی جن وجوہات کا ذکر کرتی ہے انہیں محترم کائرہ صاحب نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس رپورٹ نے صوبے میں جاری لوڈ شیڈنگ اور

توانائی کے بحران کو صوبے کی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ قرار دیا تھا۔ کاش کہ وفاقی حکومت اس مسئلے کو حل کر سکتی اور لوڈ شیڈنگ کا بحران پیدا نہ ہوتا تو وطن عزیز آج ان شدید معاشی مسائل کا شکار نہ ہوتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کرنا چاہتا ہوں جو کہ غیر ملکی اور بیرونی امداد کے ضمن میں حکومت پنجاب کے خلاف پیدا کی جا رہی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت پنجاب نے مالی سال 2010-11 کے آغاز میں یہ تاریخ ساز فیصلہ کیا تھا کہ ہم قومی حمیت اور غیرت کے منافی بیرونی امداد کسی طور پر بھی قبول نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس فیصلے پر مکمل استقلال کے ساتھ آج بھی قائم ہیں۔ میں یہاں یہ وضاحت کر دوں کہ حکومت پنجاب نے infrastructure کی بحالی و ترقی کے لئے ورلڈ بنک اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک جیسے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرضہ جات لئے ہیں۔ یہ قرضہ جات مکمل طور پر تکنیکی نوعیت کے ہیں جو کہ صرف infrastructure کی بحالی اور ترقی کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ حکومت پنجاب ان قرضوں کی شیڈول کے مطابق واپسی کو بھی یقینی بنا رہی ہے۔ یہ اس بیرونی امداد سے یکسر مختلف ہیں جو انتہائی سخت شرائط پر وفاقی حکومت اپنے budget deficit کو کم کرنے کے لئے لیتی ہے۔ حقیقت میں ایسی ہی بیرونی امداد ہماری خود مختاری، وقار اور آزادی کے منافی ہے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ گزشتہ دو سالوں میں حکومت پنجاب نے ایسی تمام بیرونی امداد جو سخت شرائط سے منسلک تھیں اور ملکی وقار کے خلاف تھیں، کو لینے سے صاف انکار کیا ہے اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے صوبے کو حقیقی معنوں میں خود مختاری کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر واضح کر دوں کہ آئندہ مالی سال کے میزانیہ میں foreign aided projects شامل ہیں جو کہ infrastructure کے شعبے سے متعلقہ ہیں اور ان کے ساتھ ایسی کوئی شرائط منسلک نہیں جو کسی طرح بھی ملکی وقار کے منافی ہوں۔

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے صوبہ پنجاب کی مالی حالت کے بارے میں خدشات اور تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ میں واضح طور پر اس معزز ایوان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسے تمام خدشات اور تحفظات یکسر بے بنیاد ہیں۔ اسی طرح بعض معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ گزشتہ حکومت کی اقتدار سے رخصتی کے وقت پنجاب میں 100۔ارب روپے کا surplus balance تھا۔ یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے اور سچائی یہ ہے کہ جب ہم نے 18۔فروری 2008 کو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو پنجاب کے پاس اس وقت صرف 1.5۔ارب روپے کا cash balance تھا۔

اس کے برعکس ہم نے گزشتہ مالی سال کا اختتام 24۔ارب روپے کے cash balance پر کیا اسی طرح رواں مالی سال کا اختتام بھی انشاء اللہ مزید بہتر cash balance کے ساتھ متوقع ہے۔

جناب سپیکر! گزشتہ دو سالوں میں سیلاب سے متاثرہ عوام اور infrastructure کی بحالی، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ اور مجموعی inflationary صورتحال کے باوجود حکومت پنجاب نے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے نہ صرف اپنے ترقیاتی پروگراموں کو پورا کیا بلکہ ایک بہترین financial management اور سخت مالیاتی نظم ونسق کی بدولت حکومت کی مجموعی معاشی صورتحال کو بھی قابو میں رکھا۔

جناب سپیکر! بعض ممبران اسمبلی نے بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے صوبہ پنجاب کے ترقیاتی بجٹ کا موازنہ صوبہ سندھ کے ترقیاتی بجٹ سے کیا لیکن معزز ممبران موازنہ کرتے ہوئے ترقیاتی بجٹ کے حجم کی اس حقیقت کو بھول گئے کہ صوبہ پنجاب کے ترقیاتی بجٹ میں پچھلے چار سال میں کسی بجٹ خسارے کے بغیر مسلسل اضافہ کیا گیا ہے جبکہ صوبہ سندھ نے اگلے مالی سال کا میزانیہ ایک خطیر خسارے کے ساتھ پیش کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وفاق سے ترقیاتی پروگراموں کے لئے حاصل ہونے والے فنڈز کو بھی ترقیاتی پروگرام کا حصہ بنایا جبکہ پنجاب کے ترقیاتی پروگرام میں وفاقی حکومت سے funding ہونے والی سکیمیں شامل نہیں کی گئیں۔ معاشی ماہرین کی رائے کے مطابق حکومت سندھ نے اپنے جاری اخراجات کو بھی under pitch کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت سے یہ معاملہ بالکل واضح ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! کچھ معزز ممبران اسمبلی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حکومت پنجاب زراعت کی ترقی کے لئے جامع اقدامات نہیں اٹھا رہی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی عوام دوست حکومت اس حقیقت سے مکمل طور پر آگاہ ہے کہ زراعت کا شعبہ ہماری صوبائی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ عالمی کساد بازاری کے اس دور میں زراعت کے شعبے پر کسی قسم کے ٹیکس کا نفاذ اس شعبے کی کمر توڑنے کے مترادف ہوتا اس لئے اس سیکٹر میں کوئی نیا ٹیکس نافذ نہیں کیا گیا۔ زراعت کے شعبے کی ترقی کے لئے حکومت پنجاب نے اپنے کسان بھائیوں کے لئے مخصوص منصوبوں کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے جن کا تفصیلی ذکر میں اپنی بجٹ تقریر میں کر چکا ہوں۔ اس ضمن میں subsidized rates پر 20ہزار ٹریکٹر کی فراہمی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس سے زراعت کے شعبے میں جدید ٹیکنالوجی کی فراہمی کو یقینی بنا کر ملک کی زرعی پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ اس سکیم کے لئے

تفصیلی پالیسی کا اعلان کیا جارہا ہے جس میں معزز ممبران اسمبلی کی آرا کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ کاشتکار بھائیوں کے لئے drip & sprinkler irrigation laser Leveller جیسے بڑے منصوبے بھی شامل ہیں جن کی نشاندہی میں بجٹ تقریر میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر!بجٹ پر بحث کے دوران معزز ممبران اسمبلی نے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام پر بھی سیر حاصل گفتگو کی۔ میں اس معزز ایوان کو ایک مرتبہ پھر بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے لئے 250۔ارب روپے کی ریکارڈ رقم مختص کی ہے۔ یہ ترقیاتی پروگرام وزیر اعلیٰ پنجاب کے development vision کے عین مطابق ترتیب دیا گیا ہے اور یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ان ترجیحات کی عکاسی کرتا ہے جو انہوں نے حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد مقرر کی تھیں۔ جیسا کہ میں اپنی بجٹ تقریر میں عرض کر چکا ہوں کہ حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں infrastructure کی ترقی، سماجی شعبے ،پیداواری شعبے، سروسز سیکٹر اور متفرق ترقیاتی پروگراموں کے لئے خطیر رقوم مختص کی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ترقیاتی پروگرام پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے بعض معزز ممبران نے چند منصوبہ جات جن میں خاص طور پر بیلو کیب سکیم، دانش سکولوں اور آشیانہ ہاؤسنگ سکیم اور روزگار سکیم کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ حکومت پنجاب کے غریب دوست اور انقلابی اقدامات کو ناجائز تنقید کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ حکومت پنجاب کے ان منصوبوں نے جس طرح معاشرے کے پسے ہوئے طبقے کو معیاری تعلیم ،اپنا گھر اور باعزت روزگار مہیا کیا اس پر بے جا تنقید کرنا قطعاً مناسب نہ ہے۔ میں ان جامع منصوبوں پر تنقید کرنے والوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک مرتبہ ہمارے ساتھ چل کر ان منصوبہ جات کی افادیت اور ان سے پیدا ہونے والی بہتری کا خود معائنہ کریں اور اپنے آپ کو زمینی حقائق سے آشنا کریں۔

جناب سپیکر!اسی طرح بیلو کیب سکیم کے حوالے سے بعض ممبران نے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ اس سکیم سے بنک آف پنجاب کو شدید مالی نقصان کا اندیشہ ہے اور اس سکیم کی وجہ سے بنک کے ملازمین اور کھاتہ داروں میں تشویش کی لہر دوڑ رہی ہے۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تمام خدشات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں اس امر کا خصوصی طور پر ذکر کیا تھا کہ ہماری حکومت نے فنانشل مینجمنٹ کے بہترین اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بنک آف پنجاب کو اپنے قدموں پر کھڑا کیا اور اس ادارے کو اس قابل بنایا کہ آج یہ اپنے کھاتہ داروں کے لئے منافع کا اعلان

کر سکے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ییلو کیب جیسی کامیاب سکیم نے بنک آف پنجاب کی credibilityاور imageکو بہتر کیا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ حزب اختلاف کے کچھ ممبران نے لیپ ٹاپ سکیم کو بے جا تنقید کا نشانہ بناتے وقت اس سکیم سے مستفید ہونے والے اہل طلباء کے احساسات کو مجروح کیا۔ کیا حزب اختلاف کے یہ معزز ممبران خیبر پختون خواہ میں اپنی اتحادی جماعت کی حکومت کی جانب سے مالی سال2012-13 میں اجرا کی جانے والی اسی سکیم سے متعلق اپنے خیالات سے اس ایوان کو مستفید کرنا پسند کریں گے۔ مجھے فخر ہے کہ اس سکیم کی افادیت کے پیش نظر دوسرے صوبے بھی پنجاب کی تقلید میں اپنے قابل اور محنتی طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کا آغاز کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہت سے معزز ممبران اسمبلی نے پولیس کی کارکردگی کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا، عوام کے جان و مال کا تحفظ اور امن عامہ کی صورتحال کو یقینی بنانا حکومت پنجاب کی اوّلین ترجیحات میں ہے۔Criminal Justice System میں بہتری کے لئے کئے گئے حکومتی اقدامات کا ذکر میں اپنی بجٹ تقریر میں تفصیل سے کر چکا ہوں۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ پولیس کو جدید خطوط پر تربیت دی جائے تاکہ موجودہ دور کے چیلنجوں سے بخوبی نمٹ سکے۔ اسی طرح ہماری حکومت موجودہ پولیس سٹیشنوں کو ماڈل پولیس سٹیشنوں میں تبدیل کر رہی ہے تاکہ عوام کے ذہنوں میں قائم روایتی پولیس سٹیشن اور تھانہ کلچر کے نقشے کو بدلا جا سکے۔ بعض معزز ممبران اسمبلی نے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ حکومت پنجاب کی کاوشوں کے باوجود پنجاب میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے اور گزشتہ چند سالوں کے اعداد و شمار اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ جرائم کی شرح میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے۔ اسی طرح عدلیہ کی کارکردگی میں اضافہ کے لئے کئے گئے حکومتی اقدامات کا ذکر اپنی بجٹ تقریر میں تفصیل سے کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے بجٹ برائے مالی سال2012-13 کی تقریر میں تعلیم کے لئے مختص کردہ فنڈز کے تفاوت کے حوالے سے حکومت پر تنقید کی ہے۔ میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بجٹ تقریر میں یہ وضاحت کی تھی کہ حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتوں نے مجموعی طور پر شعبہ تعلیم پر رواں مالی سال میں172۔ارب روپے کی رقم صرف کی تھی اور اسی طرح آئندہ مالی سال کے دوران بھی حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتیں شعبہ تعلیم پر تقریباً195۔ارب روپے کی رقم صرف کریں گی۔ بجٹ برائے مالی سال2012-13 میں جو اخراجات شائع کئے گئے ہیں وہ صرف صوبائی

سطح پر تعلیم کے شعبے کے لئے مختص ہیں جبکہ ضلعی حکومتیں اپنے بجٹ میں تعلیم کے لئے علیحدہ اخراجات مختص کریں گی۔ اسی طرح میں نے اپنی بجٹ تقریر میں شعبہ صحت پر بھی حکومت پنجاب اور ضلعی حکومتوں کے کل اخراجات کا ذکر کیا تھا۔ شعبہ صحت بھی devolved subject ہے اور اس کے لئے بھی ضلعی حکومتیں اپنے بجٹ میں علیحدہ رقوم مختص کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وضاحت سے معزز ممبران اسمبلی کے سوالات کی تشفی ہو جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے میاں محمد نواز شریف زندہ باد
اور میاں محمد شہباز شریف زندہ باد کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی تعلیمی اصلاحات کو بھی زیر بحث لایا گیا اور میں نے اپنی بجٹ تقریر میں واضح کیا تھا کہ حکومت پنجاب آئین پاکستان کی دفعات کے عین مطابق سو فیصد انرولمنٹ کے لئے اقدامات کر رہی ہے اور یہ حکومت پنجاب کی حکمت عملی کی کامیابی ہے کہ ہم 85 فیصد انرولمنٹ تک پہنچ چکے ہیں۔ جہاں تک ان سکولوں میں داخل ہونے والے بچوں کو retain کرنے کا معاملہ ہے تو میں یہ واضح کرتا چلوں کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ معاملہ ہے جس کا تعلق ملک کی مجموعی معاشی صورتحال سے بھی وابستہ ہے۔ ملک کی دگرگوں معاشی صورتحال غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول سے واپس بلا کر انہیں کسی ایسے کام سے وابستہ کریں جو کہ خاندان کی آمدنی میں اضافے کا باعث بنیں۔ ان نامساعد حالات کے باوجود حکومت پنجاب بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ وہ سکولوں میں طالب علموں کو retain کر سکے۔ تعلیم کے شعبہ میں بہتری کے لئے حکومت پنجاب جامع اقدامات کر رہی ہے جن کا ذکر میں اپنی بجٹ تقریر میں کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! سکول ایجوکیشن کے شعبے میں خالی اسامیوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا کہ تعلیم کے شعبہ کی بہتری کے لئے ان اسامیوں پر جلد از جلد بھرتیاں مکمل کی جائیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ اعلان کیا تھا کہ آئندہ مالی سال کے دوران حکومت پنجاب تعلیم کے شعبہ میں ریاضی اور سائنس کے مضامین میں تقریباً 16 ہزار سے زائد اسامیوں پر صرف قابلیت اور میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی کرے گی۔ میں نے بجٹ تقریر میں یہ بھی اعلان کیا تھا کہ مجموعی طور پر آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب تقریباً 80 ہزار خالی اسامیوں پر بھرتیاں مکمل کرے گی۔ مجھے امید ہے کہ ان اقدامات سے محکمہ جات کی استعداد کار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے دانش سکولوں کے منصوبے کی افادیت کو بھی چیلنج کیا اور اس امر کا حوالہ دیا کہ دانش سکولوں پر کئے جانے والے اخراجات کی بجائے ان فنڈز سے موجودہ سکولوں میں missing facilities کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی تذکرہ کیا گیا کہ حکومت پنجاب موجودہ سکولوں کو نظر انداز کر کے صرف دانش سکولوں کی تعمیر پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے یہ امر حقیقت کے برعکس ہے۔ مجموعی طور پر تعلیم کے شعبے میں ترقیاتی پروگراموں کے لئے صرف صوبائی سطح پر حکومت پنجاب اگلے مالی سال میں 25۔ارب چھ کروڑ روپے کی رقم مختص کر رہی ہے جبکہ دانش سکولوں کے لئے مختص کئے جانے والے 2۔ارب روپے کے فنڈ تعلیم کے شعبہ میں ترقیاتی پروگرام کے لئے رکھے گئے ان فنڈز کے علاوہ ہیں۔ اس طرح یہ کہنا غیر مناسب ہو گا کہ حکومت صرف دانش سکولوں پر ہی توجہ دے رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس معزز ایوان کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے 4۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کی تعلیم کے شعبہ سے commitment کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ ایک طرف تو دانش سکولوں جیسے انقلابی منصوبوں پر عمل پیرا ہے اور دوسری طرف موجودہ سکولوں میں ضروری سہولیات کی فراہمی کے لئے بھی اقدامات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! بعض معزز ممبران اسمبلی نے یہ نکتہ اٹھایا کہ حکومت پنجاب کے ترقیاتی پروگرام میں لاہور سے متعلقہ منصوبہ جات کو خصوصی ترجیح دی جا رہی ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں وضاحت کی تھی کہ حکومت پنجاب تمام علاقوں پر یکساں focus کر رہی ہے بالخصوص جنوبی پنجاب کے اضلاع کی ترقی کے لئے ہماری حکومت نے جو کوششیں کی ہیں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے جس نے جنوبی پنجاب کے لئے مختص کردہ فنڈز کو ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ مختص کرنے کی روایت کا آغاز کیا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر اس معزز ایوان کو بتاتا چلوں کہ جنوبی پنجاب کی آبادی پنجاب کی کل آبادی کا 31 فیصد ہے جبکہ رواں مالی سال کی طرح آئندہ مالی سال میں بھی جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کل ترقیاتی پروگرام کا 32 فیصد ہیں اور رواں مالی سال میں اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے مختص کردہ فنڈز صوبہ کے کسی اور علاقے میں منتقل نہیں کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں انفراسٹرکچر کے حوالے سے کچھ ایسے بڑے منصوبہ جات کا ذکر کیا تھا جن کو آئندہ مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔اس معزز ایوان کو ایک مرتبہ پھر باور کرانا چاہتا ہوں کہ ان منصوبہ جات میں سے بیشتر جنوبی پنجاب کے منصوبہ جات ہیں جن کی تکمیل سے اس علاقے میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا۔یہاں جنوبی پنجاب کے لئے مخصوص پروگرام Southern Punjab Development Programme کا دوبارہ ذکر کرنا چاہوں گا جس کے تحت آئندہ مالی سال میں10۔ارب50کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔اسی طرح دانش سکول بھی صوبے کے پسماندہ اضلاع میں قائم کئے جا رہے ہیں تاکہ ان علاقوں کے رہنے والے بچے بھی اعلیٰ اور معیاری تعلیم تک رسائی حاصل کر سکیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں مقامی سطح پر ترقیاتی پروگراموں کے لئے 31۔ارب90کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کی نشاندہی کی تھی۔یہ فنڈز ان سکیموں پر خرچ کئے جائیں گے جن کی نشاندہی مقامی سطح پر ہو گی۔ان اقدامات سے تمام علاقے اپنی مقامی ضرورت کے مطابق ترقیاتی پروگراموں کی تشکیل کر سکیں گے۔4۔ارب روپے کی خطیر رقم انفراسٹرکچر کی بحالی کے لئے مختص کی جا رہی ہے۔شاہرات کی بحالی اور مرمت کے لئے تقریباً مجموعی طور پر2۔ارب روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان اقدامات سے موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے گا۔ میرے لئے یہ امر حیران کن ہے کہ مسلم لیگ (ن) کی موجودہ حکومت کی شفافیت اور merit based policies کو بے جا تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ حکومت کی شفافیت ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ملکی اور غیر ملکی تنظیموں نے بھی کیا ہے۔ میرے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ میں ایک ایسی حکومت کا ادنیٰ کارکن ہوں جو اپنی ہر پالیسی میں، چاہے وہ خالی اسامیوں پر بھرتیاں ہوں، لیپ ٹاپ اور بیلو کیب کی تقسیم ہو یا آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں مکانوں کی الاٹمنٹ کا معاملہ ہو، صرف اور صرف قابلیت، میرٹ اور شفافیت کو بنیاد بناتی ہے۔ میں اپنی تقریر کا اختتام کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ مالی سال 13-2012 کا بجٹ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا غریب، نادار اور محروم معاشی طبقات سے کئے ہوئے عہد وفا کی تجدید ہے۔یہ بجٹ با عزت ذرائع روزگار کی یکساں فراہمی، سماجی اور معاشی تحفظ کی یقین دہانی، تعلیم اور صحت کی سہولیات میں اضافہ اور انفراسٹرکچر میں بہتری کی ضمانت ہے۔ مجھے فخر ہے کہ صوبہ پنجاب کی حکومت وفاقی حکومت کے برعکس ارتکاز دولت کی بجائے وسائل کی منصفانہ تقسیم اور اجتماعیت پر مکمل ایمان رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! گزشتہ چار سال میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت اپنے عوام سے ہر وقت بالواسطہ اور بلاواسطہ رابطے میں رہی ہے۔ ہم عوام کے تمام مسائل میں نہ صرف ان کے ساتھ رہے ہیں بلکہ ان کے ساتھ مل کر ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمہ وقت مصروف بھی رہے۔ ہم نے سادگی اور اسراف سے احتراز کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے انقلابی اقدامات کئے۔ مجھے فخر ہے کہ خادم اعلیٰ کی سیاسی وانتظامی ٹیم کا ہر فرد اسی جذبے سے سرشار عوام کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔ اس ملک کے غریب عوام اپنے منتخب نمائندوں سے اسی جذبے کی توقع رکھتے ہیں۔ بقول شاعر

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رخ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

جناب سپیکر! میں قائد حزب اقتدار، قائد حزب اختلاف اور تمام فاضل ممبران کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ بجٹ کی پیشکش اور بحث کے حوالے سے مجھے مکمل تعاون مہیا کیا گیا۔ بجٹ پر بحث سمیٹتے ہوئے میں اس ایوان کے ہر فرد کو وہ تمام وعدے یاد کرانا چاہتا ہوں جو ہم نے اس صوبے کی عوام سے کئے تھے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی نجی خواہشات اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اجتماعیت کو فروغ دیں تاکہ ہم وطن عزیز کو حقیقی معنوں میں ترقی یافتہ اور خوشحال ممالک کی صف میں کھڑا کر سکیں۔

کھلا کھلا ہو یہ جہاں دُھلا دُھلا سماج ہو
تری زمین پہ اے خدا محبتوں کا راج ہو
رکھیں نہ دل میں بیر ہم سبھی کی چاہیں خیر ہم
سبھی کی ایک آن ہو سبھی کی ایک لاج ہو
سمندروں کی وسعتیں دلوں میں ہم اتار لیں
جو کل تلک نہ ہوسکا وہ نیک کام آج ہو
پاکستان پائندہ باد

جناب سپیکر: ایک اعلان سنئے گا۔ اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 19۔ جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل سالانہ بجٹ پر مطالبات زر پر ووٹنگ کا آغاز ہو گا۔ شکریہ

833

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2012-13

مطالبات زر برائے سال2012-13 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو54لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات 1 تا9 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21002

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب 95کروڑ98 لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13جلد اول کے صفحات 11تا48ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21003

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ74لاکھ46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13جلد اول کے صفحات49 تا63ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21004

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو20کروڑ9لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات65 تا74ملاحظہ فرمائیں۔

اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

834

مطالبہ نمبر PC-21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب 82 کروڑ 28 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-2012 جلد اول کے صفحات 75تا98ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5 کروڑ12 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن "برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 99تا109ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10 کروڑ49 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات111تا125ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو37 کروڑ57 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس و محصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات127تا153ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب 22 کروڑ96 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 155تا 290 ملاحظہ فرمائیں۔

فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو22۔ارب65کروڑ2لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد انتظام عمومی "برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال13-2012جلد اول کے صفحات 307تا751 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب37کروڑ59لاکھ77ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 753تا811ملاحظہ فرمائیں۔

835

مطالبہ نمبر PC-21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب28کروڑ6لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 813تا850ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو61۔ارب50کروڑ88لاکھ5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس "برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 851تا936ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ57لاکھ59ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 937تا950ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21015

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو29۔ ارب 42 کروڑ56 لاکھ80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13–2012 جلد اول کے صفحات 951تا1187ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21016

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو36۔ارب 80 کروڑ70 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال2013–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات" صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13–2012 جلد دوم کے صفحات 1تا312ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21017

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب61 کروڑ91لاکھ 81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13–2012 جلد دوم کے صفحات 313تا352ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21018

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب56 کروڑ28لاکھ 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13–2012 جلد دوم کے صفحات 353تا470ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21019

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو39 کروڑ68لاکھ 69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13–2012 جلد دوم کے صفحات 471تا486ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21020

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب90 کروڑ5 لاکھ 98ہزار

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13–2012 جلد دوم کے صفحات

روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 487تا602ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21021

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14 کروڑ27لاکھ2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 603تا625ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21022

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب20کروڑ70لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 627تا679ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب92کروڑ44لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 681تا778ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب15کروڑ91لاکھ86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد " سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 779تا825ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب33کروڑ13لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012جلد دوم کے صفحات 827تا876ملاحظہ فرمائیں۔

837

مطالبہ نمبر PC-21026	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32کروڑ29لاکھ12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 877تا893ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21027	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو28کروڑ74لاکھ87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 895تا908ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو55۔ارب73کروڑ62لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 915تا920ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14کروڑ65لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 921تا944ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21030	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 945تا949ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔کھرب17۔ارب26کروڑ72 لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات" برداشت	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 951تا1125ملاحظہ فرمائیں۔

کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21032

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ11لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1127تا1141ملاحظہ فرمائیں۔

838

مطالبہ نمبر PC-13033

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب16۔ارب 17 کروڑ97لاکھ 94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1143تا1161ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13034

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2کروڑ68لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1163تا1173ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13035

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1175تا1179ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13050

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1205تا1209ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب65۔ارب67کروڑ8

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات)

PC-22036	لاکھ 38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	برائے سال13-2012 جلد اول کے صفحات 1تا834 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو19۔ارب83 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات 1تا41 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3 کروڑ90 لاکھ 38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات 43تا46 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12040	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو1۔ارب50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات 47تا50 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12041	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32۔ارب 4 کروڑ50 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات 51تا159 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30۔ارب91 کروڑ51 لاکھ 24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات 161تا381 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر
PC-12043

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 94 کروڑ73 لاکھ68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات383تا396ملاحظہ فرمائیں۔

841

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

منگل،19۔جون2012

(یوم الثلاثہ،28۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرٗا كَثِيرٗا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلٗا ﴿٤٢﴾ هُوَ ٱلَّذِي يُصَلِّي عَلَيۡكُمۡ وَمَلَٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخۡرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۚ وَكَانَ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَحِيمٗا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهُۥ سَلَٰمٞۚ وَأَعَدَّ لَهُمۡ أَجۡرٗا كَرِيمٗا ﴿٤٤﴾

سُوْرَةُ الأحزَاب آیات 41 تا 44

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو(41)اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو(42)وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے(43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے(44)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضورؐ ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکرؓ سے کچھ آئینے عشق و وفا کے لا
دنیا بہت ہی تنگ مسلمان پر ہو گئی
فاروقؓ کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علیؓ سے یہ خیرات جا کے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر اُمت رسولؐ کی
منظر ذرا حسینؓ سے پھر کربلا کے لا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر اجازت ہو تو میں نے بھی کچھ گزارشات کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: آج کی تمام تحاریک استحقاق 20 تاریخ تک کے لئے پہلے ہی ملتوی ہو چکی ہیں اور اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

احتجاجی ریلیوں سے پنجاب میں لوڈ شیڈنگ کی آڑ میں وفاقی وزراء، ایم این ایز کے گھروں پر حملے اور پُر تشدد واقعات

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پورے پنجاب کے اندر لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے جو پر تشدد واقعات ہوئے، جس طرح سے پیپلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں کے گھروں پر organize طریقے سے حملے کروائے گئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈ شیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کو جواب کا حق حاصل ہے۔ قائد حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک منچلے وزیر اعلیٰ کا یہ اشتہار لگا ہوا ہے اور اس اشتہار میں لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ آپ سڑکوں پر آئیں، جب لوگ سڑکوں پر آتے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈ شیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ ان کی بات سنیں اس کے بعد آپ کو جواب دینے کا حق حاصل ہے۔ یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایسے نہ کریں اور ان کی بات سنیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈ شیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ پہلے ان کی بات سنیں پھر اس کے بعد آپ کو اس کا جواب دینے کا پورا حق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!اگر مجھے یہاں پر بات نہ کرنے دی گئی تو پھر یہاں پر وزیر اعلیٰ بھی نہیں بول سکیں گے۔وہ کوئی افلاطون نہیں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر ان کا ایک سیاسی موقف ہے، میں یہ کہوں گا کہ اس کے لئے باہر میڈیا ان کے لئے available ہے وہ وہاں پر ضرور اپنی بات کریں لیکن وہ یہاں پر اس House کے ماحول کو کشیدہ نہ کریں کیونکہ جس اذیت ناک لوڈ شیڈنگ سے لوگ دوچار ہیں میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ چوری اور سینہ زوری دونوں اکٹھے نہیں چل سکتے۔آپ چوری بھی کریں، آپ ظلم بھی کریں،آپ لوگوں کے کاروبار، گھر کا سکون بھی برباد کریں اور پھر point scoring کریں یہ کام نہیں ہو سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں جو اصل بات انہوں نے کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس لئے یہ ایسی بات باہر کریں۔یہاں پر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اصل بات یہ ہے کہ وہ جو بات کر رہے ہیں۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا!پنجاب میں 22 گھنٹے کی جو لوڈ شیڈنگ ہو رہی پہلے اس کو بند کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔آپ مجھے بات کرنے دیں گے یا نہیں؟ راجہ صاحب!میرے خیال میں آپ اسے wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں بھی اس معزز ایوان کا ممبر ہوں راناثناء اللہ خان مجھے تعلیم نہ دیں مجھے پتا ہے کہ میں نے کہاں پر کیا بات کرنی ہے ابھی وزیر اعلیٰ جب بات کریں گے تو ہم بھی یہی طریقہ اختیار کریں گے۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)
(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: اگر ان کے بس میں ہو تو میں ابھی ان کو بند کرنے کے لئے کہہ دوں، دیکھیں آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پنجاب میں ظلم ہو رہا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!.Order in the House تشریف رکھیں۔ ان کی بات سننے دیں۔ اپنی بات کرنے کا ان کو حق حاصل ہے۔ مہربانی فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! خدا خدا کر کے آج قائد ایوان بھی یہاں ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے آج دیکھا ہے وہ تو کل بھی آئے تھے۔ ایک دن پہلے بھی آئے تھے۔ آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ آج آئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں صرف ان معزز ممبران کو آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے یہ مجھے نہ بولنے دیں۔

جناب سپیکر: کیوں نہ بولنے دیں؟ آپ کو بات کرنے کا حق ہے۔ آرڈر پلیز۔ آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگر مجھے نہیں بولنے دیں گے تو پھر کیا قائد ایوان بات کر سکیں گے؟

جناب سپیکر: آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر رانا ثناء اللہ صاحب اشارہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ شور مچائیں تو مجھے بھی اشارہ کرنا آتا ہے، میں بھی اشارہ کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں یہ اچھی بات نہیں ہے، آپ سمجھداری کا ثبوت دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے، اب پورے پنجاب کے اندر نہروں میں پانی نہیں ہے فصل سر پر کھڑی ہے اور زمینداروں کو پانی نہیں مل رہا تو کیا ہم بھی لوگوں کو لے کر مسلم لیگ (ن) کے لوگوں کے گھر جلانا شروع کر دیں؟

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اشتہار دیا کہ ریلیاں نکالیں، جلوس نکالیں پانچ دس ہزار آدمی اکٹھا ہو اور پھر انہوں نے جو لیپ ٹاپ دیئے ہیں ان کے ذریعے لوگوں میں یہ شعور آئے کہ پانچ دس ہزار آدمی۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن انہوں نے توڑ پھوڑ کا کہیں نہیں کہا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کیسے ممکن ہے کہ جب پانچ دس ہزار آدمی اکٹھا ہو جائے تو پھر وہ توڑ پھوڑ نہ کرے یا پھر اسے پولیس روک سکے۔ بنیادی طور پر پہلی بات یہ ہے کہ لوگوں کو کیوں اکٹھا کیا جاتا ہے؟

معزز ممبران حزب اقتدار: بجلی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بعد میں ان کو بھی موقع دینا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہمارے ساتھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب بیٹھے ہیں کل ان کے گھر پر حملہ ہوا ہے، ہمارے ایم این اے زاہد پرویز صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے، ساہیوال میں ہمارے ذکی چودھری صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے، آج صبح ریاض فتیانہ صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے وہاں پر انہوں نے فائرنگ کی اور ابھی خبر آ رہی تھی کہ ایک آدمی وفات پا گیا ہے اور آٹھ زخمی ہوئے ہیں۔ کل خانیوال میں ہراج فیملی کے گھر پر حملہ ہوا ہے۔ پہلے تو میں یہ بات نہیں مانتا کہ یہ وفاقی حکومت کے ذمے ہے بلکہ چار سال سے صوبائی حکومتوں کے ذمے ہے لیکن ہمارے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا ہے کہ میری آنیاں جانیاں دیکھیں۔ پنجاب حکومت ایک میگاواٹ بجلی پیدا نہیں کر سکی۔ یہ چائنا گئے، ترکی گئے اور سب کچھ کیا ہے لیکن رزلٹ صفر ہے اور پنجاب حکومت ایک میگاواٹ بجلی بھی

پیدا نہیں کر سکی لیکن وفاقی حکومت نیشنل گرڈ میں 3600 میگاواٹ بجلی لائی ہے۔ اس کے باوجود یہ صوبوں کی ذمہ داری ہے انہیں این ایف سی ایوارڈ میں اربوں روپے زیادہ مل رہے ہیں تو وہ پیسے کدھر جا رہے ہیں؟ میں نے کہا تھا کہ تنور میں پیسے پھینک دیں، میں نے کہا تھا کہ لیپ ٹاپ میں پیسے پھینک دیں؟ یہ کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو جن کے پاس پہلے چھ چھ کاریں اور دس دس لیپ ٹاپ ہیں وہاں جا کر کنیئرڈ کالج کی بچیوں کو لیپ ٹیپ دینے کی بجائے بیس یا چالیس میگاواٹ بجلی پیدا کرتے اور کہتے کہ ہم نے چالیس میگاواٹ پیدا کر لئے ہیں اور پانچ سالوں میں اتنے مزید کر لیں گے لیکن انہوں نے تو ایک میگاواٹ بھی بجلی پیدا نہیں کی اور یہ پنجاب حکومت کا اشتہار ہے کہ اکٹھے ہوں اور اکٹھے ہونے کے بعد راجہ ریاض کے گھر کو آگ لگا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): کیا راجہ ریاض کے گھر کو آگ لگانے سے بجلی آ جائے گی، کیا کسی غریب کا موٹر سائیکل جلانے سے بجلی آ جائے گی؟ اگر میاں محمد شہباز شریف صاحب غریب کا موٹر سائیکل جلا کر، غریب کی قسطوں کی کار جلا کر بجلی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس طریقے پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ کیا طریقہ ہے اور ہم نے کیا قصور کیا ہے؟ کل اس بے چارے کا کروڑوں روپے کا نقصان کر دیا گیا ہے اس کا کیا قصور ہے؟ اس کا قصور یہی ہے کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے، ان کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے۔ اب نہروں میں پانی نہیں آ رہا ہے کل میں لوگوں کو پکڑوں اور جا کر ان کا گھر جلا دوں۔ یہ قومی مسئلے ہیں اور پوری قوم نے بیٹھ کر ان کو حل کرنا ہے۔ یہ کسی ایک کے بس کی بات نہیں ہے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ روّیہ کہ اشتہار چھاپ دیں، لوگوں کو سڑکوں پر لانا اور پھر کہنا کہ آپ کنٹرول میں رہیں۔ پتا نہیں انہوں نے ان کو کون سی ایجوکیشن دی ہے؟ چیچہ وطنی میں ہمارا ایم این اے زاہد اقبال ہے پہلے اس کے گھر گئے، پھر اس کے سی این جی پمپ پر گئے پھر پٹرول لے کر اس کی بیوی اور بچوں کو جلانے لگے تو بڑی مشکل سے محلے داروں نے بچایا۔ اسی طرح ہراج فیملی کے گھر پر حملہ کیا گیا وہ صرف ہمارے اتحادی ہیں۔ ایک غریب دکاندار کی دکان اس کا پورا asset ہوتا ہے اس کی دکان لوٹ کر آگ لگا دی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اس اشتہار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میرے گھر کو تحفظ دینا اور اس ایوان کے تمام ممبران کو تحفظ دینا اس صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کا فرض ہے اور انہوں نے اپنا فرض پورا کرنے کی بجائے یہ اشتہار دیا ہے۔ یہ اشتہار فیصل آباد میں چھپا ہے کہ دس ہزار آدمی اکٹھا ہو گا، اگر میرے گھر پر گیا، میرے گھر کو نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہوں گے۔

پولیس نے مجھے خود بتایا کہ ہمیں حکم ہے کہ آپ نے لاٹھی چلانی ہے، آنسو گیس پھینکنی ہے اور نہ گولی چلانی ہے۔سب سے بنیادی طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں لیکن ان کا حکم ہے کہ ان کو اکٹھے ہونے سے نہیں روکنا۔کل ٹرین جلادی گئی، جب انڈیا پاکستان بنا اس وقت ٹرینیں جلائی گئی تھیں اب پھر کل ٹرین جلادی گئی کیا وہ ٹرین میری تھی، کیا وہ ٹرین یوسف رضا گیلانی کی تھی؟ وہ ٹرین پاکستان کی ہے اور پاکستان کے ایک صوبے کا وزیر اعلیٰ یہ اشتہار چھاپ کر لوگوں کو کہہ رہا ہے کہ آپ سڑکوں پر آئیں، املاک کو، غریبوں کے موٹر سائیکلوں کو، غریبوں کی کاروں کو آگ لگادیں، یہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ہم نے ہمیشہ برداشت کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ تشریف رکھیں، قائد ایوان بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ذرا ان کی بات سن لیں۔پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔جی، قائد ایوان! (نعرہ ہائے تحسین)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیر آیا شیر آیا کی نعرہ بازی)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار خالد سلیم بھٹی: وہ رپٹ رقیبوں نے نہیں بلکہ متاثرین نے لکھوائی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔سردار صاحب! تشریف رکھیں۔آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! آج پاکستان لوڈ شیڈنگ کے ہاتھوں بدترین مسائل میں گھرا ہوا ہے۔میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پچھلے دو تین دنوں میں پاکستان کی تاریخ میں جو بدترین لوڈ شیڈنگ ہوئی ہے، اس کے نتیجے میں بدقسمتی سے جن معزز گھروں میں کسی نے حملے کئے پوری قوم کو ان کی مذمت کرنی چاہئے، اس ایوان کو مذمت کرنی چاہئے۔اس میں ساہیوال میں sitting minister ملک ندیم کامران کے گھر میں بلوا ہوا، ان کے گھر کے اندر توڑ پھوڑ کی گئی اور مجھے یہ کسی اور نے نہیں بتایا

بلکہ انہوں نے خود اپنی زبانی بتایا ہے۔اگر خدانخواستہ خدانخواستہ ان بلوؤں کے پیچھے کوئی خفیہ ہاتھ یا کوئی سرکاری ہاتھ ہوتا تو ملک ندیم کامران کے گھر کوئی حملہ کر سکتا تھا؟ اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ کہوں گا کہ جس اشتہار کی بات معزز قائد حزب اختلاف کر رہے ہیں میں نے اس اشتہار کے ذریعے نہیں بلکہ میں نے جلسوں، احتجاجی ریلیوں، پریس کانفرنسں اور T.V Talk Shows میں پوری قوم کو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں اس احتجاج میں آپ کے ساتھ شامل ہوں لیکن آپ اس احتجاج کو پُرامن رکھیں۔ میں آج اس خُدائے بزرگ و برتر کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس احتجاج میں عوام کے ساتھ ہوں، علی بابا چالیس چوروں کے ساتھ نہیں ہوں لیکن میں نے عوام سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ احتجاج کو پُرامن رکھیں۔ میں نے کہا کہ میری آپ سے التجا ہے، میں خُدا کے نام پر آپ سے منت کرتا ہوں کہ آپ احتجاج پُرامن رکھیں۔اس کے لئے انتظامیہ اور پولیس کو ہدایت کی گئی کہ آپ سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر اس احتجاج کو پُرامن رکھنے کی بھرپور کوشش کریں گے لیکن جن لوگوں کے گھروں میں آج چولہا ٹھنڈا ہو گیا، جن لوگوں کے گھروں میں ایک وقت کی روٹی ختم ہو گئی اور رات کو لوڈ شیڈنگ کے ہاتھوں ان کو نیند نہ آئے تو پھر وہ احتجاج کے لئے سڑکوں پر آئیں گے۔ وہ اپنے حق، روزی پنکھے اور اپنے بچوں کو دودھ دینے کے لئے احتجاج کریں گے۔ ہم لوگ ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ان پر گولی چلانے کا حکم دیں، میں مر تو جاؤں گا لیکن ان کے اُوپر گولی نہیں چلاؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ یہی چاہتے ہیں کہ میں ان نہتے لوگوں پر گولی چلاؤں جو اپنی بھوک سے تنگ آ کر اور روزگار چھن جانے کی وجہ سے احتجاج کے لئے سڑکوں پر آئیں۔ خدانخواستہ کوئی لاش گرے اور اس ملک کے اندر ہر چیز تہہ و بالا ہو جائے میں ایسا نہیں کر سکتا۔آج چار سال بعد ملک کو اندھیروں میں دھکیلنے کے بعد یہ مجھے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ بجلی پیدا نہیں کی، یہ صوبوں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ بجلی پیدا نہیں کی گئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ سب جھوٹ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! کل ڈی ایس پی کی قیادت میں میرے گھر کو نقصان پہنچایا گیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔ سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

Order please, order please. No cross talk. آپ بیٹھ جائیں، محترمہ! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو چند حقائق بتانا چاہتا ہوں۔ اس وقت تاریخ کی بد ترین لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ آج میں چند حقائق سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پولیس گردی کے بارے میں بھی بتائیں۔ چودھری شجاعت حسین کا فارمولا اپنائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی کر کے قائد ایوان کو interrupt نہ کریں۔ دیکھیں، یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آپ جو کام کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ریٹنل پاور پراجیکٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے یہ کہا کہ 113۔ارب روپے کا پاکستان کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔Rental Power Projects, Thermal Power Project and IPP's کے حوالے سے میں انتہائی ذمہ داری سے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے چونسٹھ سالوں میں آج تک پاکستان کے اندر جتنے بجلی کے منصوبے لگے ہیں اور ان کی جتنی capacity ہے اگر ان کے لئے پیسے مہیا کر دیئے جائیں تو یہ بحران کم ہو سکتا ہے۔ اس کو آپ گردشی قرضہ یا circular debt کہتے ہیں جو کہ آج 400۔ارب روپے کے لگ بھگ پہنچ گیا ہے۔ یہ چار بلین ڈالر بن چکا ہے، ایک اژدھا کی شکل اختیار کر چکا ہے اور پکار پکار کر پاکستان کے عوام کو لوڈشیڈنگ کی شکل میں ڈس رہا ہے۔ اس کی وجہ سے لاکھوں، کروڑوں لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں اور پنجاب کی معیشت کو 400۔ارب روپے کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ پنجاب کی exports کو ایک ارب ڈالر کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ فیصل آباد، ملتان، لاہور اور پنجاب کے دوسرے شہروں کی صنعتیں تہہ و بالا ہو چکی ہیں۔ دنیا کے importers پاکستان سے کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں مال چاہئے اور اس پر جب پنجاب کا exporter کہتا ہے کہ میں حاضر ہوں اور آپ کو یہ مال اتنے داموں پر دوں گا تو وہ پوچھتا ہے کہ تم کہاں کے exporter ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں پاکستان کا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تم پاکستان کے ہو لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کس صوبے سے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں سیالکوٹ یا فیصل آباد سے ہوں۔ وہ آگے سے کہتا ہے کہ مجھے تمھاری مصنوعات نہیں چاہئیں۔ پوچھا گیا کیوں؟ اس نے کہا کہ مجھے

پتا ہے کہ تم یہ supply نہیں کر سکتے۔ میں یہ مصنوعات پاکستان کے کسی اور صوبے سے لے لوں گا۔ یہ سوتیلی ماں جیسا سلوک صوبہ پنجاب کے ساتھ کیا گیا۔ میں آپ کو بتا رہا تھا کہ رینٹل پاور پراجیکٹس یا تھرمل پاور پراجیکٹس ہوں پاکستان کے اندر آج بھی اتنی installed capacity موجود ہے، خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ 400۔ارب روپے نہیں بلکہ اگر 200۔ارب روپے بھی اس میں ڈال دیں تو راتوں رات چار ہزار mega watt بجلی آ جائے گی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please, order please, order please. Order in the House. Order in the House. جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس ایوان میں یہ اعتراض اُٹھایا ہے کہ صوبہ پنجاب نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور صوبہ پنجاب نے بجلی میں ایک میگاواٹ بھی اضافہ نہیں کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اب دوسری طرف کے حقائق سے پردہ اُٹھانے دینا چاہئے اور قائد حزب اختلاف کو اس بات کو manage کرنا چاہئے کہ وہ اپنے ممبران سے کہیں کہ وہ قائد ایوان کی بات کو سُنیں اور اگر اُس کے بعد اُن کے پاس کوئی جواب ہے تو ہم وہ بھی سُننے کے لئے تیار ہیں لیکن ایک healthy debate ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب آج مجھے جو تعلیم دے رہے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب پچھلے چار سال اس ایوان میں نہیں آئے تو کاش! راناصاحب یہ تعلیم اپنے ممبران کو دیتے۔ ان کے اشاروں پر ان کے ممبران hooting کرتے رہے ہیں اور آج بڑی اچھی تعلیم دے رہے ہیں لیکن ہم پھر بھی ان کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ میں اپنے معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب آج خدا خدا کر کے اس ایوان میں آئے ہیں تو انہیں بات کرنے کا موقع دیں۔ رانا صاحب نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر کے بعد آپ کو موقع ملے گا تو چیف منسٹر صاحب میری ساری بات سُن کے جائیں۔ وفاقی حکومت کے ساتھ اگر صوبائی حکومت بجلی کی لوڈشیڈنگ میں برابر کی ذمہ دار نہ ہوئی تو میں استعفیٰ دوں گا یا یہ استعفیٰ دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کے اس gesture کو welcome کرتا ہوں لیکن میں قائد حزب اختلاف کو یہ بات یاد کروانا چاہتا ہوں کہ تین چار روز قبل کی بات ہے جب قائد حزب اختلاف نے اس بجٹ پر اپنی general discussion کا آغاز

کیا تو میں یہاں پر موجود تھا اور انہوں نے جتنی دیر بولنا چاہا پورے معزز ایوان نے بڑے غور سے ان کی بات کو سُنا تھا۔

جناب سپیکر: میں قائد ایوان، وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے بھی یہ کہوں گا کہ جب کوئی سپیکر بول رہے ہوں تو اُس میں interruption ناقابل برداشت ہوتی ہے آپ مہربانی فرمائیں اور آئندہ اگر کوئی ایسی حرکت ہوئی تو پھر مجھے جو اختیار حاصل ہے میں اُسے استعمال کروں گا۔آپ اچھے طریقے سے ایوان کی کارروائی کو چلنے دیں۔جی، محترم قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ رینٹل پاور پراجیکٹس illegal ہیں اور میں سپریم کورٹ کے اس فیصلہ پر تعظیم کرتا ہوں کہ اُن منصوبوں سے اربوں روپیہ واپس لیا گیا جس میں ایک منصوبہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے علاوہ لاڑکانہ میں لگا ہوا ہے اُس منصوبہ سے بھی راتوں رات اربوں روپیہ وصول کیا گیا۔ان رینٹل پاور پراجیکٹس کے علاوہ میں جو گردشی قرضوں کی بات کر رہا ہوں اگر آج 200۔ارب روپیہ جمع کرا دیا جائے تو راتوں رات 4ہزار میگاواٹ بجلی سسٹم میں آ جائے گی اور معزز قائد حزب اختلاف جس طرح ذکر کر رہے ہیں کہ احتجاج اور بلوے ہو رہے ہیں جب 4ہزار میگاواٹ بجلی سسٹم میں آئے گی تو مجھے بتائیں کہ کسی کے کہنے کے اوپر کوئی احتجاج کرے گا؟ وہ جا کر اپنا روزگار تلاش کرے گا، اپنے بچوں کا پیٹ پالے گا، رات کو اُس کے گھر پنکھا چلے گا تو وہ میٹھی نیند سوئے گا۔ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر وہ کمرے چاہے لاہور کے ہوں، اسلام آباد، کراچی، پشاور یا کوئٹہ کے ہوں، باتیں کرنا بڑی آسان ہیں۔ جا کر اُس شخص سے پوچھیں جس کے گھر میں آج روٹی نہیں ہے، جا کر اُس شخص سے پوچھیں جس کے گھر میں بیمار بیٹی سسک سسک کر جان دے دیتی ہے لیکن اُس کے پاس دوائی کے پیسے نہیں ہیں کیونکہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اُس کا روزگار چھن گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر یہ الزام دیا جاتا ہے کہ پنجاب نے بجلی پیدا نہیں کی۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ رینٹل پاور پراجیکٹس پر اور یہ میں نہیں کہہ رہا سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ قوم کا 113۔ارب روپیہ کھایا گیا۔اگر یہ پیسا ہوتا تو آج یہ پیسا circular debt میں آتا اور بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ ہوتی۔ میں یہ بات ریکارڈ پر کہہ رہا ہوں کہ اوسطاً 650 میگا واٹ بجلی پنجاب سے باہر ٹرانسفر کی جا رہی ہے اور میں آپ کو یہ بلاخوف تردید کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پوچھے بغیر یہ کیا گیا اور ہم اس پر بھی چُپ رہے کہ یہ وفاق ہے، یہ چاروں اکائیاں ہیں اور چار بھائی بشمول آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان مل

کر یہ پاکستان بناتے ہیں لیکن آج تک ہمیں نہیں پوچھا گیا۔ 2010 میں اسلام آباد میں Energy Summit ہوئی تھی اور اُس وقت بھی میں نے legitimate وزیر اعظم سے درخواست کی تھی کہ آپ براہ کرم میٹنگ بلائیں اور اُس میں کڑے فیصلے کریں، ہم چاروں بھائی، تاجر، تمام تنظیمیں اور تمام ادارے اس میٹنگ کے تمام فیصلوں کو مانیں گے تاکہ پاکستان کا یہ مسئلہ حل کیا جائے۔ اس میٹنگ میں یہ فیصلے کئے گئے کہ پورے پاکستان میں یکساں لوڈ شیڈنگ ہو گی۔ یہ وہ فیصلے ہیں جو minuted ہیں آپ پنجاب نہیں اسلام کی منسٹری آف پٹرولیم اور باقی اداروں سے وہ minutes نکلوالیں اور میں ریکارڈ کی یہ بات کر رہا ہوں۔ دوسرا فیصلہ یہ تھا کہ پنجاب سے باہر اوسطاً جو 650 میگاواٹ بجلی ٹرانسفر ہو رہی ہے اور وہ جس ادارہ اور جس صوبہ کو دی جا رہی ہے اُس کے پاس ٹربائنز پڑی ہیں اور وہ آج بھی موجود ہیں کیونکہ اگر وہ آج بھی چاہیں تو 300 میگاواٹ بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم 300 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے تو آپ 650 میگاواٹ بجلی کو کم کر کے نیچے لے آئیں۔ اس فیصلے کو اڑھائی سال گزر گئے اس پر رتی برابر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آگے چلیں۔ اس 400۔ارب روپیہ کے circular debt میں پنجاب نے اپنے حصہ کا پیسا واپڈا کو دینے کا کہا ہے۔ میری درخواست پر لاہور میں دوسری انرجی کانفرنس ہوئی اُس میں اعلان کیا گیا تھا کہ پنجاب حکومت اور وفاق مل کر اس مسئلہ کو Reconcile کریں گے اور چونکہ بجٹ کا موقع تھا تو میرے ذہن میں تھا کہ ہم انشاء اللہ ڈیڑھ مہینہ میں اس حساب کو باک کر دیں گے۔ میں کسی صوبہ کا نام نہیں لوں گا لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس 400۔ارب روپیہ میں سے اگر باقی تین صوبوں کو ملائیں تو انہوں نے 100۔ارب روپیہ سے زیادہ رقم دینی ہے۔ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن نے 40۔ارب روپیہ دینا ہے اور مجھے بتائیں کہ کراچی ہمارا دل ہے، پاکستان کی جان ہے، پاکستان کی شان ہے، پاکستان کی آن ہے، روشنیوں کا شہر ہے خدا کرے وہ بیلا دالعروج اور ترقی کرے کیونکہ یہ پاکستان کی ترقی ہے۔ کراچی کی ترقی پاکستان کی خوشحالی ہے لیکن وہاں پر بجلی ہم دے دیں جس سے انڈسٹری 6 دن چلے یا 5 دن چلے اور پنجاب میں عوام سسک سسک کر دم توڑ رہی ہو، لاکھوں لوگ بے روزگار ہوں اور یہ میں نہیں کہہ رہا۔ کراچی کا شہری کہتا ہے کہ شہباز شریف! اس صوبہ میں بجلی کا کیا حال ہے؟ ہم تو فلاں علاقہ میں رہتے ہیں اور بجلی ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں جاتی اور تمہارے ہاں تو 20/20 گھنٹے بجلی جا رہی ہے تو یہ کیا ماجرا ہے۔ میں پھر اس کو سوتیلی ماں کا سلوک نہ کہوں تو کیا کہوں؟

جناب سپیکر!اس کے بعد آگے چلیں۔آج میں چاہتا ہوں کہ میں اس circular debt کی امانت اس معزز ایوان کے حوالہ کر دوں اس لئے کہ جو ایف آئی آر کاٹ کر مجھے ہتھکڑی لگانا چاہتے ہیں خدا کی قسم ہتھکڑی کیا اگر مجھے عوام کے لئے تختہ دار پر جانا پڑا تو میں جاؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس circular debt میں وہ element بھی شامل ہے جس کو چوری کہتے ہیں۔خدا کا غضب کہ ایک ادارہ بجلی استعمال کر رہا ہو، مصنوعات بنا رہا ہو، آگے بیچ رہا ہو لیکن اس سے بجلی کے پیسے واپس نہ لئے جائیں اور billing کے اندر خُورد بُرد ہو۔اس سے آنکھیں بند کی جائیں۔

جناب سپیکر!یہی حال گیس کا ہے۔گیس مہیا کی جا رہی ہو، مصنوعات بن رہی ہوں، آگے مال بیچا جا رہا ہو، منافع جیب میں ڈالا جا رہا ہو اور پھر اس کے پیسے وصول نہ کئے جائیں۔اس کے بعد ہمیں اس کا الزام دیں کہ بجلی کے اندھیروں کے ہم ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر!اس سے آگے خود وفاق نے 400 بلین روپے میں سے لگ بھگ بیس پچیس ارب روپے دینے ہیں۔میں اس ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں صوبائی عصبیت پر لعنت بھیجتا ہوں۔میں پہلے پاکستانی ہوں، میں پہلے پاکستانی ہوں، میں پہلے پاکستانی ہوں اور اس کے بعد میں کچھ اور ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!حقائق تلخ ہوتے ہیں لیکن ان کو face کرنا چاہئے۔آج صوبہ پنجاب کے جتنے DESCOs ہیں ان کی پاکستان کے تمام DESCOs سے efficiency بہترین ہے۔آپ فیصل آباد کو دیکھ لیں کہ وہاں کے زیادہ سے زیادہ line losses 10% ہیں جب ہم line losses کی بات کرتے ہیں تو اس میں transmission losses اور بجلی چوری بھی شامل ہے۔اس کے علاوہ فیصل آباد کی recovery 98% ہے۔وہ صنعت کار، سرمایہ کار جنہوں نے بنکوں سے قرضے لئے ہیں، جنہوں نے اپنے کارخانے لگائے ہیں انھوں نے قوم کے لئے risk لیا ہے کہ وہ منافع بھی کمائیں، قوم کی exports بڑھوائیں اور قوم کی پیداوار بڑھوائیں۔آج ان کے کارخانے ڈوب گئے، آج وہ قرضے واپس نہیں کر سکتے مگر حالت یہ ہے کہ recovery 98% ہے۔اسی طرح ملتان، لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی کو لے لیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پنجاب کے جتنے بھی DESCOs ہیں ان کے کل 12% line losses سے زیادہ نہیں ہیں اور recoveries 98% or 97 ہیں۔یہ پنجاب کے DESCOs کی efficiency ہے۔اس کے مقابلے میں یہ بات اس معزز ایوان کے لئے بہت اہم ہے کہ پنجاب سے باہر بعض DESCOs کے line losses 44% اور recovery 56% ہے۔پنجاب سے باہر ایک

اور ادارہ ہے ان کے line losses 33% اور recovery 65% ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی آمدن کو cross subsidies کرنے کے لئے ان نقصانات کو meet کیا جارہا ہے کہ 700 میگاواٹ میں سے 600 میگاواٹ transfer کیا جارہا ہے اور جو منافع ہے ان نقصانات کو پورا کرنے کے لئے وہ بھی transfer کیا جارہا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ پنجاب شرارت کر رہا ہے، زیادتی کر رہا ہے اور خادم اعلیٰ یہ زیادتی کر رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہوش سے بیٹھیں اور مہربانی کریں۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! 2010 کی Energy Summit جو اسلام آباد میں ہوئی تھی اس میں ایک فیصلہ کیا گیا تھا۔ میں اپنی بہنوں سے گزارش کروں گا کہ میری بات سن لیں۔ ان کا حق ہے کہ اس کے بعد بولیں۔ اگر آپ نہیں چاہتیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کسی کی بات مان بھی لیا کریں اور مہربانی کریں۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اس فیصلہ کے نتیجے میں لاہور میں، میں نے پورے پنجاب کے تاجران اور کاروباری حضرات کو بلایا۔ اس وقت راجہ پرویز اشرف وزیر پن بجلی تھے۔ اس کے بعد وزیر خزانہ بھی تشریف لائے اس فیصلے کی روشنی میں کہ پورے پاکستان میں رات کو 8 بجے کاروباری مراکز بند ہو جائیں گے اور ہفتے میں دو چھٹیاں کی جائیں گی تاکہ بجلی کی بچت ہو اور لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے ہم کچھ بہتری لا سکیں۔ ہم نے من و عن اس فیصلے کو قبول کیا۔ میرے معزز ممبران گواہ ہیں ان میٹنگز میں لاہور اور دیگر جگہوں پر آئے تھے کہ تاجران نے بے پناہ احتجاج کیا کہ شہباز شریف صاحب یہ لندن نہیں ہے کہ شام کو 8 بجے دکانیں بند ہو جائیں۔ ہم دیر سے دکانیں کھولتے ہیں اور دیر سے دکانیں بند کرتے ہیں۔ ہم نے ان کی منت سماجت کی، میں نے ذاتی طور پر درخواست کی اور بڑی مشکل سے ان کو منایا کہ 8 بجے دکانیں بند کی جائیں گی۔ اس کے بعد وفاقی حکومت نے خود 9 بجے کا وقت کر دیا۔ میں یہ باتیں ریکارڈ پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا عمل صرف پنجاب میں ہوا اور کسی اور جگہ بالکل نہیں ہوا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس پر مجھے میرے تاجر بھائیوں نے کہا کہ شہباز شریف! تم کیسے خادم ہو کہ ہم سے تو تم نے اپنے فیصلے پر عمل کروالیا باقی جگہوں پر کیوں عمل نہیں ہو رہا؟ میں نے کہا کہ یہ وفاق جانے یا باقی صوبے جانیں یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں چین گیا، میں نے پوری کوشش کی اور وہاں ہم نے تونسہ بیراج کے لئے معاہدہ کیا۔ چین پاکستان کا بہترین دوست ہے اور اس کے بعد آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بجلی کا منصوبہ جلد مکمل نہیں ہوتا۔ اگر آپ آج قلم اٹھائیں، اس کی planning، انتظامات کے حوالے سے تو وہ منصوبہ تب چالو ہوتا ہے جب اڑھائی تین سال دن رات محنت کی جائے وہ چاہے 50 میگاواٹ کا منصوبہ ہو یا 500 میگاواٹ کا میں آپ کو وہ بات بتا رہا ہوں جو دنیا کا مروجہ قانون ہے۔ ایسا کوئی بھی منصوبہ اڑھائی سال سے پہلے چلانا miracle ہے اس کے باوجود بھی ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے اس حوالے سے پوری کوشش کرتے ہوئے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی رقم مختص کی تھی اور اس سال بھی مختص کی ہے لیکن جیسا کہ وزیر خزانہ نے بتایا کہ کس طرح ہمارے ہاتھ کو جکڑ لیا گیا۔

جناب سپیکر!اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم کی بات ہوتی ہے۔ میں اس ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اٹھارہویں ترمیم یہ ثابت کر دے اور دنیا کے کسی بھی ماہر کو بلا لیں کہ وہ بتائے کہ اٹھارہویں ترمیم میں صوبوں کو بجلی بنانے کے اضافی اختیارات دیئے گئے ہیں تو میں اس کی پوری ذمہ داری قبول کروں گا۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط بات ہے اٹھارہویں ترمیم نے صوبوں کو کوئی اضافی اختیار بجلی بنانے کا نہیں دیا۔ یہ آپ کا خادم ہے، یہ ایوان ہے اور یہ پنجاب کی حکومت ہے جس نے پچھلے سال مئی میں Council of Common Interest میں کہا کہ آپ نے تین سالوں میں جو تیر مارنے تھے وہ مار لئے اب صوبوں کو اختیار دیں کہ ہم بجلی پیدا کر کے عوام کے دکھوں کا کچھ مداوا کر سکیں۔ اس پر تینوں صوبوں نے میرا ساتھ دیا اور اس طرح Administrative فیصلے کے ذریعے ہم نے ایک اختیار لیا وہ آئینی اختیار نہیں تھا اٹھارہویں ترمیم میں وہ چیز موجود نہیں ہے۔ یہ بھی صوبہ پنجاب کو اور آپ کی حکومت کو credit جاتا ہے کہ ہم نے Council of Common Interest میں یہ فیصلہ کرایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ فیصلہ ہوتے ہی ہم نے یہ سوچا کہ کون سا ایسا منصوبہ ہے جس کو ہم بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھا سکتے ہیں۔ اس کے لئے تھر میں coal ہے، لاکھڑا میں coal ہے، بلوچستان میں بھی coal ہے اور یہاں پنجاب میں جہلم میں coal ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ دو سال پہلے ہم نے آسٹریلین کمپنی کو ٹھیکہ دیا کہ آپ مہربانی کر کے جہلم کے کوئلے کا تجزیہ کر کے دیں۔ میں آج اس ایوان کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ ان کی رپورٹ پچھلے مہینے بڑی عرق ریزی کے بعد آ گئی اور انہوں نے کہا کہ جہلم میں 500 ملین ٹن کوئلے کے ذخائر ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم اللہ کے فضل و کرم سے اسے قابل استعمال بنا سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ پچھلی حکومت میں وہ مشرف جو مکا دکھاتا تھا اور وہ مشرف جو پاکستان فورس کہتا تھا تو اس نے یہ سروے کیوں نہ کرایا؟ الحمد للہ ہم نے دو سال لگا کر آسٹریلین کمپنی سے مکمل سروے کرایا۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہوئے قائد حزب اختلاف سے بڑے ادب سے پوچھتا ہوں کہ جہاں تک صوبوں کے اختیارات کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ کتنے میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت قائم کی ہے تو میں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف سے یہ سوال کر سکتا ہوں کہ تھر کول جو دنیا کا سب سے بڑا کوئلے کا ذخیرہ ہے، کیا ان چار سالوں میں ایک کلوواٹ بھی بجلی پیدا ہوئی جو کہ established ذخائر ہیں اور پیسے کی بھی کوئی کمی نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جس طرح صوبہ پنجاب کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے اسی طرح وہاں پر پیسے کی فراوانی ہے مگر ہم نے اس پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کی۔ این ایف سی کی بات محترم قائد حزب اختلاف نے کی تو میں آج بھی بڑے فخر، عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب نے 11۔ارب روپے این ایف سی ایوارڈ پر اپنی جیب سے ڈالا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب میں نے مئی 2011 کا فیصلہ کروالیا تو اس کے بعد ہم نے تین مہینے دن رات محنت کی اور گنے کی پھوک سے بجلی پیدا کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا۔ یہ میں نہیں بلکہ یہاں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے معزز ممبران اس میٹنگ میں شریک تھے جہاں بیوروکریٹ افسران اور شریک وزراء اس بات کی گواہی دیں گے کہ پاکستان کے اندر 75 شوگر ملیں ہیں جبکہ پنجاب میں 38 شوگر ملیں ہیں جن کی بنیاد پر گنے کی پھوک سے ہمیں بجلی اور نہ تیل import کرنا پڑے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت پاکستان 10۔ارب ڈالر کا تیل import کر رہا ہے۔ اس سے بڑا کوئی ظلم ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس کوئلہ ہو، پاکستان میں گیس ہو، گنے کی پھوک ہو اور اس کے باوجود آپ 10۔ارب ڈالر کا تیل import کر کے عوام کا تیل نکال دیں، عوام کا پسینہ نکال دیں اور ان کا خون چوس لیں تو یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کہاں کی جمہوریت ہے اور یہ کہاں کا پاکستان ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے جب یہ منصوبہ بنایا تو واپڈا، پیپکو اور دیگر متعلقہ اداروں سے بات کی کہ ہم نے یہ منصوبہ بنایا ہے لہذا آپ ہمیں اجازت دیں۔ کہتے ہیں کہ صوبے بااختیار ہیں تو سن لیجئے کہ نیپرا وفاقی حکومت کا ادارہ ہے اور بجلی بنانے کے rates کوئلے سے ہوں، گیس سے ہوں، گنے کی پھوک سے ہوں، windmill ہو یا تیل سے ہوں، وہ نرخ صوبے نہیں بلکہ وفاق مقرر کرتا ہے۔ اگر میں آج آپ کو یہ کہوں کہ اس وقت تک جب میں آپ کی خدمت میں گزارش کر رہا ہوں یا اس سے ایک ہفتہ

پہلے تک وفاق اور نیپرا نے ابھی تک گنے کی پھوک کے rates مقرر نہیں کئے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ دوسرے نمبر پر پنجاب کی بجلی ساڑھے چھ سو میگاواٹ پنجاب سے باہر جا رہی ہے جس پر ہم نے کہا کہ یہ بجلی جو ہم پیدا کریں گے وہ یہیں رہے گی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتے جس پر ہم نے کہا کہ ہمیں کیا فائدہ انہوں نے کہا کہ آپ اپنا گرڈ سٹیشن لگائیں جبکہ گرڈ سٹیشن لگانے کے لئے پانچ سال کا عرصہ اور اربوں روپے کی رقم چاہئے۔ گرڈ سٹیشن ایک ہے اسی میں ہی بجلی جائے گی جس کی واپڈا تقسیم اور ترسیل کرے گا لیکن اس کی کوئی گارنٹی نہیں تھی کہ گنے کی پھوک سے پیدا ہونے والی بجلی ہمیں واپس ملے گی یا یہ بھی ساڑھے چھ سو میگاواٹ میں شامل کر کے آگے دھکیل دی جائے گی۔ میں آپ کو انتہائی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ اگر چار سال میں یہ منصوبہ پہلے تیار کر لیا جاتا تو آج پاکستان میں اسی گنے کی پھوک سے دو ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہوتی، اربوں ڈالر import میں نہ جاتے اور پاکستانی زر مبادلہ بچتا، آج معیشت دم نہ توڑتی اور فیکٹریوں کی چمنیوں سے دھواں نکلنا بند نہ ہوتا، مزدور آج سسک سسک کر جان نہ دیتا اور یہ ہڑتالیں و مظاہرے وغیرہ نہ ہوتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تیسری بات یہ کہ sovereign guarantee وفاق دیتا ہے صوبے نہیں دیتے۔ ہمیں سرمایہ کاروں نے کہا کہ شہباز شریف 400۔ارب روپے کا circular debt ہے وہ تو بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو نہ ملا، تیل مہیا کرنے والی کمپنیوں کو پیسا نہ ملا اور آپ جو گنے کی پھوک سے بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اس حوالے سے بتائیں کہ ادائیگی کہاں سے ہو گی؟ میں نے کہا کہ ہم خود کریں گے اور آپ کو provincial guarantee دیں گے جس پر انہوں نے کہا کہ وفاق کی sovereign guarantee کے بدلے میں پیسے نہیں ملے تو ہم provincial guarantee پر کیسے اعتبار کر لیں؟ آج چونسٹھ سال بعد میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی sovereign guaranty حالیہ مہینوں میں invoke ہوئی اور پاکستان وہ sovereign guaranty pay نہ کر سکا اس لئے خدانخواستہ ہم default میں جا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیپرا کو چھوڑ دیں، نیشنل گرڈ کو چھوڑ دیں اور بتائیں کہ payment کس طرح ہو گی؟ آج یہ ہمیں کہتے ہیں کہ صوبوں کو اختیارات مل گئے لیکن ہم نے سر ٹٹول لیا اور وہاں پر وفود بھجوائے مگر آج تک وفاق سے جواب نہیں آیا۔ یہ کہتے ہیں کہ پنجاب نے ایک کلو واٹ بجلی پیدا نہیں کی لیکن میں آج بتاتا ہوں کہ ان تمام مشکلات کے باوجود بجلی پیدا کرنے کی ہم نے جو حقیر کوشش کی وہ میں ابھی ایک منٹ میں عرض کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے چیچو کی ملیاں اور نندی پور کے projects کے متعلق بات کرتا

ہوں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں بد ترین governance کا شاہکار ہے کہ 900 میگاواٹ جس میں نندی پور 450 میگاواٹ اور 450 میگاواٹ چیچو کی ملیاں کے projects ہیں لیکن آج بھی کراچی پورٹ پر آپ کسی کو بھجوادیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ مشینری ابھی تک پڑی ہوئی ہے۔ میں نے سات آٹھ ماہ پہلے اس پر شور اور بہت احتجاج کیا اور سپریم کورٹ نے اس کا notice لیا۔ ہماری جماعت نے سپریم کورٹ میں petition داخل کی جس کی بنیاد پر اس وقت کے legitimate وزیر اعظم نے orders دیئے۔ قانون کا ایک ایسا وزیر جسے قائد حزب اختلاف اچھی طرح جانتے ہیں، اُس وقت وہ ان کا بڑا حمایتی تھا لیکن آج وہ خاموشی اختیار کر کے چلہ کاٹ رہا ہے۔ اس وزیر کی دراز میں یہ فائل ڈیڑھ سال پڑی رہی وہ فائل کس حوالے سے اور کیوں پڑی رہی اس کا جواب تو وہی دے سکتا ہے لیکن پاکستان پر پنجاب کے عوام کا تیل نکل گیا اور 900 میگاواٹ ہمیں بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ اسے میں کیا کہوں، سوتیلی ماں والا سلوک نہیں تو اور کیا ہے؟ پاکستان کی لوڈ شیڈنگ کا یہ پانچواں حصہ ہے۔ یہ projects صرف پنجاب میں لگ رہے ہیں اس لئے اِن کو بند کر دو، انہیں ملیامیٹ کر دو جس پر چینی کمپنیاں واپس چلی گئیں، مزدور واپس چلے گئے اور آج جہاں پر یہ بجلی کا منصوبہ چلنا تھا وہ عمارت کھنڈرات میں تبدیل ہو گئی ہے اور کرپشن کا مینار بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ایک انتہائی برادر اور دوست ملک نے ہمیں بجلی کا چلتا ہوا ایک منصوبہ دیا کہ اسے اکھاڑ کر آپ لے جائیں اور پاکستان میں جا کر لگا لیں۔ اس بات کو دو سال ہو چکے ہیں مشینری پاکستان آ چکی ہے بلکہ کچھ مشینری قائد حزب اختلاف کے اپنے شہر فیصل آباد بھی پہنچ چکی ہے لیکن آج تک اس منصوبے کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ کیا یہ صوبہ پنجاب اور اس خادم کی شرارت ہے یا وفاقی حکومت کی شرارت ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ ایک دوست ملک نے آپ کو تحفہ دیا کہ اسے لے جا کر لگا لیں اور اس سے تین چار سو میگاواٹ بجلی پیدا کر لیں لیکن وہ مشینری آج بھی بکسوں میں بند پڑی ہے، آج بھی کنٹینرز میں بند پڑی ہے جبکہ پورا پنجاب اندھیرے میں ہے، ہسپتال اندھیرے میں ہیں، سکول اندھیرے میں ہیں، انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم احتجاج کیوں کرتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آخری پانچ منٹ لے کر بات ختم کروں گا کہ 9۔اپریل 2012 کو یعنی ڈیڑھ دو ماہ پہلے میری درخواست پر لاہور میں دوسری Energy Summit Conference ہوئی جس میں یوسف رضا گیلانی صاحب legitimate وزیر اعظم تھے، میں نے مختلف سیاسی جماعتوں کی منت کی کہ ہم سے یہ زیادتی نہ کرو۔ ہم نے تو این ایف سی ایوارڈ بڑی خوشی اور محبت کے ساتھ طے کیا تھا اور

محبت کے ساتھ این ایف سی ایوارڈ میں ہم نے پنجاب کا 11۔ارب روپے کا حصہ ڈال کر 11۔ارب روپے کی حد تک پنجاب کو محروم کیا تاکہ پاکستان ایک ہو۔اگر بلوچستان ترقی کرے گا تو پاکستان کی ترقی ہے، سندھ ترقی کرے گا تو پاکستان کی ترقی ہے اور خیبر پی کے ترقی کرے گا تو یہ بھی پاکستان کی ترقی ہے مگر پنجاب اکیلا ترقی کرے گا تو یہ پاکستان کی ترقی نہیں ہو گی اسی لئے ہم نے قومی یکجہتی، اتحاد اور محبتوں کو آگے بڑھانے کے لئے صوبائیت کو ختم اور دفن کرنے کے لئے 11۔ارب روپے ڈالے۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اس لئے کہ بعض احباب کو تلخ بات شاید گوارا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ 9۔اپریل کو لاہور میں اس سال 90 شاہراہ قائداعظم پر ہونے والی Summit میں، میں نے دوسری سیاسی پارٹیوں کے قائدین کی منت کی اور میرے جو دوست اور ساتھی وہاں پر موجود تھے، انہوں نے دیکھا جب میں نے کہا کہ میں کیا جواب دوں گا کہ کراچی میں اگر انڈسٹری پانچ یا چھ دن چلتی ہے، پنجاب میں لاہور، فیصل آباد، ملتان میں ساڑھے تین یا چار دن چلتی ہے تو وہ کہیں گے کہ شہباز شریف! تم نے این ایف سی پر 11۔ارب روپے دیا، تم ہمیں بتاتے تھے کہ روٹی ایک ہے اور چاروں بھائی اسے بانٹ کر کھائیں گے اور جب چار روٹیاں ہوں گی تو پھر سب ایک ایک روٹی کھائیں گے تو آج بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے، اس کی وجوہات میں نے آج آپ کے سامنے بیان کر دیں کہ بد ترین mis-governance ہے لیکن جو بھی حالات ہیں تو لوڈ شیڈنگ کو برابر کے طور پر پورے ملک میں یکساں نافذ کریں جس سے انہوں نے اتفاق کیا اور پھر وزیر اعظم نے پوری قوم کے سامنے اعلان کیا کہ آج سے پورے ملک میں لوڈ شیڈنگ یکساں ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج 19۔جون ہے لیکن اس فیصلہ پر رتی برابر عمل نہ ہوا اور قائد حزب اختلاف یہ گلہ دیتے ہیں کہ ہم نے وعدے پورے نہیں کئے، دو دن کی چھٹی پر ہم نے عمل نہیں کیا اور ہم نے رات کو آٹھ بجے دکانیں بند نہیں کروائیں۔ میں نے 2010 میں دکانیں بھی آٹھ بجے بند کروائیں، دو دن کی چھٹی بھی کی تھی حالانکہ یہ غریب ملک ہے اور یہاں ایک دن کی بھی چھٹی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ غریب آدمی کو ایک دن کی چھٹی ہو تو اس سے اس کا روزگار چھن جاتا ہے۔ میں نے پاکستان کے لئے اس وقت عمل کیا لیکن آج پورے ملک میں یکساں لوڈ شیڈنگ کے بارے میں رتی برابر عمل نہ ہو اور مجھ سے توقع کی جائے کہ میں یہاں آٹھ بجے رات دکانیں بند کرواؤں گا۔ قائد حزب اختلاف صاحب! یہ ہیں وہ واقعات جن سے بلوے ہوتے ہیں، دو دن کی چھٹی کر کے اور دکانیں رات آٹھ بجے بند کروا کے میں

تاجروں اور دکانداروں سے ایک اور بلوا کر والیتا کیونکہ اس طرح ان کا روزگار چھن جائے گا تو میں اس کام کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہاں پر پھر اس بات کا اعادہ کیا کہ ساڑھے چھ سو میگاواٹ بجلی صوبے سے باہر جا رہی ہے حالانکہ دوسرے صوبے میں ایک ادارے کے اندر تین سو میگاواٹ کی پڑی ہوئی ٹربائن کو وہ صوبہ فوری چالو کرائے گا تو بجلی کی ترسیل ساڑھے چھ سو سے کم ہو کر چار یا پانچ سو میگاواٹ تک رہ جائے گی لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ میں اس بات کی پوری ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس ایوان کو گواہ بنا کر کہوں گا کہ جسے tip of the iceberg کہتے ہیں کہ دیگ کا دانہ چکھیں تو پتا چل جاتا ہے اور میاں عطا مانیکا اس کے بہت ماہر ہیں کہ دیگ اچھی پکی ہوئی ہے یا خراب پکی ہوئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا، لوٹا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! یہ ریکارڈ پر میں بات کرنا چاہتا ہوں اور خدائے بزرگ و برتر کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بیرون ملک کی ایک کمپنی، میں نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ واقعہ بڑا sensitive ہے۔ میں اتنا بتا دیتا ہوں کہ ایک دوست ملک کی کمپنی نے رینٹل پاور پراجیکٹس کے لئے رابطہ کیا کہ ہم پاکستان میں رینٹل پاور پراجیکٹ لگانا چاہتے ہیں تو آپ فی یونٹ کتنے پر طے کریں گے ؟اس کمپنی نے کہا کہ 9 سینٹس پر کریں گے۔9 سینٹس پر under standing ہو گئی پھر اس کمپنی سے رابطہ قائم کیا کہ میری اسلام آباد میں ساری بات ہو چکی ہے اور آپ آئیں تاکہ معاہدہ کر کے انہیں دکھائیں گے اور اس کی اجازت لیں گے۔ اس کمپنی کو کوئی جواب نہ آیا جس پر انہوں نے ای میل بھجوائیں اور ٹیلی فون کئے لیکن کوئی جواب نہ آیا بالآخر وہ کمپنی بیرون ملک ان کے پاس چلی گئی کہ ہم انتظار کر رہے ہیں کیونکہ اسلام آباد میں سب چیزیں طے ہو گئی ہیں۔ آئیے معاہدہ کریں اور ہم اس پراجیکٹس کی منصوبہ بندی کریں تو انہوں نے کہا کہ اب کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا اور ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا معاہدہ ہو گیا ہے تو جواب ملا کہ آپ کے ساتھ 9 سینٹس میں طے ہوا تھا اور ہم نے آپ سے معاہدہ نہیں کیا جو کہ ایک under standing تھی اور اسلام آباد میں ہمارا معاہدہ 18 سینٹس میں ہو گیا ہے۔(شیم، شیم)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم ان کی بات سن رہے ہیں ان سے کہیں کہ وہ ہماری بات بھی سن کر جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی بات وہ سنیں گے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آخری دو باتیں کر کے اجازت چاہوں گا۔ یہ بات لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں ہے تاکہ وہ اچھی طرح سن لیں۔ میرے خیال میں جب بجٹ تقریر پڑھی جا رہی تھی تو انہوں نے یہ بات شاید ignore کر دی یا سنی نہیں یا شاید ہمت نہیں تھی۔ میں وہ پیراگراف دہرا دیتا ہوں جو محترم فنانس منسٹر نے پڑھا تھا۔ میں یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب تمام تر مزاحمت اور مخالفت، یہ میں اپنی طرف سے اضافہ کر رہا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ بدترین مخالفت کے باوجود توانائی کے پیداوار کے عملی میدان میں اُتر چکی ہے۔ ریکسپ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے بجلی کی پیداوار کے پروگرام کے تحت حکومت پنجاب نے نہروں پر پاور پلانٹ کی تنصیب پر کام شروع کر دیا، دو پر اس وقت کام جاری و ساری ہے، جائیں وہ جا کر دیکھیں ذرا۔ اس سلسلے میں تقریباً 29۔ارب روپے کی لاگت کے دس منصوبوں کی feasibility report مکمل کی جا چکی ہے۔ اس سلسلے میں مجموعی طور پر 80 میگا واٹ بجلی پیدا کر سکیں گے۔ ان میں سے پانچ منصوبے جو 55 میگا واٹ بجلی پیدا کریں گے انہیں پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت مکمل کیا جائے گا جبکہ پانچ منصوبوں کو حکومت پنجاب ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی مالی معاونت سے خود آگے بڑھائے گی۔ 25 میگا واٹ کے ان پانچ منصوبوں میں سے دو منصوبوں پر تعمیراتی کام کا آغاز کر دیا گیا ہے جبکہ تین منصوبوں پر جلد کام شروع ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہے پنجاب حکومت کا پروگرام جو پنجاب حکومت نے بالکل بے آسرا ہو کر وفاق کی اعانت نہیں بلکہ بھرپور مخالفت کے باوجود اور ایف آئی آر کی دھمکیاں ملنے کے باوجود بنایا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبے جو ہم نے شروع کر دیئے ہیں اگر اپوزیشن لیڈر چاہیں تو میں ان کو بھجوا دوں گا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آخری بات یہ کروں گا کہ یہ مسائل، یہ مشکلات، یہ اندھیرے کس طرح چھٹیں گے اور کب چھٹیں گے، قوم آج یہ جاننا چاہتی ہے۔(شور وغل)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آخری بات ہے۔ یہ پھر بات سن کر بھی جائیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order in the House۔(شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اپنی اس ناکامی پر یہ پورے ایوان سے معذرت کریں۔ قائد حزب اختلاف نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میری بات بعد میں سنی جائے اور میں آپ کو ensure کرتا ہوں کہ کوئی مداخلت نہیں ہو گی۔ ان کی commitment کے بعد جو یہ کچھ ہو رہا ہے تو قائد حزب اختلاف کو خود اس بات کا جواب دینا چاہئے۔ ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ ان کو نکے پرویز کی طرف سے یہ چٹ آئی ہے کہ آپ نے وزیر اعلیٰ کو بولنے نہیں دینا۔ حقائق سے جو پردہ اٹھ رہا ہے اُس کی انہیں بہت زیادہ تکلیف پہنچ رہی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order please. Order Please. Order in the House۔ بات سنیں اور بات سننے کا حوصلہ رکھیں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی خدمت میں ایک رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور جناب قائد حزب اختلاف کی اس میں تائید لینا چاہتا ہوں کہ اس بجلی کے بحران میں، پاکستان کا مفاد سب سے عظیم ہے۔ ہمارے تمام مفادات اس کے تابع ہیں۔ پاکستان کے عظیم تر مفادات کے لئے ہمیں ہر چیز قربان کرنا ہو گی۔ جس طرح میں نے شروع میں کہا کہ 400۔ارب روپے کا جو گردشی قرضہ ہے اس کو اگر ہم کسی حد تک ختم کر لیں تو راتوں رات ہزاروں میگا واٹ بجلی آ جائے گی۔ کراچی سے لے کر پشاور تک لوگوں کو رات کو نیند سکھ سے آ جائے گی۔ میں proposal پیش کرتا ہوں اگر اس کی یہ ایوان منظوری دے تو ہم اس کو آگے بڑھا کر اسلام آباد پہنچا سکتے ہیں اور باقی صوبوں کی بھی تائید لے سکتے ہیں۔ 400۔ارب روپے کے اس circular debt میں فی الفور کمی لائی جائے۔ اس کے لئے این آئی سی ایل کا جو سیکنڈل ہے وہ پیسا واپس لایا جائے، حاجیوں کی

جو جیبیں کٹی ہیں وہ پیسا واپس آئے اور اربوں روپے کے قرضے جو سیاسی بنیادوں پر معاف کرائے گئے وہ واپس لائے جائیں۔(شور وغل)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہمارا مائیک بند کر دیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہمیں آپ کا پتا ہے بس آپ جانے دیں۔اب آپ مہربانی کریں۔(قطع کلامیاں)
Order please, order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر چودھری شجاعت فارمولا پر عمل کیا جاتا تو یہ بحران پیدا نہ ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! مہربانی کریں، کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اربوں روپے کے جو سیاسی قرضے معاف کروائے گئے وہ واپس کروائیں، NRO کے تحت جو 60 بلین روپیہ ہے وہ واپس آئے، ہیروئن کے scandals میں پیسا کھایا گیا وہ واپس آئے، Rental Power Project پر 113۔ارب روپیہ جو کمیشن کھایا گیا جو کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا وہ واپس آئے۔

جناب سپیکر! اگر یہ پیسا واپس آتا ہے تو پنجاب، باقی صوبے اور وفاق بھی اپنا حصہ ڈالے، اس شرط پر یہ پیسا واپس آئے تو میں 5۔ارب روپے دینے کو تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر اس بنیاد پر باقی صوبے اور وفاق بھی حصہ ڈالے تو پنجاب پہل کرے گا اور voluntarily تمام اختلاف کے باوجود 5۔ارب روپے اس میں ڈالے گا لیکن لوٹ کھسوٹ پہلے واپس آئے۔ ہم اللے تللے لیتے رہیں، اگر کروڑوں روپے بیرونی دوروں پر خرچ کرتے رہیں، کرپشن کا ایک بازار گرم ہو اور اس کے پہاڑ لگے ہوں اور ہمیں کہا جائے کہ ہم یہ کریں، میں تیار ہوں اور مجھے اس ایوان کی تائید چاہئے کہ کیا آپ تیار ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی نے ہم آواز ہو کر کہا کہ ہم تیار ہیں)

جناب سپیکر! اگر یہ معزز ایوان تیار ہے تو میں بھی تیار ہوں۔ میں 5۔ارب روپے کی پیش کش کرتا ہوں، اگر باقی یہ تمام لوازمات مکمل کئے جائیں اور اگر ان شرائط پر اترا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب 5۔ارب روپیہ اپنا حصہ ڈالے گا:

اندھیروں میں بھی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ تو یاد ہونا چاہئے

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر شیر" کی آوازیں)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے
"قدم بڑھاؤ شہباز شریف ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی مسلسل نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"قدم بڑھاؤ نواز شریف ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی مسلسل نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت قائد حزب اختلاف بھی کھڑے ہیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب بھی کھڑے ہیں اور یہ بات کرنا چاہتے ہیں لیکن بات کرنے سے پہلے یہ دونوں صاحبان ہمیں اس بات کا حساب دیں کہ ان کی جو تین معزز خواتین ہیں ان کو یہ قابو کیوں نہیں کر سکے؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کون ہوتے ہیں حساب لینے والے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے throughout مداخلت کی ہے اور انہوں نے ایک لمحے کے لئے بھی معزز ایوان کا decorum برقرار نہیں رکھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چلیں، اب ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کس بات کے قائد حزب اختلاف اور وہ کس بات کے پارلیمانی لیڈر ہیں؟ اگر انہیں چٹیں اس شہزادے کی طرف سے آنی ہیں اور اگر یہ اس کی چٹوں کے اوپر لگی ہوئی ہیں تو یہ کس لئے بیٹھے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اگر انہوں نے قائد ایوان کی تقریر کے دوران یہ روّیہ اختیار کیا ہے تو ہم بھی قائد حزب اختلاف کو بات کرنے نہیں دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے، میں ان کی بات سنوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو" کی مسلسل نعرہ بازی)

وہ حساب دینے لگے ہیں۔ آپ کو حساب دے رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو" کی مسلسل نعرہ بازی)

Order please order. Order in the House.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "میاں شہباز شریف زندہ باد" کی مسلسل نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "زندہ ہے بھٹو زندہ ہے" کی نعرہ بازی)

آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہائے بجلی ہائے بجلی" کی نعرہ بازی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب جوئیل عامر سہوترا): جناب سپیکر! انہوں نے ہماری بات نہیں سنی، ہم بھی ان کی بات نہیں سنیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑے افسوس کی بات ہے۔ انہوں نے تو آپ کی بات سنی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو" کی مسلسل نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر قائد ایوان ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

(اس مرحلہ پر ممبران معزز حزب اختلاف کی طرف سے "بھاگ گیا بھاگ گیا" کی آوازیں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو" کی نعرہ بازی)

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!وزیر اعلیٰ صاحب جو بات یہاں پر کر کے گئے ہیں وہ سسٹم کو خطرے میں ڈال کر گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ظالمو جواب دو بجلی کا حساب دو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔Order in the House بڑے افسوس کی بات ہے،آپ قائد حزب اختلاف کو تقریر کیوں نہیں کرنے دیتے؟ایک commitment ہوتی ہے اس کے باوجود آپ ایسا کرتے ہیں۔مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی۔راجہ صاحب!فرمائیں۔(قطع کلامیاں)

اس سے آگے آپ لوگوں نے نہیں بڑھنا.This I tell you آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(آدھ گھنٹہ وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 38 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "NO,NO" کی آوازیں)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "NO,NO" کی آوازیں)

جناب سپیکر:دیکھیں،یہ اچھی بات نہیں ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوڈشیڈنگ بند کرو" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "رَج کے کھاؤ رَج کے لٹو،جئے بھٹو جئے بھٹو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری ٹھاہ" کی نعرہ بازی)

آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔ مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!اگر بھٹو کا نام آیا تو ہم کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری کو واپس لاؤ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔Order in the House راجہ صاحب!کیا آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں یا ہم business شروع کریں؟

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بکری کو واپس لاؤ" کی نعرہ بازی)

آپ شور مچاتے رہیں میرا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ راجہ صاحب!کیا آپ تقریر نہیں کرنا چاہتے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): وزیر اعلیٰ کو بلائیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 2012-13 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: تمام وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو بلا سکتا ہوں اور نہ ہی اُن کو بلا سکتا ہوں۔ اُن کی مرضی ہو گی یا اُن کا دل کرے گا تو آ جائیں گے۔ اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2012-13 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 2012-13 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں سے چار مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے Cut motions پیش کی جائیں گی۔

1۔ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس
2۔ مطالبہ نمبر PC-21031 متفرق
3۔ مطالبہ نمبر PC-21015 تعلیم
4۔ مطالبہ نمبر PC-21016 خدمات صحت

Cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج سے شروع ہو کر کل مورخہ 20۔ جون2012 دوپہر 12 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 143(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہِ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ نمبر PC-21013 پیش کریں۔

مطالبہ نمبر PC-21013

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ نمبر PC-21013 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔ سب سے پہلے راجہ ریاض احمد، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، مخدوم محمد ارتضیٰ، ملک فیاض احمد، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب طارق محمود ساہی، جناب آصف بشیر بھاگٹ، جناب وسیم افضل گوندل، جناب طارق محمود علوآنہ، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، فاروق یوسف گھرکی، جناب تنویر الاسلام، جناب غلام حبیب اعوان، جناب محمد جاوید بھٹی، جناب شاہجہان احمد بھٹی، سید ابرار حسین شاہ، رائے محمد اسلم خان، ملک اختر حسین نول، چودھری احمد علی ٹولو، سردار محمد حسین ڈوگر، جناب امجد علی میو، محترمہ فوزیہ

بہرام، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ نرگس فیض ملک، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، چودھری عبداللہ یوسف، کرنل(ریٹائرڈ)محمد عباس چودھری، جناب محمد یار ہراج، جناب خرم نواب ملک، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، سردار محمد خان لغاری، سردار محمد یوسف خان لغاری، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد، جناب منور حسین منج اور انجینئر شہزاد الٰہی تو کون پیش کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ جب اس ایوان میں موجود تھے تو یہ احتجاج اس وقت کرتے اور اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! Cut motion پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"61۔ارب50کروڑ 88لاکھ 5ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21013 کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"61۔ارب50کروڑ 88لاکھ 5ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21013 کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ ایوان کو in order کرائیں۔ Deputation پر معزز وزیر خزانہ نے چونکہ دو لائنیں پڑھنی تھیں اس لئے انہوں نے چیخ کر پڑھ لیں جبکہ میں نے دو لائنیں نہیں پڑھنی بلکہ لمبی بات کرنی ہے۔ معزز وزیر قانون کا میں بڑا احترام کرتی ہوں، آج بھی کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہی ہوں گی کیونکہ جب یہ یہاں اپوزیشن بنچوں پر ہوا کرتے تھے تو پولیس

کی کارکردگی کے متعلق ان سے زیادہ بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔پولیس کے بارے میں جو سچ لا منسٹر صاحب جانتے تھے وہ بیان کرتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھکتی تھی لیکن آج جب یہ لاء منسٹر بن گئے ہیں تو مجھے ان کی باتوں سے یہ لگتا ہے کہ یہ حکومت پنجاب اور محکمہ پولیس کے spokesman مقرر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک وہ شخص جن کی جمہوریت کے لئے اتنی قربانیاں ہوں اور جب وہ ایسی باتیں کریں گے تو شاید ہم جیسے لوگ جو newcomers ہیں،ان کے لئے ان جیسی personalities مشعل راہ ہیں، ہمارے لئے ایک بڑا سوالیہ نشان ہے کہ شاید حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر آپ ساری اخلاقیات بھول جاتے ہیں، آپ سارے سچ بھول جاتے ہیں اور صرف اپنے کئے ہوئے غلط کاموں کو protect کرنے کے لئے، پولیس کے اتنے وفادار بن گئے ہیں۔آج یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح سے امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو بجلی کے نام پر defend کیا، لا اینڈ آرڈر یعنی امن و امان first requisite کسی بھی معاشرے کے پھلنے پھولنے اور ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جہاں پر لاء اینڈ آرڈر نہیں ہوتا تو وہ سوسائٹی یا معاشرہ کبھی بھی civilize معاشرہ نہیں ہو سکتا جس کی مثال آج ہم پنجاب اسمبلی میں دیکھ رہے ہیں۔یہ وجہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر!ریلیاں ہوتی ہیں، احتجاج ہوتا ہے جو کہ ہر آدمی کا جمہوری حق ہے مگر اس جمہوری حق کو اپنے hidden ایجنڈے کے لئے استعمال کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ کہا گیا کہ پاکستان غریب ملک ہے اور پنجاب بھی اس وقت مقروض صوبہ بن چکا ہے۔اخباروں کے تراشے اس بات کے گواہ ہیں کہ پنجاب میں ٹرین جلادی گئی، کامونکی میں بابو ٹرین پر پتھراؤ اور لوٹ مار کے ساتھ آگ لگادی گئی۔ فیصل آباد لاء منسٹر صاحب کا شہر ہے۔ وہاں پر بنکوں، سی این جی سٹیشنوں، ہوٹلوں، دکانوں اور غریبوں کے ٹھیلے بھی لوٹ لئے گئے۔ یہ کون سا احتجاج ہے؟ احتجاج کر کے اگر آپ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو مزید خراب کرنا چاہتے ہیں تو اس صوبے کے ساتھ اس سے بڑی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ ایک طرف آپ یہ کچھ کرا رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہ بہت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ایک صوبے کا چیف ایگزیکٹو وزیر اعلیٰ خود لوگوں کو مشتعل کر رہا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!یہ دکانیں، یہ سرکاری املاک فیڈرل گورنمنٹ کی نہیں بلکہ یہ پنجاب کے غریب عوام کی ملکیت ہے۔اس طرح لوٹ مار کرا کر پنجاب کے امن و امان کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ دوسری طرف آپ اخبار میں کہہ رہے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر کہہ رہے ہیں کہ پُرامن احتجاج کریں۔

میں کہتی ہوں کہ اس وقت لوڈشیڈنگ بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن اگر ایک جماعت کا اپنا حال یہ ہو کہ وہ احتجاج میں اپنی چیزوں کو نہیں بچا سکتے تو یہ کون سا احتجاج ہے؟ جب ان کی حکومت تین ساڑھے تین سال اسی پیپلز پارٹی کے ساتھ ان بنچوں پر بیٹھا کرتی تھی تو انہوں نے کیمپ کے بجائے کبھی احتجاجاً گرسی بھی نہیں لگائی تھی۔ پھر ہم سے باتیں کرتے ہیں کہ احتجاج کرنا چاہئے۔اس وقت پنجاب میں جو دودھ اور شہد کی نہریں بند ہیں وہ صرف بجلی کی وجہ سے بند ہیں۔ پیسا کھایا جارہا ہے اس احتجاج کے لئے، لوگوں کو باہر نکالا جارہا ہے اس احتجاج کے نام پر، اپنے بچوں کو لیڈر بنایا جارہا ہے اس احتجاج کے نام پر۔ یہ کہاں کا احتجاج ہے؟ ہمیں اس کا جواب چاہئے۔ پنجاب کے عوام کو لوٹا جارہا ہے اور ان کے جذبات کو اچھالا جارہا ہے۔ کیا سپانسر کمپنیوں سے پیسے لے کر ایک میگاواٹ بجلی نہیں آسکتی تھی، کیا ان سپانسر کمپنیوں سے پیسے لے کر لاء اینڈ آرڈر کے لئے وہ پیسا خرچ نہیں ہو سکتا تھا؟(شور وغل)

جناب سپیکر: آپ کی کٹ موشن پولیس کے حوالے سے ہے، صرف پولیس پر بات کریں۔(شور وغل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں محترمہ غزالہ رانا صاحبہ کو صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ:

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

چار سال کے بعد بجلی کی یاد آئی، شکر ہے آئی تو سہی۔ چار سال کے بعد پتا چلا کہ پنجاب کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ مگر یہاں پر جو حالات ہیں وہ ہمیں کچھ اور بتاتے ہیں۔ معزز ممبران کے گھروں پر حملے کئے جارہے ہیں۔ ابھی ریاض فتیانہ صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے۔ اس ایوان میں لاء اینڈ آرڈر کا یہ حال ہے کہ اس حکومت نے اس اپوزیشن کے ممبران پر حملہ کرایا ہے اس سے زیادہ شرم کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اپوزیشن کے ممبران کو اس floor پر دھمکیاں دی گئی ہیں۔ ہمیں اس ایوان میں دھمکایا گیا ہے۔ اس سے زیادہ یہ اپوزیشن کے ساتھ کیا کریں گے؟ یہ ہمیں بولنے نہیں دیتے اور یہ اپنی کرتوتوں کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کو برباد کرنے سے بہتر ہے احتجاج کرو۔ احتجاج سرکاری دفاتر کو توڑے بغیر نہیں ہو سکتا، احتجاج ٹرینوں کو آگ لگائے بغیر نہیں ہو سکتا؟ یہ احتجاج خاموش بھی ہو سکتا ہے، بھوک ہڑتال بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ان لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے کھانے کی عادت پڑ چکی ہے، یہ بھوک ہڑتال کیسے کریں گے؟(شور وغل)

جناب سپیکر! چار سال سے پنجاب اندھیرے میں ہے۔ ان کو کس نے روکا تھا اور کیوں یہ انتقام کی روش پر چلتے ہیں؟ چودھری پرویزالٰہی کے سابقاڈویلپمنٹ کے کام انہوں نے کیوں بند کر دیئے اگر یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ مخلص ہوتے تو اب تک پچاس فیصد بجلی آچکی ہوتی۔(شور وغل)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کٹ موشن پر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ورلڈ بنک کی 2012 کی رپورٹ ہے جو میں اپنی ان بہنوں کے نام کرنا چاہتی ہوں جن کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔(قطع کلامیاں)

پنجاب میں سرمایہ کاری اور احتسابی سرگرمیوں کی راہ میں توانائی کے علاوہ خراب لاء اینڈ آرڈر سب سے بڑی وجہ ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سروے 2012 میں ورلڈ بنک نے کرایا تھا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: چودھریوں کی چمچی، چودھریوں کی چمچی۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: مجھے بہت فخر ہے اس بات پر کہ میں چودھریوں کی چمچی ہوں۔ اگر اپنی لیڈرشپ کے لئے بولنا پڑے تو مجھے اس پر فخر ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری طرف متوجہ ہو کر بات کریں، یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس سروے کے مطابق توانائی کا بحران ایک بہت بڑی وجہ ہے لیکن اس کی دوسری بڑی وجہ خراب لاء اینڈ آرڈر ہے۔ اس سروے کے مطابق پنجاب میں اگر investment نہیں ہو رہی ہے تو اس کی بڑی وجہ poor law and order ہے۔ ہم توانائی پر تو کچھ نہیں کر سکتے، ہمیں چار سال بعد خواب آ رہے ہیں لیکن چار سال سے ہم لاء اینڈ آرڈر تو بہتر کر سکتے تھے وہ کیوں نہیں کیا گیا؟(شور وغل)

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ relevant ہو جائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں فیصل آباد کی بات کرنے لگی تھی کہ جو حقائق ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر غزالہ کا شہر فیصل آباد کرائم میں نمبر ایک ہے۔(شور وغل)

میں اتنے شور میں کیسے بات کروں؟

جناب سپیکر: میں سُن رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ایک رپورٹ ہے جو انٹرنیٹ پر شائع ہوئی ہے۔ میں چاہوں گی کہ آپ اور لاء منسٹر صاحب اس پر ذرا خصوصی توجہ فرمائیں کیونکہ اس رپورٹ میں لکھا ہوا ہے کہ:

Law and order situation all over the country is not satisfactory.

پنجاب گورنمنٹ جو ہمیشہ لاء اینڈ آرڈر پر بلند و بانگ دعوے کرتی ہے اس کے حالات یہ ہیں کہ یہ ایک انٹرنیشنل رپورٹ ہے جو انٹرنیٹ پر کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔ اس کے مطابق لاء منسٹر کا شہر فیصل آباد کرائم میں نمبر ایک، وزیر اعلیٰ پنجاب کا شہر لاہور کرائم میں نمبر 2 اور سینئر ایڈوائزر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا شہر کرائم میں نمبر 3 پر ہے۔ یہ ہمارے پاکستان کے حالات ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اپنی جو ویب سائٹ بنائی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ Order please, order please. Order in the House مجھے ان کی بات سننے دیں، آپ کیا کرتے ہیں؟

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی" کی نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں internet پر لکھا ہے کہ یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اب تک کیا reforms لے کر آئے ہیں تو ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

The following measures have been taken by the Provincial government regarding law and order.

اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

The salaries of the police persons have been doubled to provide better security and curb malpractice.

جناب سپیکر! اس عوام کو تحفظ دینے کے لئے پولیس کو یہ سب کچھ دیا گیا اور ان کی salaries double کی گئیں۔ اگر حکومت کی کارکردگی مثالی ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ اس کا benefit کیا عوام کو مل رہا ہے؟ نہیں، عوام کو اس کا ہرگز benefit نہیں مل رہا۔ آج شہریوں کو جس طرح تھانوں میں بلا بلا کر ان کی چھترول کی جاتی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ آج جتنی عورتوں کی تھانوں میں عصمتیں لوٹی جاتی

ہیں وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس تھانہ کلچر کو مزید گندہ کرنے کے لئے اس حکومت نے پولیس کے ہاتھ مزید مضبوط کئے ہیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایک precedent پیش کروں گی۔ تھانہ منڈی عثمان والا قصور، کیا یہ قصور کا قصور ہے کہ ایک تھانے میں محمد طفیل حوالدار ہر برف والے، ہر ٹھیلے والے اور ہر گزرنے والے سے پیسے لیتا ہے۔ کیا SHOs کا کام غریبوں کو لوٹنا رہ گیا ہے؟ پھر بھی یہ مثالی حکومت ہے۔

جناب سپیکر! ہم کل کی ریلی کی بات کرتے ہیں اور اس وقت پنجاب کے لاء اینڈ آرڈر کو جس طرح سے تباہ و برباد کیا جا رہا ہے، چوہنگ پولیس سٹیشن میں جو سپیشل برانچ کے ٹرینی تھے اور جو وہاں training لے کر آئے تھے ان کو سادہ لباس میں احتجاجی جلسہ گاہ بھیجا گیا۔ خواتین کی مقرر کردہ نشستوں پر چوہنگ پولیس سٹیشن کے ٹرینرز کو بٹھایا گیا جس کی گواہ میڈیا ہے اور یہ فوٹیج میڈیا پر چل چکی ہے، کیا پولیس کا کام یہ رہ گیا ہے کہ کسی اعلیٰ انسان کے بیٹے کو سیاست میں لیڈر بنانے کا کام پولیس سے لیا جائے گا کیا یہ سپیشل برانچ جلسے کرنے کے لئے رہ گئی ہے؟ اس پر انہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔۔۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! جو لوگ ان کے ساتھ بیٹھے ہیں انہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 2009 سے 2011 تک ہم ہمیشہ یہاں پر اس پورے بجٹ سیشن میں سنتے آئے ہیں کہ پنجاب بمقابلہ بلوچستان، پنجاب بمقابلہ کراچی، پنجاب بمقابلہ لیاری اور پنجاب بمقابلہ KPK مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ انٹرنیشنل سروے یہ بتاتے ہیں کہ واقعی کرائم میں بھی پنجاب بمقابلہ سندھ، پنجاب بمقابلہ KPK اور ہر صورت میں پنجاب نمبر ون ہے۔ آج کرائم بھی پنجاب میں سب سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ 2009 سے لے کر 2011 تک کل 53370 واقعات ہمارے پیارے پنجاب میں ہوئے، سندھ میں 8253 واقعات ہوئے، KPK میں صرف 956 واقعات ہوئے اور بلوچستان میں 511 واقعات ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پنجاب نمبر ون ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! ایک ہیڈ فون مجھے بھی بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: آپ لوگ کچھ خیال کریں، خدا کا خوف کھائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا محترمہ یہ چاہتی ہیں کہ ہم نہ چاہتے ہوئے بھی کورم پوائنٹ آؤٹ کریں۔ اگر یہ نہیں بات کرنے دیں گے تو ہم کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اس لئے اگر آپ انہیں اپنی زبان میں سمجھا سکتے ہیں تو سمجھالیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ اپنے حقوق استعمال کریں مجھے کیا اعتراض ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پنجاب واقعی بڑا بھائی ہے اور کرائم میں بھی پنجاب واقعی بڑا بھائی ہے۔2009 سے ستمبر2011تک murder crimes.

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

MR.SPEAKER: Order please order.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پھر کورم پوائنٹ آؤٹ کر دوں؟ آپ ان کو روک لیں نہیں تو میں کورم پوائنٹ آؤٹ کر دوں گی۔

جناب سپیکر: مشورے میں نے آپ کو دینے ہیں؟ آپ اپنے ساتھیوں سے پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب ہمیں تو کنٹرول کروانے کو کہتے ہیں لیکن اپنی طرف کی جیالیاں کیوں نہیں کنٹرول ہوتیں؟ بلکہ وہ اشارے کر کے کہتے ہیں کہ بولو، بولو۔ اب وہ ان کو تو کنٹرول کریں، اتنا بے بس لاء منسٹر میں نے نہیں دیکھا کہ ان سے اپنے شہر کی چار عورتیں کنٹرول نہیں ہوتیں۔ کمال ہے کہ حکومت ہی احتجاج کر رہی ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ ٹریژری احتجاج کر رہی ہے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے بڑے ادب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب یہ چار عورتیں آپ کے قابو میں کیوں نہیں آتیں؟ اگر لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں اور چاہتے ہیں تو میں مجبوراً کورم پوائنٹ آؤٹ کر دوں گی کیونکہ اتنی ہلڑ بازی میں لاء اینڈ آرڈر discuss نہیں ہو سکتا اور یہ

لاء اینڈ آرڈر بہت ہی important issue ہے جس کے لاء منسٹر صاحب منسٹر ہیں۔اگر ان کے اشارے پر یہ کھڑی ہو سکتی ہیں تو ان کے اشارے پر یہ بیٹھ بھی سکتی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ چار عورتیں لاء منسٹر صاحب سے نہیں سنبھالی جا رہیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سچائی بہت کڑوی ہوتی ہے، یہ ابھی خادم اعلیٰ پنجاب کہہ کر گئے ہیں اور میں بھی ان کو یہی کہہ رہی ہوں کہ:

اصول بیچ کے مسند خریدنے والو
نگاہ اہل وفا میں بہت حقیر ہو تم
وطن کا پاس تمھیں تھا نہ ہو سکے گا کبھی
اپنی حرص کے بندے ہو بے ضمیر ہو تم

جناب سپیکر! یہ جو figures ہیں۔۔۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"ہم بجلی لینے آئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ چلو" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر! چلو تم، چلو ہم آ رہے ہیں۔ماڈرن کرائم، مجھے لگتا ہے کہ یہ اغواء vacuumed، kidnapping، یہ murder یہ سارے بجلی کی وجہ سے ہو رہے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحبہ کو آج بہت گرمی لگ رہی ہے۔ہر چیز کی طرح پنجاب اس میں بھی نمبر ون ہے۔پنجاب میں murder crimes کے 15 ہزار واقعات ہوئے ہیں، سندھ میں 9020 واقعات ہوئے، KPK میں صرف 6676 واقعات ہوئے اور بلوچستان میں 1355 واقعات ہوئے ہیں۔واہ Good governance واہ، جیو پنجاب جیو۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی" کی مسلسل نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

محترمہ سیمل کامران: او! زبان کو لگام دو، شہباز کی چمچی! زبان کو لگام دو۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھ سے بات کریں۔آپ ان کو چھوڑیں، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی"
کی مسلسل نعرہ بازی)

محترمہ سیمل کامران: شہباز کی چمچی بس کرو۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ مجھے بات کرنے دیں،کارروائی note ہورہی ہے۔آپ کی رپورٹ مکمل ہورہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!بات بہت simple ہے کہ کیاان کی قیادت ان کے لئے آسمانی صحیفہ ہے؟اگر یہ بھاگی ہوئی قیادت کے لئے اتناکچھ کر سکتے ہیں تو ہماری قیادت نے تواس ملک میں رہ کر سب کچھ کیاہے۔اگر یہ ہماری قیادت کے بارے میں بات کریں گے تو ہم ان کے کچے چٹھے کھولیں گے کہ یاد کریں گی۔ان کو شرم آنی چاہئے کہ پنجاب کوانہوں نے دیوالیہ کر دیاہے۔کل ان کے فنانس منسٹر نے ماناکہ ہماری حکومت 100۔ارب روپے چھوڑ کر گئی تھی اور یہ سارا پیسا کھا گئے۔یہ خود چور لٹیرے ہیں اور لوہاچوروں نے فیروزپور روڈ پر سارالوہالگادیا۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جعلی ڈگری ہائے ہائے" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترمہ!مطالبہ زر پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!آپ ان کی زبانوں کو ذرا گیئر لگوائیں،ان کی زبانیں درانتیوں جیسی ہیں ان کو کنٹرول کروائیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پرویز کی چمچی" کی مسلسل نعرہ بازی)

جناب سپیکر: Order please, order.،آپ کی مہربانی،اب ان کی بات سنیں۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!رانا ثناء اللہ صاحب کی بے بسی پر آج مجھے حسرت ہورہی ہے کہ اتنے بڑے رانا صاحب اور فیصل آباد کی چار عورتیں نہیں سنبھالی جارہیں،مجھے بہت افسوس ہورہاہے۔ 2009 سے ستمبر 2011 اغواء برائے تاوان،جیو پنجاب،پنجاب 416 لے کر نمبر ون،وزیراعلیٰ پنجاب نمبر ون،لاء منسٹر پنجاب نمبر ون،سندھ 412،KPK 306 اور بلوچستان 84 واقعات ہوئے۔2011 کے صرف پہلے چھ مہینے میں اس پورے ملک میں خواتین کے خلاف جو کرائم ہوئے ہیں وہ 4448 ہیں جس میں جیو پنجاب 3055 صرف پنجاب میں۔اگر شرم ہے تو ڈوب مرو۔سندھ میں 819 خیبر پختونخواہ میں 379 بلوچستان 133۔ان کو چاہئے کہ بلوچستان چلی جائیں وہاں جاکر کم از کم ان کی عزتیں محفوظ رہ سکتی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!"قرض اتارو ملک سنوارو"سکیم کے نام پر ہمارے ملک کی، میری ماؤں، میری بہنوں اور بیٹیوں نے ان کی پرانی حکومت میں اپنے زیور بیچے، اپنی گھریلو چیزیں تک بیچ دیں بے شرمو وہ لادو میری ماؤں کے پیسے او بے شرمو وہ پیسے بنکوں میں جمع کراؤ۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب سپیکر!ذرا دل پر ہاتھ رکھیں اور بتائیں کہ کیا یہ پنجاب وہی پنجاب ہے جس کو پانچ سال پہلے چھوڑا گیا تھا اس وقت تو good governance نہیں تھی اور آج تو اس پنجاب میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔آج یہ بجلی کے نام پر توڑ پھوڑ کرواتے ہیں، کل کو یہ ارسلان کے نام پر بھی ریلیاں نکالیں گے اور توڑ پھوڑ کرائیں گے، یہ ٹرینیں جلائیں گے اور یہ دکانیں جلائیں گے۔اس وقت سے ڈریں انہوں نے اس ملک کو خانہ جنگی کی طرف دھکیل دیا ہے۔یہ اس ملک کے سب سے بڑے غدار ہیں، یہ اس ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں، یہ وہی جماعت ہے جس نے ماضی میں سپریم کورٹ پر بھی حملہ کیا تھا اور یہ وہی جماعت ہے جو کہتی ہے کہ ہم industrialists ہیں مگر یہ industrialists کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔انہوں نے industries کی revival کے لئے ایک لفظ تک نہیں کہا مگر کہتے ہیں کہ ہم سرمایہ دار ہیں۔یہ وہ سرمایہ دار ہیں جو صرف جیبیں بھرنے کے لئے آئے ہیں۔یہ وہ شیر ہیں، شیر ویسے بھی جنگل کا جانور ہے اس شیر کے نصیب میں (ج) ہی (ج) ہے۔جنرل جیلانی، جنرل ضیاء، جنرل مشرف، جدہ اور اب جنگ و جدل والے شیر بنے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس پیارے پنجاب کا حال اس حکومت اور ظالم اعلیٰ نے یہ کیا ہے کہ اس نے پولیس کے ایس ایچ اوز کو باقاعدہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ پی پی سی 489-f,406,506,420,468 اور 471 کی دفعات کے تحت مقدمات ہی درج نہ کئے جائیں۔یہ تمام وہ دفعات ہیں جن کا تعلق براہ راست ایک عام آدمی سے ہے۔اس پیارے پنجاب میں ساجدہ میر لٹتی ہے، ثمینہ خاور حیات کا پٹرول پمپ لوٹا جاتا ہے، نعیم حسین بھابھا ان کے اپنے ایم پی اے کی گاڑی چھین لی جاتی ہے اور وہ غریب جب تھانے جاتا ہے تو ایس ایچ او کہتا ہے کہ بھابھا صاحب "جان دیو نویں گڈی لے لو" یہ پنجاب ہے؟ مجھے خادم اعلیٰ کے گھر کے پاس ان کے ہمسایہ ہونے کی سزا ملی کہ جمعہ کے دن جوڈیشل کالونی میں جہاں پر تمام ججز رہتے ہیں وہاں پر گن پوائنٹ پر میری گاڑی روکی گئی اور میرے ساتھ ڈکیتی کی واردات ہوئی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "چودھری پرویزالٰہی کی چمچی" کی نعرہ بازی)

شہباز کی چمچیاں ہائے ہائے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ اس حکومت میں courtesy نام کی کوئی چیز نہیں ہے،اخلاقیات ان کے پاس سے بھی نہیں گزری،آپ رولز آف پروسیجر دیکھ لیں ممبر، ممبر ہوتا ہے چاہے وہ اپوزیشن کا ہو یا حکومتی بنچوں سے تعلق رکھتا ہو۔اس حکومت کے کسی بھی شخص میں اخلاقیات نام کی چیز نہیں ہے۔ان کا اخلاق حکومت میں آتے ہی مر گیا۔یہ تو کسی کو پوچھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ہمیں کہا جاتا ہے کہ لاء منسٹر کے پاس جاؤ،کیوں جاؤں میں لاء منسٹر کے پاس؟میں بھی اس صوبے کی شہری ہوں ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ مجھے انصاف provide کریں،یہ ان کی ذمہ داری ہے یہ ان کی constitutional binding ہے کہ یہ مجھے تحفظ فراہم کریں۔میں ان کے پاس کیوں جاؤں؟ان کو بجلی چاہئے، اپنے وزیراعلیٰ کو پکڑیں ،خادم اعلیٰ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ بجلی چار سال سے کیوں نہیں آئی ؟اس House میں بجلی، بجلی نہ کریں یہ سارا crime بجلی سے نہیں ہوا۔ایسے لگتا ہے کہ ان کے وزیراعلیٰ سمیت تمام جماعت بجلی سے ہی چلتی ہے۔کیونکہ بجلی نہیں مل رہی اس لئے ان کے cells charge نہیں ہوئے۔ پچھلی حکومت نے جو initiative لئے تھے اس حکومت نے اپنا پورا زور لگایا کیونکہ یہ کبھی بھی اپوزیشن کو برداشت نہیں کرتے کبھی یہ چھانگا مانگا کلچر چلاتے ہیں، کبھی یہ لوٹا کلچر اس زمانے میں بھی چلاتے ہیں اور P&D کی پلاننگ کے وقت ان کی یادداشت کھو جاتی ہے ان کی priority صرف یہ ہے کہ مجھے جلدی سے وزیراعظم ہاؤس پہنچادیں بس اس کے بعد بات ختم۔ان کی priority اتنی تھی یہ بلاوجہ مری گئے، یہ بلاوجہ بھور بن گئے اور یہ بلاوجہ دبئی بھی گئے کیونکہ ان کے سارے trips sponsored ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!اخلاقیات کی باتیں کرنے والے لوگ،high moral grounds کی باتیں کرنے والے لوگ،ان کے خادم اعلیٰ کی بات کرنے کا یہ سٹائل ہے مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جب ایک انگلی آپ کسی کی طرف کرو گے تو باقی چار انگلیاں آپ کی طرف آئیں گی۔انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے، یہ پاکستان، یہ پنجاب کوئی سائنس لیب نہیں ہے کہ اس طرح کا ہر نیا سائنسدان آئے اور یہاں پر نئے نئے تجربے کرنا شروع کر دے۔کچھ نہ کرتے، نہ revenue generate کرتے،وہ سارا جو چودھری پرویزالٰہی صاحب چھوڑ کر گئے تھے Power Development Board جو وہ چھوڑ کر گئے تھے اسی پر کام کر لیتے۔

جناب سپیکر: وہ بھی سائنس دان ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر اس پر یہ تھوڑا سا کام کر لیتے تو آج ان کو یہ رونا نہ رونا پڑتا۔ آج بجلی ہائے ہائے نہ کرنی پڑتی۔ اس گورنمنٹ نے آتے ہی جو پہلا کام کیا تھا وہ پچھلی گورنمنٹ کے انہی initiatives کو ختم کرنے کا کیا تھا۔ ٹریفک وارڈن اس کی ایک بہت بڑی مثال ہے لیکن الحمد للہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرے قائد نے ایک ایسا initiative لیا تھا جو پوری مسلم لیگ (ن) نے اپنا پورا زور لگایا مگر اس کو ختم نہیں کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! projects وہ ہوتے ہیں جو sustainable ہوں۔ عمران خان نے تنور لگایا تو پوری جماعت تنور لگانے کے لئے اچھل پڑی۔ پھر اپنے تنور خود ہی بند کر دیئے۔ اسی طرح انہوں نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی، کہا یہ گیا کہ یہ غریب کا "آشیانہ" ہے، کون سے غریب؟ کیا بحریہ ٹاؤن کا ملک ریاض غریب ہے جس سے 85 کروڑ روپے لئے ہیں اور اس کی مشینیں بھی استعمال کی ہیں۔ بارہ لاکھ روپیہ غریب کا مارا، زمین سرکار کی جو بجٹ میں پیسا رکھا گیا ہے وہ کس کی جیب میں جا رہا ہے؟ وہ کون سے غریب ہیں ان کے نام تو بتائیں جن کی جیب میں یہ سارا پیسا جا رہا ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم بڑی شاندار سکیم اور اگر یہ سکیم اتنی اچھی تھی تو اس کو کیوں بند کر دیا گیا، کس نے آپ کو روکا تھا؟ اسی طرح پیلی ٹیکسی سکیم جو پہلے بھی فلاپ ہوئی اور اس نے اس ملک کو "پیلیا" کی بیماری میں بھی مبتلا کر دیا۔ یہ ملک bankruptcy کی طرف چلا گیا ایک ناکام حکومت، ناکام vision، ناکام پالیسیاں اور ناکام سکیمیں یہ اس حکومت کا طرہ امتیاز ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات کو سنیں۔ مہربانی، بہت ہو چکی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انتقامی وزیر اعلیٰ نے سب سے پہلا کام ہی یہ کیا کہ جو ٹریفک وارڈن سسٹم تھا اس کو بھی انہوں نے انتقام کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر کے مسائل بھی پیدا ہوئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی فرمائیں۔ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: سندھ ہائی کورٹ کے مطلوب شخص کو صوبے میں پراسیکیوشن سیکرٹری تعینات کر دیا ہے اور یہ دوہائیاں دیتے ہیں میرٹ کی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

محترمہ سیمل کامران:منڈا صاحب !کھڑے ہو کر بات کریں۔ منڈا صاحب کھڑے ہو کر بات کریں۔(قطع کلامیاں)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ بھی پیپلز پارٹی کے اتحادی ہیں انہوں نے ملک میں کرپشن کا بازار گرم کیا ہوا ہے ان کی نااہلی کی وجہ سے ملک میں بحران ہے۔یہ عدالتوں کے قاتل ہیں، ان کے کرتوتوں کی وجہ سے بلوچستان میں یہ حالات ہیں قبائلی علاقوں میں حالات ان کی وجہ سے ہیں۔

جناب سپیکر!میری بہن سے کہیں کہ جب یوریا کھاد پر بات آئے گی تو ان کی جماعت کے جو ایم این ایز اور ایم پی ایز کے نام آئیں گے تو پھر ان کو سننے کے لئے یہ شرم سے اپنا منہ یوں نہ چھپائیں بلکہ حوصلے سے وہ بھی سنیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!Wind up کریں اب کسی اور کو موقع دیں۔سارا ٹائم آپ کے لئے نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کرنے کے لئےPublic Legal Defender Service بڑیimportant ہے۔آج بھی غریب انصاف کے لئے دربدر ہے اور عوامی خدمت کے اس منصوبے کو بھی انتقام کی نذر کر دیا گیا ہے۔آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ آج پنجاب کی عوام پر جو تشدد پولیس کر رہی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی،آج تھانہ کلچر جس بدحالی کا شکار ہو چکا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔قطعاً یہ نہیں سنا تھا کہ عورتوں کو تھانوں میں بلا کر کیمروں کے سامنے ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔آج پنجاب ٹارگٹ کلنگ میں بھی بڑا بھائی بن چکا ہے۔ہم مقابلہ کرتے ہیں سندھ سے، ہم مقابلہ کرتے ہیں لیاری سے، پہلے اپنی ناک کے نیچے تو دیکھو کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ پہلے فیصل آباد کا حال تو دیکھو کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟آج چور اور ڈاکو کوinfluential بننے کا،اس بات کا advantage مل رہا ہے کہ وہ کسی بڑے آدمی کا بھائی ہے، کسی بڑے آدمی کا بہنوئی ہے اور کسی بڑے آدمی کا بیٹا ہے۔اس طرح انصاف دہلیز پر نہیں ملتا۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا:پہلے 18 کروڑ کا حساب دو۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!گزشتہ سال پنجاب میں 267 پولیس مقابلے ہوئے، یہ ریکارڈ بتاتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!بس، بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ کیا سارا دن اور ساری رات آپ کے لئے ہے؟

محترمہ سیمل کامران: میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، بڑی مہربانی۔ہم نے بات سن لی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہم سارا دن لاء اینڈ آرڈر پر بولیں گے۔وزیر اعلیٰ تو چلے گئے ہیں لیکن ہم لاء اینڈ آرڈر پر بولیں گے۔

جناب سپیکر: جو ٹائم دیا ہے اس کے مطابق چلوں گا۔میں آپ کا پابند نہیں ہوں۔پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ محترمہ! مجبور نہ کریں اور بیٹھ جائیں۔جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حاجی اللہ رکھا نے "گوگو" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: مسٹر!میں آپ پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔بڑا افسوس ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پر بہتر سے بہتر روایات قائم کرنے کی بجائے ہم بری روایات کی طرف جا رہے ہیں۔ میں اس میں کسی ایک کو نہیں گردانتا بلکہ اس میں سارا ایوان شامل ہے، تمام لوگ اس میں شامل ہیں اور اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج cut motion کا دن ہے۔آج بھی ہماری کہی ہوئی باتیں جو کہ ایک brute majority ہمیشہ overrule کر دیا کرتی ہے اور آج بھی ہو جائے گا لیکن ہم اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے اس کو couple کر کے جو اس کے ساتھ related ہے جو allied چیزیں ہیں بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے ہمارے چند ساتھیوں کو یہاں پر اجازت ہوتی ہے۔آج بھی طے شدہ ہے جو تھوڑے سے لوگ ہیں وہ بات کر لیں گے اس کے بعد cut motions کے ساتھ ساتھ آپ کو guillotine apply کرنے کا اختیار ہے جو کہ کل apply ہو گا۔اس سے پہلے ہم آپ کی ایک شفیق شخصیت اور ادھر کابینہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے یہ توقع رکھیں گے کہ وہ توجہ سے ہماری بات سن لیں گے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے ان کی بات توجہ سے سنی ہو گی یقیناً وہ بھی توجہ سے کیوں نہیں سنیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!آپ کی بڑی مہربانی، لاء اینڈ آرڈر پر پولیس کو جو رقم دی جا رہی ہے میں اس کی مخالفت کرنے کی وجوہات عرض کرنے لگا ہوں۔پچھلے چار سال سے پولیس کو ایک

خطیر رقم دی جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو deliver نہ کرنے کی وجوہات بہت سی ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے جو میں پہلے بیان کرتا چلوں کہ پولیس کے دو رخ ہیں۔پولیس کا ایک وہ رخ ہے جس میں encounter کرتے ہوئے وہ قربان ہو جاتے ہیں، شہید ہوتے ہیں، ان کے بچے یتیم ہوتے ہیں، ان کی بیویاں بیوائیں کہلاتی ہیں اور اپنے گھروں میں تنگدستی کی زندگی گزارتی ہیں۔ہم ایسے بہادر، نڈر اور دیانتدار پولیس افسروں کو سلام پیش کرتے ہیں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ deliverance نہ ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پولیس under political pressure رہتی ہے۔پولیس پچھلے چار سال سے ایک tremendous political pressure کے اندر رہے، تبادلوں، ترقیوں اور تنزلیوں کی وجہ سے، کسی شخص کو پتا نہیں ہوتا کہ اگر میں وردی پہن کر یہاں سے نکلا ہوں تو شام کو واپس آؤں گا تو بغیر وردی کے اور کس جگہ میری تعیناتی ہو گی۔ ان میں confidence نہیں رہا ایک proclaimed offender جو دس دس، بیس بیس قتلوں، ڈکیتیوں میں مطلوب ہے اور latest weapon کے ساتھ پھر رہا ہے۔جب ان کا encounter ہوتا ہے تو سول سوسائٹی درمیان میں آ جاتی ہے۔اگر یہ ان کو نہیں پکڑتے تو پھر بھی سول سوسائٹی آتی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے وہ روتے ہوؤں اور لٹتے ہوؤں کو دکھاتے ہیں لیکن encounter میں پولیس والا نہ مرے اور ڈکیت مر جائے تو پھر سول سوسائٹی یہ سوال کرتی ہے کہ پولیس والا مرا نہیں تو ڈکیت کیوں مر گیا؟ پولیس کے لئے یہ handicaps ہیں لیکن اس کے باوجود میں انتظامی طور پر کہنا چاہوں گا کہ جو چیز سامنے آتی ہے اور جو ان کے فرائض میں ہے، اچھی پولیس وہ ہوتی ہے جو اپنی تمام handicaps اور اپنی تمام bottlenecks کے ساتھ ساتھ deliver کرے اور ساری دنیا کے اندر ایسا ہے۔اس کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن چونکہ آج cut motions کا دن ہے اور میں نے تھوڑے وقت میں جناب کی توجہ حاصل کر کے اپنی بات کرنی ہے۔اغواء برائے تاوان کی وارداتوں سے ہر صاحب حیثیت شہری اور ایک average شہری بھی بہت زیادہ پریشان ہے۔چار سالوں میں صرف لاہور میں 227 افراد کو اغواء کیا گیا، 450 مقدمات درج ہوئے اور اربوں روپیہ تاوان حاصل کیا گیا۔لوگ تاوان دینے کے بعد جب گھروں کو آتے ہیں تو اس کے بعد وہ بافخر اور ایک بہت محفوظ شہری کے تحفظ کا pride لے کر بقایا زندگی زندہ نہیں رہتے۔گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے بیٹے شہباز تاثیر اور امریکی شہری Warren Weinstein تا حال بازیاب نہیں ہو سکے۔میں پنجاب پولیس کے 4۔فروری 2012 کے جاری شدہ hand out کے مطابق بات کرتا ہوں کہ پنجاب میں 1650 افراد کو جرائم پیشہ خواتین نے

اغواء کیا، پنجاب میں ہر 18 منٹ کے بعد قتل ہو جاتا ہے، صرف لاہور میں 700قتل ہوئے۔ اخبار "The Nation" کی 16۔مارچ کی رپورٹ کے مطابق جنرل طارق کے داماد احمد ملک کو300 ملین تاوان دے کر رہا کرایا گیا۔جب ایک شہری اپنا تمام lock stock and barrelبیچ کر اپنے پیاروں کو واپس لانا چاہے گا تو پھر ہم اتنی بڑی رقم اس پولیس کو کیوں دیتے ہیں؟ میں یہ ایک وجہ بیان کرتا ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس چیز کے لئے کسی بھی محکمے یا کسی فورس کو رقم دی جاتی ہے تو اسے justifyکرنے کے لئے کم از کم وہ اور اس کی ایڈمنسٹریشن اس کے لئے تیار ہوتے ہیں اور وہ negative statement deliverکرنے سے اجتناب کرتے ہیں لیکن مجھے بہت افسوس سے اس cut motionکی supportکے لئے کہنا پڑتا ہے یہ حکومت پنجاب کا ایک مراسلہ ہے جو وفاقی حکومت کو گیا ہے کہ ہمیں جیلوں کی حفاظت کے لئے رینجرز دی جائے۔حالت یہ ہے کہ پنجاب نے اپنی جیلوں کے تحفظ سے ہاتھ کھڑے کر دیئے اور رینجرز کو دینا چاہتے ہیں اگر رینجرز نے آکر جیلوں کو تحفظ دینا ہے تو پھر پولیس نے عام آدمی کو کیا تحفظ دینا ہے؟ جیل ایک بلڈنگ ہوتی ہے وہ enclaveایک enclave under wallجگہ ہوتی ہے اس کے بڑے بڑے دروازے ہوتے ہیں وہ اندر سے fire encounterکر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہوم ڈیپارٹمنٹ نے صوبہ کی سات جیلوں اڈیالہ جیل راولپنڈی، سنٹرل جیل لاہور، ملتان، ساہیوال، میانوالی اور بہاولپور کی جیل کی حفاظت کے لئے رینجرز طلب کی ہے۔جب پولیس کو عوام کی حفاظت کے ساتھ ساتھ شہروں کی علاقائی یا جغرافیائی حدود کے تحفظ کے لئے سب پیسا دیا جاتا ہے تو پھر بیچ میں رینجرز سے partially مانگنا، کیا ہم ناکام ہو چکے ہیں؟ کیا ہم ایک failed provinceاور ایک failed federating unitکے طور پر سامنے آ رہے ہیں؟ نہیں۔ایسا بالکل نہیں ہے اور ایسا بالکل ہونا نہیں چاہئے۔یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ جب ہم اپنے لئے اور معیار مقرر کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے اور معیار مقرر کرتے ہیں۔میں یہ عرض کرتا چلوں کہ چار سالوں میں تو کوئی ایسا ادارہ نہیں بنایا جا سکا جو سو فیصدی deliverکرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

جناب والا! ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ایک رپورٹ جو کہ روزنامہ "جنگ" میں 17۔ مئی کو جاری ہوئی تھی کے مطابق پنجاب میں صرف مئی کے مہینے میں دو ہزار مظاہرے ہوئے جن میں 442 ریلیاں، 339سڑکیں بند کی گئیں، 329ہڑتالیں، مزدور اور پیشہ وارانہ کمیونٹی کی طرف سے 313 مظاہرے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ گورنمنٹ ملازمین کی جانب سے 560، طالب علموں کی طرف سے

70اور جنرل پبلک کی طرف سے 812 مظاہرے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے بھی بات ہو رہی تھی کہ یہ سب مظاہرے اصل میں discrimination کی وجہ سے ہوتے ہیں۔یہاں پر وزیر اعلیٰ نے بجا فرمایا ہے کہ لوگوں کے disgruntle اور Heart burning ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔انہوں نے وجوہات بیان کی ہیں لیکن وہ چند وجوہات بیان کرنے سے قاصر رہے ہیں کیونکہ میرا خیال ہے کہ شاید ان کی تقریر لمبی ہو گئی تھی۔Heart burning ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انصاف کے حوالے سے عام آدمی اور بڑے لوگوں کے درمیان ایک تفاوت پایا جاتا ہے۔چودھری مونس الٰہی نو ماہ جیل کے اندر رہ کر اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے عدالت کے سامنے پیش ہوتا ہے جبکہ ارسلان چودھری کے لئے دوسرا معیار ہے۔جب سوالات اٹھتے ہیں تو پھر clean ہونے کے لئے آنا پڑتا ہے۔دو، تین یا چار بڑے لوگوں میں سے ایک تو اپنے آپ کو اس طرح present کرتا ہے کہ پولیس اس کے گھر کے باہر کھڑی رہتی ہے اور اس کی ہر چیز کو thrash out کرتی ہے۔ میں یہاں یہ کہتا چلوں کہ اداروں کے ساتھ کسی شہری کو منسلک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہر شہری کا اپنا فعل ہوتا ہے۔ ہم عدلیہ کا بے حد احترام کرتے ہیں،ایک ادارے کے طور پر ہر جج کا احترام کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ سوالات اٹھتے ہیں کہ چند سال پہلے اگر ایک شخص ملازمت کا متلاشی تھا تو آج کس طرح اتنا امیر ہو گیا؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ اپنے آپ کو انصاف کے لئے پیش کریں تو یہ پولیس کے لئے بہتر ہو گا لیکن پولیس بھی ہمت کرے اور تمام لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے۔

جناب سپیکر!آج کل ڈاکوؤں کے تربیت یافتہ مسلح گروہ کئی کئی گھنٹے موقع واردات پر پورے اطمینان سے موجود رہتے ہیں۔ایک چوری اور ایک ڈکیتی ہوتی ہے لیکن اس وقت پنجاب کے اندر گھروں کے اُوپر حملے ہو رہے ہیں۔ گیارہ گیارہ، بارہ بارہ، تیس تیس لوگ آدھی رات کو جاتے ہیں، باہر اپنی گاڑیاں کھڑی کرتے ہیں، دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور دروازہ نہ کھلنے پر پھلانگ کر نہیں بلکہ دروازہ توڑ کر اندر جاتے ہیں، وہاں لوگوں کو باندھ دیتے ہیں اور سب کچھ لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہمارے چیمبر آف کامرس کے شفیق بھولا کے ساتھ جو کچھ ہوا وزیر قانون کو اس کے بارے میں سب معلوم ہے۔ الحمد للہ یہ لوگ کسی اور واردات میں پکڑے گئے ہیں۔ بعض وجوہات کی بناء پر پولیس perform کرنے سے قاصر ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پولیس law and order کی situation deliver کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ حکومت بھی اس سے آگاہ ہے کیونکہ وہ اپنی جیلوں کی حفاظت کے لئے رینجرز مانگ رہی ہے۔ جس طرح پہلے حکومت اپنے گھوسٹ سکولوں کو ڈھونڈنے

کے لئے فوج مانگا کرتی تھی اب یہ گھوسٹ تنوروں کو ڈھونڈنے کے لئے فوج یا ریجنرز مانگے گی۔پولیس کی زیادہ تر نفری کی VIPs کے اوپر ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں جس پر بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی VIP اپنی سکیورٹی کے لئے پولیس چاہتا ہے تو اسے دیں لیکن اس کے equivalent دوسری فورس رکھی جائے اور جتنی سکیورٹی اس کو دی جاتی ہے اس کی تنخواہ اس VIP سے لی جائے۔اس سارے سٹاف کی تنخواہ اس سے لی جائے تاکہ عوام کے تحفظ کے لئے جو نفری مختص ہے اس میں سے نکال کر پولیس کے لوگ اس VIP ڈیوٹی کے لئے نہ لگائے جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ جب تک پولیس اپنی صفوں کو درست نہیں کرتی، حکمران ان کو کوئی صحیح مشورہ نہیں دیتے، حکمران ان کے لئے کوئی better management نہیں دیتے تو پولیس یکسوئی کے ساتھ عوام کو تحفظ نہیں دے سکتی۔ لہذا میں یہ کہوں گا کہ جب تک یہ اقدامات نہیں اٹھائے جاتے اس وقت تک پولیس کو یہ رقم نہ دی جائے اس لئے میں اس کٹوتی کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہمارے پاس وقت بہت کم ہے لہذا اب چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کو موقع دیتے ہیں اور اس کے بعد پھر رانا صاحب اس کا جواب دیں گے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ

کیوں نہ خطرے میں ہو ہر قافلہ احرار کا
راہزن وہی ٹھہرے جو راہبر منزل کے ہیں

جناب سپیکر! ابھی چودھری ظہیر الدین صاحب نے فرمایا کہ ہر بجٹ میں ہم پولیس کی ترقی، فلاح و بہبود کے لئے funds رکھتے ہیں۔ میں نے بجٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ کچھ ایسے issues ہیں کہ جو ملک و قوم کے ساتھ related ہیں اور جن کے لئے بہت زیادہ رقم چاہئے تھی لیکن اس کے لئے بہت کم رقم رکھی گئی جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ ہو۔ موجودہ حکومت نے پولیس کے لئے بہت زیادہ رقم مختص کی ہے جبکہ عوام نے پولیس سے جو توقعات وابستہ کی ہوئی ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں۔آج تھانے بکے ہوئے ہیں، ایس ایچ او اور ڈی پی او سفارش پر تعینات ہوتے ہیں۔پولیس کو حکومتی پارٹی ایک سرکاری ڈنڈے کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ یہ ڈنڈا نہ صرف عوام بلکہ عوامی نمائندوں کے خلاف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس وقت صوبے میں چوری، ڈکیتی، جوا اور شراب عام ہے۔آپ پچھلے دنوں کے حالات دیکھ لیں کہ مسئلہ تو بجلی کا ہے لیکن پولیس کی سربراہی میں ریل گاڑیاں لوٹی اور جلائی جا رہی ہیں۔ گاڑیوں کو جلایا جا رہا ہے لیکن پولیس منہ دیکھ رہی ہے۔ اگر پولیس اس کی روک تھام نہیں کر سکتی تو

پھر ہم ان کو کس لئے اتنے زیادہ funds دیتے ہیں؟ ہم اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر ان کے لئے funds مہیا کرتے ہیں تاکہ یہ ملک و قوم اور عوام کی حفاظت کریں۔آج پنجاب کی عوام بالکل بے بس ہو چکی ہے۔ٹرینوں اور گاڑیوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ میں پرسوں جب سیالکوٹ سے لاہور آ رہا تھا تو مریدکے اور کامونکے کے درمیان عوام کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔وہاں پر ایک فروٹ کا ٹرک آیا تو ان لوگوں نے اس کو لوٹ لیا۔لوگ گاڑیوں کے شیشے توڑ رہے تھے جبکہ پولیس وہاں پر خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی۔ ساہیوال کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ جن پولیس افسران نے وکلاء پر حملہ کیا، جب ان کو گرفتار کیا گیا، ان کو سزا ہوئی تو وہ سزا کے دوران رات کو اپنے گھر میں سوتے تھے۔وہاں پر دوبارہ raid کر کے ان کو برآمد کیا گیا اور جیل میں بھیجا گیا۔جب ہم عوام کی بات کرتے ہیں تو کوئی ایس ایچ او سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ہمارے ساتھ بدتمیزی کی جاتی ہے۔ کبھی ہم سنا کرتے تھے کہ ایم پی اے اور ایم این اے کی عزت ہوتی ہے جبکہ آج ایم پی اے یا ایم این اے کو تھانے میں دیکھ کر ایس ایچ او سیخ پا ہو جاتا ہے۔ڈی پی او ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے، ڈی آئی جی سننے کے لئے تیار نہیں ہے اور آئی جی صاحب ہمیں ملنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔وجہ کیا ہے؟ یہ صرف اور صرف حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ پچھلے دور میں عوامی نمائندوں کے ساتھ جو کہ عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں کبھی ایسا سلوک روا نہیں رکھا گیا۔آج یہ پولیس ملازمین جن کو ہم ٹیکس اور مالیہ دے کر funds مہیا کرتے ہیں عوامی نمائندوں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! ان حالات کے پیش نظر میں کہوں گا کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے جس کی وجہ سے آج پولیس اس ملک اور عوام پر مسلط ہے۔پولیس عوام کی خدمت کرنے کی بجائے زیادتی کر رہی ہے۔صوبہ پنجاب میں حالات اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ ہمیں اپنی جیلوں کی حفاظت کے لئے رینجرز کو مانگنا پڑا ہے جو کہ پولیس کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس سے حکومت پنجاب کی ناکامی بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری پولیس جیلوں اور تھانوں کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں ہے، ان کی ٹریننگ نہیں ہے، انہیں اچھے طریقے سے guide نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے آج پورا پنجاب جل رہا ہے اور پریشانی میں مبتلا ہے۔اغواء، ڈکیتی، چوری رُکنے کو نہیں اور کوئی بندہ پوچھنے والا نہیں ہے۔یہاں پر جو بحث ہوتی ہے خدارا خدارا اس پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کریں اور ہماری باتوں کو حکام بالا تک پہنچائیں اور وہ کہیں کہ عوام کے ساتھ ساتھ اب نمائندے بھی اتنے سستے ہو گئے ہیں کہ ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔بیوروکریسی اور سیاسی دباؤ کے یہ حالات ہیں کہ عوامی نمائندے غیر محفوظ ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو کنٹرول کیا جائے اور متعلقہ پولیس افسران پر عوامی نمائندوں کو بٹھایا جائے تاکہ کچھ coordination ہو۔ ہم اپنے صوبہ پنجاب کے متعلق اُن سے کوئی چیز share کر سکیں تاکہ ہمارا صوبہ ترقی کرے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال آپ کے، میرے اور پورے پنجاب کے سامنے ہے۔ بہت ہی اچھا ہوتا کہ چیف منسٹر صاحب یہاں پر آئے تھے وہ بھی لاء اینڈ آرڈر کے اوپر کوئی بات کرتے لیکن وہ صرف بجلی کا رونا رو کر یہاں سے فرار ہو گئے بلکہ بھاگ گئے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال پولیس کے لئے 52۔ارب 11 کروڑ 67 لاکھ اور 85 ہزار روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ اس سال پولیس کے لئے 61۔ارب 50 کروڑ 88 لاکھ اور 5 ہزار روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ یہ 9۔ارب 39 کروڑ اور 20 لاکھ روپیہ کا کس لئے اضافہ کیا گیا ہے؟ پولیس کے لئے اتنا پیسا مختص کیا جا رہا ہے لیکن پولیس تو شہباز شریف کی حفاظت کر رہی ہے، پولیس عام عوام کی حفاظت نہیں کر رہی، پولیس عوام کو تو مار رہی ہے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ میری بہنیں یا میرے بھائی مجھے بُرا بھلا کہیں۔ میں تو لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گی، میں تو عوام کے خون کی بات کروں گی اور پنجاب میں جو خون بہہ رہا ہے میں اُس کی بات کروں گی۔

جناب سپیکر: نہ کریں ایسے، جانے دیں۔ پھر آپ میں اور ان میں فرق کیا ہو گا؟ Order please. Order please جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت کی عین ناک کے نیچے تختِ لاہور میں چار سے پانچ قتل روزانہ ہو رہے ہیں [*******] اتنی ہلاکتوں کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: قاتل کے حوالہ سے جو بات ہوئی ہے میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت پنجاب اپنے من پسند لوگوں کو نواز رہی ہے۔ پنجاب میں من پسند لوگوں کی بھرتیاں کی جارہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب بلڈ پریشر کے مریض بن چکے ہیں کیونکہ وہ کام کی بات نہیں سنتے۔ پنجاب کے حالات جو بگڑ چکے ہیں اُس کے ذمہ دار پنجاب حکومت کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب ہیں، اُن کی وجہ سے عوام رو رہی ہے، عوام سڑکوں پر ہے، عوام قتل ہو رہی ہے، عوام مر رہی ہے اس لئے اُن کے خلاف 302 کا پرچہ کٹنا چاہئے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! 60 فیصد سٹریٹ کرائم کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتیں۔ اگر 12 منٹ کے اندر ریسکیو 1122 آ سکتی ہے تو پنجاب پولیس جائے وقوعہ پر کیوں نہیں پہنچتی؟ ریسکیو 1122 چودھری پرویز الٰہی صاحب کا منصوبہ کامیاب ہوا لیکن ان کی 15 جائے واردات پر نہیں پہنچتی۔ پنجاب میں جنوری سے لے کر مئی تک پانچ مہینے میں ڈکیتی، چوری، راہزنی، اغواء برائے تاوان اور خواتین کے ساتھ جرائم کی ایک لاکھ 95 ہزار وارداتیں ہوئیں۔ رانا ثناء اللہ آج تک اشتہاریوں کو نہیں پکڑ سکا اور انہیں پولیس مقابلہ کے لئے تیار کیا ہے۔ پولیس مقابلہ کرانا میاں شہباز شریف اور رانا ثناء اللہ کا مشغلہ ہے۔ یہ پولیس مقابلہ کرا کر لوگوں کو مروا دیتے ہیں یہ اس لئے ظالم حکمران ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اسمبلی میں ایک سوال put کیا تھا کہ صوبہ پنجاب میں کتنے اشتہاری ہیں جس کا جواب آیا کہ دو لاکھ اشتہاری ہیں۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ لاء منسٹر دو لاکھ لوگوں کو نہیں پکڑ سکا۔ یہ حکومت خود ڈاکے ڈلوا رہی ہے، یہ حکومت خود چوریاں کروا رہی ہے، یہ خود قتل کروا رہی ہے اس لئے یہ قاتل حکومت ہے۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! جب صوبہ کا چیف ایگزیکٹو خود احتجاج کراتا ہے، خود کہتا ہے کہ مار پیٹ کراؤ، ڈنڈے اور پتھر مارو تو کیا چیف ایگزیکٹو کا یہی کام ہے؟ چیف ایگزیکٹو ایسا نہیں ہوتا بلکہ چیف ایگزیکٹو چودھری پرویز الٰہی جیسا ہوتا ہے جس نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کنٹرول میں رکھی ہوئی تھی اور ان لوگوں نے لاء اینڈ آرڈر کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔ (شور وغُل)

جناب سپیکر! آج میرے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بولنے کی وجہ سے حکومتی ممبران اپوزیشن کا رول ادا کر رہے ہیں کیونکہ میں عوام کی بات کر رہی ہوں اور عوام کے ساتھ ہونے والے ڈاکے اور چوریوں کی بات کر رہی ہوں۔ یہ واحد حکومت ہے جو خود احتجاج کر رہی ہے۔ یہ تو ایک دھیلے کے روادار نہیں ہیں تو یہ عوام کے لئے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیسے ٹھیک کریں گے؟ اس وزیر اعلیٰ کو استعفیٰ دے دینا چاہئے، ان کے خلاف 302 کا پرچہ کٹنا چاہئے کیونکہ یہ حکومت ہماری عوام کو قتل کر رہی

ہے۔یہ حکومت قاتل ہے، یہ قاتل ہے، یہ قاتل ہے۔ میں نے آپ کو جو details بتائی ہیں یہ اور یا مقبول جان کے اخبار کی سروے رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ 93 ہزار ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ ان ڈکیتیوں کی ذمہ دار پنجاب حکومت ہے کیونکہ یہ ڈاکے پنجاب حکومت ڈلوا رہی ہے۔(شور وغُل)

جناب سپیکر! میں نے یہ چیزیں آپ کے نوٹس میں لانی تھیں۔اب میں کورم point out کرتی ہوں، کورم پورا کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی ضرورت نہیں ہے۔اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 20۔جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

893

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2012-13

مطالبات زر برائے سال2012-13 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو54لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2ارب95کروڑ98لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13جلد اول کے صفحات 11تا48ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ74لاکھ46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13جلد اول کے صفحات49 تا63ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو20کروڑ9لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات65

ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ"برداشت کرنے پڑیں گے۔ تا74ملاحظہ فرمائیں۔

894

مطالبہ نمبر PC-21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب 82کروڑ28لاکھ 64 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 ۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2013-2012 جلد اول کے صفحات 75تا98ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ12لاکھ90ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 99تا109ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10کروڑ49لاکھ70ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات111تا125ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو37کروڑ57لاکھ9ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"دیگر ٹیکس و محصولات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات127تا153ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب 22کروڑ96لاکھ70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات

30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔ 155تا 290 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو22۔ارب65کروڑ2لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد انتظام عمومی "برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال2012-13جلد اول کے صفحات 307تا751 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب37کروڑ59لاکھ77ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات 753تا811ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب28کروڑ6لاکھ56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات 813تا850ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو61۔ارب50کروڑ88لاکھ5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات 851تا936ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ57لاکھ59ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال2012-13کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2012-13 جلد اول کے صفحات 937تا950ملاحظہ فرمائیں۔

پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21015

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو29۔ ارب 42 کروڑ56 لاکھ80ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد اول کے صفحات 951تا1187ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21016

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو36۔ارب 80 کروڑ70 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2013 کو ختم ہونے والے مالی سال2013-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات" صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1تا312ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21017

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب61 کروڑ91لاکھ 81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 313تا352ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21018

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5۔ارب56 کروڑ28لاکھ 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 353تا470ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21019

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو39 کروڑ68لاکھ 69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 471تا486ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21020

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب90کروڑ5لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 487تا602ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21021

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14کروڑ27لاکھ2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 603تا625ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21022

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب20کروڑ70لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 627تا679ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ارب92کروڑ44لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 681تا778ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب15کروڑ91لاکھ86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 779تا825ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب33کروڑ13لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012جلد دوم کے صفحات 827تا876ملاحظہ فرمائیں۔

گے۔

897

مطالبہ نمبر PC-21026	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32کروڑ29لاکھ12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 877تا893ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21027	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو28کروڑ74لاکھ87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 895تا908ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو55۔ارب73کروڑ62لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 915تا920ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14کروڑ65لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 921تا944ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21030	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 945تا949ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔کھرب17۔ارب26کروڑ72 لاکھ49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 951تا1125ملاحظہ فرمائیں۔

فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21032

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ11لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1127تا1141ملاحظہ فرمائیں۔

898

مطالبہ نمبر PC-13033

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب16۔ارب 17 کروڑ97لاکھ 94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1143تا1161 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13034

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2کروڑ68لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1163تا1173ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13035

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1175تا1179ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13050

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 13-2012 جلد دوم کے صفحات 1205تا1209ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-22036

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب65۔ارب67کروڑ8 لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012جلد اول کے صفحات1تا834ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12037

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو19۔ارب83کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات1تا41ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12038

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ90لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات43تا46ملاحظہ فرمائیں۔

899

مطالبہ نمبر PC-12040

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو1۔ارب50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات47تا50ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12041

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو32۔ارب 4کروڑ50لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل"برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012 جلد دوم کے صفحات51تا159ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-12042

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو30۔ارب91 کروڑ51 لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات161تا381ملاحظہ فرمائیں۔

فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-12043

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10۔ارب 94 کروڑ73 لاکھ68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال13-2012جلد دوم کے صفحات383تا396ملاحظہ فرمائیں۔

901

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

بدھ،20۔جون2012

(یوم الاربعاء،29۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ۝١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝٢
وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝٤ عَلَّمَهُ
شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝٥ ذُو مِرَّةٍ ۖ فَاسْتَوَىٰ ۝٦ وَهُوَ بِالْأُفُقِ
الْأَعْلَىٰ ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ
أَدْنَىٰ ۝٩ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝١٠ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ
مَا رَأَىٰ ۝١١ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝١٢ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً
أُخْرَىٰ ۝١٣ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ۝١٤ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۝١٥
إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۝١٦ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ
مَا طَغَىٰ ۝١٧ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝١٨
أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝١٩

سورة النّجم آیات 1تا19

تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے (1) کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں (2) اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں (3) یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے (4) ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ((5)) (یعنی جبرائیل) طاقتور نے پھر وہ پورے نظر آئے (6) اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے (7) پھر قریب ہوئے اور مزید آگے بڑھے (8) تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم (9) پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا (10) جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ مانا (11) کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو؟ (12) اور انہوں نے

اس کوایک بار بھی دیکھا ہے(13) پرلی حد کی بیری کے پاس(14) اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے(15) جب کہ اس بیری پر چھارہا تھا جو چھارہا تھا(16) ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی(17) انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں(18) بھلا تم لوگوں نے لات اور عزیٰ کو دیکھا(19)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جو گلے لگائے عدو کو بھی وہ رسولؐ میرا رسولؐ ہے
کوئی خالی ہاتھ گیا نہیں یہ میرے سخی کا اصول ہے
تو جو چاہے راضی ہو مصطفےٰؐ تو جو چاہے تجھ کو ملے خُدا
کسی ٹوٹے دل کو تلاش کر کہ وہ دل خدا کو قبول ہے
وہ جہاں جہاں سے گزر گئے وہاں پھول مہکے بہار کے
وہ جہاں گئے وہ جہاں رُکے وہاں رحمتوں کا نزول ہے
وہ نبیؐ جو میرا بھلا کرے میری بخششوں کی دُعا کرے
مجھے بھول جائے وہ حشر میں میرے دشمنوں کی یہ بھول ہے
اسے ڈر ہے نہ کوئی غم ہے نبیؐ کا اُس پہ سدا کرم
ہے وہ ہر نگاہ میں محترم جو غلام آل بُتول ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی مہربانی فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت important بات ہے۔

جناب سپیکر: سب کی بات important ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ریاض فتیانہ کا گھر جلادیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت پر دہشت گردی کا پرچہ کاٹا جائے۔۔۔(شوروغل)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: کوئی طریق کار بنائیں۔ اب ہم Privilege Motions لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر16/12 کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب کی ہے اس کا جواب دیں۔۔۔(شوروغل)

سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محکمہ ہذا نے تحریک استحقاق نمبر16/12 کی کاپی متعلقہ وفاقی وزارت کو کارروائی کے لئے بھیج دی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی بات سنیں، جواب آنے دیں۔ اس کے بعد بات سنوں گا، اب نہیں سنوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: آپ ہماری بات نہیں سن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سنیں گے، سنیں گے۔ مجھے تحاریک استحقاق کا جواب لینے دیں۔ اسی طرح چیختے چلاتے رہیں گے، اس کا کیا فائدہ؟ مجھے لکھ پڑھ کر دیں۔(شوروغل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس طرح جاتی عمرہ بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ یہ قاتل وزیراعلیٰ ہے۔(شوروغل)

جناب سپیکر: مجھے announcement کرنے دیں۔۔۔(شوروغل)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!ایک لوٹے وزیر نے میرے گھر پر حملہ کرایا ہے، مجھے بات کرنے دی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔ مجھے ان کی بات سننے دی جائے۔۔۔(شوروغل)

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: ڈاکو،ڈاکو،ڈاکو۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔آپ ان کو کنٹرول کریں۔

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سننے دیں،ان کی بات سننے دیں۔جی،ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: ڈاکو،ڈاکو،ڈاکو۔۔۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!میں بسم اللہ پڑھ رہا ہوں اور یہ مجھے interrupt کر رہے ہیں، کیا یہ مسلمان نہیں ہیں؟(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں بسم اللہ پڑھ رہا ہوں اور یہ شور کر رہے ہیں۔کوئی مسلمان نہیں ہے منافق بیٹھے ہوئے ہیں؟

معزز ممبران حزب اقتدار: ڈاکو،ڈاکو،ڈاکو۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

معزز ممبران حزب اقتدار: ڈاکو،ڈاکو،ڈاکو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔

خانیوال میں لوڈشیڈنگ کی آڑ میں معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر حملہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!ایک sponsored terrorism اس صوبے میں ابھی ختم ہونا چاہئے۔جب پاکستان بنا تھا تو قائداعظم نے کہا تھا کہ:

No.1 responsibility of any government is to maintain law and order.

جو حکومت قائداعظم کے احکام کو نہیں مانتی میں اس حکومت کے وزیراعلیٰ کو نہیں مانتا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!حضرت عمر نے خلیفہ بننے کے بعد فرمایا تھا کہ میری نمبر ایک ذمہ داری لاء اینڈ آرڈر ہے، عوام کا تحفظ ہے اور عوام کی املاک کا تحفظ ہے۔جو وزیراعلیٰ اور اس کی حکومت حضرت عمر کو نہیں مانتے میں اس کو نہیں مانتا۔میں اس کو منافق سمجھتا ہوں۔(شور وغل)

پچھلے تین دن سے خانیوال میں میرے گھر کا محاصرہ کیا گیا ہے۔(ن)لیگ کے workers اور حکومت کی گاڑیاں میرے گھر کو جلانے کے لئے پٹرول کی کینیں سپلائی کرتی رہی ہیں۔آپ تو انسانیت برتیں،اگر ان میں انسانیت نہیں ہے تو کسی میں تو انسانیت ہو گی۔اگر ان سب کے ضمیر مر گئے ہیں تو میں انہیں یہ بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اِن کے ساتھ بھی وہی کرے گا جو انہوں نے میرے گھر کے ساتھ کرنے کی کوشش کی ہے۔(شور وغل)

ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی۔میرے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ تیسرا دن ہے، قانون نافذ کرنے والے ادارے کہاں ہیں،کیا میرے بچے نہیں ہیں،کیا Article(25) of the Constitution مجھے یہ حق نہیں دیتا کہ میری املاک، میری جان اور میرے مال کا تحفظ ہو کیا یہ آئین آج سے ان سب کے لئے غیر معنی ہے؟(شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ کیا کر رہے ہیں؟آپ کی مہربانی،آپ لوگ تشریف رکھیں۔ان کا جواب لیتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!یہ کون سی دنیا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ہی قانون توڑ رہے ہیں۔یہ واقعہ targeted ہے،واپڈا کے دفتر کے پاس سے گزرتا ہوا mob واپڈا کے دفتر کو ہاتھ نہیں لگاتا، پیپلز پارٹی کے ایک ایم پی اے کے گھر کے پاس سے گزرتا رہے لیکن اس کو بھی ہاتھ نہیں لگایا

اور ادھر کوئی محافظ نہیں تھے۔ تیسرے دن سے میرا گھر کیوں؟ وہ واپڈا کے دفتروں کے پاس سے گزر کر آئے اور میرے گھر کیوں؟ کیونکہ ایک جھنڈے والی کار میں رات کے اندھیرے میں ایک چمچے نے آکر لوگوں کو کہا ہے کہ کوئی گرفتار نہیں ہوگا۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے "حیاکرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! انصاف کہاں ہے؟ میں ایسی حکومت جو حضرت عمرؓ کو نہ مانے اور قائداعظم کو نہ مانے[******]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے "حیاکرو" کی نعرہ بازی)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اللہ ان کو غرق کرے جو حضرت عمرؓ کی بات کو نہیں مانتے۔ میں اس ایوان سے واک آؤٹ کر رہا ہوں جب تک مجھے تسلی نہیں دی جائے گی کہ میرے گھر کے سامنے سے وہ state council mob ہٹایا جائے جب تک وہ mob نہیں ہٹے گا، میں اس ایوان میں واپس نہیں آؤں گا اور یہ دیکھ لیں کہ کل کو یہی چیز ان کے پاس واپس پہنچے گی۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد یار ہراج ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے "حیاکرو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ اس بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے "حیاکرو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے بات کا جواب لینے دیں، میں نے floor ان کو دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پندرہ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 12 بج کر 15 منٹ پر
دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 16 ہے۔ کرنل صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق کرنل (ریٹائرڈ) نوید ساجد صاحب کی ہے۔ کرنل (ریٹائرڈ) نوید ساجد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک استحقاق بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے لیکن اس سے پہلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

معزز خواتین و حضرات! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جو ممبر بات کر رہے ہوں ان کی بات کو دونوں اطراف سے سنا جائے اور اس کے بعد آپ کو جواب دینے کا حق ہے لیکن ممبر کو سنا جانا نہایت ضروری ہے۔ ہمارے ایک معزز ممبر ہراج صاحب بات کرنا چاہتے تھے۔ وہ تشریف لے گئے ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ واپس تشریف لائیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں آپ کو بعد میں time دوں گا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تو صرف آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے جو معزز ممبران اپوزیشن کے ہیں اگر وہ Chair سے اجازت لے کر بات کریں تو کوئی problem نہ ہو۔ جناب محمد یار ہراج صاحب اور ان سے پہلے محترمہ نے جس انداز سے گفتگو شروع کی تھی کہ انہوں نے Chair کو بھی بات نہیں کرنے دی۔ انہوں نے آپ کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔ آپ جو ایجنڈے کے متعلق بات کرنا چاہتے تھے انہوں نے اس کو بھی سننے سے انکار کر دیا جو یہاں پر شور کی وجہ بنی اور صورتحال غلط ہو گئی۔ اگر معزز ممبران اس بات کا خیال کریں اور Chair کی directions کو follow کریں تو کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

خانیوال میں لوڈ شیڈنگ کی آڑ میں معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر حملہ

(۔۔۔جاری)

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ لاء منسٹر صاحب فرما رہے تھے میں آپ کی اجازت سے ہی یہ عرض کرنے لگا ہوں۔ میری معروضات کا حاصل یہ ہے کہ مثلاً current issue جو چل رہا ہے اس میں target killing کی طرح جو لوگ stead fast ہیں اور اپنی پارٹی کے ساتھ کھڑے ہیں صرف ان کے گھروں پر حملے ہو رہے ہیں کیونکہ ہراج فیملی اور ریاض فتیانہ کے گھر پر حملہ ہونا بھی target killing میں آتا ہے اور اس طرح کی target killing انڈیا کی ایک جماعت شیو سینا کرتی ہے جو مسلمانوں کو target کرتی ہے۔

جناب سپیکر: میں اُن کی بات سن رہا تھا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک لمحہ کے لئے عرض کر لینے دیجئے۔ میں آپ اور وزیر قانون صاحب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نو کروڑ عوام میں چار سو آدمی بھی متقاضی ہیں کہ اُن کے جان و مال کا تحفظ اُن کے فرائض میں ہے۔ اگر کسی کی جان، مال اور عزت target ہو جاتی ہے اور پٹرول کے پمپے باہر چل رہے ہوتے ہیں تو اُن کا reaction آتا ہے۔ کل ٹی وی پر دکھا رہے تھے کہ خوبصورت ٹائی اور سوٹ کے ساتھ ڈی سی او اور ڈی پی او سیالکوٹ smile دیتے ہوئے احتجاجی جلوس کے ساتھ جا رہے تھے۔ اگر ڈی سی او اور ڈی پی او صاحبان عوام کے ساتھ مل

کر سب کچھ کریں گے تو پھر کیاان لوگوں کی اپنی پارٹیوں کے ساتھ وفاداریاں اُن کا جرم بن گیا ہے ؟میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے وفاؤں کی فوج پہلے ہی اتنی تیار کر لی ہے تو معاشرے میں جو لوگ باقی رہ گئے ہیں کیا اُن کو جلا کر راکھ کرنا ہے ؟آج ہر اج فیملی یا ریاض فتیانہ فیملی target نہیں ہوئی بلکہ یہ target کرنے کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے۔ہٹلر بھی کوئی فوجی نہیں تھا بلکہ فوجی وردی پہنتا تھا۔اُس نے جو احتجاجی تحریک شروع کی اُس کے نتیجہ میں وہ چند سال حکمران رہا لیکن اُس کے بعد جرمنی دولخت ہو گیا۔ یہ دولخت ہونے والا اور civil ہوتے ہوئے اپنے کارکنوں کو فوجی وردیاں پہنانے والا عمل چھوڑ دیا جائے۔ ہم التماس کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے چیف ایگزیکٹو ہیں جن کو ہم لوگوں کے جان و مال کے محافظ کے طور پر دیکھتے ہیں لہذا مہربانی فرماتے ہوئے لوگوں کو تحفظ دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اِس کا جواب دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے خانیوال کے حوالے سے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔لاء منسٹر صاحب بات کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! خانیوال والے کہاں جائیں؟

جناب سپیکر: محترمہ !پلیز آپ تشریف رکھیں۔آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمارے محترم بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ جو لوگ حکمران ہیں انہیں اس بات کا خیال کرنا چاہئے کیونکہ حکمرانی چند دنوں بعد ختم ہو جاتی ہے لیکن انہوں نے تصویر کے ایک رُخ کی بات کی ہے۔کیا انہیں وہ لوگ نظر نہیں آتے جن کے گھروں میں حکمرانوں کی قومی اداروں میں لوٹ مار کی وجہ سے اندھیرے چھا گئے، جن کے کاروبار تباہ ہو گئے، جن کے بچوں کے منہ سے روزی چھن گئی، جن کے گھروں میں بائیس بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے، کیا اُن لوگوں کا اس ملک کے آئین میں کسی جگہ پر کوئی تحفظ درج نہیں ہے، آئین کے جن articles کا حوالہ یہ اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے دیتے ہیں کیا اُن لاکھوں غریب لوگوں اور مزدوروں جن کے گھروں میں انہوں نے لوڈ شیڈنگ کے ذریعے، اپنی لوٹ مار اور تجوریوں کو بھرنے کی وجہ سے اندھیرے اور بھوک داخل کر دی ہے کیا اُن کا آئین کے کسی article میں ذکر نہیں ہے کیا بائیس بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ حکمرانوں کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں لوگوں کے گھروں میں اندھیرے وارد کر دیں؟ بات یہ ہے کہ لوگوں کو بھی

شناخت ہو گئی ہے کہ وہ ڈاکو جو اس ملک کو لوٹ رہے ہیں، جو اس ملک کے ادارے تباہ کر رہے ہیں، جو اس ملک کے اندر اندھیرے دے رہے ہیں۔۔۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! اِن کو منع کریں کیونکہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں اور اس طرح کی باتیں کر کے لوگوں کو مزید اشتعال دلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اُن لوگوں کو اِن ڈاکوؤں کی شناخت ہو گئی ہے۔۔۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! اس طرح کی بات کر کے اِن کو شرم آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب آپ اِن کا حال دیکھیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ اپنے اُس ڈاکو کو سمجھائیں اور لوگوں کے گھروں سے اندھیرے باہر نکالیں۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! اِن کا C.M ڈاکو ہے۔ اس طرح کی بات کر کے اِن کو شرم آنی چاہئے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! سب سے بڑے بدمعاش تو یہ لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لوڈ شیڈنگ کو یہ manage کریں کیونکہ بائیس بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کسی طور پر بھی برداشت نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: مجھے بات کر لینے دیں۔ پلیز تمام ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو لوگ اپنے گھروں میں اندھیروں، بھوک اور افلاس کی وجہ سے احتجاج کر رہے ہیں ہم اِن ڈاکوؤں کی خاطر اُن لوگوں کو گولیوں سے نہیں پرو سکتے۔ یہ اِن کی بھول ہے۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر!لوگوں کو یہ برباد کر رہے ہیں اور حمزہ شہباز لوگوں کو لوٹ رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!سات جگہوں پر violence کے واقعات ہوئے ہیں اور دو جگہوں پر جانی نقصان ہوا ہے بلکہ جانی نقصان ان کے گن میںوں کی فائرنگ سے ہوا ہے۔کسی احتجاج کرنے والے کے پتھراؤ سے کوئی جان ضائع نہیں ہوئی بلکہ ان کے گن میںوں کی وجہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خانیوال میں ایک ایک فرد ہلاک ہوا ہے اسی لئے یہ معاملہ یک طرفہ نہیں بلکہ دوطرفہ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!یہ بالکل سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔میں اُن سے بات کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!انہیں چاہئے کہ یہ اپنے آقاؤں کو سمجھائیں کہ وہ پنجاب کے غریبوں کے ساتھ یہ ظلم وزیادتی نہ کریں۔اگر وہ زیادتی کریں گے تو اس کے بدلے ہونے والے reaction کو ہم کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کریں گے لیکن اس پر سو فیصد کنٹرول اس وقت ہو سکتا ہے جب اس لوڈشیڈنگ کو manage کیا جائے گا۔بائیس بائیس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ قطعی طور پر کنٹرول نہیں ہو سکتی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بہت مہربانی۔مجھے بات کرنے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!راناصاحب نے آئین کے article کی بات کی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ کون سا article اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان کے گھروں پر حملہ کرایا جائے؟

جناب سپیکر: جی،کوئی اجازت نہیں دیتا۔مجھے آپ بات کرنے دیں۔پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ مجھے بتائیں کہ آئین کا کون سا article اِن کو ملک لوٹنے کی اجازت دیتا ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!یہ سب سے بڑا غنڈہ ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): کون سا article ہے جو آصف زرداری کو اس ملک کو لوٹنے کی اجازت دیتا ہے اور کون سا article ہے جو اس ملک میں بائیس بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کرنے کی اجازت دے رہا ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: ڈاکو یہ خود ہیں جو لوگوں کے جان و مال کو تباہ کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ اپنے سر براہ ڈاکو سے پوچھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو ڈاکو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تمام ممبران تشریف رکھیں۔Order please. Order in the House میں اس ماحول پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جو کوئی کسی کے گھر کو جلائے گا تو انشاء اللہ اُس کا گھر بھی جلے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پلیز مجھے بات کرنے دیں۔ میں دونوں اطراف میں بیٹھے ممبران سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ آپ کو مل کر امن وامان کے معاملے پر سوچنا چاہئے اور ہر ایک کی پراپرٹی کا خیال کرنا چاہئے اور چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے ہو۔ اگر اس ایوان کے کسی بھی ممبر کا استحقاق مجروح ہو گا تو اس کا notice لیا جانا میرا فرض ہے۔ میں آپ سب سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا ان باتوں کو اچھے طریقے سے دیکھیں، جہاں جہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوئی ہے اُس کو کنٹرول کریں اور جس کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اُس کی حق رسی کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! آپ کہیں کہ لاء اینڈ آرڈر حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ میری بات میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے آپ پر بڑا افسوس ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!آپ بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!یہ debate بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔آپ business شروع کرائیں۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

ایس پی جڑانوالہ کا معزز ممبر اسمبلی کو ٹیلیفون کال کے ذریعے ہراساں کرنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند دن پہلے مجھے ایک اعلیٰ افسر ایس پی جڑانوالہ کی طرف سے فون call آئی اور ایس پی جڑانوالہ نے میٹنگ کے لئے خواہش ظاہر کی۔ میں نے بتایا کہ میں آج کل مصروف ہوں اس لئے جو بھی بتانا ہے فون پر بتا دیا جائے۔اس پر انہوں نے کہا کہ اعلیٰ افسران کی طرف سے حکم ہے کہ آپ ہتھیار ساتھ لے کر نہیں چل سکتے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ ہوتے ہیں وہ ہتھیار ساتھ لے کر نہیں چل سکتے۔آپ کے دوست اور لواحقین بھی ہتھیار لے کر نہیں چل سکتے۔ میں نے پولیس افسر کو کہا کہ یہ سب کچھ مجھے کیوں بتایا جا رہا ہے؟ جبکہ یہ پیغام جرائم پیشہ لوگوں کو دیا جانا چاہئے جو کھلے عام غیر لائسنس شدہ اسلحہ لے کر گھومتے ہیں جبکہ میرا ریکارڈ ہے کہ میں آج تک اسلحہ لے کر چلا ہوں اور نہ ہی میرے ساتھ گارڈ ہوتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے ناجائز دباؤ ڈالنے کے لئے یہ پیغام دیا جا رہا ہے اور میرا استحقاق مجروح کیا گیا کیونکہ مجھے اپنی حفاظت کے لئے حکومت سے جاری شدہ لائسنس والے ہتھیار لے کر چلنے کا استحقاق ہے جس کے لئے لائسنس رکھنے والا شخص باقاعدہ سالانہ فیس ادا کرتا ہے اور کوئی پولیس افسر ملک کے قانون کے خلاف کوئی ہدایات جاری نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ہدایات جاری کرنی ہوں تو اس کے لئے وضع کردہ طریقے کو اپنانا چاہئے اور قانون کی پاسداری کرنے والے شریف اشخاص کو ناجائز طریقے سے دبانا نہیں چاہئے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!اگر مجھے تھوڑی سی اجازت دیں تو وضاحت کر دوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال کسی افسر کے خلاف نہیں یا کسی فرد کے خلاف نہیں بلکہ میرا سوال اور میری تحریک استحقاق اس سسٹم کے خلاف ہے جس میں ایک پولیس افسر چاہے وہ کوئی بھی ہو اور یہ سمجھتا ہے کہ ایم پی ایز کرپٹ ہیں، ایم پی ایز جرائم پیشہ ہیں، ایم پی ایز قابل عزت نہیں ہیں اور ایم پی ایز قابل احترام نہیں ہیں۔ اگر الیکشن لڑنے کا یہ گناہ ہے تو میں آج سے اس الیکشن سے توبہ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میجر صاحب!ایسی بات نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے کہ یہ mindset کی بات ہے اور کچھ افسران اس پولیس کے اندر اس mindset کے ساتھ موجود ہیں جنہیں لگام ڈالنے کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ کہ مجھے آج یہ واضح کر دیا جائے کہ جب حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب فیس لے کر لائسنس جاری کرتی ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ میں اپنی ذاتی حفاظت کے لئے اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہوں۔ اگر میں کار میں رکھ کر اسے چل رہا ہوں تو اس کی نمائش کیسے ہو گئی؟ کار میری ذاتی پراپرٹی ہے اور اگر میں اس میں رکھ کر چلتا ہوں تو مجھے اتار کر کہا جاتا ہے کہ تلاشی دو اور تلاشی کے نام پر ذلیل کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات بتاؤں کہ دو تین دن پہلے سی پی او کے ساتھ discussion ہوئی اور اس نے میرے ساتھ بات کی کہ آپ نے تحریک استحقاق پیش کی؟ میں نے کہا کہ جی، بالکل کی ہے۔ آج مجھے آتے ہوئے پتا چلا کہ میرے خلاف تھانہ کھرڑیانوالہ میں ATA-7 کا پرچہ دے دیا گیا ہے۔ (شیم، شیم)

میری بہن ڈاکٹر غزالہ رضا رانا تھانہ کھرڑیانوالہ گئیں کیونکہ لوگوں نے اسے روکا۔ میں چونکہ اسمبلی اجلاس کے لئے نکل آیا تھا تو انہوں نے بھی لسٹ پڑھی ہے جس میں نام دیا گیا ہے۔ اگر تحریک استحقاق دینا جرم ہے تو میں اس سے بھی معافی مانگتا ہوں اور آئندہ میں تحریک استحقاق نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا حق ہے اور اس حق سے آپ کو کوئی محروم نہیں کر سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جس طریقے سے یہ حق دیا جارہا ہے تو یہ کوئی اچھا طریقہ ہے؟ میں اسی کے ساتھ آپ کو ایک اور کہانی سنا دیتا ہوں کہ کل کھرڑیانوالہ میں ایک بہت بڑا جلوس نکلا۔ ایس ایس پی (آپریشن) نے مجھے فون کیا کہ آپ اسے کنٹرول کریں تاکہ جلوس توڑ پھوڑ نہ کرے اور بدنظمی نہ پھیلائے۔ مجھے بلایا گیا اور میں اس جلوس کے ساتھ تین بجے سے رات گیارہ بجے تک رہا تاکہ کوئی نقصان نہ ہو۔ اگر میں وہاں پر نہ جاتا تو آج میرا گھر بھی اسی لسٹ کے اندر ہوتا جس لسٹ کے متعلق آج یہ باتیں ہو رہی ہیں۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس جلوس کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہمارا مقامی مسئلہ ہے جسے فیسکو نے پیدا کیا ہے اور میں اس چیز کو مانتے ہوئے فیسکو کو قابل گردن زنی قرار دیتا ہوں اور میرا بس چلے تو میں فیسکو کے چیف کو آج قتل کر دوں اور آج اسے گولی مار دوں کہ جس طریقے سے وہ لوگوں کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک آدمی قانون کی مدد کرتے ہوئے قانون کی پاسداری اور عزت کرتا ہے تو مجھے بتایا جائے کہ کیا آج تک میں نے کوئی کام خلاف قانون کیا ہے؟ اس کے برعکس اس کی سزا یہ ملتی ہے کہ پولیس ایک دفعہ اپنی مدد کے لئے بلاتی ہے اور جب ان کا کام پورا ہو گیا تو صبح اٹھ کر ہمارے پچاس آدمیوں کو گرفتار کر کے ان پر ATA-7 کے تحت پرچے دے دیئے جاتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ (شیم، شیم)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"غنڈہ گردی نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! ATA-7 کا پرچہ، کل ایس پی کا وہاں پر مجھے بلانا اور اس کے بعد میری بات چیت ہونا یہ سب تحریک استحقاق سے وابستہ چیزیں ہیں اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہمارا یہ حق ہے تو ہمیں صحیح طریقے سے دیا جائے کیونکہ پہلے بھی میں نے 4۔جون 2008 کو پانچ تحاریک استحقاق پیش کی تھیں لیکن ان کا آج تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور میری کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اگر اس تحریک استحقاق نے بھی وہاں جانا ہے تو آپ کی مرضی ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"شریفوں کی بدمعاشیاں نامنظور نامنظور" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: چودھری ظہیر صاحب! یہ بات اچھی نہیں ہے اور میں انہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ ایسا نہ کریں۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا نے تحریک استحقاق پیش کی ہے تو معزز ممبر ہونے کی حیثیت سے ان پر اعتبار کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ لاء منسٹر صاحب کے ہوتے ہوئے پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب نہ دیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہتر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! Rules کے مطابق پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کے ہوتے ہوئے بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! Rules 71(3) پڑھ لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اگر آپ نے ایک نئی precedent قائم کرنی ہے تو اور بات ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! Rules میں اس کی اجازت ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! Rules یہ کہتے ہیں کہ منسٹر کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! Rules کے حوالے سے چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو بات کی ہے تو اسے آپ چیمبر میں دیکھ کر جو فیصلہ کریں گے وہ ہم سب کے لئے قابل قبول ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے rules پڑھے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میجر صاحب کی تحریک استحقاق کے حوالے سے آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کرنے لگا تھا کہ آپ نے یہ بہت اچھا کیا اور لاء منسٹر صاحب نے confront کرنا تھا اور اگر شروع میں لاء منسٹر صاحب کر لیتے تو take up ہو جاتا جیسا کہ انہوں نے کہا کہ لے لینا چاہئے تھا۔ میجر صاحب نے کل کے جلوس کی بات کی تو ہم لوڈ شیڈنگ کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ عوام کی زندگی عذاب بنی ہوئی ہے(نعرہ ہائے تحسین)

اس لوڈ شیڈنگ کے ذمہ داروں کی ہم ہر طریقے سے مذمت کرتے ہیں لیکن اسے بہانہ بنا کر لوگوں کی جان و مال اور عزت سے نہ کھیلا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بہت مشکور ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کس بات کے مشکور ہیں؟ آپ کا حق ہے جو آپ کو مل گیا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر وہ مل جائے تو بڑی بات ہے اور میں اسی لئے شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں تاکہ تھانہ میں جا کر اپنی گرفتاری دے سکوں اور پولیس کو اس کے لئے تکلیف نہ کرنی پڑے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ ایسے نہیں جائیں گے بلکہ مجھے مل کر جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! نہیں، میں ابھی جا رہا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری خاطر وہ اور لوگوں کو گرفتار کریں۔ میں خود چاہوں گا کہ جا کر انہیں کہوں کہ میں حاضر ہوں اور میرے آدمیوں کو چھوڑ دیا پھر میں کھرڑیانوالہ سے جلوس لے کر فیصل آباد پہنچوں گا۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ ایسا نہ کریں کیونکہ ہم خود اس کا notice لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب! باہر جانے سے پہلے میری بات سن لیں۔ میجر صاحب نے بات کی ہے کہ جلوس کے ساتھ تین بجے سے لے کر گیارہ بجے رات تک رہے اور انہوں نے اس بات کو manage کیا کہ جلوس کسی کے گھر یا پراپرٹی کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہی ہم کہہ رہے ہیں اور یہی پنجاب حکومت اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات سننے دیں۔ یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ چودھری صاحب کی ذمہ داری ہے کہ جب وہ خود بات کرتے ہیں تو پھر کم از کم اس کا جواب بھی لیا کریں۔(شور وغل)

جناب سپیکر!اس مسئلے کا حل گولی چلانا نہیں ،اس مسئلے کا حل لوگوں کو ڈنڈے مار کر ان کے سر پھاڑنا نہیں،اس مسئلے کا حل وہی ہے جو میجر عبدالرحمٰن صاحب نے بات کی ہے۔آگے جو بات میرے معزز ممبران سردار سلیم صاحب،کرنل صاحب اور چودھری ظہیر الدین صاحب نے کی ہے اس کے متعلق پورے پنجاب میں سات واقعات ہوئے ہیں لیکن latest واقعہ کل شام ریاض فتیانہ صاحب کا ہوا ہے۔اس واقعہ کی فوٹیج مختلف چینلز پر بھی available ہے اور ہمارے پاس بھی موجود ہے اگر میرے یہ تینوں بھائی کہیں تو میں یہ فوٹیج ان کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنے کو تیار ہوں۔پولیس نے پوری جدوجہد کر کے ریاض فتیانہ صاحب کی جان بچائی۔وہاں پر دو گاڑیاں پولیس کی جلائی گئیں،ایس پی کے گن مین کو فائر لگا اور وہ زخمی ہوا۔اس کے علاوہ تقریباً کوئی چھ پولیس والے اور زخمی ہوئے لیکن انہوں نے ریاض فتیانہ صاحب کے گھر کو بچایا اور انہیں گھر سے نکال کر محفوظ جگہ پر لے گئے۔

جناب سپیکر!اس بات کا قطعی طور یہ تاثر غلط ہے کہ انتظامیہ کو کوئی اس قسم کی instructions دی گئی ہیں کہ وہ کسی کے گھر کی ،خواہ معزز ممبر ہو،ایم این اے یا ایم پی اے ہو یا کوئی عام شہری کیوں نہ ہو اس کی پراپرٹی کی وہ حفاظت نہ کریں۔ثبوت کے طور پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کل شام کا واقعہ ہے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please order.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!چودھری ظہیر الدین صاحب یہ فوٹیج میرے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیں۔میں اس معزز ایوان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہر شہری کے جان ومال اور عزت کی حفاظت کریں لیکن یہ جو 22 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہے اس نے لوگوں کو پاگل کر دیا ہے۔میں چودھری ظہیر الدین صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ جو انہوں نے کہا کہ ہم بھی اس کی مذمت کرتے ہیں تو اس کی بھی مذمت کریں اور اس کا بھی کوئی علاج کریں۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے "لاء منسٹر استعفیٰ دو" کی نعرہ بازی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!کتنے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ کوئی تحریر لکھ کر لائیں،میں اس کا notice لیتا ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔جی،رانا منور غوث صاحب!آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ویکھو ویکھو کتھے گیا، ہائے گیلانی کتھے گیا" کی نعرہ بازی)
Order please order.

نیشنل پروگرام سرگودھا کے ضلعی کوآرڈینیٹر کا ٹیلیفون پر معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں کچھ عوامی مسائل کے سلسلے میں ڈاکٹر فواد الحسن ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام سرگودھا کے دفتر میں گیا لیکن آفیسر مذکورہ دفتر میں موجود ہونے کے باوجود مجھ سے نہ ملے۔ اس طرح میں مختلف اوقات میں چار سے پانچ بار ان کے دفتر گیا لیکن ہر بار یہی ہوا کہ آفیسر مذکورہ دفتر میں موجود ہوتے تھے لیکن انہوں نے مجھ سے ملنا گوارا نہ کیا، میں نے بارہا ان کو پیغام بھیجا کہ میں عوامی مسائل کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں لیکن سب بے سود رہا۔ پھر میں نے کل اپنے موبائل نمبر سے انہیں کافی بار فون کیا لیکن انہوں نے میرا فون attend نہیں کیا البتہ جب میں نے اسمبلی سے ایک سرکاری ٹیلی فون نمبر سے فون کیا تو اس نے attend کر لیا جب میں نے بتایا کہ میں رانا منور غوث بول رہا ہوں تو وہ انتہائی بدتمیزی پر اتر آیا اور فون بند کر دیا۔ ایک آفیسر جسے حکومت نے عوامی مسائل کے حل کے لئے ضلع میں تعینات کیا ہوا ہے وہ عوام کے ٹیکسوں سے تنخواہ لیتا ہے لیکن اس کا رویّہ دیکھیں کہ میں بطور منتخب نمائندہ بار بار اس کے پاس گیا ہوں لیکن اس نے مجھ سے ملاقات نہیں کی میں نے بار بار اسے فون کیا لیکن اس نے میرا فون سننا بھی گوارہ نہیں کیا اور جب دوسرے فون سے کال کی تو اس نے مجھ سے انتہائی بدتمیزی کی۔ کام کرنا نہ کرنا تو الگ بات ہے لیکن کم از کم اسے ایک منتخب نمائندے سے ملنا چاہئے تھا۔ اسے میری بات سننی چاہئے تھی اور میرا ٹیلی فون بھی attend کرنا چاہئے تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے ایسا کر کے نہ صرف اپنے فرائض سے کوتاہی کی ہے بلکہ اس کے اس رویّہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ آج ابھی پڑھی گئی ہے تو میری humble submission ہے کہ اس کو اگلے ہفتہ تک pending کیا جائے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!میں نے تحریک استحقاق 13۔جون کو جمع کروائی ہے اور آج تک ان کو جواب موصول نہیں ہوا۔آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر:حضرت!آپ نے آج پڑھی ہے۔اس کا جواب وہ لے کر آئیں گے۔یہ تحریک استحقاق نمبر 2012/20 اگلے ہفتہ تک pending کی جاتی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر!یہ جب بھی پڑھی جائے لیکن آپ کا اختیار ہے کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،دیکھیں!None can be condemned unheard اب اس کا جواب آنے دیں اور اس کے بعد دیکھتے ہیں۔تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے
"شریفوں کی بدمعاشیاں نامنظور نامنظور" کی نعرہ بازی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟.Order please order شیخ علاؤالدین صاحب!آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 2051 کا جواب آ رہا ہے۔تحریک التوائے کار نمبر 2051 کا جواب دیں۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ(ق) کی طرف سے "خادم اعلیٰ ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

ضلع جھنگ کے مال خانہ سے غائب ہونے والی 130 قیمتی اور تاریخی توپیں برآمد کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!تحریک التوائے کار نمبر 2051 کا جواب ہے کہ اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ جونہی یہ خبر روزنامہ "The News" میں 02-12-2011 کو چھپی تو محکمہ داخلہ پنجاب نے۔۔۔

(معزز خواتین ممبران مسلم لیگ (ق) کی طرف سے "خادم اعلیٰ ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please order.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جونہی یہ خبر روز نامہ "The News" میں 02-12-2011 کو چھپی تو محکمہ داخلہ پنجاب نے فوراً action لیتے ہوئے بذریعہ مراسلہ نمبر SO(J-I)5-1/2007(P) Dated 21ST December,2011 آئی جی پنجاب اور ڈی سی او جھنگ سے رپورٹ طلب کی کہ کیوں یہ ہتھیار صوبائی مال خانہ میں جمع نہیں کروائے گئے۔ ڈی سی او جھنگ نے انکوائری رپورٹ بذریعہ مراسلہ نمبر (705/HC/(HRM) مورخہ 09-02-12 میں یہ وضاحت کی کہ الزامات ثابت نہیں ہو سکے اور تمام ہتھیار مال خانہ میں موجود پائے گئے لہذا کیس داخل دفتر کر دیا ہے۔ دریں اثنا انجمن ہلال احمر جھنگ کی طرف سے ایک درخواست موصول ہوئی جس کے مطابق ڈی سی او آفس نے انکوائری میں جانبداری برتی اور متعلقہ اہلکاروں کو بے گناہ قرار دے دیا۔ چنانچہ محکمہ نے یہ تمام کاغذات کمشنر فیصل آباد کو بذریعہ مراسلہ نمبر SO(J-I)6-1/2007 مورخہ 20۔مارچ2012، انکوائری رپورٹ کے لئے بھیج دیئے۔

کمشنر فیصل آباد نے بذریعہ مراسلہ نمبر 3897/2012/SG(6)3 مورخہ 09-05-12، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر جھنگ اور اسسٹنٹ کمشنر پر مشتمل انکوائری ٹیم کی رپورٹ بھجوائی جس کے مطابق تمام اسلحہ مال خانہ میں موجود پایا گیا۔ کمشنر فیصل آباد کا مراسلہ اور enclosures لف ہذا ہیں۔

جناب سپیکر: حضرت! اس پر بات ہو گی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جس ماحول میں جواب دیا گیا ہے آپ کو کچھ سمجھ آئی ہے کہ کیا جواب دیا گیا ہے اور یہاں پر کوئی ایسا ماحول ہے؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: مجھے مجبور نہ کریں، آپ کی مہربانی ہے، آپ احتیاط کیجئے۔ (شور وغل)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آشیانہ بنانے کے لئے ملک ریاض نے کروڑوں روپے دیئے، ہمیں پتا چلا ہے کہ یہ کھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا پتا چلا ہے؟ مجھے نہیں سنائی دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سن رہے ہیں کہ یہ کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ اگر میں اس کا جواب دوں گا۔۔۔ (شور وغل)

MR. SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر ان کو میں جواب دوں گا۔۔۔(شور وغل)

[**********]

[**********]

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے[***]کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! آج میں آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک Privilege Motion اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اور وہ دو سال سے آپ کے پاس پڑی ہے۔ میں جناب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آج اس ایوان کا جو بیڑا غرق ہوا ہے وہ اس وجہ سے ہوا ہے[*****]ان لوگوں کی وجہ سے اس ایوان کا بیڑا غرق ہوا ہے۔ان لوگوں کی وجہ سے آج ہمارے ایوان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ سیمل کامران نے اپنا جوتا اتار کر حکومتی بنچوں کی طرف پھینکا)

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔(شور وغل)

شیخ علاؤالدین: آج یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ آپ ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے جو کچھ کر رہے ہیں۔ محترم چودھری صاحب! دیکھیں، یہ بات برداشت سے باہر ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جو کچھ یہ ہو رہا ہے، اگر آپ اُس وقت یہ ایکشن لیتے تو یہ نہ ہوتا جو آج ہو رہا ہے۔[**********](شور وغل)

MR SPEAKER: Order please.

شیخ علاؤالدین: یہ[***]اس ایوان کا بیڑا غرق کرنے میں ان کا کردار ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: اپنی حدود کو کوئی cross نہ کرے، مہربانی فرمائیں اور تشریف رکھیں۔(شور وغل)

میرے خیال میں اب ہم اس تحریک التوائے کار کو 85 rule کے تحت deal کریں گے اور باقی تحاریک کو pending کرتے ہیں۔(شور وغل)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں، اگر یہ ایوان اس طرح چلانا ہے۔[*****]

جناب سپیکر: آپ نے چلنے نہیں دینا۔

شیخ علاؤالدین: میری بات سنیں، آج آپ اُس Privilege Motion کو نکالیں جو آپ نے دو سال پہلے سے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان کو یہ جرأت ہوئی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میں آپ کا پابند نہیں ہوں۔

شیخ علاؤالدین: یہ چیف منسٹر کی عزت کرتی ہیں اور نہ لاء منسٹر کی عزت کرتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: مسٹر! آپ ہوش سے بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ کسی کی عزت نہیں کرتیں۔[*****]

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں، اپنی جگہ پر تشریف رکھیں۔۔۔(شوروغل)

اب ہم مطالبات زر لیتے ہیں۔۔۔(شوروغل)

(اس مرحلہ پر دونوں جانب سے معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اقتدار کی طرف سے ایک لیڈیز
جوتا معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف پھینکا گیا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف اور محترمہ سیمل کامران سپیکر ڈائس
کے سامنے آکر احتجاج کرنے لگیں اور محترمہ سیمل کامران شدت احتجاج سے آبدیدہ ہو گئیں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھئے گا۔(شوروغل)

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 2012-13 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 2012-13 کے مطالبات زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ کل کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبر PC-21013 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر تقاریر ہو گئی تھیں اور وزیر قانون نے ابھی کٹوتی کی تحریک میں اٹھائے گئے نکات کا جواب دینا تھا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اس کے بعد رائے شماری ہو گی۔ میں نےguillotineکے سلسلے میں بارہ بجے کی بجائے ایک بجے کا وقت کر دیا تھا۔ اب چونکہ ایک بج چکا ہے guillotine apply کی جا رہی ہے ۔ باقی مطالبات زر پر guillotine applyکر دی گئی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! پہلے اپنی عورتوں کو تو سمجھائیں۔ آلو گوشت اور بریانی کھانے والی عورتوں کو انہوں نے یہاں پر رکھا ہوا ہے۔ ان کی ایک جوتی بھی میرے پاس ہے جواب ان کو نہیں ملے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر نے تمام ایوان میں وہ جوتی دکھائی
جو معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف پھینکی گئی)

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں ان کو بتاؤں گی کہ جوتا کیسے مارا جاتا ہے۔(قطع کلامیاں)

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ .Have your seatsاب باقاعدہ طور پر کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ پہلا مطالبہ زر نمبر PC-21001 ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 54لاکھ 57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ایفون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہاں پر وعدہ کیا گیا تھا کہ جو نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس پر معذرت کی جائے گی اور ان الفاظ کو واپس لیا جائے گا۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اگر معذرت نہ کی گئی تو ہم یہاں ایوان میں دھرنا دیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا!اگر اس ایوان کو چلانا ہے، ہمارے ساتھ چلانا ہے تو وہ شخص جس نے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں اسے کہنا چاہئے کہ .I am sorry on it

جناب سپیکر: مجھے بتائیں تو سہی کہ کس نے استعمال کئے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: ورنہ ہم یہاں پر دھرنا دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا بات کر رہی ہیں؟تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا!کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے، نازیبا نعرے ادھر سے لگائے گئے اور خاص طور پر جب شیخ صاحب تقریر فرما رہے تھے تو وہاں سے ایک خاتون نے ان کی طرف جوتا پھینکا، چودھری صاحب کو خود معافی مانگنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

ان تین عورتوں نے اس پورے ایوان کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور صرف چودھری صاحب کی وجہ سے ہے ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، شریف آدمی کو ان کا جوتا منہ پر لگا،اب اس کا کیا کیا جائے،یہ کس نے مارا ہے، میں اس کو suspend کروں گا، جس نے جوتا چلایا ہے میں اس کو suspend کروں گا،وہ suspended ہے۔سیکرٹری صاحب!اس کا نام لکھیں اور اس کو suspend کیا جائے۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا!یہ بات چیمبر میں بیٹھ کر کرنی تھی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا!اگر کسی نے کوئی چیز پھینکی ہے تو آپ اس کے خلاف کارروائی کریں۔ جس نے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اس پر معافی مانگے۔اس سے کہیں کہ وہ ایوان میں معذرت کرے،صرف اتنا کہے کہ .I am sorry on it

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ اپنا mike on کریں، مجھے آپ کی بات کا پتا نہیں چل رہا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جنہوں نے کوئی چیز پھینکی ہے ان کے خلاف کارروائی کریں ہم اس میں آڑے نہیں آئیں گے۔یہ جو اپنے ڈھلوں صاحب کہتے ہیں کہ سر گودھا والے لوگ پہلے کچھ اور بتاتے ہیں، ہم پھر بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!آپ اپنے چیمبر میں اس پورے episodeکا جائزہ لے لیں جس، جس کو بھی آپ ذمہ دار سمجھیں گے چاہے ان کا تعلق ادھر سے ہو یا ادھر سے،ان کے خلاف آپ rulesکے مطابق جو بھی کارروائی کریں گے میں اس کوownکروں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ اور یہ تینوں صاحبان مل بیٹھ کر اس معاملے کو دیکھیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد عثمان بھٹی:پوائنٹ آف آرڈر۔

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب95کروڑ98لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر:جب question putہو جائے تو اس وقت point of order raiseنہیں ہو سکتا۔ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ74لاکھ46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز ممبران ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو20کروڑ9لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب82کروڑ28لاکھ 64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5کروڑ12لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10 کروڑ49 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو37 کروڑ57 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب22 کروڑ96 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 22۔ارب65 کروڑ 2 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب37 کروڑ 59 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5۔ارب28 کروڑ 6 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اذان ظہر)

مطالبہ زر نمبر PC-21013

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 61۔ارب50 کروڑ 88 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6کروڑ 57 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21015

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو29۔ارب42 کروڑ 56 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21016

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو36۔ارب80کروڑ70لاکھ41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب61کروڑ91لاکھ81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21018

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب56کروڑ28لاکھ19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 39 کروڑ 68لاکھ 69ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب90 کروڑ5لاکھ 98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو14 کروڑ27لاکھ 2ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ارب20 کروڑ 70لاکھ 76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب92 کروڑ 44لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب15 کروڑ 91لاکھ 86ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب33 کروڑ 13لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو32 کروڑ 29لاکھ 12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو28 کروڑ 74لاکھ 87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13–2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو55۔ارب73کروڑ62لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو14کروڑ 65لاکھ 57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو34۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2کھرب 17۔ارب26کروڑ72لاکھ49ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ11لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے:

"ایک رقم جو ایک کھرب 16۔ارب17کروڑ97لاکھ94ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے:

"ایک رقم جو2کروڑ 68لاکھ 35ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین"برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب50کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری"برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک کھرب 65۔ارب67 کروڑ8لاکھ38ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو19۔ارب83 کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعمیرات آبپاشی"برداشت کرناپڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ90لاکھ 38ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2013کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق"برداشت کرناپڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک ارب50 کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو32۔ارب4 کروڑ50لاکھ 49ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال 13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپُل" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو30۔ارب91 کروڑ51لاکھ 24ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سرکاری عمارات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 10۔ارب94 کروڑ73لاکھ 68ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2013 کو ختم ہونے والے مالی سال13-2012 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی جانب سے بروز جمعرات مورخہ 21۔جون 2012 کو اسمبلی کی نشست کے اختتام پر تمام ممبران اسمبلی کے اعزاز میں کیفے ٹیریا میں ظہرانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔آپ تمام معزز ممبران کو ظہرانے میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 21۔جون2012 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

942

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔ جون 2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2012، جیسا کہ ایوان میں پیش کیا گیا ، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012، جیسا کہ ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

3۔ منظور شدہ اخراجات برائے سال 13-2012 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 13-2012 کا گوشوارہ ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹیاں پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹیاں پنجاب 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی یونیورسٹیاں پنجاب2012منظور کیا جائے۔

5۔ **مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسزلاہور2012(مسودہ قانون نمبر 16بابت2012)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور 2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی، فی الفور زیر غورلایاجائے۔

943

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسزلاہور2012 منظور کیاجائے۔

6۔ **مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2012(مسودہ قانون نمبر 17 بابت 2012)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی 2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی، فی الفور زیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی2012 منظور کیاجائے۔

7۔ **مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب2012(مسودہ قانون نمبر19 بابت2012)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی، فی الفور زیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب2012 منظور کیاجائے۔

8۔ **مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب2012(مسودہ قانون نمبر1 بابت2012)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب 2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی، فی الفور زیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

9۔ مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی 2012 (مسودہ قانون نمبر 10 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی 2012 منظور کیا جائے۔

944

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعرات،21۔جون2012

(یوم الخمیس،30۔رجب المرجب1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بجے زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٦﴾

سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیات33تا36

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے

والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک وہ سنتا جانتا ہے(36)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جا لواں
سُتا ہویا نصیب تے میں اپنا جگا لواں
محبوب دا گنبد خضریٰ تے ویکھ لواں
سرکار دی گلی دے نظارے تے پا لواں
کہندے نیں ہر غریب دی سُن دے نے زاریاں
میں وی تے اپنے غم دی کہانی سنا لواں
جی بھر کے رو لواں در اقدس دے سامنے
اکھیاں نوں گفتگو دا قرینہ سکھا لواں
آوے جے فیر موت تے آوے ہزار وار
اعظم جے زندگی دی اے حسرت مٹا لواں

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ تحریک استحقاق نمبر21، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔انہوں نےrequest کی ہے کہ اسے 23تاریخ تک کے لئےpending کیا جائے تواس کوpending کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مہربانی کر کے آپ سب بیٹھیں، تشریف رکھیں، قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔Let him speak first جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر! کل یہاں اسمبلی میں ایک انتہائی ناخوشگوار واقعہ ہوااور اس واقعہ میں ایک لوٹا جس نے اپنی سیاسی جماعت چھوڑی ہے، سیاسی جماعت ماں ہوتی ہے اور اُس نے ماں کے ساتھ بے وفائی اور [*****] اس نے اس ایوان کی معزز خواتین کو۔۔۔

جناب سپیکر: ناپسندیدہ الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: منڈیا بہہ جا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔No cross talk please. جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہوں نے اس معزز ایوان کی تمام خواتین کو کہا ہے۔[**********]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران محترمہ آمنہ الفت
اور ڈاکٹر سامیہ امجد نے لعنت لعنت، بے غیرت بے غیرت کی آوازیں لگائیں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ مجھے سننے دیں۔ راجہ صاحب جو کہہ رہے ہیں مجھے سننے دیں، آپ پھر جواب دے لینا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہوں نے اس معزز ایوان کی خواتین کے لئے جو الفاظ کہے ہیں وہ انتہائی نازیبا ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ (ن) لیگ والی خواتین ممبران پر کون سا pressure ہے؟ خواتین کے بارے میں یہ الفاظ کہے گئے اور یہ ابھی بھی خاموش بیٹھی ہیں اور اسے support کر رہی ہیں۔ چاہے مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی یا (ق) لیگ ہو اس نے یہ الفاظ کسی ایک کے بارے میں نام لے کر نہیں کہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ہم نے اس کا notice لے لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب! اب میری عرض تو سُن لیں۔ یہ جو واقعہ ہوا ہے آپ نے اس پر notice لیا۔ آپ نے اس لوٹے اور مسلم لیگ (ق) کی ایک ایم پی اے کے خلاف تو notice لیا لیکن آپ نے ہمیشہ کی طرح مسلم لیگ (ن) کی ممبر انجم صفدر کے خلاف کوئی action نہیں لیا حالانکہ اس نے سب سے پہلے جوتا مارا اور وہ آپ کو نظر نہیں آئی اس لئے کہ آپ کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: جھوٹ، یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ قائد حزب اختلاف کی اس غلط بیانی پر کوئی توجہ نہ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں اور مجھے ان کی بات سننے دیں۔ میں ان کی بات کا جواب دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ ذاتی طور پر آپ کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے اس لئے ان کی ایک ممبر کی طرف سے جو تا مارا گیا وہ آپ کو نظر آیا ہے اور نہ ہی اس کے clips آپ کو نظر آئے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر آپ نے اس ایوان کو چلانا ہے تو میری عرض سُن لیں۔ مسلم لیگ (ق) سے ایک ممبر کو ایوان میں آنے سے روکا گیا ہے۔ دوسرا اس لوٹے کو روکا گیا ہے اور مسلم لیگ (ن) کی

ممبر انجم صفدر نے ایک جوتا پھینکا ہے اس لئے اس کے خلاف بھی ایکشن لیتے ہوئے نوٹیفکیشن جاری کریں تو ہمیں آپ کا فیصلہ قبول ہو گا لیکن اگر آپ کو (ن) لیگ نظر نہیں آنی تو ہم سمجھتے ہیں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ جانبداری اور (ن) لیگ کے دباؤ میں آ کر کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کہہ سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جس نے سب سے پہلے جوتا مارا اس کے خلاف آپ نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اچھا، آپ بول لیں پھر میں بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ جہاں تک دیکھنے کا تعلق ہے تو یقین جانیں کہ آپ جو بات کہہ رہے ہیں وہ میں نہیں دیکھ پایا، میں آپ کو یہ بات صحیح کہہ رہا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے ساری کارروائی نکلوا کر اُس کو خود پڑھا ہے اور وہ کارروائی میں آپ کو بھی دکھاؤں گا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے اپنے چیمبر میں جاؤں گا اور وہاں آپ کو یہ کارروائی دکھاؤں گا۔ اگر آپ clips کے مطابق یہ ثابت کر دیں کہ اس نے ایسا کیا ہے تو پھر یقیناً میں اس پر عمل کروں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ clips تو سارے channels پر دکھائے گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: اس نے جوتا مارا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس طرح کر لیں کہ آپ ایوان کو آدھ گھنٹہ کے لئے adjourn کر دیں اور جو television channels پر چلا ہے وہ ہم آپ کو دکھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ وہ لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ایک منٹ میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ثبوت لے کر آ جائیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ House adjourn کریں۔

جناب سپیکر: نہیں ایوان چلتا رہے گا۔ میں اور آپ ادھر چیمبر میں بیٹھ کر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نہیں، اس طرح نہیں چلے گا، اگر آپ bulldoze کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہم ایوان نہیں چلنے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے، یہ آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انجم صفدر نے جوتا مارا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف سپیکر ڈائس کے سامنے آ گئے
اور انہوں نے "لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے)

جناب سپیکر: آپ اپنی side پر آئیں۔ آپ اپنی side پر آئیں۔ آپ سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ لاٹھی گولی کسی نے چلائی ہے اور نہ کوئی لاٹھی گولی چلا سکتا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ آپ ایوان کی کارروائی چلنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار بھی سپیکر ڈائس کے سامنے آ گئے
اور انہوں نے "ڈاکو ڈاکو" کے نعرے لگانا شروع کر دیئے)

Order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شریفوں کی بدمعاشی نہیں چلے گی،
نہیں چلے گی اور شریفوں کی بدمعاشیاں منظور نہیں ہیں" کی نعرہ بازی)

راجہ صاحب! میں نے جو بات آپ سے کی ہے اس پر عمل کریں۔ آپ جو کہہ رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کی مرضی ہے، آپ کہتے رہیں اور آپ کے کہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"زرداری کا جو یار ہے وہ غدار ہے غدار ہے" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "نہیں چلے گی،
نہیں چلے گی شریفوں کی بدمعاشی نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

میں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ آپ clips لے کر آئیں میں دیکھتا ہوں اگر اس میں واقعی ایسا ہو گا تو میں ایکشن لوں گا ورنہ نہیں۔ آپ جو مرضی کریں مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ان کو ایوان سے نکالا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ذمہ داروں کوsuspendکریں"کی نعرہ بازی)
(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے دھرنا دے کر
"ذمہ داروں کوsuspendکرو"کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر:وہsuspendہیں،وہsuspendہیں۔کیا کر رہے ہیں آپ؟وہ دونوں ہیsuspend ہیں۔

(معزز خواتین ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے دھرنا دے کر
"دھرنا ہوگا،دھرنا ہوگا"کی نعرہ بازی)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Finance Bill 2012. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr. Speaker, I move:

> "That the Punjab Finance Bill 2012, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Finance Bill 2012, as introduced, be taken into consideration at once."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the Punjab Finance Bill 2012, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزبِ اختلاف محترمہ ثمینہ خاور حیات تیزی سے کرسی صدارت کی طرف بڑھنے لگیں اور معزز ممبران حزبِ اقتدار اُنہیں روکنے کی کوشش کرنے لگے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف جناب سپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے دھکم پیل، گتھم گتھا اور شدید نعرہ بازی کرنے لگے)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ ایسا نہ کریں۔ رانا ارشد صاحب! آپ ایسا نہ کریں۔ آپ کیا کرتے ہیں، محترمہ! ایسا نہ کریں۔ آپ کس کے پاس جا رہی ہیں؟ سارے معزز ممبران اپنی اپنی سائیڈ پر جائیں۔ آپ پیچھے ہٹیں اور اپنی اپنی سیٹوں پر جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف کا جناب سپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دھکم پیل اور شدید نعرہ بازی کرنا)

Order please. Order please. اب اجلاس پندرہ منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 1:15 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Order please, order.

Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح پوری دنیا میں اس چیز کا ہر شخص کو علم ہے کہ آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ ہے اور ہماری ایک پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی سیکرٹری نشر واشاعت فوزیہ وہاب صاحبہ کا انتقال ہوا تھا جس کی وجہ سے ہم محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی سالگرہ انتہائی سادگی سے منا رہے ہیں اور ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج ہم پنجاب اسمبلی کے اس ایوان میں یہاں پر موجود ہیں تو وہ صرف اور صرف محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کے خون کی وجہ سے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے سیاسی مخالفین بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اگر اس وقت ملک میں جمہوریت ہے، اگر اس وقت ملک میں جمہوری ادارے قائم ہیں، اگر اس وقت اس ملک میں

جمہوریت بڑھ رہی ہے یعنی آگے چل رہی ہے اور آمریت والے لوگ آج شرمندہ ہیں تو صرف اور صرف محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی جو اس قوم کے لئے قربانیاں ہیں اور جس جرأت اور دلیری کے ساتھ انہیں کہا گیا ہے کہ آپ کی جان کو خطرہ ہے آپ پاکستان نہ آئیں لیکن جب ایمرجنسی لگی تو ہنگامی طور پر وہ پاکستان آئیں اور انہوں نے کہا کہ میں اس مشکل گھڑی میں پاکستان کے غریب عوام کا ساتھ نہیں چھوڑوں گی چاہے مجھے جان کی قربانی دینی پڑے اور انہیں پتا تھا کہ میری جان کے پیچھے بڑے لوگ ہیں جو مجھے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران کی جانب سے
"کل بھی بی بی زندہ تھی، آج بھی بی بی زندہ ہے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ قائد حزب اختلاف کو سُنیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی جو قربانیاں ہیں اس ملک کے لئے اور اس ملک کے جمہوری اداروں کے لئے ہیں، اس ملک کے جمہوری ادارے جو آج چل رہے ہیں وہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی وجہ سے چل رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران کو پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق) اور مسلم لیگ (ن) کے جتنے بھی معزز ممبران ہیں، ابھی ہم نے باہر خون لینے کے لئے کیمپ لگایا ہے ان مریضوں کے لئے جو دہشت گردی کے خلاف لڑ رہے ہیں، ان مریضوں کے لئے جن کو خون کی ضرورت ہے ان کے لئے آج خون بھیج رہی ہیں تو محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ہم کیمپ میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے نام پر خون دینے جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران کی جانب سے
"زندہ ہے، بی بی زندہ ہے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہاں پر جو واقعہ ہوا، نہیں ہونا چاہئے تھا۔ میں نے سیشن شروع ہونے سے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے اس سیشن کو adjourn کیا اور اس میں جو بھی لوگ ملوث تھے، مساوی طور پر تمام کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

CLAUSE 7

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading Start. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman)**:** Mr. Speaker! I move

"That the Punjab Finance Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے کل اسی floor پر ایک واقعہ کا ذکر کیا تھا اس کے لئے میں ایوان کے تمام ممبران جنہوں نے یکجہتی کا اظہار کیا، تمام پارٹیوں، خصوصی طور پر آپ کا اور رانا ثناء اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے timely intervention سے اور اس چیز کا بروقت نوٹس لینے پر وہ مسئلہ مکمل طور پر حل ہو گیا میں اس کے لئے پورے ایوان کے ممبران، Chair اور لاء منسٹر کا بہت مشکور ہوں۔

مسودہ قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب مصدرہ2012

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی۔ شکریہ

First reading starts. Now, we take up the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012, Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr. Speaker! I move;

"That the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012, as introduced, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 45

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 45 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 46

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 46 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 47

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 47 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 48

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 48 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 49

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 49 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 49 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 50

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 50 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 50 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 51

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 51 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 51 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 52

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 52 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 52 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 53

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 53 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 53 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 54

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 54 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 54 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 55

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 55 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 55 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 56

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 56 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 56 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 57

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 57 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 57 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 58

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 58 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 58 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 59

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 59 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 59 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 60

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 60 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 60 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 61

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 61 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 61 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 62

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 62 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 62 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 63

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 63 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 63 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 64

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 64 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 64 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 65

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 65 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 65 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 66

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 66 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 66 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 67

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 67 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 67 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 68

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 68 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 68 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 69

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 69 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 69 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 70

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 70 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 70 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 71

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 71 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 71 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 72

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 72 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 72 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 73

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 73 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 73 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 74

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 74 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 74 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 75

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 75 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 75 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 76

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 76 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 76 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 77

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 77 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 77 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 78

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 78 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 78 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 79

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 79 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 79 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 80

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 80 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 80 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 81

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 81 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 81 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 82

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 82 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 82 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 83

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 83 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 83 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 84

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 84 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 84 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 85

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 85 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 85 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 86

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 86 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 86 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 87

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 87 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 87 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FIRST SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, First Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That First Schedule of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SECOND SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Second Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Second Schedule of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move**:**

"That the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Sales Tax on Services Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ

(جو پیش ہوا)

منظور شدہ اخراجات برائے سال 13-2012 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Finance to lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2012-13.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Sir, I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2012-13.

MR DEPUTY SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2012-13 has been laid.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹیاں پنجاب مصدرہ 2012

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill, 2012. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts, Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move**:**

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2012

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan)**:**Mr. Speaker! I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment Bill) 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ2012

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Mr. Speaker! I move:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once".

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون ریونیو اتھارٹی پنجاب مصدرہ2012

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Revenue Authority Bill 2012, Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Revenue Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it the motion moved and the question is:

"That the Punjab Revenue Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Revenue Authority (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب مصدرہ2012

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Curriculum Authority Bill 2012. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move;

> "That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move**:**

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی مصدرہ 2012

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Disposal of Land by Development Authority (Regulation) (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr Speaker! I move:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation)(Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation)(Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation)(Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I move:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ کل اعلان کیا گیا تھا اور ایک بار پھر آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کی طرف سے آج اسمبلی کی نشست کے اختتام پر تمام ممبران اسمبلی کے اعزاز میں اسمبلی کیفے ٹیریا میں ظہرانہ کا انتظام کیا گیا ہے۔آپ تمام معزز ممبران اسمبلی کو اُس میں شرکت کی دعوت

دی جاتی ہے۔ وزیر خزانہ نے پریس گیلری کے لئے بھی یہ دعوت extend کی ہے تو پریس گیلری کے سارے دوست بھی ساتھ ہی وہاں پر ظہرانے میں شرکت کریں گے۔

تعزیت

ملک افتخار احمد ایم پی اے اور ملک ابرار ایم این اے کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک افتخار احمد، ایم پی اے اور ملک ابرار، ایم این اے کی والدہ فوت ہو گئی ہیں اُن کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 22۔جون2012 صبح9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کل سپلیمنٹری بجٹ پر بحث ہو گی جو معزز ممبران اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام اپنے پارلیمانی لیڈر کے ذریعے سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ شکریہ

1003

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"ضمنی بجٹ برائے سال12-2011پر عام

بحث"

1005

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 22۔جون2012

(یوم الجمع، یکم شعبان المعظم1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 28 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ
الْمَصِيْرُ ۝۵۷

سورۃ النُّور آیات 55تا57

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں(55) اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبرؐ خدا کے فرمان پر چلتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے(56) اور ایسا خیال نہ کرنا کہ کافر لوگ غالب آجائیں گے (وہ جاہی کہاں سکتے ہیں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے(57) **وماعلینا الالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اللہ کی رحمت کا وہ حقدار نہیں ہے
سلطان مدینہ سے جسے پیار نہیں ہے
انمول وہ ہوجاتا ہے بازار نبیؐ میں
جس دِل کا زمانے میں خریدار نہیں ہے
رکھی ہے خدا نے جو پسینے میں نبیؐ کے
دنیا کی کسی شے میں وہ مہکار نہیں ہے
لائے گا جو سرکارؐ کی سنت کو عمل میں
اس کے لئے رستہ کوئی دشوار نہیں ہے
سرور کی نظر آپؐ کی رحمت پہ لگی ہے
دامن میں عمل کوئی بھی سرکار نہیں ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں اور یہ تحریک استحقاق نمبر 16 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

ایوان میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر معزز ممبران اسمبلی کا اظہار خیال

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کا خصوصاً مشکور ہوں کہ آپ ہمارے ممبران کو اور دوسرے ممبران کو بھی بات کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ دو دن سے یہاں پر ایک کشیدگی اور ناخوشگوار صورتحال چل رہی ہے۔ مجھے آپ کے منصب اور حکومتی دباؤ کا بہت زیادہ خیال ہے۔ میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ایوان کا ماحول بہتر کرنے میں بہتری ہوگی۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order. Let me listen.

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، مجھے علم ہے کہ آپ اپنی منصفانہ طبیعت کے مطابق انصاف فرماتے ہیں لیکن کچھ معاملات انصاف طلب رہ جاتے ہیں جن کے لئے سائل کو آنا پڑتا ہے اور جب تک آپ سائل کی نہ سنیں گے تو شاید آپ کی اس طرف توجہ بھی نہ آئے۔ یہاں ایوان میں جو کہ لاء منسٹر صاحب حکومتی معاملات کے انچارج ہوتے ہیں آپ ان کو سمجھا بھی سکتے ہیں، آپ اکثر ان کو اپنی تجاویز بھی دیتے ہیں اور منوا بھی لیتے ہیں۔ جیسا کہ یہ بات عام ہے کہ یہ جو ساری دنیا کے اندر democratic Houses ہیں۔ These Houses are gold by precedents and traditions. اور میں یہاں پر آپ ہی کی precedent کی بات کروں گا جس کے برعکس کل باتیں ہوئی ہیں۔ جب پچھلے دنوں اس وقت تشریف فرما ہمارے معزز وزیر چودھری عبدالغفور صاحب اور ہماری معزز ممبر بشریٰ نواز گردیزی کے درمیان ایک معاملہ ہوا اور ہم نے اس معاملے کو آپ پر چھوڑا اور اس کو اس طرح کی صورتحال میں تبدیل ہونے سے پہلے جو کہ کل اور پرسوں ہوا ہم نے کہا کہ آپ کی منصفانہ طبیعت کا اس پر reaction یعنی اس کا عکس دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ایوان کے مطابق دونوں کی زیادتی ہے اور جس کی زیادتی زیادہ ہے اس کو زیادہ سزا ملے گی اور جس کی زیادتی کم ہے اس کو کم سزا ملے گی۔ یہ آپ کی منصفانہ رائے تھی اور مشاورت تھی جس

میں of course لاء منسٹر بھی شامل ہوں گے۔ اس وقت آپ نے سات دن کے لئے معزز وزیر چودھری عبدالغفور صاحب کوdebar کیا اور ایک دن کے لئے بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کوdebar کیا لیکن جو پرسوں یہاں پر واقعہ ہوا، وہ ایکmain peak پر جانے والا واقعہ تھا اور وہ ایک تسلسل تھا، ایک نہایت ہی گھٹیا بات سے جو کہ عبدالرزاق ڈھلوں صاحب نے شروع کی۔ ابھی وہ سلسلہ چل رہا تھا، اس کاreaction آرہا تھا اور خواتین اپنی عزت کے تحفظ کے لئےdemand کر رہی تھیں کہ یہ بات جو آپ ہم سے کسی غیر محرم مرد کے ساتھ منسوب کر رہے ہیں تو کیا آپ سڑک پر کھڑے ہو کر کسیlady کو کہہ سکتے ہیں؟ ان خواتین نے یہ کہا تھا کہ آپ کو یہ تحفظ حاصل ہے، اس ایوان کا تحفظ حاصل ہے اور آپ پر حکومت کا سایہ ہے اس وجہ سے معزز خواتین جو کہ یہاں پر چنی گئی خواتین ہیں اور تقریباً 67 خواتین یہاں پر آتی ہیں۔ ہم ڈھلوں صاحب کو کہہ رہے تھے کہ آپ نے ان کو ایک نامحرم اور غیر مرد کے ساتھ ایک غیر اخلاقی طور پر منسوب کیا ہے۔ ابھی یہ سلسلہ چل رہا تھا اور اس پر ہم اپنا احتجاج کر رہے تھے کہ جناب موصوف، میں نہیں سمجھتا تھا اور میں کبھی ان کے بارے میں بات بھی کرنا نہیں چاہتا لیکن چونکہ یہ بات ہو گئی اس لئے مجھے کرنا پڑے گی انہوں نے ایسی باتیں کی ہیں جس سے ہمارا حکومتی یا اس فیصلہ سے تو دل ٹھنڈا نہیں ہوا لیکن ہم میڈیا کی طرف سے بہت خوش ہیں۔ جن میں print media اور electronic media جس طریقے سے ان کو رگیدا ہے، جس طریقے سے ان کو انہوں نے کہا ہے کہ It is unbecoming of a gentleman اس سے ہمیں کم از کم یہ محسوس ہوا ہے کہ میڈیا کی طائرانہ نہیں بلکہ معاملات پر گہری نظر ہوتی ہے اور ہمیں میڈیا کی طرف سے سکون ملا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں میڈیا کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے خواتین کی redressal کے لئے ان کلمات کو یہاں تک کہا بلکہ ایک پروگرام حسب حال میں کہا گیا یہ بات دہرانا بھی شرفاء کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ اس کے بعد چونکہ ماحول زیادہ خراب ہو رہا تھا، ہم نے آپ کو معروضات پیش کیں۔ آپ نے جو کل order پاس کیا ہے وہ order میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ وہ order جب ہمیں ملا ہے تو ہم نے 12 بج کر 55 منٹ پر receive کر کے اس پر ٹائم لکھا ہے جبکہ ہماری معزز ممبر کو صبح ہی باہر روک لیا گیا۔ ہم ایسے نہیں ہیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمیں حکم کر دیں تو ہم resign کر دیں گے اور آپ ہمارا test لے کر دیکھ لیجئے گا۔ آپ ہمیں کسی وجہ سے یہ کہہ دیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے لیکن یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ ایک خاتون یا کوئی معزز ممبر

بھی اپوزیشن چیمبر تک جانے کا استحقاق رکھتا ہے لیکن اسے ایوان کے اندر آنے سے debar کیا گیا۔ ایک عام آدمی یعنی visitor بھی آ سکتا ہے، چلیں! یہ بھی جو ہوا، پتا نہیں کسی بہتری کے لئے ہوا یا پنجابی میں کہتے ہیں کسی سیانے نے یہ مشورہ دیا ہو گا یا کسی نے کہا ہو گا کہ اندر نہ آنے دیا جائے لیکن اگر اس معزز ممبر سیمل کامران صاحبہ کو ایک telephonic message دے دیا جاتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ یہاں پر کبھی نہ آتی۔ وہ باہر آئی تھی، ان کو کچھ پتا نہیں تھا اور ان کو یہ message بھی receive نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اندھیرے میں تھی کہ مجھے کیوں روکا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ معزز سپیکر مجھے کہہ دیتے تو میں نہ آتی اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میری ساتھی میرے ساتھ کام کرنے والی ٹیم کی جو خواتین ہیں۔ they are open to the reason ہماری reasonable بات کو وہ مانتی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: ہمیں پتا ہے کہ کس طرح آپ کی بات کو مانتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لوگ آرام سے بیٹھیں، میں جواب دوں گا۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک تو میں نے آپ کو ٹائم بتا دیا کہ 12 بج کر 55 منٹ پر ہمیں یہ message receive ہوا تھا لیکن ان کو اس سے بہت زیادہ پہلے روکا گیا اور ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی جس کی میں مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نظر ثانی کیجئے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ ایسا کریں گے۔ جنہوں نے زیادتی کی تھی ان کو زیادہ سزا دیجئے اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی کیجئے جس طرح کل آپ نے ایک corrigendum کی، آپ نے اپنے فیصلے میں ہماری ایک اور خاتون معزز ممبر جسے میں تو اپنی بہن کہوں گا نسیم خواجہ صاحبہ کو شامل کیا۔ اس طرح آپ ڈھلوں صاحب کو بھی شامل کریں جن کی وجہ سے یہ معاملہ شروع ہوا۔ ان کے اتنے ہی غلیظ الفاظ تھے جتنے کہ جناب شیخ علاؤالدین صاحب کے تھے، جب تک آپ ان کو شامل نہیں کریں گے، یہ ایک trouble creating team کے طور پر سامنے لائے گئے ہیں، یہ آپ کے لئے نہیں بلکہ ایوان کے لئے trouble create کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں چند خدشات ہیں جو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ اگر یہاں پر لاء منسٹر صاحب ہوتے تو میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے address کر کے وزیر اعلیٰ صاحب تک بات پہنچانا چاہتا ہوں چونکہ آج کچھ اور کابینہ کے معزز حضرات تشریف فرما ہیں اور میرے دل میں ان کی بہت قدر و منزلت ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ممبران خصوصاً

ladies members کو یہ خدشہ ہے کہ ہمیں حکومتی ہتھکنڈوں کے ذریعے بہت پریشان کیا جائے گا جس کے لئے ہم آپ کے پاس یقیناً آئیں گے اور اگر ہمیں آپ کے پاس سے redressal نہ ملی تو پھر ہمارے پاس ایک آخری hope جو دیا جل رہا ہے وہ ایک آزاد عدلیہ ہے اور ہم عدلیہ میں جائیں گے یقیناً ہمیں وہاں سے ریلیف ملے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ثمینہ خاور حیات کو خدشہ ہے کہ اس کے ہوٹل بزنس، ٹرانسپورٹ بزنس اور پٹرول بزنس جو کہ پنجاب حکومت کے دائرہ کار میں آتے ہیں جس کی وجہ سے وہ وہاں پر disturb ہوں گی اور وہ کہتی ہیں کہ مجھے تنگ کیا جائے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز آرڈر! مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! سیمل کامران اور میری دوسری ساتھیوں کو اپنی عزت کا خطرہ ہے۔ میں یہ آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنی طرح سے حکومت سے کہیں کیونکہ آپ ہمارے Custodian of the House ہیں، آپ ہماری عزتوں کے رکھوالے ہیں۔ ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ پیشتر اس کے کہ عدلیہ میں جائیں ہمیں آپ سے انصاف چاہئے اور میں بڑے دکھ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please no cross talk.

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مولوی نوید انجم پھر سے آوازے کس رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آوازے کسیں گے تو پھر بات ٹھیک نہیں ہو گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ہم نے تو کچھ نہیں کہا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، This I tell you. جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! چھوٹی سی اپوزیشن جو کہ اپنی طرف سے انہوں نے تجاویز دینی ہوتی ہیں اور یہاں پر ہم کوئی ایسا فقرہ یا کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے جو کچھ لوگوں کی طبیعت پر ناگوار گزرتا ہو لیکن کچھ لفظ لاء منسٹر صاحب پارلیمانی لفظ declare کر چکے ہیں ہم ان پر بھی نظر ثانی کرنے کے لئے کہیں گے اور بات کریں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر اپنی تجاویز دینا چاہتے تھے اور حکومت کو یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ نے 57۔ارب 14 کروڑ اور 66 لاکھ روپے کا ایک زائد بجٹ لیا ہے، تعلیم کا پورا بجٹ خرچ ہوا نہ ہیلتھ کا پورا بجٹ خرچ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر:اس کو بحث میں لیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ ہم اس پر بہت سیر حاصل گفتگو کرنا چاہتے تھے لیکن یہاں پر ایسا ماحول پیدا کیا ہوا ہے کہ دلوں پر حکومت کرنے کی بجائے دلوں میں خوف پیدا کر کے حکومت کی جائے بلکہ دلوں پر راج کر کے حکومت کرنی چاہئے۔ میں اپنی ٹیم کے ساتھ اس non conducive condition کے اندر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں،میں نے اپنے مطالبات پیش کئے ہیں کہ زیادہ جرم کرنے والے کو زیادہ سزا دی جائے جب تک اس پر عمل نہیں کیا جاتا تو ہم دو دن کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران مسلم لیگ(ق)دو دن کے لئے ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر:چودھری صاحب!مناسب نہیں ہے۔اب بات تو سُن لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(چودھری عبدالغفور):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جہاں تک اس کا انہوں نے ذکر کیا۔۔۔

خواجہ عمران نذیر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:مجھے بات کرنے دیں۔جن باتوں کا چودھری صاحب نے ذکر کیا ہے میں یقین سے کہتا ہوں۔۔۔

محترمہ محمودہ چیمہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ مہربانی کیا کریں،ایسے مت کیا کریں۔چودھری صاحب!میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جو بات آپ نے فرمائی ہے کسی کا نام لے کر میں نے وہ بات یقیناً نہیں سُنی،نہیں سُنی،میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:وہ ابھی یہیں ہیں۔میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے وہ بات نہیں سُنی اس کے باوجود جب مجھے یہ پتا چلا کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو میں نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی غلط الفاظ ہیں تو فوری طور پر ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے اور اس کے بعد جو معاملات یہاں چلے جس طرح سے اس ایوان کے تقدس کو پامال کیا گیا کل بھی اور پرسوں بھی تو اس میں،میں کیا کرتا؟میں نے کوئی خوشی سے یہ فیصلے نہیں کئے بلکہ میں نے مجبوراً یہ فیصلے کئے ہیں۔جس کے لئے میں آپ سب سے دونوں طرف کے

صاحبان سے التماس کرتا ہوں کہ خدارا!ایک دوسرے کی قیادت کو بُرا نہ کہئے گا۔ایک دوسرے ساتھی پرpersonallyکوئی ایساattackنہ کیجئے گا جس سے اس کی دِل آزاری ہوتی ہو،اس ایوان کے تقدس کو پامال کرنے سے آپ کا اپنا وقار ختم ہوتا ہے مہربانی فرما کر ایسی حرکات نہ کریں،اِدھر سے نہ اُدھر سے اور جب سپیکر بول رہا ہو یا جس کو میں نے mikeدیا ہو اس وقت بالکلinterruptionنہ کی جائے۔بہت مہربانی

محترمہ انجم صفدر:پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ محمودہ چیمہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:میںChairکی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپ ایک کمیٹی بھیجیںHonourable Deputy Opposition Leader نے ٹوکن واک آؤٹ کی بات کی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اگر آپ ذمہ داران کو بھیجیں وہ ان سے بات کریں تو وہ واپس آنے کے لئے انشاء اللہ ضرور تیار ہو جائیں گے لیکن بات وہی ہے کہ قومی اسمبلی کے اندر پوری پلاننگ کے ساتھ حالات کو خراب کیا گیا تھا جس کے جواب میں اپوزیشن نے یہاں پر حالات کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی لیکن رانا ثناء اللہ ان حالات کو یہاں پر برباد کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ان کی پلاننگ تھی کہ اس ایوان کو بھی برباد کریں گے۔قومی اسمبلی کےprotestکو ہم نے برداشت کیا اور ہم نے یہاں کے ماحول کو ٹھیک کرنے کی پوری تگ و دو کی۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی،اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ محمودہ چیمہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:مجھے ان کا جواب لینے دیں۔جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!Privilege Motionکا جواب دیں۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!ان کا حق ہے انہیں بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ بیٹھیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر2012/16 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ اس کا جواب جو ہے۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پہلے ان کو بات کرنے دیں پھر جواب لیں۔

جناب سپیکر: اُن کو بات کرنے دیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! پلیز ایک بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: مجھے تحریک استحقاق کا جواب لینے دیں۔

محترمہ انجم صفدر: ہمیں ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! پلیز! ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: مجھے اس کا جواب لینے دیں اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر2012/16 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان صاحب کی ہے۔ چونکہ اس تحریک کا تعلق وفاق سے پایا جاتا ہے محکمہ ہذا نے تحریک استحقاق نمبر2012/16 کی کاپی متعلقہ وفاقی وزارت کو ضروری کارروائی کے لئے بھیج دی ہے اگر کرنل صاحب چاہتے ہیں کہ ہم نے Government of

the Punjab, Ministry of Commerce and Investment Department کو letter لکھا ہے جو لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھی آیا اور Secretary, Ministry of Industries, Production and Special Initiative Government of the Pakistan, Islamabad کو بھی کیونکہ یہ سارے allegation ان کے متعلق تھے لہذا یہ ان کو ضروری کارروائی کے لئے بھیجی ہے ابھی تک وہاں سے جواب نہیں آیا جبکہ ہم نے ان کو لکھا ہے کہ This is the most urgent.

جناب سپیکر: کیا کر دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہم نے لکھا ہے کہ most urgent ہے جو کرنل صاحب نے تحریک استحقاق دی ہے جب تک اس کا جواب وفاق سے نہیں آتا اس وقت تک ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے لیکن ہم نے جو اپنی کارروائی کی ہے یہ میرے پاس ہے اس کو ہم نے فیڈرل ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کیا suggest کرتے ہیں، کیا کرنا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر یہ press کرنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی ہے، میں چاہتا ہوں جب تک اس کا جواب نہیں آتا اس کو next session تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اگر چھ مہینے تک جواب نہ دیں تو؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): اگر فیڈرل ڈیپارٹمنٹ والے چھ مہینے تک جواب نہیں دیتے تو ہم اس کے بھی ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم نے ان کو letter لکھا ہے یہ میرے پاس ہے۔ یہ 14-06-2012 کو letter لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ بتائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں کرنل صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیں جب اس کا جواب آئے گا اس کو دوبارہ press کر لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا مطلب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب فیڈرل ڈیپارٹمنٹ نے دینا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، جیسے آپ فیصلہ کرتے ہیں مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر: اگر اسے کمیٹی میں بھیج دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! چونکہ یہ فیڈرل ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے ان کو ہم نے letters لکھے ہیں We are waiting for the answer.

جناب سپیکر: چلیں! اس کو pending کر لیتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: letter اکب لکھا ہے، کس تاریخ کو لکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): ہم نے 12-06-14 کو لیٹر لکھا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: اور آج 21 تاریخ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں، آج 22 تاریخ ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: سات دن تو ہو گئے ہیں، دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: اس کو next session تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

محترمہ محمودہ چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، محمودہ چیمہ صاحبہ!

ایوان میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر معزز ممبران اسمبلی کا اظہار خیال

(۔۔۔جاری)

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کل جو کچھ بھی ایوان میں ہوا وہ قابل افسوس بھی ہے اور قابل مذمت بھی لیکن اس کے لئے گزارش یہ ہے کہ جب کل دوبارہ ہنگامہ ہوا تو اس وقت میں نے اپنی عمر اور اپنا درجہ اور سب کچھ دیکھتے ہوئے جا کر ایک، ایک اپوزیشن ممبر آمنہ الفت اور سب کی منتیں کیں اور ہاتھ جوڑے کہ پلیز ان کو کچھ سمجھاؤ۔ اسی دوران میری عینک بھی گر گئی، میرا دوپٹہ بھی چھینا گیا اور اس دوران مجھے اتنا پریشان کیا گیا کہ میں برداشت نہیں کر سکتی تھی میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ میری عمر کے ناتے سے بھی میرا لحاظ نہیں کیا گیا بجائے میں کچھ کرنے آئی آپ پوچھ سکتے ہیں کہ میں سب کے آگے ہاتھ جوڑتی رہی۔ دیکھیں حوصلہ کریں اور ان کو سمجھائیں لیکن آخر میں یہ ہوا کہ بجائے میری بات سُننے کے مجھے گھسیٹا گیا، میں ہاتھ پاؤں مارتی رہی اسی دوران سب کچھ ہوا اور اوپر سے مجھے ایک جوتا آیا جس سے میں نے اپنی پوری طاقت سے بچایا اور وہ جوتا ثمینہ خاور حیات کا تھا جو میں نے آپ کے پاس کل جمع بھی کرایا تھا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ہماری دو معزز ممبران کو معطل کیا گیا ہے تو Why not Samina Khawar Hayat? اس کو کیوں spare کیا جا رہا ہے؟ جبکہ جوتا مجھے مارا گیا ہے سارے ایوان سے پوچھ لیں میرا خیال ہے بلکہ میں دعویٰ کرتی ہوں کہ میں عمر میں سب سے زیادہ ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ بزرگ ہیں ہم پر آپ کا احترام ہر طرح سے لازم ہے۔

MRS MEHMUDA CHEEMA: Thank you very much.

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس پر ایکشن لیا جائے اگر ایک بزرگ خاتون کو ثمینہ خاور حیات نے جوتا مارا ہے تو اس پر ایکشن لیا جائے اگر وہ دو خواتین معطل ہوئی ہیں تو ثمینہ خاور کو بھی معطل کیا جائے۔ انصاف ہونا چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کل ثمینہ خاور حیات سکیورٹی والوں کو بھی تھپڑ مارتی رہی ہیں۔

جناب سپیکر: فراخدلی کا مظاہرہ کریں، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سُن لی ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ہم بیٹھ کر اس پر بھی بات کریں گے۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!یہ rule سب کے لئے برابر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر:ہم اس پر بات کریں گے بڑی مہربانی۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!ہم اس کے خلاف بائیکاٹ کریں گے جب تک ثمینہ خاور حیات کی رکنیت معطل نہیں کی جائے گی۔انہوں نے جوتا مارا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔آپ فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ انجم صفدر:اس کا جوتا آپ کے پاس پڑا ہے۔

جناب سپیکر:محترمہ!ہم کیس کو دیکھیں گے۔

محترمہ دیبا مرزا:جناب سپیکر!ثمینہ خاور حیات کی رکنیت بھی معطل کی جائے اس کے لئے rule الگ کیوں ہے؟

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!یا تو کسی کو معطل نہ کریں یا سب کو معطل کریں۔

جناب سپیکر:ایسے نہ کریں،یہ نامناسب ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان:جناب سپیکر!ایک منٹ دے دیں۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!ثمینہ خاور حیات نے ان کو جوتا مارا ہے ان کو معطل کریں ورنہ ہم سب ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر رہی ہیں۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ن)کی معزز خواتین ممبران
اور جناب جوئیل عامر سہوترا،ایم پی اے احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر:جی،واپس آ جائیں۔ہم آپ کے کیس کو دیکھیں گے۔حاجی صاحب!یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ مہربانی کریں ان سب کو واپس لائیں۔

محترمہ انجم صفدر:جناب سپیکر!یا تو کسی کو معطل نہ کریں،ثمینہ خاور حیات نے بھی جوتا مارا ہے اس کو بھی معطل کیا جائے۔

جناب سپیکر:نہیں،ایسے نہیں۔میں بیٹھ کر بات سُنوں گا پھر بات کروں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میری چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خدارا ہم کدھر چل پڑے ہیں؟ ابھی یہ خواتین جو ہماری بہنیں ہیں بیک زبان بول رہی تھیں کہ فلاں کو suspend کرو، فلاں کا جوتا اس کو لگ گیا وغیرہ۔ ہم قوم کو کیا پیغام دے رہے ہیں، رانا ثناء اللہ خان صاحب زیر لب مسکرا رہے ہیں جیسے ان کو سبق پڑھا کر یہ آرام سے اور خوش ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر قانون کی یہ primary responsibility ہے کہ ایوان کو in order کر کے آپ کے حوالے کریں اور اس ایوان کو smoothly چلنے دیں۔ ہم issues کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور دوسرے معاملات کو زیر بحث لے آتے ہیں۔ میں آپ سے، رانا ثناء اللہ خان اور حکومتی بنچوں کے تمام معزز ممبران سے ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنی عزت کو محفوظ رکھیں۔ ہمارے politician جن کی credibility آج تک قائم نہیں ہوئی ہے اس کو مزید خراب ہونے سے بچائیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب! اللہ کا آپ کو واسطہ ہے کہ ان کو آپ سمجھائیں بلکہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس ایوان کو اچھے طریقے سے چلائیں، issues پر بات کریں اور issues کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جمہوری روایات کے مطابق احتجاج اپوزیشن کا حق ہے لیکن اسے جمہوری limits میں ہی ہونا چاہئے اس میں اگر violence آ جائے تو یہ نامناسب بات ہے۔ یہ معزز ایوان، اس ملک کے دوسرے ایوان اور اس کے علاوہ پوری دنیا کی جو Parliaments ہیں وہاں پر بعض اوقات ممبران کا احتجاج یا اپوزیشن کا احتجاج limit سے cross کر جاتا ہے۔ یہ کوئی ایسا اچنبھا یا ایسی حیران کن بات نہیں ہے کہ جس کے اوپر اس بات کو اس طریقے سے ڈالا جائے کہ شاید ایسا دنیا میں کہیں نہیں ہوا اور صرف ہمارے ہاں ہو گیا ہے۔ بہر حال اس نامناسب limit cross کرنے والے احتجاج پر ہمیں سب کو مل کر consensus کے ساتھ resolve کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو blame کریں ہمیں اس کو کنٹرول کرنا چاہئے۔ مجھ سے پہلے، میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ بھی اسی طرح سے protest کرتے ہوئے walkout کر گئے ہیں۔ معزز خواتین نے بھی اپنے ایک مطالبہ پر walkout کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرنل صاحب نے جس جذبہ کا اظہار کیا ہے بڑی مناسب بات کی ہے، بڑی درد دل سے بات کی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ کرنل صاحب، حسن مرتضیٰ صاحب اور ہماری طرف سے دو حضرات کی ایک کمیٹی بنائیں جو چودھری

ظہیر الدین صاحب کو اور اس کے علاوہ ہماری جو دوسری معزز خواتین ہیں ان کے ساتھ بات کر کے کسی consensus پر پہنچ کر واپس لائیں۔ جس نتیجے پر یہ کمیٹی پہنچے گی میں آپ کی وساطت سے انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں مکمل تعاون کروں گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن ہمیں international level پر Parliaments کی اچھی traditions کو اپنانا چاہئے نہ کہ ان کی بری traditions جس میں گھونسے اور مکے شامل ہیں ان کو adopt کیا جائے۔ اس وقت پنجاب کے جتنے بھی issues ہیں جیسے ہسپتالوں کے issues ہیں، تعلیم سے متعلقہ issues ہیں Whatever is that, we must solve these problems of the public. اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ Rana Sahib has all the capability to control there peoples. لیکن رانا صاحب کے اندر جو ایک "رانا" پھنسا ہوا ہے وہ ان کو کسی جگہ رہنے نہیں دیتا۔ یہ جو ان کے اندر چودھراہٹ یا "رانا ازم" ہے وہ نہیں ہونا چاہئے، تھوڑا سا mild ہو جائیں، تھوڑا سا اپنے آپ کو ٹھنڈا رکھیں تو معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہمارے ملک پر رحم کریں، پنجاب پر رحم کریں اور یہ اپنے دل سے یہ آج سے وعدہ کریں کہ میں نے اپنے ممبران کو کنٹرول کرنا ہے اور issues کو discuss کرنا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے ان سب حضرات کو بلائیں جو دونوں طرف سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، وزیر زراعت ملک احمد علی اولکھ، وزیر زکوۃ و عشر ملک ندیم کامران صاحب جائیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں کو منا کر لے آئیں۔ اس کے علاوہ ہماری بہنیں جو ادھر سے گئی ہیں ڈاکٹر اسدا شرف صاحب، علی اصغر منڈا صاحب جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: میاں یاور زمان صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال01-2000اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرIکی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں یاور زمان: جناب والا! میں

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال01-2000اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ2012، مسودہ قانون(ترمیم)پبلک سیکٹر یونیورسٹیز مصدرہ2012اور نشان زدہ سوالات نمبر3436،3435کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1- The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 12 of 2012)
2- The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)
3- Starred Question Nos. 3435* 3436*

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1- The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 12 of 2012)

2- The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)

3- Starred Question Nos. 3435* 3436*

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1- The Women University Multan (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 12 of 2012)

2- The Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 13 of 2012)

3- Starred Question Nos. 3435* 3436*

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: مہر اشتیاق احمد صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوال نمبر4155کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: جناب والا!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 23 of 2012) and Starred Question No. 4155

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2012تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 23 of 2012) and Starred Question No. 4155

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2012تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 23 of 2012) and Starred Question No. 4155

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2012تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ صاحب مجلس خصوصی نمبر23کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر2047/11 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر2011/2047 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ٹیکنالوجی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Punjab Technology University Bill 2012 (Bill No. 18 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب اعجاز احمد خان صاحب مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 پر عام بحث

جناب سپیکر:اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اور آخر میں وزیر خزانہ wind up کریں گے۔نولاٹیا صاحب نے زبردستی سے اپنا نام دیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ میں نے تقریر کرنی ہے۔جی،نولاٹیا صاحب بسم اللہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں سابق وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب کو دو شعر dedicate کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ ان کے ٹیلی فون پر ہی کر دیتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:

مرحلے شوق کے دشوار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
وہ جو سچ بولتے رہنے کی قسم کھاتے ہیں
وہ عدالت میں گناہ گار ہوا کرتے ہیں

اور ہمارے حکومتی گروپ کے لئے

شرم آتی ہے کہ دشمن کسے سمجھیں محسن
دشمنی کے بھی تو معیار ہوا کرتے ہیں

جناب سپیکر!میں آج اپنی گفتگو کا آغاز پنجاب کے ضمنی بجٹ پر کروں گا،گزشتہ سال اس ایوان نے جو تقریباً9 کروڑ عوام کا نمائندہ ایوان ہے اس حکومت کو allocation کی اجازت دی تھی کہ آپ ADP کی مد کے اندر 220۔ارب روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔انہوں نے اپنی books کے مطابق کہا ہے کہ ہم نے165۔ارب روپیہ revised ADP کے طور پر استعمال کیا ہے لیکن حقیقتاً انہوں نے جو release کیا ہے وہ140۔ارب کے قریب ہے اور انہوں نے تقریباً57۔ارب روپیہ وہ خرچ کیا ہے جسے خرچ کرنے کا اختیار 9 کروڑ عوام کے اس نمائندہ ایوان نے،اس اسمبلی نے ان کو نہیں دیا تھا۔وہ رقم

جس کو خرچ کرنے کا اختیار ہماری اس حکومت کو نہ تھا میں اسے illegitimate spending کے طور پر کہوں گا کہ وہ اخراجات جن کی اجازت نہ ہو اگر وہ رقم خرچ کر دی جائے لیکن جب ADP کے ضمنی بجٹ کی book دیکھتے ہیں تو وہاں Health, Education کو cut لگائے ہیں اور ایسے تمام اخراجات کو cut لگائے ہیں جو production سے تعلق رکھتے ہیں جیسے انہوں نے ایوان سے اجازت مانگی کہ آپ ہمیں پاور جنریشن کے لئے 9۔ارب روپیہ دے دیں اور اس ایوان نے دے دیا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے 2۔ارب وروپیہ خرچ کیا ہے لیکن حقیقتاً 2۔ارب روپیہ بھی پاور جنریشن کے لئے خرچ نہیں کر سکے۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ آنے والے سال کے لئے ہمیں پاور جنریشن کے لئے 10۔ارب روپیہ دے دیا جائے ہم نے وہ دے دیا ہے لیکن چونکہ ذہن کے اندر بدنیتی ہے اس لئے یہ رقم بھی خرچ نہیں کر پائیں گے۔ باقی صوبوں نے پاور جنریشن کو اپنے ADP کی top priority پر رکھا ہے سندھ جیسا صوبہ جس کا بجٹ اور ADP پنجاب سے آدھے سے بھی کم ہے انہوں نے 25۔ارب روپیہ رکھا ہے اور 30 سے 35۔ارب تک وہ خرچ کرنے میں کامیاب ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں اور ہماری بد دیانتی یہ ہے کہ پاور جنریشن اور لوڈ شیڈنگ کے معاملے میں جب ہم عوام کو کہہ رہے ہیں کہ حکمرانوں کے گریبانوں میں پڑ جائیں لیکن یہاں پر ہماری productivity یہ ہے کہ ہم نے 9۔ارب روپے مختص کئے لیکن جھوٹ بولا کہ ہم نے 2۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے۔ حقیقتاً ایک ارب سے بھی کم پاور جنریشن پر خرچ کیا ہے اور اس کے بعد عوام الناس کو کہتے ہیں کہ ہم احتجاج کرتے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہوتی۔جب ان حضرات نے اقتدار سنبھالا تو 2008 میں ان کے پاس 50 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا اختیار تھا پھر چند مہینوں کے بعد 200 میگاواٹ کا اختیار ملا اور ایک سال بعد ان کو اختیار ملا کہ unlimited power generation کر سکتے ہیں اور وہ لوگ جو پاور لوڈ شیڈنگ کا احتجاج کرتے ہیں وہ بجلی کا ایک یونٹ بھی پیدا نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ ہوتا کیا ہے؟ آپ کو rules کی implementation کے لئے یہ ایوان اختیار دیتا ہے۔یہ Budget Manual Book ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ آپ نے ضمنی بجٹ کو کیسے استعمال کرنا ہے؟ میں جب اس ایوان کے اندر rules کی بات کرتا ہوں تو ایک دن معزز وزیر قانون نے کہا کہ یہ تو law and rules کی بات کرتے رہتے ہیں جیسے ان کے لئے یہ بڑی اجنبی بات ہے کہ finances کو استعمال کرتے ہوئے rules کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے۔مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ rules abide by کرنے کے لئے ہوتے ہیں لیکن ہمارے لاء منسٹر

کے لئے یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہوتی ہے کہ یہ لوگ rules پر عملدرآمد کرنے کی بات کیوں کرتے ہیں۔Punjab Financial Hand Book No. 4جو Punjab Budget Manual ہے اس میں سترہ نکات بتائے گئے ہیں کہ اگر یہ سترہ circumstances ہوں گے تو آپ ضمنی بجٹ استعمال کر سکتے ہیں otherwise نہیں کر سکتے۔کہا گیا ہے کہ principally Supplementary Budget is objectionable یعنی یہ قابل اعتراض بات ہے کہ انتہا درجے کی مجبوری کی حالت میں آپ finances کو منظوری کے بغیر استعمال کر سکتے ہیں۔اس Financial Book کے اندر جو دوسرا لفظ ہے وہ bad estimating ہے انہوں نے جو غلط estimate لگائے ہیں اگر بعد میں پتا چل جائے کہ یہ غلط تھے تو وہاں پر یہ bad estimation کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں لیکن ان کو اس عوام اور ایوان کے ساتھ معذرت کرنی چاہئے کہ انہوں نے bad estimate کیوں کیا ہے۔اس book کے اندر تیسرا لفظ improvident administration of finances یعنی finances کے غلط ترین استعمال کو اس بک نے ضمنی بجٹ کے طور پر استعمال کرنے کے لئے improvident administration of finances کی بات کی ہے یہاں چوتھی بات Impair the proper management of finances, management of finances یہ ہے کہ جب تک ایک روپے کی بھی منظوری اس معزز ایوان سے نہ لے لی جائے تو معزز وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو اس روپے کو خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہماری حکومت نے بغیر منظوری کے صرف 57۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے جس کی اس ایوان نے انہیں اجازت نہیں دی تھی۔ضمنی بجٹ کے لئے rules یہ کہتے ہیں کہ sudden need پیدا ہو جائے، unexpected need پیدا ہو جائے میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ بنوں کی جیل کو توڑ کر جب قیدیوں کو فرار کرا دیا گیا تو پنجاب کی جیلوں کے سکیورٹی کے انتظامات کرنے کے لئے جو رقم خرچ کی گئی ظاہر ہے کہ بجٹ بناتے وقت یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ سکیورٹی بھی ہمارے گلے پڑ سکتی ہے۔اس پر انہوں نے جو رقم خرچ کی ہے میں اس رقم کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ شاید وہ رقم کسی حد تک sudden need یا unexpected need میں آتی تھی اگر اس میں انہوں نے 9۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے تو ان rules کے مطابق ان کو اجازت دی جا سکتی تھی لیکن جب وہ رقم انہوں نے release کر دی تھی تو اس کے بعد rules book یہ کہتی ہے کہ انہیں earliest possible session میں اس کی منظوری لینا چاہئے تھی۔انہوں نے چار ماہ پہلے پیسے لے لئے اور پانچ ماہ بعد ان کی منظوری کے لئے ایوان کے اندر آ گئے ہیں۔یہ بھی ہماری Budget

Manual Finance Book No. 4 کی violation ہے۔جب تک urgent need نہ ہو آپ ضمنی بجٹ استعمال نہیں کر سکتے اور urgent need یہ ہوا کرتی ہے کہ سیلاب آنے سے اگر ریلوے کا کوئی پُل ٹوٹ جاتا ہے، کوئی سڑک کا پُل ٹوٹ جاتا ہے اور دو بڑے شہروں کے فاصلے کے اندر inconvenience آ جاتی ہے تو پھر یہ اخراجات کئے جا سکتے ہیں لیکن یہ کہاں کی inconvenience ہے کہ انہوں نے لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے استعمال کر دیئے؟ یہ اس ایوان کے بنائے ہوئے rules کی توہین ہے۔انہوں نے لاہور کے اندر Rapid Bus Transit System بنانے کے لئے بھی اضافی اخراجات کئے ہیں اگر یہ منصوبہ تین مہینے بعد شروع ہو جاتا تو پھر کون سا عذاب آ جانا تھا؟ ہمارے ان rules کی اس سے بڑی violation اور توہین کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! رولز کی اس کتاب کے مطابق ساتواں point یہ ہے کہ more recovery of receipts is not justified یعنی رولز یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ نے 140۔ارب روپے کا تعین کیا تھا لیکن آپ good governance and better recovery measures کے ساتھ 160۔ارب روپے کی recovery کر لیتے ہیں تو پھر بھی ان پیسوں کو آپ ضمنی بجٹ کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! یہ rules book آٹھویں نمبر پر کہتی ہے کہ circumstances which are exceptional. یعنی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ اگر اس صورت میں پیسے خرچ نہ کئے جائیں تو بہت بڑے نقصان کا خدشہ لاحق ہو لیکن اس کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ earliest session کے اندر ان کی منظوری حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔اس کتاب نے مزید تین لفظوں کی وضاحت کی ہے کہ

> Serious inconvenience of the finances, serious loss of the finances and damage will result if supplementary grant is not given to that project.

مجھے یہ بتائیں کہ جب انہوں نے محکمہ جنگلات کو پیسے دیئے تو اس وقت کون سی serious damage, loss and inconvenience تھی؟ انہوں نے اس ضمنی بجٹ کی کتاب کے اندر اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کی کہ ہم نے اس مجبوری کے تحت یہ اخراجات کئے ہیں۔ایک طرف تو آپ کے پاس محکمہ صحت میں اخراجات کے لئے capacity نہیں جبکہ دوسری طرف لاہور کی سڑکوں اور نہر پر لوہے کی grill لگانے کے لئے آپ کے اندر capacity پیدا ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر!اس finance book نے No.11 پر بڑی خوبصورت بات کی ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ .fundamental objections admitting additional proposals یعنی کسی پراجیکٹ کے کوئی بنیادی اعتراضات ایسے ہوں کہ جن کی وجہ سے زیادہ need پیدا ہوئی ہو تو وہاں پر ضمنی گرانٹ کے تحت رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔آگے کہا گیا ہے کہ causes not foreseen یعنی ایسے causes کی وضاحت کرنی چاہئے۔جب ہم بجٹ پاس کروا رہے تھے تو اس وقت یہ چیزیں نظر نہیں آ سکی تھیں اور بجٹ پاس ہونے کے چار ماہ بعد ان کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے ہم یہ پیسا خرچ کر رہے ہیں۔اس کے لئے بھی یہ کتاب شرط لگاتی ہے کہ جب آپ پیسا خرچ کر دیں، allocate کر دیں یا release کر دیں تو سب سے پہلے اجلاس کے اندر اس کی ضمنی گرانٹ کے طور پر منظوری حاصل کی جائے۔آپ نے اگر جولائی کے اندر پیسے لئے ہیں تو اگست، ستمبر یا نومبر کے اجلاس کے اندر ان کی منظوری لینا ضروری تھی جو کہ آپ نے نہیں لی۔آج آٹھ نو ماہ بعد جون میں اس کی منظوری دینے کے لئے کہا جا رہا ہے۔clearly defined causes are not included in ADP یعنی یہ وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ جب اے ڈی پی بن رہا تھا تو اس وقت ان کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر!اگلے point میں یہ کتاب کہتی ہے کہ ضمنی گرانٹ وہاں استعمال ہو سکتی ہے جہاں ہائی کورٹ، سول کورٹ یا سروس ٹربیونل کی طرف سے حکومت کو کوئی حکم دیا گیا ہو کہ آپ یہ رقم ادا کریں۔اسی طرح necessity aroused in proposed expenditures if not given extra expenditure ultimately. یعنی اگر آپ کو یہ مسائل درپیش ہوں کہ recovery اچھی نہیں ہو رہی لہذا اس recovery کو بہتر کرنے کے لئے اگر فلاں فلاں اخراجات کر دیئے جائیں تو یہ بہتر ہو سکتی ہے۔اس مد میں بھی ضمنی گرانٹ کے تحت اخراجات کئے جا سکتے ہیں۔پھر آگے یہ ہے کہ imperative necessity earning or safeguarding receipts یعنی recovery کو safeguard کرنے کے لئے ضمنی گرانٹ کے تحت رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر!اب اس rules book نے اپنے principles بیان کر دیئے ہیں کہ کن کن اصولوں کی بنیاد پر financial illegitimacy کی اجازت ہماری حکومت کو مل سکتی ہے اور یقین کیجئے کہ ان circumstances کے اندر بھی اگر رقم کا استعمال کیا جائے تو یہ ایک یا ڈیڑھ ارب روپے سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ہاں گزشتہ سال مظفر گڑھ اور جنوبی پنجاب کے اندر سیلاب آیا تھا، ظاہر ہے کہ بجٹ بناتے وقت یہ پتا نہیں تھا کہ سیلاب آئے گا اگر وہاں پر ہماری حکومت نے 10۔ارب روپے خرچ کئے ہیں

تو وہ exactly finance book کے rules کے مطابق ہے لیکن لاہور کی نہر پر grill لگانے کو کس نے unforeseen کہا ہے، اس کے اندر کیا ایمرجنسی ہے؟ لاہور کی سڑکوں اور چوکوں کے designs تبدیل کرنے کے لئے جو اخراجات کئے گئے ہیں تو اس میں کون سی sudden need arise ہوئی ہے؟ یہ وہ باتیں ہیں جو گزشتہ چار سالوں سے میں اپنے ان حکمرانوں کو بتا رہا ہوں کہ آئین، rules of governance اور اس ایوان کے rules مذاق اُڑانے کے لئے نہیں بلکہ عملدرآمد کے لئے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے سرائیکی وسیب دی زبان وچ حکومت کوں پیغام ڈیساں۔ میں چار سال تک اس حکومت کو یہ rules بتاتا رہا کہ ان کے مطابق finances کو استعمال کریں لیکن اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ:

جنھاں سوہنیاں تے اے دل کملا رکھی اَج تونڑیں آس امید ریہے
ساکوں خواب ڈکھاتے خوشیاں دے ہتھوں ڈیندے درد مزید ریہے
ساکوں ڈیکھ تے ڈکھ دی سولی تے ساڈے یار منیدے عید ریہے
ساری دنیا شاکر بدل گئی بےدید اونویں بےدید ریہے

جناب سپیکر: مہربانی۔ چودھری ظہیر الدین صاحب!۔۔۔ کیا وہ ابھی آئے ہیں کہ نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں ممبران کو لینے کے لئے بھیجا تھا، کچھ خواتین چیئرنگ کراس اور کچھ اندر احتجاج کر رہی تھیں ان سب کو ہم واپس لے آئے ہیں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب موجود نہیں تھے اس لئے ان سے بات نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب کی تقریر کی باری تھی اس لئے میں ان کا نام پکار رہا ہوں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، انجینئر شہزاد الہیٰ، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، ڈاکٹر فائزہ اصغر، ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، چودھری عبداللہ یوسف، میاں شفیع محمد، چودھری محمد ارشد اور کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس، یہ سب معزز ممبران اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔ علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!بجٹ پر عام بحث کے موقع پر بھی میں نے کچھ گزارشات کی تھیں۔آج ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے میں اس ایوان کی خدمت میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔2012-13 کے بجٹ اور ضمنی بجٹ کے حوالے سے میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور محکمہ پلاننگ و محکمہ خزانہ کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس سالانہ بجٹ کے پاس ہونے پر اپوزیشن اور ٹریژری بنچوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے دوست نے دو تین باتیں کہی ہیں میں اُن باتوں کا جواب دینا مناسب سمجھوں گا۔ میرے معزز دوست نے سب سے پہلی بات انرجی سیکٹر کے حوالہ سے کی ہے کہ جس طرح انہوں نے پچھلے بجٹ میں تنقید کی بات کی ہے کہ 2۔ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ میں ان کو یہ بات ensure کرواتا ہوں کہ بجٹ کی کتابوں میں جو facts and figures دیئے گئے ہیں وہ بالکل درست ہیں اور اس کے علاوہ میں ان کو یہ شیشہ دکھانا چاہتا ہوں کہ انرجی سیکٹر میں اگر حکومت پنجاب کی کوشش کم رہی ہے تو اُس میں حکومت پنجاب موردِ الزام نہیں ہے کیونکہ اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے اور میں یہ بات کرنا اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ گھناؤنا جرم کس نے کیا، اس ملک میں بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کیوں ہوئی، کارخانے کیوں بند ہوئے، غریبوں کے چولہے کیوں بند کئے گئے؟اس وقت میڈیا کوریج ہو رہی ہے تو میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ واپڈا وفاقی حکومت کا ایک ادارہ ہے تو نیپرا پیپکو اور نیشنل گیٹ کی طرف سے جو این او سی ملنے ہوتے ہیں تو حکومت پنجاب کی دن رات کی تگ و دو اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی کوشش سے صرف چند دن قبل permission ملی ہے۔ میں آپ کو ایک ذاتی تجربہ بتانا چاہتا ہوں میرے حلقہ میں کوڑا کرکٹ اور سالڈ ویسٹ کی بنیاد پر آٹھ میگاواٹ کا ایک پاور پلانٹ لگایا گیا ہے۔اس پاور پلانٹ کے این او سی کے لئے حکومت پنجاب، انرجی ڈیپارٹمنٹ، لاء ڈیپارٹمنٹ اور میں نے بھی ذاتی طور پر اتنی تگ و دو کی ہے کہ ڈیڑھ سال کے بعد انرجی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ نے جب یہ لیٹر لکھا کہ اگر آپ اس عرصہ کے دوران ہمیں این او سی نہیں دیں گے تو ہم قانونی طور پر یہ اختیار رکھتے ہیں کہ ہم پاور پلانٹ لگانے اور بجلی پیدا کرنے کا لائسنس جاری کر دیں گے تو تب نیپرا اور پیپرا نے اُس بدنامی سے گھبراتے ہوئے آج سے چند دن پہلے وہ این او سی دیا ہے اور پنجاب کے اندر یہ پہلا این او سی جاری ہوا ہے۔ وفاقی حکومت کے اس ادارے، ان کے غلاموں اور ان کے پیروکاروں نے جس طرح اس معاملہ میں روڑے اٹکائے یہاں پر وہ بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔

جناب سپیکر!اب ہماری حکومت نے انرجی سیکٹر میں بہتری لانے کے لئے جو رقم رکھی ہے میں ان کوensure کروانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں 10۔ارب روپیہ جو رکھا گیا ہے اس پر فوری طور پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور چند دن کے اندر حکومت پنجاب توانائی کی بہتری کے لئے اپنے منصوبہ جات کا افتتاح کرنے کے لئے جا رہی ہے اور میں یہ باتensure کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر صوبہ پنجاب میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر توانائی کے سیکٹر میں بہتری آئے گی اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور ہم یہ ثابت کریں گے کیونکہ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو وفاقی وزراء نے مختلف وقتوں پر دعوے کئے کہ یہ لوڈشیڈنگ چھ ماہ کے اندر ختم ہو جائے گی یا دسمبر میں ختم ہو جائے گی، وہ سارے جھوٹ آج پنجاب اور پاکستان کی عوام کے سامنے ہیں،لوڈشیڈنگ اور توانائی کا بحران دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور بھوک وافلاس میں اضافہ ہوا ہے جس سے خودکشیاں اور غریبوں کے چولہے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔اپوزیشن پارٹی وہ جماعت ہے جنہوں نے روٹی، کپڑااور مکان کا ایک جھوٹا نعرہ دیا لیکن یہ روٹی، کپڑااور مکان تو نہ دے سکے البتہ غریبوں کو مارنے کا ایک ایجنڈا دے دیا۔

جناب سپیکر!میرے معزز دوست نے یہ بات کی کہ سپلیمنٹری رقم ایمرجنسی بنیادوں پر خرچ ہوتی ہے تو میں ان کو یہ ensure کراتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے ایک ٹیڈی پیسا بھی ایمرجنسی کے علاوہ کہیں خرچ نہیں کیا۔جب بنوں اور کوہاٹ کا واقعہ ہوا،جب ڈینگی کا حملہ ہوااور اسی طرح کی جو ناگہانی آفات اس صوبہ کی عوام پر نازل ہوئیں تواُن کی غرض سے یہ رقم خرچ کرنے کی فوری ضرورت پیش آئی۔

جناب سپیکر!میں اپنی تقریر کے اختتام پر چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس وقت لوڈشیڈنگ کے جن نے پنجاب کی عوام کے لئے بھوک اور افلاس کا دروازہ کھولا ہوا ہے تو میں پنجاب حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ انرجی کرائسز میں پرائیویٹ سیکٹر کوincentives دیئے جائیں،اگر سبسڈی بھی دینی پڑے تو وہ دینی چاہئے،سالڈویسٹ کی بنیاد پر اور دریاؤں ونہروں پر چھوٹے چھوٹے ڈیم اور پاور پراجیکٹس لگانے چاہئیں تاکہ ہم اس انرجی کرائسز سے نمٹ سکیں۔اسی طرح میری گزارش یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کے حوالے سےprivate public partnership کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ اسے شفاف انداز سے کرنا چاہئے کہ اس کے نتائج عملی طور پر نظر آئیں۔

جناب سپیکر!میرے حلقے میں ڈویلپمنٹ کے دو تین منصوبے ہیں جو انٹر ڈسٹرکٹ بھی ہیں جن میں لاہور جڑانوالہ روڈ کا بقیہ حصہ ہے اور شاہدرہ کینال پر شاہدرہ بائی پاس جو شیخوپورہ اور جی ٹی روڈ کو ملاتا

ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے چند دن پہلے اس کا اعلان بھی کیا۔ میں گزارش کروں گا دریائے راوی پر ہیڈ بلو کی اور لاہور کے درمیان جہاں پر ممکن ہو ایک نیا پُل تعمیر کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! شرقپور میں پبلک پارک اور کمرشل کالج نہیں ہے۔ شرقپور میں نئی سڑک بننے کی وجہ سے روزانہ حادثات ہوتے ہیں وہاں 1122 کی سہولت دی جائے اور ایک پٹرولنگ پوسٹ شرقپور روڈ پر قائم کی جائے۔

جناب سپیکر! اپریل میں انرجی کانفرنس ہوئی تھی اس میں وزیر اعظم نے صوبوں میں یکساں لوڈ شیڈنگ کا اعلان کیا تھا لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا تو میں اس پر ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

تیرے وعدے پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

بہت شکریہ بہت مہربانی مسلم لیگ (ن) زندہ باد، پائندہ باد

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، ملک صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت میں، کرنل (ریٹائرڈ) شبیر اعوان صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، ملک احمد علی اولکھ صاحب اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب دو issues پر باہر گئے تھے۔ ہماری چودھری ظہیر الدین صاحب سے بات ہوئی ہے، اسی طرح حکومتی بنچوں سے جانے والی خواتین ممبران سے بھی بات ہوئی ہے دونوں کا ایک ہی مؤقف ہے کہ آپ جا کر سپیکر صاحب کے سامنے بیان کر دیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک کمیٹی بنا دیں جس میں دونوں issues پر آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر بات کی جائے۔ اس پر جو بھی نتیجہ نکلے گا اس پر عملدرآمد کیا جائے ہم اس پر اعتراض نہیں کریں گے۔ آپ کی موجودگی میں یہ معاملات طے ہو جائیں گے۔ اسی طرح۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم نے بھی سڑک پر احتجاج کیا ہے، ہمارا احتجاج وزیر اعلیٰ صاحب یا وزیر قانون کے خلاف نہیں بلکہ اس چرب زبان شیخ علاؤالدین کے خلاف ہے۔ ہم نے واک آؤٹ نہیں کیا لیکن ہم یہاں بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتی ہیں کہ شیخ علاؤالدین کو deseat کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے ان کی بات سننے دیں۔ آپ کا یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب ہم باہر گئے تھے تو ہمیں یہ issue بھی معلوم ہوا کہ ساجدہ میر صاحبہ کی قیادت میں خواتین مال روڈ پر احتجاج کر رہی ہیں۔ ہم ان کے پاس بھی گئے اور درخواست کی کہ آپ ایوان میں آکر بات کریں۔ ان کی مہربانی ہے کہ یہ یہاں پر تشریف لے آئی ہیں۔ دوسرے issue کے بارے میں آپ ایک کمیٹی بنا کر اپنے چیمبر میں بلا لیں تو ہم بیٹھ کر دونوں معاملات resolve کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: ہم بعد میں کمیٹی بنالیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو باتیں یہاں پر شیخ علاؤالدین صاحب نے کی ہیں اس پر کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تو ان کو سزا مل گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک شخص جو ایوان میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ [******] ہیں۔

جناب سپیکر: ہم نے سن لیا ہے اور اس کا notice لے لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کا ریفرنس بھیجنا چاہئے۔ اس کے لئے کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ شخص جب بھی ایوان میں آتا ہے تو ایسے ہی کرتا ہے۔ وہ شخص سارے پارلیمنٹیرینز کے لئے بدنامی کا باعث ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات جو بھی کرے گا اس کو جانا پڑے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تو اسے کوئی سزا نہیں ہے کہ آپ اسے دو دن کے لئے باہر نکال دیں اور پھر وہ اندر آجائے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ اس کے خلاف ریفرنس کیوں نہیں بھیجتے؟ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ ہمیں انصاف نہیں لے کر دیں گے تو کون لے کر دے گا؟

جناب سپیکر: بی بی! میں نے کر دیا ہے۔ جی، ندیم کامران صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 946 مورخہ 21۔جون 2012 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! شاہ صاحب جو بات کر رہے ہیں اس کی بات نہیں کی گئی ہے۔ اس بات کو انہیں دوبارہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ہمارے سامنے دو issues تھے ایک محترمہ ثمینہ خاور حیات کے بارے میں تھا اور دوسرا عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کے بارے میں تھا۔ اس کے لئے کمیٹی بنانے کا معاملہ ہے اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا protest روک نہیں سکتا، یہ آپ کی مرضی ہے۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر انہوں نے خواتین کے بارے غلط زبان استعمال کی ہے۔ یہ بڑی زیادتی ہے کہ اس ایوان میں خواتین کے بارے میں ایسی باتیں کی جائیں، ایسی زبان استعمال کی جائے اور اس آدمی کو تحفظ دیا جائے اور اس کو بچانے کی کوشش کی جائے یہ کوئی انصاف نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ ان کے احتجاج سے پہلے آپ خود اس کے خلاف action لے لیتے۔ اس کو نکال دینا کوئی سزا نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی حوا کی بیٹی کو گالیاں دے اور اسے کہیں کہ آپ کو دو دن کے لئے باہر نکال دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ ضمنی بجٹ پر بحث شروع کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر تقریر نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ راجہ طارق کیانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہان ملک!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار کامل گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی لیاقت علی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد شاہجہان خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک شمشیر حیدر وٹو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

جناب سپیکر! جس طرح سے صوبائی حکومت نے بجٹ پیش کیااور اس پر بڑی خوبصورت بحث ہوئی۔ بجٹ پر دونوں اطراف سے ممبران نے بڑی اچھی آراء پیش کیں۔ اسی طرح سے اب ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے۔ اس پر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کے جو فاضل اخراجات ہیں ان میں تعلیم اور صحت کے بجٹ کو تو استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ پنجاب حکومت نے جو فاضل اخراجات کر دیئے ہیں تو اس کا جواب پنجاب حکومت کو بخوبی دینا چاہئے اور پنجاب حکومت کو پنجاب کے عوام کو مطمئن کرنا چاہئے کہ اتنے فاضل اخراجات کیوں ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ اس وقت پنجاب پولیس کے اخراجات کو دیکھ لیں، ان کی شاہ خرچیاں دیکھ لیں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھ لیں کہ ایک غریب شخص کو انصاف کی فراہمی کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر سے پنجاب حکومت تک آنا پڑتا ہے۔ اس کو صوبائی دارالحکومت میں ایک تھانیدار کے ظلم و ستم کو ختم کرنے کے لئے آئی جی پنجاب تک peruse کرنا پڑتا ہے تب جا کر اس کی تفتیش تبدیل ہوتی ہے۔ یہ جو دو ماہ کا اتنا لمبا process ہے اس میں غریب آدمی کنگال ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو خصوصی توجہ دیتے ہوئے فی الفور پولیس آرڈر 2002 کو تبدیل کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بنیادی مراکز صحت، تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی حالت زار دیکھیں کہ ایک طرف یہ نعرہ اور راگ الاپا جاتا ہے کہ لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے اور لوگ پریشان حال ہیں تو دوسری طرف آپ حکومت پنجاب کی کامیاب ہیلتھ پالیسی کو دیکھیں کہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں لوگوں کے لئے ادویات نہیں ہیں، بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر نہیں ہیں، وہاں پر ادویات میسر نہیں ہیں، عملہ میسر نہیں ہے، لیڈی ہیلتھ ورکر اور ڈسپنسر موجود نہیں ہیں۔ میں آج ضمنی بجٹ کی بحث میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ بڑے شہروں میں لوگوں کو سہولتیں ضرور دیں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سہولتیں ضرور دیں لیکن بنیادی مراکز صحت اور دیہاتوں میں موجود ذیلی ڈسپنسریوں میں ادویات فراہم کرنا، ڈاکٹر میسر کرنا، عملہ میسر کرنا اور اُن کو حاضر رکھنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گا کہ یہاں پر ڈویژن کی سطح پر ڈویژنل پبلک ماڈل سکول موجود ہیں اور ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے اب پنجاب میں دانش سکول بنائے ہیں لیکن دیہاتوں میں موجود سکولوں کی missing facilities کا اندازہ کریں تو اچھا خاصا فرق نظر آئے گا۔ آپ کا تعلق بھی ایک دیہاتی علاقہ سے ہے لہذا آپ اپنے حلقہ سے اس چیز کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ

دیہاتوں کے بچے اور بچیوں کے سکولوں میں ابھی تک چار دیواری نہیں ہے، وہاں پر پینے کا پانی میسر نہیں ہے، وہاں پر بجلی نہیں ہے اور پنکھے بھی نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ منسٹر صاحب! جو بات یہ فرما رہے ہیں آپ اسے note کریں لیکن میرے خیال میں آپ سن نہیں رہے اور گپ شپ میں ہی مصروف ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کا ایک بار پھر شکر گزار ہوں کہ آپ نے حکومتی ارکان اور وزراء کرام کی توجہ میری طرف مبذول کرائی ہے۔ آپ پنجاب میں تعلیم اور صحت کے میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں لیکن اُس کا بجٹ proper utilize نہیں کیا جاتا۔ میرے حلقہ میں ابھی تک بہت سے بچے اور بچیوں کے سکول ایسے ہیں جہاں پر missing facilities ہیں جنہیں upgrade کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر اور ادویات میسر نہیں ہیں لہذا آپ کی وساطت سے میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر پنجاب کے محروم اور پسے ہوئے عوام کی طرف توجہ دیں تاکہ عوام آپ کے شکر گزار ہوں اور عوام یہ محسوس کریں کہ حکومت پنجاب نے کچھ deliver کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اتنا اربوں روپیہ فاضل خرچ کیا گیا ہے اس کا حساب پنجاب کے عوام مانگتے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ٹرانسپورٹ، صحت اور تعلیم کی سہولتیں بہتر کی جائیں۔ لاہور شہر میں Rapid Transit System روشناس کرایا جا رہا ہے اور CNG بسیں بھی مہیا کی جا رہی ہیں لیکن دیہاتوں والے لوگ جو تحصیل ہیڈ کوارٹر، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر یا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر تک سفر کرتے ہیں اُن کو تین تین گھنٹے سفر کرنا پڑتا ہے اور دو دو گھنٹے سڑکوں پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ آج کے ضمنی بجٹ میں حکومت پنجاب کو میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ آپ جس طرح سے بڑے شہروں کو بہتر سہولتیں مہیا کر رہے ہیں اسی طرح دیہاتوں اور تحصیل ہیڈ کوارٹر کی طرف بھی توجہ دیں تاکہ وہاں سے بھی لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بہتر مہیا ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک اہم نکتہ کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ سکولوں میں دینی اور سائنسی تعلیم کی طرف حکومت پنجاب کو خاص طور پر توجہ دینا ہو گی۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے حکومت پنجاب نے سکولوں میں سائنس کے ایجوکیٹر بھرتی کئے ہیں لیکن انہوں نے دیہاتوں میں جانا پسند نہیں کیا اور فوری طور پر سفارشی لوگ آ گئے ہیں جنہوں نے اُن کو شہروں میں ٹرانسفر کروا دیا ہے۔ ایک دیہات کے بچے کے والدین بھی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اُن کا بچہ اور بچی سائنس اور کمپیوٹر کی کلاسیں پڑھیں۔ حکومت پنجاب

اور وزیر اعلیٰ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دیہاتوں کے بچوں کو تعلیمی سہولیات میسر کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ اگلے مقرر الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب! تشریف نہیں رکھتے، میاں محمد رفیق صاحب آف ٹوبہ ٹیکھ سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حال ہی میں دو روز سے جو polarization اور دھڑے بندی ذہنوں میں موجود ہے اور جو ہنگامہ آرائی اس ایوان میں ہوئی، میں اُس پر فیض احمد فیض صاحب کے چند اشعار سے اپنی بات کو شروع کرتا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ مجھے فیض احمد فیض (مرحوم) کی قربت بھی ایک لمبے عرصے تک میسر رہی ہے اور میری تراش خراش میں بھی فیض (مرحوم) کا بہت سا حصہ ہے جس پر میں مرحوم کا بے حد مشکور ہوں اور آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔

معزز ممبران: جی، اشعار پڑھیں۔

میاں محمد رفیق: یہ دعا ہے اشعار نہیں ہیں۔ فیض صاحب (مرحوم) نے دعا بھی کی ہے جو آپ کے لئے، میرے لئے، اس ایوان اور تمام عوام کے لئے کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

آئیے ہاتھ اٹھائیں ہم بھی
ہم جنہیں رسم دعا یاد نہیں
ہم جنہیں سوزِ محبت کے سوا
کوئی بت، کوئی خدا یاد نہیں
جن کے سر منتظر تیغِ جفا ہیں ان کو
دست قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق ملے
حرفِ حق دل میں کھٹکتا ہے جو کانٹے کی طرح
آج اظہار کریں اور خلش مٹ جائے

جناب سپیکر! میں ایک بات یہ کہنا چاہوں گا کہ میں کسی کا رقیب ہوں اور نہ کسی کا حبیب ہوں۔

جناب سپیکر: نہ کسی کا رفیق ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! رفیق تو سب کا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کسی کا رقیب ہوں اور نہ کسی کا حبیب ہوں مگر حقائق پر بات کروں گا کیونکہ حقائق بولتے ہیں facts are facts ایک مؤرخ نے کہا ہے کہ تاریخ کا اپنا ایک جبر ہے جو کسی کو معاف نہیں کرتی بھلے آپ اُس پر سونے کے ورق لگا دو، بھلے چاندی کے ورق لگا دو، بھلے آپ اُس پر لوہے کے ورق لگا دو۔ یہاں دو روز سے جو ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے یا قومی اسمبلی میں ہو رہی ہے اس حوالے سے میں آپ کے توسط سے ساٹھ سال پہلے کا ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے ساٹھ سال پہلے بھی اسی طرح سے polarized تھے اور ایک ڈپٹی سپیکر کو اسی ایوان میں اسی کرسی پر انہی ممبران نے جان سے مار دیا تھا اور مجھے افسوس ہے کہ ساٹھ سال بعد بھی ہم اسی طرح سے polarized ہیں اور دھڑے بندیوں میں تقسیم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اندر conflicts and contradictions موجود ہیں، ہم اپنے اندر قومی اتفاق رائے پیدا نہیں کر سکے، ہم national issues پر بھی اکٹھے نہیں ہیں جو نہایت دکھ کی بات ہے اور میں اس حوالے سے بھارت کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ضمنی بجٹ پر بھی بات کریں کیونکہ وقت ختم ہو جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہایت ضروری تھا کیونکہ بجٹ پر تو کوئی بات بھی کی جا سکتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: very good بہت اچھا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھارت میں خود بھی گیا ہوں اور وہاں پر لیکچر دیئے ہیں اور سنے بھی ہیں اور اپنی learning بھی بڑھائی ہے لیکن ایک بات وہاں پر میں نے دیکھی کہ ہمارے جیسے بحران وہاں پر نہیں ہیں۔ وہاں پر کوئی آدمی خواہ کسی بھی پارٹی یا دھڑے کا ہو، جہاں ان کا national issue آتا ہے تو وہ لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں جو کہ بڑی خوش بختی ہے۔ ایک مثال میں انا ہزارے کی پہلے بھی پیش کر چکا ہوں کہ اس نے کرپشن کو بے نقاب کرنے کے لئے احتجاج کیا۔ وہاں پر کرپشن ہمارے جیسی ننگی چٹی نہیں ہے پھر بھی اس نے کرپشن کے خلاف نعرہ لگایا اور ایک ارب 20 کروڑ لوگ انا ہزارے کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن یہاں پر سو آدمی بھی اکٹھا کرنا انتہائی مشکل ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے نہایت معزز اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب نے ہمارے قائد ایوان کے خطاب کے جواب اور energy crisis کے حوالے سے بات کہی تھی کہ میں بھی پانی کے مسئلے

پر لوگوں کو احتجاج کے لئے باہر نکالوں گا تاکہ وہ بھی جلوس نکالیں۔ راجہ ریاض صاحب! میرے محترم دوست جو وزیر آب پاشی بھی رہے ہیں کو بخوبی پتا ہے کہ پانی کی کمی کے خلاف جو جلوس نکالا جائے گا وہ بھی مرکزی حکومت کے خلاف ہی جائے گا کیونکہ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک جرنیل نے ہمارے دریا فروخت کئے، دوسرے جرنیل نے ہمارے ڈیم freeze کر دیئے اور تیسرے جرنیل پرویز مشرف نے ہمارے تین دریا جن میں چناب، سندھ اور جہلم ہندوستان کے حوالے کر دیئے کہ بھئی ہم تو ڈیم نہیں بنا سکتے اس لئے آپ بناؤ تو ہندوستان نے 35 ڈیمز مکمل کر لئے ہیں اور 65 ڈیموں کا منصوبہ ہے جن کی وجہ سے ہمارے دریاؤں میں تو پانی ہی نہیں آ رہا۔ جب پانی نہیں آئے گا تو یہاں پر پانی کی تقسیم کیسے ہو گی؟ اس پر تحفظات تو موجود ہیں جبکہ ارسا پر بھی تحفظات ہیں اور پنجاب میں پانی کی ہونے والی distribution پر بھی تحفظات موجود ہیں کیونکہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ دریاؤں میں پانی نہیں ہے۔ مرالہ سے نکلتا ہے تو خانکی پر پانی نہیں پہنچتا۔ دریاؤں میں پانی نہ آنے کی یہ صورتحال ہماری قوم کو لڑانے کے لئے پیدا کی جا رہی ہے اور ہمارے لوگ پانی پر لڑیں گے۔ جنوبی پنجاب وسطی پنجاب سے لڑے گا اور وسطی پنجاب اپر پنجاب سے پانی کے لئے لڑائی لڑے گا کیونکہ ایسی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ یہ مرکزی حکومت کے فرائض میں شامل ہے کہ اپنے دریاؤں کے پانی کے حصول کے لئے کوشش کرے، اپنے دریاؤں پر ہونے والے ہندوستان کے قبضے کو چھڑائے، کالا باغ ڈیم بنائے جو کہ energy crisis کا حل ہے اور اس کی تعمیر سے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ورنہ اس کے بغیر آنے والے والی حکومتیں بھارت سرکار سے کہیں گی کہ "مہاراج، مہاراج دیا کرو، دیا کرو، ہمیں پانی دے دو"۔ میں ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ پیش کرتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ 2020 میں لاہور کا پانی ختم ہو جائے گا کیونکہ جب دریاؤں میں پانی نہیں آئے گا تو لاہور کا پانی کیسے رہے گا؟

جناب سپیکر! میں پولیس گردی کا ایک واقعہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ منوں آباد، مرید کے ضلع شیخوپورہ میں سہگل برادران کے فارم کے مزارعین کے مقدمات عدالتوں میں چل رہے ہیں لیکن سہگل برادران نے قبضہ گروپ کے ایک اور آدمی کو ساتھ لے کر پولیس سے "مک مکا" کیا جس نے بغیر کسی استحقاق اور بغیر کسی عدالتی حکم کے مزارعین کو بے دخل کرنے کے لئے پولیس گردی کرتے ہوئے ان کے گھروں پر حملہ کیا، مردوں اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کی، انہیں زدوکوب کیا، چار مزارعین کو اغواء کر کے لے گئے جس کی وجہ سے مزارعین عورتوں اور مردوں نے مرید کے روڈ پر احتجاج کرتے ہوئے سڑک بلاک کر دی۔ اس احتجاج میں اور لوگ بھی شامل ہو گئے تو پولیس نے اندھا

دھند فائرنگ اور شیلنگ کر دی جس کے نتیجے میں ایک راہگیر بھی مارا گیا۔ یہ پولیس کا انصاف ہے کہ خود ہی قاتل، خود ہی گواہ، خود ہی مدعی، خود ہی تفتیشی اور یہ انصاف، انصاف شرمندہ، شرمندہ ہے۔ میری اپیل ہے کہ اس حوالے سے کوئی جوڈیشل انکوائری کرائی جائے تاکہ مزارعین کو ان کا حق مل سکے اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ازالہ ہو سکے۔ پولیس نے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں کے ایک سوشل ورکر "ورکرز پارٹی" شیخوپورہ کے ضلعی صدر غلام دستگیر محبوب پر وہ قتل ڈال دیا جو کہ ان مزارعین کی امداد کرتا ہے اور عدالتوں میں ان کے مقدمات کی پیروی کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک دو باتیں رہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جلدی wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بدحالوں کا ضلع ہے جہاں پر خود سے generate کرنے کے لئے کوئی بجٹ نہیں ہے۔ پی ایف سی ایوارڈ جو 2002 میں devolution کے وقت دیا گیا وہ اتنا ناکافی ہے کہ تنخواہیں ادا نہیں ہوتیں اور تمام محکمہ جات کے دفاتر non functional بن چکے ہیں، ان کی گاڑیاں نہیں چل رہیں کیونکہ ڈیزل اور پٹرول نہیں ہے حتیٰ کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال کی ایمبولینس بھی کھڑی ہو گئی ہے جبکہ جنریٹر چلانے کے لئے انہیں ڈیزل نہیں ملتا اور مریضوں کو ادویات بھی نہیں دیتے۔ نئے upgraded سکول اور BHUs کی SNE منظور نہیں کی جا رہی جس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہے لہذا SNE منظور کی جائے، BHUs کو عملہ فراہم کیا جائے اور میں اس حوالے سے اس معزز ایوان میں کئی دفعہ agitate بھی کر چکا ہوں جبکہ اسی بجٹ تقریر میں بھی بات کہی تھی۔ اس کے علاوہ میں نے ایک فائل وزیر قانون کے ذریعے جبکہ ایک فائل وزیر تعلیم موجودہ وزیر خزانہ کے ذریعے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوائی کہ خدارا ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کہ بدحالوں اور چھوٹے کاشتکاروں کا ضلع ہے، ان کے لئے پی ایف سی ایوارڈ کو بڑھایا جائے تاکہ وہاں پر آسانیاں پیدا ہو جائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقت کافی ہو چکا ہے اس لئے تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کے notice میں لانے کے لئے مزید ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اہم بات پہلے کی جاتی ہے یابعد میں؟جلدیwind upکریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بجٹ تقاریر میں ہمارے اقلیتی ممبران میں سندھو صاحب اور دوسرے پیپلز پارٹی کی طرف سے تھے،انہوں نے یہ requestکی تھی کہ on the basis of Constitutionجس میں یہ گارنٹی دی گئی ہے کہ سب لوگ برابر ہیں تو جو مراعات مسلمانوں کو ملتی ہیں وہی اقلیتوں کو بھی فراہم کی جائیں اس لئے میں ان سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے ان کی حمایت کرتا ہوں کہ ان کے لئے رکھے گئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!ہمارا ملک زرعی ہے اور ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر ہے جو کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن زراعت کے ساتھ ہونے والا سلوک انتہائی نارواہے کیونکہ inputsجن میں کھادیں، سپرے،بیج وغیرہ اتنی مہنگی ہیں جو کہ بلیک میں فروخت ہوتی ہیں لیکن کسانوں کو اجناس کی اچھی اور مناسب قیمت نہیں ملتی۔ گنے کی صحیح قیمت نہیں ملتی اس لئے توجہ سے سنیں کہbrain drain کو روکنے کے لئے ہماری معیشت زراعت کو بہتر کرنے کے لئے جس کے ساتھ 70 فیصد آبادی کی روزی وابستہ ہے۔ ہمارے ریسرچ پر ریسرچ کے ادارے بنائے جا رہے ہیں ، بے پناہ خرچ کیا جا رہا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ محکمہ زراعت کو بہتر کرنے کے لئے ان کا service structureکیوں بہتر نہیں کیا جاتا؟ جس طرح سے لائیو سٹاک کاservice structureبہتر کیا گیا ہے،ان کو چار درجاتی ترقیاں دے دی گئی ہیں اسی طرح سے زراعت کے افسران کو بھی چار درجاتی ترقی دی جائیں تاکہ یہbrain drain ختم ہو۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ سید حسن مرتضیٰ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں ایک شعر سنانا چاہتی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ان کا شعر سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!شعر پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!Mind نہ کرنا۔

میری عرضی مان مولا
تیری اونچی شان مولا
سی ایم کو ذرا اسمبلی بلا دے
200 نہیں 2 ڈیم بنا دے
ورنہ 18۔ارب دلا دے
کیسے کیسے فلائی اوور بنائے
کیسی کیسی سڑکیں بنائیں

جناب سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے، شاہ صاحب!آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہاں ابھی بات ہو رہی تھی۔ ممبران حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب رینٹل منسٹر کو مبارکبادیں پیش کر رہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: خزانہ صاحب نہیں ہوتا، وزیر صاحب ہو سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے، وزیر صاحب خزانہ۔ انہیں مبارکبادیں دی جا رہی تھیں کہ انہوں نے بڑا اچھا بجٹ پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو 57۔ارب 15 کروڑ روپے کا ضمنی بجٹ ہے یہ گورنمنٹ کی ناکامی کا ثبوت ہے اور اس طرح کا ضمنی بجٹ حکومت کی embarrassment کا باعث بنتا ہے۔ اس ناکامی پر بھی انہیں مبارکبادیں پیش ہو رہی ہیں، اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ ابھی ضمنی بجٹ پر بات کرتے ہوئے ایک فاضل ممبر منڈا صاحب فرما رہے تھے کہ energy crisis پر قابو پانے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نے کچھ نہیں کیا۔ انہیں شاید یہ لاہور میں نظر نہیں آتا کہ Rapid Buss Service کے لئے حکومت 22,23۔ارب روپے خرچ کرتی ہے تو کیا وہ پیسا انرجی پر خرچ نہیں کیا جا سکتا تھا؟ یہاں اس ایوان کی روایت بن چکی ہے کہ اپنی ناکامیاں چھپانے کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کو الزام دیئے جاتے ہیں اور الزام تراشیوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت جو پہلے دن سے جمہوریت اور میرٹ کا راگ الاپ رہی ہے، جتنی میرٹ کی دھجیاں اس حکومت نے بکھیری ہیں شاید ہی اس کی کوئی مثال ملتی ہو۔ آج جو جنوبی پنجاب یا سرائیکی صوبے کی بات ہوتی ہے تو وہ محرومیاں ہیں۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): ہتھ چھڈ دیو، ہتھ چھڈ کے گل کرو۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ایہہ چھوٹے نوں کہو کہ انسان بن جاوے۔اے ہمیشہ مینوں disturb کر دااے۔

MR SPEAKER: Order please, no interruption.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!جنوبی پنجاب اور باقی پنجاب کے ساتھ جو زیادتیاں حکومت کرتی ہے اس کے reaction میں علیحدہ صوبوں کے مطالبے ہوتے ہیں۔ مجھے آج بھی ان لاہور کی سڑکوں سے اپنے جنوبی پنجاب کی پُھٹی کی خوشبو آتی ہے۔ میرا غریب کسان، میرا محنت کش، میرا دہقان ان سردی کی لمبی راتوں میں جاگ کر اپنی فصلوں کی پرورش کرتا ہے اور اس کی کمائی کون کھاتا ہے؟ اس کی کمائی middleman کھاتا ہے۔ کیا کیا ہے حکومت نے اس middleman کے ساتھ؟ جب گندم کی خریداری کا وقت آیا تھا تو میں نے floor پر کھڑے ہو کر یہ عرض کی تھی کہ بہت بڑی کرپشن ہونے جا رہی ہے اور اس کو روکنے کے لئے کوئی نہ کوئی سد باب کیا جائے لیکن کسی نے میری بات نہیں مانی تھی۔ آج میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ان زمینداروں اور کاشتکاروں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ایک ایکڑ کے لئے جو بوریاں مختص کی گئی تھیں کیا وہ بوریاں گندم کی پیداوار کے مطابق پوری تھیں؟ وہ انتہائی ناکافی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسان نے مجبور ہو کر آدھے داموں سستی گندم پھر اُسی آڑھتی اور middleman کو فروخت کی۔ پیسا پھر اسی دلال نے ہی کمایا۔ ہمارا background 80 فیصد rural ہے۔ ہماری economy agro based ہے اور ہم اس کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ آج اگر اس حکومت میں کوئی وزیر خوراک یا وزیر زراعت ہے تو وہ مجھے بتائے کہ کیا شوگر مل والوں کے ذمہ پیسا نہیں ہے؟

جناب سپیکر!آپ میری بات کا جواب دیں کیونکہ میں آپ سے سوال کر رہا ہوں اور آپ کی وساطت سے کر رہا ہوں۔ آج تک وہ پیسا ان کے پاس ہے اور وہ اس لئے ہے کہ وہ کرپٹ حکومت کی ملیں ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔

MR SPEAKER: No interference, no interference. Carry on please.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اِس کے حلقے سے ہر روز جلوس آئے ہوتے ہیں کہ اس نے ہمارے رقبوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: ہر روز باہر احتجاجی کیمپ لگے ہوتے ہیں اور جب کاشتکار کی بات ہوتی ہے تو یہ میرا منہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں بات کر رہا تھا کہ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ CPR کو چیک کا درجہ دیا جائے اور اس کی پندرہ دن کے اندر payment ہونے کی یقین دہانی کروائی جائے۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب کی سربراہی میں میٹنگ بھی ہوئی تھی اس میں ہمارے کین کمشنر، سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری ایگریکلچر اور ڈی سی اوز اور ان ساروں نے ensure کروایا کہ payment ہو گی لیکن آج تک کسی کاشتکار کو پیسے نہیں ملے اس لئے نہیں ملے کہ وہ مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ملیں ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دو ملیں راجہ ریاض احمد کی بھی ہیں۔

MR SPEAKER: No comments, no cross talk.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! لیکن انہیں بھی روایت قائم کرنی چاہئے کہ ہماری جو جائز بات ہو اسے تسلیم کریں۔ آج آپ میرے حلقے میں جا کر دیکھیں کہ پچھلے ADP میں میرے حلقے میں جو سڑکیں repair کے لئے ٹینڈر ہوئی تھیں، جن سکیموں کے work order ہوئے تھے، لیکن میرے صرف اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے ان پر کام نہ ہو سکا اور اب اس جون کے بجٹ سے پہلے ان کو cancel کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر آپ کی مسلم لیگ (ن) کا کوئی ایم پی اے موجود نہیں ہے وہاں سے چند آزاد جیتے ہوئے ہیں باقی لوٹے جیتے ہوئے ہیں اور آپ نے ان لوٹوں کو خوش کرنے کے لئے میرے حلقے کے ترقیاتی کام روک دیئے ہیں۔ میں آج on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ میرے جتنے کام روک لیں میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر اس ایوان میں elect ہو کر آؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کیا ہمارا حق نہیں ہے کہ ہمیں health facilities مہیا ہوں؟ میرے ضلع سے hundred and plus ڈاکٹر تعینات ہیں جو کہ pay purpose کے لئے وہاں موجود ہیں اور صرف بارہ آدمی کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ سو آدمی لاہور اور فیصل آباد کے Teaching Hospitals میں اپنے پیسے بنا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیوں یہ روّیہ رکھا جا رہا ہے اور کیوں یہ انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے؟ آپ نے تھوڑے لوٹے نہیں بنا لئے، اب آپ کو چاہئے کہ آپ ہر آدمی کے mandate کا احترام کریں۔ اس ایوان میں آنے والا ہر معزز ممبر کا اپنے حلقے اور ان کے مسائل سے تعلق ہوتا ہے اور اس کے حلقے کے مسائل اس کی اپنی سیاسی وابستگی سے ہی حل ہونے چاہئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! time is over.

جناب سپیکر: جی، carry on.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے انہیں پہلے بھی دس دفعہ کہا ہے کہ میری بات کو interrupt نہ کیا کریں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please order, be careful.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایجوکیشن کے متعلق یہاں بہت بڑے دعوے کئے جاتے ہیں اور لیپ ٹاپ تقسیم کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید پنجاب میں تعلیم کو فروغ مل گیا ہے۔ یہاں پر بجٹ میں ذکر ہوا کہ پنجاب میں باون نئے کالج بنائے جائیں گے تو میں پوچھتا ہوں کہ میرے حلقے میں جو ڈگری کالج منظور ہوا تھا اسے میرے اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے cancel نہیں کیا گیا اور اس کے لئے funds کیوں نہیں allocate کئے گئے؟ میرے حلقے کے تعلیمی اداروں میں جو missing facilities تھیں وہ میرے اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے آج تک مکمل نہیں ہو سکیں۔ یہ میرٹ اور ڈرامے بازی سب ڈھونگ ہے یہ تب تک جاری رہے گا جب تک یہ آپ کا دہرا معیار ختم نہیں ہوتا تب تک آپ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہیں گے؟

جناب سپیکر آپ کی یہ منافقانہ پالیسیاں آپ کو آئندہ الیکشن میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑیں گی۔

جناب سپیکر: جی، مجھے کہہ رہے ہیں یا گورنمنٹ کو کہہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا حلقہ نمبر بتا دیجئے گا، وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کو میرا حلقہ نمبر بھی پتا ہے اور میرا ٹیلی فون نمبر بھی پتا ہے۔ آپ کا کون سا ایک وزیر ہوتا ہے روزانہ آپ کرایہ پر وزیر لیتے ہیں اور کیا میں ہر ایک کو نمبر دیتا رہوں؟ میں ان گزارشات کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شاہ صاحب! بجٹ کی کتابیں آپ کو نہیں ملی تھیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کتابیں ملی ہیں لیکن میں نے جلد کے لئے دی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔next جناب جہانزیب وارن صاحب ہیں۔ یہ آخری مقرر ہوں گے کیونکہ اس کے بعد ٹائم ختم ہو جائے گا۔ آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔ جی، وارن صاحب!

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! شکریہ

نگاہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں سن رہا ہوں دوسری طرف سے جو باتیں کی جارہی ہیں، سوائے تنقید برائے تنقید کے ان کو کوئی اور چیز نظر نہیں آرہی۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کی بات کی اور میں یہاں پر آپ کے توسط سے ان کو یہ بات کہوں گا کہ بار بار یہ بات کرتے ہیں، جب جنوبی پنجاب کی قرار داد آئی تو ہماری طرف سے کسی ایک معزز ممبر نے بھی مخالفت نہیں کی۔ اب گیند ان کی کورٹ میں ہے اور ابھی تک یہ لوگ اس چیز پر سیاست کر رہے ہیں۔ میں ان کو یہ شیشہ دکھا رہا ہوں کہ یہ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں، یہاں آکر سیاست کرتے ہیں اور کام کچھ نہیں کرتے۔ اب جو آدمی سوتا رہے اور وہ کہے کہ میرے کام نہیں ہوئے اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ صرف تنقید برائے تنقید اور اخبارات کی زینت بننے کے لئے آتے ہیں۔ یہ دانش سکولوں کی بات کرتے ہیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ جو مدرسوں میں بچے جاتے تھے اور دہشت گرد بن کر نکلتے تھے۔ اب میں اپنے علاقے کو دیکھتا ہوں کہ وہاں پر دانش سکول میں جو بچے جارہے ہیں، چاہے ایچیسن کالج ہو، صادق پبلک سکول ہو یا گورنمنٹ کالج ہو، وہ بچے وہاں پر ان جیسی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ملک اور پنجاب کی خاطر ایک شخصیت بن کر ابھریں گے تو ان کو یہ تکلیف ہوتی ہے۔ لیپ ٹاپ کی بات کرتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوتی ہے کہ لیپ ٹاپ غریب بچوں کو مل رہے ہیں جن کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ جدید تعلیم حاصل کر سکیں، گرین ٹریکٹر کی بات ان کو نظر نہیں آتی کہ گرین ٹریکٹر وہاں کے کسان چلا رہے ہیں اور ان کو نظر نہیں آرہا ہے۔ اسی طرح میں ان کو کہوں گا کیونکہ میں نے ان کو پہلے بھی ایک دفعہ چیلنج کیا تھا اور آج بھی چیلنج کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازیخان تین ڈویژن ہیں۔ میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ ان ڈویژن میں پچھلے ساٹھ سالہ تاریخ میں اتنے کام نہیں ہوئے ہیں جتنے ان چار سالہ دور میں کام ہوئے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سارے figures لے کر بات کر رہا ہوں۔ پچھلی دفعہ بھی میرے ایک فاضل ممبر نے میرے بارے میں کہا کہ ان کو پتا نہیں ہے تو میں آج وہ ساری چیزیں لے کر آیا ہوں اور میں یہ چیلنج کر رہا ہوں کہ پچھلے ساٹھ سالہ دور میں جتنے کام ہوئے ہیں ان سے زیادہ کام ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کروائے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: پانچ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور آخر میں، میں ایک شعر ان کی نذر کر رہا ہوں کہ:

اے کاش برس جائے یہاں نور کی بارش
ایمان کے شیشوں پہ بڑی گرد جمی ہے
شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔

جناب خُرم اعجاز چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ میں ایک اعلان کر لوں؟

جناب خُرم اعجاز چٹھہ: جی۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی آج wind up کریں گے یا کل کریں گے؟ پہلے ان کی بات سُن لیں پھر اس کے بعد میں اعلان کرتا ہوں۔ جی، چٹھہ صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب خُرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا یہاں پر مرید کے، شیخوپورہ کی ایک بات ہو رہی تھی میاں رفیق صاحب نے اپنی ضمنی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا۔ میں اس حوالے سے یہ add کرنا چاہوں گا کہ واقعی وہاں پر ہمارے حلقے میں سہگل فارم ہے اور ان کے مزارعین کا آپس میں بہت سالوں سے زمین کا ایک تنازع چل رہا تھا جس دن یہ واقعہ ہوا واقعی پولیس والوں نے ان مزارعین پر دھاوا بولا اور اس کے reaction میں ان لوگوں نے، ان مزارعین نے کئی گھنٹے جی ٹی روڈ کو بلاک کئے رکھا۔ وہاں پر احتجاج کے دوران ایک مسافر آدمی قتل ہوا اور ایک پولیس والا قتل ہوا تو میں یہ request کروں گا کہ یہ بات واقعی بہت اہم ہے اور اس حوالے سے proper investigation ہونی چاہئے اور جو لوگ بھی اس میں ملوث ہیں، وہاں پر کیوں دھاوا بولا گیا

اور کیوں یہ سارا کام ہوا، کیوں لوگ مرے؟اس کی proper investigation کے بعد جو لوگ بھی guilty ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، منسٹر صاحب! wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے کچھ کام کرنے دیں گے یا نہیں؟ مہربانی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے آدھا منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر میں جو بات کر چکا ہوں میرے فاضل دوست چٹھہ صاحب نے بھی جو بات کی ہے سہگل فارم کے مزارعین پر جو ظلم وزیادتی ہوئی اور پولیس نے وہاں پر غیر قانونی طور پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لئے میرا یہ مطالبہ ہے کہ عدالتی تحقیقات کرائی جائیں۔ عدالتی انکوائری ہونی چاہئے پولیس سے انکوائری کرانا انصاف نہیں ہوگا۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب اس کا اپنے طور پر نوٹس لیں۔ سندھو صاحب! آپ نے لکھا ہے، کیا آپ نے ان کی بات سُنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چٹھہ صاحب نے جو بات کی ہے کیا آپ نے سُنی نہیں ہے؟ چٹھہ صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہیں ذرا ان سے رابطہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخوپورہ والی بات کی ہے جو میاں رفیق صاحب نے بھی اپنی تقریر میں کی ہے میں نے نوٹ کی ہے۔ میں ان سے مل بھی لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے ممبران کا اور Treasury Benches کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ تقریر میں حصہ لیا اور اس پر سیر حاصل گفتگو کی۔

جس طرح انہوں نے یہاں پر کہا اور بہت سارے issues پر بات ہوئی، کچھ ضمنی بجٹ سے related issues پر بات ہوئی اور کچھ overall ہمارے ممبران نے بات کی۔اس میں انرجی کے حوالے سے بہت زیادہ بات کی گئی، بجلی کے حوالے سے بات کی گئی میں نے بجٹ تقریر میں بھی بات کی تھی اور ہمارے قائد ایوان جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بھی اس دن یہاں تقریر کی تھی تو اس میں انہوں نے بہت تفصیل سے energy crisis پر بات کی اور بجٹ کی wind up speech میں بھی اس پر بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید کچھ کہنا، بار بار ہم انہی چیزوں کو repeat کر رہے ہیں اور اس میں جو بھی زیادتیاں وفاق کی طرف سے حکومت پنجاب کے ساتھ، پنجاب کے لوگوں کے ساتھ کی جا رہی ہیں اور جس بدترین لوڈ شیڈنگ سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں تو اس پر میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہوں گا یہ بجٹ تقریر اٹھائیں اور اسے دیکھیں ۔ اس کے علاوہ یہاں پر ضمنی گرانٹس کے طریق کار کے حوالے سے موجودہ بجٹ میں23۔ارب روپے technical supplements تھے جبکہ ضمنی بجٹ میں 34۔ارب روپے تنخواہوں میں اضافہ کے لئے رکھے گئے تھے۔

جناب سپیکر: وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا!اس میں جو انہوں نے کہا۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ wind up speech ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ wind up speech ہی کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر دو دن speech ہونا ضروری ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): نہیں، کوئی ضروری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، میں جواب دے دوں گا وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ جی، Its not necessary.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح نولاٹیا صاحب فرما رہے ہیں کیونکہ میں نے ابھی یہ points لکھے تھے اور اس پر in detail یہ جواب چاہ رہے ہیں مگر یہاں پر نولاٹیا صاحب نے جو بات کی ہے اس میں، میں ان کو یہی کہوں گا کہ ضمنی گرانٹس کے جو releases تھے اس میں کسی قسم

کے rules کو violate نہیں کیا گیا جو یہاں پر یہ بات اس بارے میں کر رہے تھے تو میں یہاں پر یہی کہوں گا کہ۔۔۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! ان کی assistance کے لئے ایک بندہ بلا دیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): مجھے کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس سلسلے میں points لکھے ہوئے ہیں کیونکہ normally اس طرح سے نہیں ہوتا، جب ممبران یہاں پر تقریریں کرتے ہیں تو same day wind up نہیں ہوتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! مجھے بھی دس سال ہو گئے ہیں لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ضمنی بجٹ پر ایک دن بحث ہوئی ہو۔ اس سلسلے میں یا تو مجھے کوئی rule بتا دیں۔ اس کے بعد یہ up speech wind کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ میرے چیمبر میں آ جائیں، میں آپ کو بتاؤں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے دس سال ہو گئے ہیں لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ضمنی بجٹ پر ایک دن بحث ہوئی ہو۔ اس پر بحث کے لئے کم از کم دو دن دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو بتاؤں گا کل آپ Cut Motions بھی دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وہ wind up کر لیں گے پھر آپ مجھے بتائیں گے یا تو آپ مجھے rule بتا دیں۔

جناب سپیکر: ان کو relevant portion پڑھ کر سنا دیں۔(2)147 .Rule No

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں نے پڑھا ہے، میں سنا دیتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ maximum دو دن کے لئے general discussion on supplementary budget ہونی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ایوان کے کچھ precedents بھی موجود ہیں۔ اس میں maximum دو دن تو لکھا ہوا ہے آپ اس maximum والی کو release نہیں کرتے، آپ دو دن سے زیادہ نہیں کرا سکتے۔

جناب سپیکر: Advisory Committee میں ہمارا یہ فیصلہ ہوا تھا اور ہم نے ٹوٹل اس کے لئے چھ دن مقرر کئے تھے۔ سالانہ بجٹ پر عام بحث کے سلسلے میں ایک دن بڑھا دیا گیا تھا۔ ہم نے آپس میں بیٹھ کر یہ طے کر لیا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! انڈیا میں چالیس دن تک بحث ہوتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: انڈیا بہت بڑا ملک ہے اور آپ کا ملک چھوٹا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم 1100۔ارب روپے منظور کرانا چاہتے ہیں اور اس پر آپ ممبران کو دو دِن بات بھی نہیں کرنے دے رہے۔

جناب سپیکر: آج تو ان کو بات کرنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس سلسلے میں rule تو بتائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آپ اس سلسلے میں متعلقہ rule پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! نولاٹیا صاحب جس طرح سے بات کر رہے ہیں، بات اس طرح نہیں ہے تھوڑی سی ان کو misunderstanding ہو رہی ہے۔رول 147 میں یہ لکھا ہے کہ:

> **Supplementary Budget:** The procedure for dealing with supplementary estimates of expenditure and excess demands shall, as far as possible, be the same as prescribed for the budget, except that if, on a demand for a supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new purpose are available by re-appropriation, a demand for the grant of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available.

جناب والا! اس کا دوسرا پارٹ ہے جس کو یہ تھوڑا سا mysterious بنا رہے ہیں۔اس میں صرف یہ لکھا ہے کہ not more than two days یہ نہیں لکھا کہ دو دن کے لئے ہونی چاہئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! رول کون سا ہے؟

جناب سپیکر: رول (2)147 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا!اس میں یہی لکھا ہے اور یہ بڑا clear ہے بلکہ crystal clear کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں رول 147 پڑھتا ہوں۔

The procedure for dealing with supplementary estimates of expenditure and excess demands shall, as far as possible, be the same as prescribed for the budget

اس کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر: آگے پڑھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جی میں پڑھ رہا ہوں۔

Except that if, on a demand for a supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new purpose are available by re-appropriation, a demand for the grant of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available.

جناب والا!اصل میں بات یہ ہے کہ اس میں جو prescribe ہے، وہ mandatory ہے اس میں discretion کوئی نہیں ہے یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ:

Excess demand shall, as far as possible, be the same as prescribed for the budget.

بجٹ سے متعلقہ جتنی شقیں ہیں وہ سب یہاں لاگو ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا!اس کو میں نے پڑھ دیا ہے۔اب اس کے آگے لکھا ہے کہ .Not more than two days

جناب سپیکر: دس منٹ کے لئے وقت بڑھادیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! یہ بحث آدھا دن بھی ہو سکتی ہے ایک دن بھی ہو سکتی ہے صرف یہ لکھا ہے کہ Not more than two days. صرف اتنی سی بات ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ دو دن کیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ میری بات کو صرف سن لیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> Not more than two days shall be allotted for general discussion on the Supplementary Budget.

یہ کہہ رہے ہیں کہ دو دن سے زیادہ نہیں رکھے جا سکتے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! آپ میری بات سنیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟

جناب سپیکر: کہاں پر یہ پابندی ہے کہ ایک دن میں اس بحث کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ دو دن سے کم نہیں رکھے جا سکتے۔

MR SPEAKER: Let him wind it up.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): وزیر خزانہ صاحب! اٹھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ میری بات کو صرف سن لیں۔

جناب سپیکر: پتا آپ کو بھی ہے، سمجھ آپ بھی گئے ہیں اور جان بوجھ کر ایسے کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ پوری بات نہیں سمجھ رہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

On the demand for a grant of token cut motion.

MR SPEAKER: Order please. Order please. (Interruptions)

کورم کی نشاندہی

رائے محمد شاہجہان خان: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، بجٹ میں انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ کورم point out نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ ان کا حق ہے۔ اب انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔ کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئی)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ہماری معزز خواتین ممبران نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے اور وہ باہر بیٹھی ہیں ان کو بھی گنتی میں شمار کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس وہ کون سا قانون ہے، ذرا مجھے دکھائیں۔ آپ ان کو کیوں نہیں لاتے؟

سید زعیم حسین قادری: انہوں نے کل والے معاملے پر بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس کے لئے کمیٹی بنائی ہے، بیٹھ کر اس پر بات کریں گے اس کے بعد بات آگے چلے گی۔ کورم پورا نہیں ہے لیکن میں پہلے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل تو نہیں ہوئی، یاد رہے کہ کل مورخہ 23۔ جون 2012 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی، cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 23۔ جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1057

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔جون2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011

ضمنی مطالبات زر برائے سال12-2011 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر1

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9کروڑ،93لاکھ،74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 کے صفحات 1تا8 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر2

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3کروڑ،35لاکھ،98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے صفحات9تا11 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر3

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو،86لاکھ،25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 کا صفحہ12 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر4

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو27کروڑ،4لاکھ،49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کے صفحات13تا19ملاحظہ فرمائیں۔

1058

مطالبہ نمبر5

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو7کروڑ،59لاکھ،13ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کے صفحات20تا21ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر6

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو1۔ارب ،14کروڑ، 65لاکھ،63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کے صفحات22تا33ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر7

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو72کروڑ، 14لاکھ،15ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کے صفحات34تا39ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر8

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو7۔ارب،20کروڑ، 72لاکھ،93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کے صفحات40تا95ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر9

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ،56لاکھ،75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''عجائب خانہ جات'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات96تا97لاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر10

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6۔ارب ،38کروڑ، 62لاکھ،52ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''تعلیم'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات98تا125ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر11

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6۔ارب،25کروڑ، 93لاکھ،79ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''خدمات صحت'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات126تا191 ملاحظہ فرمائیں۔

1059

مطالبہ نمبر12

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو31کروڑ،81لاکھ،24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''صحت عامہ'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 کے صفحات192تا 203 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر13

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو4کروڑ،58لاکھ،20ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''ماہی پروری'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات204تا205ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر14

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو1کروڑ،59لاکھ، روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسےاخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2012کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''امدادباہمی'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کا صفحہ206ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر15

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو50کروڑ،59لاکھ، 84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''صنعتیں'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات207تا212ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر16

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو29کروڑ،10لاکھ، 45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''متفرق محکمہ جات'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات213تا229ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر17

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو15کروڑ،91لاکھ ،32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''سول ورکس'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات230تا238ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر18

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو19کروڑ،2لاکھ،ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''مواصلات'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے صفحات239تا247ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر19

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9کروڑ، 33لاکھ،90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات248تا249 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر20

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو1۔ارب،92کروڑ،69لاکھ، 68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''ریلیف'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات250تا255ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر21

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10۔ارب،99کروڑ،38لاکھ ،23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''پنشن'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کا صفحہ256ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر22

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو94لاکھ ،97ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات257تا258ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر23

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو19۔ارب،11کروڑ،62لاکھ ،54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''متفرقات'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کا صفحات259تا332ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر24

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6کروڑ،29 لاکھ،47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''غلے اور چینی کی سرکاری تجارت'' برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات333تا340 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر25

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو81کروڑ،83لاکھ،56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''تعمیرات آبپاشی''برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات341تا346 ملاحظہ فرمائیں۔

1061

مطالبہ نمبر26

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''افیون برداشت''کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کا صفحہ347ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر27

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''رجسٹریشن''برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کا صفحہ348ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر28

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''دیگر ٹیکس ومحصولات''برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات349تا352ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر29

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''انتظام عمومی''برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات353تا377ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر30

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''نظام عدل''برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات378تا391ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر31 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے صفحات392تا409 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر32 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے صفحات410تا420ملاحظہ فرمائیں۔

1062

مطالبہ نمبر33 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے صفحات421تا422ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر34 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کا صفحہ423ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر35 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوروں اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال-2011 12کاصفحہ424ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر36 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے صفحات425تا727 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر37

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کا صفحہ728ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر38

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات729تا730ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر39

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات731تا765ملاحظہ فرمائیں۔

1063

مطالبہ نمبر40

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات766تا802 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر41

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011کے صفحات803تا806ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر42

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011کا صفحہ807ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال12-2011ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال12-2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

1065

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

ہفتہ،23۔جون2012

(یوم السبت،2۔شعبان المعظم1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَ
هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ
فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤

سورۃ الحَدید آیات1تا5

جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے(1) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ (وہی) زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے(2) وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے(3) وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی اور جو اس کی طرف چڑھتی ہے سب اس کو معلوم ہے اور تم

جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے(4)آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور سب امور اُسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں(5)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ میری تو ساری بہار آپؐ سے ہے
میں بے قرار تھا میرا قرار آپؐ سے ہے
میری تو ہستی ہی کیا ہے میرے غریب نواز
جو مل رہا ہے مجھے سارا پیار آپؐ سے ہے
سیاہ کار ہوں آقاؐ بڑی ندامت ہے
قسم خُدا کی یہ میرا وقار آپؐ سے ہے
کہاں وہ ارض مدینہ کہاں میری ہستی
یہ حاضری کا سبب بار بار آپؐ سے ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اس سے پیشتر کہ میں تحاریک استحقاق کی طرف بڑھوں، میں رانا محمد افضل اور ملک احمد علی اولکھ سے کہوں گا کہ وہ جائیں اور ہماری ان معزز خواتین ممبران کو ایوان میں لے کر آئیں جو کہ بائیکاٹ کر کے بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے آج کمیٹی کی میٹنگ call کی تھی لیکن اس کے ممبران ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ ہمیں درمیان میں اگر وقت ملا تو ہم بیٹھ کر ان معزز خواتین کی بات کا جائزہ لیں گے۔آپ جا کر معزز خواتین ممبران کو کہیں کہ وہ اس وقت ایوان میں تشریف لے آئیں اور کارروائی میں حصہ لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر رانا محمد افضل اور وزیر زراعت ملک احمد علی اولکھ
معزز خواتین ممبران کو واپس لانے کے لئے ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر21 ہے۔کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: ابھی پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

ڈی ایس پی اور انسپکٹر تھانہ ماڈل ٹاؤن بورے والا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ روّیہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 15۔جون2012 کو میرے پارٹی ورکر باؤ بھٹی کی دوہمشیران کی امجد ٹاؤن بورے والا میں باراتیں آئیں۔ باراتوں کی آمد پر آتش بازی کا گولہ چلانے والے شخص نے ہوا میں گولہ فائر کیا۔ جو بد قسمتی سے رُخ تبدیل کر کے محلے کے ایک معصوم بچے کی موت کا سبب بن گیا۔ گھر والوں نے اس گولہ چلانے والے شخص کو موقع پر پکڑ لیا اور پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی جس پر اس شخص کو پولیس والوں کے حوالے کر دیا گیا۔ڈی ایس پی مظہر وٹو اور شاہد عباس شیرازی انسپکٹر ماڈل ٹاؤن بورے والا نے دُلہن کے گھر آئے ہوئے مہمانوں میں سے تقریباً 17/16 افراد جن کا تعلق دُلہن والوں سے تھا،

اُن کو گرفتار کر لیا اور پولیس نے جاتے ہوئے گھر میں دُلہن کے کمرے میں داخل ہو کر جامہ تلاشی لینا شروع کر دی اور باراتیوں کو بھی کھانا کھانے سے سختی سے منع کر دیا اور بے ہودہ زبان استعمال کرتے ہوئے گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔اس دوران میں موقع پر پہنچا اور میں نے ڈی ایس پی مظہر وٹو اور شاہد عباس شیرازی انسپکٹر کو چادر اور چار دیواری کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی نفری کو دُلہنوں کے کمرے سے باہر نکالنے اور باراتیوں کو کھانا کھلانے کے لئے کہا۔ میری اس بات پر ڈی ایس پی مظہر وٹو اور شاہد عباس شیرازی نے میرے حلقہ کی تمام عوام کے سامنے انتہائی بدتمیزی کی اور گستاخانہ لہجے میں مخاطب ہو کر کہا کہ ایک پولیس آفیسر کے سامنے بولنے کے آداب سیکھو اور اپنی "ٹون" ٹھیک کرو۔ ہمیں تو یہ بھی اختیارات ہیں کہ دونوں دُلہوں اور ان کے والد کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ میں نے ڈی پی او وہاڑی کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ اس کی مداخلت سے باراتیوں کو کھانا کھلایا گیا اور دُلہنوں کے کمرے سے پولیس نفری کو باہر نکالا گیا۔ اسی دوران دونوں افسران ڈی ایس پی مظہر وٹو اور شاہد عباس انسپکٹر نے مجھے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں کہ ہم نے آپ جیسے کئی ایم پی اے دیکھے ہوئے ہیں۔ آپ کو اس مداخلت پر سبق ضرور سکھائیں گے۔ ڈی ایس پی مظہر وٹو اور شاہد عباس انسپکٹر دونوں کے ہتک آمیز رویّہ اور سنگین نتائج کی دھمکیوں کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران پاکستان مسلم لیگ (ن) واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: Welcome back جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 2012/21 کے سلسلہ میں جواب آیا ہے وہ یہ ہے کہ:

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ تحریک استحقاق مقدمہ نمبر 12/203 مورخہ 12-06-15 بجرم 302، 147، 149 ت پ تھانہ سٹی بورے والا کے متعلق ہے۔ مقدمہ کے مختصر حالات اس طرح ہیں کہ مدعی مذمل حسین ولد رحمت علی قوم راجپوت سکنہ امجد ٹاؤن گلی نمبر 5 بورے والا نے ایک تحریری درخواست دی کہ وہ گلی نمبر 5 امجد ٹاؤن بورے والا کا سکونتی ہے۔ اس کے والدین وفات پا چکے ہیں۔ اس کے ہمراہ برادرم فہد حسین ولد رحمت علی قوم راجپوت ایک ہی گھر میں رہے ہیں۔ مورخہ 12-06-15 بوقت ساڑھے 12 تقریباً ایک بجے دن وہ اور برادرم گھر سے باہر بارات ارشد و غلام

مصطفیٰ پسران محمد حسین اقوام راجپوت بھٹی ساکنان چک نمبر EB/571 سنہری والا کی آواز سن کر آیا تو دیکھا کہ مسمی غلام عباس کے ہاتھ میں کافی مقدار میں گولہ بارود موجود تھا۔ مسمیان محمد صدیق، بشارت علی ولد سراجدین، نذیر احمد، عامر، محمد شعبان، بشارت علی ولد مختار احمد، اعجاز، ارشد، محمد حنیف، غلام رسول اور محمد ادریس آتش بازی گولہ بارود بہیمانہ انداز سے چلا رہے تھے۔ اس نے ہمراہ گواہان و دیگر معززین دونوں دلہاارشد و غلام مصطفیٰ پسران محمد حسین اور مسمی محمد حسین ولد ارشد وغیرہ سے کہا کہ مسمیان محمد صدیق وغیرہ کو آتش بازی چلانے سے منع کریں کیونکہ جانی نقصان کا خطرہ ہے۔ منع کرنے پر ارشد وغیرہ نے برا منایا۔ مسمی غلام عباس ولد محمد رمضان قوم تیلی سکنہ EB/571 سنہری والا جس کے ہاتھ میں کافی مقدار میں گولہ بارود تھا اس نے تمام گولہ بارود کو آگ لگا کر سائل و برادرم فہد حسین و دیگر مجمع کی طرف چھوڑ دیا۔ گولہ بارود برادرم فہد حسین کے سینے کے نیچے لگا جس پر برادرم خون میں لت پت نیچے گرا اور زخموں کی تاب نہ لاکر موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ موقع پر کافی افراد متاثر ہوئے فہد حسین برادرم کو ہمراہ گواہان اور دیگر اہل محلہ فوری طور پر ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا لے گئے جہاں پر موجود میڈیکل آفیسر نے فہد حسین کی موت کی تصدیق کر دی جس پر مقدمہ مندرجہ بالا درج رجسٹرڈ ہوا۔ وقوعہ بالا کی اطلاع پاکر ڈی ایس پی / ایس ڈی پی او مظہر احمد وٹو موقع پر پہنچا تو وہاں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب ایم پی اے کو موجود نہ پایا۔ ڈی ایس پی / ایس ڈی پی او مظہر احمد وٹو اور سردار خالد سلیم بھٹی ایم پی اے صاحب کا آمنا سامنا ہوا، ان کے درمیان کسی قسم کے مذاکرات ہوئے اور نہ ہی کوئی بات چیت ہوئی لہذا یہ غلط ہے کہ مظہر احمد وٹو ڈی ایس پی بورے والا نے لوگوں کے سامنے ایم پی اے صاحب سے گستاخانہ لہجے میں بات کی، یہ بھی غلط ہے کہ پولیس نے چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا، یہ بھی غلط ہے کہ پولیس کی نفری دلہن کے کمرے میں داخل ہوئی اور وہاں کی تلاشی لی، یہ بھی غلط ہے کہ ڈی ایس پی مظہر احمد وٹو اور شاہد عباس انسپکٹر نے ایم پی اے صاحب کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں اور ایم پی اے صاحب کے ساتھ گستاخانہ روّیے میں مخاطب ہوئے۔ تفتیش مقدمہ ہذا جاری ہے مدعی و گواہان وقوعہ نے اپنے اپنے بیان حلفی بھی دیئے ہیں جن کو مسل کا حصہ بنایا گیا ہے۔ ملزمان کے کردار کا تعین کیا جا رہا ہے۔ تفتیش مقدمہ میرٹ پر کی جا رہی ہے جلد از جلد اصل ملزمان کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے مقدمہ کو حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔ تحریک استحقاق عنوان بالا میں لگائے گئے الزامات بے بنیاد ہیں۔ یہ جواب ان کی طرف سے آیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی کہانی سن لی ہے لیکن بات تو یہ ہے کہ معزز ممبر کو انہوں نے جو کہا وہ آپ کے علم میں لائے ہیں۔ آپ خود بھی ایک وکیل ہیں آپ کو بھی معلوم ہے کہ کوئی بات جب statement at bar ہو تو اس پر کورٹ کیا کرتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ جواب ان کی طرف سے آیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا میں معزز ممبر سے یہ کہوں کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ محکمہ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کیا کہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ نے جو خواتین بائیکاٹ پر تھیں انہیں بلانے کے لئے ہمیں بھیجا تھا۔ میری ان سے بات چیت ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے ایک genuine ground پر احتجاج کیا کہ آج خواتین کے role کے بارے میں press میں بہت کچھ آ رہا ہے اور چینلز پر آ رہا ہے۔ ان خواتین نے جو احتجاج کیا ہے وہ ایک خاص خاتون کے بارے میں کیا ہے کہ ان کی زیادتی کی وجہ سے ہم سب کی بدنامی ہوئی ہے۔ آپ ان پر action لیں۔ بہر حال میں نے ان سے کہا کہ آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا ہے سپیکر صاحب اس پر مناسب فیصلہ کریں گے۔

جناب سپیکر: ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اس کمیٹی کی میٹنگ آج ہونی تھی، میں ساڑھے نو بجے سے اپنے office میں بیٹھا ہوں۔ میں نے انتظار کیا کہ وہ تشریف لائیں لیکن وہ تشریف نہیں لائے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہماری درخواست پر خواتین ایوان میں تشریف لے آئی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی بہت مہربانی بہت شکریہ

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اجلاس میں تحاریک استحقاق آتی ہیں اور جو بھی معزز ممبر تحریک پیش کرتا ہے اس میں ایک جملہ لکھا ہوتا ہے کہ میرا نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوتی ہے، وہاں کارروائی کے بعد پورے ایوان کو پوچھے بغیر یا اپنی مرضی سے اس بندے کو جس کے اوپر responsibility fix ہونی ہے، جس نے توہین کی ہوتی ہے نہ صرف ایک ممبر کی بلکہ ایک سسٹم کی توہین کی ہوتی ہے پورے ایوان کی توہین کی ہوتی ہے وہ بندہ خاموشی سے وہاں کمیٹی میں آتا ہے اور معذرت کرتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے۔ I think its not fair. ایک بندہ جو سسٹم کے ساتھ زیادتی کرتا ہے اور ایک ممبر کی توہین کرتا ہے اب یہ تماشا بند ہونا چاہئے اور جو ممبر تحریک استحقاق لے کر آتے ہیں وہ یہ سوچ کر لائیں کہ اگر ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر نیچے اس بندے سے bargaining کر کے معاف کر کے نہیں بھیجیں گے۔ اس کے بعد جب responsibility fix ہو، جب بھی اور جس شعبہ میں بھی responsibilities fix ہونا شروع ہوں گی تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ کسی کو زیادتی کرنے کی جرأت ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب وقت آ گیا ہے کہ ہم responsibilities fix کریں، 65 سال سے اس ملک میں اور اس کے اداروں میں بربادی ہو رہی ہے اب ہر ایک کو اپنی حدود میں رہنا چاہئے اور میرے کسی معزز بھائی اور ساتھی ایم پی اے کے ساتھ بات کرتے ہوئے سرکاری ملازم کو یہ سوچنا چاہئے کہ:

He is a servant of the nation. He is not a ruler of the nation. I think its not fair.

میں اس پر as a political worker بڑا clear اور convince ہوں۔ آئندہ میں اپنے معزز بھائیوں کو بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر تحریک استحقاق یہاں پر لانی ہے تو پھر نیچے bargaining نہ کی جائے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ استحقاق کمیٹی اس ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل ہے۔ اس میں case پیش ہوتے ہیں اس کے بعد ان کی رپورٹ بھی ایوان میں پیش ہوتی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! چودھری عبدالغفور صاحب نے بڑی خوبصورت اور منطقی بات کی ہے۔ اس ایوان میں ایک تحریک استحقاق آتی ہے اس کے بعد یہ ایوان اتنا متحرک ہو جاتا ہے کہ وہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کئی میٹنگز میں اس پر بات چیت ہوتی ہے۔ میں اس وقت ضابطے کی بات تو نہیں کر سکتا لیکن گزارش کر سکتا ہوں کہ کسی بھی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے اسمبلی کی اتنی involvement کے بعد جیسا کہ چودھری عبدالغفور صاحب نے کہا کہ system کی involvement کے بعد ممبر صوبائی اسمبلی کا استحقاق ختم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے طور پر کسی کو معاف کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی تحاریک استحقاق غیر نتیجہ رہتی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ چودھری عبدالغفور صاحب کی اس بات کو پذیرائی بخشیں اور اس پر کوئی موثر حکمت عملی طے ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ وزیر قانون ایک چٹھی جاری کریں اور آرڈر کریں کہ اگر مظاہرے کے دوران کسی کا فون آئے تو وہ ضرور فون attend کریں اور فوری طور پر action لیا جائے۔

جناب سپیکر: کیسی چٹھی؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آئی جی کو ایک چٹھی لکھی جائے اور آرڈر کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہاں سڑکوں پر جو مظاہرے ہوتے ہیں تو ہم لوگ جب پولیس والوں کو فون کرتے ہیں تو وہ موقع پر نہیں پہنچتے اس لئے بہتر یہ ہے کہ وزیر قانون فوری طور پر پولیس والوں کو ایک چٹھی جاری کریں جس میں ہدایت دی جائے کہ اگر کوئی پارلیمنٹیرین آپ کو call کرتا ہے تو فوری طور پر action لیا جائے اور اس کی ایک ایک کاپی تمام ممبران کو بھی بھیجی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جو فرمایا ہے اس حوالے سے پہلے ہی ہدایات جاری ہیں کہ جب بھی کوئی ممبر کسی آفیسر کو فون کرے اور اگر وہ اس وقت کسی میٹنگ میں موجود ہیں تو فارغ ہو کر وہ آفیسر انہیں ring back کریں۔ اس کے علاوہ 15 کے حوالے سے بھی standing instructions ہیں۔ اس کی مزید بہتری کے لئے اگر آپ چاہتے ہیں تو ابھی وزیر قانون صاحب آئیں گے تو ان سے مشورہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آرڈرز کئے گئے ہیں ان کی ایک ایک کاپی ہمیں بھی بھجوا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کی تو call سننے کی بات ہے، ان کو کاپی کی کیا ضرورت ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ایک ایک کاپی تمام ممبران اسمبلی کو دی جائے کہ یہ letter issue ہوا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار جن کی ہے وہ suspend ہیں۔ دوسری تحریک التوائے کار 38/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

مینٹل ہسپتال لاہور کا بند دروازہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے کہ بحوالہ اخباری خبر "فنڈز کا اعلان"، دماغی ہسپتال میں تعمیراتی کام شروع نہ ہو سکا، قدیم دروازہ تاریخی ورثہ قرار، معاملہ وزارت خزانہ اور آثار قدیمہ میں گھومنے لگا۔ یہ خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ برائے دماغی امراض جو کہ جیل روڈ پر واقعہ ہے کے داخلی دروازے، اس سے ملحقہ عمارت اور سامنے والی دیوار کو قدیم اور تاریخی

اہمیت کا حامل ہونے کے باعث حکومت پنجاب محکمہ اطلاعات وثقافت و امور نوجوانان نے جولائی 2010 میں ایک آرڈیننس برائے خصوصی عمارات محفوظ 1985 کے تحت ایک محفوظ عمارت قرار دیا تھا۔ محکمہ آثار قدیمہ نے اس محفوظ عمارت بر مشتمل داخلی دروازہ ملحقہ عمارت اور سامنے والی دیوار کی فوری مرمت تزئین وآرائش اور اس کو اس کی اصلی حالت میں بحالی کے لئے 5.2 ملین کا ترمیمی تخمینہ تیار کر کے ہسپتال کی انتظامیہ Executive Director کو فنڈز کی فراہمی کے لئے جولائی 2011 کو بھجوایا جس سے انتظامیہ ہسپتال نے PC-I کی صورت میں محکمہ صحت کو باقاعدہ فنڈز کی منظوری کے لئے بھیجا۔ محکمہ صحت سے محکمہ آثار قدیمہ کو حتمی انتظامی منظوری 30۔دسمبر 2011 کو ملی۔ Director PIMH Executive کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ متعلقہ محکمہ جب تک تخمینہ منظور نہ کر دے اور انتظامی منظوری جاری نہ کر دے کام شروع نہیں کیا جا سکتا۔ محکمہ آثار قدیمہ نے انتظامی منظوری اور فنڈز کی منظوری کے بعد طے شدہ طریقہ کے ذریعے ٹھیکیدار کو کام allot کر دیا گیا ہے اور کام جاری ہے۔ ہسپتال کے داخلی دروازے اور اس کی ملحقہ عمارت میں دماغی مریضوں یا ان کے لواحقین کے لئے کوئی شعبہ قائم نہیں لہذا دماغی مریضوں کا شدید اضطراب اور غم وغصہ ناقابل فہم ہے۔داخلی دروازے کی مرمت کا کام رواں مالی سال کے آخر تک مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا گیا اس لئے یہ of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار کے محرک بھی suspend ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 280/2012 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اور سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی جانب سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی of dispose کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 291/2012 محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی of dispose کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 293/2012 کیا اس کا جواب آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن محرک نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 313/2012 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 336/2012

چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر363/2012 جناب طاہر اقبال چودھری، ڈاکٹر سامیہ امجد، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر617/2012 سید حسن مرتضٰی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار ہیں وہ suspend ہیں۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر632/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے اس کا جواب آنا تھا۔جی، پارلیمانی سیکرٹری قانون!

نیو انارکلی لاہور میں واقع حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے مکان اور چلہ گاہ پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کا جواب آگیا ہے۔ بمطابق ریکارڈ پراپرٹی 138 واقع انارکلی لاہور برقبہ تعدادی 19 مرلہ پر مشتمل چلہ گاہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ، مسجد، قبور، دکانات و مکانات بذریعہ گزٹ نوٹیفکیشن نمبر 66/Auqaf (536(3) مورخہ 19۔اپریل 1961 محکمانہ تحویل میں لی گئی اور دکانات و مکانات کا قبضہ حاصل کرتے ہوئے موجودہ قابضین سے کرایہ وصول کرنا شروع کر دیا۔ شیخ محمد جہانگیر نامی شخص نے محکمانہ نوٹیفکیشن کے خلاف ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ ڈسٹرکٹ جج لاہور نے اپنا فیصلہ مورخہ 16-04-1970 کے تحت پراپرٹی مذکورہ کو غیر وقف قرار دے دیا۔ محکمہ اقاف نے ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ مورخہ 16-04-1970 کے خلاف لاہور ہائیکورٹ لاہور میں FAO No.99/1970 دائر کی جس کا فیصلہ مورخہ 08-07-1980 کے تحت عدالت عالیہ نے ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ لاہور ہائیکورٹ لاہور کے اس فیصلہ کے خلاف محکمہ اوقاف نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں سول پٹیشن نمبر 1410/1980 کے تحت اپیل دائر کی۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے فیصلہ مورخہ 15۔نومبر 1980 کے تحت پراپرٹی مذکورہ کو وقف مقاصد کے زمرہ میں استعمال نہ ہونے کی وجہ سے غیر وقف قرار دے دیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ مورخہ 15۔نومبر 1980 کی روشنی میں

چلہ گاہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کو محکمانہ تحویل میں لئے جانے کی بابت جاری نوٹیفکیشن بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 66/Auqaf(536)3 مورخہ 80-12-24 واپس لے لیا گیا ہے اور پراپرٹی مذکورہ واگزار کرادی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ گزارش کروں گی کہ واگزار تو کرالی گئی ہے لیکن وہاں مارکیٹ ویسے ہی موجود ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ اس issue کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ اس پر کام ہوتا رہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس میں اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے موجود ہیں۔ باقی انہوں نے ایک نئی بات کی ہے لہذا یہ نئے سرے سے تحریک التوائے کار دے دیں اُس کو دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کر لیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! انہوں نے جو پہلے تحریک التوائے کار پیش کی تھی اُس میں یہ بات نہیں کی جو ابھی کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ نئی بات ہے اس لئے یہ نئے سرے سے تحریک لے آئیں اُس کے مطابق ہم جواب دے دیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ نئی بات کیسے بنتی ہے؟ یہ تحریک میں نے چھ مرتبہ جمع کرائی ہے پھر ایجنڈے پر آئی ہے۔ اب میں نئی بات تو نہیں کر رہی۔ اگر اس پر آپ نے کچھ کام کرنا ہے تو اسے متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: کمیٹی کے سپرد کیسے کر دیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا مقصد یہاں آ کر صرف پڑھ دینا نہیں تھا بلکہ اس پر کام کروانا ہے اور یہ کوئی اتنا غیر اہم معاملہ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس پر سپریم کورٹ کا آرڈر کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! سیشن کورٹ پھر ہائیکورٹ کا آرڈر تھا اس کو انہوں نے غیر وقف قرار دیا ہے۔ اب محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہاں پر قبضہ ہے تو اس حوالے سے اگر محترمہ چاہیں تو لاء منسٹر صاحب کے دفتر میں آ جائیں میں بھی اُدھر ہوں گا وہاں پر ہم اس پر بات کر لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ جواب غلط ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے غلط آرڈر نہیں دیا اور یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ یہ جواب غلط ہے۔ اس حوالے سے ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ نے جو بھی judgement دی ہے وہ ان کو پڑھ کر بتائی ہے۔ انہوں نے جو کہا تھا وہ اس کے برعکس ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگر کورٹ کا آرڈر ہے تو اُس کے مطابق ہی عملدرآمد ہو گا۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی؟

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو بعد میں آپ اس کو check کر لیجئے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 643/12 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں دو points raise کئے تھے کہ ڈویژنل پبلک سکول میں تعینات کی گئی پرنسپل کی عمر ساٹھ سال پوری ہو چکی ہے اور rules کے مطابق بھی ساٹھ سال عمر کی حد ہے۔ دوسرا میں نے شناختی کارڈ کی کاپی آپ کو اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بھی دے دی ہے جس کے مطابق وہ 27-03-2012 کو فارغ ہو چکی ہے مگر ابھی تک مذکورہ پرنسپل سیٹ پر براجمان ہے لہذا ڈی سی او صاحب کو حکم جاری کیا جائے کیونکہ شناختی کارڈ کے مطابق وہ اپنی عمر پوری کر چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب سے گزارش کروں گا کہ اُن کی اس تحریک التوائے کار کو ہم آج ہی دوبارہ بھیج دیتے ہیں اور جلد ہی اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر694/12 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر726 ملک محمد عباس راں صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ مجھے کہہ کر گئے تھے لہذا اُن کی اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر727 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ سیمل کامران suspend ہیں جبکہ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر734/12 میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لیکن آج میں نے انہیں ایوان میں دیکھا تھا۔ چلیں، میں اگلی تحریک التوائے کار کو take up کرتا ہوں تب تک آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ dispose of کر دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر735/12 رائے اعجاز حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!انہوں نے pending کرنے کی گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں کھڑے ہو کر غلط بات کرنا اپنے آپ کے ساتھ اور اس ایوان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ رائے اعجاز صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ میاں طارق محمود صاحب ابھی تک نہیں آئے لہذا اُن کی تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی مطالبات زر برائے سال12-2011 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈا پر ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 کے مطالباتِ زر پر بحث اور رائے شماری ہے۔اس کے بعد گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 12-2011 پیش کیا جائے گا۔اس سے پہلے کہ ضمنی بجٹ برائے سال12-2011 کے مطالباتِ زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کریں میں وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں کہ پہلے ضمنی بجٹ پر بحث کو wind up کریں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! میں معزز ممبران اسمبلی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ برائے مالی سال12-2011 پر بحث میں حصہ لیا اور اپنی مفید آراء سے ہمیں نوازا۔ اس معزز ایوان میں پیش کی جانے والی تجاویز اور آراء کو حکومت ہمیشہ سنجیدگی سے لیتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے ضمنی گرانٹ کو کم از کم رکھنے پر جو زور دیا گیا وہ financial management کے حوالے سے بہت ضروری ہے۔ جہاں تک ضمنی گرانٹ کے اجرا کے طریق کار کا تعلق ہے تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آئین پاکستان کی شق124 کے تحت ضمنی بجٹ کے حوالے سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules کے مطابق دیکھ کر تقریر نہیں کی جاسکتی۔

جناب سپیکر: وہ points لے رہے ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ بے شک معزز ممبر نے اعتراض کیا کہ میں تقریر پڑھ کر کر رہا ہوں اور مجھے بھی آج اس ایوان کا ممبر بنے 9 سال ہو گئے ہیں اور ہر دفعہ میں نے دیکھا کہ وزیر خزانہ یہاں پر اپنی wind up تقریر پڑھ کر کرتے ہیں۔ پچھلے سال کا بھی دیکھ لیں اور بے شک قومی اسمبلی اور دوسری اسمبلیوں میں بھی دیکھ لیں کہ پڑھ کر wind up speech کرتے ہیں۔ایک روایت ہے چونکہ facts & figures ہوتے ہیں جس کے ربط کو برقرار رکھنے کے لئے پڑھ

کر کیا جاتا ہے۔ بہر حال یہاں پر سب سے زیادہ بات power generation of electricity کے حوالے سے کی گئی تو میں یہاں پر بتانا چاہوں گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں اور اس کے بعد wind up speech میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ بتایا کہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کی وجہ سے آج پنجاب میں بدترین لوڈ شیڈنگ ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ آج جس شخص کی وجہ سے ملک میں بدترین لوڈ شیڈنگ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس نے واپڈا کے محکمہ کو تباہ و برباد کر دیا، جو "راجہ رینٹل" کے نام سے کرپشن کا بادشاہ ہے۔ آج انہوں نے اس شخص کو اس ملک کا حکمران بنا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستانی عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے کہ جو شخص واپڈا کا محکمہ نہیں چلا سکا تو وہ اس ملک کو کیسے چلائے گا؟ اس کے علاوہ تعلیم و صحت کے شعبوں پر بات کی گئی۔ ہم نے ہر سال کی طرح اس سال کے بجٹ میں increase کیا۔ میں یہ واضح کر دینا۔۔۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم point out ہوا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

ضمنی مطالبات زر برائے سال 12-2011 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ضمنی گرانٹس کے اجراء کے حوالے سے بعض ممبران اسمبلی نے حکومت پنجاب کے اختیار کردہ طریق کار اور اس کی قانونی حیثیت کی طرف اشارہ کیا۔ یہ تمام خدشات قطعاً بے بنیاد ہیں۔ مالی سال 12-2011 میں مالی اخراجات کے حوالے سے جو ضمنی گرانٹس جاری کی گئیں وہ آئین پاکستان کی شق 124 کے عین

مطابق اور انتہائی ناگزیر حالات کے مدنظر عمل میں لائی گئیں چنانچہ ان کی آئندہ اور قانونی حیثیت مسلمہ ہے۔مالی سال2011-12 میں جاری اخراجات۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! منسٹر صاحب پھر دیکھ کر پڑھ رہے ہیں اور یہ پوائنٹس نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں کیونکہ Rule 202 is applicable here۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اب وہ figures بتانے لگا ہوں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور wind up speech کے بارے میں دیکھ کر آیا ہوں کہ ہمیشہ wind up speech پڑھ کر کی جاتی ہے اور اب میں figures quote کر رہا ہوں کہ مالی سال 2011-12 میں جاری اخراجات کا کل تخمینہ 434۔ارب 75 کروڑ روپے لگایا گیا تاہم دوران مالی سال پیش آنے والے بعض معروضی حالات جس میں تنخواہوں اور پنشنز میں اضافہ، ڈینگی جیسی وبائی آفت سے نپٹنا اور سیلاب سے متاثرہ عوام میں وطن کارڈز کے ذریعے بقیہ رقم کی ادائیگی کے لئے ضمنی گرانٹس جاری کرنا پڑیں۔اسی طرح ضلعی حکومتوں کو بھی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ کو accommodate کرنے کے لئے ضمنی گرانٹس جاری کی گئیں تاہم اس کے باوجود رواں مالی سال کے جاری اخراجات 467۔ارب 99 کروڑ 32 لاکھ 36 ہزار روپے تک محدود کئے گئے۔ مجموعی طور پر جاری اخراجات میں سے یہ اضافہ 33۔ارب 24 کروڑ 34 لاکھ 18 ہزار روپے کا ہے جبکہ ضمنی بجٹ برائے مالی سال 2011-12 کا حجم 57۔ارب 14 کروڑ 66 لاکھ 27 ہزار روپے ہے۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ضمنی گرانٹس میں دی گئیں رقوم میں سے 23۔ارب 90 کروڑ روپے حکومت نے مختلف مدات میں بچت کر کے ادا کئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بجٹ پر تفصیلی بحث اور مفید تجاویز دینے پر تمام معزز ممبران اسمبلی کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت پنجاب نے ان تجاویز کو کھلے دل سے قبول کیا ہے اور آئندہ مالی سال میں بھی اس معزز ایوان کی تجویز کردہ ترجیحات کو مدنظر رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر!میں پنجاب اسمبلی کے تمام ملازمین کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ اجلاس کی تیاری اور اس بجٹ اجلاس کے دوران انتھک محنت کی جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے بطور اعزازیہ ان تمام ملازمین کے لئے ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آخر میں اپنے صحافی بہن بھائیوں کا بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ اجلاس کی تمام کارروائی کو عوام تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات کو ختم کروں گا جو میرے قائد اکثر کہتے ہیں:

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے راستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی ذرا ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ پانی یہیں سے نکلے گا

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر:جی، نہیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں کیونکہ میں یہ رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کے لئے floor دے رہا ہوں اور اس کے بعد آپ کو floor دیا جائے گا۔جب تک آپ سپیکر کی بات نہیں مانیں گے اُس وقت تک آپ کی بات نہیں سنی جائے گی۔آپ تشریف رکھیں۔رانا محمد ارشد مجلس قائمہ برائے جنگلات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر5037 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

نشان زدہ سوال نمبر5037 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

نشان زدہ سوال نمبر5037 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

نشان زدہ سوال نمبر5037 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ مجلس خصوصی نمبر20 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر1774/11، جعلی پیروں کی مبینہ مجرمانہ سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No. 1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spiritual leaders

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No. 1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spiritual leaders

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No. 1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spiritual leaders

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج انہوں نے 57۔ارب روپے کی illegitimate spending جن کی ہم نے اجازت دی اور انہوں نے وہ خرچ کر دیا، اِس کی وضاحت کرنے کے لئے اُن کے پاس صرف پانچ منٹ تھے جس میں انہوں نے بتانا تھا کہ ہم نے غیر قانونی طور پر 57۔ارب روپیہ کیسے خرچ کیا ہے۔ آخر میں شعر پڑھ کر یہ کہا کہ اسی طریقے سے ہم پنجاب کو develop کریں گے۔ میں ان کو اور وزیر اعلیٰ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ 57۔ارب روپے کے غیر قانونی اخراجات کے تحت صوبے کو develop کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ

ضمنی مطالبات زر برائے سال2011-12 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: ضمنی بجٹ برائے سال 2011-12 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال2011-12 کے مطالبات زر کو زیر غور لاتے ہیں۔ سال2011-12 کے ضمنی بجٹ میں مطالبات کی تعداد 42 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے 42 مطالبات زر میں سے 2 مطالبات زر پر حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔ مطالبہ نمبر 12 صحت عامہ اور مطالبہ نمبر 6 آبپاشی بحالی واراضی۔ Cut Motion کے ذریعے ضمنی مطالبات زر پر کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ(4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 12 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 12

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے میں معزز ممبر نے جو بات کی ہے اس بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ یہ آرٹیکل 124 کو پڑھ کر دیکھیں کہ ہم نے ٹھیک طریقے سے expenditure کیا یا نہیں؟ میرے پاس اس کی پوری detail ہے لیکن میں پڑھنا نہیں چاہوں گا کیونکہ اس میں اس ایوان کا ٹائم ضائع ہو گا۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 31 کروڑ 81 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 31 کروڑ 81 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے

مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 12 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ راجہ ریاض احمد، میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل، چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ)، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، مخدوم محمد ارتضیٰ، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان، راجہ طارق کیانی، جناب شاہان ملک، چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ، جناب اعجاز احمد کاہلوں، سردار کامل گجر، رانا منور حسین، حاجی لیاقت علی، میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا، رائے محمد شاہجہان خان، ملک شمشیر حیدر وٹو، جناب قاسم ضیاء، سید حسن مرتضیٰ، حاجی محمد اسحاق، محترمہ نیلم جبار چودھری، چودھری محمد طارق گجر، جناب محمد ارقم خان، جناب قیصر اقبال سندھو، چودھری ذوالفقار علی بھنڈر، ملک فیاض احمد، جناب تنویر اشرف کائرہ، جناب طارق محمود ساہی، جناب آصف بشیر بھاگٹ، جناب وسیم افضل گوندل، جناب طارق محمود علوآنہ، چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ)، جناب تنویر الاسلام، جناب غلام حبیب اعوان، جناب فاروق یوسف کھرکی، جناب محمد جاوید بھٹی، جناب شاہجہان احمد بھٹی، سید ابرار حسین شاہ، رائے محمد اسلم خان، ملک اختر حسین نول، چودھری احمد علی ٹولو، سردار محمد حسین ڈوگر، جناب امجد علی میو، محترمہ نرگس فیض ملک، محترمہ آصفہ فاروقی، محترمہ کشور قیوم، صاحبزادی نرگس ظفر، محترمہ نجمی سلیم، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ نرگس پروین اعوان، محترمہ سفینہ صائمہ کھر، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطانہ چیمہ، چودھری عبداللہ یوسف، کرنل (ریٹائرڈ)محمد عباس چودھری، جناب محمد یار ہراج، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب احسان الحق چودھری، سردار محمد خان لغاری، ڈاکٹر سامیہ امجد، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ حمیرا اویس شاہد، انجینئر شہزاد الہیٰ اور جناب منور حسین منج۔ جی، کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"31کروڑ81لاکھ 24ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر12

"صحت عامہ" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"31کروڑ81لاکھ 24ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر12

"صحت عامہ" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!.I oppose it

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو ذمہ داری یہ دی گئی تھی کہ پبلک کی ہیلتھ کو بہتر کرنے کے لئے پورے صوبہ کو ٹارگٹ کر کے آبادی اور پسماندگی کی بنیاد پر خیال رکھے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ اس کے لئے بنایا گیا تھا کہ اس کو ان تمام factors کی بنیاد پر پبلک ہیلتھ کا خیال رکھا جانا چاہئے تھا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ 95 فیصد یہ محکمہ صرف لاہور کی پبلک ہیلتھ کو بہتر کرنے کے لئے کام کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اگر لاہور کی پبلک ہیلتھ بہتر کر دی جائے تو شاید پورے پنجاب کی پبلک ہیلتھ بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ رقم جو انہوں نے مانگی ہے اگر اس کی utilization کو چیک کریں تو more than 90 percent اس کی جو releases and expenditures ہیں وہ لاہور based ہیں اور اس میں باقی 35 اضلاع کو ignore کیا گیا ہے۔ میں ضلع مظفر گڑھ کی ان واٹر سپلائی سکیموں کا جائزہ لینا چاہوں گا جو کہ کم از کم میرے حلقے کے اندر 70 واٹر سپلائی سکیمیں ہیں جن میں 60 سے زیادہ بند پڑی ہوئی ہیں، چند روپے ان کی maintenance پر لگتے ہیں اور کچھ رقم وہ ہے جو لوکل گورنمنٹ نے collect تو کر لی ہے لیکن وہ رقم ڈیپارٹمنٹ کو جمع نہ کرانے کی وجہ سے ساری کی ساری سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں۔ یہ اعزاز ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کو جاتا ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کی تمام پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی رقوم کو جاری کرتے وقت جنوبی پنجاب کے ضلع مظفر گڑھ، راجن پور، رحیم یار خان اور بہاولپور نام لکھا لیکن جب ان کو releases کا وقت آیا تو ان کی releases پر cut لگا کر لاہور شہر کی

سکیموں کو update کرنے پر خرچ کر دیا گیا جس کی بہت ساری مثالیں لاہور کے اندر ایم ڈی اے سٹی،لوکل گورنمنٹ کے فنڈزاور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے فنڈز ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹرز صاحبان!آپ مہربانی کریں ،آپ نے بات کا جواب دینا ہوتا ہے۔ listen be carefully.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!آپ بھکر،پاکپتن یانارووال چلے جائیں تو محسوس یہ ہوتاہے کہ شاید پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا ڈیپارٹمنٹ صرف لاہور شہر کے لئے بنایا گیاہے۔اس کے علاوہ دیگر کسی بھی ضلع میں اس کے اندر رقم خرچ نہیں کی جاتی۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بیس بیس سال سے جو واٹر سپلائی سکیمیں بند ہیں ان کی مثالیں بھی ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ کے اندر موجود ہیں جن کو operative حالت میں نہیں لایا جاتا۔ اب پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے ملتے جلتے چھ سات ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں جو انہوں نے لاہور شہر کی beautification and sanitation اور لاہور شہر کو خوبصورت کرنے کے لئے بنائے ہیں۔ یہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے بالکل parallel ،ایل ڈی اے کے چند شعبے بھی لاہور کی صفائی کے ساتھ مختص کئے ہیں،واسا بھی یہی کام کرتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ Lahore walled city کے تحت بھی ایک portion عوام الناس کی صحت کو بہتر کرنے کے لئے صفائی کے معاملات کو deal کرتا ہے،انہوں نے ان کے ہوتے ہوئے بھی PHA کا ڈیپارٹمنٹ بنایا ہے۔اب صرف پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رقم کو فقط لاہور کے لئے استعمال کرنے پر میں انہیں کہتا ہوں کہ یا تو یہ وزیراعلیٰ لاہور ہیں اور اگر یہ وزیراعلیٰ پنجاب ہیں تو خدارا ان فنڈز کی تقسیم کو زیادہ rationalize کر دیں۔

جناب سپیکر!میں کہتا ہوں کہ:

یہ رقم 31 کروڑ 81 لاکھ 24 ہزار روپے جو انہوں نے مانگی ہے اسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

رائے محمد شاہجہان خان:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کے علاوہ اور بھی صاحب بات کریں گے ؟

رائے محمد شاہجہان خان:جناب سپیکر!جو ہوں گے وہ آپ کے سامنے آ جائیں گے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک خاص نکتہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر پنجاب کا کوئی مستقل وزیر خزانہ ہوتا تو وہ ان excess expenditures پر نظر رکھتا اور اس کا چوکیدارہ کرتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، Be relevant.

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں ادھر آ رہا ہوں۔ یہ 31 کروڑ روپے جو اس مد میں دیئے گئے ہیں اگر ان کے expenditures کو غور سے پڑھیں تو یہ ,salaries اور allowances کے سلسلے میں رکھے ہیں اور ان کے وہ جو ملازمین مر جاتے ہیں ان کے لئے رکھے ہیں۔ آپ کے پاس ایک متعلقہ Head ہے آپ کے پاس miscellaneous اور Pensions کا head ہے اور آپ کے پاس متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے heads ہیں۔ وہ excess expenditures جو چھپائے جاتے ہیں، یہ سارے کے سارے non expenditures ہیں اور یہ ان ملازمین کے لئے چھوڑے گئے ہیں، اس بیوروکریسی پنجاب کے چھوڑے گئے ہیں جن کے متعلقہ Heads کے non development funds کی الاٹمنٹ ہوتی ہے اس کو ڈکارنے کے بعد بھی ان کا معدہ پورا نہیں ہوتا ہے پھر ادھر ادھر ہاتھ مارے جاتے ہیں ہم کیونکر non developmental expenditures کو بڑھا رہے ہیں اور developmental expenditures space گھٹائے جا رہے ہیں؟ آپ نے اس سال 220۔ارب روپے کا developmental funds رکھا تھا اور کم کر کے 168۔ارب روپے مقرر کئے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر حکومت کی کوئی financial management ہوتی، ان کا کوئی مستقل وزیر خزانہ ہوتا جن کی اس چیز پر نظر ہوتی کہ یہ expenses بڑھ رہے ہیں اور ہم اپنی developmental space کو گھٹائے جا رہے ہیں، کیا وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ ساری ministries کا چارج اپنے پاس رکھ کر ایک ایک head کا مطالعہ کرتے ہیں، کیا ان کی کوئی ایسی ٹیم ہے جو financial management پر توجہ دیتی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر آپ کہیں تو میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ ایک ایک head بھرا پڑا ہے لیکن آپ کے پاس ٹائم کی قلت ہے۔ سارے کا سارا non developmental expenditure بڑھایا گیا ہے اور پنجاب کے مستقبل کو داؤ پر لگایا گیا ہے۔ میں یہ stress کرتا ہوں کہ ایک مستقل وزیر خزانہ لگایا جائے جو پنجاب کے مالی معاملات کو مستقل دیکھے اور non developmental expenditures کو گھٹا کے developmental space کو بڑھایا جائے تاکہ پنجاب کی عوام کو

ریلیف مل سکے اور پنجاب کی عوام development دیکھ سکے۔ باغ جناح کو بار بار گرانٹ دی جاتی ہے شاید اس بجٹ کا کوئی head ہو گا جس میں لاہور کے non developmental expenditures کو نہیں چھپایا گیا؟ اس لئے جنوبی پنجاب کے رورل ایریا کے عوام بھی پنجاب کی عوام ہیں۔ خدارا ان کے لئے developmental space کو بڑھا کر کچھ چھوڑا جائے تاکہ وہ آشنا ہو سکیں کہ ترقی کیا ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جو slogan لگاتے ہیں یہ ان کی اور ان کی بیوروکریسی کی شاہ خرچیاں آپ کے سامنے ہیں ان پر غور فرمائیے اور ہمیں تو اس پر آپ کی ruling چاہئے کہ پنجاب کا ایک مستقل وزیر خزانہ لگایا جائے تاکہ یہ جو ٹیکسز یعنی GST اور لینڈ ریونیو کی صورت میں خون نچوڑا جاتا ہے اس طرح نہ ہو۔ کاش! یہ اربوں اور کروڑوں روپے آپ نے جو پنجاب کے عوام کے ان سیکٹر پر لگائے، آپ نے یہ پیسے لائیو سٹاک کے لئے مانگے ہوتے، آپ نے ایگریکلچر میں مانگے ہوتے، ڈیری ڈویلپمنٹ میں مانگے ہوتے یا آپ نے یہ پیسے farm to market roads کے لئے مانگے ہوتے تو ہم خوش دلی سے ان کو قبول کرتے اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ متعلقہ head کو کاٹ کر ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی، اور کوئی صاحب اس پر بولنا چاہیں گے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! آپ نے oppose کیا ہے، جواب دیجئے گا۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے پبلک ہیلتھ کے حوالے سے بات کی ہے تو میں بتاتا ہوں یہ supplementary grants میں 12 percent of total release budget کیا گیا اور اس میں 5 بلین روپے پورے پنجاب کے لئے equally spread ہے۔ انہوں نے specifically کہا کہ یہ لاہور کے لئے ہے ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی spending، تمام اضلاع کو allocate کیا جاتا ہے اور اس میں ان کے تمام اخراجات شامل ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

31 کروڑ 81 لاکھ 24 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 12
"صحت عامہ" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو31کروڑ،81لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ"برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر6پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر6

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جوایک ارب،14کروڑ،65لاکھ،63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جوایک ارب،14کروڑ،65لاکھ،63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر6میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

راجہ ریاض احمد، میجر(ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل،چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ)، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، مخدوم محمد ارتضیٰ، محترمہ روبینہ شاہین وٹو صاحبہ، جناب محمد اشرف خان سوہنا،جناب محمد عثمان بھٹی، ملک محمد عامر ڈوگر، سید ناظم حسین شاہ،جناب احمد حسین ڈیہر صاحب،

ملک محمد عباس راں، ڈاکٹر محمد اختر ملک، جناب محمد عامر غنی مرال، سید احمد مجتبیٰ گیلانی، میاں محمد شفیق ارائیں، جناب محمد اکرم خان کانجو، رانا اعجاز احمد نون، جناب عباس ظفر ہراج، جناب نشاط احمد خان ڈاہا، رانا بابر حسین ،جناب محمد جمیل شاہ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری ،جناب شہزاد سعید چیمہ ، چودھری فیاض احمد وڑائچ، سردار خالد سلیم بھٹی، جناب شہریار علی خان، ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، سردار محمد خان کچھی، سردار اطہر حسن خان گورچانی، سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ملک بلال احمد کھر، مہرار شاد احمد خان سیال، سردار شہزاد رسول خان جتوئی، رائے صفدر عباس بھٹی، جناب افتخار علی کھیتران عرف بابر خان، صاحبزادہ محمد غزین عباسی، جناب شاہ رخ ملک، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ، میاں محمد علی لا لیکا، سردار محمد افضل تتلا، جناب عضنفر علی خان، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد، میاں محمد اسلم ایڈووکیٹ، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، سید عبدالقادر گیلانی، رئیس ابراہیم خلیل احمد، محترمہ صغیرہ اسلام ، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ رعنا رضوی ، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈوکیٹ)، جناب پرویز رفیق، جناب طاہر نوید، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، چودھری عبداللہ یوسف، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری، محمد یار ہراج صاحب، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب ظفر ذوالقرنین ساہی، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد ، سردار عامر طلال گوپانگ ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، جناب احسان الحق چودھری، سردار محمد خان لغاری، سردار محمد یوسف خان لغاری، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد ، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری ، محترمہ حمیرا اویس شاہد، انجینئر شہزاد الہیٰ، جناب منور حسین منج۔جی، کٹوتی کی تحریک کون پیش کرے گا؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ارب 14 کروڑ 65 لاکھ 63 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 6 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ارب 14 کروڑ 65 لاکھ 63 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 6 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE/ IRRIGATION AND POWER (Malik Ahmad Ali Aulakh): Sir, I oppose.

جناب سپیکر:opposed کیا گیا ہے۔جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر !ضمنی گرانٹس دینے کے لئے Financial Book کے Rule No. 4 کے اندر وضاحت یہ کی گئی ہے کہ آپ کو وہ مجبوری بتانا ہوتی ہے کہ ایک سال پہلے جب Irrigation Department کے لئے allocations مانگ رہے تھے تو اس وقت یہ مجبوری، یہ بات سامنے کیوں نہ تھی، مثال کے طور پر اگر سیلاب آ جائے تو اس صورت میں اگر کوئی رقم لگانی پڑ جائے تو اس کو ضمنی گرانٹس کے اندر دیا جا سکتا ہے یا کسی نہر کے اندر بہت بڑا شگاف پڑ جائے تو ظاہر ہے سال پہلے اس کو estimate نہیں کیا جا سکتا کہ یہ شگاف پڑنا ہے اس کے لئے اس کی رقم رکھی جانی چاہئے تو ضمنی گرانٹس میں اگر Irrigation کے لئے پیسے رکھے جائیں تو اس کی بات سمجھ آتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ Financial Book کے Rule No. 4 کے اندر بڑی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر آپ نے کوئی رقم ضمنی گرانٹس کے طور پر کسی محکمہ کو دی ہے تو وہ رقم earliest available session گرانٹ میں پیش کرنا ضروری ہوتی ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو ہمیں allocate نہیں ہوئی یا اسمبلی نے منظور نہیں کی، ہمیں اس کی ضرورت ہے، یہ آپ ہمیں دے دیں، ہم اس کو Irrigation Department پر لگانا چاہتے ہیں تو جو cut نہروں کے اندر جولائی اور اگست کے اندر لگے تھے اور جولائی اور اگست کے اندر رقم issue کی گئی تھی جو ستمبر اور اکتوبر کے اندر لگا دی گئی تھی اب اس کی منظوری کے لئے ہمارے محترم وزیر خزانہ کو نومبر اور دسمبر میں اس ایوان کے اندر آنا چاہئے تھا نہ کہ 47۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم پورے سال کے اندر اکٹھا کر کے تو بجٹ کے اندر [******]

جناب سپیکر:ان الفاظ کو[******]حذف کر دیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:یہ وہ illegitimate expenditures ہیں جن کی اسمبلی نے ہمیں منظوری نہ دی تھی لیکن ہم ان کو خرچ کر چکے ہیں لہذا اس کی approval دے دی جائے۔اس میں مجبوری کی حالت میں جو اخراجات ہوتے ہیں یقیناً وہ ایک محکمے کے لئے ڈیڑھ ارب یا سوا ارب روپے کے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قریب نہیں ہوتے مجبوری کی حالت میں جو expenditures ہوتے ہیں وہ ممکن ہے کہ چند لاکھ یا چند کروڑ روپے ہوں تو فنانس منسٹر کو تو میں اس لئے قصوروار نہیں ٹھہرا[*********]اس لئے ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب سپیکر:ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ آپ مہذب آدمی ہیں زبان کا اچھے طریقے سے استعمال کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!newly appointed کہہ لیں،[*********] لیکنnewly appointed Finance Minister تو کہا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر:جی،یہ کہا جا سکتا ہے۔newly appointed ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر !ایک ارب14 کروڑ روپے کی رقم کا تعین یہ کیسے کرتے ہیں کہ جب یہ بجٹ بنتا ہے تو ایسی تجاویز ان کو جو پتا ہوتا ہے کہ اسمبلی کے اندر زیر بحث آئیں گی، تنقید کا نشانہ بنیں گی تو محکمہ انہیں یہ بتاتا ہے کہ آپ یہ بجٹ allocate نہ کریں۔ جونہی بجٹ پاس ہو جائے گا چند دِنوں کے بعد یہ کام کر لیں اور ضمنی بجٹ کے اندر آپ کو منظوری دے دی جائے گی۔ میں ایک بات کی وضاحت کر کے اجازت چاہوں گا کہ کالا باغ ڈیم نہ بننے کی وجہ سے ملک اور صوبے کے اندر پانی کی شدید قلت ہے۔ جب اٹھارہویں ترمیم منظور ہو رہی تھی تو پیپلز پارٹی جو کہ ہماری پارٹی ہے،اس نے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی،اٹھارہویں ترمیم کے اندر ایک شق یہ رکھی گئی کہ جب تک چاروں صوبے منظوری نہیں دے دیتے اس وقت تک کوئی mega project نہیں بن سکتا۔اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب کی لیڈر شپ نے تیسری دفعہ وزیر اعظم بننے والی شق پر زور دیا کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے باقی federation کے units پر زور نہ دیا۔

جناب سپیکر:آپ اپنے آپ کو cut motion پر confine کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!کالا باغ ڈیم کے نہ بننے کی وجہ سے زراعت، لوڈشیڈنگ، بجلی کی قلت جیسے مسائل کا سامنا ہے اور ملک کے اندر اتنی بڑی بربادی ہے۔ پانی کے لئے جس بڑے mega project کالا باغ ڈیم کی ضرورت ہے اگر وہ نہ بنایا گیا تو یقین کیجئے پنجاب کا

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نہری نظام جو دنیا کے بہت بڑے نظاموں میں سے ایک ہے اس پر اربوں روپے لگانے کا شاید کوئی فائدہ نہ ہو اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک ارب 14 کروڑ 65 لاکھ 63 ہزار کی جو رقم ہے اس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! یہ طے ہوا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں جب question put ہو رہا ہو اس وقت point of order نہیں ہو سکتا۔ اب میں question put کرنے لگا ہوں ۔ اگر وزیر موصوف نے اس کا جواب دینا ہے تو ان کی طرف چٹ بھیج دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ آبپاشی کی رقم منظور نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو suggest کیا ہے کالا باغ ڈیم بننا چاہئے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے۔۔۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان کا جو نہری نظام ہے یہ دنیا کا ایک انوکھا نہری نظام ہے by gravity دریا چل رہے ہیں تین دریا تو ہندوستان میں چلے گئے باقی تین دریا چناب، جہلم اور سندھ پاکستان کے پاس ہیں۔ By gravity جو ایک نہری نظام ہے 23 ہزار میل لمبی نہریں 2100 ملین ایکڑ رقبے کو سیراب کرتی ہیں۔ 2 کروڑ 10 لاکھ ایکڑ رقبہ کو جو نہریں سیراب کر رہی ہیں ان کی لمبائی 23 ہزار کلو میٹر ہے۔ ہمارے لئے تو یہ بہت ہی قیمتی چیز ہے، برائے نام آبیانہ ہے جو فی ایکڑ صرف 135 روپے بنتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پانی ایک ایسی ضرورت ہے جس طرح کسی انسان کے جسم میں چلتا ہوا خون ہو، اگر خون رک جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے اگر پانی نہ ہو تو اس کے بغیر زراعت ناممکن ہے۔ اس وقت پانی کے لئے جو بڑا source ہے وہ یہی نہری نظام ہے اور یہ دریا ہمارے قیمتی assets ہیں۔ جہاں تک چودھری صاحب نے کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ 7۔مارچ کو تربیلا ڈیم dead level پر چلا گیا اور 10۔مارچ کو منگلا ڈیم بھی dead level پر چلا

گیا، ہمارا جو تربیلا ڈیم کا lowest level ہے وہ 1378 feet ہے۔ یہ dead level تک پہنچ گیا تھا جس کی وجہ سے پانی کی شدید قلت پیدا ہو گئی اور پچاس فیصد پانی کم ہو گیا۔ 15۔ جون کو دریائے سندھ سے 86ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا اور اسی عرصہ میں گزشتہ سال ایک لاکھ 57ہزار کیوسک پانی آ رہا تھا۔ جہاں تک چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ ہماری حکومت کو چار پانچ سال ملے ہیں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت کے پاس اس کا اختیار نہیں ہے، صوبائی حکومت پانچ ہزار کیوسک سے زیادہ storage نہیں کر سکتی اور بڑے بڑے ڈیم بنانے کا اختیار فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے۔ دوسرا میں اس کی یہ وضاحت بھی کر دوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اس کے اختیارات صوبائی حکومت کو منتقل نہیں ہوئے۔ اس وقت جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ تین ماہ میں پانی اتنا زیادہ آتا ہے کہ 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں چلا جاتا ہے جو کہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی storage نہیں ہے 1967 میں منگلا ڈیم بنا تھا اور 1976 میں تربیلا ڈیم بنا تھا، اس وقت ہمارے پاس صرف یہ دو ڈیم ہیں اس کے مقابلے میں ہندوستان نے متعدد ڈیم بنائے ہیں اور بنا رہا ہے۔ ہمارے آپس کے تعصبات کی وجہ سے کالا باغ ڈیم اب تک نہیں بن سکا جبکہ سابق چیئرمین واپڈا جناب شمس الملک صاحب جو بڑے پایہ کے انجینئر تھے اور ان کا تعلق بھی خیبر پختونخواہ سے تھا، ان کا یہ کہنا تھا کہ نوشہرہ کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی نیچے down stream سندھ میں کوٹری سے نیچے کوئی خطرہ ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ جب پاکستان میں ہماری حکومت تھی اور وزیراعظم میاں محمد نواز شریف تھے ان کی خواہش تھی کہ یہ ڈیم ضرور بنے کیونکہ ملک کے اندر پانی کی شدید قلت ہے ڈیم بننا چاہئے لیکن افسوس کہ چار پانچ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود صرف بھاشا ڈیم کی feasibility study report بنتی رہی ہے۔ وہاں پر پچھلی حکومت نے کام کیا ہے اور نہ ہی موجودہ حکومت نے کوئی کام کیا ہے۔ یہ تو کالا باغ ڈیم کے متعلق گزارشات تھیں کہ اس کا اختیار فیڈرل گورنمنٹ کے پاس تھا، انہوں نے بنانا تھا جو کہ نہیں بنایا جس کی وجہ سے آج ہم شدید پانی کی قلت کا شکار ہیں اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ 7۔ مارچ کو ہمارے ڈیم dead level پر چلے گئے۔ ہماری ربیع میں گندم کی جو فصل تھی اس وقت اس کو پانی کی شدید ضرورت تھی اور جب گندم کی کٹائی ہو گئی خریف کی فصلات کے لئے بھی پانی کی ضرورت تھی اور آج رحیم یار خان، بہاولپور، بہاولنگر میں تقریباً پچاس فیصد کپاس کی کاشت ہوئی جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔

.جہاں تک cut motion پر انہوں نے فرمایا کہ ڈیم کی مرمت کے لئے صوبائی سپلیمنٹری گرانٹ کے لئے جو رقوم مانگی گئی ہیں یہ بالکل جائز ہیں کیونکہ دریاؤں کے پشتوں کی مرمت کے لئے جو رقم رکھی گئی تھی وہ ناکافی تھی اور اس کے لئے مزید 35 کروڑ روپے کی ضرورت تھی۔اسی طرح سیم نالوں کی دیکھ بھال اور اسی طرح جو IRSA کا ادارہ ہے انہوں نے اچانک ایک نیا cess impose کیا جس کی وجہ سے ایک کروڑ دو لاکھ روپے ان کو دینے پڑے۔اس کے علاوہ بھی ساری رقوم کی تفصیلات میرے پاس موجود ہیں۔ریلیف کی مد میں 34 کروڑ 66 لاکھ روپے دیئے گئے اور دوران ملازمت جو لوگ انتقال کر گئے ان کو پانچ ملین روپے دینے کا اندازہ تھا لیکن death کی تعداد زیادہ ہو گئی جس کی وجہ سے ان کو آٹھ کروڑ سینتالیس لاکھ روپے دینا پڑے۔ تنخواہوں کے بقایاجات کی شکل میں دو کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے ادا کرنے پڑے۔دریاؤں کے پشتوں کی مرمت کے لئے اصل بجٹ میں جو رقم رکھی گئی تھی وہ ناکافی ہو گئی۔ چنانچہ اس کے لئے پینتیس کروڑ انتالیس لاکھ تئیس ہزار روپے کی رقم رکھنی پڑی۔ اپوزیشن کے محترم ممبر چودھری احسان الحق نولاٹیا صاحب فرما رہے تھے،انہوں نے کہا تھا کہ جولائی اور اگست میں، عام طور پر flood آتے ہیں .جہاں کہیں اچانک ضرورت پڑتی ہے وہاں پر repair کروانی پڑتی ہے اسی طرح کچھ علاقوں میں جو hill torrents ہیں،رود کوہیاں ہیں ان میں پہاڑی دریاؤں سے جو طغیانی آتی ہے وہ بڑی بڑی آبادیوں کو تباہ کر دیتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں بڑی احتیاط برتی گئی ہے،وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس پر بڑی کڑی نظر رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے جس میں ہمارے جتنے بھی اخراجات ہیں اس کو minutely دیکھا جاتا ہے۔ کہیں بھی پیسے کا ضیاع نہیں ہوتا پہلے جو دور تھا اس میں fudge payments ہوتی تھی لیکن اب محکمہ آبپاشی میں وہ رواج ختم ہو گیا ہے اور اس کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے۔ یہ بہت ضروری اخراجات تھے جس کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے۔ ان پشتوں کو مضبوط کیا گیا کیونکہ ایک unprecedented, unusual flood آیا تھا جس میں بڑی تباہی ہوئی تھی اٹھارہ لاکھ کھڑی فصل تباہ ہو گئی تھی اس لئے ان پشتوں کو مضبوط کرنا ان آبادیوں کو محفوظ کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری تھی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کی تحریک کو رد کر کے اس ضمنی گرانٹ کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: کٹوتی کی تحریک کو منظور کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ان کی کٹوتی کی تحریک کو رد کر کے اور ہماری جو ایک ارب چودہ کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے کی رقم ہے ضمنی گرانٹ ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک ارب14کروڑ65لاکھ63ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر6 "آبپاشی و بحالی اراضی" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب14کروڑ65لاکھ63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب! آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے دو باتیں کی ہیں ایک تو انہوں نے کہا ہے[********]

جناب سپیکر: میں نے وہ حذف کرا دیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): آپ کا بہت شکریہ۔ میرے بھائی نے دوسری بڑی اہم بات کالا باغ ڈیم کے بارے میں کی ہے، میں انہیں درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنی پارٹی کی طرف سے یہاں پر قرارداد لے کر آئیں۔اسلام آباد میں ان کی اپنی حکومت ہے یہ initiative لیں ہم اس میں ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے، یہ اخلاقی جرأت کریں اور یہاں پر قرارداد لے کر آئیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ہم کالا باغ ڈیم کے حامی ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر![********]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر1099الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر:No, no, no. Not allowed آپ ایسی بات نہ کریں۔ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ چودھری صاحب تشریف رکھیں۔This is not good آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں۔بڑی مہربانی۔

رائے محمد شاہجہان خان:جناب سپیکر!انہوں نے کالا باغ ڈیم کے متعلق بڑی اہم بات کی ہے اس کا جواب دینا بڑا ضروری ہے۔

جناب سپیکر:آپ لکھ کر لائیں چونکہ کٹوتی کی کوئی اور تحریک موجود نہ ہے لہذا باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:میں آپ کا کیا کروں؟

رائے محمد شاہجہان خان:جناب سپیکر!میں پہلے بولوں گا۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!مجھے ابھی ٹائم دے دیں یا بعد میں مناسب وقت دے دیں۔جی، میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!حضرت غالب کا ایک شعر ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے اسد
قتل بھی کرتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار نہیں

جناب سپیکر!آج نولاٹیا صاحب کو کٹوتی کی تحریک پر کالا باغ ڈیم یاد آ گیا،اس بجٹ پر جو تقاریر ہوتی رہی ہیں ان میں اس طرف سے، پیپلز پارٹی یا(ق)لیگ سے کسی نے بھی کالا باغ ڈیم کا نام نہیں لیا۔ میں نے یہاں پر کالا باغ ڈیم کی پوری تاریخ بیان کی ہے اور اس پر ادھر سے ہی ایک آواز آئی تھی "کنوں" بنا دے۔اب صورتحال یہ ہے کہ وہ لوگ، وہ صوبے جنہوں نے یہ کہا تھا کہ کالا باغ ڈیم ہماری نعشوں پر بنے گا، ہم بموں سے گرا دیں گے آج وہ لوگ ایک دوسرے کی بغل میں بیٹھے ہیں، یہ قاتل قاتل سمدھی بن گئے ہیں۔کیا ان تین صوبوں کی قیادت کالا باغ ڈیم بنانے کی منظوری نہیں دے سکتی؟صرف نواز شریف کو مطعون کرنے کے لئے کہ اس نے اٹھارہویں ترمیم پر تیسری مرتبہ وزیر اعظم بننے پر زور دیا اور کالا باغ ڈیم پر زور نہیں دیا۔یہ تین صوبوں کی طاقتیں اکٹھے بیٹھی ہیں کیا وہ کالا باغ ڈیم نہیں بنا سکتیں؟یہاں

پرenergy crisis پر جو تقریریں ہوئی ہیں، آپ مصنوعی طریقے سے energy crisisتو پیدا کر سکتے ہیں لیکن پانی مصنوعی طریقے سے پیدا نہیں کر سکتے۔آپ H^2O کو مصنوعی طریقے سے پیدا نہیں کر سکتے۔ہندوستان نے ہمارے دریاؤں کا پانی روک لیا ہے، ایک بدبخت جرنیل نے ہمارے دریاؤں کو بیچ دیا، جو تین دریا ہمارے ہاتھ میں آئے ایک بدبخت جرنیل نے اس کے ڈیموں کو freeze کر دیا اور تیسرے جرنیل پرویز مشرف نے ہمارے دریا ہندوستان کے حوالے کر دیئے کہ ہم ان پر ڈیم نہیں بنا سکتے آپ لوگ بناؤ اور ہندوستان نے 35 منصوبے مکمل کر کے چناب اور جہلم کا پانی روک دیا ہے۔جب دریا میں پانی نہیں آئے گا تو ادھر پانی کیسے آئے گا؟ یہاں پر راجہ ریاض صاحب نے یہ دھمکی دی کہ ہم بھی پانی کے لئے احتجاج کریں گے تو میں نے اس کے جواب میں کل بھی یہ بات کہی تھی کہ بھائی! یہاں پر احتجاج کرو گے تو یہ آپ کی حکومت کے خلاف جائے گا چونکہ دریائی پانی کا حصول مرکزی حکومت کا کام ہے۔ہندوستان نے ان پر 65 منصوبے تعمیر کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے، جہلم، چناب اور سندھ پر بھی tunnels کے ذریعے پانی نکال رہا ہے۔ان لوگوں کو تب سمجھ آئے گی جب سندھ کا پانی بھی نکال لے گا۔پھر یہ کہیں گے مہاراج دیا کرو، کرپا کرو ہمیں یہ پانی دے دو، اب پانی پر لڑائی ہو گی۔

جناب سپیکر! پانی ہماری زندگی ہے، پانی پنجاب کی زندگی ہے، خیبر پختون خواہ کی زندگی ہے، بلوچستان کی زندگی ہے، سندھ کی زندگی ہے اور پاکستان کی زندگی ہے۔آج نولاٹیا صاحب کو کالا باغ ڈیم کا درد اٹھا ہے تو یہ مرکز میں بیٹھی ہوئی قیادت سے مطالبہ کریں جو آج ایک دوسرے کی گود اور بغل میں بیٹھے ہیں وہ یہ ڈیم بنائیں، وہ بنا سکتے ہیں اور ان کو بنانا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اس پر تھوڑی اور روشنی ڈال لینے دیجئے کہ 1952 میں کالا باغ ڈیم پر feasibility تیار ہوئی اس کے بعد آنے والی کسی بھی حکومت نے کالا باغ ڈیم نہیں بنایا حتیٰ کہ ایوب خان نے تین دریاؤں کا سودا کر دیا، بھٹو صاحب آئے تو انہوں نے بھی نہیں بنایا، ضیاء الحق نے اسے freeze کر دیا، پرویز مشرف نے تینوں دریا ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔مجھے اس قیادت پر حیرت ہے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم پرویز مشرف کو وردی میں دس مرتبہ کامیاب کرائیں گے اور پرویز مشرف جاتے جاتے اپنی وردی شجاعت حسین کو دے گیا، اپنی کھال پرویز الٰہی کو دے گیا اور اپنے جوتے صدر زرداری کو پہنا گیا۔مجھے بڑے درد کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ مجھے اپنی قیادت پر حیرت ہے کہ وہ کس ضد کو لے کر بیٹھے

ہیں کہ کالا باغ ڈیم نہیں بننے دینا، یہ ہماری زندگی ہے، یہ ہمارےenergy crisis کا علاج ہے، یہ ہمارے پانی کا علاج ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: یہ ہماری زندگی ہے، اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں کو یہ سوچنا چاہئے اور میں آپ کے توسط سے ایک بات اور notice میں لانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کا جو درد رکھتے ہیں، جنوبی پنجاب کو صوبہ بھی بنانا چاہتے ہیں، دریائے سندھ سے جنوبی پنجاب کا صرف ایک ضلع سیراب ہوتا ہے یہ اس کی نہر بھی بند کروا دیتے ہیں اس پر ہم اپر پنجاب کے لوگ ہی قربانی دیتے ہیں اور خانکی سے جوLCC east کی دو نہریں نکلتی ہیں وہاں سے ان کی زمین کی سیرابی کے لئے پانی مہیا کرتے ہیں۔ان کو سوچنا چاہئے کہ جب پانی کا قحط آئے گا، جب یہ بنجر ویران اور قحط زدہ ملک ہو جائے گا تب ان لوگوں کو ہوش آئے گا لیکن آج یہ اپنی ضد پر اڑے بیٹھے ہیں، اپنی پارٹیوں کے دھڑوں میں، ان کی سوچ پر یہ لوگ پابند ہو کر بیٹھے ہیں اور لب کشائی نہیں کر سکتے۔ ڈر کے مارے ان کو اتنی بھی جرأت نہیں کہ یہ اپنی قیادتوں سے اپنی زندگی مانگ سکیں، اپنی زندگی کے لئے واویلا کر سکیں، اپنی زندگی کے لئے احتجاج کر سکیں۔کالا باغ ڈیم ہمارا علاج ہے، کالا باغ ڈیم ہماری زندگیوں کی ضمانت ہے، اس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ یہ آنے والے وقت کاvision کر لیں کہ جب ہمارے تینوں دریاؤں پر ہندوستان نے مکمل طور پر قبضہ کر لیا تو پھر انہیں ہوش آئے گا، پھر یہ کہیں گے کہ مہاراج ہم پر کرپا کرو، ہم پر دیا کرو، ہمارا پانی چھوڑ دو۔ وہاں پر تین صوبوں کی قیادتیں اکٹھی بیٹھی ہیں اس لئے آنے والے قحط زدہ وقت کو دیکھ کر ان کو سوچنا چاہئے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔نولاٹیا صاحب میگا پراجیکٹ پر کہہ رہے ہیں کہ consensus ہونا چاہئے، میں ابھی ایک اور انکشاف کرتا ہوں کہ میں 1985 کی اسمبلی میں بھی ادھر موجود تھا ڈھکو صاحب اور ہمارے ایک اور دوست یہاں پر موجود ہیں جو اس بات کے شاہد ہیں کہ تینوں صوبوں نے، سرحد نے بھی یہ کہا تھا کہ کالا باغ ڈیم ہماری نعشوں پر بنے گا، بلوچستان نے بھی کہا تھا کہ ہماری نعشوں پر بنے گا اور یہ قرار دادیں پاس کی تھیں۔اس وقت ضیاء الحق کی صوبائی حکومتیں تھیں اور پنجاب کے اندر یہcredit ہمیں جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ سے میں، فیصل آباد سے فضل حسین راہی اور جھنگ سے ریاض حشمت جنجوعہ ہم تین لوگ تھے جنہوں نے ضیاء الحق کو یہاں اسمبلی میں داخل ہونے پر challenge کیا تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ How dare you enter this House? ہم نے اعتراض کیا تھا کہ تم یونیفارم میں اس ایوان کے اندر کیسے بیٹھ سکتے ہو؟ اس وقت تینوں صوبوں کی حکومتوں نے کالا باغ ڈیم

کے خلاف قرار دادیں پاس کی تھیں جبکہ پنجاب کے اندر ہمارے pressure اور میاں محمد نواز شریف کی فراست کے باعث کالا باغ ڈیم کے خلاف قرارداد پاس نہ ہوئی۔ میں یہ سارا credit میاں محمد نواز شریف کو دیتا ہوں جنہوں نے اس وقت بھی کالا باغ ڈیم کی مخالفت نہیں کی تھی تو پھر آج پنجاب کیسے مخالفت کرے گا؟ میں آخر میں عرض کر دوں کہ ادھر سے چودھری ظہیر الدین خان نے یہ طعنہ بھی دیا تھا کہ شہباز شریف جائے اور کالا باغ ڈیم بنا کر وہاں پر اپنی تختی لگا کر آئے۔ میاں محمد شہباز شریف کیسے کالا باغ ڈیم بنا سکتا ہے اور وہاں پر اپنی تختی لگا سکتا ہے؟ باقی تین صوبوں کی قیادت اکٹھی ہے اور ایک دوسرے کی بغل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جب تک یہ کالا باغ ڈیم بنانے کی اجازت نہیں دیتے تو اس وقت تک پنجاب اکیلا کیسے کالا باغ ڈیم بنا سکتا ہے؟ یہ میرا پُرزور مطالبہ ہے کہ کالا باغ ڈیم پر بحث کے لئے آپ ایک دن اور وقت مقرر کریں۔ مجھے لگتا ہے کہ آج اجلاس prorogue ہو جائے گا اس لئے آج ہی کٹوتی کی تحاریک کے بعد دو گھنٹے کا وقت مقرر کریں اور کالا باغ ڈیم پر بحث کرائیں۔ بے حد شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دے دیں تاکہ میں میاں رفیق کی باتوں کا جواب دے سکوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! ہم میاں صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس وقت ملک کے اندر energy crunch ہے اس لئے dams بننے چاہئیں لیکن اس کے لئے inter provincial harmony کی ضرورت ہے۔ پہلے صوبوں کے اندر محبت اور پیار کا رشتہ قائم کیا جائے۔ اگر ڈکٹیٹر کی پیداوار جماعت کے ممبران آج یہ کہہ رہے ہیں تو ان کو پہلے اپنا ریکارڈ درست کرنا چاہئے کیونکہ ضیاء الحق سمیت تمام ڈکٹیٹروں نے کالا باغ ڈیم کو politicize کیا۔ انہوں نے پاکستان کے اندر political mandate کو divide کرنے کے لئے، سندھ اور پنجاب کے mandate کو بدلنے کے لئے کالا باغ ڈیم کے issue کو politicize کیا کیونکہ ان کے پاس کوئی دوسرے issues نہیں تھے کہ جن کی بنیاد پر وہ سیاست کر سکتے۔ انہوں نے ان national issues کو politicize کیا۔ آج وہ تمام جماعتیں اس چیز کی ذمہ دار ہیں جو آمریت کی گود میں بیٹھ کر پروان چڑھی ہیں۔ آج ان حکمرانوں کو مینار پاکستان سے گھسیٹ کر لائیں اور ان سے پوچھیں کہ انہوں نے اس وقت کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بنایا جب وہ ڈکٹیٹر کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ رائے صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر: اب ہم ضمنی مطالبہ زر نمبر 1 کو لیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 93 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 35 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 86 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 27 کروڑ 4 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 59 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 72 کروڑ 14 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 20 کروڑ 72 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

کورم کی نشاندہی

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! کورم نہیں ہے اور میں اس کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

ایوان میں کورم نہیں ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال 12-2011 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 56 لاکھ 75 ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6۔ارب 38 کروڑ 62 لاکھ 52 ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6۔ارب 25 کروڑ 93 لاکھ 79 ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 58 لاکھ 20 ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 59 لاکھ روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 50 کروڑ 59 لاکھ 84 ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"ایک ضمنی رقم جو 29 کروڑ 10 لاکھ 45 ہزار روپیہ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو15 کروڑ91لاکھ32ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو19 کروڑ2لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو9 کروڑ33لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 92 کروڑ 69 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10۔ارب 99 کروڑ 38 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 94 لاکھ 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو19۔ارب11 کروڑ62لاکھ 54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6 کروڑ29لاکھ 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو81 کروڑ83لاکھ 56ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ایفون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹوروں اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 39

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 42

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2012 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: Not allowed. I am reading.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔جی، وزیر خزانہ!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج خادمِ اعلیٰ موجود ہیں اس لئے میں اُن کی موجودگی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں بعد میں ٹائم دوں گا۔ابھی آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں۔ مجھے کام کرنے دیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر ضرور دیجئے گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو floor دوں گا لیکن مجھے بات کرنے دیں۔جب میں بات کر رہا ہوں تب تھوڑا خیال کیا کیجئے۔اب وزیر خزانہ صاحب منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 2011-12 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur-Rehman): Mr. Speaker! I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2011-12.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2011-12 has been laid.

بسراء صاحب! اگر آپ relevant رہیں گے تو آپ کا mike کھلے گا لیکن irrelevant ہوں گے تو action بھی ہو گا یہ میں آپ کو بتا دوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔بسراء صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہوں نے relevant بات کرنی ہے تو کریں ورنہ اُن کو ٹائم مت دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی اور پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر: تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف دو تین باتیں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: اگر آپ کی پوائنٹ آف آرڈر پر بات relevant ہو گی تو سنوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آج قائد ایوان یہاں پر موجود ہیں اس لئے صرف دو تین باتیں گزارش کرنا چاہتا ہوں جو بڑی relevant ہوں گی۔اس ایوان کے اندر ہماری بہنیں خواہ وہ اِدھر بیٹھی ہوں، خواہ اُدھر بیٹھی ہوں، ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں۔اسلام کے اندر بھی عورت کا جو مقام ہے وہ بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ ہم عورت کے تقدس اور عظمت کی بات کرتے ہیں کہ وہ ہماری ماں بھی ہے، بہن بھی ہے اور ہماری بیٹی بھی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میرے خیال میں interrupt کرتے ہوئے یہ روّیہ اختیار کرنا مناسب نہیں ہمارے لئے نہ سہی کم از کم خادم اعلیٰ کے لئے ہی چپ کر جائیں۔ خادمِ اعلیٰ یہاں پر تشریف فرما ہیں اُن کو بھی بعد میں سن لیجئے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ irrelevant ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آج اڑتالیس گھنٹے گزرنے کے باوجود جن خواتین کے متعلق جو نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے، میں نے نہیں سنا کہ خادم اعلیٰ نے اس کا کوئی notice لیا ہو۔۔۔

جناب سپیکر: جی،اُس کا notice لیا جا چکا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ زیادتی ہے۔آپ ہمیں بات بھی مکمل نہیں کرنے دیتے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، بس کریں۔ان کا mike بند کر دیں۔اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(116)/2012/710. Dated 23rd June 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. June 23, 2012 (Saturday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 22nd June, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"